صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اڑتیسواں اجلاس)

منگل، 10 - ستمبر، 1996ء

(سہ شنبہ، 25 - ربیع الثانی، 1417ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں 10:00 بجے صبح زیر صدارت جناب سپیکر محمد حنیف رامے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ
تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ
تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾
وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾

سورة الصف آیات 10 تا 13

مومنو ! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے۔ (وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغ ہائے جنت میں جن میں نہریں بہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور ایک اور چیز جس کو تم بہت چاہتے ہو (یعنی تمہیں) اللہ کی طرف سے مدد (نصیب ہوگی) اور فتح (عن) قریب (ہوگی) اور مومنوں کو (اس کی) خوشخبری سنا دو۔

وما علینا الا البلاغ ۰

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر، جناب سیکرٹری صدر نشینوں کے اسمائے گرامی پڑھ کر سنا دیے جائیں۔

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء کے قاعدہ ۱۴ کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

۱۔	رانا آفتاب احمد خان	پی پی ۵۲
۲۔	چودھری محمد وصی ظفر	پی پی ۴۵
۳۔	سید محمد عارف حسین بخاری	پی پی ۷۹
۴۔	ملک طاہر سلطان میلادی کھر	پی پی ۲۱۴

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، جناب سپیکر! میں ایک کارِ خیر کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ سندھ اسمبلی کی کارروائی تلاوتِ قرآنِ پاک اور نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شروع ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ روایت مستحسن اور قابل تقلید ہے۔

جناب سپیکر، آہستہ آہستہ پورا میلاد شریف نہ شامل کر دیجیے۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، اگر آپ بھی قدم آگے بڑھاتے ہوئے یہ سلسلہ یہاں شروع کر دیں تو برکت ہو گی اور برکت کے لیے یہ مناسب ہے۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ آپ کا موقف سن لیا گیا ہے۔ صوبائی اسمبلی میں آج ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے سوالات کا وقفہ شروع ہوتا ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر، جی ایک منٹ۔ وقفہ سوالات شروع ہو گیا ہے۔ اب آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر بتائیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ پرسوں ۸ ستمبر کے پاکستان اخبار نے میرے متعلق ایک خبر شائع کی ہے کہ میں نے ۸ دیگر ایم۔ پی۔ ایز کے ساتھ جناب آصف زرداری اور نواز کھوکھر سے ملاقات کی ہے اور انھیں یقین دلایا ہے کہ میں مسلم لیگ کی تحریک کا ساتھ نہیں دوں گا۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ خبر بالکل جھوٹ کا پلندہ

ہے اور میں نہایت احترام کے ساتھ ان دونوں شخصیات پر جناب آصف زرداری اور جناب نواز کھوکھر سے ملاقات کرنے والے پر اور ان دونوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں وفاداری تبدیل کرنے کو اپنے ایمان کے خلاف سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ language کوئی مناسب نہیں ہے۔ وہ بھی کسی اسمبلی کے رکن ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک معزز رکن کو دوسرے معزز رکن کے بارے میں ایسا نہیں کہنا چاہیے۔

معزز ممبران حزب اختلاف، نہیں، نہیں۔ ملاقات کرنے والے پر کہا ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں نے ان سے ملاقات کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

جناب سپیکر، کیا؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جو اُن سے اپنی پارٹی سے وفاداری تبدیل کر کے ملاقات کرے ان پر میں نے لعنت بھیجی ہے۔

جناب سپیکر، اچھی بات ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میں آج بھی سمجھتا ہوں کہ جو اپنی پارٹی کے ساتھ دھوکہ دہی کرتے ہیں یا فلور کراسنگ کرتے ہیں وہ قابلِ لعنت ہیں۔

جناب سپیکر، بہرحال بہتر یہ ہے کہ لعنتیں کم ہی بھیجی جائیں۔ (قہقہے)

میرا خیال ہے کہ آپ کی بات پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے حضرات نے سن لی ہے اور امید ہے کہ وہ خاطر خواہ طریقے سے آپ کی بات کو اپنے اخبارات میں جگہ دے دیں گے۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، جی، خواجہ صاحب پہلے کھڑے ہوئے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! پرسوں قومی اسمبلی میں قائد حزبِ اختلاف میاں نواز شریف صاحب نے موجودہ حکومت کی تین سالہ کارکردگی کا جو نقشہ پیش کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب اس کا آج کی کارروائی سے کیا تعلق ہے؟

خواجہ ریاض محمود، میں بات اچھی کر رہا ہوں۔ بات آگے جانے دیں۔ ماشاء اللہ آپ کو بھی یہ بات پسند

آئے گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح انھوں نے دو گھنٹے تقریر کی اور اس کے جواب میں وزیر اعظم صاحبہ نے بھی انتہائی خلوص اور محبت کا اظہار کیا۔ یہ دونوں تقاریر جب اخبارات میں چھپی ہیں تو پورے ملک میں سیاسی خوشگوار حالات دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ آج ماشاء اللہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس کا پہلا دن ہے۔ میں اپنے دونوں طرف کے بھائیوں سے یہ درخواست کروں گا کہ ان اثرات کو زائل نہ ہونے دینا بلکہ ان کو مزید ٹھنڈا کرنا ہے تاکہ ملک بچ سکے۔

جناب سپیکر، بہت اچھا۔ ماشاء اللہ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ اسمبلی کا اجلاس طلب کرنے کا جو طریقہ قواعد انضباط کار پنجاب اسمبلی میں درج ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ اسمبلی کے اجلاس کا وقت اور کام سے اراکین اسمبلی کو مطلع کیا جائے لیکن اس کے ساتھ proviso یہ ہے کہ اگر مختصر وقت کے لیے اسمبلی کا اجلاس بلایا جائے تو ذرائع ابلاغ پر خبر کا نشر ہونا یا پرنٹ میڈیا میں خبر کا چھپ جانا ہی کافی ہے۔ لیکن اس ہاؤس کی یہ روایت رہی ہے کہ ایجنڈے کے متعلق ہمیشہ اجلاس سے کم از کم دو یوم قبل اراکین اسمبلی کو مطلع کیا جاتا رہا ہے لیکن اب یہ روایت پختہ ہوتی جا رہی ہے کہ اراکین اسمبلی جب اس ایوان میں داخل ہوتے ہیں تو ایوان کی میز پر ہی ان کو ایجنڈا ملتا ہے اس کے علاوہ اسمبلی کے سیکرٹریٹ نے کبھی تکلف نہیں کیا کہ وہ اراکین اسمبلی تک ایجنڈا پہنچائیں۔ جناب والا! میں اس بارے میں آپ کی واضح رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں اور میں اپنے سیکرٹریٹ کو بھی ہدایت کرتا ہوں۔ میں محترم وزیر قانون میاں افضل حیات صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انھیں بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس معاملے میں جو سابقہ روایت ہے کہ اراکین اسمبلی کو اجلاس سے مناسب وقفہ پہلے اسمبلی کے ایجنڈے کے بارے میں اطلاعات ہو جانی چاہئیں۔ اس کا اہتمام کرنے میں جو کوتاہی ہو رہی ہے اسے دور کر کے دوبارہ اس پرانی روایت کو قائم کیا جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ نے ایک اور بھی اچھی روایت ڈالی ہے۔ کئی دفعہ اس وجہ سے بھی تاخیر

ہو جاتی ہے کہ آپ اجلاس سے قبل حزب اختلاف اور حکومت کی ایک اکٹھی میٹنگ بلاتے ہیں جس میں کافی حد تک ایجنڈے کو finalize کیا جاتا ہے۔ اس finalization کی وجہ سے بھی اس میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ آئندہ دیکھیں گے اور ہم آپ سے مل کر یہ بات بھی طے کر لیں گے کہ اس کو بھی کیسے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، کوشش کرنی چاہیے۔ یہ بہت اچھی روایت ہے اور مجھے اس پر فخر ہے کہ ہم اسے جاری کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ میں اس میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں کا شکر گزار ہوں جو میری دعوت پر میرے چیمبر میں تشریف لاتے ہیں اور اتفاق رائے کی ایک اچھی رسم چل پڑی ہے۔ کم از کم ایجنڈے کی حد تک ہی سہی۔ لیکن یہ ہے کہ یہ میٹنگ بھی پہلے بلائی جا سکتی ہے۔ اس مرتبہ اس میں کوتاہی اس لیے ہوئی کہ اگرچہ سمری وزارت قانون کی طرف سے بہت پہلے چلی گئی تھی لیکن گورنر صاحب کے دستخطوں سے جب وہ واپس آئی تو ٹائم کے بارے میں کوئی معاملہ تھا۔ میں اراکین اسمبلی سے گزارش کروں گا اور مولوی عبدالرزاق صاحب سے خاص طور پر کہ وہ مہربانی سے میری بات توجہ سے سنیں۔۔۔ قبلہ مولانا از راہ کرم ذرا توجہ فرمائیے۔۔۔ تو کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اطلاع بہر حال اراکین کو بروقت ملے اور کافی عرصہ پہلے ملے۔ کم از کم دو دن پہلے ملے اور اس اعتبار سے جب بھی اجلاس بلانے کا موقع ہو۔ اپوزیشن ریکوزیشن دے یا حکومت خود اجلاس طلب کرے تو سیکرٹریٹ کو بھی یہ اہتمام کرنا چاہیے کہ یہ میٹنگ جو اپوزیشن اور حکومت کے اراکین کے درمیان سپیکر چیمبر میں ہوتی ہے یہ بھی پہلے ہو تاکہ اس کا فیصلہ بھی اراکین تک بروقت پہنچ جائے۔ مہربانی ۔۔۔ اب سب سے پہلا جو سوال ہے وہ حاجی مقصود احمد بٹ کا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، ذاتی وضاحت۔

جناب سپیکر، جی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میں ذاتی وضاحت پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۷ ستمبر کے روزنامہ "نوائے وقت" میں صفحہ اول پر بڑی جلی سرخیوں کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ڈیڑھ سو ارکان میں اڑھائی ارب روپے کے قیمتی رہائشی اور کمرشل پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ پلاٹ الاٹ کروانے والے خوش نصیبوں یا بدنصیبوں میں اخبار نے لکھا ہے کہ آپ کا نام شامل نہیں ہے۔

جناب والا! میں ۱۹۸۵ء میں بھی رکن اسمبلی منتخب ہوا تھا۔ اس وقت کی حکومت نے بھی پلاٹوں کی بندر بانٹ کی تھی۔ میں اب دوبارہ اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا ہوں۔ رہائشی اور کمرشل پلاٹ اراکین کو الاٹ کیے جا رہے ہیں۔ میں وہ رکن اسمبلی ہوں کہ جو ہر وقت رب کائنات کی بارگاہ میں دعا گو رہتا ہوں کہ مولا جس دن میں پلاٹ' پٹہ' پرمٹ' الاٹمنٹ اور دوسری مراعات کے لیے کسی حکمران کے سامنے دست سوال دراز کروں وہ میری زندگی کا آخری دن ہو۔ لیکن افسوس ہے کہ اخبار نے جہاں آپ کا نام شائع کیا ہے' اخبار کو چاہیے تھا کہ میرا نام بھی شائع کرتا۔ میں ۱۹۸۵ء سے لے کر آج تک رکن اسمبلی ہوں۔ میں اس مقدس ایوان میں رب ذوالجلال کے جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اگر ایک پائی کی ناجائز کمائی کی ہو تو میں نے اپنی ماں اور بہن کی ناجائز کمائی کھائی ہو۔ اس کے باوجود بھی اخبار میں آپ کے نام کے ساتھ اگر میرا نام بھی لکھ دیا جاتا تو کم از کم میں اپنے عوام میں اپنے آپ کو سرخرو پاتا۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ بڑی نوازش۔ پریس گیلری والے سن رہے ہیں۔ امید ہے کہ وہ آپ کا اسم گرامی بھی اس سلسلے میں واضح طور پر بتا دیں گے۔ جی بسم اللہ' عباس صاحب۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر ، جناب والا! اسی وساطت سے میں بھی ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۸۵ء سے میں اور میرے یہ بھائی بھی اکٹھے منتخب ہوتے آ رہے ہیں اور اسمبلی کے ممبر ہیں لیکن میں ۱۹۸۵ء میں پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ تھا۔ میں نے اس دن سے لے کر آج تک ایک مرلے کا پلاٹ یا کوئی بھی مراعات نہیں لیں۔ میں پریس والوں سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری ہونے کے باوجود بھی میں نے کوئی پلاٹ یا کوئی چیز نہیں لی۔ یہ ایک اس طرح کی فہرست شائع کر دیں کہ ان لوگوں نے کوئی مراعات نہیں لیں یا کوئی پلاٹ نہیں لیا۔ ہم بھی ان میں شامل ہیں حالانکہ اس وقت ہماری حکومت بھی تھی اور میں اس وقت پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ تھا۔

جناب سپیکر، ابھی بات ہے۔ جناب بدرالدین چودھری۔ (قطع کلامیاں) I call the House to order please.

وزیر صحت (شہری علاقہ جات) ، جناب سپیکر! فیصل آباد کے دو معزز اراکین اسمبلی خان انور علی خان بلوچ کی والدہ' شفیق صاحب کے بھائی اللہ کو پیارے ہوئے ہیں آج پہلا سیشن ہے۔ میری درخواست

ہے کہ ان کے لیے فاتحہ خوانی کروا لی جائے۔

جناب سپیکر، دعائے خیر کیجیے گا۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)

جناب سپیکر، آج کے سوالات میں پہلا سوال جناب حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔ ایک مرتبہ یہ وقفہ سوالات شروع ہو جائے۔ اچھا نہیں لگ رہا کیونکہ آپ پھر سوالات کے جوابات بھی چاہتے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 1639

معاوضہ کی ادائیگی کے اقدامات

*1639۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم ایروج روڈ کی زد میں آنے والے خسرہ نمبر ۱۵۰۰ رقبہ موضوع فتح گڑھ کے کتنے نجی مالکان اراضی کی زمینیں حاصل کی گئی تھیں۔ان کے نام کیا ہیں۔

(ب) مذکورہ خسرہ کے متاثرین میں سے ماہ نومبر ۱۹۹۴ء سے اب تک کتنے افراد نے معاوضہ طلبہ/عمارت کے حصول کے لئے درخواستیں پیش کی ہیں۔ان کے نام اور ڈائری نمبر و تاریخ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے متاثرہ افراد میں سے کتنے افراد ابھی تک معاوضہ کی ادائیگی سے محروم ہیں اور اس تاخیر کے ذمہ دار افسران کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے نیز بقایا افراد کو کب تک ادائیگی کر دی جائے گی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سجانی):

(الف) تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم ایروج روڈ کی زد میں آنے والے خسرہ نمبر ۱۵۰۰ رقبہ موضع فتح گڑھ میں ۱۵ عدد مالکان اراضی سے رقبہ حاصل کیا گیا جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ خسرہ نمبر میں سے ۱۵ عدد مالکان اراضی سے رقبہ حاصل کیا گیا۔ماہ نومبر ۱۹۹۴ء کے بعد نمبر خسرہ مذکورہ کے متاثرین میں سے معاوضہ مکانات/طلبہ کے حصول کے لئے دفتر ھذا میں کوئی درخواست وصول نہ ہوئی۔ قاعدہ کے مطابق تشخیص شدہ معاوضہ کے حصول کے لئے متذکرہ شخص تحریری درخواست لینڈ ایکوزیشن کلکٹر صاحب کو دیتا ہے اور بعد از جانچ پڑتال معاوضہ کی

ادائیگی بذریعہ پے آرڈر جاری ہوتی ہے۔ تاہم درخواست منجانب عبدالعظیم مورخہ ۹۴-۹-۱۴ وصول ہوئی جو کہ زیر کارروائی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے ایوارڈ کی تصدیق شدہ کاپی برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے ابھی یہ بات فرمائی ہے کہ انہیں یہ درخواست ۹۴-۹-۱۴ کو ملی تھی لہٰذا آپ خود دیکھیں کہ آج دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور ابھی تک یہ زیر کارروائی ہے ۔ جناب سپیکر ! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ عبدالعظیم اسی اسمبلی میں آپ کے زیر سایہ ملازم رہے ہیں ابھی تقریباً چھ ماہ پہلے ان کی ریٹائرمنٹ ہوئی ہے یہ معاملہ ان کی طرف سے تھا ۔ آج آپ دیکھیں کہ دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے اگر اسمبلی کے ملازم کی یہ پوزیشن ہو تو عام آدمی کا کیا حشر ہو گا کیا اس کی کوئی چوتھی نسل آئے گی جس کو یہ معاوضہ دیا جائے گا۔ میں وزیر موصوف سے یہ چاہتا ہوں کہ اس درخواست کو جو آج تک سرخ فیتہ لگا رہا ہے جن ملازمین نے اس پر کوئی کارروائی نہیں کی کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب سپیکر! عبدالعظیم کی درخواست آنے کے بعد محکمہ نے ان کو دو بار طلب کیا اور ان سے بات ہوئی اور اس کے بعد عبدالعظیم کی طرف سے مسئلہ pending پڑا ہوا ہے یہ جب بھی چاہیں ان کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے محکمہ کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے ۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میری دوسری عرض یہ ہے کہ جزو (ب) میں یہ جو جواب دیا گیا ہے کہ باقی کسی شخص نے درخواست نہیں دی تو جناب سپیکر میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ تمام متاثرین نے درخواستیں دی ہیں ان درخواستوں کو یا تو ہڑپ کیا گیا ہے یا انہیں گول کیا گیا ہے ۔ میں وزیر موصوف سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اس کی انکوائری کروائیں یا اس سوال کو ہاؤسنگ و فیزیکل پلاننگ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ جناب سپیکر ! یہ آپ کا انتخابی حلقہ ہے آپ کے علاقے کے یہ متاثرین ہیں۔ لہٰذا میری یہ درخواست ہے کہ اس سوال کو ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور انکوائری کروائی جائے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام متاثرین نے یہ درخواستیں دی ہوئی ہیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب سپیکر! محترم مقصود بٹ صحیح فرما رہے ہونگے لیکن محکمہ کے پاس ابھی تک ان کی کوئی درخواست نہیں آئی۔ جونہی وہ درخواست دیں گے ہم ان کا مسئلہ حل کر دیں

گے۔

جناب سپیکر، ازراہ کرم آپ اس بارے میں ذرا دیکھ لیجیے کہ کیا کوئی درخواستیں آئی تھیں اگر آئی تھیں تو پھر اس بارے میں کوئی مناسب کارروائی ہو جائے بعض اوقات محکمہ کی طرف سے ایک جواب دے دیا جاتا ہے لیکن اگر گہرائی میں جا کر دیکھ لیا جائے کہ اور درخواستیں بھی آئی تھیں تو پھر اس کی انکوائری کروائی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، ٹھیک ہے۔ اس کی انکوائری کروا لیتے ہیں۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے ابھی جواب میں فرمایا ہے کہ مسئلہ عظیم صاحب کی وجہ سے pending ہے تو ہم جاننا چاہیں گے کہ عظیم صاحب کی طرف سے کیا مسئلہ ہے جو ابھی تک pending پڑا ہوا ہے۔ مطلب ہے کہ محکمہ ان کی وجہ سے کارروائی نہیں کر رہا تو اس کی کیا وجہ ہے کیا ان کی طرف سے کوئی documents نہیں آئے تو کیا وجہ ہے کہ یہ مسئلہ ابھی تک pending پڑا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! عبدالعظیم کو دو بار طلب کر کے ان سے جن کاغذات کی demand کی گئی ہے وہ ابھی تک دفتر میں واپس تشریف نہیں لا سکے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! میرا سوال بڑا clear تھا ----

جناب سپیکر، انہوں نے اس کا بڑا واضح جواب دیا ہے۔

میاں فضل حق، جناب والا! انہوں نے کہا ہے کہ documents ۔ تو وہ کون سے documents مانگے گئے۔ I mean کہ وہ چیز ابھی تک اس لیے pending پڑی ہوئی ہے کہ بھئی آپ فلاں فلاں لیٹرز لے آئیے یا کوئی سرٹیفکیٹ لے آئیے جناب یہ کس وجہ سے pending پڑا ہوا ہے۔ اگر یہ سوال کیا گیا ہے -------

جناب سپیکر، بنیادی بات ہے کہ عظیم صاحب کو دو مرتبہ طلب کیا گیا ہے کہ آپ یہ یہ کاغذات لے کر آئیے وہ ابھی تک واپس نہیں آئے۔

میاں فضل حق، جناب والا! طلب کرنے کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے تو انہوں نے کون سا طریقہ کار

adopt کیا تھا ۔

جناب سپیکر، جی آپ کچھ فرما سکتے ہیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں عظیم صاحب نے اپنی ملکیت کا ثبوت پیش کرنا تھا جس کے لیے ان کو دو بار طلب کیا گیا تھا وہ اپنی ملکیت کا ثبوت نہ پیش کر سکے شاید اس کی وجہ سے وہ نہیں آ رہے ۔ وہ جونہی ملکیت کا ثبوت لائیں گے انشاء اللہ ہم ان کا یہ مسئلہ حل کر دیں گے ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔

میاں فضل حق، کیا یہ یقین کراتے ہیں کہ جونہی وہ ملکیت کا ثبوت دیتے ہیں تو اس کا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، ان کا یہی خیال ہے ----

میاں فضل حق، نہیں جناب والا! وہ categorically بتائیں کہ ہاں اگر یہ ثبوت دیں تو حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، اگر وہ ثبوت دیں گے تو بات آگے بڑھے گی ۔

میاں فضل حق، جناب والا! میں یہی چاہ رہا ہوں کہ on the floor of the House, the Minister tells us کہ اگر وہ ثبوت دیں تو ان کا مسئلہ حل ہو جائے گا ۔

جناب دریوس پستونجی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایوان میں کورم نہیں ہے ۔

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب، کورم point out ہو گیا ہے ۔ لہذا گنتی کی جائے ۔ کورم نہیں ہے ۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر، پانچ منٹ ہو گئے ہیں ۔ دوبارہ گنتی کی جائے ۔

(گنتی کی گئی کورم پورا تھا)

کورم پورا ہے۔ کارروائی دوبارہ جاری کی جاتی ہے۔ ----- حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا سوال تھا۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر، میں نے یہ کہا تھا کہ اس کو ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے

اور اس کی تحقیق کر لی جائے۔

جناب سپیکر ، میں نے انھیں کہہ دیا ہے کہ تحقیق کر لیں۔ اگر اور درخواستیں آئیں ہیں تو پھر وہ اگلا قدم اٹھائیں گے۔ اگلا سوال، حاجی مقصود احمد بٹ

حاجی مقصود احمد بٹ ، میرا اگلا سوال 1640 ہے۔

ٹولنٹن مارکیٹ کی منتقلی

*1640۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹولنٹن مارکیٹ شاہراہ قائد اعظم سے شادمان مارکیٹ میں منتقل ہو چکی ہے اگر ہاں تو نئی مارکیٹ میں آباد ہونے والے افراد کے نام کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ٹولنٹن مارکیٹ کے کئی دکاندار ابھی تک پرانی مارکیٹ ہی میں آباد ہیں اگر ہاں تو ان کے نام کیا ہیں اور مذکورہ مارکیٹ میں رہ جانے والے افراد کو نئی مارکیٹ میں منتقل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری غوث اختر سبحانی)،

(الف) یہ درست ہے کہ ٹولنٹن مارکیٹ شاہراہ قائد اعظم سے شادمان منتقل ہو چکی ہے جو دکاندار منتقل ہوئے ہیں ان کے نام بمہ متبادل دکان نمبران تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

(ب) درست ہے کہ دس دکانداروں جن کی الاٹمنٹ مختلف وجوہات، شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے منسوخ کی گئیں تھیں اور انھوں نے ہائی کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے بدستور اپنی اپنی 13 دکانوں پر قابض ہیں۔ ان کی فہرست تتمہ "ب" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اور ان کیسوں کا فیصلہ ہائی کورٹ کے حکم کے مطابق کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر ، کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر ، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کونسی وجوہات تھیں یا کونسی شکایات کی خلاف ورزی کی گئی ہے جس پر دس دکانیں منسوخ کی گئی ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر ، حاجی مقصود بٹ صاحب میرے بزرگ بھی ہیں۔ یہ

میرے محکمے کا سوال نہیں تھا۔ لیکن حاجی صاحب کو اس کے بارے میں تھوڑا سا علم پہلے بھی ہے۔ میں نے اس وقت کے حالات آپ کو اور حاجی مقصود صاحب کو عرض کیے ہیں۔ اب یہ مارکیٹ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے پاس چلی گئی ہے۔ اب کی صورت حال کا مجھے خود اندازہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر ، میرا خیال یہ ہے کہ آپ ایک نیا سوال اس موضوع پر موجودہ صورت حال کے مطابق اسمبلی کو بھجوا دیں ہم اسے لوکل گورنمنٹ کے سوالات میں شامل کر لیں گے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر، میں یہ آپ کے علم میں بات لانا چاہتا ہوں کہ سوال کو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور اگر نیا سوال دوں گا وہ میرا خیال ہے کہ آئندہ آنے والی اسمبلی میں اس کی باری آئے گی۔ جناب سپیکر ، ایسا کیوں نہیں کیا جاتا کہ وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کرا دیں۔ میں وہ دکاندار ان کے پاس لے آتا ہوں۔ وہ ہائیکورٹ سے مقدمہ واپس لے لیتے ہیں اور ان کا راضی نامہ کروا دیا جائے۔

جناب سپیکر ، حاجی صاحب، وزیر موصوف اس سلسلہ میں آپ کی مدد اس لیے نہیں کر سکتے کہ یہ محکمہ اب ان کے تحت نہیں ہے۔ اس محکمہ کا وزیر اب وزیر مقامی حکومت ہے۔ معاملہ ان کے پاس جائے گا۔ یا تو وہ ہوتے تو میں ان کو کہہ دیتا۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب سپیکر ! اس معاملے کو آج تک ایل ڈی اے deal کرتا رہا ہے۔ میں وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ ایل ڈی اے ان کے under نہیں ہے؟

جناب سپیکر : اب اس معاملے کو ایل ڈی اے کی بجائے لوکل گورنمنٹ deal کر رہا ہے۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اگر یہ سوال ان کے محکمے سے متعلق نہیں تھا تو پھر یہاں کیسے آیا؟ انھوں نے اس کا جواب بھی دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے اسے own کر لیا اور انھیں اس بارے میں properly brief کیا گیا ہے لہذا انھیں اس کا جواب دینا چاہیے۔

جناب سپیکر: نہیں اس میں آگے بہت سے سوال ایسے آئیں گے جن کے بارے میں یہی بتایا گیا ہے کہ یہ محکمہ اس سے متعلق نہیں اور اس کا جواب دوسرا محکمہ دے گا۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب والا! اگر اسی سوال کو آج pend کر لیا جائے اور اس کا جواب متعلقہ

محکمے سے حاصل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر : حاجی صاحب ! آپ کو کیا پریشانی ہے ؟ آپ اسمبلی سیکرٹریٹ میں ایک منٹ کے لیے جا کر یہ سوال از سر نو دے دیجیے ہم اسے محکمہ لوکل گورنمنٹ کو بھجوا کر جواب حاصل کر لیں گے۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب سپیکر ! میں یہ اس لیے کہہ رہا تھا کہ پہلے ہی اس سوال کی ایک سال بعد باری آئی اور اب اس پر مزید سال ڈیڑھ سال لگ جائے گا۔

جناب سپیکر : حاجی صاحب ! میں آپ کو یقین دلا رہا ہوں کہ یہ فوراً ادھر منتقل کر دیا جائے گا۔

حاجی مقصود احمد بٹ : ٹھیک ہے لیکن آپ کی یقین دہانی کے بارے میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس سے قبل بھی وزیر موصوف کے ذمے کار پارکنگ رنگ محل کا ایک کام لگایا تھا اور اس کا وقت دو ماہ مقرر کیا گیا تھا مگر آج چھ ماہ گزر چکے ہیں لیکن اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ وہاں پر یہ کام شروع ہے ۔ براہ مہربانی اس بارے میں بھی وزیر موصوف سے وضاحت طلب کر لیں۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ وزیر صاحب! آپ کو یاد ہو گا کہ شاہ عالم کے پلازہ کا مسئلہ تھا جو کہ بہت دیر سے pending پڑا ہوا ہے ۔ اس پر آج تک کیا کارروائی ہوئی ہے ۔ یہ محکمہ تو آپ ہی سے متعلق ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب سپیکر ! یہ بالکل درست ہے کہ یہ میرے ہی محکمے کا سوال تھا اور میں نے یہاں ہاؤس میں وعدہ بھی کیا تھا کہ ان کے جو جائز مطالبات ہیں انھیں ہم حل کروائیں گے۔ اس بارے میں ہم نے حاجی صاحب کے ساتھ دو تین میٹنگز بھی کیں اور میں خود حاجی صاحب اور محکمے کو ساتھ لے کر موقع پر بھی گیا۔ اس بارے میں ابھی تھوڑا سا مسئلہ pending ہے۔ حاجی صاحب! میرے بزرگ ہیں' وہ میرے ساتھ زیادتی بھی کر سکتے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی شفقت ہے لیکن میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ معاملہ انھی کی طرف سے pending ہے میری طرف سے کوئی تاخیر نہیں ہے۔ ہم کل اکٹھے بیٹھ جائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر : "ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا "۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے فرمایا کہ وہ میرا بڑا احترام کرتے ہیں ۔ میں

بھی ان کا دل و جان سے احترام کرتا ہوں۔ شاید ان کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ کمیٹی میں جو کچھ طے ہوا تھا ان تمام باتوں کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ وہاں پھر اس میں سڑک ڈالی جا رہی ہے' اور سڑک تک کھدائی ہو رہی ہے اور یہ بات وزیر موصوف کے علم میں نہیں ہے۔ انھوں نے انھیں تحریری طور پر منع کیا تھا کہ آپ اس پر کام نہیں کر سکتے لیکن کام آج بھی جاری ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کسی کو وہاں بھیج کر انکوائری کروائیں کہ وہاں کس کی اجازت سے کام ہو رہا ہے؟ اور جس سڑک کے بارے میں منع کیا گیا تھا کہ یہ سڑک نہیں ڈالی جائے گی وہ اس میں ڈالی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! از راہ کرم کمیٹی اور آپ کی طرف سے اس سلسلے میں جو ہدایات دی گئی تھیں خصوصی توجہ دے کر دیکھ لیجیے کہ اس میں کوئی کوتاہی تو نہیں ہو رہی ہے اور اگر ہو رہی ہے تو اس کا تدارک فرمائیے اور اس معاملے کے بارے میں جو چھ ماہ سے لٹکا ہوا ہے کوئی حتمی فیصلہ کیجیے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میں یہ بات تو نہیں کہنا چاہتا کہ حاجی صاحب غلط کہہ رہے ہیں۔ یہ بات میرے علم میں تھی' مجھے معلوم تھا کہ اسمبلی کا اجلاس ہے اور میں نے اس بات کا جواب دینا ہے کیونکہ میں نے ہاؤس میں یہ وعدہ کیا ہوا ہے۔ میری رپورٹ کے مطابق وہاں ایسا کوئی کام نہیں ہو رہا لیکن اگر ہو رہا ہے تو ہم اس پر سخت ایکشن لیں گے اور ایک ہفتے کے اندر اندر انشاء اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ بھی کر کے آپ کے سامنے رکھیں گے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ یہ ذہن میں رکھیے گا کہ اسی اجلاس کے دوران ہفتہ ہو جانا ہے اور ہم نے آپ سے دوبارہ پوچھنا ہے۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! میں بھی اسی معاملے پر اپنی معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! اس وقت حاجی مقصود بٹ صاحب سوال کے mover تھے اور میرا حلقہ تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے اور حاجی مقصود بٹ صاحب کو بھی اس کمیٹی میں بلوایا جائے۔ اس بارے میں تین میٹنگز ہو چکی ہیں لیکن مجھے ایک دفعہ بھی نہیں بلایا گیا۔ میں نے ان سے اس بارے میں شکایت کی کہ آپ نے مجھے

نہیں بلوایا جب کہ مجھے بلوایا جانا چاہیے تھا' میرا موقف بھی سننا چاہیے تھا۔ میرا موقف سننے کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے۔ اس کے بعد انھوں نے وہاں ایک دفعہ visit کیا لیکن اس موقعے پر بھی مجھے نہیں بلایا گیا۔ اب میری یہ گزارش ہے کہ اس بارے میں کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے میری بات کو ضرور سنا جائے۔ میں دوسری یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں بارشوں کی وجہ سے وہاں پر ساری کی ساری سڑک پلازے میں گر چکی ہے۔ وہاں پر اس وقت بھی تعمیر جاری ہے۔ ٹیپا کے وائس چیئرمین اس میں خاص طور پر supervise کر رہے ہیں اور میں نے ٹیپا کے وائس چیئرمین سے یہ بات کہی ہے کہ سپیکر صاحب کے احکامات کی روشنی میں اس سارے معاملے کو دیکھا جائے لیکن وہاں پر clear violation ہو رہی ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ وہاں پر رنگ محل کو جانے کے لیے صرف ایک ہی راستہ ہے' اگر اس راستے کو ٹیپا اور ایل ڈی اے کی ملی بھگت سے ٹھیکے دار نے پلازے میں شامل کر لیا تو پھر وہاں پر جانے کے لیے کوئی راستہ نہیں ہو گا اور آنے والی نسلیں ہمیں بھی بد دعائیں دیں گی اور وزیر موصوف کو بھی بد دعائیں دیں گی۔

جناب سپیکر : میاں صاحب! کیا آپ اس کمیٹی میں شامل تھے جو یہاں بنائی گئی تھی؟

میاں عبدالستار : جناب والا! اس کمیٹی میں نہ تو حاجی مقصود احمد بٹ صاحب شامل ہیں اور نہ ہی میں شامل ہوں لیکن آپ کی طرف سے یہ کہا گیا تھا کہ ہم دونوں کا موقف سنا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! آپ مہربانی فرما کر میاں عبدالستار صاحب کو آج موقع دیجیے' ان کا موقف سنیے اور ان کے مشورے بھی حاصل کر لیجیے تاکہ فیصلہ کرنے سے پہلے ان کی رائے بھی آپ کو معلوم ہو جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جی بہتر ہے۔

جناب سپیکر : بڑی مہربانی۔ تابش الوری صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سید تابش الوری: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ٹولنٹن مارکیٹ کی موجودہ جگہ کو آئندہ کس مقصد کے لیے استعمال کیا جائے گا اور اس کے لیے کیا سکیم بنائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: تابش الوری صاحب! جب یہ ان کا محکمہ ہی نہیں ہے تو پھر ان سے یہ سوال کیوں پوچھیں؟

سید تابش الوری : جناب! انھوں نے اس کا جواب پڑھا ہے۔

جناب سپیکر : جواب پڑھنے کے بعد انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اب یہ محکمہ ان سے تعلق نہیں رکھتا۔ جب لوکل گورنمنٹ میں سوال آئے گا تو پھر آپ یہ پوچھ لیجیے گا۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

خواجہ محمد اسلام : سوال نمبر 1734۔

جناب سپیکر: اس بارے میں بھی کل دوپہر مورخہ 9۔ ستمبر 1996ء کو محکمے نے مطلع کیا ہے کہ یہ سوال ان کے محکمے سے متعلق نہیں ہے۔ کیا ہم یہ جان سکتے ہیں کہ یہ کس محکمے سے متعلق ہے؟

چودھری محمد ظہیر الدین خان : جناب سپیکر ! اگر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے متعلق محکمے نے ان کو demolish کیا ہے تو پھر یہ انہی سے متعلقہ ہے۔ مثلاً اگر ان کو FDA نے demolish کیا ہے تو پھر یہ ان سے متعلقہ ہے کیوں کہ اگر ان سے متعلقہ نہیں ہے تو پھر انھیں گرایا جانا بھی ان کے اختیار میں نہیں تھا۔

جناب سپیکر : اپریشن کلین اپ کس نے کروایا ہے؟

چودھری محمد ظہیر الدین خان : جناب والا ! اس میں ان کی ایجنسی FDA شامل ہے۔

جناب سپیکر : وزیر صاحب ! آپ اپنے محکمے سے consult کرلیں اور اس کا صحیح جواب ایوان میں دے دیں۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔ اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص کا ہے۔

راجا محمد جاوید اخلاص : سوال نمبر 1870۔

گوجر خان ہاوسنگ سکیم میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*1870۔ **راجا محمد جاوید اخلاص،** کیا وزیر ہاوسنگ وفزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ۱۹۸۵ء سے لے کر اب تک گوجر خان میں ہاوسنگ سکیم نمبر ۔۱ اور سکیم نمبر ۱۱ میں وزیراعلیٰ کے کوٹہ سے کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے' الاٹیوں کے نام اور پتہ جات کیا ہیں اور وہ کس کی سفارش پر الاٹ ہوئے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سکیم نمبر ۱' میں وزیراعلیٰ کے ڈائریکٹو نمبر پی ایس او۔۱۱۱ سی ایم ایس / اے بی۔۱۱/۹۰۔۳۲۶ /۳۳۹۲۵ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۹۰ء کے تحت نذرحسین ولد خان سکنہ تحصیل گوجر خان کو تین مرلہ پلاٹ الاٹ ہوا تھا۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو نذر حسین ولد خان کو ابھی تک پلاٹ نہ دینے کی وجوہ کیا ہیں اور اسے کب تک پلاٹ دے دیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سبحانی)۔

(الف) 1985ء سے لے کر اب تک گوجر خان ہاؤسنگ سکیم نمبر۔ I اور سکیم نمبر۔ II میں وزیراعلیٰ کے کوٹہ سے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی مکمل لسٹ "تتمہ الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈائریکٹو موصول ہوا تھا جس کے تحت نذر حسین کو تین مرلہ پلاٹ کی منظوری وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی کوٹہ کے تحت دی گئی تھی لیکن سکیم نمبر I میں تین مرلے کا پلاٹ وزیراعلیٰ کے صوابدیدی کوٹہ میں نہ ہونے کی وجہ سے الاٹمنٹ نہ ہو سکی جس کی اطلاع بذریعہ سمری وزیر اعلیٰ کو بھجوا دی گئی تھی۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جواب جز (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! اگر اس سکیم میں پلاٹ موجود نہیں ہے تو کیا وزیر موصوف اس مستحق آدمی کو راولپنڈی ضلع کی کسی اور سکیم میں پلاٹ دینے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب کا ڈائریکٹو بھی اسی سکیم کے متعلق تھا اس لیے ہم اسی سکیم میں دے سکتے تھے۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے اس کو اس لیے نہیں دیا گیا کہ اس سکیم میں تین مرلے کا پلاٹ نہیں تھا اس لیے وزیر اعلیٰ صاحب کو ان کے احکامات کے مطابق سمری میں لکھ کر واپس بھجوا دیا گیا کہ اس سکیم میں جہاں پر آپ نے حکم نامہ بھیجا ہے اس میں تین مرلے کا پلاٹ نہیں ہے اس لیے ہم نہیں دے سکتے۔ further کوئی آرڈر نہیں تھا اس لیے محکمہ اس بات کا پابند نہیں ہے کہ ایک عام آدمی کو پلاٹ دے دے۔ راجہ صاحب اس اسمبلی کے معزز رکن ہیں اور یہ خود سمجھتے ہیں کہ میں نے یہیں پر لسٹ لگائی اور میں کسی کی ذات پر بات نہیں کروں گا۔ میں نے جو لسٹ ایوان کی میز پر رکھی ہے اس میں 30/25 یا 40/35 لوگوں کو پلاٹ دیے گئے ہیں اگر یہ وہیں پر وزیر اعلیٰ صاحب سے تین مرلے کی بجائے پانچ مرلے کے آرڈر کروا لیتے تو جہاں پر محکمہ نے ان لوگوں کو پلاٹ دیے تھے تو اس کو بھی دے سکتا تھا۔ لیکن محکمہ کے پاس کوئی قانونی حق نہیں تھا کہ وہ اب یا پہلے اس کو کہیں تین مرلے کا پلاٹ دے سکتا۔

جناب سپیکر ، گویا صورت حال یہ ہے کہ یا تو اس کو کسی اور سکیم میں تین مرلے کا پلاٹ مل سکتا ہے جہاں تین مرلے کے پلاٹ ہوں یا اگر اس میں لینا چاہتا ہے تو اس کو تین مرلے کی بجائے پانچ مرلے کی اجازت لینی چاہیے تب اسے مل سکتا ہے ۔ راجا صاحب! اگر اس سلسلے میں وہ سائل آپ کے پاس آتا ہے تو اسے یہ مشورہ دیجیے اور وہ اس کے مطابق move کرے۔

راجا محمد جاوید اخلاص ، جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ سائل انتہائی مستحق اور غریب آدمی ہے' شاید وہ تو اتنی لمبی چوڑی دوڑ نہ لگا سکے۔ تو میں وزیر موصوف سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ سمری amend کر کے وزیر اعلیٰ کو بھجوا دیں کہ اس کو تین کی بجائے پانچ مرلے الاٹ کر دیے جائیں۔ میں سائل کو ان کے پاس لے آؤں گا اور ان سے درخواست لے لیں گے۔

جناب سپیکر ، وزیر موصوف! اگر آپ اس پر ہمدردی سے توجہ فرمائیں تو یوں کر سکتے ہیں کہ بجائے یہ ٹیکنیکل اور قانونی نکتہ لینے کے کہ جس کالونی میں آپ نے الاٹ کیا ہے اس میں تین مرلے کا پلاٹ نہیں ہے۔ آپ از راہ کرم یوں کہہ دیجیے کہ صاحب اس کالونی میں تو تین مرلے کا پلاٹ نہیں ہے لیکن اگر آپ اجازت دیں تو جہاں تین مرلے کا پلاٹ ہے ہم وہاں یہ پلاٹ الاٹ کر دیں تو اس طرح سے اس بندے کا مقصد حل ہو سکتا ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب سپیکر ! یہ 1985ء کی بات ہے اس وقت کے وزیر اعلیٰ صاحب پلاٹوں کی الاٹمنٹ کرتے تھے ۔ اب موجودہ حالات کے نگران حکومت سے لے کر اب تک الاٹمنٹ کی پالیسی پر پابندی ہے ۔ ہم auction کے ذریعے اس کو پلاٹ دے سکتے ہیں ۔ اگر یہ لینا چاہے تو میں محکمہ کو ہدایت دوں گا کہ اس کا process کر کے اس کو دے دیں ۔

راجا محمد جاوید اخلاص ، جناب والا ! یہ 1985ء کا نہیں ہے بلکہ اس میں 24 جنوری 1990ء کی تاریخ درج ہے۔ اس لیے یہ درخواست اتنی پرانی نہیں ہے اور وزیر موصوف اس کو consider کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔ آپ اس آدمی کو guide کیجیے وہ وزیر صاحب کو ایک نئی درخواست دے دے اور ہم ان سے گزارش کرتے ہیں کہ یہ اسے sympathetically consider کر لیں۔

جناب محمد بشارت راجا ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔

جناب محمد بشارت راجا : جناب سپیکر ! ابھی ابھی محترم وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ نئی پالیسی کے تحت وزیر اعلیٰ صاحب کسی کو پلاٹ الاٹ نہیں کرتے بلکہ auction کی پالیسی اپنائی جا رہی ہے۔ لیکن ابھی ابھی کچھ دیر پہلے ایک حکومتی رکن کی جانب سے جناب کے notice میں یہ بات لائی گئی کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے 150 پلاٹ الاٹ کیے ہیں۔ تو میں اپنے ان 150 مراعات یافتہ اراکین اسمبلی سے دست بستہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی کے دل میں خوف خدا ہے تو اس غریب آدمی کو اس کنال یا دو کنال کے پلاٹ میں سے تین مرلے کا پلاٹ دے دیں۔ کیوں کہ غریبوں کے لیے کوئی پالیسی نہیں ہے اور 150 حکومتی اراکین اسمبلی کے لیے پالیسی موجود ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر غور کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر ، اسی لیے ہم وزیر موصوف سے گزارش کر رہے ہیں کہ وہ اس مسئلے کو ہمدردی سے دیکھیں۔ مسئلہ اسی طرح حل ہو سکتا ہے کہ نئی درخواست آ جائے اور اس پر وزیر صاحب وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ بتا دیں کہ کس سکیم میں تین مرلے کا پلاٹ ہے اور اگر وہاں پلاٹ ہیں تو اس غریب آدمی کی بھی داد رسی ہو جائے۔جی اب آگے چلتے ہیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر ، جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا صوابدیدی کوٹہ کتنے فی صد ہے۔ اور جو اسمبلی کے اراکین کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں' کیا وہ بھی صوابدیدی کوٹہ میں ہی آتے ہیں؟

جناب سپیکر ، اس سوال کا ضمنی سوال تو نہیں بنتا۔

ملک محمد عباس کھوکھر ، جناب والا ! میں نے وزیر اعلیٰ کا صوابدیدی کوٹہ پوچھا ہے؟

جناب سپیکر ، جی چلیے۔جی وزیر اعلیٰ صاحب کا مختلف سکیموں میں کوئی صوابدیدی کوٹہ ہوتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر ! جہاں تک میرے محکمہ کا تعلق ہے جس دور سے اس الاٹمنٹ کی پالیسی کو ختم کیا گیا ہے اس کے بعد سے لے کر اب تک وزیر اعلیٰ پنجاب کا کوئی کوٹہ نہیں ہے' نہ وزیر کا کوٹہ ہے اور نہ ہی محکمہ کا کوئی کوٹہ ہے۔میرے بھائی نے بات کی ہے اور میں آپ سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ جیسے آپ نے حکم دیا ہے کہ آپ اس کی تین مرلے کی درخواست پر غور کیجیے تو میں آپ سے پھر استدعا کرتا ہوں کہ میرے محکمہ کے پاس یا میرے اختیار میں کوئی ایسی بات

نہیں کہ ہم اس کی الاٹمنٹ کا کوئی حل نکال سکیں ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ درخواست دے دیں اس کا جو بھی قانونی حق ہو گا اس پر آپ کے احکامات کے مطابق محکمہ اور میں ضرور تعمیل کریں گے ۔

ملک محمد عباس کھوکھر ، جناب سپیکر ! میرا سوال بڑا واضح تھا ۔

جناب سپیکر ، وہ کہہ رہے ہیں کہ اب وزیر اعلیٰ صاحب کا کوئی صوابدیدی کوٹہ نہیں ہے ۔

ملک محمد عباس کھوکھر ، جناب والا ! یہ غلط کہہ رہے ہیں ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ جو صوبائی اسمبلی کے ممبران کو پلاٹ دیے گئے ہیں ۔۔۔۔

جناب سپیکر ، وہ الاٹمنٹ نہیں ہوئی۔ وہ لیز پر دیے گئے ہیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر ، جناب والا ! وہ صوابدیدی کوٹا ہی ہوتا ہے ۔صوابدیدی کوٹہ اپنی جگہ موجود ہے ۔

جناب سپیکر ، وہ الاٹمنٹ نہیں ہوئی وہ لیز پر دیے گئے ہیں ۔

ملک محمد عباس کھوکھر ، جناب والا ! صوابدیدی کوٹہ موجود ہے' کوئی دے یا نہ دے یہ علیحدہ بات ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب سپیکر ! محترم بزرگ ہیں لیکن ان کو پہلے اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ الاٹمنٹ میں اور لیز میں فرق ہوتا ہے ۔

جناب سپیکر ، جی ہاں ۔

ملک محمد عباس کھوکھر ،میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ 10 فی صدی کوٹہ ہوتا ہے ۔

جناب سپیکر ، جی اب آگے چلتے ہیں ۔ اگلا سوال بھی راجا محمد جاوید اخلاص کا ہے۔

راجا محمد جاوید اخلاص ، سوال نمبر 1871

واٹر سپلائی سکیموں کی تکمیل

*1871۔ **راجا محمد جاوید اخلاص**، کیا وزیر ہاوسنگ وفزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میرے سوال نمبر ۱۰۳۴ کے جواب میں حکومت نے ہاؤس میں یقین دہانی کروائی تھی کہ درج ذیل واٹر سپلائی سکیموں کو چالو کرنے کے لئے تخمینہ جات تیار کئے جا رہے ہیں اور اگلے مالی سال میں ان سکیموں پر خرچ کرکے چالو کر دیا جائے گا۔

۱۔ واٹر سپلائی سکیم جھونگل (۲) واٹر سپلائی سکیم سسرال

۳۔ واٹر سپلائی سکیم کونتریہ (۴) واٹر سپلائی سکیم اڈا سید کسواں

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکیموں پر اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے کیا ان میں سے کوئی سکیم چالو کی گئی ہے نیز یہ سکیمیں کتنے عرصہ سے بند ہیں اور انہیں کب تک چالو کیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سجانی)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ سکیمیں عرصہ دراز سے بند ہیں۔ سکیموں کو چالو کرنے کے لئے تخمینہ جات (Rehablitation) تیار کر لیے گئے ہیں'ان سکیموں کے لئے فنڈز کی فراہمی کا مسئلہ حکومت کے پاس زیر غور ہے اگر اس مد کے وسائل نے اجازت دی تو فنڈ فراہم کر دیئے جائیں گے اور سکیموں کی مرمت کر کے چالو کر دیا جائے گا۔

راجا محمد جاوید اخلاص ، جناب سپیکر ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان چار سکیموں پر حکومت کے کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں اور چار دیہات میں لوگوں کو پینے کے لیے اور مویشیوں کے لیے پانی کی ایک بوند بھی نہیں مل رہی۔ میں پچھلے تین سال سے اسمبلی میں اس کا رونا رو رہا ہوں۔ اس سے پہلے بھی یہ سوال نمبر 1034 کی شکل میں اس ہاؤس میں discuss ہو چکا ہے اور آپ نے حکم فرمایا تھا کہ ان سکیموں کو فوری طور پر چالو کیا جائے لیکن تین سال گزرنے کے باوجود ان پر عمل در آمد نہیں ہوا لہٰذا آپ سے میری استدعا ہو گی کیوں کہ یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے ۔ آپ بے شک کوئی کمیٹی بنا دیں وہ وہاں پر چیک کر سکتے ہیں کہ لوگ دور دراز سے پچاس پچاس روپے میں ایک ایک گیلن پانی لاتے ہیں۔ تو براہ مہربانی یا تو اس کو ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے یا وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ وہاں پانی پہنچانے میں مزید کتنا عرصہ در کار ہو گا؟

جناب سپیکر ، سجانی صاحب! آپ نے جو جواب دیا ہے یہ تقریباً ایک سال پرانا ہے ۔ یہ 29 اگست 1995ء کا موصول ہوئے ہوئے سوال کا جواب ہے تو اس کی latest پوزیشن کیا ہے ؟ کیا ان سکیموں کو بالکل رد کر دیا گیا ہے' ختم کر دیا گیا ہے یا کسی خاص وجہ سے یہ بند ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب سپیکر ! میں عرض کرتا ہوں کہ انھوں نے جو چار سکیموں کی

نشاندہی کی ہے اس میں دو سکیمیں ایک جھونکل اور دوسری کونتریلہ ہے ۔ اس کے لیے تین لاکھ 74 ہزار روپے اس سال میں رکھے ہیں ۔ دوسری سکیم کونتریلہ کے لیے پانچ لاکھ 46 ہزار روپے اس سال ADP میں آ گئے ہیں اور ان شاء اللہ ابھی تھوڑے دنوں تک وہاں پر کام بھی شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، لگتا ہے کہ اس علاقے کے لوگوں کو پانی کی شدت کے ساتھ ضرورت ہے۔ میں خود اس کا گواہ ہوں کہ انہوں نے مسلسل گذشتہ تین سال میں بار ہا اس طرف توجہ دلانے کی کوشش کی ہے اور اسی لیے ہم نے ان کے سوال کو دوبارہ شامل کروایا تھا اور اب چونکہ آپ تشریف رکھتے ہیں اور اب فنڈز بھی مہیا ہو چکے ہیں تو میں اس ہاؤس کی consent کے ساتھ آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ از راہ کرم ان سکیموں کو ترجیح دی جائے اور ان کو ترجیحی بنیادوں پر جلدی مکمل کرنے کی کوشش کی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا جن دو سکیموں کے لیے فنڈز نہیں ہیں' ہم نے اپنے محکمے کی وساطت سے محکمہ پی اینڈ ڈی اور فنانس کو لکھا ہے کہ اس کے لیے ہمیں پیسے دیے جائیں ۔ یہ حقیقت ہے اور جیسا کہ میرے محترم بھائی نے یہاں پر کہا کہ اس علاقے میں پانی کی اشد ضرورت ہے تو ہم نے ان کی recommendation پر اور میں نے ہاؤس میں جو وعدہ کیا تھا ان دو سکیموں پر فنڈز حاصل کر لیے ہیں ۔ باقی دو سکیموں کے لیے بھی میں پھر اپنی طرف سے محکمہ پی اینڈ ڈی .....

جناب سپیکر ، ہم آپ سے بہت نیک توقعات رکھتے ہیں۔ آپ نوجوان ہیں ' آپ ہمدرد ہیں اس لیے ہمیں توقع ہے کہ آپ خصوصی دلچسپی لے کر ان لوگوں کے اس مسئلے کو حل کریں گے۔ جب ہم نے پیپلز پارٹی بنائی تھی تو روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ لگایا گیا تھا اور آج یہ حالت ہے کہ بیس سال کے بعد پچیس سال کے بعد لوگوں کو روٹی کپڑا مکان تو بعد کی بات ہے' پینے کا پانی میسر نہیں ہے۔ ہمارے لیے یہ بہت افسوس ناک صورت حال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ از راہ کرم اس پر خصوصی توجہ دیں گے تو یہ مسئلہ جلدی حل ہو جائے گا۔ جو دوسری دو سکیمیں ہیں ان کے لیے بھی کوشش کی جائے کہ کچھ نہ کچھ مل جائے تاکہ وہ مسئلہ بھی حل ہو جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، درست ہے ۔

جناب سپیکر ، مہربانی ۔ جناب محمد افضل ساہی صاحب کا سوال ہے ۔

راجا محمد جاوید اخلاص ، شکریہ۔

جناب محمد افضل ساہی ، سوال نمبر 1985۔

سکیموں کی تبدیلی کی وجوہات

*1985۔جناب محمد افضل ساہی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع فیصل آباد میں مالی سال ۹۶-۱۹۹۵ء کے اے ڈی پی میں واٹر سپلائی اور ڈرینج کی ۸۵ جاری سکیمیں اور نئی واٹر سپلائی اور ڈرینج کی ۷۲ سکیمیں شامل کی گئی ہیں۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ۷۲ نئی اور ۸۵ جاری سکیموں میں سے کتنی سکیمیں ایسی ہیں جن کی ایوان سے منظوری کے بعد ان کو ایک چک سے دوسرے چک' ایک تحصیل سے دوسری تحصیل' ایک ضلع سے دوسرے ضلع اور واٹر سپلائی سکیم کی بجائے ڈرینج سکیم اور ڈرینج سکیم کی بجائے واٹر سپلائی سکیم میں تبدیل کیا گیا ہے۔اگر ایسا ہوا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سجانی) ،

(الف) درست ہے۔

(ب) 72، نئی سکیموں میں سے صرف دو واٹر سپلائی سکیمیں چک نمبر 124/RB اور چک نمبر 124/GB کی جگہ ڈرینج سکیم 185/RB اور ڈرینج سکیم 65/JB محکمہ پلاننگ و ڈویلپمنٹ نے تبدیل کی ہیں۔ تاہم اس کے علاوہ اے ڈی پی میں پرنٹنگ کی غلطی کی وجہ سے کئی سکیموں کے چکوک غلط لکھے گئے ہیں اور کئی سکیموں کو واٹر سپلائی کی بجائے ڈرینج لکھا گیا ہے اور کہیں تحصیل کا نام غلط پرنٹ ہوا ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔پرنٹنگ کی جملہ غلطیوں کی تصحیح کے لئے متعلقہ محکمہ کو لکھا جا چکا ہے۔

جناب محمد افضل ساہی ، جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اے ڈی پی تیار کرتے وقت واٹر سپلائی اور ڈرینج کی جو سکیمیں ہیں' یہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کی تجویز کردہ سکیموں کو consider کیا جاتا ہے یا پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ اپنی مرضی سے اے ڈی پی میں سکیمیں شامل کرتا ہے یا پھر کسی اور اتھارٹی کے کہنے پر سکیمیں شامل کی جاتی ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا! جہاں تک سکیموں کے پرنٹ کرنے کا تعلق ہے وہ تو محکمہ پی اینڈ ڈی کا کام ہے۔ ہمارے محکمے سے وہ recommendation ضرور منگواتے ہیں لیکن آخری فیصلہ محکمہ خزانہ اور محکمہ پی اینڈ ڈی نے کرنا ہوتا ہے ۔ ہم تو implementation agency ہیں۔

جناب سپیکر، ان کا سوال یہ ہے کہ جو سکیمیں بنتی ہیں' آپ سکیمیں دیتے ہیں' ان میں سے پی اینڈ ڈی سلیکٹ کرتی ہے یا آپ کچھ اور سکیمیں دیتے ہیں اور وہ اپنی مرضی سے کچھ اور سکیمیں منظور کر کے آپ کی مرضی کے بغیر ازخود وہ دے دیتے ہیں اور آپ اسے implement کرتے ہیں۔ کون سی ایجنسی سکیمیں دینے کی مجاز ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، محکمہ پی اینڈ ڈی ۔

جناب محمد افضل ساہی ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو فرمایا ہے کہ پرنٹنگ کی غلطی کی وجہ سے کچھ سکیمیں ایک چک سے دوسرے چک میں چلی گئیں اور کچھ ایک تحصیل سے دوسری تحصیل میں چلی گئیں اور کچھ ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں چلی گئی ہیں' اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جناب والا! میرے پاس تو اس کی تفصیل نہیں ہے۔ یہ مہربانی فرمائیں صرف اتنا بتا دیں کہ ان سکیموں کی ٹوٹل تعداد کیا ہے' جو پرنٹنگ کی غلطی کی وجہ سے دوسری جگہ پر چلی گئی ہیں۔

جناب سپیکر ، مہربانی سے اس کی تفصیل بتا دیجیے وہ کون سا صفحہ ہے جس پر آپ نے تفصیل دی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا! میرے پاس اس وقت کوائف نہیں ہیں اگر انہیں چاہیں تو میں ابھی بھجوا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر ، یہ تفصیل آپ کو ابھی پہنچا دیتے ہیں ۔

جناب محمد افضل ساہی ، جناب والا! یہ مجھے صرف تعداد بتا دیں کہ ان سکیموں کی تعداد کیا ہے ؟

جناب سپیکر ، جواب میں بتایا ہے کہ 72 نئی سکیموں میں سے صرف دو واٹر سپلائی سکیمیں تبدیل کی گئیں۔

جناب محمد افضل ساہی ، جناب والا! ان دو سکیموں پر تو سرے سے کام ہی نہیں ہوا یہ تو پانچ سال پہلے پایہ تکمیل کو پہنچ چکی تھیں جو انہوں نے سالانہ ترقیاتی پروگرام 96-1995ء میں شامل کی تھیں۔

جناب سپیکر ، وزیر موصوف آپ کے سوال کا جواب تلاش کر رہے ہیں اور ابھی آپ کو تفصیل دیتے ہیں۔ آگے چلتے ہیں۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا سوال ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، سوال نمبر 2023 ۔

جوہر ٹاؤن کے سیوریج کی درستی

*2023۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قریباً پانچ برس قبل جوہر ٹاؤن لاہور کے نزدیک شاہ دی کھوئی دھنا سنگھ اور فتح سنگھ کے علاقہ میں سیوریج پائپ ڈالے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سیوریج کے پائپ ڈالتے وقت لیول کا خیال نہ رکھا گیا جس کی وجہ سے گٹروں کا پانی ابل کر سڑکوں پر آ جاتا ہے جو علاقہ میں بدبو اور خطرناک وبائی بیماریوں کے پھیلنے کا سبب بنتا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو لیول کے مطابق پائپ نہ ڈالنے والے ٹھیکے داروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں کی گئی تو اس کی وجوہ کیا ہیں نیز علاقہ کی بہتری کے لئے بچھائے گئے پائپوں کا لیول کب تک درست کر دیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سبحانی) ،

(الف) ہماری معلومات کے مطابق اس علاقے میں سیوریج پائپ محکمہ لوکل گورنمنٹ اور دیہی ترقیات نے بچھائے تھے نہ کہ واسا (ایل ڈی اے) نے۔

(ب) متذکرہ سیوریج کو تاحال باقاعدہ طور پر واسا (ایل ڈی اے) کے حوالے نہیں کیا گیا تاہم عوام کی شکایات دور کرنے کے لیے واسا وقتاً فوقتاً اس سیوریج کی صفائی کرواتا رہتا ہے۔ شکایات کے تسلسل اور سیوریج کی بار بار صفائی / درستی سے یہ ظاہر ہوتا ہے یہ سیوریج مجوزہ معیار کے

مطابق نہیں ڈالا گیا۔

(ج) چونکہ یہ کام محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی نے کروایا تھا لہٰذا متعلقہ ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی یہی محکمہ ہی کر سکتا ہے۔ تاہم عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے واسا نے اس علاقے میں نیا سیوریج ڈالنے کے تخمینہ کی تیاری شروع کر دی ہے جسے ضروری کارروائی کے بعد منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے لیے حکومت کو بھیج دیا جائے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر' کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے جیسا کہ جز (ب) میں محکمہ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ شاہ دی کھوئی دھنا سنگھ میں محکمہ لوکل گورنمنٹ نے جو سیوریج ڈالا تھا وہ معیار کے مطابق نہیں تھا اور اس کے لیول کو بھی درست نہیں رکھا گیا۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا اس وقت محکمہ لوکل گورنمنٹ کے جو بھی ٹیکنیکل افسران تھے انہوں نے اس وقت اس سیوریج کا بل کس طرح پاس کر دیا اور ان کو ادائیگی بھی کر دی گئی جب کہ وہ سیوریج معیار کے مطابق نہیں تھا؟ کیا ان کو اس بات کا کوئی سرٹیفکیٹ دیا گیا؟

جناب سپیکر : معزز رکن جز (ب) کے بارے میں سوال کر رہے ہیں اور آپ نے اس کا صفحہ 19 پر جواب دیا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! اگر معزز رکن اپنا سوال یا موقف دوبارہ پیش کر دیں تو بہتر رہے گا۔

جناب سپیکر : نہیں وہ یہ سوال کر رہے ہیں کہ آپ نے یہ جواب دیا ہے کہ درستی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سیوریج مجوزہ معیار کے مطابق نہیں ڈالا گیا۔ جب آپ کے نوٹس میں یہ بات آ گئی کہ standard جو سیٹ کیا گیا تھا اس کے مطابق یہ سیوریج نہیں ڈالا گیا تو آپ نے ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا یا آپ اس پر کوئی کارروائی کریں گے کہ متعلقہ افراد کو سزا ہو۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! اسے محکمہ لوکل گورنمنٹ نے بنایا تھا اور اس کو بعد میں محکمہ واسا چلاتا ہے اور دیکھ بھال بھی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر : اس میں آپ کے جواب میں تو ذکر ہے کہ متذکرہ سیوریج کو تاحال باقاعدہ طور پر واسا یا ایل ڈی اے کے حوالے نہیں کیا گیا۔ تاہم عوام کی شکایات دور کرنے کے لیے واسا وقتاً

وقتاً اس سیوریج کی صفائی کرواتا رہتا ہے لیکن صفائی کروانے سے اور شکایات کے تسلسل سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ سیوریج معیار کے مطابق نہیں ڈالا گیا۔ اب جب آپ کو اس بات کا پتا چل گیا کہ یہ مجوزہ معیار کے مطابق نہیں ہے تو جس محکمے نے بھی یہ بنایا ہے آپ اس محکمے کو لکھیں کہ یہ سیوریج غلط ڈالا گیا تھا اور جن لوگوں نے یہ سیوریج ڈالا تھا ان کے کان کھینچے جانے چاہییں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میں یہی عرض کرتا ہوں کہ میں نے جیسے جواب میں بھی عرض کیا ہے کہ محکمہ واسا نے ابھی تک اسی لیے اس کو نہیں لیا اور بارہا لوکل گورنمنٹ کو لکھ کر یہ بھجوایا کہ آپ نے سیوریج کا جو پائپ ڈالا ہے' یہ نہ تو لیول کے مطابق ہے اور نہ اس کا معیاری کام ہے۔ میرے علم میں یہ نہیں ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ والوں نے کوئی ایکشن لیا ہے یا نہیں لیا لیکن جب تک محکمہ لوکل گورنمنٹ صحیح کر کے نہیں دے گا' اس وقت تک میرا محکمہ اسے نہیں لے سکتا۔

جناب سپیکر: محکموں کی آپس کی لڑائی میں عوام کو نقصان ہو رہا ہے' سیوریج کی وجہ سے وہاں problem ہو رہا ہے تو ازراہ کرم اپنے محکمے کے آفیسرز اور ان کے محکمے کے آفیسرز کی ایک میٹنگ call کر لیجیے اور اس کو نپٹائیے تاکہ کوئی بات آگے چلے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: ٹھیک ہے' جناب سپیکر! آپ کا حکم ہے ہم کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! جیسے آپ نے فرمایا ہے اس میں میری ایک گزارش ہے کہ پچھلے سال بھی جب بارشیں ہوئی تھیں تو اس وقت میں adjournment motion میں یہ مسئلہ لے کر آیا تھا۔ جناب سپیکر! وہاں پر قوم کا لاکھوں روپیہ سیوریج کے اوپر خرچ کیا گیا ہے لیکن وہاں کے عوام کی پوری آبادی کو ایک پیسے کا بھی فائدہ نہیں ہوا۔ وہاں پہ اب صورت حال یہ ہے کہ میرے پاس تقریباً ریکارڈ موجود ہے' ان بارشوں کے اندر 65 کے قریب مکانات سیوریج کے پانی کی وجہ سے تباہ ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ دونوں محکموں کی لڑائی ہے' اس وقت بھی آپ نے یہ رولنگ دی تھی کہ دونوں محکمے آپس میں بیٹھ کر باضابطہ طور پر واسا اس کو take over کرے اگر کہیں بھی لوکل گورنمنٹ کا اس میں کوئی خلاء ہے' کہیں ان کی اس میں کوئی زیادتی ہے تو اس کو دور کرنا چاہیے عوام کو کس بات کی سزا دیتے ہیں؟

جناب سپیکر، سلہری صاحب! میں آپ کو مشورہ دینا چاہتا ہوں وزیر موصوف کافی کمیاب ہیں' لاہور میں کم کم پائے جاتے ہیں زیادہ سیالکوٹ میں رہتے ہیں آج اتفاق سے جواب دینے کی خاطر یہ آئے ہوئے ہیں تو ان کو جانے سے پہلے آپ ایک دفعہ مل لیں۔ پکڑ تو آپ لیں گے میں تو ملنے کے لیے ہی کہہ سکتا ہوں تو مل کر ان سے طے کرلیں تو یہ ان شاء اللہ تعالیٰ میٹنگ call کرلیں گے اور مسئلہ کچھ آگے بڑھ جائے گا' آپ تکلف نہ کیجیے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب! ایک اور سپلیمنٹری ہے۔

جناب سپیکر، جی فرمایئے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! محکمہ نے یہاں یہ لکھا ہے کہ چونکہ یہ کام محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی نے کروایا تھا لہٰذا متعلقہ ٹھیکے دار کے خلاف کارروائی یہی محکمہ ہی کرسکتا ہے تاہم عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے واسا نے اس علاقے میں نیا سیوریج ڈالنے کے تخمینہ کی تیاری شروع کر دی ہے جسے ضروری کارروائی کے بعد منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے لیے حکومت کو دے دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یقین دہانی چاہتا ہوں کہ ایل ڈی اے جنھوں نے اس کا تخمینہ تیار کرنا شروع کر دیا ہے اور وہاں پہ نیا سیوریج نئے سرے سے ڈالا جائے گا کہ کب تک ایسا ہو جائے گا اور سیوریج کا یہ نئے سرے سے کام کب شروع ہو جائے گا؟

جناب سپیکر، آپ جا سکتے ہیں؟ عملی طور پر تو مشکل ہوتا ہے لیکن آپ کے ذہن میں کوئی اندازہ ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! یہ بالکل صحیح ہے کہ محکمہ وہاں پہ نیا سیوریج ڈالنے کے لیے سروے وغیرہ مکمل کر چکا ہے اور پی اینڈ ڈی اور فنانس کو ہم نے اپنا کیس بھجوا دیا ہے جونہی فنڈز درکار ہوں گے ان شاء اللہ العزیز یہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، آپ جیسے ہی انھیں ملیں گے تو اس سے ان شاء اللہ انھیں تقویت ہو گی اور وہ پی اینڈ ڈی کو pursue کریں گے۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! بات یہ ہے۔

جناب سپیکر، ٹائم ہو گیا ہے؟ نہیں میں نے 10.20 پہ شروع کیا تھا' 11.20 تک چلے گا۔ اتنی دیر سے سوالات آتے ہیں' منسٹر صاحب موجود ہیں' اچھے منسٹر ہیں' جواب دینا چاہتے ہیں' جواب دے رہے ہیں اور

ہم ان سے گزارشات بھی کر رہے ہیں کہ بھئی مختلف معاملات پر کچھ خصوصی توجہ دیں تو اسی طرح اس سے تھوڑا سا فائدہ ہو جائے گا۔ جی پانچ منٹ میں کچھ کہہ لیجیے۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! اس میں میں عرض کروں گا کہ بات کو اس طریقے سے نپٹایا جا رہا ہے کہ محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔ بات یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ نے اس کے اوپر جو خرچ کیا' وہ تو ضائع گیا۔ بعض ایسی جگہیں ہیں کہ پانپ نہیں پڑا اب بات یہ ہے کہ جیسا کہ فرمایا گیا کہ واسا والوں نے تخمینے بنا لیے ہیں تو سوال یہ ہے کہ جو پہلا نقصان ہوا ہے' لوکل گورنمنٹ نے جو سیوریج ڈالا ہے' جو لاکھوں کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں' اس کا کون ذمہ دار ہے؟ ہمیں یہ چاہیے کہ یہ اس کے لیے بتائیں کہ اس پہ کیا ایکشن ہو گا؟ ایسے تو جناب بات آئی ہے' ہو جاتی ہے اور بات ختم کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! میں نے واضح طور پر ہدایت کی ہے کہ دونوں محکموں کی میٹنگ کر کے یہ نشان دہی کی جائے کہ کس کا قصور ہے؟ اور جس کا قصور ہے اس کو اس کا الزام دیا جائے اور اس پہ ذمہ داری ڈالی جائے۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! اس میں میں عرض کروں گا آپس میں وزیر مل کر بیٹھ جائیں گے وہ اس کو منا لے گا۔ اس کی best چیز یہ ہے کہ کمیٹی کے سپرد کر دیں' سارا کچھ کھل کر سامنے آ جائے گا۔ please میں آپ سے گزارش کروں گا اب تین سال ہو گئے ہیں ہر دفعہ منسٹر یہی یقین دہانیاں کراتے ہیں کہ جناب ایسے ہو جائے گا۔ نہیں ہو گا Nothing will happen, you have seen yourself. بات یہ ہے کہ kindly میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں یہ public interest کی بات ہے کہ اس کو اس پوائنٹ کے اوپر کمیٹی کے سپرد کر کے ـــــ

جناب سپیکر، کون سی' کون سی کمیٹی کے سپرد کریں؟

میاں فضل حق، لوکل گورنمنٹ کی کمیٹی کے سپرد کیجیے جو اس کے ذمہ دار ہیں اور ان کے محکمے ہاؤسنگ کو ان کے ساتھ attach کیا جائے کہ بھئی ہمیں تو کہہ رہے ہو کہ ہم اس کو چلائیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ ہم اس کو take over نہیں کرتے کیوں کہ یہ specifications کے مطابق نہیں ڈالا اور بعض جگہ ڈالا ہی نہیں تو بات یہ ہے کہ جب یہ کمیٹی کے پاس آئے گا۔ یہ ساری فائلیں اٹھا کر وہاں پہنچ جائیں گے اور پھر وہاں کمیٹی جو فیصلہ کرے' اس سے کچھ رزلٹ آئے گا باقی محکمے محتاط ہوں گے اس طرح تو یہی بات اسی طرح ہی چلتی رہے گی۔

جناب سپیکر، اچھا اس کو اس طرح سے کرتے ہیں سجانی صاحب! آپ ازراہ کرم جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے کہ آپ اس سلسلے میں دونوں محکموں کی میٹنگ کر کے اپنی رائے سے مجھے مطلع کر دیجیے اور اگر وہاں مسئلہ حل نہیں ہوتا تو پھر ہم اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' آگے چلیے جی۔ جی ساہی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر فرمائیں۔

جناب محمد افضل ساہی، جناب! ابھی ابھی میرا سوال تھا کہ فیصل آباد میں اے ڈی پی میں اس سال جو سکیمیں شامل کی گئی ہیں ان کی کل تعداد 72 تھی اور ان میں سے کتنی ایسی سکیمیں ہیں جو ایک تحصیل سے دوسری تحصیل یا ایک ضلع سے دوسرے ضلع یا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں بھیج دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر، سجانی صاحب! آپ کو کوئی رپورٹ ملی ہے۔

جناب محمد افضل ساہی، جناب! مجھے ابھی مل گئی ہے۔ یہ جو ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں' ایک تحصیل سے دوسری تحصیل یا ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں جو سکیمیں گئی ہیں' ان کی کل تعداد 45 ہے۔ 72 میں سے 45 سکیمیں ایسی ہیں جو ہاؤس نے approval دی ہے بعد میں ان کے چکوک تبدیل ہوئے ہیں' ان کی تحصیلیں تبدیل کی گئی ہیں' ان کے اضلاع تبدیل کیے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ایسے کیوں ہوا؟ یہ صرف اس لیے کہ جیسا وزیر موصوف نے فرمایا کہ سکیمیں جو اے ڈی پی میں شامل کی جاتی ہیں' وہ پی اینڈ ڈی اپنی مرضی سے شامل کرتا ہے۔ جناب والا! ہونا یہ چاہیے کہ کوئی بھی متعلقہ محکمہ جو ایجوکیشن سے متعلقہ سکیم ہو' اس کی feasibility report محکمہ تعلیم بنائے' جو واٹر سپلائی یا ڈرینج کی ہو' اس کی ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ والے feasibility بنائیں۔ ہوتا یہ ہے کہ feasibility نہیں بنتی ایم پی اے وزیر اعلیٰ کے پاس جاتا ہے۔ چھوٹی سی چٹ پہ لکھا ہوتا ہے کہ 4 گاؤں میں واٹر سپلائی سکیمیں دے دیں 4 گاؤں میں ڈرینج سکیمیں دے دیں' متعلقہ محکمے کو کوئی پتا نہیں ہوتا کہ ہم نے سکیم کی کہاں feasibility بنانی ہے؟ اوپر سے آرڈر آتا ہے اور پی اینڈ ڈی میں سکیمیں شامل ہو جاتی ہیں۔ محکمے کو جب پتا چلتا ہے تو محکمہ approval کے بعد feasibility بنانے جاتا ہے تو اسے پتا چلتا ہے کہ یہاں متعلقہ ایم پی اے نے ڈرینج کی سکیم دی ہے' وہ تو آج

سے پانچ سال پہلے مکمل ہو چکی ہے یا جہاں متعلقہ ایم پی اے نے ڈرینج کی سکیم دی ہے۔ ڈرینج سکیم تو وہاں already exist کرتی ہے وہاں تو واٹر سپلائی کی سکیم چاہیے۔ پھر ایم پی اے درخواست دیتا ہے کہ واٹر سپلائی کی بجائے یہ کر دیں اور کئی جگہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک تحصیل میں' میں فیصل آباد کی بات کر رہا ہوں کہ آپ خود اندازہ کریں ہمارے دوست اپنی تقریروں میں کہتے رہے ہیں کہ اسے ڈی پی ساری بوگس کارروائی ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ صرف ایک محکمے کے متعلقہ کل 72 سکیموں میں سے 45 بوگس ہیں۔ ایک تحصیل سے دوسری تحصیل میں چلے جانا' مطلب یہ کہ approval تو ہاؤس نے 124/RB کی دی ہے اور تحصیل فیصل آباد کی ہے اور سکیم 124/GB تحصیل جڑانوالہ میں چلی گئی ہے۔ پھر بعد میں یہ لوگ اپنی من مانی کرتے ہیں۔ اصل طریقہ یہ ہے کہ پہلے جو بھی سکیمیں اسے ڈی پی میں شامل کی جائیں متعلقہ محکموں سے ان کی feasibility report بنوائی جائے پھر غلطی کا بہت کم احتمال رہتا ہے۔ اگر اوپر سے وزیر اعلیٰ کا آرڈر آ جائے کہ اتنی سکیمیں فلاں حلقے میں دے دو' اتنی فلاں میں دے دو۔ ایم پی اے کو بھی پتا نہیں ہوتا کہ کن گاؤں میں ہم نے سکیمیں دینی ہیں۔ کئی گاؤں کے نام غلط لکھوا دیتے ہیں۔ کئی چک نمبر غلط لکھوا دیتے ہیں تو میری صرف یہ گزارش ہے کہ وزیر موصوف میرے عزیز بھی ہیں' محسن بھی ہیں' ان پر تنقید کرنا میرا مقصد نہیں بلکہ میں تو ان کی بہتری کے لیے کہہ رہا ہوں کہ ان کا کام ہے کہ جو واٹر سپلائی اور ڈرینج کی سکیمیں ہیں' ان کی feasibility تیار کروائیں اور ADP میں وہ شامل کروائیں۔

جناب سپیکر، مہربانی ساہی صاحب! آپ نے ایک اچھا پوائنٹ اٹھایا ہے۔ وزیر موصوف نے ساری بات سنی ہے' وہ کیبنٹ کے رکن ہیں' امید ہے کہ وہ اس معاملے میں اپنی کیبنٹ میں یہ سوال اٹھائیں گے کہ سکیموں کی تجویز کہاں سے آنی چاہیے' اس کی فائنل منظوری کیسے ہونی چاہیے تاکہ اس طرح کی غلطیاں کم سے کم ہو سکیں۔ جی ظہیر صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، میں پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ اب وقفہ سوالات ختم ہونے کو ہے۔ میں نے اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنے کی اجازت چاہی ہے۔ آج ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے 31 سوال ہیں۔ جن میں سے 15 کے اوپر لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر، لیکن ان کے جواب بھی موصول ہوتے ہیں۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، ان میں سے چند ایک کے جواب بھی آئے ہیں۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک کا بھی نہیں آیا۔ ویسے میں نے تو ان 15 پر مارک کر کے numbering بھی کر لی ہے جن پر لکھا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ جیسے ہی ایک سوال جاتا ہے تو اس کے ساتھ لکھا ہوا یہ بھی جاتا ہے کہ آٹھ دن کے اندر سوال کا جواب آنا چاہیے اور جو تواریخ میں نے اس کے اوپر دیکھی ہیں وہ 1995ء کی ہیں' چند ایک 1996ء کے شروع کی ہیں۔ اگر آٹھ دن میں جواب موصول نہیں ہوتا تو سیکرٹری اسمبلی ڈیپارٹمنٹ کو reminder دیتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ صورتحال ہے کہ محکمہ ایک سال کے بعد لکھ کر بھیج دیتا ہے۔ یہ شکر ہے کہ ایک دفعہ کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا اور دو تین دفعہ اتنے لمبے پوائنٹ آف آرڈرز ہو گئے کہ اس کی وجہ سے سوال دو تین صفحوں پر ختم ہو گئے ہیں۔ ورنہ ہمارے تیار ہو کر آنے competent وزیر صاحب کو بھی تھوڑی سی شرم ساری اٹھانی پڑتی تو میری یہ گزارش ہے کہ آپ حکم صادر فرما دیجیے ۔ کیونکہ آپ کے احکامات پر پہلے بھی عمل ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابھی آپ نے ان کے ایک سوال پر پوچھا تھا کہ کس کمیٹی کے سپرد کریں۔ اب اگر آپ کے احکامات پر عمل نہیں ہوتا یا assurance پر عمل نہیں ہوتا تو اس چیز کو آپ کسی ممبر کے پوائنٹ آؤٹ کرنے کے بعد assurance کمیٹی کے سپرد کر دیا کریں۔ آج تک اس کمیٹی کی ایک میٹنگ نہیں ہوئی۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ بہت اہم کمیٹی ہے لیکن تین سال میں آج تک assurance standing committee کی ایک میٹنگ بھی نہیں ہوئی ۔ اس کے چیئرمین طاہر بشیر چیمہ صاحب ہیں۔ میری جناب کے حضور یہ گزارش ہے کہ ایک تو تمام محکمہ جات کو یہ حکم صادر فرمائیں کہ جو آپ کے ڈیپارٹمنٹ اور آپ کے subordinates کی طرف سے لکھ کر جاتا ہے کہ آٹھ دن کے اندر جواب دیں۔ پھر reminder جاتا ہے۔ اس کو اتنا lightly نہ لیں اور بعض معزز افسران کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ یار تھوڑے دن ایک دو دفعہ ٹرخا دو شاید اسمبلی کھسک جائے۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ آپ نے ایک اچھا پوائنٹ اٹھایا ہے۔ میں اس کی قدر کرتا ہوں اور میں تمام محکموں کو تمام وزراء کی وساطت سے خصوصی تاکید کرتا ہوں کہ اسمبلی کی طرف سے پوچھے جانے والے سوالات کو سنجیدگی سے لیا جائے اور ان کا بروقت جواب تیار کر کے پیش کیا جائے ۔ اگر اسمبلی میں اس محکمے کے جوابات کی باری دیر سے آتے تو جس دن باری آئے اس دن لکھے ہوئے سوال کے ساتھ جو موجودہ پوزیشن ہو وہ بھی وزیر موصوف کو لکھ کر بتائی جائے تا کہ وزیر موصوف جب ہاؤس میں بات

کریں تو وہ ایک سال پرانا جواب نہ پڑھیں بلکہ موجودہ پوزیشن سے ہاؤس کو آگاہ کریں۔سوالات کا وقفہ ختم ہوتا ہے۔جی سلہری صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، 2186 اور 2187 ایسے سوال ہیں جن کے جواب ہم نے دیکھیں ہیں' وہ غلط ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ ضمنی سوالوں کا موقع ملے۔ اس لیے ان کو pend کر دیں۔

جناب سپیکر، ان دو سوالوں کے جوابات کو pending کیا جاتا ہے۔

نوابزادہ سید شمس حیدر، جناب! اب وقت ختم ہو گیا ہے۔ میرے سوال 2037 کو بھی pending کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔ جی ستی صاحب!

جناب شاہد ریاض ستی، جناب! میری درخواست ہے کہ میرا ایک سوال نمبر 2227 ہے ۔ اسے pending کیا جائے۔ کیونکہ محکمے کی طرف سے جو جواب آیا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اسے pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد فاروق، جناب سپیکر! 2471 اور 2472 میرے بڑے اہم سوال ہیں۔ پانچ سال ہو گئے ہیں۔ سکیموں کی رقم خورد برد ہو گئی ہے ۔ انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ سوال pending کیے جائیں۔ میں کبھی کبھی نشان دیتا ہوں جو صحیح بات ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، انھیں pending کیا جاتا ہے۔ جی رانا صاحب!

رانا محمد اقبال خان ، جناب والا! سوالنمبر 733 ہے۔ اس کو چودہ دن کم ایک سال ہو گیا ہے ۔ یہ اس وقت سے چلا آ رہا ہے اور آج بھی لکھا گیا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ اس بات کا تو پتا کیجیے کہ اس پر کیا کارروائی ہوئی اور یہ کس جگہ رکا ہوا ہے؟ کس لیے اس کو روکا گیا ہے؟ ایک سال سے متواتر کتنے اجلاس ہو چکے ہیں آج تک اس سوال کا جواب نہ آنا یہ اہلیت میں شمار ہو گا یا نا اہلی میں شمار ہو گا؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ کا سوال' غیر نشان زدہ سوال ہے وہ pending نہیں ہو سکتا۔

حاجی احسان الدین قریشی، جناب! میرے سوال نمبر 2466 کا جواب بڑا چھوٹا سا آیا ہے۔ ایک سوال کرنا چاہتا ہوں اگر اس کی اجازت دے دی جائے؟

جناب سپیکر، pend کر لیتے ہیں لیکن اب وقفہ شروع نہیں ہو سکتا۔ جی میاں معراج دین صاحب۔

میاں معراج دین، شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال 2544 ہے۔ یہ میرے اور آپ کے حلقہ کے متعلق ہے۔ پانی کی سپلائی کا مسئلہ ہے۔ ٹیوب ویلوں کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، میاں معراج دین کا سوال بھی pend کیا جاتا ہے۔ جی مولانا عبدالرزاق صاحب۔

حاجی عبدالرزاق، میرا سوال نمبر 2378 ہے۔ اسے بھی pend فرما دیا جائے۔

جناب سپیکر، اسے بھی pend کیا جاتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں خود یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک سوال تھا جسے میں خود pend کروانا چاہتا تھا وہ محترم ذوالفقار کھوسہ صاحب نے کیا ہے۔ وہ میری درخواست پر pend کر دیں اس کا جواب نہیں آ سکا۔ اس کا نمبر 2397 ہے۔

جناب سپیکر، جی' سوال نمبر 2397 بھی pend کیا جاتا ہے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' چودھری صاحب آپ فرمائیے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ request ہو رہی ہے کہ سوال pend کر دیا جائے اور جناب مہربانی فرماتے ہوئے سوال pend کرتے جا رہے ہیں۔ ہمارے رولز اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ کسی سوال کو pend کیا جائے سوائے اس چیز کے کہ رول B-52 کے تحت جو صاحب اس کو دوبارہ لانا چاہتے ہیں وہ لکھ کر جناب کے حضور پیش کریں جو coming Sunday پر اگر آپ اس سوال کو مناسب سمجھتے ہیں کہ اہمیت کا ہے تو اس پر سیر حاصل بحث ہو سکے گی۔ اگر آپ کی رولنگ کے تحت یہ pending ہوتے ہیں تو سر تسلیم خم ہے لیکن رولز اس کی اجازت نہیں دیتے ہیں کہ سوال over ہونے کے بعد انہیں pend نہیں کیا جا سکتا۔ صرف رول B-52 کے تحت آپ کو لکھ کر گزارش کی جا سکتی ہے کہ coming Sunday پر اس کے اوپر ایک گھنٹہ مختص کیا جائے اور اس پر بحث کر لی جائے۔ یہ میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر، میں اس کو سٹڈی کر لوں گا۔ بہرحال میری کوشش ہوتی ہے اور میں نے ہمیشہ یہ بیان کیا ہے کہ رولز اینڈ ریگولیشنز اپنی جگہ بڑے اہم ہوتے ہیں۔ ان کی پابندی ہونی چاہیے۔ لیکن یہاں ہم

مسائل کو حل کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں۔ رولز انسانوں کے لیے ہوتے ہیں اور آسانی کے لیے ہوتے ہیں۔ ان کو restriction بنا کر مسائل کے حل میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔ اس لیے میں سٹڈی کر کے دونوں چیزوں کے درمیان توازن کر کے کہ کیا صحیح راستہ ہے اور اس کو قانونی دائرے میں لا کر ان سوالوں کے جوابات حاصل کرلیں گے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*2061- چودھری عبدالحمید ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سرگودھا شہر کے حلقہ پی پی 25 میں کل کتنے افراد کو تین تین مرلہ کے پلاٹ تقسیم ہوئے اور ان کا محلہ وقوع کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سجانی)، شہر سرگودھا کے حلقہ پی پی 25 میں واقع ایریا ڈویلپمنٹ اسکیم (نیو سیٹلائٹ ٹاؤن) میں 2212 افراد کو تین تین مرلہ کے پلاٹ مروجہ پالیسی کے مطابق الاٹ کیے گئے۔ جس کی تفصیل تتمہ "الف" میں دی گئی ہے۔

نمبر شمار	کوٹہ	تعداد
-1	پبلک	1248
-2	انڈسٹریل لیبر	62
-3	چیف منسٹر	92
-4	ڈیفنس	104
-5	جج صاحبان	4
-6	ہاؤسنگ	42
-7	ریٹائرڈ ملازمین	28
-8	پولیس و گورنمنٹ ملازم	99
-9	وکلاء	37

-10	آرٹسٹ	5
-11	جرنلسٹ	6
-12	کھلاڑی	6
-13	علماء	9
-14	شاعر	9
-15	انجینئر و ڈاکٹر	9
-16	لینڈ اونرز	452
	میزان کل :	2212

رہائشی سکیم ماڈل ٹاؤن سرگودھا کی تکمیل

*2063- چودھری عبدالحمید : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا میں ماڈل ٹاؤن سکیم جو کہ چار یا پانچ مربعہ اراضی پر مشتمل ہے اس سکیم پر کوئی کام شروع نہیں ہوا جبکہ لوگوں سے رقوم بھی وصول کر لی گئی ہیں اگر ایسا ہے تو اس سکیم پر کام شروع نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سجانی) :

موقع پر کام جاری ہے۔پہلے مرحلے کے کام واٹر سپلائی سیوریج کا کام تقریباً 50% مکمل ہو چکا ہے۔یہ کام Agreement کے مطابق اپریل ۱۹۹۶ء تک مکمل ہو گا۔دوسرے مرحلہ میں سڑکات اور بجلی کا کام کروایا جائے گا۔

پیپلز کالونی گوجرانوالہ کے لیے عملہ صفائی

*2184- جناب عبدالرؤف مغل : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لوانکم ہاؤسنگ سکیم المعروف پیپلز کالونی گوجرانوالہ کی آبادی کتنے مکانات اور کتنے ایکڑ پر مشتمل ہے نیز یہ کس سال میں تعمیر کی گئی تھی۔

(ب) اس آبادی میں سڑکوں گلیوں کی کل کتنی لمبائی ہے اور دسمبر 1995ء تک کتنے فی صد مکانات تعمیر ہو چکے ہیں۔

(ج) جون 1993ء کے بعد جن سڑکوں، گلیوں کی دوبارہ تعمیر کی گئی ان کی لمبائی کتنی ہے۔

(د) پیپلز کالونی میں صفائی کے لیے کل کتنے خاکروب اور سیورمین تعینات ہیں اور ان کی تنخواہوں پر سالانہ کتنے اخراجات اٹھتے ہیں نیز کتنے ٹرک کوڑا کرکٹ اٹھانے کے لیے عملہ صفائی کو مہیا کیے گئے ہیں۔

(ہ) عملہ صفائی کے علاوہ دفتری ملازمین اور افسران کی تنخواہوں اور الاؤنسز پر کتنا خرچ اٹھتا ہے۔

(ز) کیا مذکورہ آبادی کے لیے گرلز ہائی سکول، پرائمری سکول، گرلز کالج کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سجانی)،

(الف) لو انکم ہاؤسنگ سکیم گوجرانوالہ میں کل 5974 پلاٹ ہیں اور یہ 469 ایکڑ پر مشتمل ہے یہ سکیم جون 1981ء میں مکمل کی گئی۔

(ب) اس آبادی میں سڑکوں اور گلیوں کی کل لمبائی 60.58 کلومیٹر ہے۔ دسمبر 1995ء تک 80% مکانات تعمیر ہو چکے ہیں۔

(ج) جون 1993ء کے بعد ایک کلو میٹر سڑکوں اور گلیوں کی دوبارہ تعمیر کی گئی ہے نیز مختلف سڑکوں پر بیچ ورک بھی کیا گیا ہے۔

(د) پیپلز کالونی میں صفائی کے لیے کوئی خاکروب نہ ہے البتہ 42 سیورمین تعینات ہیں اور ان کی تنخواہوں پر سالانہ -/8,42,184 روپے خرچ ہوتے ہیں۔ کوڑا کرکٹ اٹھانے کے لیے فی الحال کوئی ٹرک مختص نہیں۔

(ہ) عملہ صفائی کے علاوہ دفتری ملازمین اور افسران کی تنخواہوں اور الاؤنسز پر سالانہ -/18,04,131 روپے خرچ اٹھتا ہے۔

(ز) مذکورہ آبادی کے لیے گرلز ہائی سکول کا ایک اور پرائمری سکول کے چار پلاٹ مختص ہیں۔ محکمہ تعلیم اور میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ کو بالترتیب ان پلاٹوں پر اسکول بنانے کے لیے کہا گیا ہے۔ فی الحال اسکیم ہذا میں پرائیویٹ اسکول موجود ہیں۔ پیپلز کالونی میں گرلز کالج کے

لیے بھی ایک پلاٹ مختص ہے۔ جس کی منتقلی کے لیے ایجوکیشن فاؤنڈیشن اور محکمہ تعلیم کو عرضداشت ارسال کی جا چکی ہیں۔

محمود بوٹی لاہور کے لیے سیوریج سکیم

*2188- جناب عبدالرؤف مغل ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ورلڈ بنک کے تعاون سے شالامار ٹاؤن محمود بوٹی لاہور کے لیے سیوریج سکیم تیار کرنے کا کوئی منصوبہ بنایا گیا تھا اور آیا اس پر عمل ہو رہا ہے۔

(ب) مذکورہ منصوبہ کی کیا شرائط تھیں اور اس کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی۔

(ج) مذکورہ علاقہ میں سیوریج ڈالنے کے لیے کس کس سائز کا پائپ کتنے ٹھیکے داروں سے کس کس وقت اور کن کن شرائط پر ڈلوایا جا رہا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری غوث اختر سبحانی) ،

(الف) یہ درست ہے اور منصوبہ پر عمل بھی ہو رہا ہے۔

(ب) مذکورہ منصوبہ پنجاب اربن ڈویلپمنٹ کا ایک حصہ ہے اور ترقیاتی کاموں میں اس علاقے کو بہم رسانی آب و نکاسی آب، سڑکات، گلیوں کی از سر نو فرش بندی، سٹریٹ لائٹ اور تعمیر کمیونٹی سنٹر اس منصوبے کا حصہ نہیں مذکورہ منصوبہ کا کل تخمینہ تقریباً بائیس کروڑ سولہ لاکھ روپے ہے۔ اس منصوبے کا نام نارتھ ایسٹ ایریا اپ گریڈنگ ہے۔ اس منصوبے میں ورلڈ بنک اور حکومت پاکستان کی طرف سے فنڈز مہیا کیے گئے ہیں۔ علاقے کا مشاورتی اداروں سے باقاعدہ طور پر سروے کروا کر مختلف علاقوں کی ضروریات کے مطابق ڈیزائن تیار کیا گیا ہے جس پر عملدرآمد تعمیر کے لیے پری کوالیفائیڈ ٹھیکے داروں سے کام کروایا گیا ہے اور یہ سارا کام تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تکمیل کے بعد واٹر سپلائی اور سیوریج سسٹم واسا (ایل ڈی اے) کی طویل میں دے دیا گیا ہے۔ سڑکات، گلیاں اور سٹریٹ لائٹ کا کام میٹروپولیٹن کارپوریشن کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

(ج) اس منصوبے پر کام کا آغاز جولائی 1989ء میں کیا گیا تھا۔ کام کرنے والے ٹھیکے داروں کی

تعداد بارہ تھی۔ تمام ترقیاتی کام جون 1996ء تک پایہ تکمیل تک پہنچ جائیں گے۔ تاہم جہاں تک سیوریج پائپ کے سائز کا تعلق ہے تو ان پائپوں کا قطر 6 انچ سے لے کر 18 انچ تک ہے۔ اس علاقے میں سیوریج اور دیگر ترقیاتی کام کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کمپنیوں اور فرموں نے 1990ء سے لے کر اب تک کام کیا ہے۔

	نام فرم	شرائط		
-1	نیشنل انجینئرنگ اینڈ ٹیکنیکل سروسز	2-5-90	تا	1-5-91
-2		1-1-90	تا	30-6-90
-3	نیشنل انجینئرنگ اینڈ ٹیکنیکل سروسز	30-3-92	تا	9-6-93
-4	بلڈی کو پاک پرائیویٹ لمیٹڈ	5-8-91	تا	30-6-94
-5	ایڈونٹ ٹریڈنگ کمپنی	3-3-92	تا	2-6-94
-6	وحید کارپوریشن	27-6-93	تا	26-9-94
-7	وحید کارپوریشن	27-6-93	تا	28-2-95
-8	وحید کارپوریشن	6-4-95	تا	30-6-96
-9	ایڈونٹ ٹریڈنگ کمپنی	6-4-95	تا	30-6-96

مزید برآں نمبر 8 اور نمبر 9 کا کام ابھی جاری ہے جس میں نصیر آباد کا علاقہ بھی شامل ہے۔

حلقہ پی پی 96 میں واٹر سپلائی سکیموں کی تفصیل

*2206۔چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی پی-۹۶ گجرات میں اس وقت کل کتنی واٹر سپلائی سکیمیں چالو حالت میں ہیں اور کتنی سکیمیں بجلی کا کنکشن نہ ہونے کی وجہ سے چالو نہیں ہو سکیں اور ان سکیموں کے لئے محکمہ نے واپڈا کو کب اور کس تاریخ کو رقم جمع کروائی تھی۔

(ب) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس سلسلہ میں عملی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سجانی)،

(الف) حلقہ پی پی 96 گجرات میں اس وقت سات واٹر سپلائی سکیمیں چالو حالت میں ہیں۔دو سکیمیں بجلی کا کنکشن نہ ہونے کی وجہ سے چالو نہیں ہو سکیں۔محکمہ نے واپڈا کو درج ذیل تاریخ کو رقم جمع کروائی تھی۔

1۔ واٹر سپلائی سکیم ملکا۔

31-12-90 کو رقم جمع کروائی تھی۔واپڈا نے 31-10-92 کو واپس کر دی۔ کہ مزید رقم جمع کروائی جائے۔ابھی تک واپڈا نے نیا ڈیمانڈ نوٹس جاری نہیں کیا۔جونہی ڈیمانڈ نوٹس مل جائے گا رقم جمع کروا دی جائے گی۔

2۔ واٹر سپلائی سکیم بھدر:

سکیم کو مکمل کر کے چالو حالت میں یونین کونسل کے حوالے کیا گیا تھا۔لیکن بجلی کے بل متعلقہ یونین کونسل نے ادا نہ کئے جس کی وجہ سے اس کا کنکشن کاٹ دیا گیا۔ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق سکیم دوبارہ محکمہ کے حوالہ کر دی گئی۔محکمہ نے واپڈا کو دوبارہ کنکشن بحال کرنے کے لئے درخواست دی ہوئی ہے۔جونہی ڈیمانڈ نوٹس وصول ہو گا رقم جمع کروا دی جائے گی اور سکیم کو چالو کر دیا جائے گا۔

(ب) جیسا کہ جز "الف" میں بیان کیا گیا ہے۔

کھاریاں میں واٹر سپلائی اور ڈرینج سکیموں کی تفصیل

*2207- چودھری احمد یار گوندل ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

تحصیل کھاریاں میں اس وقت کس کس جگہ اور کتنی کتنی رقم سے واٹر سپلائی اور ڈرینج سکیمیں منظور ہو چکی ہیں اور یہ سکیمیں کس تاریخ کو مکمل ہونا تھیں اور جو ابھی تک مکمل نہیں ہو سکیں اس کی وجہ کیا ہے حکومت ان سکیموں کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سجانی)،

تحصیل کھاریاں میں مندرجہ ذیل سکیمیں منظور ہو چکی ہیں، رقم اور تاریخ سکیم کے سامنے درج ہے۔

نمبر شمار	نام سکیم	رقم منظوری		تاریخ تکمیل
-1	واٹر سپلائی سکیم چوآ کریالہ (موجودہ تحصیل سرائے عالمگیر)	34.45	لاکھ	30-6-98
-2	واٹر سپلائی سکیم کراؤیوالہ	9.10	لاکھ	30-6-96 مکمل
-3	واٹر سپلائی سکیم کالس	14.77	لاکھ	30-6-98
-4	واٹر سپلائی سکیم کولیاں حبیب	11.67	لاکھ	30-6-96 مکمل
-5	واٹر سپلائی سکیم خونن میانہ چک	32.82	لاکھ	30-6-98
-6	واٹر سپلائی سکیم کھاریاں II	34.80	لاکھ	30-6-98
-7	ڈرینج سکیم بھدر (نظر ثانی تخمینہ)	30.00	لاکھ	30-6-97
-8	ڈرینج سکیم ڈوگہ	34.99	لاکھ	30-6-97
-9	ڈرینج سکیم گھیانہ	25.27	لاکھ	30-6-97
9-(اے)	ڈرینج سکیم بھگوال	34.86	لاکھ	30-6-98
-10	ڈرینج سکیم نصیرہ کوحد قاسم (نظر ثانی تخمینہ)	34.88	لاکھ	30-6-97
-11	ڈرینج سکیم ڈاو میانہ چک	29.94	لاکھ	30-6-97
-12	ڈرینج سکیم گنجیال تھیال (نظر ثانی شدہ)	34.80	لاکھ	30-6-96 (مکمل)
-13	ڈرینج سکیم ڈبر	34.31	لاکھ	30-6-96
-14	ڈرینج سکیم بنگہ شام پورہ (نظر ثانی شدہ)	24.95	لاکھ	30-6-97
-15	ڈرینج سکیم بزر گوال ہروال (نظر ثانی شدہ)	35.00	لاکھ	30-6-98
-16	ڈرینج سکیم ترہٹہ نوالہ سہان)	33.42	لاکھ	30-6-98
-17	ڈرینج سکیم منرا طاہر	23.36	لاکھ	30-6-96 (مکمل)
-18	ڈرینج سکیم گھڑانوالہ سمیلہ	34.81	لاکھ	30-6-98

-19	ڈرینج سکیم بجاڑوالہ شاہ کولی چک	35	34.77	لاکھ	30-6-98
-20	ڈرینج سکیم کولیاں شاہ حسین		34.80	لاکھ	30-6-98
-21	ڈرینج سکیم شیخو چک مکھن والی		25.69	لاکھ	30-6-98
-22	ڈرینج سکیم رندھیر پور ڈانوالہ		32.53	لاکھ	30-6-98
-23	ڈرینج سکیم پنڈی سلطان پور		34.97	لاکھ	30-6-98
-24	ڈرینج سکیم خوجہ معلولی ونڈ		34.38	لاکھ	30-6-98
-25	ڈرینج سکیم خواص پور		30.56	لاکھ	30-6-98
-26	ڈرینج سکیم کنگڑیال		33.53	لاکھ	30-6-98
-27	ڈرینج سکیم پسوال		23.37	لاکھ	30-6-98

نیز تحصیل کھاریاں میں مندرجہ ذیل نئی سکیمیں 1996-97ء کے بجٹ میں شامل ہوئی ہیں

-1	ڈرینج سکیم پنجن کسانہ		33.85	لاکھ	30-6-98
-2	ڈرینج سکیم پگھ بٹی دلہاری		انتظامی منظوری درکار ہے۔		30-6-99
-3	ڈرینج سکیم کوٹلی بجاڑ جھنڈ شریف		40.49	لاکھ	30-6-99
-4	ڈرینج سکیم چک سکندر چک سردانی		34.92	لاکھ	30-6-99
-5	ڈرینج سکیم ڈھنیان جانی چک				30-6-99
-6	ڈرینج سکیم مبلہ چک حاجی چک		34.83	لاکھ	30-6-99
-7	ڈرینج سکیم موہڑی شریف				30-6-99
-8	ڈرینج سکیم بھاؤ گیسٹ پور		34.54	لاکھ	30-6-99
-9	ڈرینج سکیم حیدر اعوان چک محمود		-		
-10	ڈرینج سکیم باشنا اوجڑی لقمان		-		
-11	ڈرینج سکیم کسانہ جھنڈ کالس		-		
-12	ڈرینج سکیم بھاگو باسریاں		-		
-13	ڈرینج سکیم لیدر اسلام پورہ		-		

14- ڈرینج سکیم بھدر مرجان -

15- ڈرینج سکیم ملک پور فتح گڑھ -

16- ڈرینج سکیم کوٹلی بجاڑ خورد -

17- واٹر سپلائی سکیم ٹھیکریاں میانہ چک -

18- واٹر سپلائی سکیم پنجن کسانہ -

ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی

*2231- راجہ ریاض احمد، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد شہر کے علاقہ مدینہ ٹاؤن میں ایف ڈی اے کی جگہ پر کچھ لوگوں نے ناجائز قبضہ کر لیا تھا۔ مقامی پولیس اور انتظامیہ نے وہ قبضہ ختم کروایا مگر اب دوبارہ انہی بااثر لوگوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ محکمہ اس ناجائز قبضہ کو ختم کرانے کے لیے کیا کارروائی کر رہا ہے۔ اگر کارروائی نہیں کی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سجانی)،

چونکہ معزز رکن پنجاب اسمبلی جناب راجہ ریاض احمد نے کوئی واضح جگہ کی نشاندہی نہ کی ہے جس جگہ پر مقامی پولیس اور انتظامیہ نے ناجائز لوگوں سے قبضہ واگزار کرایا۔ اس لیے محکمہ ایف ڈی اے اس ضمن میں کسی قسم کا تبصرہ کرنے سے قاصر ہے۔ البتہ اگر معزز رکن اسمبلی کوئی مخصوص حوالہ دیں اور جگہ کی مناسب نشاندہی کر دیں تو پھر محکمہ ایف ڈی اے مکمل کوائف کے ساتھ جواب / تبصرہ پیش کر سکتا ہے۔ تاہم محکمہ ایف ڈی اے نے پرانی ریلوے لائن کچی آبادی کی جگہ خالی کروانے کے بعد سال 1986ء میں ایک سکیم تیار کی اور اس سکیم میں چار مرلہ اور تین مرلہ کے پلاٹ بنائے گئے ایف ڈی اے کی گورننگ باڈی نے اپنے 38 ویں اجلاس میں مورخہ 87-1-4 میں فیصلہ کیا کہ 88 سروے شدہ خاندان / افراد کو اولڈ ریلوے لائن کچی آبادی کی زمین پر جو سکیم تیار کی گئی اس میں سے چار مرلہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ ان افراد کو کر دی جائے محکمہ ایف ڈی اے نے ابھی 73 افراد کو باضابطہ الاٹمنٹ بابت پلاٹ (4 مرلہ) کی تھی کہ ریلوے امپلائز ویلفیئر سوسائٹی نے سول کورٹس سے محکمہ ایف ڈی اے کے خلاف حکم امتناعی حاصل کر لیا جس کی وجہ سے نہ تو الاٹیان کو موقع پر قبضہ جات دیئے جا سکے اور نہ

ہی باقی ماندہ سروے شدگان کو الاٹمنٹ لیٹر جاری کیے جا سکے۔ سول کورٹ نے مورخہ 16-10-89 کو محکمہ ایف ڈی اے کے موقف کو درست تسلیم کرتے ہوئے سوسائٹی کا کیس خارج کر دیا۔ ریلوے امپلائز سوسائٹی ایڈیشنل سیشن جج / اپیلنٹ کورٹ میں اس فیصلہ کے خلاف حکم امتناعی حاصل کر لیا جو کہ مورخہ 11-12-95 کو عدالت نے خارج کر دیا۔

بعد ازاں محکمہ ایف ڈی اے نے 40 الاٹیان کو موقع پر قبضہ جات دیئے۔ ریلوے امپلائز سوسائٹی نے دوبارہ سول کورٹ میں دعویٰ کر کے مورخہ 20-12-95 کو دوبارہ حکم امتناعی حاصل کر لیا۔ بعدالت راؤ اکبر سول جج فیصل آباد زیر سماعت ہے۔ علاوہ ازیں متعلقہ علاقہ کی اتفاق ویلفیئر سوسائٹی نے عدالت عالیہ لاہور میں رٹ پٹیشن نمبری 597/96 دائر کی ہے جو کہ جناب جسٹس اعجاز نثار لاہور ہائی کورٹ زیر سماعت ہے۔

درج بالا حقائق سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ محکمہ ایف ڈی اے نے کسی بھی شخص کو ناجائز قبضہ نہ کرایا ہے۔ موجودہ صورت حال کے پیش نظر ایف ڈی اے کی مجاز اتھارٹی نے متعلقہ سٹاف کو سختی سے تنبیہہ کی ہے کہ مذکورہ علاقہ میں تا فیصلہ عدالت کسی جگہ / پلاٹ پر کوئی غیر قانونی قبضہ نہ کیا جائے۔

کچی آبادی بیگم پورہ لاہور کے الاٹیوں کو حقوق ملکیت کی عطائیگی

*2246۔میاں معراج دین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچی آبادی بیگم پورہ لاہور کو 1978ء میں حکومت کی طرف سے کچی آبادی قرار دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اصل الاٹیوں کو ڈیمانڈ نوٹس جاری ہوئے اور انہوں نے پلاٹوں کی قیمتیں ادا کر کے پلاٹوں کی رجسٹریاں بھی ایل ڈی اے سے کروا لیں تھیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ الاٹی عرصہ دس سال سے ایل ڈی اے کے مقرر کردہ واجبات بابت ترقیات فنڈز وغیرہ نیشنل بنک میں جمع کروا چکے ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے نے کچی آبادی کو ضروری شہری سہولتیں بھی بشمول سوئی گیس سیوریج اور گلیوں کی سولنگ فراہم کی ہیں۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ الاٹیوں کو کب تک حقوق ملکیت

دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سجانی)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ کچی آبادی بیگم پورہ لاہور کو سال 1978ء میں حکومت کی جانب سے کچی آبادی قرار دیا گیا تاہم اس آبادی کا سروے 1978ء میں کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ کچی آبادی بیگم پورہ لاہور کے مکینوں کو ڈیمانڈ نوٹس جاری کئے گئے ہیں اور بہت سے مکینوں نے واجبات خزانہ ایل ڈی اے میں جمع کروا دیئے ہیں مگر ابھی تک کسی مکین کے نام کوئی رجسٹری نہ کی گئی ہے۔ کیونکہ کچی آبادی بیگم پورہ کا رقبہ تاحال محکمہ ایل ڈی اے کو منتقل نہ ہوا ہے۔

(ج) کسی حد تک درست ہے کہ کچی آبادی بیگم پورہ کے مکینوں نے واجبات خزانہ ایل ڈی اے میں جمع کروا دیئے ہیں جس کی مدت تقریباً عرصہ پانچ سے دس سال تک ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے کچی آبادی کے مکینوں کو ضروری شہری سہولتیں میسر کی ہیں۔

(ہ) جز ہائے بالا کا جواب درست ہے مگر جب تک رقبہ متعلقہ محکمے سے محکمہ ایل ڈی اے شعبہ کچی آبادی کو منتقل نہیں ہوتا اس وقت تک محکمہ ایل ڈی اے کسی مکین کے نام رجسٹری کرنے سے قاصر ہے۔ تاہم اس معاملہ کو بورڈ آف ریونیو کے ساتھ اٹھایا ہوا ہے۔

سیوریج سکیم کندیاں کی بحالی

*2311۔ ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ٹاؤن کمیٹی کندیاں کی سیوریج سکیم پر کتنا خرچ کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن کمیٹی کندیاں نے ناقص کارکردگی کی وجہ سے مذکورہ سکیم وصول نہیں کی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹاؤن کمیٹی کندیاں نے حکومت کو کئی دفعہ بذریعہ ریزولیوشن تحریر کیا کہ اس سکیم کا کام ناقص ہو رہا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت کندیاں سیوریج سکیم بالکل ہی بے کار ہو چکی ہے جس کی وجہ سے کندیاں شہر میں جگہ جگہ گندہ پانی کھڑا ہے جس سے کئی بیماریاں پھیلنے کا خطرہ لاحق

ہے۔

(ہ) اگر جز پانے کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس سلسلہ میں کیا کارروائی کی ہے اگر نہیں کی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سجانی)۔

(الف) یہ کہ سیوریج سکیم کندیاں سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ لاہور چٹھی نمبری SO(P.H)II-1/83 مورخہ 31.5.83 کو منظور ہوئی۔ حکومت پنجاب نے سکیم کی تعمیر کے لیے مختلف مراحل میں فنڈز مہیا کیے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گورنمنٹ گرانٹ	ٹاؤن کمیٹی حصہ	کل خرچہ
36.80 لاکھ	4.00 لاکھ	40.83 لاکھ

(ب) یہ درست نہ ہے۔ کہ ٹاؤن کمیٹی کندیاں نے ناقص کارکردگی کی وجہ سے مذکورہ سکیم وصول نہیں کی بلکہ ٹاؤن کمیٹی کندیاں نے اپنے محدود مالی وسائل کی وجہ سے سکیم وصول نہیں کی۔ اب بھی اپنے محدود وسائل کی وجہ سے ٹاؤن کمیٹی اس کا نظام چلانے سے قاصر ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ٹاؤن کمیٹی کندیاں نے حکومت کو بذریعہ ریزولیوشن تحریر کیا کہ سکیم کا کام ناقص ہو رہا ہے بلکہ چلانے کی ذمہ داری سے بچنے کے لئے ٹاؤن کمیٹی مختلف ہتھکنڈے آزماتی رہی۔ کمشنر صاحب سرگودھا ڈویژن نے ایک انکوائری کمیٹی بھی تشکیل دی تھی اور اس کمیٹی نے کوئی نقص نہیں نکالا۔

(د) یہ درست ہے کہ اس وقت کندیاں سیوریج سکیم صحیح دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے بالکل بے کار ہو چکی ہے اور اس کی ذمہ دار ٹاؤن کمیٹی ہے نہ کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ چونکہ محکمہ کے پاس اربن سکیم کی دیکھ بھال کے لیے کسی قسم کے فنڈز نہیں ہوتے۔ 1987ء سے 1991ء تک محکمہ سکیم کی دیکھ بھال کرتا رہا ہے اور سکیم صحیح کام کرتی رہی ہے۔ جس کے بعد بجلی کا بل ادا نہ کرنے کی وجہ سے ڈسپوزل بند کر دیا گیا اور کمیٹی نے 18 انچ کا بائی پاس سیور 27 انچ سیور سے تقریباً ایک فٹ اونچا لگا دیا جس کی وجہ سے سیور میں گارہ جمع ہو گیا یہ سکیم اب بھی چالو ہو سکتی ہے اگر بجلی کا کنکشن بحال کروا لیا جاوے اور سیور صاف کر لیا جاوے۔

(ہ) اگرچہ جزہائے کا جواب اثبات میں نہ ہے مگر پھر بھی حکومت نے ایک نئی سکیم ٹاؤن کمیٹی کے لیے منظور فرمائی ہے جس پر کام شروع ہو چکا ہے۔

مالکانہ حقوق کی عطائیگی

*2320- خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں ملی کلاتھ مارکیٹ کارخانہ بازار' نڑوالا روڈ ملحقہ دھوبی گھاٹ کی دکانوں' گجر بستی اور اقبال پورہ کی بستی کے مکینوں کو سابقہ وزیر اعلیٰ نے مالکانہ حقوق دینے کا وعدہ کیا تھا اگر ایسا ہے تو آیا انہیں مالکانہ حقوق دے دیئے گئے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سبحانی)،

ملی کلاتھ مارکیٹ کارخانہ بازار' نروالا روڈ ملحقہ دھوبی گھاٹ کی دکانیں اور اقبال پورہ کی بستی ایف ڈی اے کے کنٹرول میں نہیں اور نہ ہی ان کے متعلق محکمہ ایف ڈی اے کو سابقہ وزیراعلیٰ کی طرف سے کوئی احکامات وصول ہوئے تھے البتہ کچی آبادی گجر بستی ایف ڈی اے کے کنٹرول میں ہے۔ اس آبادی کا رقبہ ایف ڈی اے کو منتقل شدہ ہے اور کل سروے شدگان کی تعداد 187 ہے جس میں سے 150 مکینوں کو مالکانہ حقوق کی اسناد جاری کی جا چکی ہیں اور بقایا 37 مکینوں کے کیس برائے مالکانہ حقوق زیر کارروائی ہیں اور اس آبادی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کیلئے وزیراعلیٰ کے خصوصی یا عمومی احکامات کی ضرورت نہ ہے کیونکہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق حکومت پنجاب کی مروجہ پالیسی کے تحت دیئے جا رہے ہیں۔

گرین ٹاؤن میں سڑکوں اور سیوریج کی مرمت

*2332- میاں فضل حق، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ گرین ٹاؤن لاہور کے مین بازار میں سیوریج اور سڑکوں کی مرمت کا کام شروع کیا گیا تھا اگر ایسا ہے تو یہ کام کب شروع کیا گیا تھا اور کیا مرمت کا کام ختم ہو گیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری غوث اختر سبحانی)۔

جی ہاں۔یہ درست ہے کہ گرین ٹاؤن کے مین بازار میں 5 ستمبر 1995ء کو 24 انچ قطر کا سیور ڈالنے کا کام شروع ہوا جس پر ابھی تک کام جاری ہے۔یہ سیور جس کی لمبائی 2250 فٹ ہے گنجان آبادی میں لگایا جا رہا ہے۔اکثر جگہوں پر واٹر سپلائی، گیس اور ٹیلیفون کی لائنوں کا شفٹ کرنا بھی مقصود تھا۔لہٰذا اس ٹرنک سیور کی تکمیل کے لئے 6 ماہ سے زائد کا عرصہ درکار تھا۔اب تک یہ سیور 2225 فٹ لگ چکا ہے اور آئندہ یہ سیور تین ہفتوں تک مکمل ہو جائے گا۔

جہاں تک سڑکوں کی مرمت کے کام کا تعلق ہے تو امپروومنٹ آف روڈز مین بازار گرین ٹاؤن کا کام جولائی 1995ء میں ٹھیکیدار کو الاٹ کیا گیا لیکن موقع پر کام شروع کرنے سے پہلے ہی واسا نے ٹرنک سیور اور ڈرینج کے لئے پائپ بچھانے کا کام شروع کر دیا جو کہ اس وقت تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔جونہی واسا اپنا کام ختم کرے گا سڑک کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

ڈگیوں کی تعمیر

*2365۔لالہ مہر لال بھیل، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 96-1995ء کے فنڈز میں ہر رکن اسمبلی سے واٹر سپلائی کی سکیمیں مانگی گئی تھیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میں نے واٹر سپلائی سکیم کے تحت ایک ایک لاکھ روپے کی ڈگیاں تعمیر کرنے کے لئے 40 سکیمیں چیئرمین پی اینڈ ڈی کے دفتر میں جمع کرائی تھیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چیئرمین پی اینڈ ڈی نے یہ سکیمیں منظور کرکے محکمہ پبلک ہیلتھ بہاولپور کو بھیج دی تھیں مگر آج تک کسی بستی یا اقلیتی آبادی میں کام نہیں ہوا اس کی کیا وجہ ہے اگر ایسا ہے تو حکومت ڈگیاں تعمیر کرنے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو کیوں نیز کب ان سکیموں پر حکومت کام شروع کر دے گی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری غوث اختر سبحانی)۔

(الف) ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ایسی کوئی ہدایات جاری نہیں ہوئیں۔جس کے تحت رکن پنجاب اسمبلی سے واٹر سپلائی کی سکیمیں مانگی گئی ہوں۔

(ب) ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے متعلقہ نہیں ہے۔

(ج) ترقیاتی بجٹ سال 96-1995ء کے تحت واٹر سپلائی سیکٹر میں سیریل نمبر 2742 پر 27 عدد ڈگیوں کی تعمیر کے لئے ایک سکیم شامل کی گئی ہے۔ جس کی منظوری کے لئے محکمہ نے کمشنر بہاولپور سے رجوع کیا اور سکیم پر 18-7-95 کی میٹنگ میں غور کیا گیا۔ ڈویژنل ڈیولپمنٹ کمیٹی نے سکیم کی منظوری ملتوی کر دی اور محکمہ کو ہدایات دیں کہ سکیم کی منظوری سے پہلے دیہات کے نام جہاں ڈگیاں تعمیر ہونی ہیں بمعہ جگہ کا ریونیو ریکارڈ بمعہ خسرہ نمبر مہیا کیا جاوئے۔ فاضل رکن اسمبلی جناب للہ مہر لال بھیل صاحب سے رجوع کیا گیا۔ انہوں نے 15 نمبر دیہات کی تفصیل 96-3-3 کو مزید دو دیہات کی تفصیل 96-5-30 کو مہیا کی ہیں محکمہ نے ان آبادیوں کا سروے شروع کر دیا ہے۔ فاضل رکن اسمبلی سے گذارش کی جاتی ہے کہ وہ باقی ماندہ 10 دیہات کی تفصیل بمعہ ریونیو ریکارڈ سے محکمہ کو آگاہ کریں۔ تاکہ سکیم کا تخمینہ تیار کر کے متعلقہ اتھارٹی کو منظوری کے لئے بھیجا جا سکے۔ سکیم پر کام منظوری کے بعد فنڈز مہیا ہونے پر شروع ہو سکے گا۔

فیصل آباد شہر میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیمیں

*2515۔ صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

مالی سال 96-1995ء کے دوران فیصل آباد شہر میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی کتنی سکیمیں تیار کی گئیں، آیا وہ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں اگر ایسا ہے تو ان پر کل کتنی لاگت آئی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سجانی)۔

مالی سال 96-1995ء میں واٹر سپلائی کی کوئی نئی سکیم فیصل آباد شہر کے لیے تیار نہ کی گئی ہے۔ البتہ جناب وزیراعظم صاحبہ کے ڈائریکٹو کے تحت گیارہ عدد جنریٹر شہر کے مختلف ڈسپوزل سٹیشن ہائے پر نصب کیے گئے ہیں اس کے ڈسپوزل اسٹیشنوں کو مزید مضبوط بنانے کے لیے 25 عدد پمپ لگائے گئے ہیں جن کی مالیت تقریباً 380 لاکھ روپے ہے شہر کے مشرقی حصہ میں ایک سیوریج کی جامعہ سکیم تیار کی گئی ہے جو کہ ڈسپوزل سٹیشن عبداللہ پور سے شروع ہوتی ہے اور ڈسپوزل سٹیشن ستیانہ روڈ پر ختم ہوتی ہے۔ اس سکیم کی لاگت تقریباً 540 لاکھ روپے ہے۔ اس سکیم پر کام شروع ہے۔ مالی سال 96-1995ء میں اس پر تقریباً ایک کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ ابھی مزید کام جاری ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

چاہ باؤی والا میں سولنگ اور نالیاں بچھانے کا منصوبہ

764۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چاہ باؤی والا تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں سولنگ اور نالیاں بچھانے کے لئے تقریباً دو لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے اگر ایسا ہے تو اس سے کتنے فٹ سولنگ اور نالیاں بچھانے کا منصوبہ تھا اور موقع پر کتنے فٹ سولنگ اور نالیاں بچھائی گئیں ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیدار نے اس گاؤں میں پہلے سے واقع نالیوں کی مرمت کرنے کے بعد کام بند کر دیا ہے جبکہ اصل کام جس کے لئے رقم فراہم کی گئی تھی وہ سرانجام نہیں دیا گیا اور محکمہ نے تمام رقم جو اس گاؤں میں سولنگ اور نالیاں بچھانے کے لئے فراہم کی تھی ٹھیکیدار کو ادا کر دی ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس غوردبرد میں ملوث محکمہ کے افسران اور ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری خوش اختر سبحانی)،

(الف) چاہ باؤی والا تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں سولنگ اور نالیاں بچھانے کا منصوبہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل لاہور کے تحت منظور نہیں کیا گیا اور نہ ہی کوئی رقم محکمہ کو اس منصوبہ کے لئے مختص کی گئی۔

(ب) جواب (الف) متصل ہے۔

(ج) جواب (الف) متصل ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ قبل

اس کے کہ تحریک استحقاق کا وقفہ شروع کیا جائے میری ایک قرارداد ہے جس کے لیے میری استدعا ہو گی کہ رولز کو معطل کر کے take up کر لیا جائے۔ یہ قرارداد ایسی ہے کہ اس کو فوری طور پر take up کرنا ضروری ہے ورنہ میں سات دن انتظار بھی کر سکتا تھا۔ اس کی افادیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو آج اس معزز ایوان میں پیش کیا جائے۔ چونکہ تین دن قبل 2/3 ستمبر کو امریکہ نے مسلم ملک عراق پر ایک بدترین دہشت گردی کی ہے اور کروز میزائل سے حملہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں' میں اپنی قرارداد آپ کی اجازت سے رول 202 کے تحت رول 92 کو معطل کر کے اس کو پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب سپیکر! میں نے تحریری طور پر درخواست کی ہے کہ مجھے عراق پر امریکی میزائلوں کا جو حملہ ہوا ہے اور اس کی طرف سے ایک مسلم ملک کی آزادی و خود مختاری کے خلاف جو جارحیت ہوئی ہے اس پر قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، میں سید ظفر علی شاہ صاحب کی قرارداد اور آپ کی تحریر کی سٹڈی کر کے تھوڑی دیر کے بعد رائے دوں گا۔ ابھی فی الحال اس پر میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آج پراپوزل ممبرز ڈے ہے۔ سارا دن پڑا ہے۔ اس کو دیکھ لیں گے۔ ابھی بہت وقت ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میں کچھ اور عرض کرنی چاہتا ہوں۔ I am leaving for Islamabad میں دو تین دن پہلے سیکرٹریٹ کو دے چکا ہوں۔ یہ نہیں ہے کہ میں نے ابھی دینا ہے۔

جناب سپیکر ، ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی فیصلہ ہو گیا ہو چونکہ یہ موضوع مرکز سے تعلق رکھتا ہے۔ اس پر یہاں بحث ہو نہیں پائے گی۔

سید ظفر علی شاہ ، آپ پتا کر لیں کہ جناب پہلے ہی اس پر فیصلہ دے چکے ہیں کہ اس کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر ، سب سے پہلی تحریک استحقاق سردار امان اللہ خان دریشک کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

وزیر قانون ، وہ پریس نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر ، ان کی تین تحاریک استحقاق ہیں۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلی تحریک استحقاق میاں

عمران مسعود صاحب کی طرف سے ہے۔

اے ایس ایف کے عملے کا معزز اراکین اسمبلی سے توہین آمیز رویہ

میاں عمران مسعود ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں مورخہ 17۔ اگست 1996ء کو اسلام آباد جانے کے لیے لاہور ایئر پورٹ کے وی آئی پی لاؤنج میں پہنچا جہاں مجھے فلائٹ نمبر PK-386 کے لیے بورڈنگ کارڈ نمبر 0386 A 008 جاری کیا گیا۔ اس وقت وی آئی پی لاؤنج میں محترمہ تہمینہ دولتانہ ایم این اے بھی اسی فلائٹ سے اسلام آباد جانے کے لیے موجود تھیں۔ اتنے میں اے ایس ایف کے چند اہلکار میرے اور محترمہ تہمینہ دولتانہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے چیف نے حکم دیا ہے کہ آپ لوگ وی آئی پی لاؤنج سے باہر نکل جائیں اور عام راستے سے ایپرن کی طرف جائیں۔ میں نے انہیں کہا کہ میں ایم پی اے ہوں اور وی آئی پی لاؤنج استعمال کرنے کا استحقاق رکھتا ہوں جس کا مجھے باقاعدہ کارڈ جاری کیا گیا ہے آپ اسے دیکھ بھی سکتے ہیں مگر وہ اس بات پر بضد رہے کہ لاؤنج سے باہر نکل جائیں۔ اتنے میں دوسری ایجنسیوں کے بھی متعدد افراد سفید کپڑوں میں میرے اور محترمہ تہمینہ دولتانہ کے پاس آ گئے اور کہا کہ ہمیں "اوپر" سے حکم ملا ہے کہ کسی بھی مسلم لیگی کو وی آئی پی لاؤنج استعمال نہ کرنے دیا جائے۔ اس پر محترمہ تہمینہ دولتانہ نے کہا کہ میں ایم این اے ہوں اور اسی راستے سے ایپرن تک جانے کا حق رکھتی ہوں۔ اس پر ASF کے ایک اہلکار نے انہیں تھپڑ مارنے کی غرض سے ہاتھ اٹھایا اور کہا کہ "اگر تم عورت نہ ہوتی تو میں تمہارا حلیہ بگاڑ دیتا" اس پر میں نے اس کی اس بدتمیزی پر احتجاج کیا اور کہا کہ ہم قانونی طور پر حاصل استحقاق کے مطابق اسی راستے سے ایپرن تک جائیں گے۔ میرے اس جملے پر وہ لوگ بیخ پا ہو گئے اور مجھے کہا کہ "ہم تمہیں ہتھکڑی لگا کر وی آئی پی لاؤنج سے باہر لے جا سکتے ہیں پھر آپ کو پتا چلے گا کہ وی آئی پی کون ہے" قانون کے مطابق ایک رکن اسمبلی کو وی آئی پی لاؤنج استعمال کرنے کے استحقاق کو اے ایس ایف اور وہاں پر موجود دیگر خفیہ ایجنسیوں کے اہلکاروں نے جس بدتمیزی اور ہٹ بازی سے پامال کیا ہے اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ یہ بڑی

comprehensive اور self- explanatory ہے۔ میں نے جو یہاں واقعہ بیان کیا ہے اس میں نہ تو کسی قسم کا جھوٹ شامل ہے اور نہ ہی کوئی مبالغہ آمیزی شامل ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر استحقاق جو ہمیں دیا گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ جو بھی وی آئی پی لاؤنجز میں جاتے ہیں ان کو ایک پروٹوکول دیا جاتا ہے۔ اور کارڈ کے ذریعے آپ اس میں داخل ہوتے ہیں اور ایپرن تک جا سکتے ہیں۔ اگر ایک استحقاق دیا گیا ہے' اس کو اگر کوئی روکے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ breach of privilege وہاں commit ہو جاتا ہے ۔ اس میں نہ تو کوئی بحث کی بات ہے کہ آیا یہ استحقاق بنتا ہے یا نہیں بنتا۔ میرے خیال میں صرف یہی ایک ہمارے پاس استحقاق ہے جس کے لیے ہمیں باقاعدہ ایک کارڈ جاری کیا جاتا ہے۔ اس میں ان ایجنسیوں کے بندوں نے جس بدتمیزی کا مظاہرہ کیا اس سے نہ صرف میرا نہیں بلکہ تمام سیاستدانوں کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

جناب سپیکر، میں ایک چھوٹی سی بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ انجام کیا ہوا ۔ آپ پھر اسی راستے سے گئے یا ان لوگوں نے آپ کو نکال دیا؟

میاں عمران مسعود : انجام یہ ہوا کہ ہم لوگ وہاں بیٹھے رہے ۔ ہماری ان سے کافی مکالمہ بازی بھی ہوتی رہی اور فلائیٹ جو تقریباً 45 منٹ لیٹ ہو گئی تھی ۔ اسلام آباد میں میاں نواز شریف صاحب کا الیکشن تھا اور جتنے بھی اے ایس ایف کے اہلکار وہاں موجود تھے ۔ میں ان کے نام تو نہیں جانتا ۔ eventually ہم نے ان کو کہا کہ ہماری entitlement ہے ۔ آپ ہمیں روک نہیں سکتے ۔ eventually وہاں سے گزر گئے لیکن 45 منٹ کی embarrassment face کی اور جو میرے ساتھ ایک لیڈی منتخب ایم این اے کو ایک چھوٹے اہلکار نے کہا کہ اگر آپ عورت نہ ہوتیں تو میں آپ کا حلیہ بگاڑ دیتا۔ یہ اتنے derogatory remarks کم از کم میں تو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس میں اگر آپ سمجھیں کہ زیب داستان کے لیے میں کوئی کہانی بنا رہا ہوں۔ جو بھی واقعات میں نے بیان کیے ہیں۔ یہ واقعہ بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔ میری آپ سے صرف یہی گزارش ہے کہ آپ نے یا کسی اور نے اے ایس ایف والوں کو یہ آرڈر نہیں دیا ہو گا یہ تو more loyal than the king والی بات ہے۔ اگر وی آئی پی لاؤنجز میں جا کر دیکھیں تو اس میں ایم پی ایز یا ایم این ایز تو کم ہوتے ہیں باقی بے تحاشا لوگ وہاں سے آ جا رہے ہوتے ہیں۔ ان کو تو کوئی نہیں پوچھتا۔ اگر غلطی سے کوئی ایم پی اے ادھر سے چلا جائے اور وہ سمجھے کہ اس کی میٹنگ ہے یا اس کو جلدی پہنچنا ہے اور وہ جلدی سے ادھر

سے چلا جائے اور اس کے ساتھ یہ سلوک ہو تو یہ انتہائی قابل اعتراض بات ہے۔

میری لاء منسٹر صاحب سے بھی یہی درخواست ہے کہ اس میں تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بحث والی بات ہے کہ یہاں میں کسی آرٹیکل کا یا کسی سیکشن کا ذکر کروں۔ یہ وہاں پر ایک breach commit کیا گیا ہے۔ لہٰذا میں یہ چاہوں گا کہ آئندہ کے لیے ایسا نہ کیا جائے تاکہ وہاں پر جو بھی کوئی وی۔ آئی۔ پی جائے اس کو ایسی صورت حال کا سامنا نہ کرنا پڑے یا تو آپ ہمارے کارڈ کینسل کر دیں۔ وی آئی پی لاؤنج میں ہمیں جانے سے آپ منع کر دیں۔ ہم بالکل نہیں جائیں گے۔ اگر ہم وہاں جاتے ہیں، ہمیں اسمبلی نے جو right دیا ہے، اگر ہمیں کسی آرٹیکل کے تحت یہ right ملا ہے، اگر ہم اس کو استعمال کر رہے ہیں تو پھر ہمیں جو کوئی روکے گا تو اس نے وہ breach commit کیا ہے۔ میں نے ان لوگوں کی نشاندہی کر دی ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ آپ اس سارے واقعہ کی اور یہ جو ساری happening ہوئی ہے اس کا سختی سے نوٹس لیں تاکہ آئندہ جو بھی آدمی وہاں جائے اس کے ساتھ اس قسم کی بدتمیزی نہ ہو۔ لہٰذا میری یہ درخواست ہے، میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ آپ اس پر سختی سے نوٹس لیں کیونکہ یہ institutions کی بات ہے۔ اس طریقہ سے اگر ہمارا وہاں مذاق اڑایا جائے تو کم از کم مجھے یہ acceptable نہیں ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس کو آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر، مہربانی، لاء منسٹر صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! جہاں تک وی۔ آئی۔ پی لاؤنج استعمال کرنے کا تعلق ہے تو یہ ہر ایم۔ پی۔ اے کا حق ہے۔ لیکن اس کے ساتھ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ ایک چٹھی پی۔ آئی۔ اے کو لکھی گئی تھی۔ انھوں نے کہا ہے کہ اس کے ساتھ ہمارا تعلق کوئی نہیں ہے۔ اے۔ ایس۔ ایف جو ہے وہ ہم سے independent ہے۔ اس کا جواب وہ دیں گے۔ تو میں صرف یہ عرض کروں گا کہ اگر پرسوں تک اس کو پینڈنگ کر لیا جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ ہر ایک کو حق ہے کہ وہ اپنی بات کرے۔ ہمیں اس کا جواب اگر آ گیا تب بھی اور اگر نہ آیا تب بھی پھر آپ اسے کر لیجیے گا۔

جناب سپیکر، آپ اسے پرسوں تک رو کنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جی ہاں۔

جناب سپیکر، اب چونکہ اجلاس جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے اندر ہی کچھ کریں گے۔ پرسوں تک

ان کو جواب آجاتا ہے تو ٹھیک ہے نہیں تو میں فیصلہ کروں گا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ لہٰذا پرسوں تک کے لیے اسے پینڈنگ کیا جاتا ہے۔

میاں عمران مسعود، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، سردار حسن اختر موکل صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

رانا محمد اقبال خان، ادھر ہی ہیں۔

جناب سپیکر، جی' اگر کہیں قریب ہیں تو تشریف لے آئیں۔ میں ایک منٹ انتظار کر لیتا ہوں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! وہ چیمبر میں گئے ہیں۔ ابھی آجاتے ہیں۔

جناب سپیکر، چلیے' ہم آگے چلتے ہیں۔ اگر وہ اس دوران آگئے تو ان کی تحریک استحقاق بھی لے لیں گے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اسے پرسوں کے لیے رکھ لیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر، چلیے' اگر وہ دو چار منٹ میں آجاتے ہیں تو پھر لے لیں گے نہیں تو پرسوں کے لیے پینڈنگ کر دیں گے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، جناب ارشد عمران سلہری۔

ایس پی لاہور کا معزز رکن اسمبلی سے توہین آمیز رویہ

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 24۔اگست 1996ء کو میرے حلقہ انتخاب الحمد پارک اور الحمد کالونی علامہ اقبال ٹاؤن کے کچھ معززین میرے پاس آئے اور کہا کہ ایک شخص نے برساتی نالے کو بند کر کے وہاں دکانیں تعمیر کر لی ہیں اور جس کی وجہ سے طوفانی بارش کا کئی کئی فٹ پانی ہمارے گھروں میں داخل ہو چکا ہے۔ آپ چل کر دیکھیں کہ ہمارے گھروں کا سامان ڈوب گیا ہے اور بچے چھتوں پر پناہ لیے ہوئے ہیں۔ چنانچہ میں اسی وقت موقع پر پہنچا اور وہاں کے حالات دیکھ کر فوری طور پر ڈائریکٹر جنرل ایل۔ ڈی۔ اے اور منیجنگ ڈائریکٹر واسا کے پاس پہنچا اور متاثرین کی طرف سے ایک درخواست میں

نے اپنے لیٹر پیڈ پر ان کو دی۔ متذکرہ افسروں نے یہ بات تسلیم کی کہ برساتی نالے پر عمارت ناجائز تعمیر ہوئی ہے۔ اسی دن گورنر صاحب بھی موقع پر پہنچے اور وہاں کی صورت حال دیکھ کر کہا کہ یہ عمارت ناجائز تعمیر ہوئی ہے اسے فوری طور پر گرا دیا جائے مگر ایل۔ ڈی۔ اے کے اہلکاروں نے اس عمارت کو نہ گرایا جس پر لوگوں نے احتجاج شروع کر دیا۔ پھر ۲۵۔ اگست ۱۹۹۶ء کو میں دوبارہ موقع پر پہنچا تو دیکھا کہ لوگ متذکرہ عمارت پر اینٹیں اور پتھر مار رہے تھے اور تھانہ ملت پارک' تھانہ وحدت کالونی' تھانہ اقبال ٹاؤن اور تھانہ سمن آباد کی پولیس جس کی قیادت ڈی۔ ایس۔ پی اقبال ٹاؤن' ڈی۔ایس۔پی چوہنگ اور دو مجسٹریٹ کر رہے تھے وہ بارش میں ہی لوگوں پر لاٹھی چارج کر رہے تھے۔ اس اثناء میں چار افراد کو زبردستی پکڑ کر تھانہ اقبال ٹاؤن لے گئے۔ میں ان افراد کو چھڑانے کی خاطر تھانہ اقبال ٹاؤن گیا۔ وہاں ایس۔ پی طارق کھوکھر ڈی۔ایس۔پی کے کمرے میں بیٹھے تھے اور وہاں ناجائز عمارت تعمیر کرنے والے جہانگیر اور ذوالفقار بھی موجود تھے۔ ایس۔پی نے مجھے دیکھتے ہی تحکمانہ لہجے میں کہا کہ "سلہری تسیں جیہڑے پن دا مظاہرہ کیتا اے میں تیرے خلاف پرچہ درج کرا کے تینوں وی سعد رفیق ورگا لیڈر بنا دیاں گا"۔ اس پر جہانگیر اور ذوالفقار نے کہا کہ ہم سلہری کے خلاف کوئی پرچہ درج نہیں کرانا چاہتے۔ مگر ایس۔پی نے بڑی رعونت سے کہا کہ ۱۹۸۸ء اور ۱۹۹۰ء کے الیکشن غلط ہوئے تھے اور موجودہ الیکشن درست ہوئے ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ دیکھیں آپ ایک انتظامی آفیسر ہیں۔ اس معاملے میں سیاست کو درمیان میں نہ لائیں مگر اس نے کہا کہ تیری مرضی جو چاہے کہوں تم کون ہوتے ہو مجھے نصیحت کرنے والے۔ اس وقت میرے ساتھ خواجہ ریاض محمود ایم۔ پی۔ اے' میاں عبدالستار ایم۔ پی۔ اے' شیخ انور سعید ایم۔ پی۔ اے اور محترمہ بیگم مہناز رفیع بھی موجود تھیں۔ انھوں نے بھی ایس۔ پی کے رویہ پر احتجاج کیا مگر ایس۔ پی ٹس سے مس نہ ہوئے۔ اپنا رعب اور دبدبہ جاری رکھا۔ مگر اس نے ڈی۔ سی سے فون پر بات کر کے متذکرہ چاروں افراد کو شخصی ضمانت پر رہا کر دیا۔ ایک جسٹس آف پیس اور علاقہ کے نمائندہ کے ساتھ ایس۔ پی کا رویہ اخلاقی اور قانونی طور پر قابل مذمت ہے۔ پھر اس نے ذوالفقار پر دباؤ ڈال کر میرے خلاف پرچہ درج کرا دیا۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، سلہری صاحب! آپ نے پورا افسانہ ہی لکھ ڈالا ہے اتنا لمبا۔ کوئی سٹیٹمنٹ کی ضرورت تو شاید ہے نہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ کی اجازت ہو تو میں عرض کروں کہ یہ افسانہ نہیں ہے یہ حقیقت ہے۔ اگر گورنمنٹ کے کسی بھی افسر کو توفیق ہو تو وہ آج بھی وہاں پر الحمد کالونی' الحمد پارک میں ان حالات کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہ وقت آ گیا ہے کہ اب قوم کی جو ملکیت جگہیں ہیں جیسے ندی نالے' نہریں' سڑکیں حکومت رشوت لے کر ' افسران رشوت لے کر عام آدمیوں کو اور اپنے کارکنوں کو الاٹ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ واقعہ الحمد کالونی نیلم بلاک کے جوہڑ کا ہے۔ یہ صدیوں پرانا وہاں پر نالہ ہے۔ اتنی شدت سے بارش ہوئی ہے کہ لاہور میں تین چار فٹ سے کم پانی کہیں بھی نہیں تھا۔ لیکن علامہ اقبال ٹاؤن کا یہ نالہ جس کے منہ کے دھانے کے اوپر ایک ناجائز بلڈنگ (مارکیٹ) تعمیر ہوئی ہے۔ وہ نالہ پوری بارشوں میں خشک رہا۔ 25 تاریخ کو جب گورنر صاحب وہاں پر آئے۔ اس سے پہلے میں ڈی۔ جی' ایل۔ ڈی۔ اے کے دفتر میں گیا اور ان کو اپنے لیٹر پیڈ پر لکھ کر دے کر آیا کہ الحمد کالونی نیلم بلاک کی جو آبادی ہے اس بلڈنگ کی تعمیر کی وجہ سے تیس تیس فٹ گہرے پانی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ یہ تین بج کر دس منٹ پر میں ان کو application دے کر آیا اور پھر رات گیارہ بجے کے قریب دوبارہ ان کو جا کر ملا۔ وہاں پر بی۔ اے ناصر صاحب' ڈی۔ جی ایل۔ ڈی۔ اے موجود تھے' انھوں نے کہا کہ مجھے assignment ملی ہے کہ میں وہاں پر اس بلڈنگ کا ملاحظہ کرنے اور اس مالک کو جس نے تعمیر کی ہے دیکھنے جا رہا ہوں۔ پھر وہ جیسے بھی ملے اور جو بھی کاغذات انھوں نے دیکھے کہ یہاں کے کسی بھی ڈی۔ سی' ایل۔ ڈی۔ اے کا یا کسی کا کارڈ انھوں نے دکھایا اس کے بعد آگے جو بھی انھوں نے رپورٹ دی ہو گی۔ 25 تاریخ کو جب وہاں پر عوام نے احتجاج کیا' سڑک بلاک کی ہوئی تھی' اس بلڈنگ کو گرانے کی کوشش کر رہے تھے تو اس وقت وہاں پر پانچ تھانوں کی پولیس موجود تھی۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ اس وقت انھوں نے جس طرح سے ان لوگوں کے اوپر جو کہ پانی میں ڈوبے ہوئے تھے لاٹھی چارج کیا' تشدد کیا' یہاں تک کہ ایک نوجوان کی نس بھی کٹ گئی۔ تو میں نے وہاں پر دو مجسٹریٹ صاحبان کی موجودگی میں ان سے کہا کہ آپ ان لوگوں کے اوپر تشدد کیوں کر رہے ہیں؟ یہ تو پہلے ہی پانی کی وجہ سے اور اس آفت کی وجہ سے تنگ آ کر اپنے گھروں کے سامان کے لیے رو رہے ہیں اور ان کے گھر تباہ ہو رہے ہیں۔ گراؤنڈ فلور تک پانی جو تھا ان کی چھتوں کے اوپر سے گزرا ہے۔ تقریباً دو سو کے قریب مکانات وہاں پر اس ناجائز الاٹمنٹ کی وجہ سے کہ جس میں ایل۔ ڈی۔ اے ملوث ہے'

واسا کے اہلکاران ملوث ہیں یا کہ اس میں چند ایک سیاسی نمائندگان ملوث ہوں گے ان کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ آپ جا کر دیکھیں کہ تین تین منزلہ بلڈنگیں جو ہیں ان کی دیواروں میں دراڑیں پڑ رہی ہیں اور چھتیں اس وقت گرنا شروع ہو گئی ہیں۔ جناب سپیکر! جب میں وہاں پر پہنچا تو ان حالات کو دیکھ کر میں نے اس وقت پولیس سے یا انتظامیہ کے جو مجسٹریٹ صاحبان موجود تھے ان سے میں نے بات کی کہ آپ ان لوگوں کے اوپر تشدد کیوں کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے اس وقت بھی کہا کہ آپ لوگ اگر ان کو لے کر نہیں جاتے تو ہم آپ کے اوپر بھی پرچہ درج کر دیں گے یہاں تک کہا کہ یہ شخص جس نے ناجائز الاٹمنٹ بنوائی ہے آپ عوام کو ادھر کر دیں میں ان کے خلاف پرچہ درج کروں گا میں نے یہ کہا کہ آپ ان کے خلاف جنہوں نے اس بلڈنگ کو ناجائز طور پر الاٹ کروایا ہے کیونکہ یہ ایک پرانا پکا نالہ ہے اور آپ نے اس کے منہ کے آگے بلڈنگ الاٹ کر دی ہے اگر آپ ان کے خلاف کارروائی نہیں کریں گے آپ پھر بھی ہمارے خلاف پرچے کریں گے۔ میری یہ بات اس مجسٹریٹ صاحب سے ہوئی۔ اسی دوران دو ڈی۔ایس۔پی جن کا میں نے ذکر کیا ہے وہ موقع پر آئے اور ہمارے چند ایک نوجوانوں کو پکڑ کر تھانے میں لے گئے۔ میں جب ڈی۔ایس۔پی کے آفس علامہ اقبال ٹاؤن میں گیا وہاں پر ایس۔پی۔صدر ڈاکٹر طارق کھوکھر صاحب موجود تھے۔ میں نے جن ایم۔پی۔اے صاحبان کا ذکر کیا ہے وہ میرے ساتھ تھے۔ جب میں داخل ہوا تو ان کا یہ انداز تھا کہ آپ نے جیالہ پن دکھایا ہے۔ میں آپ کے اوپر پرچہ درج کروں گا اور جس طرح سے خواجہ سعد رفیق کو لیڈر بنایا ہے میں آپ کو بھی لیڈر بنا دوں گا۔

جناب سپیکر! اسی کے ساتھ ایس پی صدر ڈاکٹر طارق کھوکھر نے یہ بھی کہا کہ 1988ء کے الیکشن بھی درست نہیں ہوئے تھے اور 1990ء کے الیکشن بھی درست نہیں ہوئے تھے تو اس پر میں نے اسے کہا کہ آپ یہاں پر انتظامی افسر ہیں آپ سیاستدان نہیں ہیں آپ انتظامی معاملات پر بات کریں پھر انہوں نے کہا کہ مجھے ٹوکنے اور منع کرنے والے کون ہوتے ہیں میں جو چاہوں گا کروں گا جناب سپیکر! اسی اثناء میں جناب ذوالفقار صاحب اور جہانگیر صاحب جن کو ایل۔ڈی۔اے نے ناجائز طور پر وہاں پر زمین الاٹ کی ہے اور اس کی تعمیر کروائی ہے اور جس کی وجہ سے ہزاروں افراد کے گھر وہاں پر تباہ ہوئے ہیں ان کا کروڑوں روپے کا وہاں پر نقصان ہوا ہے اس نے کہا کہ ایس۔پی صاحب میں ارشد عمران سلہری اور دوسرے دوستوں کے خلاف کوئی پرچہ درج نہیں کروانا چاہتا۔ انہوں نے دو

دفعہ یہ کہا مگر جناب ایس۔ پی صاحب نے کہا کہ آپ نے اپنی بات کی ہے خواجہ ریاض صاحب نے اپنی بات کی ہے یہ تو آپ کا اپنا فیصلہ ہے لیکن یہ میرا فیصلہ ہے اور مجھے حکم ہے کہ میں نے ارشد عمران سلہری کے خلاف پرچہ درج کرنا ہے۔

جناب سپیکر! ایک مدعی جس نے ناجائز طور پر وہاں پر بلڈنگ تعمیر کی حکومت کو، انتظامیہ کو اس کے خلاف کارروائی کرنی چاہیے۔ ایل۔ڈی۔اے اور واسا کے خلاف کارروائی کرنی چاہیے جنہوں نے پیسے لے کر قوم کی، عوام کی زمین کروڑوں روپے کی زمین لاکھوں میں الاٹ کر دی۔ جناب سپیکر! ہوتا کیا ہے کہ ایک ریڑھی والے اور چھابڑی والے کو ایک ایک ماہ میں چار چار دفعہ اٹھا کر لے جاتے ہیں اور انہیں جرمانے کرتے ہیں اور وہ شخص جو پکی تعمیر کر رہا ہے اس کو آج تک کسی ایل۔ڈی۔اے والے اور نہ کسی واسا والے اور نہ ہی کسی کارپوریشن والے نے کیوں نہیں پوچھا۔ جناب سپیکر! اس بات پر میرا اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کہ وہ شخص جس نے قوم کی پراپرٹی کو اپنے نام پر الاٹ کروایا اور اس علاقے کے جو ایس۔پی صاحب ہیں وہ اس کی حمایت کرتے ہیں ہمارے خلاف اپنی مرضی سے پرچہ درج کرواتے ہیں وہ اس کے خلاف کیوں ایکشن نہیں لیتے کہ آپ نے ناجائز طور پر یہ بلڈنگ تعمیر کی ہے ان افسران کے خلاف جنہوں نے ناجائز طور پر وہاں پر بلڈنگ تعمیر کروائی کیوں کارروائی نہیں کی۔ جناب سپیکر! میرے پاس ریکارڈ موجود ہے کہ ان ذوالفقار نامی اور جہانگیر نامی اشخاص نے اسی جگہ پر ابھی بھی تین پلاٹوں پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے اور ہزاروں روپے مہینے کے وہ کرائے کے وصول کر رہے ہیں۔

اسی طرح اس کے ساتھ خیبر بلاک میں مہر کالونی ہے وہاں بھی اکثر پلاٹوں کے اوپر اس نے ناجائز طور پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں اور جو لوگ رشوت لے رہے ہیں اور بدعنوانی کر رہے ہیں ان کے خلاف حکومت کی آنکھیں بند ہیں وائس چیئرمین جناب اسلم گل صاحب سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب وہ چیئرمین بن کر آئے اس سے پہلے اس شخص نے وہاں پر چار دیواری کی اور عوام نے اس چاردیواری کو دو دفعہ گرایا۔ جب وائس چیئرمین جناب اسلم گل صاحب اپنی کرسی پر آئے انہوں نے انتظامیہ کی موجودگی میں اور اسی پولیس کی موجودگی میں جس نے ہمارے اوپر لاٹھی چارج کیا وہاں پر وہ بلڈنگ تعمیر کروائی۔ جناب سپیکر میں آپ سے استدعا کروں گا کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی۔ وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! سلہری صاحب نے ارشادات فرمائے ہیں ان کا تعلق تحریک استحقاق سے نہیں ہے۔ ویسے یہ ضروری مسائل تھے۔

جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے اس کا نوٹس ہمیں آج صبح ملا ہے تو اس جواب کے لیے کچھ دن درکار ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کتنے دن لینا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، اس کا جواب ہمیں پرسوں مل جائے گا۔ لہٰذا آپ اسے پرسوں تک کے لیے ملتوی کر دیں۔

جناب سپیکر، پرسوں تک کے لیے اسے pend کرتے ہیں۔۔۔۔ چودھری محمد وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری اس تحریک استحقاق کے بارے میں بھی وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کا بھی ابھی تک جواب نہیں آیا لہٰذا آپ اسے بھی پرسوں کے لیے رکھ لیں۔

جناب سپیکر، آپ اس کا جواب پرسوں تک بنا لیجیے۔ مجھے پتہ ہے کہ یہ کل circulate کی گئی تھی۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق تھی۔

جناب سپیکر، جی۔ میں نے آپ کا اسم گرامی لیا تھا آپ اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے بڑے شوق سے اپنی تحریک استحقاق پیش کیجیے۔

سردار حسن اختر موکل، بڑی مہربانی۔

سی آئی اے انسپکٹر کا رکن اسمبلی سے توہین آمیز رویہ

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں حال ہی وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ ۲۸۔ ستمبر ۱۹۹۶ء کو میں CIA سٹاف قصور گیا۔ وہاں مجھے میرے حلقہ کے کچھ افراد ملے جنہوں نے مجھے بتایا کہ CIA کا انسپکٹر فقیر محمد رانا ان کو بلاوجہ پریشان کرتا ہے اور دھمکیاں دیتا ہے کہ یا تو رشوت دو ورنہ جھوٹے مقدموں میں ملوث کر دوں گا۔ اس دوران رانا فقیر محمد انسپکٹر سفید

ں میں وہاں آ گیا۔ میرے پوچھنے پر کہ وہ بے گناہ شہریوں کو پریشان کیوں کرتا ہے۔ انسپکٹر
ب نہایت جلال میں آ گیا اور مجھے اور پنجاب کے MPAs اور MNAs کے خلاف نہایت غلیظ
ستعمال کرنا شروع کر دی۔ میرے اعتراض پر کہ اخلاق کے دائرے میں بات کرو موصوف
گے کہ تم بڑھکو وزیر اعلیٰ کے رشتہ دار ہو گورنر میرا بہنوئی ہے میں SSP کی وردی بھی اتروا
ں۔ اس کے بعد انسپکٹر موصوف اونچی آواز سے عوامی نمائندوں اور مجھے غلیظ الفاظ سے نوازتا
ے دفتر میں چلا گیا۔

جناب سپیکر! انسپکٹر موصوف نے اس پر ہی بس نہیں کیا بلکہ میرے خلاف ایک رپٹ بھی
ر دی۔ جناب والا! اس واقعہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری
ں ہے کہ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جس انسپکٹر کا میں نے ذکر کیا اس کا ریکارڈ یہ بتاتا ہے
ہاں جہاں بھی رہا وہاں اس نے ہر اس شریف شہری کے خلاف ناجائز کیس یا تو بنائے یا بنانے
ں دے کر اس سے رشوت وصول کرتا رہا حتیٰ کہ یہ اس سے پہلے دیپالپور میں تھا وہاں اس نے
ریف آدمی پر آدھا کلو ہیروئن ڈال دی اور اس تحقیقات میں اس کو باقاعدہ مجرم قرار دیا گیا۔ مجھے
ں یہ بات سمجھ نہیں آ سکی کہ یہ اس سے کیسے بچ کر نکل گئے دو سال تک تو اس کو لائن حاضر
ے بٹھائے رکھا اس کے بعد پھر اچانک یہ آ گیا جناب والا! یہ واقعہ میرے ساتھ ہی نہیں ہوا بلکہ
ے پہلے ہمارے علاقے کے حکومتی پارٹی کے ایک ایم۔این۔اے ہیں ان کے ساتھ بھی اس نے
ں کی اور پھر تھانے سے اس کو سی۔ آئی۔ اے سٹاف میں لایا گیا۔ اس دن بھی بات یہ تھی کہ
علقے سے دو شریف لوگوں کو اس نے گھر سے بلایا۔ اور سڑک پر لا کر اسے کہا کہ پانچ ہزار روپیہ
میں تمہارے اوپر ناجائز اسلحہ ڈال دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ نہ تو ہم بدمعاش ہیں اور نہ آپ کو
مخالفین نے کہا ہے ہمیں خدشہ ہے کہ آپ ہمیں پکڑ کر مار نہ دیں ان کو گھر سے لے جا کر گاؤں
کے سامنے اپنے پاس سے اسلحہ ڈال کر ان کو پکڑ لیا۔ جناب میں اس سلسلے میں گیا ہوا تھا بلکہ اس
ہاں ڈی۔ ایس۔ پی صاحب کے سامنے تسلیم بھی کیا کہ جناب مجھ سے غلطی ہوئی ہے میں ان
ں کروا دوں گا۔ اس واقعے کے بعد میں نے اس سے پوچھا کہ وہاں پر موضع بھولیریاں ہے وہاں
نے کچھ لوگ پکڑے ہیں ان کا اسلحہ لائسنس تم لائے ہو اور تم نے ان کا لائسنس گم کر دیا وہ

اب وہ اسلحہ کہاں لے کر جائیں گے۔ جناب والا! میرے اس پوچھنے کے بعد اس صاحب کو کیا ہوا اور وہ کیا چاہتے تھے وہ باہر پبلک کے سامنے کھڑے تھے انہوں نے سب سے پہلے بات ہی وزیر اعلیٰ سے شروع کی ۔ مجھے علم نہیں کہ تھانے سے ان کو وزیر اعلیٰ کے حکم سے سی۔ آئی۔اے سٹاف میں لایا گیا تھا۔ لیکن اس نے بات ہی بدتمیزی سے شروع کی اور کی بھی وزیر اعلیٰ کے نام سے۔ میں نے جب ان سے کہا کہ بھئی رشتہ داری اپنی جگہ پر ہے اور سیاست اپنی جگہ پر ہے تم مجھے یہ کس لیے بتاتے ہو کہ وزیر اعلیٰ نے تمہیں کیا کہا یا کیا نہیں کہا۔ اگر تم نے سزا پانی ہے تو اس کا مجھے علم نہیں۔ یہاں میں یہ بات واضح کرتا چلوں لیکن یہ اس کا کہنا تھا کہ تم وزیر اعلیٰ کی بات کرتے ہو گورنر تو میرا بہنوئی ہے۔ ہوگا' مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے علم نہیں ہے ۔ اگر ہو گا تو مجھے کیا۔ گورنر چھوڑ کوئی اس کا بہنوئی ہو لیکن میں یہ بات اس مقدس ایوان کے فلور پر کرتا ہوں حاشا و کلا اس نے تمام عوامی ایم پی ایز اور ایم این ایز کے متعلق نام لے کر کہا اور جو غلیظ الفاظ اس نے استعمال کیے ہیں میں وہ کہہ نہیں سکتا اور مجھے اس بات کا علم بھی نہیں کہ اس نے بعد میں جا کر کیا رپٹ درج کی ۔ مجھے اس کے محکمے والوں نے بتایا کہ انھوں نے اس پر بھی بد تمیزی کی اور اس کے بعد اس نے آپ کے خلاف ایک رپٹ درج کی۔ مجھے نہیں پتا کہ کیا کی ہے ۔ جناب والا' میں سمجھتا ہوں کہ اس سے یہ بات پوچھنے والی تھی کہ تم نے زیادتی کیوں کی۔ اور جب میں نے کہا کہ میں ایس پی صاحب سے بات کروں گا تو اس نے کہا کہ کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ میں تو ایس پی کی وردی بھی اتروا سکتا ہوں۔ اس لیے کہ میں گورنر کا سالا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اتروا سکتا ہو۔ مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اتروا دے ۔ مجھے اعتراض صرف یہ ہے کہ ان عوامی نمائندوں کے متعلق کہ جن کا اس مسئلے سے کوئی تعلق بھی نہیں تھا اس نے ان کے متعلق غلیظ زبان کیوں استعمال کی ۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے میرا ہی نہیں اس معزز ایوان کے تمام ارکان کا' کارکنان کا ' ایم این ایز کا اور تمام عوامی نمائندوں کا استحقاق پامال ہوا ہے ۔ میری یہ درخواست ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔ شکریہ!

جناب سپیکر، جناب لاء منسٹر!

وزیر قانون، جناب والا! سردار صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے یہ اپنی جگہ بجا ۔ اس میں ایک متعلقہ سب انسپکٹر نے ایک لمبی چوڑی رپورٹ دے کر بھیجی ہے جس میں اس نے اپنی تکالیف بیان کی ہیں کہ

میری بچی بیمار تھی۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں یہ درستی کرنا چاہوں گا کہ سب انسپکٹر نہیں ہے بلکہ انسپکٹر ہے۔

وزیر قانون، میرے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ میری بچی بیمار تھی' میں خود بیمار تھا۔ اور ایک چیز اس نے تسلیم بھی کی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر مندرجہ بالا بات سنائی اور اتنی بات میرے منہ سے نکل گئی کہ اب تو میرا پیچھا چھوڑ دو۔

وزیر اوقاف، اودھا پیچھا چھڈ دیو۔

جناب سپیکر، شاہنواز صاحب کہہ رہے ہیں چھڈ دیو ایہناں دا پیچھا۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! ان کو تکلیف پہنچ رہی ہو گی۔ ان کے کاروبار پر فرق پڑے گا اگر ایسے لوگ نکل گئے۔

وزیر قانون، جہاں تک یہ بات ہے اس نے کہا ہے کہ مجھ سے یہ گستاخی ضرور ہوئی ہے کہ مجھ سے یہ بات ہوئی ہے۔ باقی وہاں پہ وہ مستقل طور پر تعینات نہیں تھا۔ جو انسپکٹر پہلے وہاں تعینات تھا وہ چھٹی پر گیا ہوا تھا اس کی جگہ وہ بیٹھا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میرا خیال ہے کہ وہ سردار صاحب کو منا رہا ہو گا۔ کیونکہ ابھی وہ مجھے بھی ملا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک دفعہ موقع دے دیں اگر وہ ان کو صفائی دے دے نہیں تو جیسے یہ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! کیا حکم ہے۔ آپ اس کو یہاں معاف کر دیں۔ عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ استحقاق کمیٹی میں بھی بالآخر وہ معافی مانگتا ہے اور آپ معافی دے دیتے ہیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میری ایک عرض سن لیں۔ یہاں ریکارڈ موجود ہے کہ میں نے جو تحاریک استحقاق پیش کیں اس میں میں نے back out کبھی نہیں کیا۔ اس لیے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ باتیں ظاہراً بڑی بڑی چھوٹی چھوٹی ہیں کہ انسپکٹر نے یہ کہہ دیا' سب انسپکٹر نے یہ کہہ دیا یا سپاہی نے یہ کہہ دیا۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ حکومت وقت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عوام پر ظلم و تشدد کا باعث بنتے ہیں۔ کبھی آج تک یہاں یہ دیکھا ہے کہ کسی ڈی آئی جی نے کسی سے زیادتی کی ہو یا جوتے مارے ہوں یا کسی پر تشدد کیا ہو۔ کبھی آج تک یہاں کوئی ایسا معاملہ آیا ہے

کہ کسی ایسے عوامی نمائندے کے ساتھ گورنر یا چیف منسٹر نے کوئی ایسی بات کی ہو۔ وزیر قانون میرے بڑے بھائی ہیں' قابل احترام ہیں میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ میں تو ویسے بھی یہ بڑی توہین آمیز بات سمجھتا ہوں کہ ان کے وزیر قانون اور انصاف ہوتے ہوئے یہ لوگ ایسی باتیں کرتے رہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ اس نے کہا ہے کہ ایک بات میرے منہ سے نکل گئی جناب والا' کبھی چور بھی کہتا ہے کہ میں نے چوری کی۔ وہ تو یہی کہے گا۔ اگر آپ تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں وہاں میں اپنی یہ باتیں ثابت نہ کر سکا تو میں سزا پاؤں گا لیکن اس بات پہ نہیں کہ وہ انسپکٹر ہے۔ یہاں آئی جی نے بات کی تھی تو میں نے اس کے خلاف بھی بات کی تھی۔ اگر انسپکٹر کرے گا تو میں اس کے خلاف بھی کروں گا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ان انسپکٹروں کو' ان ایس ایچ اوز کو یہ مواقع فراہم نہ کیجیے کہ ان کو معافی دے دیں۔ ورنہ بات کیا ہو گی کہ آج کل جو آ رہا ہے کہ تبی کی بجائے راجہ کو قتل کریں گے۔ وہ کسی بھجو بدمعاش کی جگہ ارشد عمران سلہری کے گلے پڑیں گے۔ پھر یہ بات مکافات عمل ہے۔ میں نے متعدد بار یہاں اس مقدس ایوان کے فلور پر کھڑے ہو کر بات کی ہے کہ جو کل تھا وہ آج نہیں جو آج ہے وہ کل نہیں ہو گا۔ اگر ان کی ایسی ہی باتوں کو قابل معافی سمجھا گیا تو مجھے خدشہ ہے کہ یہ بات آگے بڑھتی جائے گی۔ اس لیے میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں میں یہ پھر استدعا کروں گا کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، میں اس تحریک کو in order قرار دیتے ہوئے ایڈمٹ کرتا ہوں اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ اور اس کی رپورٹ ایک ماہ کے اندر آنی چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! ارشد عمران سلہری صاحب تو موجود نہیں ہیں۔ فاضل ممبر نے ان کو بھجو بدمعاش سے تشبیہ دی ہے۔ وہ تو بڑے شریف آدمی ہیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! اٹھ جدوں وی بولے گا منہ وچوں لانے دی بو ای آوے گی۔ وصی ظفر صاحب full Minister وی بن گئے۔ ایہاں دیا گلاں او ہی رہنیاں نیں جدوں کجھ وی نہیں سن۔

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' میں اپنے بھائی سے آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ وہ جس طرح کے خیالات اوروں کے متعلق رکھتے ہیں وہ اس ہاؤس سے اپنے متعلق پوچھیں کہ ہاؤس ان کے متعلق کیا خیالات رکھتا ہے۔

جناب سپیکر ، وہ بہت اچھے ' محترم اور معزز ممبر ہیں اس ایوان کے ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! اکثر ہم لوگوں کے متعلق اخبارات میں چھپتا ہے جس میں ہماری کردار کشی کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کل کے اخبار میں ایک خبر بڑی نمایاں چھپی ہے بلکہ ہیڈ لائن تھی جس میں یہ کہا گیا کہ میاں نواز شریف نے یہ بیان دیا کہ سیاستدانوں کا احتساب ہونا چاہیے اور انھوں نے سب سے پہلے اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کیا اور کہا کہ حکمران بھی اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر موقع ہاتھ میں نہیں آئے گا۔ آج ہی اسی ایوان میں فیصلہ کر لیا جائے کہ میاں نواز شریف کے اس اعلان کے مطابق پنجاب اسمبلی میں بھی قائد ایوان اور اپوزیشن لیڈر بھی اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کریں۔ اور آپ بھی احتسابی کمشن قائم کریں تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو سکے ۔ جیسا کہ ہمارے قائد میاں نواز شریف بھی کہتے ہیں کہ نوے فیصد سیاستدان دیانتدار ہیں۔ بینظیر بھٹو بھی کہتی ہیں کہ نوے فیصد سیاستدان دیانتدار ہیں۔ تو پھر کیوں نہیں اس ایوان کو موقع دیا جاتا کہ ہم اپنے کردار کی پاکیزگی کو ثابت کر سکیں ۔ اور یہ جو بیورو کریسی اور چور لٹیرے ہم پر داغ لگاتے ہیں اس داغ کو ہم کیوں نہ دھوئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نواز شریف صاحب قائد محترم نے بیان دے کر سیاستدانوں کو ایک بہترین موقع فراہم کیا ہے کہ وہ اپنی صفائی لوگوں کو فراہم کر دیں۔

جناب سپیکر ، کسی وقت جب قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف یہاں موجود ہوں گے تو ان کے سامنے یہاں تجویز رکھیں گے ۔ پھر ان کی رائے لے کر آگے چلیں گے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ' میری گزارش یہ ہے کہ اس پورے ایوان میں سے کوئی کمیٹی یا احتسابی کمشن بنانا ہے تو کیا میں جناب فاضل ممبر آفریدی صاحب سے کہوں گا کہ وہ ہی اس ایوان میں خالی یہ بیان دے دیں کہ قوم کا اربوں روپیہ بنکوں کے ذریعے لوٹ کر لے جانا وہ احتساب میں آتا ہے یا نہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ میاں نواز شریف پر الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے بنکوں کا مال لوٹا ہے ہم ان پر الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے اربوں روپیہ لیا ہے۔ تو اس کا فیصلہ ہونے دیجیے۔

جناب سپیکر ، اچھی بات ہے ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، ہم کہہ رہے ہیں کہ جس نے لوٹا ہے اس کا احتساب ہو۔ یہ میاں نواز شریف پر الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے بینکوں کا مال لوٹا ہے۔ ہم ان پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے اربوں روپے کی خیانت کی ہے تو اس کا فیصلہ ہونے دیجیے۔ سرے میں جو محل بنا ہے اس کا فیصلہ ہونا چاہیے ۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے آپ تشریف رکھیں۔ جس دن دونوں ہوں گے تو بات کر لیں گے ۔

وزیر صحت ' دیہی(غلام سرور خان) : جناب سپیکر ! مجھے خوشی ہوئی ہے کہ میرے بھائی باشی خان صاحب نے احتساب کے بارے میں بات کی ہے اور قومی اسمبلی میں قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف نے بھی اس پر بات کی ہے تو میں یہاں یہ چاہوں گا کہ اگر پنجاب میں احتساب ہونا ہے جیسے میرے بھائی نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور حکومت کی طرف سے میں اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہوں ۔ اس کا آغاز ہم سے ہی کر دیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ راولپنڈی ڈویژن سے ہی اس کا آغاز ہو ۔

جناب سپیکر: انھوں نے بڑی احتیاط سے اپنے آپ کو نہیں بلکہ قائد حزب اختلاف کو پیش کیا ہے۔ انھوں نے اپنے آپ کو پیش نہیں کیا کہیں آپ غلط فہمی میں نہ رہیے گا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا ! ہمارے قائد نے اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کیا ہے لیکن ان کی قائد **********

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر ! وصی ظفر صاحب نے ابھی میاں نواز شریف ' قائد حزب اختلاف' قومی اسمبلی کے بارے میں فرمایا ہے لیکن ان کی اپنی جماعت کے وزیر داخلہ کا بیان آج اخبارات میں شہ سرخیوں میں آیا ہے کہ میاں نواز شریف نے کسی بینک سے کوئی قرضہ نہیں لیا۔ یہ نصیراللہ بابر صاحب کا بیان آج کے اخبارات میں لگا ہوا ہے کہ ان کے خلاف کوئی پرچہ نہیں ہے کیونکہ انھوں نے بینک سے کوئی قرضہ نہیں لیا ۔

جناب سپیکر : اس بحث کو ختم کریں کیونکہ قومی اسمبلی اس سے نبٹ رہی ہے ۔

**** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

چودھری محمد اقبال : جناب سپیکر ! بڑی حیرت کی بات ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے قائد حزب اختلاف بھی اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں ' اس پر بات کرتے ہیں اور دوسری طرف سے بھی کوئی اختلاف رائے نہیں ہے تو پھر اس میں رکاوٹ کیا ہے ؟ اس نیک عمل کو شروع کیوں نہیں کیا جاتا ؟ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ کم از کم ایوان کی حد تک تو آپ شروع کروا دیں ' آپ initiative لیں -

جناب سپیکر : چودھری صاحب ! نیک عمل تو آپ کی اتفاق رائے سے ہی شروع ہو گا۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! اتفاق رائے تو ہے' دونوں طرف سے ہے پھر اس میں کیا رکاوٹ ہے؟

جناب سپیکر : جب کسی دن دونوں صاحبان ایوان میں موجود ہوں گے تو میں ان دونوں سے ایوان میں رائے لے کر پھر بات کروں گا۔

وزیر اوقاف : جناب سپیکر ! فی الحال جتنی دیر تک قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف نہیں ہیں آج کے دن کے لیے میرا اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کا احتساب شروع کیا جائے۔ آج ہم دونوں احتساب کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں تا کہ اس کام کا آغاز تو ہو ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں ان کی تجویز قبول کرتا ہوں اور اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کرتا ہوں۔

حاجی محمد افضل چن : جناب سپیکر ! میری اس ضمن میں یہ گزارش ہے کہ قائد حزب اختلاف نے بھی فرما دیا اور وزیر اعظم صاحبہ بھی یہی کہتی ہیں ۔ میرا ایک سوال ہے کہ حکومت یا تو پیپلز پارٹی کی رہی یا پھر مسلم لیگ کی رہی اور درمیان میں کچھ مارشل لاء بھی رہا ۔ جس طرح کہا جا رہا ہے اس طرح تو سب دیانت دار ہیں ۔ بیورو کریسی بھی دیانت دار ہے ' ہم سب بھی دیانت دار ہیں تو پھر پاکستان اتنا مقروض کیسے ہو گیا؟ حکومت پاکستان کے پاس کوئی پیسہ نہیں ہے' ہماری معیشت تباہ ہو چکی ہے۔ قرضے کے بغیر ہم چل نہیں سکتے لیکن ہم سارے کے سارے دیانت دار بھی ہیں۔ جب پاکستان بنا تھا تو اس وقت پاکستان پر ایک ٹیڈی پیسہ قرض نہیں تھا ۔ اس وقت ہم لوگ غریب تھے جبکہ آج ہم سب امیر ترین ہو چکے ہیں اور ہمارا ملک غریب ہو گیا ہے ۔ اگر پہلے میرے پاس ایک سائیکل تھی تو آج

میرے پاس بیچارہ ہے ' لینڈ کروزر ہے ' کوٹھیاں ہیں تو مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ ہم دیانت دار بھی ہیں اور پاکستان کی معیشت بھی دن بدن تباہ ہو رہی ہے ۔ یہ سب کچھ کس طرح ہو رہا ہے؟ میں سب پارٹیوں سے گزارش کروں گا کہ سب سے پہلے وہ Switzerland سے اپنا پیسہ واپس لے آئیں۔ وہ پیسہ پاکستانی قوم کا ہے۔ چاہے محترمہ بے نظیر صاحبہ ہوں یا نواز شریف صاحب ہوں اگر وہ محب وطن ہیں تو یہ پیسہ واپس لائیں۔ ہمارا پیسہ باہر کیوں جائے؟ جو اپنا پیسہ غیر ممالک یا Switzerland میں رکھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ وہ محب وطن نہیں ہیں۔ وہ اس ملک کے غدار ہیں۔ وہ پیسہ واپس لائیں۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے ان کو کہتے ہیں کہ پیسے واپس لے آئیں ۔ جی اصغر علی گجر صاحب آپ بھی دل ہلکا کر لیجیے ۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! ایوان کے اندر حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی طرف سے دل کھول کر اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کیا جا رہا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی آفر ہے لیکن اس چیز کا تعین کر لیا جائے کہ ان کا احتساب کون کرے گا؟ یہ تو اس بات پر خوش ہیں کہ میرا احتساب وہ کرے گا اور وہ اس بات پر خوش ہیں کہ میرا احتساب یہ کریں گے ۔ اگر یہ اس بات پر خوش ہیں کہ ایک کا احتساب دوسرا اور دوسرے کا احتساب تیسرا کرے گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات غلط ہے ۔ بھینسیں بھینسوں کی بہنیں ہوتی ہیں ۔ یہ آپس میں احتساب نہیں کر سکتے ۔۔۔۔

جناب سپیکر : اج پتہ لگ گیا کہ تُسیں پکے گجر او ۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! یہ پہلے اس بات کا تعین کر لیں کہ ان کا احتساب کون کرے گا اور پھر اپنے آپ کو پیش کریں تو یہ حق بات ہو گی اور پھر میں سمجھوں گا کہ یہ واقعی درست کہہ رہے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! فاضل رکن کے اس سوال کا جواب میاں نواز شریف صاحب دے چکے ہیں ۔ وہ قوم کے سامنے کہہ چکے ہیں کہ ریٹائرڈ unblemished record رکھنے والے جسٹس صاحبان کا کمیشن بنا دیا جائے ۔ اس میں اور سوچنے کی کیا بات رہ گئی ہے؟

جناب سپیکر : جی ہاں سوچنے کی بات تو ہے ہی کوئی نہیں یہ تو دل کی بات ہے ۔ جی حضرت مولانا

شوکت داؤد صاحب !

چودھری شوکت داؤد : شکریہ۔ جناب سپیکر ! یہ مسئلہ جو اس وقت ایوان میں زیر بحث ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پوری قوم کے لیے ایک لمحۂ فکریہ ہے ۔ آج آپ مختلف اخبارات میں دیکھ لیں ' عوامی ردعمل دیکھ لیں بلکہ عالمی رائے عامہ کو دیکھ لیں تو آج بحیثیت قوم ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ جو ملک ہم نے لاکھوں قربانیاں دے کر ' لاکھوں عزتیں لوٹا کر حاصل کیا ۔ وہ لوگ جن کو یہ علم تھا کہ ہم نے اس آزادی کے لیے بڑی سے بڑی قیمت ادا کرنی ہے لیکن ہمیں آزادی نہیں ملی بلکہ ہم نے ہندوستان میں رہتے ہوئے مسلمانوں کے لیے ایک الگ خطۂ زمین حاصل کرنا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ مسلمان جنھوں نے اپنی قربانیاں دیں لیکن خود آج بھی ہندو کی غلامی میں ہیں ان کی امیدیں بھی پاکستان کے ساتھ وابستہ ہیں ۔ اگر ہم ٹھنڈے دل سے غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آج ہم دنیا میں کرپشن کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر آچکے ہیں ۔۔۔۔۔(آوازیں آئیں کہ دوسرے نمبر پر ہیں) ۔

جناب سپیکر : جناب ! کیوں پاکستان دا درجہ گھٹاندے او تُسیں تے دوسرے نمبر تے ہیگے او ۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! مجھے ڈر ہے کہ اگر یہ حکومت رہی تو ہم پہلے نمبر پر آجائیں گے ۔ یہاں کرپشن کی باتیں ہو رہی ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ کرپشن یہ نہیں ہے کہ ملکی سرمائے کو لے کر ملکی سرمائے کو بڑھایا جائے ' اس قوم کے لیے ' یہاں کے بے روزگاروں کے لیے روزگار پیدا کیے جائیں بلکہ کرپشن یہ ہے کہ پاکستان کی دولت کو لوٹ کر باہر سرے محل خریدے جائیں ' باہر جائیدادیں بنائی جائیں ۔ جناب سپیکر ! آج بھی ہمارے لیے وقت ہے ۔۔۔۔۔۔

وزیر اوقاف: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کے لیے وقت مقرر کر لیا جائے کیونکہ اس طرح سے تو یہ پوائنٹ آف آرڈر کی بھی توہین ہو رہی ہے ۔۔۔

جناب سپیکر : شوکت داؤد صاحب ! آپ مختصر کریں اور اپنی بات ختم کریں۔ آپ بنیادی بات کریں اور الزام تراشی نہ کریں ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بحث شروع ہو گئی ہے آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ کرپشن پر ایک دن کے لیے بحث کر لیں ۔ آپ کے لیڈر بیٹھے ہیں ادھر بھی وزیر قانون صاحب ہیں میں تجویز کر رہا ہوں اس کے لیے ایک دن رکھ لیں ہو سکتا ہے کہ یہ اجلاس 16 دن چلے ۔

چودھری شوکت داؤد ۔ جناب سپیکر! میں آخری بات کروں گا میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان حاصل کر

کے آج اس کو بچانا ہمیں زیادہ مشکل نظر آ رہا ہے ۔ آپ ایک دن کی بات کرتے ہیں یہ اسمبلیاں اسی لیے ہیں کہ اس ملک کے لیے قوانین بنائے جائیں ۔ یہاں کے رہنے والوں کو تحفظ مہیا کیا جائے ۔ میں تو کہتا ہوں کہ ایک ہفتہ نہیں بلکہ اس کے لیے تو ایک پورا اجلاس رکھیں وہاں ہم خلوص دل سے خلوص نیت سے بحیثیت مسلمان ، بحیثیت پاکستانی بیٹھ کر اس بات کی تمیز کو ختم کرتے ہوئے کہ اپوزیشن سے کون ہے اور سرکاری بنچز سے کون ہے ایک لائحہ عمل تیار کریں اور یہ وقت جو ہمارے ہاتھوں سے نکلا جا رہا ہے ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر ہم نے اس وقت کو کھو دیا تو میرا خیال ہے کہ پھر یہی بات ہو گی کہ شاید ہمیں ناکارہ سمجھتے ہوئے ان ایوانوں سے باہر نکال دیا جائے اور وہی قوتیں جو آج تک پاکستان کو لوٹتی آئی ہیں وہی قابض ہو جائیں۔

جناب سپیکر ، مہربانی بہت شکریہ ۔ آپ نے جو بات کی ہے مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ۔ آپ دونوں sides بڑی خوشی سے اس پر agree کریں اور اس کو باقاعدہ ایجنڈے پر لا کر ایک دن دو دن یا جتنے دن چاہتے ہیں اس موضوع پر بحث کریں اور خدا کے لیے بحث صرف الزام تراشی تک نہ رکھیں بلکہ بحث کو تجاویز کی صورت میں لائیں اور کسی لائحہ عمل پر اتفاق رائے قائم کر کے اس کے مطابق اس مسئلے کو اگلی منزل تک لے جائیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر ، پہلے شاہ صاحب کو موقع دے دیں ان کے بعد آپ ۔ جی شاہ صاحب!

وزیر بہبود آبادی (سید ناظم حسین شاہ) ، جناب سپیکر ! بات یہ ہے کہ ابھی ہمارے دوست بات کر رہے تھے اور آپ نے بڑا rightly point out کیا ہے کہ جو issue زیر بحث ہے ہماری یہ ایک رسم بن چکی ہے کہ ہم اصل حقائق کی طرف جانے کی بجائے اپنے آپ کو زیادہ ملعون کرتے ہیں۔ حالانکہ اب یہ سارے حقائق اخبارات میں سب کے سامنے آ چکے ہیں ۔ جو پیسوں کے نادہند گان ہیں ان میں پانچ فی صد سیاست دان بنتے ہیں باقی کچھ اور لوگ ہیں ۔ ابھی میرے بھائی داؤد صاحب بات کر رہے تھے انھوں نے پاکستان کی بھی بات کی اور آزادی کی بھی بات کی ۔ جناب والا ! آزادی کے معنی کیا ہیں؟ ذہنی طور پر وہ انسان آزاد ہوتا ہے جس کی سوچ آزاد ہے لیکن جب سوچ آزاد نہ ہو تو آزادی بے معنی سی چیز بن کر رہ جاتی ہے ۔ ہمیں پہلے اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ کیا ہماری سوچ واقعی آزاد ہے؟ کیا ہم کسی discipline کے پابند تو نہیں؟ کیا ہم کسی obligation میں پھنسے ہوئے تو نہیں؟

اگر ہم واقعی آزادنہ سوچتے ہیں تو ملک اور قوم کے لیے بہتر ہے اور سوچنا چاہیے کیا واقعی ہمیں آزادی حاصل ہے؟ اگر ہماری آزادی پر کوئی قدغن ہے تو پھر ہمیں آزادی بھی حاصل کرنی پڑے گی۔ جناب والا! پاکستان کیوں حاصل کیا گیا تھا؟ اگر آپ موقع دیں گے تو میں اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر، نہیں اس وقت نہیں۔ جس وقت اس موضوع پر بحث ہو اس وقت بات کریں۔

وزیر بہبود آبادی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر میری صرف اتنی ہی request ہے کہ جب یہ سارے حقائق سامنے آ چکے ہیں۔ just after the death of Quaid-e-Azam in 1948 آج تک tug of war رہی ہے between the bureaucrats and the civil اور civil کو ہمیشہ محروم کیا گیا ہے۔ کیوں محروم کیا گیا ہے؟ ہم ایک دوسرے کو زیادہ مطعون کرتے ہیں۔ ہم ان کو criticize کرتے ہیں اور وہ ہمیں criticize کرتے ہیں مگر ان کو نہیں دیکھتے جن کے لیے ایک مثال ہے کہ دو بلیوں کا آپس میں جھگڑا تھا جو حقیقت میں روٹی دونوں کی توڑ کر کھا رہا ہے اور ساری کھا جاتا ہے ہم اس کی طرف نہیں دیکھ رہے۔ جناب والا! جب تک ہم یہ فیصلہ نہیں کریں گے تو اس وقت تک اس ملک کا، اس قوم کا، اس سسٹم کا کچھ نہیں ہوگا جب تک ہم صحیح عزم کی نشاندہی نہیں کریں گے اور متفق ہو کر اس کی جواب طلبی نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔

وزیر بہبود آبادی، جناب والا! ایک منٹ۔ ابھی میرے دوست کہہ رہے تھے کہ accountability کون کرے گا؟ جناب والا! accountability انہی اداروں کو کرنی چاہیے۔ اگر یہ ادارے accountability نہ کریں تو یہ عوام کی سب سے بڑی توہین ہے۔ general will cannot be wrong. کیونکہ جو لوگ اپنی مرضی سے لوگوں کو ووٹ دیتے ہیں منتخب کرتے ہیں وہ اس ہاؤس کو supreme کرتے ہیں۔ اس ہاؤس کو accountability کرنی چاہیے چاہے جو بھی ہو۔ جب تک یہ ہاؤس بلا لالچ، طمع، ڈر اور خوف کے accountability نہیں کرے گا۔ اس وقت تک accountability نہیں ہو گی جب تک ہم institution کو build up نہیں کریں گے۔ آج بڑے آرام سے کہا جاتا ہے اور یہ feeler دیا جاتا ہے کہ ایس پی اور ڈی سی کو independent کر دیا جائے۔ کس لیے؟ جناب والا! یہ تو اس ہاؤس کی توہین ہے کیونکہ جن لوگوں نے ہمیں منتخب کر کے اس ہاؤس میں بھیجا ہے انھوں نے ہمیں یہ اختیار دیا ہے۔ اگر institution کو build up کرنا ہے تو سب سے پہلا

بنیادی institution یہ ہے۔ پہلے اس کو build up کریں۔ جب اس کو build up کریں گے تو automatically دوسرے institutions بھی build up ہو جائیں گے۔ لیکن جب یہ institution built up نہیں ہو گا جب سب اس کے سامنے جواب دہ نہیں ہوں گے تو کسی institution کی بھی establishment نہیں ہو سکتی۔ میری یہی گزارش تھی آپ کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر ، بہت مہربانی شاہ صاحب ۔ آپ نے بہت اچھی بات کی ہے ۔ کھوسہ صاحب ان کے بعد تاج خانزادہ صاحب پھر شرقپوری صاحب لیکن مجھے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ طے یہ ہوا تھا کہ یہ موضوع باقاعدہ طور پر ایجنڈے پر لائیں گے اور میں نے یہ کہا کہ جس دن قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف بھی موجود ہوں گے اس دن اس کا کوئی لائحہ عمل طے کر لیں گے۔ اب آپ اس کو کتنی دور تک لے جانا چاہتے ہیں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جی نہیں میں صرف آپ کی اسی observation پر اپوزیشن کی طرف سے رائے دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے 18 تاریخ تک ایجنڈا طے کیا ہے۔ 18 کے آگے کتنے دن اور اسمبلی چلنی ہے وہ ہمیں علم نہیں ہے وہ آپ حکومت سے پوچھیں ۔۔۔

جناب سپیکر ، 16/15 کو ایک اور میٹنگ گورنمنٹ اور اپوزیشن میں ہو گی تو اس میں آپ بڑی خوشی سے یہ موضوع اپنی طرف سے لائیے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے درخواست کر رہا ہوں کہ اسی بحث پر دو دن مختص کر دیے جائیں ۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔

وزیر قانون ، جناب والا ! جتنے بھی دن مختص کیے ہیں وہ اپوزیشن کے کہنے پر کیے ہیں ۔

جناب سپیکر ، جی ہاں بجا ہے ۔

وزیر قانون ، اور ابھی تک گورنمنٹ نے اپنا ایجنڈا دینا ہے تو ان کو جتنے دن دیے ہیں اس میں سے کاٹ کر یہ رکھ لیں ۔

جناب سپیکر ، ایسا کرتے ہیں کہ 15 اور 16 کو جو میٹنگ ہو گی اس میں ان کی یہ تجویز زیر بحث آ جائے گی اور اس میں دیکھیں گے کہ کیسے accommodate کرنا ہے ۔

وزیر قانون ، 15 تاریخ کو میٹنگ رکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر ، جی ہاں 15 تاریخ کو میٹنگ رکھ لیتے ہیں۔

سید تابش الوری ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر ، تاج طاہر صاحب کو کچھ کہہ لینے دیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کے چیئرمین کے انتخاب میں تاخیر

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! میں دوسرے مسئلے پر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔

سید تابش الوری ، جناب والا ! کرپشن کی بات کر رہے ہیں احتسابی اداروں کی بات کر رہے ہیں عدالتی کمشن بنانے کی بات کر رہے ہیں لیکن اسی مقننہ نے اسی ہاؤس نے ایک احتسابی ادارہ قائم کر رکھا ہے جس کا نام پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ہے۔ ہم نے اس کو مفلوج کر رکھا ہے۔ ہم نے اسے معطل کر رکھا ہے۔ ہم نئے ادارے بنا رہے ہیں لیکن جو ادارہ پہلے سے اس ادارے نے بنایا ہے وہ آپ کی مسلسل ہدایت کے باوجود' آپ کی اور ڈپٹی سپیکر کی واضح direction کے باوجود پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 ابھی تک معطل اور مفلوج ہے۔ اور احتساب کا وہ کام جو مقننہ کی طرف سے صوبائی اسمبلی کی طرف سے اسے تفویض کیا گیا ہے اور وہ کئی سال کا کام معرض التوا میں ہے جس کے تحت بیورو کریسی کی بد عنوانیوں کا اور ان کی غلط کاریوں کا حساب لینا ہے۔ آج کرپشن اس مقام پر پہنچ گئی ہے کہ حکمران اور بیوروکریسی امیر ہوتے جا رہے ہیں اور ملک غریب ہو رہا ہے اور جس ادارے نے اسے چیک کرنا ہے آپ اسے معطل رکھے ہوئے ہیں یہ قول و فعل کا تضاد ہے۔ جناب والا ! اقتدار کے انتقال کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی تابش صاحب۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! میں PAC کے حوالے سے کہہ رہا تھا کہ ہم یہاں احتساب کی بات کرتے ہیں اور دونوں طرف کے اراکین بیک زبان اس کی تائید کر رہے ہیں لیکن جو احتسابی ادارہ صوبائی اسمبلی نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی شکل میں بنا رکھا ہے اسے مطل اور مفلوج رکھا گیا ہے اور ہم قول و فعل کے اس تضاد کا مظاہرہ کر رہے ہیں ۔ایک طرف ہم نیا ادارہ بنانے کی بات کر رہے ہیں اور دوسری طرف جو ادارہ موجود ہے اسے مفلوج رکھے ہوئے ہیں اور دانستہ حکومت اپنے ارکان کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس میں آنے سے روک رہی ہے تاکہ بیوروکریسی اور انتظامیہ کے خلاف احتساب کا جو عمل ہے وہ مطل ہو جائے۔

جناب سپیکر! جب تک ہم قول و فعل کے تضاد سے باہر نہیں آئیں گے اس قوم کی حالت درست نہیں ہوسکتی۔ آپ نے کئی دفعہ بڑی واضح ہدایات دی ہیں کہ PAC کے چیئرمین کا انتخاب حتمی طور پر کر کے اطلاع دی جائے اور اس کو بھی جناب تین مہینے گزر چکے ہیں۔ آپ نے اس کے لیے حتمی تاریخ بھی دی تھی لیکن آپ کی رولنگ پر بھی عمل نہیں کیا گیا اور دانستہ طور پر حکمران پارٹی اس احتسابی ادارے کو مفلوج رکھنا چاہتی ہے۔ میں آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ جناب سپیکر! اگر آپ اپنی رولنگ پر عمل درآمد نہیں کروا سکتے تو کم ازکم اس رولنگ کو آئندہ نہ دیا کریں تاکہ اس کی توہین تو نہ ہو۔ اس ادارے کی تو توہین ہو رہی ہے' یہ ادارہ جو سب سے بڑا ادارہ ہے وہ بے آواز ہے' وہ مفلوج اور مطل ہے اس کی بات کوئی بھی سننے کو تیار نہیں ہے۔ ہم صرف چیخ وپکار کر کے' نعرے بازی کر کے لوگوں کو بے وقوف بنانا چاہتے ہیں۔ اب لوگ بے وقوف بننے کے لیے تیار نہیں ہیں کیونکہ لوگوں کو معلوم ہے کہ آپ دانستہ طور پر احتساب کے عمل سے اپنے آپ کو الگ رکھنا چاہتے ہیں۔ قومی اسمبلی میں جب یہ کہہ دیا گیا اور سب یہ کہتے ہیں کہ سب کا احتساب ہونا چاہیے پھر بتائیں کہ وہ کونسی طاقت ہے جو اس چیز کو روکے ہوئے ہے۔ جناب سپیکر! اب وقت آ گیا ہے کہ چیئرمین کے انتخاب کے سلسلے میں غیرمعمولی اقدام فرمائیں اور حکومت کو مجبور کریں کہ وہ اس احتسابی ادارے کو عملی طور پر باوقار بنانے کے لیے' باعمل بنانے کے لیے فوری طور پر کارروائی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں اس سلسلے میں وزیر قانون سے پوچھ لیں۔ وزیر قانون صاحب اس بارے میں مجھے بھی یاد ہے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے بارے میں میں نے ہی رولنگ دی تھی یعنی وہ دو تین ماہ پہلے کی کوئی تاریخ تھی اور وہ تاریخ ختم بھی ہو چکی ہے۔ میں نے کہا تھا چیئرمین کا

انتخاب کیا جائے اب اس بارے میں آپ کی latest information کیا ہے؟

وزیر قانون ، جناب والا چونکہ اس کو وزیر برائے پارلیمانی امور deal کرتے ہیں اور وہ آج یہاں پر تشریف نہیں رکھتے ۔ مجھے اس کی تفصیل کا علم نہیں ہے وہ آجائیں تو صحیح صورت حال کا پتا چل سکے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جس طرح تابش صاحب نے بات کی ہے وہ واقعی ٹھیک ہے۔ چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ اگر اس ہاؤس میں ایک بات کی گئی ہو اس پر ہی عمل نہ ہو تو باقی کا کیا فائدہ ہو گا۔ آپ بھی پرانے پارلیمنٹیرین ہیں کوئی راستہ نکالیں مہربانی کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! سید تابش الوری صاحب نے ایک نہایت اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلائی ہے اور اس کے جواب میں محترم وزیر قانون فرماتے ہیں کہ وزیر پارلیمانی امور تشریف نہیں رکھتے۔ ان کا جواب بھی میں آپ کو قبل از وقت عرض کر دیتا ہوں۔ سپیکر صاحب کی طرف سے میٹنگ کے لیے جو تاریخ مقرر ہوتی ہے وہ ہر میٹنگ میں تشریف لاتے ہیں اور ان کا ایک بڑا واضح جواب ہوتا ہے کہ اگر حکومتی ممبر میٹنگ میں نہیں آتے تو میں کیا کروں میں ان کو فورس کر کے تو نہیں لا سکتا۔ ان کا یہ جواب اپنی جگہ درست ہو گا۔ میری یہ تجویز ہے کہ PAC کو آپ ختم ہی کر دیں۔ حکومت کا موقف بھی میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ حکومتی ممبران اس لیے نہیں آتے کہ ان کا چیئرمین نہیں بن سکتا اور ہم یہ سزا بھگت رہے ہیں کہ چونکہ ان کا چیئرمین منتخب ہونے کی پوزیشن میں نہیں ہے لہذا PAC اپنا کام نہ کرے۔ مثلاً یہاں محترم حاجی محمد افضل چن صاحب بیٹھے ہیں آپ کی موجودگی میں تاریخ کا اعلان ہو جائے پھر میں دیکھوں گا کہ یہ تشریف لاتے ہیں یا نہیں لاتے۔ یہ بھی تشریف نہیں لائیں گے آج تو انہوں نے بھی یہاں پر تقریر جھاڑ دی ہے لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ پھر تشریف نہیں لائیں گے ....

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں آپ تشریف رکھیں چن صاحب ذاتی وضاحت پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ حاجی صاحب ان کا موقف یہ ہے کہ آپ یہاں ہونے کے باوجود میٹنگ میں تشریف نہیں لاتے۔ آپ اس کی وضاحت کرنا چاہیں گے؟

حاجی محمد افضل چن ، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ شاہ صاحب نے جو پہلے بات فرمائی ہے وہ بھی درست ہے کہ اس کے لیے date fix ہونی چاہیے ، کھوسہ صاحب کی بھی ایک بات درست ہے

لیکن وہ جس لہجے میں بات کر رہے ہیں وہ غلط کر رہے ہیں ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں دیدہ دانستہ میٹنگ میں نہیں گیا میں یہاں پر موجود تھا میں جھوٹ نہیں بولتا اور جھوٹ بولنے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔ کھوسہ صاحب میں اب بھی بات کر رہا ہوں کہ یہاں پر روزانہ باتیں ہوتی ہیں کہ احتساب کیا جائے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہر بندے کا احتساب سامنے نظر آ رہا ہے۔ یہ کوٹھیاں یہ ملیں یہ دولت کہاں سے آ گئی؟ پاکستان کو کس گڑھے میں آپ نے پھینک دیا ۔ میں وہ احتساب کہتا ہوں' آئیں میرے مقابلے میں' جناب کریں احتساب اس بات کا.....

جناب ڈپٹی سپیکر ، چن صاحب آپ میری بات سنیں آپ نے تو ذاتی وضاحت کرنی تھی آپ کے بارے میں انہوں نے جو بات کی ہے۔

حاجی محمد افضل چن ، جناب والا! وہ بات درست ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ کہتے ہیں ٹھیک ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا میں تو PAC کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ باقی تو ہمیں ان سے کوئی اختلاف نہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ انہوں نے کہا ہے کہ میں یہاں حاضر ہونے کے باوجود میٹنگ میں نہیں گیا انہوں نے بھی سچ بولا ہے ۔ خانزادہ تاج محمد صاحب ۔

سید تابش الوری ، جناب والا وہ کسی اور موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں میرا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے اس پر پہلے جناب رولنگ دے دیں' فیصلہ فرما دیں اس کے بعد خانزادہ صاحب کو آپ وقت دے دیں۔ جناب والا! آپ اس کی تاریخ کا اعلان کریں یہ مذاق بن گیا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ مجھے فیصلے پر عمل کروانا آتا ہے۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ آپ کیسے فیصلے پر عمل کرواتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے یہ کہا ہوا ہے کہ میں سچ بات کہتا ہوں اور فیصلے پر عمل کروانے کی میں نے بات نہیں کی اب بھی میں اس پر قائم ہوں یہ واقعی بات آپ کی درست ہے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ہماری اسمبلی کا بڑا احتساب کرنے والا ادارہ ہے اور آپ لوگوں نے اس میں گذشتہ دو سالوں میں contribute کیا ہے۔ جب افضل حیات صاحب اس کے چیئرمین تھے اور آپ سب اس کے ممبران تھے تو آپ نے واقعی اس میں بڑی contribution کی ہے اور اس کی ہم آپ کو داد دیتے

ہیں لیکن میاں افضل حیات کے وزیر بننے کے بعد چیئرمین کا جب مسئلہ درپیش آیا تو حکومتی پارٹی اپنا چیئرمین منتخب نہ کروا سکی ۔ اس لیے یہ دن بدن مسئلہ گمبھیر ہوتا گیا۔ کیونکہ چھ ممبران کا کورم ہے آپ پانچ ممبران حاضر ہوتے ہیں تشریف لے آتے ہیں اور اگر چھٹا ممبر آئے تو الیکشن ہوتا ہے ۔ لہٰذا میں واقعی یہ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ بد نیتی سے چھٹے ممبر کو حاضر نہیں ہونے دے رہی۔ یہ واقعی درست بات ہے ۔ اب چھ ممبر آئیں گے تو الیکشن ہو گا اگر چھٹا ممبر آئے گا ہی نہیں تو الیکشن نہیں ہوتا۔ اس لیے میں یہاں ہاؤس میں میاں افضل حیات صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ براہ مہربانی یہ الیکشن کروائیں کیونکہ اس سے ہمارا ایک اعتماد ختم ہو رہا ہے اور اس ادارے کا اعتماد ختم ہو رہا ہے۔ خانزادہ تاج محمد صاحب۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, the Speaker before you has been very liberal in allowing on point of order speeches which are very relevant to the country but every irrelevant to this issue under discussion. Sir, we are talking about accountability Sir, we talk very big here when we sit in the Assembly. We spend most of our time in either condemning or in upholding the leaders either of the Opposition or of the Treasury Benches. We think it is a great thing when we get up here and we speak irresponsibly about the personalities, and in fact which we talk hardly have any relevance with the issue under discussion. Sir, as pointed out that today "Pakistan" has been declared as the second-most-corrupt-country in the world and when we hear this opinion we should bow our heads in shame.

MR DEPUTY SPEAKER: Let him make his speech. Please don't interrupt him.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, let me tell you that corruption can only be eradicated provided those who are responsible for removal of corruption prove their integrity before the people. It is no use that a

corrupt man calling another fellow that you are corrupt while he himself is the biggest corrupt man in the universe. We leave aside the other big corruptions taking place at the level of the Federal Minister and for that matter at the level of the Federal Government when people are making palaces and estates abroad. This country was made with the sacrifices of the masses and the poor people and I think even in their far most dream they never dreamt that their conditions will be reduced to the extent what it is today. Sir, there is no word for "punctuality". You go to the districts, the hour, for attending courts is at 8'O Clock. The Deputy Commissioner gets up at 9'O Clock. He goes into the bath room and till 10'O Clock he washes himself and he comes to the office at 11'O Clock. The result is that the other Magistrates don't come in time. I am just giving you a typical example of what is happening in every district. The same applies to the top-most-bureaucrats. They think that they are not public servants. They are all independent individuals doing exactly what they wish. To them punctuality just means nothing. People come from far flung areas. They come to courts and their grouses are not listened. Sir, first thing that I would suggest that this government should do irrespective of whether it is the treasury benches or the opposition benches is equal before laws to ensure that every man irrespective of his position whether he is a Secretary or a Governor or whatever he is, he must come in time and there should be register maintained.

He is to sign that register that was present in the office at such and such a clock, and that register should be signed and examined. The late attendance and late return by each individual should be asked by the government. Every Deputy Commissioner, and every Commissioner, and the other people who do

not attend office in time their explanations should be called. Sir, where are the Members of the Punjab Assembly now. Look at the attendance. Sir, we should be setting example. We say that at 10' O clock in the morning the Punjab Assembly will meet. Here, the very people who are responsible for the proper conduct of the Assembly, I mean the people sitting on chairs of authority, I mean those who are occupying the chair of authority, people who stuck about in the corridors of authority they don't come here. Quite often you see, people in order to avoid discussions they will point out to the Chair that there is no quorum in the House. How the bloody quorum will be there when you don't attend to your duties yourself. What example can you set to the people sitting here for the people watching you from outside, when you don't abide by any rule Sir, for what purpose the Parliament of Pakistan has been constituted. For what purpose the Parliament was brought in to existence I don't cite the Punjab Assembly as an example. I take all the Assemblies and the Federal Government as an example Sir, the Assemblies have become Employment-Exchanges. Every body wants a car. Every body wants a bungalow, every body wants to become rich before he goes down six feet under the earth. You see Mr Speaker, such people have no conscience. "Conscience" is a word unknown to them. We speak very highly here, we speak and pretend as if we are the angels. When you are the biggest scoundrel who pretends to be the angel. I don't stand-in-defence of THANEDAR, but we must look at it from our own point of view individually and collectively I have taken a general view. I am not blaming any individual I am talking generally. What is our conduct. We have been selected and sent into the Assemblies for

legislation. May I ask the Chairman that in these three years of our existence how much legislation we have done. The only legislation which you do is where your persons are affected. You have passed the Punjab Local Government Bill, 1996 in one day and you steam rolled it. But when the question of morality and question of amendment in the criminal law for (Sharia'h) comes up before you, you don't move. Look at it. What are you doing. You appoint people to be the Chairman of the Shariat Court. I don't want to name him but you know who I mean. When you were in the Shoora with me, he and the late Governor were the people who opposed Shariat. They said Shariat is not wanted in Pakistan. Otherwise you can look at the record of the Shoora in the time of Zia-ul-Haq that what was their statement in the Assembly. This was their statement in Majlis-e-Shoora. Today he has become the Chairman of the Shariat Court. For God's sake what will you answer when you are there before Him one day for accountability. You will escape accountability in this world by bribing people and being corrupt yourself by providing immoral means to save yourself from persecution and prosecution. But Sir, this will not save you on the day of reckonning when you will be asked. But we don't bother about the day of reckonning. We have forgotten all that. Why are the musalmans suffering today. What happened to the qaum of Aad. What happened to the qaum of Thamud. What happen to the other people. Let me tell you Sir, that I am an old man in the end of my life, let me tell you the way we are trying to behave, God forbid that they may not come when we may face the same destruction that the other people suffered who disobeyed the covenants of God and their promises with God Almighty. The breach of faith thus is a

constant deviation. Where is our faith? Sir, you talk of democracy. The biggest persons say "democracy". Look at the members of Senate. Every man who gets defeated at the level of Union Council he gets elected to the top-most democratic-body.

"چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

او تھانیدار چکا نئیں اے۔ او کیوں نئیں چکا؟ او میری گل نئیں منداٗ اوہ کہڑی گل اے؟ او جی میرے نوکر نے زنا کیتا سی تے میں آکھیا اہنوں چالان نہ کر اس نے چالان کر چھوڑیا' privilege motion آجاندی اے تھانیدار بڑا خراب اے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون، میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خان زادہ صاحب! سن لیں کوئی بات نہیں۔

وزیر قانون، میں ان ہی کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ جناب خان زادہ صاحب نے بات کی ہے کہ on end of my day. جناب والا! ہم خانزادہ صاحب کی زندگی کی دعا کرتے ہیں خدا ان کا سایہ ہمارے سر پر سلامت رکھے اور یہ اور بھی بہت سی اسمبلیاں نبھائیں یہ ایسی مایوسی کی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' خان زادہ صاحب۔ خان زادہ صاحب کو اجازت ہے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, the Law Minister Mian Muhammad Afzal Hayat is a noble man. He belongs to a noble family and has been my colleague in the Opposition. When we were here he was the gallant open upholder of democracy. He was an honest man but I don't know what has happened to him. The Pagganwala has taken him away or the Chaudharies have taken him away and he has become what he is today Sir, I am sure he is only doing this to stop me from telling the truth, otherwise he believes in every word that I say. Tell him to say that he doesn't believe.

MINISTER FOR LAW: Sir, I do believe, but when he said "that I am an old man in the end of my life" I objected to these words, and I would suggest him that he should not say such a thing again. We need him very much.

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you. Khanzada Sahib.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I am sure you may not express your opinion as an impartial speaker, but are we faithful to the professions. Are we faithful to what the Pakistan was made for. Are we faithful to any of the covenants which we promise before God Mr Speaker Sir, I may say so that it is "correct" that "Islamic Laws" in toto may not have been possible, but what steps have we tken so far even to implement one Clause of Islam. I challenge you I challenge you that from the year 1947 to date, it is 1996 and I want to challenge every member who had been in the cadre of power, what contribution he has made to implement the motives and the understandings which you gave to the Muslims of Pakistan and India, have you? We pretend the whole day long that we are angels, when we are the biggest shaitans in fact. What example have we set here. Sir, the Prime Minister of India moves about in Hindustan-10 which is worse than a Toyota car. Go and see Europe. The queen of England from Buckingham Palace to Windsor Castle goes in one car or goes either in Vaxhaul or in other car Here the man who has hardly seen a bloody donkey cart looks for a beautiful car. The member when he becomes a Minister he wants a Super Mercedes-600. What are we doing at the Federal Government level. We keep a carvan of cars. Carvan of about fifty cars, when your people can't get even drinking water in Attock, in Jhelum, in Rawalpindi, go and see them. They are drinking the pond

hot water where the animals urinate when you want bloody air conditioners for your horses. First you instal air conditioners and then you say we are facing the problem of loadsheding, when you want air conditioners for your bloody horses and donkeys, when the human beings are suffering where is justification for all this? You are just misleading your people. You are telling lies day in and day out to mislead your people and for how long you can mislead them. Sir, let the Punjab Assembly set an example. The Punjab is the heart of Pakistan. Punjab is Pakistan. The people of Punjab made sacrifices. Punjab is losing its right for the sake of preservation, security and integration of the country. We are the defenders because we border India, the biggest enemy of Pakistan. We border them all along the area. We have made sacrifices in the past, our people have given their lives, but what for. Wars are not fought by slogans. These wars are fought by solid means and solid means of economy and by having the guns When we sit here we talk O JI HINDU KI HUNDE NEIN ... ASIN ONA NU MAR DIA'N GE . O JI FALANA KIHUNDA SI..... You don/t speak even in Kashmir. Every day we are saying these things. Nobody is honest enough to speak truth about Kashmir that what is going eventually to happen and how are we going to decide this. We are more busy with preservation of political chairs. We do horse trading. We tell lies. We are trying to quarrel every thing in order to subdue people by all means at their disposal in order to preserve their chairs, and how long they can preserve it. And this is a fact of life. I am not speaking in condemnation of individuals and other people I am not referring either to PPP or the Muslim League. We both are there and you have to look at them on both sides. You are talking about

accountability KEH FALANA DISHONEST Ae.... O'you look at it. Borrowing money from banks for industrial purposes is no crime as long as your bonafides are correct. The industrial economic system of the whole world depends on banks and the banking system. It is not that I want to flatter Mian Nawaz Sharif, but if he has borrowed money to make industry for the purpose of giving employment to the people, or he has not taken away money from this country and he is paying back the loans, so where is the bloody dishonesty when you are paying your money back to the banks. If the industry is in jeopardy today it is not the fault of the individual. It is the economic condition of the world and it is also the condition that you create in this country. Look at them. You are making such rules which are detrimental to the prosperity of industry in this country. Look at them You are making such rules which are detrimental to the prosperity of industry in this country. To stop the bureaucrats from wrong doing no body dares to ask them what are they doing. Till today when the permission was in the hands of these people you have to grease their palm before you could get a permission. I am glad Mr Speaker, that today at least this country has realized that you can put industry and invest your money without having to pay and without hving to get a permission. Sir, look at what are we doing at the level of Local Government. You have dismissed all the local people who were the members. Who made the Administrators? Deputy Commissioners, and the Chief Officers. It is between them to loot crores of rupees and no body is asking them what are they doing But the poor representatives of the people, they have been ousted because they don't belong to a certain party. Is it the criteria of administration belonging to a

certain party? Why don't you call spade a spade. I don't condemn PPP. I don't condemn Muslim League. I do not condemn any other party. If they do a good act call it a good act. If they do a bad act call it a bad act. What are we doing. Today we are not even on talking terms and this is the situation in the country. Just imagine the state of affairs of the country. The country is in danger of annihilation and we are talking about how we condemn each other in the Assemblies and outside. You see we don't want to talk to each other We don't want to sit together. We don't want to eat together. How are you going to get on if you don't want to talk to each other? In the Greatest World War where the millions of people died, people like Hitler and * * * * * * * * and other people sacrificed their lives, but eventually every thing had to be decided around the table It is only across the table that you can decide matters. Where are you standing?.... Interruption.... Very good. Very good... Sir, I know that you are getting a little impatient with me, but thank you very much for having the patience to listen to me, but let me tell you Mr Speaker, that my speech is impartial of any political party. All I wish to see this country to prosper. All I wish that this country was given to us as a donation from God. It is no doubt it is the beneficence of that Great Almighty Power which has given us a free country. What have you done to this Country? Half of this ountry we lost on personal aggrandizement. Who is going to be the big ruler of this country. I am the big boss. I am every thing. I am the king. If you don't accept the ruler a king you go to hell. This is the attitude. So, Sir, with your permission I think my people are getting a little bore with me so I better now withdraw. But please

---

* * * (حکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

take my word as one who is a well wisher of the Ummah, who is a well wisher of the country, who has got no political ambition. I don't want to have bloody any portfolio, or I don't want to flatter the biggest man in this country, but to tell the truth is my duty, and it is the duty of every musalman to be straight and upright to tell the truth doesn't matter who likes it or who may dislikes it. May God be with you. Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ! تحریک التوائے کار پر چلیں یا صاحبزادہ سید احمد شرقپوری بولیں گے۔ جی صاحبزادہ سید احمد شرقپوری صاحب۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب ایک لمحہ لینا چاہتا ہوں صرف ایک لفظ پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے بعد آپ کی تحریک ہے۔ جو میں لوں گا۔ لیکن ان کی بات سن لیں۔

چودھری اصغر علی گجر، جی میں ایک مسودہ ڈیڑھ لائن کا پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی نہیں ان کے بعد۔

صاحبزادہ سید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! ایسے فائل ذرا چھڈ کے میرے دل عینک لا کے ویکھو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شرقپوری صاحب!

صاحبزادہ سید احمد شرقپوری، بات کرپشن کی ہو رہی تھی۔ کیونکہ ایجنڈے پر آج کرپشن کے بارے میں کوئی بات نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایجنڈا آپ کی مرضی کے تابع ہوتا ہے۔ تین سال کے قریب اس ہاؤس کو ہو گئے ہیں جو بات آپ کی مرضی کے مطابق ہوتی تھی میں صاف کہتا ہوں کہ آپ ٹائم بڑھا دیتے تھے اور جو آپ کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتی تھی تو آپ اور رامے صاحب دونوں فرما دیا کرتے تھے کہ جی ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ کرپشن کی بات کا اتنا موقع دینا بھی کرپشن ہے جو کہ ایجنڈے پر نہیں ہے۔ یہ آپ کی اپنی طرف سے کرپشن ہے آپ یہ کرپشن کر رہے ہیں اور آپ یہ چاہتے ہیں کہ private member day پر اپوزیشن کھل کر ایجنڈے پر نہ بول سکے اتنا خرچ ہوتا ہے اور آپ ٹائم کو ضائع کروا رہے ہیں۔ ایجنڈے پر بات نہیں ہونے دیتے۔ میں سمجھتا کہ یہ آپ کی بہت بڑی کرپشن ہے کہ ہاؤس کو ایجنڈے کے مطابق آپ خود سپیکر ہو کر نہیں چلا رہے۔ اور

آپ بڑے خوش ہو رہے ہیں کہ خانزادہ صاحب کے بعد سعید شرقپوری کو ٹائم دے دیا جائے۔ آپ سوچتے ہیں کہ ان لوگوں کو تقریروں کا بڑا ذوق ہے اور آپ یہ چاہتے ہیں کہ آج ایسی تقریریں ہو جائیں کہ ایجنڈے پر بات نہ ہو سکے۔ میرا عرض کرنے کا مطلب ہے کہ کرپشن پر بات ہو رہی تھی۔ میں اتنی عرض کروں گا کہ کھوسہ صاحب نے راسے صاحب سے بات کی ہے کہ کرپشن کے لیے دو دن دے دیے جائیں۔ جناب سپیکر! میری humble request ہے' آپ جذباتی نہ ہوئیے گا۔ آپ اپنے مزاج کو کنٹرول میں رکھیے گا۔ میں باتیں بڑی relevant کروں گا۔ آپ میرے محترم ہیں۔ میں آپ کے بچوں جیسا ہوں۔ لیکن میری اتنی request ہے کہ آپ مجھ پر کوئی شک نہ کریں۔ میں دو تین منٹ جو بات کروں گا وہ بڑی مفید بات ہو گی۔

لاء منسٹر صاحب نے یہ بات فرمائی ہے کہ پہلے بھی اپوزیشن کے کہنے پر ہم ایجنڈے میں items رکھ لیتے تھے۔ تو بات یہ ہے کہ جو items اپوزیشن کی طرف سے discussion کے لیے تجویز کی جاتی تھیں وہ ملک و قوم کے فائدے کے لیے تھیں۔ تو اب بھی اگر اپوزیشن نے یہ proposal دے ہی دی ہے' کھوسہ صاحب نے تجویز دے ہی دی ہے' کہ اس پر بحث کے لیے دو دن رکھ لیے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ بہت important ہے۔ اور اس پر اگر دو دن بحث کے لیے رکھ لیے جائیں تو میں لاءمنسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ ان کا کیا نقصان ہوگا۔ یہ دو دن' پلیز' آپ رکھ لیں۔ اگر آپ دو دن نہیں رکھنا چاہتے تو میرا مطلب ہے کہ کم از کم ایک دن رکھ لیں۔ کرپشن کے بارے میں چونکہ یہ سلسلہ ڈسکشن کا اتنا طویل ہو گیا ہے تو میری یہ رائے ہے کہ آپ ایجنڈے میں اس کا دو دن ٹائم رکھ لیں۔ تو پھر میاں سعید شرقپوری جب کرپشن کے بارے میں تقریر کرے گا تو عرش فرش والے سنیں گے۔ مشرق مغرب والے سنیں گے۔ شمال و جنوب والے سنیں گے۔ فرشتے سنیں گے۔ چونکہ میاں سعید ایک کردار کا نام ہے۔ میاں سعید ایک تحریک کا نام ہے۔ میاں سعید سر سے لے کر پاؤں تک صاف اور شفاف ہے۔ میاں سعید کا کردار عظیم ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ یہ نبی کریم کا فیض ہے۔ آج کل ہوتا یہ ہے کہ mostly تنقید کرنے والے خود بھی کرپٹ ہوتے ہیں۔ قوم مایوس ہے۔ لیکن میاں سعید شرقپوری پاک ہے۔ صاف ہے اور قابل رشک ہے' قابل تقلید ہے۔ جو لوگ کرپشن ختم کرنا چاہتے ہیں وہ میری تقلید کریں۔ میری زندگی کو دیکھیں۔ میری لائف دیکھیں۔ میرا کردار دیکھیں' کتنا عمدہ ہے۔ کتنا سنہری ہے۔ کتنی اللہ کی محبت ہے۔ کتنی رسول اللہ کی محبت ہے۔ کتنی مدینے

والے کی محبت ہے۔ وہ میری لائف دیکھیں۔ میری جائیداد دیکھیں۔ میری کار دیکھیں۔ میرا گھر دیکھیں۔ میری زندگی دیکھیں۔ وہ میاں سعید کو دیکھیں۔ وہ شرقپور شریف کو دیکھیں۔ وہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے فیض کو دیکھیں۔ میاں سعید صاف ہے۔ میاں سعید پاک ہے۔ میاں سعید کا کردار عظیم ہے۔ پاکستان کے تمام کرپٹ لوگ میری تقلید کریں۔ میرے نقش قدم پر چلیں۔ کرپشن ختم ہو جائے گی۔ نعرہ تکبیر (اللہ اکبر) نعرہ رسالت (یا رسول اللہ)۔ تو میں تقریر نہیں کروں گا۔ میں قابل تقلید ہوں۔ آپ اعلان فرما دیں کہ میاں سعید تمام کرپٹ لوگوں کے لیے قابل تقلید ہے۔ اس کی زندگی کو اپنائیں۔ تو دو دن رکھ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' مہربانی۔ یہاں پر شرقپوری صاحب نے لا منسٹر صاحب سے بات کی کہ دو دن ایجنڈے میں رکھ لیں۔ پہلے رامے صاحب بھی یہ کہہ گئے ہیں کہ ہم نے اٹھارہ تاریخ تک کا ایجنڈا طے کر لیا ہے۔ باقی ایجنڈا ابھی طے کرنا ہے۔ گورنمنٹ کی مرضی تو یہ ہے کہ سولہ دن لگاتار سیشن چلے۔ لیکن آپ کی مرضی کے لیے اٹھارہ تک طے ہو گیا۔ اگر آگے چلے گا تو انشاء اللہ کرپشن پر دو دن رکھے جائیں گے۔ یہ آپ کی بات منظور کر لی گئی ہے۔ باقی آپ کی جو بات ہے ہم اس کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ لیکن آپ ذرا پارلیمانی انداز اختیار کرنے کی کوشش کیا کریں۔ آپ نعرے لگوانے شروع کر دیتے ہیں۔ بہرحال' ہم آپ کی عزت کی خاطر آپ کی ایمان داری کی خاطر اس کو زیادہ oppose نہیں کرتے۔ دوسری بات جو آپ نے کہا ہے کہ یہ ایجنڈے پر نہیں ہے' آپ بھی پارلیمانی کرپشن کر رہے ہیں۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے کمرے میں تھا جب اس پر بحث شروع ہوئی۔ رامے صاحب صدارت کر رہے تھے۔ کیونکہ ان کا attitude liberal ہوگا۔ وہ آپ کو ٹائم دے رہے تھے۔ اگر میں آ کر اس کے آگے بند باندھ دیتا' رولز کے مطابق بولنے نہ دیتا تو آپ سب مجھ سے ناراض ہو جاتے۔ تو میں نے بھی کہا کہ جس طرح یہ بات چل رہی ہے' چلنے دیں' کیونکہ یہ دن آپ کا ہے' پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ جی۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! آپ نے میرے حوالے سے بات کی ہے تو جواب مجھ سے سنیں۔ ********** **

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ کیونکہ آنے والی نسلیں کہیں گی کہ پتا نہیں کون سی کرپشن ہم کر رہے تھے۔ اس لیے یہ کارروائی سے میں حذف کرتا ہوں۔ جی' اصغر علی

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

صاحب۔

مسودہ قانون(ترمیم)بینک آف پنجاب مصدرہ 1996ء کے بارے میں مجلس قائمہ کی رپورٹ

چودھری اصغر علی گجر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب سپیکر! میں مسودۂ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ ۱۹۹۶ء مسودہ قانون نمبر ۱۱' بابت ۱۹۹۶ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ ۱۹۹۶ء مسودۂ قانون نمبر ۱۱' بابت ۱۹۹۶ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحریک التوائے کار پر چلتے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! آج اجلاس میں میری رہائی کے بارے میں ایک مراسلہ ملا ہے۔ پچھلے اجلاس کے دوران ۱۱۔ اگست کو مجھے پولیس نے غیر قانونی طور پر اسمبلی احاطے میں گرفتار کیا تھا اور اس پر میرے قائد محترم جناب میاں شہباز شریف صاحب اور چودھری پرویز الٰہی صاحب' جناب ذوالفقار خان کھوسہ صاحب' جناب ظفر علی شاہ صاحب ' محترم میاں معراج دین صاحب' محترم میاں تاج صاحب نے آپ تک تمام حالات پہنچائے اور آپ نے کمال مہربانی کرتے ہوئے مجھے اسمبلی چیمبر میں بلا کر میری غیر قانونی گرفتاری سے مجھے رہائی دلوائی۔ میں اس پر آپ کا خصوصی طور پر شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اس میں رامے صاحب کا بھی کردار تھا۔ لہٰذا ان کا بھی کہہ دیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، میں ان کا بھی شکرگزار ہوں اور آپ کا بھی اور باقی تمام ممبران کا بھی شکرگزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی' شکریہ۔ جناب محمد منشاء اللہ بٹ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

سیالکوٹ کی سڑکوں کی حالت زار

جناب محمد منشاء اللہ بٹ ، شکریہ جناب سپیکر۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اربوں روپے کی برآمدات کرنے والے شہر سیالکوٹ کی سڑکیں خصوصاً

شہاب پورہ' عدالت گڑھا' بھابڑیانوالہ' غلام علی روڈ' امام صاحب روڈ' ریلوے روڈ' ناصر روڈ' گندم منڈی ۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منشاء اللہ بٹ صاحب! ایک منٹ۔ جناب وزیر قانون کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، میں وقت بچانے کے لیے یہ عرض کر رہا ہوں کہ سیلاب اور بارشوں پر ہم نے دو مختلف دن رکھے ہوئے ہیں اور جب وہ دن رکھے ہوئے ہیں تو ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں' ہاں۔ قاعدہ۔۶۷۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب والا! میں اس سے پہلے بھی متعدد بار اس سلسلے میں بات کر چکا ہوں۔ میری یہ گزارش ہے کہ مجھے اس پر بات کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب وزیر قانون! آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ ۶۷ (ای) کے تابع hit ہو جاتی ہے؟ یا آپ کا مقصد کیا ہے؟ یہ تو مجھے بھی پتا ہے کہ فلڈ اور rains پر دن رکھے گئے ہیں۔

وزیر قانون، یہ discussion ہونی ہے۔ اس لیے یہ سارے معاملات جو تحریک التوائے کار میں اٹھائے گئے ہیں ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی ۶۷ (ای) کے تابع hit ہو جاتی ہے؟

وزیر قانون، جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہمارے رولز میں ایک provision ہے کہ اسمبلی میں جو بات زیر بحث آتی ہے اس کے بارے میں جو تحریک التوائے کار ہے وہ پیش نہیں ہو سکتی کیونکہ ایک مرحلہ ایسا آ رہا ہے جس میں آپ کو ایک discussion کے لیے وقت ملے گا۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ ایک specific topic ہے جس پر میں بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' بات تو یہ ہے ناں کہ آپ اس وقت یہ جو اس پر دن آئے گا اس پر کر لیجیے گا۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، اس میں بارشوں کا تعلق بعد میں پیدا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ۶۷ (ای) پڑھ لیں۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب سپیکر! میری بات سنیے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ میری بات سنیں کہ یا تو وہ oppose نہ کرتے اگر oppose ہونے کے باوجود میں اجازت دوں تو پھر یہ روایت بن جائے گی' precedent بن جائے گا۔ جس طرح لاء اینڈ آرڈر کی تحریک التوائے کار ہوتی ہے۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، آپ ان سے پوچھ لیں۔ کہ جو انھوں نے oppose کیا ہے وہ واپس لے لیں کیونکہ وہ مسئلہ ایسا ہے جسے میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیوں افضل حیات صاحب' آپ اسے oppose کرتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! اس پر دو دن رکھے ہی اس لیے ہیں کہ یہ سارے معاملات discuss ہوں۔ تو یہ discussion ہی ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی آپ اس کو oppose کرتے ہیں کہ ۶۷ (ای) کے تابع یہ hit ہوتی ہے۔

وزیر قانون، جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لہذا میں وزیر قانون کی اس بات کو جائز قرار دیتا ہوں۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب والا! میں ایک بات ضرور عرض کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، میں آپ سے بات تو کر سکتا ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' دیکھیں ناں یہ ایک واضح بات ہے۔ میں نے آپ کو اجازت دے دی تھی لیکن انھوں نے بتایا ہے کہ اس پر دو دن رکھے ہوئے ہیں۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، انھوں نے کس لیے کہا ہے یہی میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ایک شہر کی تمام صورت حال خراب ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس میں سارے صوبہ پنجاب کو discuss کریں۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، آپ ہمیں اسمبلی میں لوگوں کے مسائل تو بیان کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ۶۷ (ای) کے تحت hit ہوتی ہے۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب والا! وہاں سیالکوٹ شہر کی تمام سڑکیں ٹوٹ چکی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منشاء اللہ بٹ صاحب' میری بات سنیں۔ یہ پنجاب اسمبلی سارے پنجاب کی ہے۔ کسی ایک مخصوص علاقے کی نہیں ہے۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں۔ یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ چھ سات مرتبہ میں نے سیالکوٹ کی حالت زار کے بارے میں گزارش کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی بات جائز ہے۔ لیکن یہ بات نہیں ہے کہ آپ ۶۷ (ای) کو over rule کر دیں۔ آپ نے بیس مرتبہ بات کی ہو گی لیکن یہ اس کے تابع hit ہوتی ہے کہ جب ایک بات ہر وقت اسمبلی میں ہو۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، تو پھر ٹھیک ہے۔ میں اپنے عوام سے کہوں گا کہ یہ بات ۶۷ (ای) سے hit ہوتی ہے لہٰذا آپ اسی طرح گزارہ کریں۔ کمال ہے۔ لوگوں کے مسائل اپنی جگہ پر موجود ہیں۔ وہاں پر ان کا چلنا مشکل ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ سمجھ دار ہیں۔ میں آپ کو اجازت ہی نہیں دیتا I rule it out ' آگے جناب میر بادشاہ خان آفریدی کی تحریک التوائے کار نمبر ۲ ہے۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جب سارا شہر ڈوب چکا ہو گا تو پھر وہاں رول کی کتاب کیا کرے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو اجازت ہی نہیں دیتا۔ جناب میر بادشاہ خان آفریدی تحریک التوائے کار نمبر ۲۔

اے سی اٹک کا پٹواریوں کے ساتھ ناروا سلوک

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۹۶ء کو اے۔ سی اٹک مسٹر فرخ بشیر موریانی نے سب ڈویژن اٹک کی تحصیلوں کے جملہ پٹواری حضرات کو مع ریکارڈ اپنی عدالت میں طلب کیا تھا جہاں تمام پٹواریوں کی باقاعدہ حاضریاں لگائی گئیں۔ حاضری مکمل ہوتے ہی ایک پولیس اہلکار نے ایک پٹواری ثاقب مقبول کو گریبان سے پکڑ لیا اور اسے ہتھکڑی لگا کر اے۔ سی کے سامنے پیش کر دیا۔ اس توہین آمیز رویہ پر تمام پٹواریوں اور قانونگوؤں نے اے۔ سی کے سامنے احتجاج کیا اور کہا کہ اگر

اس پٹواری نے کوئی جرم کیا ہے تو قانون کے مطابق کارروائی کی جائے مگر ذلیل تو نہ کیا جائے۔ اس پر اے۔سی نے کہا کہ تم لوگوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جائے گا "بے غیرت پنجابی کتو باہر نکل جاؤ" اے۔سی کے ان ریمارکس پر پٹواری مشتعل ہو گئے اور جلوس کی شکل میں ڈی۔سی کی عدالت میں گئے مگر وہ موجود نہ تھے۔ پھر وہ اے۔ڈی۔سی۔جی کی عدالت میں گئے مگر وہ بھی نہ ملے۔ جس پر تمام پٹواری اور قانونگوؤں نے سیشن جج کی عدالت میں اپنے احتجاجی استعفے ریکارڈ کرائے اور اپنا احتجاج اس وقت تک جاری رکھنے کا اعلان کیا جب تک اے۔سی اٹک اور تحصیلدار اقبال پرویز کو تبدیل نہیں کیا جاتا اور اے۔سی کے خلاف علاقائی عصبیت پھیلانے کے جرم میں مقدمہ درج نہیں کیا جاتا۔ اس واقعہ سے علاقہ بھر کے عوام میں بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب والا! جب سے یہ حکومت برسراقتدار آئی ہے۔ اس حکومت کے اقتدار میں آنے کی ایک بڑی وجہ کہ جس طرح انھوں نے سندھ کارڈ کو exploit کیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' اب آپ نے تحریک التوائے کار پڑھ لی ہے؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، آپ میری بات سن لیں۔ میں relevant بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' نہیں۔ تشریف رکھیں کیونکہ اس میں یہ provision نہیں ہے کہ اس کی آپ explanation کریں۔ وہ privilege motion میں ہے۔ اب تو آپ کو کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ مہربانی' شکریہ۔ جی لاء منسٹر صاحب' ریونیو منسٹر تشریف نہیں لائے؟ کیونکہ یہ مال' پٹواری اور اے۔سی کا مسئلہ تھا نا۔

وزیر قانون، آئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آئے ہوئے ہیں تو ان کو جواب دینا چاہیے۔

وزیر قانون، اس کا کچھ جواب سردار سکندر حیات دینا چاہتے ہیں کیونکہ ان کے ضلع کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سکندر حیات صاحب۔

سردار سکندر حیات خان، یہ چونکہ اٹک کے لحاظ سے بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' اٹک کا اس میں مسئلہ نہیں ہے۔

سردار سکندر حیات خان، نہیں، مسئلہ ہی ایسا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، نہیں۔ آپ میری بات سنیں۔ ہمیں رولز کے تابع چلنا ہے۔

سردار سکندر حیات خان، میں اس کے بارے میں further information دے سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، نہیں۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ یہ تو پھر ایک اور precedent شروع ہو جائے گا کہ چاہے کسی ضلع کی بھی بات ہو اور کوئی منسٹر وہ چاہے کسی محکمے کا بھی ہو کھڑا ہو جائے گا۔ جی لاء منسٹر صاحب آپ اس بارے میں بتائیں۔

وزیر قانون، جناب والا! جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ابھی یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں مزید تفصیل کی ضرورت بھی ہے اور اگر مناسب سمجھیں تو ریونیو منسٹر صاحب سے consult کر کے آئندہ اجلاس میں اس کا جواب دے دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، سکندر حیات صاحب' --- سردار سکندر حیات--- کوئی پتا نہیں' یہاں کا کوئی پتا نہیں۔

سردار سکندر حیات خان، آپ کہہ دیتے ہیں کہ آپ بات نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' بات سنیں۔ پہلے ریونیو منسٹر کا آتا ہے پھر لاء منسٹر کا آتا ہے۔ اس کے بعد سپیکر کی مرضی ہے کہ وہ کسی سے اس بارے میں وضاحت لے سکتے ہیں۔ آپ وضاحت کرنا چاہتے تھے۔ اب آپ بتائیں کہ کیا صورت حال ہے۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! اس میں particular case یہ ہے کہ جو exact words ہیں وہ میں اپنے بھائیوں کو بتانا چاہوں گا کہ پٹواریوں کے کافی deputations میرے پاس بھی آئے تھے۔ اس میں جو میرے بھائی باشی خان صاحب کہہ رہے ہیں وہ exact اس طرح نہیں ہے۔ اس میں تھوڑا فرق ہے۔ ہاں یہ تھا کہ کوئی problem ضرور تھی۔ اس کے بعد ہم نے پٹواریوں کا ڈی۔سی صاحب کے ساتھ کوئی فیصلہ کروایا تھا جس کے تحت ہم نے بولا تھا کہ ایک تحصیلدار جو ہے جس کی شرارت ہوئی ہے یا جس کی وجہ سے یہ disturbance ہے اس کو ٹرانسفر کر دیا جائے۔ پٹواری صاحبان مان گئے تھے۔ باقاعدہ ٹرانسفر آرڈر کر دیے گئے۔ better administration کے لیے گورنمنٹ نے اس پر نوٹس لیا۔ اب جو میرے بھائی صاحب فرما رہے ہیں اس میں کچھ جو چیزیں ہیں وہ ابھی باقی ہیں جو

implement نہیں ہوئیں اور جو فیصلے میں شامل تھیں۔ صرف یہ ہے کہ آپ کی وساطت سے میں بولوں گا کہ جس طرح فیصلہ ہوا تھا اس میں جو چند چیزیں رہ گئی تھیں ان کو implement کر دیا جائے۔ تو میرا خیال ہے کہ باشی خان صاحب کا اور ہمارا بھی چونکہ ہم خود interested ہیں' اگر پٹواریوں کے ساتھ یا کسی اور کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی ہوتی ہے تو ہم اس کا جواب دینے کے لیے حاضر ہیں۔

رانا سہیل احمد نون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

رانا سہیل احمد نون، جناب سپیکر! مجھے بہت افسوس ہوا کہ جب میں نے ایک ذمہ دار آدمی سردار سکندر حیات خان صاحب سے یہ بات سنی یہ فرما رہے ہیں کہ یہ میرا اور باشی خان کا مسئلہ ہے۔ آج ہمیں چاہیے یہ کہ اپنے مسائل سے بالاتر ہو کر پورے پنجاب کے مسائل کے بارے میں سوچیں۔ پورے پنجاب میں پٹواریوں نے جو دہشت گردی رشوت کی صورت میں مچا رکھی ہے اس سے ہمیں چاہیے کہ ہم پنجاب کے کسان مزدور کو نجات دلائیں اور اس کے لیے اگر آج آپ یہ آرڈر پاس کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب اسمبلی کے کھاتے میں' پنجاب کے عوام کے حقوق کے لیے اور پنجاب کے غریب کسان عوام کو پٹواریوں کے ظلم سے بچانے کے لیے آپ کا کارنامہ خیر ہو گا۔ اگر آپ صرف اتنی ہی ڈیوٹی لگا دیں کہ ہفتہ کے اندر تین دن پٹواری اپنے اپنے موضعوں میں ڈیوٹی دیا کریں اور جس پٹواری نے کاشتکار یا کسی کسان سے پرچہ دینے کا پیسہ لیا' باقی رجسٹری کے پیسے ان کے ہوتے ہیں' وہ لیتے ہیں' وہ نہ آپ روک سکتے ہیں نہ میں روک سکتا ہوں' نہ کوئی حکومت روک سکی ہے۔ ********** وہ لیتے رہیں۔ لیکن پرچے کا جس نے پیسہ لیا اس کو اگر آپ بند کر دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے عوام پر آپ کا بہت بڑا احسان ہو گا۔

جناب سپیکر! میری دونوں بھائیوں سے گزارش ہے کہ یہ پنجاب کی اسمبلی ہے اور یہ پنجاب کے نمائندے ہیں اور وزیر صاحب کو چاہیے کہ باوقار انداز میں بات کریں وزیر صاحب پٹواریوں کے تحفظ کے لیے یہ بات کر رہے ہیں سپیکر صاحب! میرا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ خدا حافظ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ میرے بھائی نے یہ باتیں کیں۔ سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ بادشاہ خان صاحب اور میرا مسئلہ

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

ہے۔ ہم نے اس انداز سے بات کی تھی کہ جس طریقے سے یہ مسئلہ اٹھایا گیا۔ ایک تو یہ بات ہے۔

دوسرا جناب سپیکر! شکر ہے کہ ان کا سر شرم سے جھکا۔ باقی جناب والا! عرض ہے کہ چاہے وہ پٹواری ہوں' چاہے وہ پولیس کے ہوں خواہ کوئی بھی ہوں جناب والا! آخر وہ citizens ہیں اور ان کا حق ہے۔ پٹواری جو کام غلط کرتے ہیں ان کو سزا دی جائے۔ جیسے انہوں نے کہا کہ جی direction کی جائے کہ وہ موضع پر ہوں وہ موقع پر ہوں ہم سب ان کے ساتھ ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہ اگر ایک محکمے میں کوئی بات ہے اور وہ بات صحیح ہے تو اسے بھی support نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ باشی صاحب۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میرے فاضل دوست نے کہا کہ میں پٹواریوں کی حمایت کر رہا ہوں میں قطعاً کسی کرپٹ آدمی کی حمایت کرنے کو تیار نہیں ہوں جتنے کرپٹ پٹواری ہیں اتنی ہی کرپشن پولیس میں ہے' اتنی ہی کرپشن کسٹم میں ہے اتنی ہی کرپشن معاشرے میں ہے۔ پٹواری معاشرے سے الگ تھلگ نہیں ہیں نہ ہی میں ان کی کرپشن کی حمایت کر رہا ہوں میں تو اس لفظ پر اعتراض کر رہا ہوں جو اسے سی نے کہا کہ پنجابی کتو باہر نکل جاؤ۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے چن چن کر اپنے چہیتے سندھی افسر پنجاب میں لگا رکھے ہیں تاکہ پنجاب سے پورا پورا بھٹو کے قتل کا انتقام لو اور یہ اس سلسلے کی کڑی ہے کہ اس سندھی افسر نے پنجابیوں پر اپنے دل کی بھڑاس نکالی جو سندھی افسر نے پنجاب کی توہین کی ہے میں اس موضوع پر بات کر رہا ہوں اور میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی علمداری میں پنجاب میں بیٹھ کر کسی سندھی افسر کی اتنی جرأت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ کسی پنجابی کو گالی نکالے اور اس نے گالی نکالی ہے لہذا اسے کٹہرے میں لے کر آئیں اور اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ اس معاملے کو آپ کمیٹی کے سپرد کریں اور کمیٹی اس معاملے کی تحقیق کرے۔ میں اس بات کے گواہ لانے کو تیار ہوں کہ اس افسر نے پنجابیوں کو گالی نکالی ہے مجھے صرف اپنے پنجاب کے ساتھ تعلق ہے اس پاکستان کے اندر سب سے بڑے صوبے کے لوگوں کو گالی دی گئی۔ جناب والا! مجھے سندھ سے پیار ہے' مجھے بلوچستان سے پیار ہے مجھے سرحد سے پیار ہے مجھے پنجاب سے پیار ہے لیکن میں کسی کو یہ اجازت نہیں دوں گا کہ وہ پنجاب' سندھ' بلوچستان یا سرحد کے کسی بھی بندے کو کوئی گالی نکالے۔ ہم پاکستان کے وفاق کی کسی بھی کڑی کی بےعزتی برداشت نہیں کر سکتے خواہ کوئی پنجابی کسی سندھی کی بے عزتی کرے یا سندھی کسی

پنجابی کی بے عزتی کرے۔ میرا مسئلہ صرف اس گالی کی حد تک ہے اور جناب مجھے حیرت ہے کہ پنجاب اسمبلی میں بیٹھ کر میں نے Adjournment Motion آج سے ایک مہینہ پہلے جمع کروائی لیکن آپ اس حکومت کے اہلکاروں کی کارکردگی دیکھیں' آپ ان وزیروں کی کارکردگی دیکھیں کہ اپنے ہی بلائے ہوئے اجلاس میں آج یہ کورم توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کو کھانا مل جائے گا ان کو آج کھانے پر بلایا گیا ہے انہیں وہاں پر کھانا مل جائے گا لیکن یہاں جو آپ تنخواہیں لے رہے ہیں یہاں جو آپ الاؤنسز لے رہے ہیں یہاں جو آپ جھنڈے لگا کر گھوم رہے ہیں اس فرض کو بھی ادا کریں اور اسمبلی کا اجلاس attend کریں آج اگر اپوزیشن کوشش نہ کرتی تو شاید یہ کورم بھی پورا نہ ہوتا ان کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے آج ان کے سر جھکے ہیں ان کے سر بہت جلد جھکنے والے ہیں آج وہ دونوں طرف سے کہہ رہے ہیں کہ تیسری طاقت آ رہی ہے ان لوگوں کی شرم ناک کارکردگی اور ان کی لوٹ مار کی وجہ سے آج خود بےنظیر بھٹو کہہ رہی ہیں کہ مجھے بچاؤ لیکن اب پانی سر سے گزر چکا ہے اب ان کو بچانے کے لیے کوئی نہیں آئے گا اور پنجاب کے باغیرت لوگو' اٹھو جنہوں نے پنجاب کی توہین کی ہے ان کے خلاف کمربستہ ہو جاؤ یہ گالی مجھے پڑی ہے یہ گالی آپ کو پڑی ہے' یہ گالی پورے پنجاب کو پڑی ہے یہ گالی اس اسمبلی کو پڑی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! اس معاملے کی باقاعدہ انکوائری ہوئی ہے۔ جناب والا گالی کسی کو نہیں دی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سے قبل کہ آپ بات کریں میں اپنی observation دینا چاہتا ہوں۔

مسئلہ یہ ہے کہ گالی کوئی بھی دے یہ بری بات ہے لیکن یہاں ہم یہ کہیں کہ وہ سندھی ہے اور اس نے پنجاب کو گالی دی ہے اور اس سے نفرت پیدا کریں میرے خیال میں یہ معزز رکن کی شان کے مطابق نہیں ہے۔ یہ بات نہیں ہے۔

وزیر قانون نے کچھ مہلت مانگی تھی۔ وزیر مواصلات و تعمیرات نے کچھ وضاحت کر دی ہے اب اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ کیا آپ مطمئن ہیں اور آپ اسے press نہیں کرتے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں press کرتا ہوں کہ اسے take up کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو پھر انتظار کر لیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، ٹھیک ہے اسی سیشن میں لے آئیں۔ ابھی دس دن باقی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر اس کو pend کر لیں۔

رانا سہیل احمد نون، جناب والا! کیا آپ نے وزیر مواصلات و تعمیرات کو پٹواریوں کا محکمہ بھی دے دیا ہے۔ آپ اس کی وضاحت کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے اس کو pending رکھ لیا جاتا ہے کیونکہ ہمارے ساتھی سہیل نون صاحب مصر ہیں کہ پٹواریوں کے بارے میں کچھ کہا جائے۔ جیسے بادشاہ خان آفریدی نے کہا ہے کہ سارے معاشرے میں ہی یہ کرپشن آ گئی ہے تو پٹواری کوئی مخصوص طبقہ نہیں ہے لیکن یہ بات ضرور ہے کہ یہ دیہات میں رہتے ہیں ان کا دیہاتیوں سے تعلق ہے اور وہ ان سے پریشان ہیں باقی یہ جو بات ہے کہ وہ اپنے حلقے میں رہیں یہ already رولز موجود ہیں کہ پٹواری کو اپنے حلقے میں موجود رہنا چاہیے۔ مہربانی شکریہ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! جناب رانا سہیل صاحب نے کہا کہ پٹواریوں کو اپنے حلقے میں رہنا چاہیے۔ آج ان کی حکومت ہے اور یہ ایڈوائزر ہیں یہ پٹواریوں کو کیوں نہیں پابند کرتے کہ وہ اپنے حلقے میں رہیں۔ میں تو اپوزیشن میں بیٹھا ہوں اور پٹواری میری بات تو نہیں مانے گا۔ ان کی تو حکومت ہے اگر یہ بے بس ہیں تو یہ استعفیٰ دے کر ہماری طرف آ جائیں۔

رانا سہیل احمد نون، جناب والا! آپ کی وساطت سے ریکارڈ کی درستی کے لیے میں کچھ عرض کر دوں کہ ان کو اس بات کا پتہ نہیں ------

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کی یہ بات تو ٹھیک ہے کہ اگر آپ ایڈوائزر ہوتے ہوئے بھی پٹواری کنٹرول نہیں کر سکتے -----

رانا سہیل احمد نون، کہ انہوں نے مجھے خود ہی ایڈوائزر بنا دیا ورنہ میں اس حکومت کی ایڈوائزری شپ میں نہیں ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے۔

دوسری بات جناب سپیکر! یہ ہے کہ میں نے جو گزارش کی ہے وہ میں نے پورے پنجاب کے اندر کسان کے مفاد کی کی ہے میں نے پورے پنجاب کے اس غریب کسان کی بات کی ہے جو شاید ان کی سمجھ میں نہیں آئی میری تو اتنی گزارش تھی کہ آپ کی طرف سے پورے پنجاب کے ڈپٹی کمشنروں کو ایک حکم نامہ جاری ہو جاتا----- جناب رولز تو already بنے ہوئے ہیں وہ ان کی

implementation کروائیں کہ ہفتے میں کم از کم دو دن اپنے حلقے میں بیٹھا کریں۔ اس سے غریب کسان کو بڑا فائدہ ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ہفتے میں دو دن نہیں کہوں گا۔ میں تو یہی کہوں گا کہ جتنے دن رولز کے مطابق ہیں ان کو وہاں رہنا چاہیے رات کو بھی وہاں رہنا چاہیے۔ جتنے بھی ڈپٹی کمشنرز ہیں یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اس پر عمل کروائیں۔ مہربانی۔ تحریک التوائے کار نمبر 3 میاں معراج دین صاحب کی ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا! جناب سہیل نون صاحب نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ وہ پرت کے پیسے نہ لیں باقی رجسٹری وغیرہ کے پیسے لے لیا کریں تو میں ان کی تصحیح کے لیے عرض کروں گا کہ اس بات کو ریکارڈ سے حذف کروا دیں ان کو کسی چیز کی بھی رشوت نہیں دینی چاہیے چاہے وہ رجسٹری ہو چاہے پرچہ ہو چاہے فرد ہو۔ ان کو رشوت نہیں لینی چاہیے۔ ********

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تمام کارروائی جہاں پنجاب میں ' سندھ میں نفرت و گالی سے لے کر اب تک کی تمام کارروائی ہے اس کو میں expunge کرتا ہوں---- جی میاں معراج دین صاحب۔

وزیر آباد کے علاقے نظام آباد میں نو سالہ بچی کے ساتھ زیادتی اور اس کا قتل

میاں معراج دین ، شکریہ جناب سپیکر!

جناب والا! میں تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ ۶۔ اگست ۱۹۹۶ء روزنامہ "پاکستان" کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ وزیر آباد کے علاقہ نظام آباد میں نو سالہ بچی جو کہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر کے گھر واپس آ رہی تھی کو اغوا کیا گیا اور اس کے ساتھ زیادتی کرنے کے بعد اس کا گلا دبا کر اسے ہلاک کر دیا گیا اور لاش کو بوری میں بند کر کے ایک قریبی قبرستان میں پھینک دیا گیا۔ اس درندگی' ظلم اور لرزہ خیز واردات کے بعد عوام میں زبردست خوف وہراس پھیل گیا اس سے صوبے بھر کے عوام میں بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

رانا سہیل احمد نون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے پنجاب کے مزدوروں' کسانوں کے

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

لیے کوئی رولنگ نہیں دی اس لیے میں احتجاجاً واک آؤٹ کر کے جا رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر فاضل ممبر ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب والا! ایس۔ ایس۔ پی گوجرانوالہ کی رپورٹ کے مطابق نسیم طاہرہ بعمر دس سال دختر محمد صدیق مورخہ ۹۶-۸-۴ کو اپنے خالو نصیر احمد کے گھر واقع نظام آباد، وزیر آباد قرآن مجید پڑھنے گئی لیکن شام تک واپس نہ آئی۔ اگلے روز اس کی لاش بوری میں بند قبرستان جوری شاہ سے دستیاب ہوئی۔ نسیم طاہرہ کو دوپٹہ سے گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا تھا۔ مقتولہ کے والد محمد صدیق کی رپورٹ پر مقدمہ نمبر ۲۵۸ مورخہ ۹۶-۸-۵ کو بجرم ۳۰۲، ۲۰۱ - ت - پ تھانہ صدر وزیر آباد میں درج کیا گیا۔ دوران تفتیش یہ معلوم ہوا کہ ایک شخص اظہر محبوب ولد محمد عبداللہ کی ہمشیرہ بھی مقتولہ کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے جاتی تھی۔ مقتولہ ملزم اظہر محبوب کی ہمشیرہ کو ساتھ لے جانے کے لیے اس کے گھر آئی۔ جہاں بیٹھک میں اظہر محبوب موجود تھا۔ ملزم نے نسیم طاہرہ کو قابو کر کے اس کے ساتھ زنا بالجبر کیا اور بعد میں اس بات کے افشاء ہونے کے خوف سے نسیم طاہرہ کو گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا۔ اور نعش کو بوری میں بند کر کے اپنے پھوپھی زاد بھائی فضل الرحمان کو اعتماد میں لے کر اس کے ساتھ مل کر قبرستان میں پھینک دیا۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ ملنے کے بعد دفعہ 10,7,79 اسلامک لاز کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔ ہر دو ملزمان کو مقدمہ مورخہ 7-8-96 کو گرفتار کر کے جیل بھجوایا گیا۔ تفتیش مکمل ہو چکی ہے اور ملزمان کے خلاف چالان بغرض سماعت عدالت مجاز میں دیا جا رہا ہے۔ مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں تحریک التواء کار کو ختم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وزیر قانون کا جواب بڑا واضح ہے۔ ملزم پکڑے گئے، عدالت میں چالان پیش ہو چکا ہے اور ملزم جیل سپرد ہو چکے ہیں۔ چونکہ فاضل محرک اس کو پریس نہیں کرتے اس لیے یہ dispose of تصور ہو گی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 4 میاں معراج دین صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ محکمہ صحت کے بارے میں ہے۔ یہ بھی رول 67 سے hit ہوتی ہے۔ چونکہ یہ موضوع محکمہ صحت پر بحث میں آ رہا ہے۔

میاں معراج دین: یہ تحریک التوائے کار سیلاب کے متعلق نہیں ہے بلکہ محکمہ صحت کے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ محکمہ صحت کے متعلق ہے۔ یہ بھی 67 ای کے تابع ہٹ ہوتی ہے۔ لہٰذا اس

کو disposed of تصور کیا جائے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 5 ملک غلام شبیر جوئیہ کی طرف سے ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس لیے ان کی غیر حاضری کی وجہ سے اس کو dispose of تصور کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 6 تعلیم کے بارے میں ہے۔ یہ بھی 67 ای کے تابع آتی ہے کیونکہ تعلیم پر بھی بحث رکھی گئی ہے اس لیے یہ بھی dispose of تصور ہو گی۔ اگلی تحریک االتوائے کار نمبر 7 بھی صحت کے بارے میں ہے۔ یہ بھی 67 ای کے نشانے میں آ گئی۔ یہ بھی dispose of تصور ہوتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 8 میاں معراج دین کی طرف سے ہے۔ یہ تعلیم سے متعلق ہے۔ یہ بھی 67۔ ای کے تابع آ گئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 9 میاں معراج دین کی طرف سے ہے۔

قرآن پاک کو نذر آتش کرنے والے کے خلاف کارروائی

میاں معراج دین ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت" مورخہ 20 اگست 1996ء کی اشاعت میں خبر چھپی ہے کہ خان پور محلہ مومن پورہ میں ایک شخص نذیر احمد ولد غلام محمد نے قرآن پاک کو آگ لگا دی جس سے قرآن پاک کے نصف اوراق شدید متاثر ہوئے اور باقی قرآن پاک مکمل طور پر شہید ہوگیا اس خبر کی اشاعت سے لوگوں میں شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے کہ اب اس قسم کے کئی ایک واقعات رونما ہو چکے ہیں لیکن حکومت نے اس گھناؤنی سازش کے سدباب کے لیے کوئی آہنی ہاتھ ملزموں پر نہیں ڈالا جس سے گھناؤنی سازشیوں کی حوصلہ شکنی ہوئی۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اورغم وغصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب وزیر قانون !

وزیر قانون ، اس سلسلہ میں مقدمہ نمبر 279 مورخہ 19-8-96 بجرم 295 سٹی خانپور درج ہوا۔ واقعات حسب ذیل ہیں۔ مورخہ 19-8-96 کو قریباً دو بجے دن حافظ سردار احمد ولد عبدالمجید رحمانی ہمراہ گواہان شیر علی، محمد اکرم اور محمد شریف وارڈ نمبر 10 مومن پورہ شہر خانپور سے گزر رہے تھے۔ جب غلام محمد نامی شخص کے قریب سے گزرے تو قرآن پاک کے جلے ہوئے ٹکڑے ان کے سامنے گرنے لگے۔ جب مدعی اور گواہان نے دیکھا تو ملزم محمد نذیر ولد غلام محمد جلے ہوئے اوراق گلی میں پھینک رہا تھا۔ چنانچہ

مدعی اور گواہان فوراً مکان کی چھت پر پہنچے اور ملزم کو قابو کیا اور جلے ہوئے قرآن پاک کے ساتھ تھانہ سٹی خانپور پیش کیا۔ دوران تفتیش ملزم نے بتایا کہ اس پر جن کا سایہ تھا اور کسی فقیر نے اسے بتلایا تھا کہ اگر جن سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہو تو قرآن مجید کی دھونی لو۔ چنانچہ اس نے یہ فعل سرزد کیا۔ دوران تفتیش اس امر کی مکمل چھان بین کی گئی کہ کیا کسی وطن دشمن عنصر کی تو یہ شرارت نہ ہے۔ مگر ایسا نہ پایا گیا۔ اب تفتیش مقدمہ مکمل ہو چکی ہے۔ چالان پیش عدالت جناب ایڈیشنل جج صاحب خانپور ہو چکا ہے۔ مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں تحریک قابل پذیرائی نہیں ہے۔

میاں معراج دین ، جناب سپیکر! چونکہ یہ میرے واجب الاحترام بھائی ہیں۔ انھوں نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک واقعہ نہیں۔ بلکہ اس سال میں یہ چھٹا ساتواں واقعہ ہے۔ اس کے لیے کوئی فوری طور پر ایکشن لیا جائے۔ تاکہ ایسی گھناؤنی وارداتیں نہ ہو سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ان کا مقصد یہ ہے کہ ایسے واقعات جن میں قرآن شریف کو آگ لگانا یا ایسی کوئی حرکت کرنے کے بارے میں آپ کے ہاں کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے کہ فوری طور پر ایسے مقدمات کا چالان انسداد دہشت گردی کی عدالتوں یا Speedy Trial Courts میں جائے تاکہ فوری طور پر ملزمان کو سزا ملے اور ایسے واقعات دوبارہ جنم نہ لیں۔

وزیر قانون ، میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک آدھ دفعہ قبل بھی ایسے واقعات کی نشاندہی کی گئی ہے حکومت سنجیدگی کے ساتھ ان واقعات کی چھان بین بھی کر رہی ہے اور اس لیے اس سلسلے میں میں نے ذکر بھی کیا ہے۔ کہ یہ ایک بالکل الگ واقعہ نظر آیا ہے لیکن اس میں بھی یہ دیکھا گیا ہے کہ کیا یہ ایک بڑی سازش کا حصہ تو نہیں ہے۔ اس کی چھان بین اور تفتیش حکومت بڑی سنجیدگی سے کر رہی ہے۔ اگر کوئی ایسی چیز نظر آئی تو ایوان میں اس کی نشاندہی کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، لہٰذا محرک نے یہ ایک بات گورنمنٹ کے نوٹس میں لائی ہے۔ وزیر موصوف کے جواب کے بعد وہ اس کو پریس نہیں کرتے۔ اس لیے یہ dispose of تصور ہو گی۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم غیر سرکاری اراکین کی کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ سب سے پہلے مسودات قانون پیش ہوں گے۔ پہلا مسودہ قانون ایس اے حمید صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔ ایس اے حمید صاحب اگر لابی میں تشریف رکھتے ہیں تو وہ ہاؤس میں آ جائیں۔

ایس اے حمید صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اس لیے یہ ہاؤس میں پیش نہیں کیا گیا اور اسے dispose of تصور کیا جاتا ہے۔

اگلا مسودہ قانون سید ظفر علی شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔ اگر وہ لابی میں تشریف فرما ہیں تو ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔۔۔۔ شاہ صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے اس لیے ان کی عدم حاضری کی بنا پر یہ بھی dispose of تصور ہو گا۔

اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں لیتے ہیں۔ صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری اپنی قرارداد پیش کریں۔۔۔۔ صاحبزادہ صاحب تشریف نہیں رکھتے اس لیے ان کی غیر حاضری کی وجہ سے اسے بھی dispose of تصور کیا جاتا ہے۔

اب ہم متفرق تحاریک لیتے ہیں۔ پہلی متفرق تحریک صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔ صاحبزادہ صاحب اگر لابی میں تشریف فرما ہیں تو ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔ میرے خیال میں وہ لابی میں بھی نہیں ہیں اس لیے ان کی غیر حاضری کی وجہ سے یہ تحریک بھی dispose of تصور ہو گی۔

اب ہم مجلس خصوصی کی رپورٹ پر غور کرتے ہیں۔ جناب ارشد عمران سلہری اور ملک کرامت علی کھوکھر اپنی تحریک پیش کریں۔

مجلس خصوصی برائے سوالات بابت حبیب الرحمٰن اور لبیب الرحمٰن کی رپورٹ پر غور

جناب ارشد عمران سلہری : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

" مجلس خصوصی برائے سوالات بابت حبیب الرحمٰن اور لبیب الرحمٰن کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ کو زیر غور لایا جائے "۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

" مجلس خصوصی برائے سوالات بابت حبیب الرحمٰن اور لبیب الرحمٰن کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ کو زیر غور لایا جائے "

اس میں کوئی ترمیم پیش نہیں کی گئی اور نہ ہی مخالفت کی گئی ہے لہٰذا۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

" مجلس خصوصی برائے سوالات بابت حبیب الرحمٰن اور لبیب الرحمٰن کے بارے میں مجلس

خصوصی کی رپورٹ کو زیر غور لایا جائے "۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم اس کی مفصل رپورٹ کا اعلان کرتے ہیں کیونکہ اس میں کوئی ترمیم وغیرہ نہیں ہوئی۔ اب سوال یہ ہے کہ

" مجلس خصوصی برائے سوالات بابت حبیب الرحمن اور لبیب الرحمن کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ کو ایوان میں منظور کیا جائے "۔

(رپورٹ منظور ہوئی)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں نے تحریری طور پر جناب سپیکر سے یہ درخواست کی تھی اور ان کی consent seek کرنا چاہی تھی کہ 202 کے تحت وہ رول 92(1) میں نرمی کر کے مجھے ایک قرار داد عراق پر امریکی میزائلوں کے حالیہ حملے اور عراق پر ناروا اقتصادی پابندی اٹھانے کے سلسلے میں پیش کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! یہ ٹھیک ہے کہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے یہ ادھر فرمایا تھا۔ سپیکر صاحب نے کہا ہے کہ میں اپنے چیمبر میں اس پر فیصلہ دوں گا پھر اس کا ادھر ہاؤس میں اعلان کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب یہ ہے کہ آج نہیں۔

وزیر قانون: جی ہاں آج نہیں۔ بہتر یہ تھا کہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب خود بھی اس کا ذکر کر دیتے کہ پہلے سپیکر صاحب نے اس پر ایک رولنگ دی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو جنجوعہ صاحب! آپ تو ساری صورت حال کو سمجھتے ہیں لہذا جب اگلا اجلاس شروع ہو گا تو اسے ہم اس وقت لیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! انھوں نے فرمایا تھا کہ وہ اجازت دینے یا نہ دینے کے بارے میں فیصلہ کریں گے چونکہ میرے علم کے مطابق جو اجلاس کی صدارت کر رہے ہوں وہی سپیکر ہوتے

ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : چلیں اگر میں اس وقت سپیکر ہوں تو میں اس کی آج اجازت نہیں دیتا۔ اب اجلاس 12۔ستمبر 1996 شام چار بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اڑتیسواں اجلاس)

جمعرات' 12۔ ستمبر 1996ء

(سہ شنبہ' 23 صفر المظفر 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں شام 4 بجے زیر صدارت جناب سپیکر محمد حنیف رامے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ پیش کرنے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ
بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ
فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ
اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا
اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾

سورۃ المائدہ آیت 89

اللہ تمہاری بے ارادہ قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا لیکن پختہ قسموں پر (جن کے خلاف کرو گے) مواخذہ کرے گا تو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ تین روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا لو (اور اسے توڑ دو) اور (تم کو) چاہیے کہ اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اس طرح اللہ تمہارے (سمجھانے کے) لیے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ تم شکر کرو۔

وما علینا الا البلاغ۔

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ Call Attention Notice کا وقت ہے۔

وزیر قانون (میاں محمد افضل حیات)، جناب قائد ایوان ابھی تک تشریف نہیں لا سکے کیونکہ پرائم منسٹر صاحبہ آئی ہوئی ہیں۔ ان کے ساتھ وہ کچھ ضروری معاملات میں مصروف ہیں۔ شاید وہ پہنچ بھی جائیں لیکن آج ملتوی کر دیں اور کسی دن کے لیے رکھ دیں۔

جناب سپیکر، دوبارہ Call Attention Notice پیر کو آئیں گے۔ اس طرح سے کرتے ہیں کہ پیر والے نوٹس اور آج والے نوٹس میں سے ایک کا جواب دیا جائے بلکہ دونوں کا جواب دینا ہوگا اور وقت کو بھی میں دو گناہ کرتا ہوں تاکہ آج والے جواب بھی اور پیر والے جواب بھی' دونوں ہی ایوان میں پیش کریں۔

وزیر قانون، اگر یہ شروع کی تحاریک استحقاق یا تحاریک التوائے کار تک تشریف لے آئے تو پھر آج نہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر ، بڑی خوشی سے ' otherwise these call attention notices are kept pending till Monday اور اس میں monday اور آج والے دونوں پھر اس دن آئیں گے۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! آج والا دیکھ لیں ابھی pending کر کے شاید تھوڑی دیر کے لیے چھٹی مل جائے۔

مسئلہ استحقاق

اے ایس ایف کے عملے کا اراکین اسمبلی سے توہین آمیز رویہ

جناب سپیکر، مہربانی۔ تحریک استحقاق کا وقت شروع کرتے ہیں۔ جناب میاں عمران مسعود صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 40 زیر بحث آئی تھی۔ انھوں نے تحریک پڑھ دی تھی اور شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دے دی تھی۔ جناب لاء منسٹر! آپ نے آج کے لیے pend کروایا تھا۔ بتائیے اب آج کی کیا پوزیشن ہے؟

وزیر قانون، اس دن جناب صدر محترم جا رہے تھے اور یہ رپورٹ ہے کہ وی آئی پی لاؤنج میں بیٹھنے سے منع نہیں کیا گیا ایپرن پر جانے سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس وقت فلائیٹ نہیں جا رہی تھی اس لیے ایپرن پر جانے سے روکا گیا کہ جب وہ چلے جائیں تو پھر جس فلائیٹ سے جانا ہے وہ جائیں

تو اس وقت کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی۔ لیکن وی آئی پی لاؤنج میں بیٹھنے سے کسی نے منع نہیں کیا۔
جناب سپیکر، لیکن کیا یہ بات اراکین کو واضح طور پر بتا دی گئی تھی کہ یہ وجہ ہے کہ جس کی وجہ سے آپ کو تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑے گا۔ جو کچھ انھوں نے جس لہجے میں لکھا ہے کہ انھوں نے بدتمیزی کی اور کہا کہ عورت نہ ہوتی تو میں یہ کرتا اور وہ کرتا۔
وزیر قانون، میں نے جو چیک کیا ہے وہ عمران مسعود صاحب کی حد تک چیک کیا ہے۔ کیونکہ یہ تحریک استحقاق میاں عمران مسعود صاحب کی ہے۔ جہاں تک محترمہ تہمینہ دولتانہ کا تعلق ہے وہ نیشنل اسمبلی کی ممبر ہیں۔
جناب سپیکر، وہ ٹھیک ہے۔ وہ ان کا مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن چونکہ یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ ہمیں اوپر سے حکم ملا ہے کہ کسی بھی مسلم لیگی کو وی آئی پی لاؤنج استعمال نہ کرنے دیا جائے۔ اب اس دن انھوں نے تقریباً تقریباً حلفیہ کہا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ سچ کہہ رہا ہوں' درست کہہ رہا ہوں۔
میاں عمران مسعود، جناب والا! میں عرض کروں گا کہ I think ,I am very glad that the Hon'ble Law Minister has accepted کہ ہم VIPs کو ایپرن تک نہ جانے دیا گیا۔ One thing is confirmed میرا پوائنٹ یہ بھی تھا' last time جب میں نے آپ سے یہ عرض کی تھی کہ breach of privilege تو وہاں commit ہو گیا۔ اگر ہمیں ایک پروٹوکول دیا جاتا ہے کہ ہم وی آئی پی lounges استعمال کریں اور ہم ایپرن تک بھی کارڈز کے ذریعے جا سکتے ہیں۔ یہاں جب ہم نے جانا چاہا تو ہمیں انھوں نے روک لیا۔ آگے جو واقعہ میں نے اپنی تحریک میں narrate کیا ہے' یہ exactly میرے ساتھ ہوا ہے۔ مجھے بڑی شرم آ رہی ہے کہ میں نے جو الفاظ یہاں لکھے تھے۔ ہماری خاتون ایم این اے کے ساتھ جس طریقے سے بدتمیزی کی گئی تھی اس میں میں نے retaliate کیا اور میں نے کہا کہ جناب! میں بھی ایم پی اے ہوں' میرا بھی استحقاق ہے' میں نے بھی باہر جانا ہے۔ انھوں نے کہا' میں آپ کو ہتھکڑی لگوا دوں گا' ہمیں اوپر سے حکم ہے' یہ ہو رہا ہے' وہ ہو رہا ہے۔ اگر لاء منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ صدر صاحب وہاں سے آ رہے تھے۔ I don't care Sir. صدر صاحب ہیں' ٹھیک ہے' اچھی بات ہے' وہ ہوں گے' لیکن جناب' ہمارا تو وی آئی پی لاؤنج میں جانا اور جہاز تک جانا حق ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ صدر صاحب نے بھی آرڈرز نہ دیے ہوں کہ وی آئی پی صاحبان کو آپ اندر روک کے رکھیں۔ لیکن اگر چھوٹا سٹاف اس طرح misbehave کرے گا تو That is not at all

acceptable Sir. بات صرف یہ ہے کہ ہمارے پاس اور استحقاق کون سا ہے' آپ صرف یہ بتا دیں۔ Just to use the V.I.P Lounges اور صدر صاحب خدا تو نہیں ہیں! وہ آئیں جائیں' ہم ان کے لیے security threat تو بالکل نہیں ہیں۔ اگر ہم وہاں ایپرن پہ چلے گئے ہیں تو خدا نخواستہ' میرے پاس کوئی بندوق تو نہیں تھی۔

جناب سپیکر، میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ جو اہل کار آپ کی خدمت میں پیش ہوئے.....

میاں عمران مسعود، انھوں نے بالکل نہیں بتایا۔

جناب سپیکر، انھوں نے آپ کو یہ کہا کہ آپ وی آئی پی لاؤنج استعمال نہیں کر سکتے' یا یہ کہا کہ اس وقت تھوڑی دیر کے لیے .....

میاں عمران مسعود، انھوں نے یہ کہا' میں آپ کو ان کے الفاظ سناتا ہوں' انھوں نے یہ کہا، جناب! آپ یہاں سے اٹھیں اور یہاں سے نکل جائیں اور آپ عام لاؤنج سے چلے جائیں۔ ہم نے کہا جناب! یہ تو ہمارا حق بنتا ہے۔ ہم کیوں جائیں وہاں' آپ جائیں تو سہی۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! تشریف رکھیے۔ میں میاں عمران مسعود کی تحریک استحقاق کو in order قرار دیتے ہوئے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ اس کی رپورٹ ایک ماہ کے اندر آنی چاہیے(نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۴۲ زیر بحث آ چکی ہے۔ پڑھی جا چکی ہے۔ شارٹ سٹیٹمنٹ دیا جا چکا ہے۔ جناب لاءمنسٹر! آپ نے فرمائش کی تھی کہ اس کو بارے تاریخ کے لیے pend کیا جائے۔ آپ مہربانی سے اپنی پوزیشن واضح فرمائیے۔

ایس پی لاہور کا معزز رکن اسمبلی سے توہین آمیز سلوک

وزیر قانون، جناب والا! میں اس کا پس منظر اور واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ اس تحریک استحقاق کا تعلق مقدمہ نمبر ۲۶۷-۹۶' مورخہ ۲۵-۸-۹۶ جرم ۵۰۶/ ۴۵۲' ۱۴۸' ۱۴۹' ۴۳۷' ۳۸۰ تھانہ اقبال ٹاؤن سے ہے جس کا مدعی محمد ذوالفقار ولد فیروز دین نے تحریر کرایا کہ مورخہ ۲۵-۸-۹۶ کو دس گیارہ بجے دن پچیس تیس آدمی مسلح اسلحہ آتشیں اس کے مکان پر آئے۔ گالی گلوچ اور زد و کوب کیا۔ دکان کے اندر داخل ہو گئے۔ سامان گھر سے اٹھا لیا اور کچھ سامان باہر رکھ کر جلا دیا۔ کچھ سامان ساتھ لے گئے اور

جان سے مار دینے کی دھمکیاں دیتے ہوئے مبلغ ستر ہزار روپے بھی لے گئے۔ مکان کو توڑ پھوڑ کیا۔ مدعی نے مزید تحریر کرایا کہ ان اشخاص میں ارشد عمران سلہری صاحب، حفیظ اقبال کھوکھر اور میاں طارق وغیرہ شامل تھے۔ ان ایام میں چونکہ مسلسل بارش اور پانی کی وجہ سے صورت حال ابتر سے ابتر ہو رہی تھی اور میں اسی بناء پر برائے انتظام و انصرام صورت حال امن عامہ کی قابو میں رکھنے کے لیے و امداد متاثرین تھانہ اقبال ٹاؤن موجود تھا۔ دیگر افسران متعلقہ علاقہ بھی وہاں موجود تھے۔ اس دوران ارشد عمران سلہری صاحب و دیگر معززین تھانہ میں مجھے ملے اور بتایا کہ ذوالفقار نامی شخص نے اپنی مارکیٹ گندا نالہ کے اوپر لینٹر ڈال کر تعمیر کر رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے پانی کا نکاس صحیح طور پر نہ ہو رہا ہے۔ اس لیے لوگ اس عمارت، مارکیٹ کو گرانا چاہتے ہیں۔ چند لوگوں نے اس کا کچھ حصہ گرا بھی دیا ہے۔ میں نے ایس ایچ او علاقہ کو طلب کیا جس نے بتلایا کہ متذکرہ بالا مارکیٹ کے مالک ذوالفقار کی تحریر پر مارکیٹ گرانے کے الزام میں ایف آئی آر درج رجسٹر ہو چکی ہے۔ اور تفتیش جاری ہے۔ ایس ایچ او تھانہ اقبال ٹاؤن نے مزید بتایا کہ مدعی ذوالفقار بسلسلہ تفتیش تھانہ میں موجود ہے۔ میں نے ذوالفقار کو بھی دفتر کے کمرے کے اندر بلوا لیا جس نے بیان کیا کہ اس نے یہ مارکیٹ ایل ڈی اے کے باقاعدہ الاٹمنٹ اور اجازت کے بعد تعمیر کی ہے۔ اس سلسلے میں چند کاغذات میرے روبرو پیش کیے۔ تاہم ارشد عمران سلہری صاحب اور دیگر معززین نے الاٹمنٹ پر اعتراض کیا۔ میں نے ہر دو فریقین کی باتیں سننے کے بعد تفتیشی افسر کو ہدایت کی کہ وہ محکمہ ایل ڈی اے اور دیگر متعلقہ محکمہ جات کا ریکارڈ چیک کرنے اور گواہان کو سماعت کرنے کے بعد مقدمہ ہذا کے حقائق پر تفتیش کریں۔ اس دوران ارشد عمران سلہری ایم پی اے صاحب اور دیگر معززین کو عزت اور احترام کے ساتھ بٹھایا گیا۔ ان کی بات توجہ سے سنی گئی۔ مدعی نے مارکیٹ بمطابق نقشہ منظور شدہ ایل ڈی اے بنائی ہے۔ اس لیے ارشد عمران سلہری صاحب کو بلوایا تاکہ وہ اس کو گرانے کے سلسلے میں محکمہ ایل ڈی اے یا دیگر مجاز ادارے سے رابطہ قائم کریں اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لیے بغیر اس مسئلے کو قواعد و ضوابط کی روشنی میں حل کرائیں۔ مسٹر ارشد عمران سلہری صاحب کے ساتھ کسی قسم کا ناروا سلوک نہیں کیا گیا۔ موصوف نے صرف مقدمہ اندراج ہونے پر اپنے بچاؤ کے لیے یہ تحریک استحقاق پنجاب اسمبلی میں مورخہ ۹-۹-۹۶ کو داخل کرائی ہے۔

جناب سپیکر، ارشد عمران سلہری صاحب! آپ نے لاء منسٹر صاحب کی وضاحت سنی۔ امید ہے کہ آپ اس سے کافی مطمئن ہوں گے اور آپ اس کو پریس نہیں کریں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ اجازت دیں تو میں چند واقعات بیان کر دوں۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب ارشد عمران سلہری، لاء منسٹر صاحب نے یہاں پر ذکر کیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ایف آئی آر ہے جو میرے خلاف اور وہاں کے مکین' جیسا کہ میں نے ذکر کیا تھا کہ پانی میں ڈوبے ہوئے تھے' ان کے خلاف درج ہوئی۔ جیسا کہ لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں' ویسے بھی ہمارا یہ ملک پاکستان اور خاص طور پر صوبہ پنجاب پولیس سٹیٹ ہے۔ کسی سے ہم نے جواب لینا ہے اور پولیس نے جو لکھ کر بھیج دینا ہے ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس کو یہاں پر پڑھ دیں۔ میں عرض کروں گا کہ ہمیں کچھ نہ کچھ اپنے ضمیر کے ساتھ اپنی ذمہ داری کے ساتھ انصاف کرنا چاہیے کہ اس میں حقائق کچھ اور ہیں۔ اور جناب ایس پی نے جو لکھ کر بھیجا ہے وہ بالکل الٹ ہے۔ جناب سپیکر! جیسا کہ الحمد کالونی نیلم بلاک میں' لاء منسٹر صاحب نے اس کو تسلیم کیا ہے' کہ وہاں نالے کے دہانے پر ایک مارکیٹ تعمیر ہوئی ہے جہانگیر مارکیٹ اس کا نام ہے۔ وہاں پر رہائش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر وہ فلور کے اوپر یہ بات کہتے ہیں کہ وہاں پر رہائش ہے تو جناب سپیکر! آپ انصاف کیجیے۔ آیا نالوں کے اندر' دریاؤں کے کناروں کے اوپر' ایسی یہ حکومت ہے اور اس کے ایسے ادارے ہیں کہ رہائش کے لیے ان کو الاٹمنٹ کی اجازت دیتے ہیں۔ جناب سپیکر! میرے پاس اس کا مکمل ریکارڈ اور ثبوت ہے' جیسا کہ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے' وہاں پر ہوا یہ ہے کہ ایل ڈی اے نے یا واسا نے ان کو قواعد کے مطابق اجازت دی ہے۔ میں ایک لیٹر پڑھنا چاہتا ہوں' آپ کی اجازت سے کہ وہاں کے کسی complainant نے' جو وہاں کا رہائشی ہے اس نے درخواست دی کہ مجھے اگر یہ جگہ آپ الاٹ کر دیں تو آپ گرائیں گے تو نہیں؟ تو اس کے بارے میں ۱۳-۹-۹۵ کی ڈائرکٹر آپریشنز ساؤتھ کی یہ application ہے کہ جو انھوں نے مینجنگ ڈائریکٹر واسا ایل ڈی اے لاہور' ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر' ایکسین ڈرینیج ساؤتھ' ڈائرکٹر جنرل ایل ڈی اے' ڈائریکٹر ٹو وائس چیئرمین انفرمیشن ایل ڈی اے سٹاف۔ یہاں وہ تحریر فرماتے ہیں،

Your application dated nil, encroachment in Neelam Block at Wasa Drain, Allama Iqbal Town, Lahore This plot is on Wasa drain. Its allotment, sale and everything is illegal. Please do not purchase it. This will soon be demolished

جناب سپیکر! اسی طرح ایک اور لیٹر ہے۔ یہ ۹۵-۹-۱۸ کا ہے۔ اس میں ڈائریکٹر جنرل ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، ایک منٹ۔ دیکھیے' آپ کا استحقاق مجروح ہونے کی جو بات ہے وہ ایک الگ موضوع ہے کہ آپ کے ساتھ ایک اچھا سلوک نہیں ہوا۔ یہ جو تحقیقات آپ بتا رہے ہیں یہ تو ایک اور تفصیلی بات ہے۔ میں اس وقت جس بات پر فیصلہ چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو سلوک ایس پی طارق کھوکھر نے آپ کے ساتھ کیا ان کی اس وضاحت کی بعد آپ اس سلوک کو نظر انداز کرنے کے لیے تیار ہیں۔ آپ نے اپنی تحریک میں خاص طور پر تین ایم۔ پی۔ اے صاحبان کا حوالہ دیا ہے۔ خواجہ ریاض محمود' میاں عبدالستار' شیخ انور سعید اگر ان تینوں میں سے کوئی صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں تو میں ان سے بھی پوچھ لیتا ہوں۔ ابھی میں نے خواجہ صاحب کو بھی دیکھا تھا' شیخ انور سعید صاحب بیٹھے ہیں۔

آوازیں، خواجہ صاحب بھی آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ تو کہا گیا کہ انھوں نے بھی ایس پی کے رویے پر احتجاج کیا مگر ایس پی ٹس سے مس نہ ہوا اور اپنا رعب اور دبدبا جاری رکھا۔ تو میں ذرا ان دونوں دوستوں سے بھی پوچھ لیتا ہوں کہ خواجہ ریاض محمود صاحب آپ بھی وہاں تشریف رکھتے تھے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ خواجہ ریاض صاحب یا شیخ انور سعید صاحب بات کریں لا منسٹر صاحب کو جو انھوں نے لکھ کر بھیجا ہے میں اس کا جواب دے رہا تھا۔

جناب سپیکر، دیکھیے' لا منسٹر مجبور ہیں۔ انھوں نے اپنے افسر سے پتا کرنا ہے' محکمے سے پتا کرنا ہے۔ وہ عدالت لگا کر نہیں بیٹھے ہوئے۔ منسٹر جو ہوتا ہے وہ آپ کی مدد یہی کر سکتا ہے کہ آفیشل جو مؤقف ہے یا version ہے وہ آپ کے سامنے رکھ دے۔ آپ کو وہ مطمئن کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ مجھے مطمئن کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ ہم عدالت والی بات تو تب کریں گے جب یہ تحریک' استحقاق کمیٹی کے پاس چلی جائے گی۔ وہ اس میں look into کریں گے کہ کیا ہوا کیا نہیں ہوا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں اسی بات پر آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ مجھے اس وقت یہ بتائیے کہ ایس پی کی وضاحت سے آپ اس کو معاف کرنے کے لیے تیار ہیں یا نہیں ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے کہ جو باتیں وہاں پر ہوئی ہیں' میرے فاضل اراکین یہاں پر تشریف فرما ہیں کہ جو انھوں نے جاتے ہی کہا "سلہری تم نے بہت بڑا ایک جیالا پن کیا ہے" اور اس کے باوجود کہ مدعی پارٹی کی خواجہ ریاض محمود صاحب سے باہر جا کر بات ہوئی ہے انھوں نے آ کر کہا ہے کہ میں ان کے خلاف کوئی پرچہ درج نہیں کرانا چاہتا۔ لیکن ایس پی صاحب نے کہا کہ میں پرچہ ضرور درج کروں گا اور یہ ایف آئی آر میرے پاس موجود ہے۔ انھوں نے اس بات کے اوپر پرچہ درج کیا ہے۔ پھر انھوں نے یہ بھی کہا کہ ۸۸ء اور ۹۰ء کے الیکشن صحیح نہیں تھے۔ جناب سپیکر! یا تو ان کو سیاست میں لے آئیں۔ یہ لوگ انتظامی نوکریاں چھوڑ دیں۔ پھر آپ اگر سمجھتے ہیں کہ میرا اس میں یا ایک نمائندے کا استحقاق مجروح نہیں ہوا تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ ہم پولیس کا یا کسی ایس پی کا کیا کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، میں نے ابھی یہ فیصلہ نہیں کیا۔ اگر آپ خود یہ بات کرنے کے لیے تیار ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔ میں تو آپ سے پوچھ رہا ہوں اور آپ کے دو دوستوں سے بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ بھئی! انھوں نے یہ واقعہ دیکھا تو کیا خیال ہے؟

شیخ محمد انور سعید ، جناب سپیکر! یہ بات بالکل اسی طریقے سے ہوئی تھی کہ جیسے ہی ہم ان کے کمرے میں داخل ہوئے تو انھوں نے ہمارے معزز رکن ارشد عمران سلہری صاحب کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے کہ آپ نے بڑا جیالا پن دکھایا ہے۔

جناب سپیکر، جیالا پن خدانخواستہ کوئی ایسے ہتک والے الفاظ تو نہیں ہیں۔

شیخ محمد انور سعید ، جناب سپیکر! میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ وہاں بیٹھنے کے بعد دو گھنٹے کی discussion میں انھوں نے تمام سیاسی گفتگو کی تھی جیسے ارشد عمران سلہری صاحب کہہ رہے ہیں اور اس کے بعد انھوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ آپ دونوں پارٹیاں جو ہیں وہ مل کر فیصلہ کر لیں۔ تو مجھے کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پھر وہاں پر چند جیالے آ گئے جو اصل جیالے تھے وہ لوگ آ گئے اور ان کے ایماء پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم وہاں اس مسئلے کو باحسن طریقے سے ختم کر کے نکلے تھے اور اس نے یہ بات کہی تھی کہ کوئی پرچہ نہیں ہو گا۔ کسی قسم کی کوئی بات نہیں ہو گی۔ پھر مدعی نے ایس پی کے سامنے یہ سٹیٹمنٹ دی ہے اور مدعی نے باہر آ کر بھی ہم سے یہ بات کی ہے کہ جی ٹھیک ہے میں کچھ نہیں کرنا چاہتا لیکن بعد میں نامعلوم ان جیالوں کے خوف سے ایس پی صاحب نے

یہ پرچہ کیا ہے یا اوپر سے کوئی حکم آیا ہے یا کیا بات ہوئی؟ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ واقعی یہ صرف ارشد عمران سہری صاحب ہی نہیں ہم دو اور ایم پی ایز بھی تھے اور انھوں نے یہ بات کر کے پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح کیا ہے۔

جناب سپیکر، مہربانی' خواجہ صاحب آپ بھی وہاں تشریف رکھتے تھے؟

خواجہ ریاض محمود، (خاموشی)

آوازیں، خواجہ صاحب بولیں ناں۔ خواجہ صاحب بولیں ناں۔ (قہقہے) خواجہ صاحب دا روضہ اے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، لگتا ہے خواجہ صاحب کی اندر کھاتے دوستی ہے کھوکھر صاحب سے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! جب ہم وہاں پر تھانے کے اندر پہنچے۔ ارشد عمران سہری صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے اور بھی دو چار وہاں کے مقامی مسلم لیگی ہمارے ساتھ تھے۔ وہاں پر اندر ایس پی صاحب تشریف رکھتے تھے۔ دو ڈی ایس پی صاحبان کے علاوہ' دو تین ایس ایچ اوز صاحبان بھی تشریف رکھتے تھے اور مدعی پارٹی بھی وہاں پر تھی جن کے مکان کو نقصان پہنچا تھا وہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے ٹیلیفون کر کے پیپلز پارٹی کے دوسرے قائدین کو ارد گرد کے علاقوں سے اکٹھا کیا ہوا تھا۔ ایس پی صاحب کہہ رہے تھے کہ میں نے پرچہ دینا ہے اور ارشد عمران سہری کی طرف گھور کر دیکھ رہے تھے کہ یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئے تھے' زبان سے انھوں نے بات نہیں کی۔

جناب سپیکر، جیسے ابھی آپ کر رہے تھے۔ (قہقہے)

خواجہ ریاض محمود، ہاں' ہاں' ہاں --- (قہقہے) میں ان کا پرانا بھیدی ہوں۔ میں نے اندازہ کیا کہ یہ معاملہ خراب ہو جائے گا۔ یہاں علاقے کا معاملہ ہے۔ میں اس کو سیاسی نہ بننے دوں۔ یہاں اور بات بگڑے گی۔ مسلم لیگی اور دو چار سو آدمی سڑک پر کھڑے ہیں جن کے مکان پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وہاں پر بیس بیس اور پچیس پچیس فٹ پانی کھڑا تھا کیونکہ لوگوں نے اپنی مرضی کے مطابق ہی وہ آبادی بنا لی ہوئی ہے۔ پانی کے نکاس کا کوئی بندوبست نہیں تھا۔ بارش نے ان کے مکان ڈبو دیے تھے اور وہ لوگ بڑے مشتعل تھے۔ چنانچہ میں جو دوسرا فریق ذوالفقار تھا اس کو باہر لے گیا۔ وہ میرا واقف تھا۔ میں نے کہا کہ یہ معاملہ سیاسی بن جائے گا۔ کوئی اور گڑبڑ ہو جائے گی۔ تیری مہربانی ہے یار اس کو

جانے دو۔ اس معاملے کو چھوڑو۔ وہ بیچارہ مان گیا۔ کہنے لگا کہ اچھا خواجہ صاحب جس طرح آپ کہتے ہیں۔ میں اسی طرح کرنے کے لیے تیار ہوں۔ آپ میرے بزرگ ہیں اور بڑے بھائی ہیں۔ میں آپ کی بات سے انکار نہیں کرتا۔ میں نے کہا چلو ایس پی صاحب کے پاس اندر کمرے میں جا کر یہی بات کہو۔ چنانچہ وہ ایس پی صاحب کے پاس گیا۔ سارے بیٹھے ہوئے تھے۔ ارشد عمران سلہری صاحب بھی اور سارے دوسرے لوگ بھی تھے۔ اس نے یہ بات کہی کہ جی میں کوئی کارروائی کروانا نہیں چاہتا۔ میری ان سے بات بن گئی ہے۔ خواجہ صاحب نے مجھ کو تسلی کروا دی ہے۔ مجھے اس پر یقین ہے اور میں کوئی کارروائی کروانا نہیں چاہتا۔ جو ہمارا نقصان ہو گیا ہے سو ہو گیا ہے۔ لیکن ایس۔پی صاحب بضد تھے۔ ایس۔پی صاحب نے کہا کہ یہ معاملہ بہت زیادہ بڑھ گیا ہے' یہ آگ بھی لگی ہے' مکان بھی ٹوٹا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارا سامان بھی لوٹا گیا ہے' چار پانچ سو آدمی وہاں پر اکٹھا بھی ہوا ہے' ان پر لاٹھی چارج بھی ہوا ہے۔ یہ ساری بات صبح اخباروں میں چھپے گی۔ میرے بھی اوپر افسر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے پوچھیں گے آپ نے کیا کارروائی کی اور میں کیا جواب دوں گا۔ اس لیے میں کوئی نہ کوئی کارروائی ضرور کروں گا۔ یہ ایس پی صاحب نے اس وقت کہا اور مدعی کی مرضی کے خلاف یہ بات کہی۔ مدعی کارروائی نہیں کروانا چاہتا تھا اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ابھی تک مدعی میرا پیچھا کر رہا ہے کہ پولیس مجھے روز بلا رہی ہے اور میں نہیں جا رہا۔ خواجہ صاحب میں نے آپ کے ساتھ بات کی تھی کہ میں کوئی کارروائی کروانا نہیں چاہتا۔ میرا فیصلہ کرواؤ۔ یہ بات تھی جو اس وقت میرے سامنے ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ واقعات جو ہیں یہ اپنی جگہ ہیں لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس میں breach of privilege کا پہلو نہیں نکلتا۔ اگر مقدمہ درج ہو یا نہ ہو وہ بالکل ایک علیحدہ بات ہے۔ وہ جھوٹا مقدمہ ہے یا سچا مقدمہ ہے' مکان گرے ہیں' کیا نقصان ہوا ہے لیکن اس ساری بات پر جو خواجہ صاحب نے بھی فرمائی breach of privilege جو ہے اس کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا۔

جناب سپیکر، جی ہاں' یہی میں بھی اندازہ کر رہا ہوں۔

شیخ محمد انور سعید، جناب سپیکر! یہ breach of privilege کیسے نہیں ہے؟ جب ایک ایس پی اتنے معزز اراکین کے سامنے ایک وعدہ کرتا ہے کہ جی میں بالکل ایسا نہیں کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ خواجہ صاحب کی سٹیٹمنٹ سے یہ بات نہیں نکلتی ہے۔ انھوں نے کہا ہے

کہ اس نے واضح طور پر کہا کہ جب یہ سارے واقعات ہوئے ہیں تو میں ان واقعات کو کہاں لے جاؤں؟ میں کوئی نہ کوئی کارروائی کرنے پر مجبور ہوں۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ میں کچھ نہیں کروں گا۔

شیخ محمد انور سعید: جناب سپیکر! جب مدعی بھی کہہ رہا ہے اور مدعی نے وہاں پر سٹیٹمنٹ بھی دے دی ہے۔ وہاں پر سب کے سامنے دستخط بھی ہو گئے ہیں۔ دونوں پارٹیوں کے وہاں پر دستخط بھی ہو گئے ہیں۔ تو ایس۔پی نے کہا کہ میں مزید کچھ نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، میرا خیال ہے کہ چونکہ۔۔۔

MIAN FAZAL-E-HAQ: I am on a point of order Sir.

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

میاں فضل حق: میں تھوڑا سا اس میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تو اپنی جگہ جو تحریک آئی ہے being a member of the committee میری observation یہ ہے کہ جو بھی پولیس آفیسر ہمارے ہاں appear ہوتا ہے اگر اس کا attitude آپ وہاں کمیٹی کے سامنے دیکھیں تو ایسے لگتا ہے کہ اس سے بڑا تابعدار اور مہذب اور شاید اس کے منہ سے کبھی گالی کا تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ اس نے دی ہو۔ تو مقصد کہنے کا basic point ہے کہ یہ جو وہاں حالات پیدا ہوئے، صلح کا، لڑائی کا، یہ تو beside the point ہے۔ basic point یہ ہے کہ جس طریقے سے عمران سلہری کو وہاں handle کیا گیا ہے، مطلب یہ ہے کہ جس طرح ان کو handle کیا گیا ہے That is a basic point اسی پر آپ نے decision دینا ہے تو مقصد یہ ہے کہ وہاں بیٹھ کر تھانے کے اندر پولیس والوں کا جو attitude ہوتا ہے اور سے ان کو کوئی pressurize کرتا ہے یا ان کا اپنا کوئی لوکل pressure ہوتا ہے۔

> I do not know that but the basic point is the approach and attitude of the concerned Police Officer. That is under discussion.

تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو مد نظر رکھ کر آپ فیصلہ کیجیے۔

جناب سپیکر: جی بجا ہے۔ میں ہمیشہ۔۔۔۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! اگر یہ استحقاق کمیٹی کے پاس آ جائے تو اس میں حرج ہی کیا ہے

آج تک اس استحقاق کمیٹی میں ایس پی کو کچھ ہوا بھی نہیں۔

جناب سپیکر، آپ کو پتا ہے کہ میں اس معاملے میں بہت lenient ہوں۔ لیکن کوئی جواز ہونا چاہیے۔ میرا اپنا خیال یہ ہے۔ یہ جو باتیں سامنے آئی ہیں اس تحریک استحقاق کو in order قرار نہیں دیا جا سکتا۔ I am sorry. اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ چودھری محمد وصی ظفر صاحب۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)

جناب سپیکر، اگر نہیں ہیں۔ یہ انہوں نے خود pend کروائی تھی۔ اگر وہ نہیں ہیں تو اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

سید تابش الوری، جناب والا! وصی ظفر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ میں اپنی تحریک کے بارے میں باتیں کرنے والا ہوں آپ وہاں پر موجود رہیے گا اور میں بڑا بھاگا بھاگا آیا ہوں مگر وہ نہیں آئے۔

جناب سپیکر، اگر وہ نہیں ہیں تو پھر کیا ہو سکتا ہے۔

سید تابش الوری، ذرا ان سے پوچھیے گا کہ ان پر کیا گزری ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کا مجھے پیغام ملا ہے ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے اور وہ آج اس کو take up نہیں کرنا چاہتے۔ اس لیے اسے pend کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں پرسوں آپ سے آپ کے چیمبر میں ملا تھا۔ میں نے بھی ایک تحریک استحقاق جمع کروائی ہے۔

جناب سپیکر، میں نے سیکرٹریٹ کو ہدایت کی ہے کہ آپ کی وہ تحریک استحقاق مجھے دوبارہ پیش کریں اور میں نے انہیں کہا ہے کہ آپ کی جو خواہش ہے اسے تسلیم کر لیا جائے کہ اسے circulate کر کے اس پرانی تحریک کے ساتھ اس کو بھی استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں نے ایک پہلے دی تھی اور پھر بعد میں بھی دی تھی میں نے دو دی ہیں۔ وہ جو دس تاریخ کو ایس پی سٹی کا واقعہ ہوتا ہے اس کے بعد گیارہ تاریخ کو اسمبلی

والا ہوا یہ دونوں علیحدہ علیحدہ تھیں۔

جناب سپیکر، بہرحال میرے پاس اس وقت رجسٹر میں دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ لیکن آپ نے جو اپنی گرفتاری کے متعلق تحریک دی تھی اس کو میں لینے کو تیار ہوں۔ دوسری جب میرے سامنے آئے گی اس وقت میں فیصلہ کروں گا۔

میاں امتیاز احمد، جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق تھی اور میں نے پرسوں جمع کروائی تھی۔

جناب سپیکر، ابھی میرے پاس آئی نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ منظور ہو گئی ہو یا منظور نہ ہوئی ہو۔ آپ سیکرٹریٹ سے پتا لے لیجیے۔ اگر یہ منظور ہو گئی ہے تو یہ کل تک circulate ہو جائے گی۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی کی ایک تحریک التوائے کار ہے جو pending رکھی گئی تھی۔ وہ تشریف نہیں لائے۔ وزیر قانون صاحب' جب وہ آجائیں تو اس دن اس کا جواب دے دیجیے گا۔ اس کو فی الحال pend کر لیجیے گا۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ کی طرف سے مجھے ایک مراسلہ موصول ہوا ہے جس میں آپ نے اس بات کا حوالہ دیا ہے کہ میں نے آپ سے استدعا کی تھی کہ مجھے عراق کے خلاف امریکہ کی جارحیت کے خلاف ایک قرار داد مذمت پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور میں نے آپ کی consent seek کرنا چاہی تھی کہ آپ مجھے یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیں گے۔ جناب والا! آپ نے مجھے اجازت عطا نہیں کی وہ آپ کا اختیار ہے اور میں سواء ادب سمجھتا ہوں کہ میں آپ کے اختیار پر کوئی اعتراض کروں۔ لیکن آپ نے قاعدہ نمبر ۹۵ کا حوالہ دیا ہے کہ یہ قرارداد مفاد عامہ کے خلاف ہے۔ جناب والا! عراق پر حملہ ہوا امریکہ نے جارحیت کی امریکہ اور دوسری طاقتیں عراق پر ناروا اقتصادی پابندیاں لگا رہی ہیں۔ میں آپ سے صرف یہ سوال کرنا چاہ رہا ہوں کہ امریکہ نے جو حملہ کیا ہے وہ کیا مفاد عامہ میں ہے۔

جناب سپیکر، جی۔ ظاہر ہے کہ نہیں ہے۔ یہ ایک دفتری کارروائی ہے۔ مجھے تو علم نہیں کہ انہوں نے کونسے رول کا حوالہ دے کر اس بارے میں کونسے لفظ استعمال کیے ہیں۔ اس لیے لفظی بحث پر نہیں جاتے۔ ویسے بھی آج آپ کی طبیعت ناساز ہے اگر آپ کو اجازت دے دیتے تو آپ تقریر تو کر نہیں سکتے آپ کیوں زحمت کر رہے ہیں۔ آگے چلتے ہیں۔ جناب ارشد عمران سلہری ' میاں فضل حق ' میاں

عبد الستار صاحب کی ایک التوائے کار کی ایک تحریک ہے جس کا نمبر ۱۰ ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! چودھری وصی ظفر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر، اب تو کارروائی ہو چکی ہے۔ وصی ظفر صاحب' آپ کی عدم موجودگی میں میں نے اس کو dispose of کر دیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، شکریہ جناب سپیکر! جناب میں نئی دے دوں گا۔

سید تابش الوری، جناب والا! وہ مسکرا رہے ہیں۔ کیا یہ ان کی consent سے یہ کارروائی ہوئی ہے کیونکہ وہ مسکرا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، مجھے نہیں پتا۔ آپ کو وہ کان میں بتائیں گے..... جی سلہری صاحب۔

ٹھوکر نیاز بیگ میں بموں کے دھماکے

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مظہرہ ذرائع پورٹ کے بعد ۱۸-۸-۹۶ کو صبح سویرے ٹھوکر نیاز بیگ پر واقع نیشنل لاجسٹک سیل پورٹ پر زور دار بموں کے دھماکے ہوئے جس سے دیکھتے ہی دیکھتے پوری عمارت آگ کی لپیٹ میں آ گئی۔ آگ کے شعلے اتنے بلند تھے کہ میلوں دور سے دکھائی دے رہے تھے۔ دھماکے اتنے زور دار تھے کہ عمارت کی کھڑکیاں' دروازے اور اینٹیں دور دور تک جا گریں۔ ان دھماکوں سے لوگ یہ سمجھے کہ قیامت آ گئی ہے اور وہ خوف سے گھروں کے باہر آ گئے۔ اس تخریب کاری سے اربوں روپے کا سامان جل کر راکھ بن گیا اور درجنوں افراد شدید زخمی ہو گئے۔ اتنے بڑے المیے پر پولیس نے اپنے روایتی تساہل کا مظاہرہ کیا اور صرف مجاہد سکواڈ کے پانچ چھ افراد کو موقع پر بھیجا اور ملزمان کو گرفتار کرنے سے سست روی کا دامن نہ چھوڑا۔ یہ واقعات قومی اخبارات میں شہ سرخیوں سے شائع ہوئے ہیں۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلے میں جہاں تک ممکن ہو سکا میں ایوان کو اعتماد میں لینے کی کوشش کروں گا۔

بروئے رپورٹ مقامی پولیس مورخہ ۱۸-۸-۹۶ کو قریباً تین بجے صبح این ایل سی ڈپو ملتان روڈ لاہور پر ایک زور دار دھماکہ ہوا جس کی آواز دور دور تک سنائی دی۔ پہلے دھماکے کے فوراً بعد ڈپو میں آگ لگ گئی جس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ دھماکے کے دس منٹ کے بعد یکے بعد دیگرے تین مزید دھماکے ہوئے جو پہلے سے کم تھے۔ دھماکہ اور آگ کی اطلاع پا کر ڈی ایس پی چوہنگ مع عملہ سرکاری گاڑی موقع پر پہنچا۔ آگ تیزی سے بھڑک رہی تھی اور آگ کے شعلوں نے متاثرہ گودام کو مکمل طور پر لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ حالات کے مطابق بذریعہ وائرلیس فوری طور پر فائر بریگیڈ اور افسران بالا کو اطلاع دی۔ تاہم مقامی پولیس نے دھماکہ کی وجہ سے عمارتوں کے شیشے لگنے سے جو معمولی زخمی ہوئے تھے انہیں فوری طور پر طبی امداد بہم پہنچائی۔ ملازمین کی مدد سے متاثرہ گودام کے پاس کھڑی گاڑیوں اور دیگر سامان کو پیچھے ہٹوایا گیا۔ تقریباً آدھ گھنٹے کے بعد فائر بریگیڈ کی گاڑیاں بھی موقع پر پہنچ گئیں۔ اور عملہ نے آگ پر قابو پانے کی کوشش شروع کر دی۔ چونکہ متاثرہ گودام اٹھارہ ہزار مربع فٹ پر محیط تھا اسلیے فائر بریگیڈ فوری طور پر آگ بجھانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ حسب اطلاع ایس پی صاحب صدر، اے ڈی سی (جی) کینٹ موقع پر پہنچ گئے اور انہوں نے آگ بجھانے کی کارروائی کی نگرانی شروع کر دی۔ قریباً تین - چار گھنٹے کی کوشش کے بعد ساڑھے چھ بجے صبح آگ پر قابو پا لیا گیا۔ چونکہ دھماکے اور آگ لگنے سے گودام کی چھت گر چکی تھی جس کے نتیجے میں آگ تقریباً اٹھارہ گھنٹے سلگتی رہی عام اطلاع کے مطابق ڈپو میں مختلف اشیاء اور دو گاڑیاں وغیرہ سٹور ہوئی ہوئی تھیں جن میں مختلف قسم کے کیمیکل بانے کے ڈرم جیری کین۔ گیس سلنڈر۔ ائر کنڈیشنرز اور ریفریجریٹر وغیرہ جن میں گیس بھری ہوتی ہے شامل ہیں۔ اس سٹور کا کنٹرول محکمہ پاک فوج اور ادارہ نیشنل لاجسٹک سیل کے پاس ہے جہاں پر فوجی افسران کی کمان میں کچھ حاضر سروس اور ریٹائرڈ فوجی سیکیورٹی مقاصد کے لیے تعینات ہیں۔ تاہم جملہ سٹور محکمہ کسٹم کے ملازمین کے ذمہ ہے جو روزانہ صبح دفتری اوقات کار میں سٹور کھول کر سامان رکھتے اور چھوڑتے ہیں۔ پانچ چھ بجے شام سٹور بند کر کے سیل کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد رات کو این ایل سی کے ملازمین اس گودام کی نگرانی کرتے ہیں۔ بروز وقوعہ قریباً چھ بجے شام دونوں محکموں کی نگرانی میں سٹور کو سیل کیا گیا۔ وقوعہ ہذا کی اطلاع پا کر

سینئر فوجی افسران بھی موقع پر پہنچ گئے۔ جنہوں نے متاثرہ علاقہ کو اپنے کنٹرول میں لے کر حادثہ کی تحقیقات شروع کر دیں۔ اس وقوعہ کے بارے میں رپٹ نمبر 26 مورخہ 18-3-96 کو تھانہ چوہنگ میں درج ہوئی۔ مورخہ 9-9-96 کو بم ڈسپوزل کے ماہرین کی جانب سے چھٹی تھانہ چوہنگ میں موصول ہوئی کہ پلاسٹک بم کا دھماکہ ہوا ہے۔ جس پر مقدمہ 121/96 مورخہ 9-9-96 بجرم 3/4 ایکسپلوسیو ایکٹ 436/427 ت پ تھانہ چوہنگ درج رجسٹر ہو کر تفتیش زیر نگرانی بذریعہ مقامی پولیس عمل میں لائی جا رہی ہے۔ تاہم چونکہ یہ وقوعہ حساس ادارہ کے زیر کنٹرول علاقہ میں ہوا ہے لہذا حساس ادارہ کے افسران بھی اس سلسلہ میں تحقیقات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، سلہری صاحب! ایک تو مسئلہ یہ ہے کہ اب واقعے کو بھی کافی دن گزر گئے ہیں اور لاء منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ اس سلسلہ میں کیا کیا کارروائی ہو رہی ہے۔ اس پر میرا خیال ہے کہ کارروائی روک کر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ مزید وضاحت چاہتے ہیں تو لاءمنسٹر صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس میں بات یہ ہے کہ اربوں روپے کا قومی نقصان ہوا ہے۔ تاجر حضرات جنہوں نے مال منگوایا تھا، جیسے کہ جناب سپیکر! آپ فرما رہے ہیں کہ بحث کی ضرورت نہیں ہے، زخم جو ہوتا ہے اس کے نشانات تو جلد کے اوپر رہتے ہیں۔ مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہو گیا۔ لیکن اس کا درد آج بھی ہر پاکستانی شہری کے دل میں ہے۔ جناب والا! یہاں اربوں کا نقصان ہو جاتا ہے۔ دو دن یا دس دن گزر جائیں ہماری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ڈرائی پورٹ پر ہوا۔ یہاں پر یہ دوسری مرتبہ دھماکہ ہوا ہے۔ جناب لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ وہاں پر پولیس پہنچی اور انھوں نے اس کی رپٹ بھی درج کی ہے۔ پولیس کو تو وہاں پر داخل ہی نہیں ہونے دیا گیا۔ لاء منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ پولیس نے وہاں سے کیا تفصیلات لی ہیں اگر انھوں نے پرچہ درج کیا ہے۔ کتنا نقصان ہوا ہے۔ جناب والا! یہاں اس واقعہ کے بعد حکومت کی طرف سے یہ بیانات آئے کہ یہ دھماکہ را کے ایجنٹوں نے کروایا۔ اس سے پیشتر جناب چیف منسٹر صاحب کا، محترمہ وزیر اعظم صاحبہ کا بیان آیا کہ خاص طور پر صوبہ پنجاب میں ہم نے را کے ایجنٹوں کو پکڑ لیا ہے۔ یہ اس کے فوراً بعد دھماکہ ہوا ہے یا ان کی یہ سٹیٹمنٹ غلط ہے یا پھر یہ سٹیٹمنٹ غلط ہے یہاں دھماکہ نہیں ہوا بلکہ وہاں کی موجود انتظامیہ نے کہ جو اس میں غوردبرد کرتی ہے۔ اس نے یہ واقعہ کروایا ہے۔ جناب سپیکر! اس

سلسلے میں لا منسٹر صاحب وضاحت فرمائیں۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! جیسے سہری صاحب نے تفصیل سے بتایا ہے بات یہ ہے کہ جس وقت بھی کہیں گورنمنٹ ایجنسیاں involve ہو جاتی ہیں اور کہا یہ جاتا ہے کہ حساس ادارہ تفتیش کر رہا ہے۔ اب جب اس کی details جاننا چاہیں گے تو کہتے ہیں کہ اس کی تفصیلات نہیں بتا سکتے کیونکہ حساس ایجنسیاں اس کو ہینڈل کر رہی ہیں۔ اس طریقے سے آپ اس قسم کی صورت حال میں حالات سے واقفیت حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ تو ایک مسلمہ حقیقت ہو گئی جیسا کہ منسٹر صاحب نے بتایا ہے۔ اربوں روپیہ کا نقصان ہوا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے پہلے جو ڈرائی پورٹ پہ دھماکہ ہوا تھا وہاں بھی کسٹم والوں کی نااہلی اور جو کچھ وہاں ہوتا رہا ہے' evasion of duty ہے۔ یہاں بھی یہی حالات ہیں۔ جو را ایجنٹ کو ثابت کرنے کے لیے یہ دھماکہ ہوا ہے۔ جس وقت یہ دھماکہ ہوا ہے اس کے 40 منٹ کے اندر It was taken over by the Army. This is a fact. یہ حساس اداروں کی بات کرتے ہیں۔ سیدھی بات کریں کہ آرمی نے ٹیک اوور کیا no body was allowed to enter that area for two days. اور پولیس والے تو بے چارے وہاں عام حالات میں نہیں جاتے۔ جب یہ ٹیک اوور ہو گیا تو انھوں نے لکھا ہے کہ پرچہ ہم نے درج کر لیا ہے۔ ابھی تک یہ پتا نہیں چلا کہ وہاں کس قسم کا سامان تھا جو جل گیا۔ واقعات کیا تھے کہ جن میں آرمی کو آنا پڑا اور یہ ساری چیزیں ہوئیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں گورنمنٹ کی طرف سے یا کسی دوسرے صاحب کی طرف سے صرف بیان دے دینا کہ تحقیقات ہو رہی ہیں اور یہ آیا اور یہ گیا اور معاملہ ختم ہو گیا۔ It is not the end of the fact. کم از کم کچھ تو ایسی چیزیں حکومت کی طرف سے ایوان میں آنی چاہییں۔ جن سے پتا چلے کہ حکومت نے بھی کوئی pains لی ہیں۔ حکومت نے بھی کوئی کام کرنا چاہا ہے۔ اس کی تفصیلات میں گئے ہیں یہاں پولیس کی طرف سے بیان آ جاتا ہے۔ ابھی منسٹر صاحب نے اپنے بیان میں کہا I would like to satisfy ہمیں کیا satisfy کر رہے ہیں۔ آپ facts بیان کریں کہ گورنمنٹ کی کن ایجنسیوں نے اس پر کام کیا اور کیا کام کیا۔ That is what we want. We do nothead any satisfaction.

سید تابش الوری، یہ ایک المناک واقعہ ہے۔ اسکے نتیجہ میں کئی فرمیں دیوالیہ ہو گئی ہیں۔ متعدد افراد کنگال ہو گئے ہیں۔ ان کا سب کچھ مال و متاع جل کر خاکستر ہو گیا ہے۔ واقعات جناب فاضل منسٹر

نے بیان فرمائے ہیں لیکن یہ ہاؤس جاننا یہ چاہتا ہے کہ حکومت کی طرف سے کونسی تحقیقات ہوئی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ ابتدآ یا حتمی طور پر اس کی وجوہات کیا تھیں۔ حکومت نے ایسی کیا احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں کہ آئندہ اس قسم کے المناک واقعات رونما نہ ہوسکیں۔ حکومت نے ان لوگوں کی compensation کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں جو مالی اور معاشی طور پر تباہ و برباد ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور وہ کیا احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں جن کے نتیجہ میں آئندہ ایسے واقعات نا صرف رونما نہ ہو سکیں بلکہ ان کو روکا جائے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ حکومت نے اس سلسلہ میں کیا اقدامات کیے ہیں۔ واقعہ کی تفصیلات تو ہم نے اخبارات میں پڑھ لی ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ حکومت نے اس سلسلہ میں کیا اقدامات کیے ہیں اور آئندہ کیا احتیاطی تدابیر ان کے ذہن میں ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! کچھ عرصہ پہلے مظفر ڈرائی پورٹ پر ایک واقعہ پیش آیا تھا۔ میں نے اس ایوان میں یہ بات بتلائی تھی کہ جو ملازمین ہیں وہ پہلے تو وہاں سے سامان چوری کرتے رہتے ہیں جب کافی سارا سامان چوری ہو جاتا ہے اور پھر اس کے بعد ایک منصوبے کے تحت آگ لگا دیتے ہیں۔ یہ بات میں نے پچھلی مرتبہ بھی بتائی تھی اور آج تک تاجر برادری کا جتنا بھی نقصان ہوا کسی کو ایک پائی تک معاوضہ نہیں ملا۔ اب چند دن پیشتر اسی طرح کا کسٹم کا ایک گروہ پکڑا گیا۔ جنھوں نے کروڑوں روپے کا مال گودام سے نکال لیا ہوا تھا اب ان کی پوری تیاری تھی اس گودام کو آگ لگانے کی لیکن بروقت مخبری ہو جانے سے وہ پورا کا پورا گروہ پکڑا گیا ہے اور جو کروڑوں روپے کا مال جلانا چاہتے تھے یا یہ بہانہ ہو جاتا تھا کہ آگ لگ گئی ہے اور مال جل گیا۔ وہ سارا مال برآمد کر لیا گیا اور عملے کو پکڑ لیا گیا۔ اور حقیقت میں یہ واقعہ بھی اسی طرح کا ہے کہ پہلے ایک منصوبے کے تحت وہاں سے سامان چوری کیا جاتا ہے اور جب کافی سارا سامان چوری ہو جاتا ہے اور پھر اس کو آگ لگا دی جاتی ہے۔ اسی طرح یہ دوسرا واقعہ ہے۔ پچھلی مرتبہ جب اس ایوان میں یہ بات کی گئی تھی تو یہاں سے یہ جواب ملا تھا کہ وہ ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ میں نے اس وقت یہ بات کہی تھی کہ وہاں مقامی پولیس بھی ہے اور بھی ادارے ہیں اور اب جب کہ ابھی لاء منسٹر صاحب نے یہ بات کہی کہ اس کی تفتیش مقامی پولیس کر رہی ہے۔ لیکن میں یہ ان کے علم میں بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو آگ لگائی جا رہی ہے یا بم دھماکہ کیا گیا ہے یہ ایک منصوبے کے تحت کیا گیا ہے اور تاجر برادری جیسا کہ ابھی الوری صاحب نے بات بتائی ہے کہ کروڑوں اربوں روپوں کا جو نقصان ہو چکا ہے کسی کو ایک پائی تک نہیں ملی۔ یہ

بڑے ظلم کی بات ہو رہی ہے۔ اس پر میں سمجھتا ہوں کہ ایوان میں بات ضرور ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، یقیناً یہ ایک بہت اہم واقعہ تھا۔ میرے اپنے خیال کے مطابق آپ حضرات نے جو دلائل دیے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی باتیں اس کے بارے میں کی جا سکتی ہیں۔ میں نے موقع دیا کہ ایک سے زیادہ دوست اس پر بات کرلیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی اور خاص بات کرنے کے لیے ہے جو کہ آپ ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں، کوئی صاحب اس پر مزید بات کرنا چاہتے ہیں تو اس موقعے پر کرلیں لیکن میرے خیال میں اب اس پر مزید کچھ کہنے کے لیے دو گھنٹے کا وقفہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ سلہری صاحب! آپ کچھ مزید کہنا چاہتے ہیں تو کہہ لیجیے۔ اگر اس پر ڈیڑھ دو گھنٹے کی بحث رکھی جائے تو کیا آپ کے پاس اتنا مواد ہے کہ آپ لوگ اس کے علاوہ کچھ کہہ سکیں۔ خواہ مخواہ وقت ضائع نہ کیجیے کیونکہ یہ آپ ہی کا وقت ہے جتنا آپ چاہیں خرچ کر سکتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! کچھ حقائق ایسے ہیں کہ اگر آپ موقع دیں، اس تحریک کو باضابطہ قرار دیں تو ہم انشاء اللہ اس پر بولیں گے، maternal لے کر آئیں گے۔

جناب سپیکر: اس بات کا فیصلہ میں وزیر قانون کو سن کر کروں گا۔ جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون: جناب والا! جیسا کہ معزز اراکین نے بھی نشان دہی کی ہے کہ چاہے واقعہ کوئی بھی ہو technically جو تھانہ ہو وہیں پر مقدمہ درج کیا جاتا ہے لیکن میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس کی نگرانی فوج اور National Logistic Cell والے کر رہے ہیں۔ مقامی پولیس صرف ان کی assistance کے لیے ہے اور اس سلسلے میں اگر کسی عدالت میں کیس جائے گا تو پھر بھی مقامی پولیس نے اس میں assist کرنا ہوتا ہے۔ تفتیش میں بھی formally مقامی پولیس ملوث ہوتی ہے۔ یہ احساس ادارے ہیں، National Logistic Cell اور آرمی کا مسئلہ ہے۔ وہ اس کی تفتیش کر رہے ہیں۔ کئی باتیں شاید ایسی ہیں جو کہ قبل از وقت سامنے نہیں لائی جا سکتیں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی آپ کے علم میں ہے کہ ہم اس اجلاس میں ایک دن امن و امان پر بحث کے لیے رکھ رہے ہیں اور وہ اسی لیے رکھ رہے کہ یہ ساری باتیں ادھر discuss ہو سکیں۔ چونکہ ابھی تک یہ بات ایجنڈے میں نہیں آئی اسی لیے میں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا حالانکہ یہ تحریک التوائے کار discussion کے لیے نہیں آنی چاہیے تھی کیونکہ ہم ایک دن امن و امان کے لیے ضرور رکھ رہے ہیں۔ لہذا میں یہ عرض کروں گا کہ جب ہم ایک دن امن و امان پر بحث کے لیے رکھ رہے ہیں تو پھر اس کے لیے خاص

طور پر دو گھنٹے کی بحث رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی ہاں میرے خیال میں تو اس پر کافی تفصیل سے بات ہو گئی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر اس کو بحث کے لیے رکھا جائے تو آپ کے پاس مواد ہے۔ جناب سپیکر! مواد تو بہت سارا ہے، کئی گھنٹے تک اس پر بحث ہو سکتی ہے۔ تاجر برادری کے ساتھ جو ظلم و ستم ہو رہے ہیں---

جناب سپیکر: Logistic Cell کی آگ سے تاجر برادری کے ساتھ ظلم و ستم کا کیا تعلق بنتا ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ آگ اتفاقیہ نہیں لگتی بلکہ یہ ایک منصوبے کے تحت آگ لگائی جاتی ہے۔ پہلے سامان چوری ہوتا رہتا ہے اور جب کافی حد تک وہ اس کو چوری کر لیتے ہیں تو پھر اس کے بعد ایک منصوبے کے تحت اس کو آگ لگاتے ہیں۔ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ چند دن پہلے اسی طرح کا ایک کسٹم گروپ پکڑا گیا ہے جو کہ کروڑوں روپے کا مال نکال چکے تھے، گودام خالی کر چکے تھے اب آگ لگانے والی بات باقی تھی کہ وہ پکڑے گئے تو وزیر قانون صاحب ذرا اس بات کو بھی سامنے رکھیں اور جو ٹیم بھی تفتیش کر رہی ہے وہ اس گروہ کو بھی سامنے رکھیں کہ کہیں یہی حالات وہاں پر بھی پیش نہ آئے ہوں۔ میں یہی بات آپ کے علم میں لانا چاہتا تھا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ادھر معزز اراکین کے جو بھی احساسات ہیں، توقعات ہیں انہیں ہم تفتیشی ٹیموں تک پہنچا دیں گے تاکہ وہ اس نہج پر بھی تفتیش کر سکیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون کی اس وضاحت کے بعد میں اسے in order قرار نہیں دیتا اور اسے dispose of کرتے ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 2 تھی اس کا کیا بنا؟

جناب سپیکر: موبل صاحب اس کو dispose of کر گئے ہیں۔ ویسے بھی دو نمبر کی تحریک کیا پیش کرنی ہے۔ اگر آپ کو اس پر اصرار ہے تو دوبارہ دے دیجیے گا اور ہم اسے اسی اجلاس میں لے لیں گے۔

بادشاہ میر خان آفریدی : جی بہتر ہے۔

جناب سپیکر : میاں محمد ثاقب خورشید' جناب غلام حیدر خان کھچی' جناب حاجی عرفان احمد خان ڈاہا صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 11 ہے۔ ڈاہا صاحب آپ پڑھیں گے؟

میاں عمران مسعود : جناب سپیکر. پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی بسم اللہ۔

میاں عمران مسعود : جناب سپیکر! چونکہ تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہو چکا ہے میں اسی حوالے سے ایک سوال آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کی جتنی بھی تحاریک التوائے کار ہوتی ہیں ان پر ایک یہ شق لگا دی جاتی ہے کہ جناب یہ recent occurrence نہیں بنتا اس لیے اسے چیمبر میں ہی kill کر دیا جاتا ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے recent occurrence کا جو معیار رکھا ہوا ہے وہ کیا ہے؟ آیا وہ یہ ہے کہ ایک اجلاس ختم ہو جانے کے بعد اگلا اجلاس call کرنے کے درمیان کا جو period ہے آپ اسے recent occurrence لیتے ہیں یا کوئی اور معیار ہے۔ ہم اس بارے میں سخت confusion کا شکار ہیں کیونکہ ہماری بے شمار تحاریک التوائے کار اسی طریقے سے kill کر دی جاتی ہیں کہ جناب یہ recent occurrence نہیں ہے۔ میں اس بارے میں آپ کی clear cut وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ نے recent occurrence کا کیا معیار رکھا ہوا ہے؟ اگر آپ اس پر اپنی رولنگ فرما دیں تو مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر : دیکھیے recent occurrence کا مطلب ظاہر ہے کہ واقعہ بہت دیر پہلے نہ ہوا ہو۔ کیونکہ مقصود یہ ہے کہ ایک واقعہ ایسا ہوا ہے جس پر ایوان کی توجہ چاہیے اور ایوان کو تمام دوسرا کام چھوڑ کر صرف اس بات پر بحث کرنے کے لیے ایک وقفہ دیا جائے۔ اب اگر وہ واقعہ پرانا ہے' اس پر کارروائیاں ہو چکی ہیں' اس پر کافی فیصلے ہو چکے ہیں اور ہم ضروری کام' قانون سازی کا کام یا ایجنڈے پر آئی ہوئی دوسری چیزوں میں سے وقت کاٹ کر اس پر صرف کریں گے تو ظاہر ہے کہ وہ وقت کا ایک زیاں ہو گا اس صورت میں یہ ایک سپیکر اور ہاؤس کی discretion ہے۔ میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ اگر واقعہ خواہ بہت فوری نوعیت کا' ابھی چند دن پہلے نہ بھی ہوا ہو لیکن اہمیت کا حامل ہو اور لوگوں کی توجہ اس جانب مبذول کروانی درکار ہو تو میں اسے circulate کرتا ہوں پھر ہاؤس کی consent لیتے ہیں' وہ پڑھا جاتا ہے' نوٹس میں آ جاتا ہے' اس پر بات ہو جاتی ہے' حکومت کے کان کھڑے

ہو جاتے ہیں ۔ اگر میں محسوس کرتا ہوں کہ اس میں اتنی جان ہے اور اس پر دو گھنٹے بات کرنے کا مواد ہے تو اس کو قبول کر لیتے ہیں ورنہ اس کی طرف نشان دہی ہو جانے سے ' حکومت کی توجہ ہو جانے سے ' اس پر گفتگو ہو جانے سے وہی مقصد حاصل ہو جاتا ہے جس مقصد کی خاطر آپ التوائے کار کی تحریک دیتے ہیں۔ میرے پاس تو سیکرٹریٹ کی طرف سے تقریباً ہر تحریک پر یہ لکھا ہوا آ جاتا ہے کہ it is not of recent occurrence یہ کسی ایک موضوع پر specifice نہیں۔ اگر میں سیکرٹریٹ کے حوالے سے چلوں تو شاید ایک تحریک استحقاق اور ایک تحریک التوائے کار یہاں circulate بھی نہ ہو لیکن میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ اسمبلی کے ذریعے سے حکومت کے کچھ کان ہونے چاہیے ' اس کو توجہ ملنی چاہیے کہ یہ مسئلہ لوگوں کی پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے لہذا اس پر حکومت کو توجہ دینی چاہیے اور آپ یقین جانیں بے شک بعض اوقات تو احساس ہوتا ہے کہ ہم ایسے بیٹھے رہتے ہیں ' گفتگو ہوتی ہے لیکن کسی کے کان پر جوں نہیں رینگتی ۔ ایسا نہیں ہے ۔ جب کوئی سوال آتا ہے ' جب کوئی motion آتی ہے تو حکومت کے اندر باقاعدہ اس کا نوٹس لیا جاتا ہے ۔ محکمے کے اندر پریشانی پیدا ہوتی ہے اور اسی لیے آپ نے دیکھا کہ اگر حکومت کا کوئی آدمی کبھی خود کوئی تحریک دے دیتا ہے تو حکومت کتنے پاپڑ بیلتی ہے کہ وہ تحریک واپس لے لی جائے۔ ہر تحریک حکومت کے لیے ایک embarrassment کا باعث بنتی ہے اور وہ اس پر توجہ بھی دیتی ہے ۔ تو جتنی توجہ درکار ہوتی ہے جب میں محسوس کرتا ہوں کہ اب اتنی توجہ اس issue کو مل گئی ہے تو پھر اس کے بعد اس کے لیے ضروری نہیں کہ اسے in order قرار دے کر مزید اس پر دو گھنٹے اور بحث کروائی جائے۔ تو میں recent occurrence میں کافی liberal ہوں اگر وہ issue توجہ کے قابل ہے تو میں اس کو circulate کرواتا ہوں۔ آپ ہمارے ساتھ امید رکھیں۔

وزیر قانون ، جناب والا ! میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ کسی پر ٹیکنیکل objection نہ کیا جائے ۔ کوئی بہت ہی ایسا واقع ہو جائے جس کا کوئی سر پیر نہ ہو تو وہ اور بات ہے اور میں نے کبھی بھی technically reject کرانے کی کوشش نہیں کی ۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ میرے علاوہ یہ ہاؤس بھی آپ کے اس رویے پر آپ کا شکر گزار ہے ۔

وزیر قانون، اور نہ ہی کبھی recent occurrence کا حوالہ دیا ہے کیونکہ میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ یہ

لوگوں کی مشکلات ہیں اور اگر وہ ادھر ایوان میں آ جاتی ہیں اور ان کو کوئی حل مل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر ، بجا ہے ۔ بڑی مہربانی ۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی منشاء اللہ بٹ صاحب فرمائیے ۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ ، شکریہ جناب سپیکر ! میں نے سیالکوٹ کے بارے میں ایک تحریک التوائے کار دی ہوئی تھی اور وہ کافی پہلے کی تھی کہ سیالکوٹ مسائل کوٹ بن چکا ہے اور اس کی سڑکوں، گلیوں اور سیوریج کی یہ صورت حال ہے ۔تو محترم میاں صاحب نے فرمایا کہ جب سیلاب پر بحث کریں گے تو اس وقت کر لیں ۔ جناب والا ! میرا آج بھی یہ مؤقف ہے کہ سیلاب کی تباہ کاریاں اپنی جگہ پر لیکن ان کے یہ کہنے سے ان لوگوں کو جو سیالکوٹ کی تباہ کاریوں کے ذمہ دار ہیں انھیں shelter مل گئی ہے۔

جناب سپیکر ، منشاء اللہ بٹ صاحب! آپ بڑی خوب صورت تقریر کیا کرتے ہیں ۔ جس دن سیلاب پر بحث ہو گی میں خود قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ آپ کا نام اس فہرست میں رکھیں اور آپ سیالکوٹ کی تکالیف کے متعلق بات کر لیں ۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، بالکل ٹھیک ہے، میں حاضر ہوں ۔ لیکن ان سے میرا گلا تھا جو میں نے آپ کے سامنے کر دیا ہے ۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو مسائل یہاں آتے ہیں ان کا حل بھی ہمارے پاس موجود ہونا چاہیے ۔منشاء صاحب نے کل ہی سیالکوٹ کے بارے میں تحریک التوائے کار دی پہلے بھی ان کی تحریک آئی اور میں نے ان کے ساتھ مل کر اس تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کی اور اب بھی اگر تحریک التوائے کار نہ بھی ہو تو پھر بھی میں اس کے لیے تیار ہوں لیکن بات یہ ہے کہ ہم نے بارشوں اور سیلاب کے لیے الگ الگ دو دن رکھے ہوئے ہیں ۔ تو اس دن جب یہ بات ہو گی تو اس کا صحیح جواب بھی اسی دن ان کو مل جائے گا تا کہ اس کا کوئی حل بھی نکل آئے ۔

جناب سپیکر، بالکل ٹھیک ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہو گا ۔اب میاں محمد ثاقب خورشید صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! میں وزیر قانون سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج کتنے وزراء کے محکمے بچ سکے ہیں کیونکہ یہاں پر شاید وزراء باری باری آ رہے ہیں' جن کے محکمے بچ گئے ہیں' وہ آ رہے ہیں باقیوں کا کیا بنا ہے؟ کیونکہ آج وزراء کی حاضری بہت کم ہے یا ابھی اسی کوشش میں ہیں کہ ان کے محکمے بچ جائیں۔

جناب سپیکر ، دیکھیں محترمہ وزیر اعظم صاحبہ لاہور میں تشریف لائی ہوئی ہیں ۔ وزراء صاحبان ' گورنر صاحب ' وزیر اعلیٰ صاحب ' سینئر وزیر صاحب اور دیگر بہت سارے منسٹر صاحبان ادھر ہیں ۔ میں تو حیران ہوں اور ہمیں ان دوستوں کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ جو پھر بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔یہ تو بہت غنیمت کی بات ہے ۔

وزیر منصوبہ بندی، جناب والا ! میں بھی آ گیا ہوں ۔

جناب سپیکر ، لیجے ہمارے ایک اور سینئر منسٹر تشریف لے آئے ہیں ۔

للہ مہر لال بھیل ، جناب والا ! میں نکتہ وضاحت پہ بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، جی للہ صاحب! فرمائیں ۔

للہ مہر لال بھیل، جناب سپیکر! میں نے آج "پاکستان" اخبار میں ایک خبر پڑھی ہے کہ پنجاب میں ہندوؤں کی آبادی آٹھ ہزار ہے ۔حالانکہ پنجاب میں ہمارے درج شدہ ووٹر 58500 ہیں۔ ہماری آبادی پون لاکھ ہے لیکن پریس والوں نے ہماری آبادی آٹھ ہزار شائع کی ہے جو کہ بالکل سراسر غلط ہے' اس کی صحیح اشاعت کی جائے ۔

جناب سپیکر ، للہ صاحب! آپ کی مہربانی آپ نے وضاحت فرمائی ذرا میری اور پریس کی سہولت کے لیے ایک مرتبہ صحیح figures بتا دیجیے۔ آپ کے خیال کے مطابق پنجاب میں ہندو آبادی پون لاکھ ہے ؟

للہ مہر لال بھیل ، پونے دو لاکھ آبادی ہے ۔

جناب سپیکر ، پونے دو لاکھ؟

للہ مہر لال بھیل ، جی ہاں۔ پونے دو لاکھ آبادی ہے ۔ اور رجسٹرڈ شدہ ووٹرز 58509 ہیں لیکن پریس میں صرف آٹھ ہزار کی آبادی بتائی گئی ہے ۔

جناب سپیکر ، بہت اچھی بات ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ پریس والے دوستوں نے یہ figures

note کی ہوں گی اور آئندہ جب بھی آبادی کا ذکر آئے تو صحیح figures دینی چاہییں اور جس اخبار میں یہ بات چھپی ہے آپ نے "پاکستان" اخبار کا ذکر کیا ہے میں ان کے ایڈیٹر صاحب سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ آپ کی وضاحت کو اپنے اخبار کی زینت بنائیں۔

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی مولانا سعید احمد شرقپوری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! اللہ کرے آپ تحمل سے میری بات سنیں۔ وزیر اعظم صاحبہ لاہور میں آئی ہیں اور اجلاس بھی ہو رہا ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ وزیر اعظم صاحبہ نے خود سب سے ایک غیر قانونی کام کروایا ہے یہاں پر اتنا پیسہ خرچ ہوتا ہے یہاں پر قوم کے بارے میں سوچا جاتا ہے' پنجاب کے بارے میں سوچا جاتا ہے' لیکن اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جب وزیر اعظم صاحبہ آئیں تو فلاح و بہبود کے سلسلے میں سوچنا بند کر دینا چاہیے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ وزیر اعظم صاحبہ کی بھی غلطی ہے اور جو حضرات یہاں پر موجود نہیں ہیں ان کی بھی غلطی ہے۔ یہ تو آپ کی justification کا جواب ہے لیکن میں نے ایک اور بات بھی کرنی ہے۔

جناب سپیکر، کچھ چھڈنا نہ تسیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! پرسوں اجلاس ہو رہا تھا' ایجنڈے میں قراردادیں تھیں' بل تھے۔ جناب والا! پلیز آپ میری بات ٹھنڈے ہو کر سوچیں بڑی مہربانی۔ رانا اکرام ربانی صاحب ـــــ جناب والا! اس دن پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا اس میں اپوزیشن کی طرف سے غالباً بل تھے قراردادیں تھیں لیکن آپ نے کرپشن پر بڑی تفصیلی گفتگو کرنے کی اجازت اس لیے دے دی تاکہ ایجنڈے پر بات نہ ہو سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایجنڈے کے علاوہ طویل گفتگو کرنے کی اجازت دینا یہ آپ کی طرف سے کرپشن تھی (قہقہے) جناب سپیکر! آپ بڑے محترم ہیں آپ آج پلیز تھوڑا سا برداشت کر لیں میرے اور آپ کے تعلقات بھی ہیں۔

چودھری غلام حسین، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، صاحبزادہ صاحب بھی پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، اوئے خدا دا ناں ہے دو منٹ کھلو جاؤ' ویکھو نا تہاڈے سلاڈے

بڑے تعلقات ہیں۔ جناب سپیکر! اسمبلی کو تقریباً تین سال ہو گئے ہیں۔ محترم جناب سپیکر حنیف رامے صاحب! میرے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ جو بات آپ کے مزاج کے مطابق ہوتی تھی آپ ٹائم بھی بڑھا دیتے تھے لیکن جو بات آپ کے مزاج کے مطابق نہیں ہوتی تھی' تو آپ فرما دیا کرتے تھے کہ ٹائم ختم ہو گیا ہے لہذا بات نہیں کر سکتے۔ تو آپ نے یہ جو سلسلہ adopt کیا ہوا تھا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی غلط چیز تھی۔ پرسوں کا واقعہ ہے کہ بڑی جدوجہد کے بعد اللہ کے فضل سے میری ایک قرار داد ایجنڈے پر آ گئی۔ مجھ سے پہلے ایک بل تھا یا دو بل تھے مجھے صحیح یاد نہیں ہے تو میں نے یہ سوچا کہ میری باری کافی دیر بعد آئے گی۔ چونکہ ہاؤس میں کبھی بھی لگتی ہیں لطیفے بازی بھی ہوتی ہے اور جب ٹائم ضائع ہوتا ہے تو بڑا کچھ ہو جاتا ہے تو میرا ذہن یہ تھا کہ میری باری کافی دیر بعد آئے گی لیکن ہوا یہ ہے کہ پرسوں میں تھوڑی دیر کے لیے ہاؤس سے out ہوا تو میری قرار داد پیش ہونے میں ابھی کافی ٹائم تھا لیکن موہل صاحب نے میری غیر موجودگی میں ان ایک یا دو سپیکر کا نام لیا' جنھوں نے تقریر کرنی تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ ایک تھا یا دو تھے اللہ بھوٹ نہ بلائے چونکہ میں اللہ سے ڈرتا بھی ہوں تو میرا مطلب یہ ہے کہ وہ موجود نہیں تھے تو موہل صاحب نے میرا نام پکارا کیونکہ میری دو قراردادیں تھیں میں صرف چند منٹ نکلا تھا۔ وہ لوگ بھی ہیں جو حاضری لگاتے ہیں اور چند منٹ بیٹھتے ہیں لیکن میں تو اکثر اجلاس attend کرتا ہوں اور زیادہ ٹائم دیتا ہوں لیکن اس دن چند منٹوں کے لیے باہر گیا۔ جب میں واپس ہاؤس کی طرف آ رہا تھا تو پتا چلا کہ تقریباً سوا گھنٹہ پہلے ہاؤس ختم ہو گیا ہے۔ میں نے موہل صاحب سے پوچھا کہ ہاؤس اتنی دیر پہلے کیوں ختم کر دیا گیا ہے وہ کہنے لگے کہ ایجنڈا ختم ہو گیا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر ایک دو سپیکر نہیں تھے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میں تو ریزولیشن پیش کرنے کے لیے ہاؤس کی طرف آ رہا تھا۔ اب میری گزارش یہ ہے کہ آپ اگر شفقت فرمائیں تو قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 202 کے تحت' جس کا آپ کو اختیار بھی ہے' اس رول کو معطل کر کے قرار داد فوری طور پر پیش کرنے کی اجازت دے دیں کیونکہ یہ اوقاف کے متعلق ہے اور اوقاف کی سٹینڈنگ کمیٹی کا الیکشن بھی دو سال بعد ہوا ہے جو کہ بڑا ظلم ہوا ہے اور اس کے بعد بھی ایک اجلاس نہیں ہوا۔ جناب والا! ہمارا یہ سبجیکٹ ہے۔ مساجد ہیں' مدارس ہیں' اس لیے مہربانی فرما کر اسے پیش کرنے کی اجازت دی جائے جس کے لیے آپ کو اختیار بھی ہے اور اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں کرے گا۔ اس لیے آپ کو جب قاعدے کے تحت اختیار ہے تو اختیار استعمال کر لینا چاہیے۔ پلیز آج آپ شفقت فرما دیں۔ قرارداد میرے پاس ہے اور صرف 2 منٹ کی بات ہے۔

جناب سپیکر ، جی مجھے پتا ہے قرارداد آپ کے پاس ہے میں نے کتنی توجہ سے آپ کی بات سنی ہے اب آپ تشریف رکھیں ۔ چونکہ یہ اجلاس کافی دنوں کے لیے چل رہا ہے ۔ یہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کی یہ قرار داد اگلے پرائیویٹ ممبر ڈے پر لے لی جائے ۔ لہذا اگلے پرائیویٹ ممبر ڈے پر آپ کی قرار داد لے لی جائے گی آپ تسلی رکھیں ۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، بہت بہت شکریہ ۔

جناب سپیکر ، اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے ۔

جناب عبدالرؤف مغل ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ انڈسٹریز کمیٹی کے چیئرمین کو پارلیمانی کمیٹی کا چیئرمین بنایا گیا ہے جس کی وجہ سے اس وقت انڈسٹریز کمیٹی کا کوئی چیئرمین نہیں ہے ۔ آپ اس بات کی رولنگ دیں کیونکہ اس کمیٹی کے fresh الیکشن ضروری ہو گئے ہیں اس لیے اس کے لیے تاریخ مقرر کی جائے ۔

صحت پر بحث

جناب سپیکر، آپ نے جو سوال اٹھایا ہے۔ میں اس پر غور کر کے جواب دوں گا مجھے اس کی تفصیلات کا علم نہیں۔ اب آج کے ایجنڈے کے مطابق صحت پر بحث کا آغاز ہوتا ہے اور اس سلسلے میں اپوزیشن کی طرف سے ایک فہرست مل چکی ہے اور میں وزیر قانون اور وزیر پارلیمانی امور کو بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کی طرف سے بھی کچھ حضرات نے بحث میں حصہ لینا ہے تو براہ کرم آپ بھی مجھے اپنی فہرست پیش کر دیجیے۔ بحث کا آغاز محترم تابش الوری صاحب کریں گے۔ میں انہیں دعوت خطاب دیتا ہوں ۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! دنیا کے تمام مہذب معاشروں میں انسانی صحت کو سب سے زیادہ اہمیت اور سب سے زیادہ ترجیح کے قابل سمجھا جاتا ہے کیونکہ سب جانتے ہیں کہ صحت مند جسم کے بغیر صحت مند ذہن اور صحت مند ذہن کے بغیر صحت مند فکر و عمل اور صحت مند فکر و عمل کے بغیر صحت مند قوم اور صحت مند قوم کے بغیر ایک صحت مند اور ترقی یافتہ ملک نشوونما نہیں پا سکتا۔ پاکستان میں بھی آئین اور قانون کی حد تک صحت کو ریاست کا ایک بنیادی فرض قرار دیا گیا ہے۔ مگر ہمیں افسوس

کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ نصف صدی گزر رہی ہے لیکن حکومت اپنی اس آئینی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں بری طرح ناکام نظر آتی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں صحت عامہ کا جو معیار ہے اس کا موازنہ تو پاکستان میں کسی صورت نہیں کیا جا سکتا لیکن ہم تو اس حوالے سے دنیا کے پسماندہ ممالک سے بھی ابھی تک پیچھے ہیں۔ بین الاقوامی معیار صحت کے مطابق آبادی کے تناسب سے ہمارے ہاں ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کی شرح افسوس ناک ہی نہیں بلکہ شرم ناک حد تک کم ہے۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ پنجاب میں اس وقت 4670 افراد پر صرف ایک ڈاکٹر ہے۔ دیہات کی اکثریت ابھی تک ہسپتالوں سے محروم ہے اور شہروں میں مریضوں کی اکثریت علاج کی سہولتوں کو ترستی ہے۔ پھر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ایک عام اجتماعی مشاہدے کے مطابق' ایک عام منظر نامے کے مطابق یا تو سرے سے ہسپتال ہی نہیں اور اگر ہسپتال ہیں تو مطلوبہ ڈاکٹر نہیں اور دوسرا سٹاف نہیں ہے۔ ڈاکٹر ہیں تو مطلوبہ ادویات اور سہولیات نہیں ہیں اور ادویات ہیں تو وہ کافی نہیں ہیں اور ناکافی ادویات بھی ہیں تو ان کے جعلی اور ناکارہ ہونے کی شکایات عام ہیں۔

جناب سپیکر! وقت کے ساتھ ساتھ سرکاری ہسپتالوں کا معیار اور ڈاکٹروں کا کردار بہتر ہونے کی بجائے متواتر ابتر ہو رہا ہے اور متواتر زوال پذیر ہے۔ چند مستثنیات کو چھوڑ کر جو ہر معاشرے میں ہوتی ہیں' ڈاکٹروں' نرسوں اور سٹاف کا عمومی رویہ غیر انسانی ہوتا جا رہا ہے۔ علاج کی سہولتیں روز بروز کم ہوتی جا رہی ہیں۔ صفائی ستھرائی کی حالت تشویش ناک ہو گئی ہے۔ ہسپتالوں میں داخلہ مشکل سے مشکل تر بنا دیا گیا ہے اور سپیشلسٹوں کی سفارش اور پرچی کے بغیر اور بھاری فیس کی ادائیگی کے بغیر ایک عام غریب آدمی ہسپتال میں داخل نہیں ہو سکتا ۔ مریض تڑپتے رہتے ہیں لیکن نہ بڑے ماہرین دستیاب ہوتے ہیں اور نہ bed میسر ہوتے ہیں ۔ ادویات اتنی مہنگی کر دی گئی ہیں کہ عام آدمی خریدنے کی استطاعت ہی نہیں رکھتا اور سسک سسک کر مریض اپنی غربت کے ہاتھوں ادویات کی مہنگائی کے سبب دم توڑ دیتا ہے ۔ ہسپتالوں میں سستی ادویات کے لیے پیپلز فارمیسی کی سکیم غالباً سابق وزیر صحت رانا اکرام ربانی کا ایک اچھا خیال اور idea تھا۔ لیکن اس کے ذریعے اب ایک پسندیدہ فرم کو قاعدے اور قانون سے بالا تر ہو کر اجارہ دار بنا دیا گیا ہے اس طرح سے رشوت اور بدعنوانی کی بدترین مثال سامنے آ گئی جس پر کیمسٹ اور ادویہ فروشوں نے ہڑتال اور مسلسل احتجاج کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس دوست نوازی اور اقربا پروری کا خاتمہ کر کے سستی ادویات کے لیے

یوٹیلٹی سٹورز کارپوریشن یا ایسے ہی نیم سرکاری ادارے کو یہ کام سپرد کیا جائے یا پھر کمپنیوں کو حکومت مجبور کرے کہ جس طرح اس پسندیدہ فرم کے لیے پندرہ سے بیس فیصد کا rebate دیا جا رہا ہے اسی طرح کا rebate ایک صاف و شفاف طریقہ کار کے مطابق کیمسٹوں کو مہیا کیا جائے۔ جناب سپیکر! کون نہیں جانتا کہ اسلامی معاشرے میں ٹیچر ' امام مسجد اور طبیب اور ڈاکٹر پیشے کو ایسے رفاہی پیشے کی حیثیت حاصل رہی ہے جو آمدنی اور منافع کے تصور سے ماورا تھا۔ یہ پیشہ منافع کمانے کے لیے اختیار نہیں کیا جاتا تھا' دولت کے انبار لگانے کے لیے اس پیشے کی آزمائش نہیں ہوتی تھی۔ ایک طویل عہد تک ان پیشوں سے وابستہ افراد ملت خدمت انجام دیتے رہے۔ اور اپنی بےنفسی ' اخلاص اور رفاہی کردار کے باعث معاشرے میں بے پناہ احترام اور اعتبار رکھتے تھے۔ لیکن جوں جوں اسلامی اقدار زوال پذیر ہوتی چلی گئیں' یہ پیشہ بھی تجارتی بنتا چلا گیا۔ یہ ضرور ہے کہ حکومتوں نے اس پیشے کو برقرار رکھنے کے لیے' اس کا رفاہی کردار جاری رکھنے کے لیے ڈاکٹروں ' آئمہ اور اساتذہ کے لیے وظائف اور جاگیریں مقرر کیں تاکہ وہ اپنے بال بچوں کا گزارہ ان ذرائع سے کرسکیں اور عوام کے لیے اپنی خدمات مفت انجام دے سکیں۔ جناب سپیکر! ہم نے یہ ملک اسی اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے قائم کیا تھا۔ لیکن ہم اس معاشرے کی تشکیل کی بجائے ایک تجارتی اور کاروباری اور ناجائز منافع کا معاشرہ تشکیل دے چکے ہیں اور معاشرے میں بے لوث اور مخلص ڈاکٹروں اور طبیبوں کا قحط سا رونما ہو گیا ہے۔ آج حالت یہ ہے کہ مسیحائی ناجائز کمائی کا روپ دھار رہی ہے اور انسانیت کی خدمت کو ناقابل شرم تجارت بنایا جا رہا ہے۔ جس پر بجا طور پر عوام کے ہر طبقے میں اضطراب و احتجاج کی لہر سی دوڑی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! پرائیویٹ ڈاکٹروں کو چھوڑیے کہ یہ ایک الگ باب ہے سرکاری ڈاکٹروں اور سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی پرائیویٹ پریکٹس نے کھلی لوٹ کی شکل اختیار کر لی ہے۔ یہ لوگ تنخواہیں سرکاری خزانے سے لیتے ہیں لیکن خدمت اپنے نجی ہسپتالوں میں انجام دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسی گائے بن گئے ہیں جو چرتی تو سرکاری ہسپتالوں میں ہے لیکن دودھ پرائیویٹ ہسپتالوں میں دیتی ہے۔ یہ تمام مراعات تو سرکار سے حاصل کرتے ہیں لیکن سرکاری ہسپتالوں میں وقت دینے کی بجائے اپنے گھروں پر کلینک کھول کر مریضوں کی لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ صوبے کے لیے صحت کی ایک انقلابی حکمت عملی تیار کی جائے تاکہ ہر شہری کو علاج کی سہولت یقینی بنائی جا سکے اور ایک اسلامی اور انسانی معاشرے میں صحت عامہ کو جو معیار ہے اسے قائم کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے جا سکیں۔ جناب

والا! میں نے اس حکمت عملی کی اساس کے طور پر' بنیاد کے طور پر کچھ تجاویز دانش وروں' ماہرین طب اور ڈاکٹروں کی مشاورت کے ساتھ مرتب کی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کے توسط سے وزراء کرام اس وقت کم از کم درخواستوں پر دستخط کرنے کی بجائے میری ان تجاویز پر توجہ دیں کیوں کہ یہ پورے پنجاب کی صحت کا مسئلہ ہے' یہ پورے پنجاب کے عوام کی طبی ضرورتوں کا مسئلہ ہے' یہ پنجاب کے صحت کے مستقبل کا مسئلہ ہے' اسے خالصتاً debate بنانے کی بجائے مثبت تجاویز کے ذریعے اس ادارے کو پالیسی ساز بنانا ہوگا اور وہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ جب ہم سنجیدگی کے ساتھ مثبت انداز میں اراکین اسمبلی کی تجاویز کو ماہرین کے مشوروں کو اپنی آئندہ حکمت عملی کا جزو بنائیں۔ جناب والا! اس لیے میں تجویز کرتا ہوں کہ سرکاری ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کو سیاسی دباؤ اور مداخلت سے آزاد کیا جائے۔ جناب والا! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ دونوں وزراء کو ارکان اسمبلی کے دباؤ سے آزاد کیا جائے۔

جناب سپیکر، میں چودھری بدرالدین صاحب اور جناب سرور خان صاحب سے خاص طور پر گزارش کرتا ہوں کہ تابش الوری صاحب جو تجاویز دے رہے ہیں انھیں نہ صرف سنا جائے بلکہ آپ ان پر نوٹس بھی لیں تاکہ اپنی جوابی تقریر میں ان کے بارے میں اپنے comments بھی دے سکیں۔

وزیر صحت (چودھری بدرالدین)، جناب والا! میں نے آپ کی ہدایت سے پہلے ہی اس پر عمل کیا ہے اور ہم دونوں نے آپس میں یہ فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ اتوار کو میں نے یہاں نہیں ہونا۔ فیصل آباد میں ہونا ہے۔ تو آج میں conclude کرلوں گا تو اتوار کو وقفہ سوالات میں غلام سرور خان صاحب جواب دے لیں گے۔ اس لیے آج ہم وہ نوٹس بھی اور جوابات بھی ساتھ ساتھ relevant کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آج آپ نے جواب دینا ہے۔

وزیر صحت، جی جی۔

جناب سپیکر، شرقپوری صاحب! بعض آجاؤ تسیں۔ جی ہاں' یہ ان کی کرپشن ہے۔ جی الوری صاحب! آپ جاری رکھیے۔

سید تابش الوری، جناب! آپ شرقپوری صاحب پر بار بار نہ چڑھیں ورنہ وہ پھر تکے کباب کا ذکر شروع کر دیتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ سرکاری ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کو سیاسی دباؤ اور سیاسی مداخلت سے آزاد رکھا جائے اور ضروری اور مراعات دے کر ان کا سخت احتساب کیا جائے۔ سپیشلسٹوں اور

پروفیسروں کی پرائیویٹ پریکٹس بند کی جائے' ساتھ ہی ان کی تنخواہوں اور سہولتوں میں معقول اضافہ کیا جائے تاکہ وہ پرائیویٹ پریکٹس کے بغیر ایک باعزت زندگی بسر کر سکیں۔

میڈیکل کالجوں میں تمام داخلے میرٹ پر کیے جائیں داخلے کے لیے ٹیسٹ اور انٹرویو بھی ضروری قرار دیا جائے اور اساتذہ کے لیے جدید طبی تحقیق اور تدریس کی خاطر ریفریشر کورسز کرائے جائیں تاکہ وہ بدلتی ہوئی جدید طبی تحقیقات کی روشنی میں جدید طریق تعلیم کے مطابق طبی تعلیم و تدریس کو بہتر سے بہتر بنا سکیں۔

میں تجویز کرتا ہوں کہ دیہات میں تعیناتی کے لیے ڈاکٹروں کو ترغیبات دی جائیں اور وہاں سرکاری ہسپتالوں کے ساتھ رہائشی اور دوسری شہری سہولتیں مہیا کی جائیں اور ایسا ماحول پیدا کیا جائے جس میں وہ شہر کے ساتھ دیہات کو بھی اپنی خدمت کے قابل سمجھ سکیں۔

میں تجویز کرتا ہوں کہ پروفیسروں اور سپیشلسٹوں کو ہر پانچ سال کے بعد تبدیل کیا جائے تاکہ صوبے بھر کے عوام یک بعد دیگرے ان کی خدمات سے استفادہ کر سکیں اور میرٹ پر داخلے کی بات اسی وقت قابل جواز ہو گی جب لاہور کے علاوہ پنڈی' ملتان' بہاولپور اور فیصل آباد کے میڈیکل کالجوں کو بھی وہ سینئر اساتذہ میسر آئیں جو لاہور کو میسر ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ میرٹ ہونا چاہیے لیکن میرٹ مواقع میں بھی تو ہونا چاہیے مواقع میں بھی تو ہر ایک کے لیے مساوات ہونی چاہیے۔ بہاول پور' فیصل آباد اور ملتان میں پڑھنے والا سٹوڈنٹ کنگ ایڈورڈ کالج کے لڑکے کے مقابلے میں کس طرح سے بہتر ہو سکتا ہے' جب پنجاب کے تمام بہترین ذہن' تمام بہترین سپیشلسٹ صرف لاہور میں ہیں اور باقی علاقے خالی ہیں۔ آپ میرٹ کی بات کر کے لاہور کے علاوہ دوسرے شہروں کے لوگوں سے میرٹ کے نام پر ناانصافی کر رہے ہیں چونکہ آپ انھیں مساوی مواقع نہیں دے رہے' جب آپ مساوی مواقع نہیں دے رہے۔ مساوی معیار تدریس نہیں دے رہے تو آپ انھیں مساوی بنیاد پر کس طرح سے دوسروں سے compete کرا سکتے ہیں اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ اسلامی اصول کے مطابق بھی اور آئین کے تقاضوں کے مطابق بھی تمام شہری قانون کی نظر میں یکساں ہیں اس لیے انھیں یکساں مواقع اور مراعات میسر آنی چاہییں۔

جناب والا! مریضوں کی دیکھ بھال اور صفائی ستھرائی ایک المیے کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہسپتالوں میں صفائی کا معیار اور دیکھ بھال کرنے والوں کا کردار اتنا زوال پذیر ہو گیا ہے کہ اب اس کے لیے

انقلابی قدم اٹھانے کی ضرورت اور اس بات کی ضرورت ہے کہ مریضوں کی دیکھ بھال اور صفائی ستھرائی کے لیے اعلیٰ معیار کے ہدف مقرر کیے جائیں اور متعلقہ سٹاف کی جدید تربیت کا اہتمام کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں تجویز کرتا ہوں کہ ڈاکٹروں کے لیے ملازمت کا ایک خود کار ڈھانچہ بنایا جائے تاکہ وہ سفارش اور رشوت کے بغیر تقرری اور ترقی کے مرحلوں سے بلاخوف گزر سکیں۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ بیرونی ممالک میں کام کرنے والے پاکستانی ڈاکٹروں کو پاکستان میں خدمت انجام دینے کے لیے ترغیب اور سہولت کا اعلان کیا جائے۔

صوبے میں ادویات کی لوکل پرچیز صوبائی سطح پر ادویات کی خریداری اور تقسیم اس وقت کروڑوں روپوں کی خورد برد، غبن اور بدعنوانی کی زد میں ادویات کی خرید و فروخت کے رسوا کن افسانے شہر در شہر پھیلے ہوئے ہیں۔ سرکاری میڈیکل سٹوروں سے لاکھوں روپے کی ادویات نجی میڈیکل سٹوروں پر بک رہی ہیں اور سرکاری میڈیکل سٹور کے انچارج کروڑپتی بن گئے ہیں جن کا کوئی احتساب کرنے والا نہیں، جنھیں کوئی تبدیل کرنے والا بھی نہیں، وہ برس ہا برس سے ایک ہی مقام پر، ایک ہی جگہ لاکھوں روپوں کی آمدنی کر رہے ہیں لیکن انھیں کوئی بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ جناب سپیکر! بدعنوانیوں کے اس بے لگام نظام کو آہنی ہاتھوں سے روکا جائے اور ایک ایسا صاف و شفاف نظام اور طریق کار ترتیب دیا جائے جس کے نتیجے میں خریداری اور تقسیم کے سلسلے میں بدعنوانیوں کا انسداد ہو سکے۔

جناب سپیکر! آپ کا بھی مشاہدہ ہو گا اور یہاں بیٹھنے والے ہر رکن نے بھی دیکھا ہو گا کہ ہمارے سرکاری ہسپتالوں کے شعبہ حادثات انتہائی غیر منظم اور غیر موثر ہیں، انھیں ترجیحی طور پر مثالی بنانے کی ضرورت ہے چونکہ ایک مریض نہایت پریشانی و بدحواسی کے عالم میں شعبہ حادثات میں پہنچتا ہے تو وہاں انتہائی جونیئر اور ہاؤس جاب کرنے والے ڈاکٹر ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں، دیر تک جن کی سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ اس نازک مریض کا اصل مرض کیا ہے؟ اس کی تشخیص کیا ہے؟ اور دیکھتے ہی دیکھتے کئی مریض محض بے خبری، لاعلمی کی وجہ سے دم توڑ دیتے ہیں۔ کاغذی طور پر ان شعبۂ حادثات میں سینئر ڈاکٹرز کی تعیناتی دکھائی جاتی ہے لیکن عملاً وہاں وہ موجود نہیں ہوتے۔ ہمارے حکام اور وزراء کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ یہ دیکھیں کہ کاغذی طور پر جو دعوے کیے جا رہے ہیں عملی طور پر اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور ان شعبہ حادثات میں مریضوں کو کن جونیئر ڈاکٹرز کے رحم و کرم پر

چھوڑ دیا جاتا ہے؟ اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ تمام شعبہ حادثات میں سینئر ڈاکٹرز کی 24 گھنٹے موجودگی کو یقینی بنایا جائے اور وہاں وافر مقدار میں آلات اور ادویات فراہم کی جائیں تاکہ فوری طبی امداد وہاں میسر آسکے اور ایک مریض کو پہلے ہی مرحلے میں اطمینان اور سکون کا سانس لینے کا موقع مل سکے۔

جناب سپیکر! بعض پرائیویٹ ہسپتالوں میں علاج اور رہائش کے لیے عوام کی لوٹ کھسوٹ کے چرچے عام ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ایک قانون کے ذریعے، ایک ریزولیشن کے ذریعے ان پرائیویٹ ہسپتالوں کا معیار اور کردار متعین کیا جائے کچھ شرائط مقرر کی جائیں کہ کن بنیادوں پر پرائیویٹ ہسپتال قائم کیے جا سکتے ہیں اس میں کس معیار کے ڈاکٹر رکھے جانے چاہییں اور وہاں ان کی فیسیں کیا ہونی چاہییں۔ اس وقت ان ہسپتالوں میں اتنی ناقابل برداشت فیسیں ہیں جو عام آدمی تو کیا ایک متمول طبقے کے لوگ بھی اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس لیے ان پرائیویٹ ہسپتالوں کو لوٹ کھسوٹ کا ذریعہ بنانے کی بجائے انھیں رفاہی خدمت کے ادارے بنانے کے لیے فوری طور پر اقدامات کیے جانے چاہییں۔ تاکہ وہ موجودہ تجارتی کردار سے دستبردار ہو کر ایک رفاہی کردار ادا کر سکیں۔ جناب والا! پنجاب میں اس وقت حکومت 1260 ملین سالانہ صحت عامہ پر خرچ کر رہی ہے۔ اگرچہ قومی صحت کی اہمیت کے پیش نظر یہ رقم تناسب اور شرح کے اعتبار سے ترقی یافتہ ممالک سے بہت کم ہے لیکن اگر چور دروازے بند کر دیے جائیں اور سخت احتسابی نظام قائم کر دیا جائے، اچانک دوروں کے ذریعے کارکردگی کا مسلسل جائزہ لیا جائے، معالج اور مریضوں کی ضروریات کا جائزہ لے کر ایک جامع حکمت عملی اختیار کی جائے تو ہم انہی وسائل سے صحت عامہ کا معیار اور کردار بہتر سے بہتر کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے دیہات اور شہر کے وزراء صحت جناب بدرالدین اور سرور خان صحت کے محکمے کو اور اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے آرزوؤں اور جذبوں کے تابع دار ہیں۔ وہ ذاتی طور پر غالباً اپنی ذہانت اور فراست کو اس کام کے لیے استعمال بھی کرنا چاہیں لیکن چونکہ حکومت کی ترجیحات اور ہیں، چونکہ سیاسی توجہات کچھ اور ہیں، چونکہ انھیں سیاسی طور پر کسی اور خدمات پر مامور کیا جا رہا ہے۔ اس لیے دو وزراء ایک مرحلے میں ہیں۔ اس وقت دو ملاؤں کے درمیان ایک مرغی حلال کی جا رہی ہے اور یہ پتہ نہیں چل رہا کہ ان دونوں میں سے جائز کون حلال کر رہا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے آج جو تجاویز پیش کی ہیں جس دردمندی کے ساتھ جس نیک نیتی کے ساتھ جس قومی سوچ کے ساتھ ماہرین طب، سپیشلسٹ اور میڈیکل

ایسوسی ایشنز کی مشاورت کے ساتھ یہ مثبت تجاویز میں ان کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں مجھے یقین ہے کہ وہ اسی مثبت انداز میں ان پر کارروائی بھی کریں گے اور آئندہ ایک ایسی انقلابی حکمت عملی بھی دیں گے جو پنجاب کو سرخرو کر سکے اور پنجاب کے سسکتے اور بلکتے ہوئے عوام کو علاج اور معالجہ کی نئی سہولتیں فراہم کر سکے۔

میں خزاں میں بھی سناتا ہوں بہاروں کے پیام
کاش کوئی میرے نغموں کی زباں تک پہنچے

جناب سپیکر، ماشاء اللہ۔ Thank you very much میں دعوت خطاب چودھری محمد وصی ظفر صاحب کو دیتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، انتہائی شکریہ جناب سپیکر! حسب معمول ہم نے جناب قبلہ محترم تابش الوری صاحب کی شعلہ بیانی سنی۔ ماشاء اللہ بڑے اچھے مقرر ہیں۔بڑے اچھے مشورے انھوں نے دیے۔

جناب والا! بجائے اس کے کہ مثبت تجاویز پیش کرتے جو کہ اپوزیشن کا صحیح رول ہے انہوں نے روائتی سیاسی الزامات لگا کر اپنی تقریر کو اختتام تک پہنچایا۔ جناب والا! جب یہ دیکھیں اور بغور دیکھیں اور میں پنجاب کے تمام عوام کو دعوت دیتا ہوں کہ سوچیں اور دیکھیں کہ یہ پہلا موقع ہے کہ بم دھماکوں میں اور بارشوں میں محکمہ صحت کی ایک بھی شکایت سامنے نہیں آئی۔ انھوں نے اس 'efficiency' سے اتنی دلچسپی سے اپنے فرائض کو انھوں نے بہتر طریقے سے سرانجام دیا کہ ادھر تخریب کار جو کہ اب ملک کی تاریخ میں پہلی بار پکڑے بھی گئے ہیں۔ انھوں نے بم دھماکے کیے بے شمار لوگ زخمی ہوئے ' لاہور میں بارش ہوئی بے شمار لوگوں کو دقت ہوئی' تمام صوبے میں سیلاب آیا آپ دیکھ لیں کہ شہری وزیر بھی اور دیہاتی وزیر بھی دونوں کے محکموں کی طرف سے کوئی شخص ایک شکایت بتا دے کہ محکمہ صحت اس وقت فوری طور پر نہیں پہنچا یا طبی امداد فراہم نہیں کی گئی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہ شکایت ابھی بتانی ہے یا بعد میں میں اپنی تقریر میں بیان کروں۔

جناب سپیکر، اپنی تقریر میں بتائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ سامنے نہیں لائے اب تقریر برائے تقریر کے لیے گھڑ کر بتا لیں تو اس کا کچھ نہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، میں ثبوت پیش کروں گا۔ حقائق سامنے لے کر آؤں گا۔

جناب سپیکر، آپ کو موقع دیا جائے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! دوائیوں کی خرید و فروخت کے سلسلے میں مرکزی حکومت کی مشاورت سے تمام ہسپتالوں میں تقریباً پیپلز فارمیسی شروع کی گئی' جہاں پر معیاری دوائیں بازار سے 15 فیصد کم قیمت پر تمام مریضوں کو بلاتشخیص مہیا کی جاتی ہیں۔ جناب والا! میڈیکل یونیورسٹی قائم کرنے کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ بھی ملک کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا' نہیں تو وہ عام تعلیمی اداروں سے منسلک تھے اور ان کا administrative control اس طرح سے کمزور تھا کہ ادھر سے وائس چانسلر اور ادھر سے ہیلتھ سیکرٹری ' انفرادی طور پر اس کے لیے فنڈ مختص کر دیے گئے ہیں اور وہ یونیورسٹی ان شاء اللہ جلد قائم ہو رہی ہے۔ جس کے تحت یہ تمام طبی ادارے کام کریں گے۔میڈیکل کالجوں میں تمام داخلے میرٹ پر ہوئے۔ یہ انھوں نے جو تجویز فرمائی کہ اب ٹیسٹ اور انٹرویو لیں۔ اس طرح سے کرپشن کا دروازہ کھولنے والی بات ہے۔ اس کو روکنے کے لیے میرٹ پالیسی انتہائی بہتر ہے اور اس پر حکومت سختی سے کاربند ہے۔ایک بھی داخلہ اس طرح نہیں ہوا۔ جناب والا! محترمہ وزیر اعظم کی ہدایت پر مرکزی گورنمنٹ کی طرف سے اور ادھر سے پولیو کی ویکسینیشن ہر جگہ ' ہر گاؤں' ہر دیہات ' ہر محلہ میں پہنچ کر چلائی گئی۔ 1993ء میں 1118 پولیو کے کیس رپورٹ ہوئے تھے۔ جب کہ اب صرف 42 کیس پورے سال میں رپورٹ ہوئے ہیں۔ یہ اس پولیو کے ڈراپس جو گھر گھر پہنچ کر عام آدمی تک' یا جن کو علم ہی نہیں تھا کہ ویکسینیشن بھی ہوتی ہے' ان تک پہنچا کر خدمت خلق دیہاتوں اور شہروں میں اس طریقے سے کی گئی کہ یہ مرض 42 یعنی نہ ہونے کے برابر ہے کہ ختم ہو کر رہ گیا ہے۔جناب والا! پچاس ہزار لیڈی ہیلتھ وزیٹر ہر گاؤں میں' ہر محلے میں' ہر دیہات میں بھرتی کی گئیں۔ جو ابتدائی طبی امداد فوری طور پر پہنچاتی ہیں۔ یہ بھرتی تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ 632 میٹرک ٹن خوردنی تیل زچہ بچہ کو مفت دوائیوں کے ساتھ تقسیم کیا گیا ' یہ بھی پہلی دفعہ ہوا ہے اور صوبے نے یہ سفارش کی ہے کہ جیسے پیپلز پارٹی کے سابقہ دور میں دوائیاں generic names سے فروخت ہوتی تھیں۔ جس سے کہ جعل سازی ' لیبل بازی ' جس سے خواہ مخواہ کی ایک ٹریڈ ' جس سے کہ ایک ہی دوائی کی مختلف قیمتیں بازار میں مقرر ہیں مختلف فرموں کے نام سے کہ generic names سے دوائیاں لائیں۔ تاکہ ان کے ingredients بھی اور ان کا effect صحیح طور پر عوام کے سامنے آسکے' یہ تجویز بھی صوبہ دے چکا ہے۔

پرائیویٹ ہسپتالوں کی رجسٹریشن کا قانون پہلے سے ہی بن رہا ہے۔ اس کے تحت پرائیویٹ ہسپتالوں کی رجسٹریشن کر کے ان میں یہ جو تمام کچھ ہے اس کو بہتر کر کے یہ تجویز زیر غور ہے کہ ایک قانون کے تحت ان کو اس طریقے سے regulate کیا جائے کہ عوام کے پاس بہتر طبی سہولتیں پہنچ سکیں۔ جناب والا! یہ اس حکومت کی کارکردگی ہے۔ میرے فاضل دوست نے بجٹ پڑھے بغیر ہی تقریر کر دی۔ صوبے میں جو بجٹ پیش کیا گیا اس میں صحت کے لیے پچھلے سال سے زیادہ پیسے مختص کیے گئے۔ ان کی طرح کمی واقع نہیں ہوئی۔ کٹوتی نہیں کی گئی۔ زیادہ پیسے مختص کیے گئے تاکہ عوام کو صحت کی بہتر سہولتیں ان کے دروازے تک پہنچائی جا سکیں۔ اور اسی کاوش کے تحت یہ تمام اقدامات' لیڈی ہیلتھ وزٹرز پچاس ہزار کے قریب رکھی گئیں' یہ جو جرک نام کی تجویز ہے' یہ جو پیپلز فارمیسی ہے' یہ جو میڈیکل یونیورسٹی ہے' یہ تمام بنیادی تبدیلیوں کی طرف یہ حکومت گامزن ہے اور وہ پرانی فرسودہ پالیسیاں جو چلی آ رہی تھیں جن پر کہ وہ لکیر کے فقیر کی طرح لکھی پر لکھی مار کے ہر سال کے سال' ان میں بہت واضح تبدیلیاں موجودہ حکومت نے کی ہیں اور بے شمار دیگر تبدیلیاں زیر غور ہیں۔ جناب والا! محکمے کو دو حصوں میں تقسیم کرنا بھی اس بات کی نشان دہی ہے کہ صحت کی طرف حکومت کی زیادہ توجہ ہے۔ یہ اتنا بڑا محکمہ تھا۔ اس کو بہتر طریقے سے چلایا جائے اور عوام کے گھر تک صحت کی سہولتیں پہنچائی جائیں' جگہ جگہ زیادہ سہولتیں پہنچائی جائیں۔ جناب والا خود ملاحظہ فرمائیں کہ ایک اتنے بڑے محکمے کو ایک آدمی زیادہ بہتر look after کرے گا۔ یا دو آدمی bifurcate اس نیت سے کیا گیا کہ عوام تک بہتر طبی سہولتیں پہنچنی چاہییں۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ یہ جو بم بلاسٹ' اور سیلاب اور اس میں----- نہیں تو پہلے جناب نے ملاحظہ فرمایا ہو گا کہ سابقہ ادوار میں ایک شور ہوتا تھا کہ محکمہ صحت نے کچھ نہیں کیا۔ محکمہ صحت اس دفعہ لوگوں کے دروازوں تک خود پہنچا ہے۔ انتہائی شکریہ جی۔

جناب سپیکر، شکریہ Thank you very much.۔ میاں عمران مسعود صاحب۔

میاں عمران مسعود، شکریہ۔ جناب والا! مجھ سے پہلے وصی ظفر صاحب نے اپنے روایتی انداز میں سب کچھ سابقہ حکومت پر تھوپ دیا۔ میں انھیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تھوڑے ہی دنوں بعد یہ بھی سابقہ بننے والے ہیں۔ یہ بھی سابقہ مشیر ہی کہلائیں گے۔

جناب والا! میں کوشش کروں گا کہ بڑا relevant رہوں اور خاص طور پر محکمہ صحت میں جہاں جہاں مسائل ہیں ان کو اجاگر کروں اور بتا سکوں۔ جناب والا! اس وقت محکمہ صحت انتہائی ابہام کا شکار

ہے۔ عوام بلبلا اٹھے ہیں اور انھیں health care بالکل نہیں مل رہی۔ اس پر سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ اس محکمے کو bifurcate کر دیا گیا اور اس کو دو محکموں میں تبدیل کر دیا گیا، ایک رورل اور ایک اربن۔ میں نے اس کا بغور جائزہ لیا اور دیکھنے میں یہی آیا کہ اس محکمے کو territorial basis پر bifurcate کر دیا گیا ہے۔ یعنی کچھ علاقوں کو دیہی قرار دے دیا گیا اور کچھ علاقوں کو اربن۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس محکمے کو functional basis پر bifurcate کرنا چاہیے تھا۔ teaching ہو جاتا' non-teaching side ہو جاتی۔ چونکہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے تو پورے صوبے میں اپنی ہیلتھ سروسز دینی ہیں۔ اگر پی پی آئی کے پروگرام ہیں' اگر انہوں نے tuberclosis کا کوئی پروگرام جاری کرنا ہے' اگر ای پی آئی اور ایڈز کا جو سارا پروگرام انھوں نے launch کرنا ہے تو جناب' وہ پورے صوبے میں launch کرنا ہے۔ اگر اس کے لیے آپ اس کو territorial basis پر روک دیں گے کہ جناب' اب تو دیہی علاقہ شروع ہو گیا ہے۔ تو آئیے' پہلے رورل سیکرٹری سے اجازت لے لی جائے۔ اس کے بعد ہم اس کو launch کریں گے۔ تو لہٰذا یہ انتہائی confusion کا شکار ہے۔ کاش' اس کو bifurcate کرنے سے پہلے اس کو صحیح لائنز پر سوچا جاتا تاکہ عوام کو بہتر سروسز مل سکتیں۔ میری یہی درخواست ہوگی کہ اگر اس کو زیادہ effective بنانا ہے تو اس کو teaching یا non-teaching یا functional basis پر کیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ جناب والا! ہمیشہ کی طرح ہر وقت بی ایچ یوز' آر ایچ سی' اس کے بعد تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور ڈی ایچ یو کے بارے میں یہاں تقاریر میں کہا' بار بار بتایا کہ وہاں کے کیا حالات ہیں لیکن کبھی اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ آج بھی وہی حال ہے۔ اگر آپ بی ایچ یوز میں اچانک جا کر دورہ کریں' اگر آپ اچانک چھاپہ ماریں آپ کو وہاں کوئی بھی ڈاکٹر موجود نظر نہیں آئے گا۔ حالت یہ ہے بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی کہ دور دراز علاقوں میں بی ایچ یوز بالکل بے یار و مددگار کھڑے ہوئے ہیں۔ چھت ہے تو میز نہیں ہے۔ میز ہے تو بجلی نہیں ہے۔ بجلی ہے تو پانی نہیں ہے۔ اگر وہاں سب کچھ موجود ہے تو ڈاکٹر نہیں ہے۔ ڈاکٹر نہیں ہے تو وہاں بھینسیں بندھی ہوئی ہیں۔ وہاں چارا پڑا ہوا ہے۔ جناب والا! اس طرح کے experience ہمیشہ وہاں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر ڈائرکٹر حضرات' یا ڈی ایچ او حضرات دورے کریں اور surprise visits ڈالیں۔ چونکہ میرے نزدیک کوئی ایسا statistics ابھی تک منسٹر صاحبان نے نہیں دیا کہ کتنے ڈاکٹروں کو surprise visits میں فارغ کر دیا گیا۔ جناب والا! یہ جو حاضری کا سلسلہ ہے کہ بی ایچ یوز میں یا آر ایچ سی میں جتنے ڈاکٹر تعینات کیے جاتے ہیں ان کا ایک تعلق ڈی ایچ او صاحبان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پانچ سو روپے مہینے کا دیا

جاتا ہے کہ ہماری حاضری کو perfect رکھا جائے۔ اس سلسلے کو جب تک ہم چیک نہیں کریں گے' جب تک حکومت اس کو چیک نہیں کرے گی' عوام کو طبی سہولتیں بالکل مہیا نہیں ہوں گی۔ جناب والا! ایم ایس اور ڈی ایچ او صاحبان سے اگر منتھلی رپورٹ حاصل کی جائے۔ وہاں جا کر ڈائرکٹر سے پوچھا جائے کہ آپ بتائیں کہ آپ کے کتنے مریض فیض یاب ہوئے ہیں۔ کتنے آپ نے آپریشن کیے ہیں۔ آپ نے کتنے visits ڈالے ہیں۔ کتنوں کو آپ نے sack کیا ہے' کتنوں کو آپ نے نکالا ہے تو اس سے activity ٹھیک ہو سکتی ہے۔ جناب والا! محکمہ صحت جو سب سے بڑی سزا کسی ڈاکٹر یا کسی چھوٹے سٹاف کو دے سکتا ہے وہ اس کی ٹرانسفر ہوتی ہے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ سرجن جہاں کہیں لگتے ہیں' کسی ضلع میں جا کر لگتے ہیں تو وہ اپنے پرائیویٹ کلینک کھول لیتے ہیں۔ اور ان کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ اسی شہر یا اسی گاؤں میں بیٹھے رہیں تاکہ ان کی پرائیویٹ پریکٹس چلتی رہے۔ ہوتا یہ ہے کہ اس کے بعد جب تین سال گزر جاتے ہیں تو tenure break کرنے کے لیے کوشش یہ کی جاتی ہے کہ ساتھ والے ضلع میں وہ تعینات ہو جائیں تاکہ ان کو سفر کی آسانی رہے اور وہ اپنے کلینک چلا سکیں۔ گجرات' جہلم' گوجرانوالہ میں اکثر یہ دیکھنے کو ملا ہے کہ وہاں جتنے بھی سپیشلسٹ ہیں انھوں نے ایک ملی بھگت بنائی ہوئی ہے کہ جب بھی وہ tenure break کرنا چاہتے ہیں وہ ایک دوسرے سے اپنی ٹرانسفر کروا لیتے ہیں اور اپنے کلینکس پر آنا جانا شروع کرتے ہیں۔ یعنی تمام تر توجہ پرائیویٹ کلینکس پر' لیکن سرکاری ہسپتالوں میں بالکل کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ جناب والا! ہیلتھ فاؤنڈیشن کے بارے میں یہاں میں ضرور ذکر کرنا چاہوں گا کہ ڈاکٹری تو ایک بہت نوبل پروفیشن تھا۔ اب بالکل نوبل پروفیشن نہیں ہے۔ اس پروفیشن کو زیادہ بڑھانے کے لیے تاکہ لوگ اس سے زیادہ مستفید ہوں' پچھلے زمانے میں' پچھلی حکومت کے دور میں ایک ہیلتھ فاؤنڈیشن بنائی گئی تھی تاکہ اس میں ایک ایسا فنڈ رکھا جائے جس سے فریش گریجویٹس نے اگر اپنا پرائیویٹ کلینک کھولنا ہے اگر انھیں کوئی نوکری نہیں مل رہی تو تاکہ ان کو کچھ loan دے دیا جائے اور وہ اپنی پریکٹس شروع کر سکیں۔ جناب والا! منسٹر صاحبان سے پوچھا جائے کہ ہیلتھ فاؤنڈیشن کی اس وقت کیا کارکردگی ہے۔ کتنے ڈاکٹر نے ان سے loan لیا ہے اور کتنوں نے اپنے پرائیویٹ کلینک بنائے ہیں۔ مجھے خبر یہ ملی ہے کہ تمام تر مختص شدہ فنڈ کسی اور مد میں خرچ کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! پرائیویٹ پریکٹس ہمیشہ سے ہر حکومت کا ایک بہت بڑا مسئلہ رہا ہے۔ اس پر سرور خان صاحب نے کافی سٹینڈ لیا۔ اکثر پڑھا کہ ہڑتالیں بھی ہوئیں۔ لیکن اس کا ابھی تک ہمیں کوئی رزلٹ نہیں مل سکا۔ جناب والا! اس وقت ڈاکٹروں کے خلاف لوگوں کے ذہن میں' ابہام پایا

جاتا ہے کہ کسی زمانے میں ان ڈاکٹروں کو بڑا نوبل سمجھا جاتا تھا اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس ڈاکٹر کے ہاتھ میں شفا ہے۔ اس ڈاکٹر صاحب نے گھر میں قدم رکھ دیا ہے تو ان کی صحت ٹھیک ہو جائے گی۔ لیکن جناب! اب ڈاکٹرز کے بارے میں ایسا ایک نیا رویہ ان کے ذہنوں میں آ گیا ہے کہ یہ قصائیوں سے کم نہیں ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پرائیویٹ کلینکس ہیں' یہ جو ڈیفنس میں' گلبرگ میں اور جیل روڈ پر بڑے بڑے ہسپتال بنے ہوئے ہیں ان میں جو equipment وہاں لگا ہوا ہے' کہیں پر M.R.I's لگے ہوئے ہیں' کہیں پر C.T.Scans لگے ہیں' الٹرا ساؤنڈ رکھے ہیں۔ ایک ایک ایکسرے کا پانچ پانچ ہزار روپیہ' الٹرا ساؤنڈ کی چھ ہزار روپیہ فیس ہے۔ M.R.I's جو ہے اس کی دس ہزار روپیہ فیس ہے۔ تو یہ کون سی کمیٹی ہے جو ascertain کرتی ہے کہ واقعی اس پر اتنی تو فیس رکھنی چاہیے۔ یہ کسی بھی زمرے میں بالکل نہیں آتا۔ نہ تو وہ گورنمنٹ کے under ہیں' نہ ہی کوئی ایسی سوشل تنظیم بنی ہوئی ہے جو کہ ان اداروں کو چیک کر سکے اور ان سے پوچھ سکے کہ جناب آپ نے اتنی زیادہ جو فیس ہے یہ کس مد میں رکھی ہوئی ہے؟ اس کی justification کیا ہے؟ ٹھیک ہے وہ جو بھی equipment ہے وہ کروڑوں روپے کا ہو گا لیکن ان سے یہ تو پوچھا جائے کہ آیا وہ سرکار کو انکم ٹیکس دیتے ہیں؟ آیا اس پر کوئی ایکسائز لگتی ہے؟ یا وہ justify کرتے ہیں کہ یہ پیسہ کہاں سے آیا؟ اس کے بارے میں حکومت نے ابھی تک بالکل کچھ نہیں کیا۔

جناب والا! ہیلتھ کی پرچیز کمیٹی جو کہ ہمیشہ traditional purchase committee ہے۔ equipment خریدا جاتا ہے' ایم۔ ایس (جی) کو ڈیمانڈز دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد وہ request بھیجی جاتی ہے اور پھر وہ جو سامان ہے وہ خریدا جاتا ہے۔ دیکھنے میں یہ ملا ہے کہ ہمیشہ کی طرح جتنا بھی سامان خریدا جاتا ہے یہ financial year کے آخری مہینوں میں خریدا جاتا ہے۔ جب اپوزیشن بار بار یہ کہتی ہے کہ جناب اتنا پیسہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا جو ہے وہ unutilize رہ گیا۔ اس میں کروڑوں روپیہ unutilize رہ جاتا ہے اور ہوتا کیا ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ جلدی میں بڑی بڑی مشینیں خرید لیتا ہے۔ کہیں دو کروڑ روپے کا M.R.I خرید لیا' کہیں ۲۵ لاکھ کا C.T.Scane خرید لیا' الٹرا ساؤنڈ خرید لیا' کہیں ایک کروڑ روپے کا C.T.Scane خرید لیا۔ لہذا اس پیسے کو utilize کرنے کے لیے جلدی سے وہ جو equipment ہے وہ خرید لیا جاتا ہے۔ کبھی ڈینٹل چیئرز خرید لی جاتی ہیں' کبھی ایکسرے مشینز خرید لی جاتی ہیں اور ہوتا کیا ہے کہ اس کو بغیر کسی مینجمنٹ کے بڑے بڑے شہروں کو دے دیا

جاتا ہے۔ میو ہسپتال میں دس چیئرز بھجوا دی جاتی ہیں۔ C.T.Scan جو ہے وہ کسی اور بڑے ہسپتال میں بھجوا دیے جاتے ہیں' علامہ اقبال میں بھجوا دیے جاتے ہیں' کہیں اور بھجوا دیے جاتے ہیں۔ لہذا میری ہمیشہ سے یہی گزارش رہی ہے کہ اگر اس کو systematically چلایا جائے۔ جتنے بھی آپ equipment خریدتے ہیں ان کو آپ ٹی۔ ایچ۔ کیو میں بھیجیں' ان کو آپ ڈی۔ ایچ۔ کیو میں بھیجیں تاکہ اگر مریض ڈسٹرکٹ لیول پر ہی صحت یاب ہو جائے تو اس کو ڈویژن لیول پر آنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر کسی آدمی کو ڈویژن میں یہ facility نہیں ملتی' کسی کو ڈسٹرکٹ لیول پر یہ facility نہیں ملتی تو پھر ہر کوئی دوڑا دوڑا میو ہسپتال میں آ جاتا ہے۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ وہ سروسز ہسپتال میں آ جائے تاکہ اس کو یہاں اچھی سے اچھی facility مل سکے اور ہوتا کیا ہے کہ یہاں پر قیاس مچ جاتا ہے۔ یہاں پر نہ تو مریض کی سنی جاتی ہے اور نہ ہی ڈاکٹر اپنی سیٹ پر موجود ہوتے ہیں۔ اگر ایمرجنسی آ جائے تو واللہ چٹ لینے میں ہی سارا ٹائم گزر جاتا ہے۔ ہوتا کیا ہے کہ اگر ایک مریض کا سر پھٹا ہوا ہے اور اگر وہ او۔ پی۔ ڈی میں پہنچا ہے یا ایمرجنسی میں پہنچا ہے تو اس وقت اس کو پہلے bandage یا اس کو medical care نہیں دی جاتی۔ اس کو پہلے کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ جائیں اور پانچ روپے کی پہلے پرچی بنا کر آئیں پھر آپ کا علاج شروع ہو گا۔ تو ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہم لوگ اگر غور کریں' ان کو سوچیں تو عوام کے بہت سے مسئلے مسائل حل کیے جا سکتے ہیں۔

جناب والا! میڈیکل کالجز کے حوالے سے مجھ سے پہلے میرے بھائیوں نے یہاں ذکر کیا ہے۔ private capacity میں جتنے بھی میڈیکل کالج یہاں کھلے ہیں یا آئندہ کھلیں گے مجھے اس کے بارے میں نہیں پتا۔ ہمارے زمانے میں یہاں ایک راوی میڈیکل کالج کھلا تھا جس کی ہم نے سخت مخالفت کی تھی۔ یہ میڈیکل کالجز ایک ایسے انسٹی ٹیوشنز ہیں جو کہ گورنمنٹ کے under ہی رہنے چاہییں کیونکہ ان میں سٹوڈنٹس کا کم از کم ایک معیار تو ہوتا ہے۔ ان کے امتحان لیے جاتے ہیں اور وہ امتحان جو ہیں وہ بڑے foolproof ہوتے ہیں' ان کے vivas لیے جاتے ہیں۔ ان کو ایک اچھا ڈاکٹر بنا کر نکالا جاتا ہے۔ اگر ان میڈیکل کالجز کی پرائیویٹ سیکٹر میں اجازت دی گئی تو پھر تو میں سمجھتا ہوں کہ مریضوں کا اللہ ہی حافظ ہے۔

جناب والا! دوسری میری یہاں پر گزارش یہ ہو گی کہ ہمارے معاشرے میں ایک سسٹم بنایا ہوا ہے کہ کسی بھی دو پارٹیوں میں جو بھی جھگڑا ہو اگر ان میں سے کسی کو کوئی چوٹ لگی ہے تو وہ جا

کر سب سے پہلے اپنا میڈیکولیگل جو ہے وہ درج کراتا ہے۔ ہمارے اس صوبے کا میڈیکولیگل سسٹم جو ہے یہ اس وقت انتہائی alarming ہے۔ جتنی بھی لڑائیاں، جتنے بھی قتل و غارت اور جتنے بھی فساد جو ہیں یہ میڈیکولیگل سسٹم کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں چل رہے ہیں۔ ایک ایم۔ او جو کہ ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر یا ڈسٹرکٹ لیول پر بیٹھا ہوا ہے اگر اس کے پاس کوئی بھی آدمی جا کر کہے کہ جناب یہ پانچ ہزار روپیہ میں آپ کو دیتا ہوں آپ میری انگلی توڑ دیں اور اس کو ضرب شدید بنا دیں۔ اس ڈاکٹر کی غفلت کی وجہ سے جو کہ پیسے لے کر میڈیکولیگل تبدیل کر کے اور اس کو ضرب شدید بنا دیتا ہے۔ اس سے دوسرا جو مظلوم طبقہ ہے اس کا پورا کیس ہی خراب کر دیا جاتا ہے۔ لہذا ہمیں یہاں کوئی ایسا سسٹم evolve کرنا چاہیے کہ ہم اس میڈیکولیگل سسٹم کو ٹھیک کر سکیں۔ ہم یہاں اس ایم۔ او پر ایک ایسا سسٹم create کریں کہ اس پہ parallel ایک ایسی باڈی create کر دیں تاکہ دونوں آدمیوں کے through میڈیکولیگل جو ہے وہ ان سے گزر کر جائے اور اس میں کوئی ہینکی پھینکی نہ ہو سکے۔ اس سے معاشرے میں جو قباحتیں ہیں وہ بہت ساری کم ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر، آپ اور کتنا وقت لینا چاہتے ہیں؟

میاں عمران مسعود، دس منٹ اگر آپ عنایت فرما دیں۔

جناب سپیکر، دس منٹ اور لینا چاہتے ہیں؟

میاں عمران مسعود، پانچ منٹ میں ہی کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! اس وقت ہمارے صوبہ میں جو ٹیچنگ ہسپتال ہیں ان کی تعداد ۱۵ ہے۔ اسی طریقہ سے ڈی۔ایچ۔ کیو ۳۰ ہیں، ٹی۔ ایچ۔ کیو ۵۶ ہیں اور بے شمار یہاں سارا data میرے پاس موجود ہے۔ ٹوٹل جو bed strength بنتی ہے، جو ادارے گورنمنٹ کے under ہیں وہ ۳۱۲۴۲ بیڈز وہاں بنتے ہیں۔ یہ پورے صوبہ کی جو bed strength ہے، جو گورنمنٹ لیول پر ہے وہ صرف ۳۱۲۴۲ بیڈز بنتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ آپ expansion ضرور کریں، بیڈز کی جو تعداد ہے اس کو ضرور بڑھائیں لیکن اگر bed strength بڑھ گئی، بے شمار میڈیکل کالجز بن گئے، ہسپتال بن گئے، جس کی مثال میرا اپنا ضلع گجرات ہے۔ میں نے وہاں ڈی۔ ایچ۔ کیو لیول پر بہت زیادہ ڈویلپمنٹ کروائی لیکن وہاں وہ بالکل سائیں سائیں کر رہے ہیں۔ میں نے 200 bedded ایک expansion کروائی، 22

bedded O.P.D وہاں کھلوائی۔ لیکن نہ تو وہاں کوئی نرس ہے' نہ تو وہاں کوئی لوئر سٹاف ہے' نہ ہی وہاں کوئی ڈاکٹر ہے اور نہ ہی وہاں کوئی بیڈ ہے۔ اب اتنی expansion جو کروائی' نہ جانے اب وہاں پر آدمیوں کو کیوں نہیں بھیجا جا رہا۔ لہذا میری یہی گزارش ہو گی کہ میں پانچ منٹ میں تھوڑی سی suggestions یہاں دینا چاہوں گا۔

جناب والا! ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو جو اس وقت problem پیش آ رہا ہے کہ وہ سروس یا ڈیلیوری کیوں نہیں دے رہا۔ سب سے بڑا problem یہ ہے کہ:

The services are concentrated in the urban areas.

جیسا کہ میں نے پہلے آپ کو بتایا تھا کہ تمام تر concentration جو ہے وہ بڑے بڑے شہروں لاہور' سرگودھا' ملتان' بہاول پور پر ہے۔ اگر آپ اس concentration کے لیے یہ طے کرلیں کہ ہم تحصیل لیول سے شروع کرتے ہیں' اس کے بعد ڈسٹرکٹ لیول پر آئیں گے' اس کے بعد ڈویژن لیول پر آئیں گے' اس کے بعد بڑے شہروں پر آئیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو قیاس اس وقت مچا ہوا ہے یہ ختم ہو جائے گا۔

جناب والا! دوسری problem جو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو اس وقت پیش آ رہی ہے وہ insufficient immunization coverage ہے۔ جب تک ہم immunization service نہیں دیں گے' جب تک ہم پولیو کو eradicate نہیں کریں گے۔ ملیریا کو eradicate نہیں کریں گے تو تب تک ہم ڈویلپمنٹ نہیں کر سکیں گے۔ آپ نے ڈویلپمنٹ کیا کرنی ہے۔ اگر جو traditional بیماریاں ہیں وہ ختم تو ہو نہیں رہیں اور آپ دوسری طرف چل پڑے ہیں۔ لہٰذا اس کو ہمیں بہت ہی coverage دینی پڑے گی تاکہ immunization services جو ہیں وہ بڑی effective ہوں۔

جناب والا! تیسرا یہ ہے کہ ہمیں یہاں پر ایک ایسا سسٹم create کرنا چاہیے۔ این۔ جی۔ اوز کو ہم زیادہ incentives دیں تاکہ ایک community participation جو ہے وہ بہت زیادہ ہو اور لوگوں کو پتا چلے کہ کس طریقے سے فیض یاب ہونا ہے۔

جناب والا! چوتھا ایک problem low service utilization at the B.H.U or R.H.C level ہے۔ پہلے بھی میں نے ذکر کیا ہے کہ جب تک آپ ان کو effective نہیں بنائیں گے' ڈاکٹر کو وہاں نہیں بٹھائیں گے' دوائی وہاں نہیں ملے گی تب تک کوئی فائدہ نہیں ہے۔ گاؤں والا

بے چارہ پیسے خرچے گا اور شہر آ جائے گا۔ شہر میں اس کو نہ ایکسرے مشین ملے گی۔ وہ اٹھ کر ڈویژن لیول پر پہنچے گا' وہاں نہیں ملے گی تو آ جا کے وہ لاہور شہر آ جائے گا۔ لہذا اگر B.H.U اور R.H.C کو ہم ٹھیک کر دیں تو بہت سارا فرق پڑ سکتا ہے۔ اس طرح بے شمار points ہیں لیکن ٹائم کی کمی کی وجہ سے میں صرف دو چار suggestions یہاں اور دینا چاہتا ہوں۔

جناب والا! ایک کمیٹی رانا اکرام ربانی صاحب نے بنائی تھی جس میں انھوں نے اپوزیشن کے تین ممبرز ڈالے تھے۔ ایس۔ اے۔ حمید صاحب تھے' خاکوانی صاحب تھے اور میں بھی تھا کیونکہ میں سابقہ پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ تھا اس لحاظ سے انھوں نے مجھے بھی شامل کیا تھا۔ تو میں ان کا انتہائی مشکور ہوں کہ اس کمیٹی میں سیکرٹری ہیلتھ طارق فاروق صاحب تھے اور میڈیکل کالجوں کے سارے پرنسپل تھے اور اس طرح بے شمار لوگ تھے۔ اس میں انھوں نے ہم سے تجاویز مانگی تھیں۔ میں نے ایک تجویز دی تھی کہ پوسٹ مارٹم کا جو ایک پرانا فرسودہ سسٹم ہے کہ sun set کے بعد پوسٹ مارٹم نہیں کیا جا سکتا اس کو آپ تبدیل کر دیں۔ میں یہاں on the floor of the House اس کمیٹی کا اور رانا اکرام ربانی صاحب کا اور ان دونوں منسٹر صاحبان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے میری اس suggestion پر ایکشن لیا اور آج یہ جو پوسٹ مارٹم کی ایک پابندی تھی' جو ایک قباحت تھی وہ ختم کر دی گئی ہے۔ جو چیز اچھی ہے اس کو میں highlight ضرور کروں گا کہ پوسٹ مارٹم میں ایک قباحت تھی کہ وہ sun set کے بعد نہیں ہو سکتا وہ ختم کر دی گئی اور یقین مانیے کہ اس کے لیے قانون سازی کی بھی ضرورت نہیں تھی صرف سیکرٹری ہیلتھ یا ڈی۔ جی ہیلتھ کی طرف سے ایک Executive Order چاہیے تھا اور وہ آرڈر دے دیا گیا اور آج یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

جناب والا! اسی طریقے سے میں دو تین اور تجاویز جلدی سے دوں گا۔ ایک دوسرا پوسٹ مارٹم دیکھنے میں ملا کہ جب کبھی وہاں female dead body پہنچی ہے تو لوگوں نے اکثر protest کیا کہ اس کا پوسٹ مارٹم female doctor کے ذریعے ہی کیا جائے لہذا منسٹر صاحبان سے میری یہ درخواست ہو گی کہ اس بارے میں بھی نوٹس لیں کہ جب بھی کوئی female dead body پہنچے تو اس کا پوسٹ مارٹم female doctor ہی کرے۔

جناب والا! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ یہ جعلی دوائیوں کا جھگڑا ہے کہ جعلی دوائی مل رہی ہے یا جب کوئی مریض جاتا ہے تو اس کو دوائی نہیں ملتی۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اگر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میڈیکل

انشورنس کا concept create کر دے۔ اگر یہ ہر citizen سے پانچ سو یا سو روپے مہینہ لینا شروع کر دیں اور اس کو insure کر لیں کہ جب آپ کو کوئی تکلیف ہو گی، آپ کو ہم ایمبولنس سروس دیں گے، ہم آپ کو دوائی دیں گے اس سے بہت زیادہ پیسہ generate ہو جائے گا۔ باہر کے ممالک میں میڈیکل انشورنس بہت کامیابی سے چل رہا ہے اور پرائیویٹ سیکٹر میں اتنی زبردست ایجنسیاں ہیں کہ عام آدمی ان سے رجسٹر ہوتا ہے کہ وہ پانچ سو روپیہ مہینہ دے گا اور جب انہیں ایمبولنس کی ضرورت پڑی، اور جب بھی انہیں آپریشن کی ضرورت پڑی یا انہیں کسی دوائی کی ضرورت پڑی تو انہوں نے کارڈ دکھایا اور ہر چیز ان کے door step پر آ گئی لہذا اگر آپ اس سسٹم کو جاری کریں تو اس سے بہت سی قباحتیں کم ہو جائیں گی۔

جناب والا! سب سے بڑا فیکٹر جسے میں high-light کرنا چاہتا تھا وہ ہے Accountability Factor آپ نے دیکھا ہو گا کہ جتنے بھی پرائیویٹ کلینک ہیں وہ وہاں پر اپنی سروسز دیتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ زندگی موت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن اس غریب کا کیا قصور ہے جو پرائیویٹ کلینک میں جا کر دھکے کھاتا ہے اور وہ ایسا کلینک ہے کہ جس کی رجسٹریشن بھی نہیں ہے۔ اگر ایسا قانون بنا دیا جائے کہ ان کلینکس کی رجسٹریشن ہو جائے جو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے باقاعدہ رجسٹرڈ ہوں تاکہ کوئی مریض اگر پیسے کی خاطر وہاں جان دے دے یا کسی کی inefficiency یا negligence کی وجہ سے جان گئی ہے تو کم از کم اس ڈاکٹر کو تو کوئی پکڑنے والا ہو۔ لہذا میں یہ چاہوں گا کہ Accountability Factor اور Registration of Clinics پر بہت ہی زور دیا جائے۔

جناب والا! میری آخری یہی تجویز تھی کہ اکثر ہم نے دیکھا ہے کہ یہاں پر جو نیم حکیم ہیں ان کی طرف بھی بڑا دھیان دیا جائے گاؤں اور چھوٹے شہر جو زیادہ organized نہیں ہیں۔ جناب! میں ہومیوپیتھک کی بالکل مخالفت نہیں کر رہا لیکن میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جو ڈسپنسر حضرات ہیں وہ ریٹائرمنٹ لیتے ہیں اور وہ ڈاکٹر بن جاتے ہیں اور پتا نہیں کہ وہ کیا کیا سٹیرائیڈز مریضوں کو دے دیتے ہیں اور وہ عجیب عجیب ٹیکے لگا دیتے ہیں۔ جس سے شرح اموات بہت بڑھ جاتی ہے۔ لہذا اس کی طرف بھی دھیان دیا جائے۔

جناب والا! یہ میری تھوڑی سی گزارشات تھیں۔ میں اپنے دونوں منسٹر صاحبان سے امید کرتا ہوں کہ محکمہ ہیلتھ کا ورکنگ سلسلہ بالکل ٹھیک ہونا چاہیے اگر آپ نے اسے bifurcate کر ہی دیا ہے

کیونکہ مجھے سیکرٹریٹ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ نیچے جو ڈپٹی سیکرٹری صاحبان ہیں وہ بیچارے پاگلوں کی طرح کبھی اس سیکرٹری کے پاس کبھی اس سیکرٹری کے پاس جا رہے ہیں۔ ایک ایم۔او جس نے گاؤں سے اٹھ کر شہر میں آنا ہے اس کو کبھی رورل سیکرٹری کے پاس جانا پڑتا ہے اور کبھی اربن سیکرٹری کے پاس جانا پڑتا ہے تو اس سے بڑی confusion پائی جاتی ہے۔ اس کو آپ صحیح کریں تاکہ لوگ فیض یاب ہو سکیں۔

جناب سپیکر، میاں عمران مسعود' آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں خاص طور پر اس لیے بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس بحث کو ایک اچھے معیار تک پہنچایا ہے اور بڑی سنجیدگی سے اور بڑے تدبر سے اور اپنے تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اچھی تجاویز پیش کی ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ بحث کا یہ معیار قائم رہے گا اور اب میں دعوت خطاب رانا سہیل احمد نون صاحب کو دیتا ہوں۔

رانا سہیل احمد نون، جناب سپیکر! میں نے جتنی باتیں سنیں ان سے مجھے تھوڑا سا دکھ ہوا۔ بھائی عمران مسعود صاحب سے پہلے جتنے بھی مقررین آئے انہوں نے health facility اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے اس طبقے کی بات کی جو اس ملک کا بیس فیصد طبقہ ہے اور وہ بیس فیصد طبقہ پہلے بھی بہت زیادہ facilitated ہے اس کو اس قسم کے بہت زیادہ مواقع میسر ہیں کہ جہاں کم از کم انہیں گلی محلے میں پرائیویٹ ڈاکٹر تو دیکھنے کو مل جاتا ہے۔ آج المیہ یہ ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ خود آئی۔سی۔یو کا شکار ہے۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ خود آج سسک سسک کر مر رہا ہے اور اگر ہم پورے پنجاب میں اس ستر' اسی فیصد آبادی کو دیکھتے ہیں جس کا تعلق دیہات سے ہے میں ذاتی طور پر ایسے کئی مریضوں کو جانتا ہوں جو جعلی ڈاکٹر اور جعلی ادویات کا شکار ہو چکے ہیں اور اس سے بھی بڑا المیہ یہ ہے کہ دوائیاں اتنی مہنگی ہو چکی ہیں کہ خدا کی قسم غریب آدمی اپنے مریض کو ہسپتال میں لے جانے سے بہتر یہ سمجھتا ہے کہ وہ سسک سسک کر اپنے ہی گھر میں مر جائے۔ اگر آپ آج کے حالات کا جائزہ لیں پورے پنجاب کے دیہات کے اندر اسی فیصد عورتوں کی delivery کے وقت جو موت واقع ہوتی ہے وہ صرف اور صرف انہیں health facility provide نہ ہونے کی بنیاد پر' ادویات مہیا نہ ہونے کی بنیاد پر اور proper medication نہ ہونے کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

آج انہوں نے ۱۲۶۰ ملین روپے کی بات کی۔ آج تک میں اسمبلی کا یہ رول نہیں سمجھ سکا کہ بیوروکریسی پنجاب کے عوام کو facilitate کرنے کے لیے اعداد و شمار بناتی ہے' پیسے خرچ کرتی ہے

ہم اس پر لبیک کہتے ہوئے اس کی تائید کرتے ہیں اور سوچ یہ ہوتی ہے کہ اس سے عام آدمی کو فائدہ ہو گا۔ جناب سپیکر! میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ پورے پنجاب کے فیگرز اٹھا کر دیکھ لیں۔ آج بھی آپ کو پورے پنجاب کے اندر اسی فیصد بی۔ ایچ۔ یوز بلا جواز ملیں گے۔ وہاں ڈاکٹر مریض تو در کنار اگر جانور بندھے ہوئے ہی نظر نہ آئیں تو میں جرمانہ دینے کو تیار ہوں۔

جناب والا! تین سالہ دور میں واحد وزیر جناب سرور خان صاحب ہیں کہ جنہوں نے تحصیل شجاع آباد اور تحصیل جلالپور کا اور تحصیل ہیڈکوارٹرز سے ہٹ کر remote areas کا دورہ کیا انہوں نے وہاں بڑے انقلابی اقدامات کیے اور بہت سختی سے حکم نامے جاری فرمائے لیکن اس محکمے کا یہ ایک طریقہ کار ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی چیز کو منزل مقصود تک پہنچانا ان لوگوں کے لیے ممکن ہے۔ لہٰذا آج اس امر کی ضرورت ہے کہ یہاں پر ایک ایسی ہیلتھ پالیسی بنائی جائے کہ جس سے ایک عام آدمی کو فائدہ ہو، جس سے غریب آدمی کو فائدہ ہو۔ آج پورے پنجاب میں بی۔ ایچ۔ یوز کی صورت میں اتنی زیادہ بلڈنگیں جو کھڑی کر دی گئی ہیں ان کو ختم کر کے اگر یہی فنڈ ڈی۔ ایچ۔ کیوز پر اور آر۔ ایچ۔ سیز پر خرچ کیے جائیں تو لوگوں میں تھوڑا سا اعتماد بحال ہو گا۔

جناب والا! آج کوئی مریض کسی ڈی۔ ایچ۔ کیو کے ہسپتال میں نہیں جاتا۔ آپ پورے پنجاب کا سروے کر لیں آج ڈی۔ ایچ۔ کیوز میں صرف وہی لوگ جاتے ہیں اور وہی وہاں ہوتے ہیں جن کو تھانے میں پرچہ کرانے کے لیے میڈیکل لیگو سرٹیفکیٹ یا ایم۔ سی۔ چاہیے ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ کسی بھی ہسپتال میں اس خوف یا دہشت کی وجہ سے نہیں جاتا کہ وہاں پر دوائی تو در کنار فیملی پلاننگ والوں کی امداد کرنے والے لوگ موجود ملیں گے۔

جناب والا! میرے ایک بھائی نے این۔ جی۔ اوز کی بات کی۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ جتنے این۔ جی۔ اوز والے ہیں انہیں encourage کیا جائے۔ دیہاتی علاقوں میں آج ضرورت اس بات کی ہے کہ وہاں پر زیادہ سے زیادہ medical facilities provide کی جائیں۔ آج لاہور میں اتنے بڑے بڑے ہسپتال ہیں لیکن وہاں پر صرف ایک ہسپتال نشتر میڈیکل کالج ہے لیکن اس کی آج حالت یہ ہے اور اگر آپ وہاں کا دورہ کر کے دیکھیں یا آپ اپنے کسی نمائندے کو وہاں پر بھیجیں جس کو آپ مناسب سمجھتے ہوں وہاں پر مریضوں کو اے۔ پی۔ سی کی گولیوں کے علاوہ کوئی اور دوائی provide نہیں ہوتی۔ میں ذاتی طور پر کئی ایسے مریضوں کو جانتا ہوں جن کا آپریشن صرف پیسے نہ ہونے کی بنیاد

پر، خون کی بوتلوں کا arrangement نہ ہونے کی بنیاد پر تین تین مہینے سے delay پڑا ہے۔ اس لیے کہ وہ afford نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے اور ہماری حکومت کو چاہیے کہ وہ پالیسیاں ایسی بنائے جس کے تحت ان لوگوں کو فائدہ ہو اور ان کو اچھی دوائیاں ملیں تاکہ ان کا اس حکومت پر اعتماد بڑھے اور اسی طرح سے جو ہسپتال بنا دیے گئے ہیں ان میں جتنے بھی آرتھوپیڈک کے وارڈز ہیں ان کو کم از کم ایئر کنڈیشنڈ کر دینا چاہیے اور جتنے وہاں پر نیورو سرجری کے وارڈز ہیں اور جتنے برن وارڈز ہیں ان کو بھی ایئر کنڈیشنڈ کر دینا چاہیے۔ ہماری پریکٹیکل لائف میں مریضوں کے لیے یہ ایسی بنیادی ضرورتیں اور سہولتیں ہیں کہ جن سے وہ تیس سال سے ابھی تک استفادہ حاصل نہیں کر سکے۔ آج ایک اچھا خاصا آدمی اگر بیمار ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ life saving drugs جتنی بھی ہیں وہ اتنی مہنگی ہیں کہ وہ اس کی دسترس سے باہر ہیں۔ جہاں دس دس ہزار روپے کا ایک ٹیکہ ہو اور جہاں اتنے اتنے ہزار روپے کی گولیاں ملتی ہوں میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی آدمی جو سفید پوش طبقے سے تعلق رکھتا ہو اس کی دسترس میں ہو کہ وہ علاج کروا سکے۔ آج پورے پنجاب کے اندر ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ جو ہیلتھ پالیسی دیں، جو خان صاحب اپنے دوسرے بھائی کی مشاورت سے ہیلتھ پالیسی بنائیں اس پر عملدرآمد کرنے والے لوگ اپنے دل میں انسانی محبت اور انسانی رحم کا جذبہ رکھ لیں۔ میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ کسی سیکریٹری نے ٹی ایچ کیو، کسی بی ایچ یو یا کوئی ہسپتال visit کیا ہو۔ یہ لوگ اگر بیمار ہوتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی ایک انعام یافتہ اور مراعات یافتہ مخلوق ہیں۔ یہ لوگ وی آئی پی رومز میں جاتے ہیں اور ان کو اسے پی سی کی گولی سے لے کر ہر قسم کی دوائی میسر ہوتی ہے اور حکومت انھیں مفت مہیا کرتی ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی پارٹی کا جو منشور ہے اور جس کے تحت یہ حکومت قائم ہے اس میں یہ بنیادی بات ہے کہ ہم ایک عام آدمی کو اور غریب آدمی کو صحت کی بنیادی سہولت سے بہرہ ور کریں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کو implement کیا جائے۔ اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ اور ہیلتھ پالیسیاں ایسی بنائی جائیں جس سے عام آدمی کو استفادہ حاصل ہو۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، اب یہ اجلاس نماز مغرب کے لیے 6:40 تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی نماز مغرب کے لیے 6:40 تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 6.44 منٹ پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگلے مقرر راجہ جاوید اخلاص صاحب ہیں ۔ اگر وہ لابی میں تشریف رکھتے ہیں تو ہاؤس میں آ جائیں۔۔۔۔ان کے بعد صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری صاحب ہیں۔ جی صاحبزادہ صاحب۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم O اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO بسم اللہ الرحمن الرحیم O الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہO الصلوۃ و السلام علیک یا حبیب اللہ۔

جناب سپیکر ! آج صحت کے موضوع پر گفتگو ہو رہی ہے ۔ جب محکمہ صحت کی طرف نظر پڑتی ہے تو پھر پاکستان کے تمام ڈاکٹرز پر نظر پڑتی ہے چاہے وہ سرکاری ہوں یا غیر سرکاری ہوں ۔جب ڈاکٹرز پر نظر پڑتی ہے تو پھر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ انھیں اطمینان نہیں ہے ۔ ڈاکٹر سی۔ ایس۔ ایس اور پی۔ سی۔ ایس کر کے اے۔ سی/ ڈی سی بنے ہوئے ہیں۔ اے ایس پی اور ایس پی بنے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹرز قوم کی خدمت کے لیے ہیں۔ ان کو یہ سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں جس منصب پر فائز کیا ہے وہ بڑا اعلیٰ ترین منصب ہے ۔ وہ اس منصب کے ذریعے جنت حاصل کر سکتے ہیں ۔ اللہ رسول کی رضا زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکتے ہیں تو میری تجویز یہ ہے اور میں پہلے بھی ایک مرتبہ بڑی تفصیل کے ساتھ اس ہاؤس میں یہ بات کر چکا ہوں لیکن چونکہ آج صحت کا موضوع ہے صحت کے محکمے کی بات ہے تو آج پھر ڈاکٹرز نظر میں آتے ہیں ۔میری تجویز ہے کہ چاروں صوبائی حکومتیں مقابلے کے امتحان پر یعنی پی سی ایس کے امتحان پر اور دوسرے صوبوں کے جو امتحان ہیں وہ ان پر پابندی لگا دیں کہ ڈاکٹرز پی سی ایس کا امتحان نہ دے سکیں اور وفاقی حکومت سی ایس ایس کے امتحان کے لیے یہ پابندی عائد کرے کہ ڈاکٹرز سی سی ایس کے امتحان میں نہ بیٹھ سکیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ڈاکٹرز کے ساتھ ساتھ انجینئر حضرات بھی سی ایس ایس اور پی سی ایس کے امتحانات دے کر اے ایس پی ' ڈی سی ' مجسٹریٹ اور دوسرے اس قسم کے عہدوں پر فائز ہیں۔ ڈاکٹر بھی مجسٹریٹ اے سی' ڈی سی اور انجینئرز بھی مجسٹریٹ اے سی اور ڈی سی اور ایس پی کے عہدوں پر فائز ہیں۔ ڈاکٹروں اور انجینئروں پر وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں پابندی لگا دیں کہ وہ ان امتحانات میں شریک نہیں ہو سکتے ۔ تاکہ یہ ان عہدوں پر فائز نہ ہو سکیں ڈاکٹر اور انجینئر ملک و قوم کے لیے بڑے مفید کام کر سکتے ہیں ۔ پاکستان کے لیے سائنس اور ٹیکنالوجی کی بڑی ضرورت ہے آپ سوچتے ہوں گے کہ میں موضوع سے باہر جا رہا ہوں لیکن اس اسمبلی میں بہت کچھ ہوتا ہے۔ میں ملک کے مفاد کے لیے چند باتیں موضوع سے ہٹ کر بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ یہ کہیں گے کہ سائنس کہاں آ گئی صحت بھی سائنسی موضوع

ہے البتہ انجینئرز وغیرہ کی جو بات آ گئی اسے آپ محسوس نہ کیجیے گا ۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کے بغیر پاکستان ترقی نہیں کر سکتا۔ اس لیے حکومت پاکستان کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کے لیے زیادہ سے زیادہ کالج اور یونیورسٹیاں قائم کرنی چاہییں اور قوم کو بھی تیار ہونا چاہیے کہ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے علوم حاصل کریں ۔ ڈاکٹر بنیں انجینئر بنیں ' والدین کو بھی چاہیے کہ وہ بھی اپنی اولاد کو ترغیب دیں کہ وہ ڈاکٹر انجینئر بنیں ۔ حکومت کو بھی چاہیے کہ ڈاکٹر اور انجینئر بنانے کے لیے زیادہ سے زیادہ عملی اقدامات کرے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں 70 فیصد انجینئرز ہونے چاہییں اور 30 فیصد ڈاکٹر ہونے چاہییں۔ مکینیکل الیکٹریکل اور سول انجینئر کافی تعداد میں ہونے چاہییں۔ ایسے انجینئرز بھی ہونے چاہییں۔ جو ایٹمی ٹیکنالوجی پر عبور رکھتے ہوں تاکہ پاکستان زیادہ سے زیادہ ایٹم بم بنا سکے ۔ اپنی صنعتیں ہونی چاہییں۔ اپنی کاریں ہونی چاہییں اپنی ٹیکنالوجی ہونی چاہیے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے ہر میدان میں پاکستان کو ترقی کرنی چاہیے۔ اس کے لیے حکومت بھی کوشش کرے اور قوم بھی کوشش کرے۔

جناب سپیکر! ظلم یہ ہے کہ اتنا پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ آپ درد دل سے میری باتیں سنیں۔ آپ غور فرمائیں ہاؤس میں جو مثبت تجاویز دی جاتی ہیں ان پر آخر عمل کیوں نہیں ہوتا؟ آج کل عجیب صورت حال ہے۔ تقاریر کرنے والے تنقید کرنے والے' جو کچھ پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہوتے ہیں وہ عیب ان میں بھی موجود ہوتا ہے۔ اب عوام اتنی مایوس ہو گئی ہے کہ ان کو نہ کسی پیر پر اعتماد ہے نہ ان کو کسی فقیر پر اعتماد ہے ۔ چند پیروں کو نکال کر چند فقیروں کو نکال کر چند سیاست دانوں اور چند بیورو کریٹس کو نکال کر باقیوں پر ان کا اعتماد نہیں رہا ۔ یعنی ہر فیلڈ میں چند اچھے بھی ہیں ۔ اخبارات میں بھی بڑے بڑے ایڈیٹوریل آتے ہیں ' مضامین آتے ہیں بڑے بڑے مفسرین لمبی لمبی تقریریں کرتے ہیں اور بک جاتے ہیں' یہ بڑی عجیب صورت حال پیدا ہو چکی ہے کہ لوگ اب تقریریں سننے کے لیے بھی تیار نہیں رہے۔ (قطع کلامیاں) لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تقریریں کرنے والے خود بھی باعمل نہیں ہیں اسی وجہ سے معاشرے کی تربیت نہیں ہو رہی۔ اس لیے معاشرے کی تربیت کی ضرورت ہے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 90 فیصد معاشرہ ہی کرپٹ ہے۔ ہم نے خود کشی کی ہے اور پاکستان کی قدر نہیں کی خود کشی کا علاج بھی کوئی نہیں ہوتا ۔

جناب سپیکر! اب میں جلدی سے موضوع کی طرف آتا ہوں عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ

لوگ مایوس ہیں تقاریر کرنے والوں سے مایوس ہیں لیکن میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اگر تنقید کرتا ہوں تو پھر بڑی خوشی کی بات یہ ہے اور یہ اللہ کا بڑا کرم ہے۔ یہ حضور کا فیض ہے کہ میاں سعید احمد شرقپوری اگر تنقید کرتا ہے تو کم ازکم میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ میں ذاتی طور پر سر سے لے کر پاؤں تک کرپشن سے پاک ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے تنقید کرتے وقت شرم نہیں آتی کیونکہ میں خود کرپٹ نہیں ہوں ۔ میں اپنی تعریف نہیں کر رہا یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ داڑھیوں والے تقریریں تو کرتے ہیں عمل نہیں کرتے لیکن شرقپوری رحمت اللہ علیہ کی نگاہ ہے جن کی بدولت میں اسمبلی میں بھی پہنچا جن کی بدولت ہم دنیا میں یہ کام کر رہے ہیں' جن کی بدولت ہی ہمیں یہ سب کچھ ملا ہے جہاں پر علامہ اقبال جیسے لوگ بھی شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں فیض لینے کے لیے گئے تھے۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میں مایوس لوگوں تک یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ میں اگر تقریر کرتا ہوں تو خود بھی کافی حد تک ٹھیک ہوں۔ میں کرپٹ نہیں ہوں ۔ ویسے عاجزی تو یہ ہے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ میں بڑا گنہگار ہوں کیونکہ نیکی کرکے تکبر نہیں کرنا چاہیے لیکن مجھ میں عیب بھی ہیں ' میں یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میں کرپشن کی بات کرتا ہوں تو کم از کم میں خود کرپٹ نہیں ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شرقپوری صاحب! صحت پالیسی پر بحث ہے اور آپ اپنے آپ پر بحث کر رہے ہیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، موبل صاحب! میں صحت پر آ رہا ہوں۔ لوگوں کی صحت خراب ہونے کا یہ بھی ایک راز ہے کہ یہاں پر کرپشن بہت ہے لوگ تھانوں اور تحصیلوں میں دھکے کھاتے ہیں اور ان کو پریشانی سے کئی بیماریاں لگ جاتی ہیں ۔ ان کی جیبوں سے پیسہ نکل جاتا ہے اور وہ معاشی طور پریشان ہو جاتے ہیں۔ اگر کرپشن ختم ہو جائے تو صحتیں بھی اچھی ہو جائیں۔ ہیلتھ ہے' دیکھیں کیسی بات ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! اج تہاڈی کرتی مینوں لبھی اے۔ (قہقہے) واجب الاحترام سپیکر صاحب! میں بڑی مفید اور relevant باتیں کر رہا ہوں۔ (قہقہے) اور آپ ذرا سوچیں کہ اس ہاؤس میں جب بغیر کسی موضوع کے اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے تو آج کوئی قوم ملک بھی مفید باتیں سن لے اگر کوئی عمل کر لے گا تو شاید میں بخشا جاؤں اور ملک کا بھی فائدہ ملت کا بھی فائدہ' اور قوم کا بھی فائدہ ۔ آپ کو

بھی ثواب ہو گا غور سے سنیں اور ثواب حاصل کریں۔ جناب سپیکر! عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ الحمد اللہ! کوئی ڈی سی، کوئی ایس پی، کوئی اے ڈی ایل (جی) میاں سعید کو کرپٹ ثابت کردے تو جو بھی سزا آپ تجویز کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ پر تو کسی کو ایسا کوئی اعتراض نہیں۔ آپ کو تو سب ایمان دار سمجھتے ہیں۔ صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب والا! مولی صاحب! پلیز بابا جی۔ داڑھی نہیں ہیگی تے بابا جی ہیگے نیں ناں۔ بابا جی میں humble request کرتا ہوں۔ آپ محسوس نہ کیجئے گا۔ آپ نے صحت کے بارے میں جو بات کی ہے۔ تو میں صحت کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈی ایچ او حضرات بہت ظالم ہیں ان کی بخشش بھی نہیں ہو گی جو کہ جعلی دوائیاں خریدتے ہیں اور کمشن لیتے ہیں۔ وہ سیدھے دوزخ میں جائیں گے ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ جو ڈاکٹر جعلی سرٹیفکیٹ دیتے ہیں ان سے بڑا ظالم ہی کوئی نہیں۔ زخم ایسے ہی بنا کے یہ جعلی سرٹیفکیٹ دیتے ہیں ان کو سوچنا چاہیے ان کو عذاب قبر شدید ہوگا۔ ان کو خدا رسول کا خوف ہونا چاہیے۔ جعلی سرٹیفکیٹ دے کر بے گناہ لوگوں کو سزائیں مل جاتی ہیں اس وجہ سے یا زخم چھوٹا ہوتا ہے تو اس میں وہ سرٹیفکیٹ بھی بڑا show کر دیتے ہیں۔ یعنی وہ اس قسم کے سلسلے کرتے ہیں۔ مختصر بات یہ ہے کہ جعلی سرٹیفکیٹ ان کو جاری نہیں کرنے چاہییں اور ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ اور جو ڈی ایچ او اور جو ڈاکٹرز جو جعلی سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں منسٹر صاحب کو چاہیے وزیر ہیلتھ کو چاہیے' یہ جو دو دو وزیر ہیلتھ ہیں ان کو چاہیے کہ وہ ان کے خلاف سخت کارروائی کریں۔ ڈاکٹرز کے جو کلینک ہیں۔ ان کے بارے میں میری تجاویز یہ ہیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ کلینک بند کر دیے جائیں۔ ڈاکٹرز کلینک بند نہ کریں بلکہ ہسپتال میں پوری ڈیوٹی دیں۔ یہ بات غلط ہے کہ کلینک بند کردیں وہ ہسپتال میں پورا ٹائم دیں۔ دیکھو کئے کم دیا گلاں میں کر ریاں ذرا غور نال سنو۔ (قہقہے) جو لوگ پیسے والے کلنیک میں جاتے ہیں وہ جائیں لیکن چونکہ کلینک کے وقت ان کی سرکاری ڈیوٹی ہوتی نہیں ہے تو پھر یہ اعتراض کہ کلینک نہیں ہونا چاہیے تو ایسا اعتراض پھر نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں اگر وہ ہسپتال کے وقت میں کلینک میں بیٹھیں تو پھر اعتراض ہونا چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میری تمام ڈاکٹر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں۔ اور اللہ کے رسول سے ڈریں۔ ہسپتال میں مریضوں کو صحیح وقت دیا کریں۔

ایک آواز، اوہ تہاڈے کولوں ڈردے نیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، نہیں میرے کولوں اوہناں کی ڈرنا اے ۔ میں علاج کران جاواں تے او میرا علاج ہی نہ کرن ۔ انج نہ کرو تسی ڈاکٹراں نوں میرے ویر پوان لگے او ۔ جناب سپیکر! بڑی مہربانی آپ مجھے بڑے غور سے سن رہے ہیں۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہ سوچ رہا ہوں کہ آپ کو بحث کے دائرہ کے اندر کیسے لاؤں؟ یہ بحث کا دائرہ ہے ۔ اور آپ کے بیس منٹ ہو چکے ہیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، میری بات سنیں۔ میں نے اب پتا نہیں کہ کتنے مہینے اور نہیں بولنا۔ (قہقہے) جناب سپیکر! خدارا دو گلاں سن لو۔ شاید اے اسمبلی دا آخری اجلاس ہووے ۔ (قہقہے تے شاید میاں سعید دا آخری ساہ ہووے۔ اے تے اللہ نوں پتا ہے ۔ پتا نہیں اسمبلی توں باہر وی جانا ہے کہ نہیں۔ عزرائیل دا کی پتا اے موت دا دن تے مقرر اے ۔ او ایہی ایڈی زیادہ زندگی نہیں منگ دے دنیا تے رہ کے کرنا وی کی اے ۔ گناہ ای کرنے نیں۔ جناب سپیکر! ٹائم میرا ذرا ادھروں زیادہ ضائع کروا رہے نیں وزراء کرام اہناں نوں ذرا سمجھاؤ۔ (قہقہے) لیکن میں ہن تک نوں تقریر بند کر دینی سی جے ایہہ وچ نہ بول دے۔ جناب سپیکر! حضور موبل صاحب! (قہقہے) میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ڈاکٹر جو ہیں یہ جو دوائیاں میڈیکل سٹوروں کو دے دیتے ہیں اور سیل ہو جاتی ہیں اور ہسپتال میں دوائیاں نہیں ملتیں۔ ان کو خدا کا خوف کرنا چاہیے۔ وزراء ان کو روکیں کہ بھئی میڈیکل سٹور پر ہسپتال کی ادویات آپ فروخت نہ کیا کریں۔ یہ بڑی عجیب سی حالت ہے کہ ڈاکٹر قوم کا علاج کرتے ہیں ' ڈاکٹر جسمانی علاج کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر جو ہیں یہ جسمانی علاج کرتے ہیں۔ ان کو ان کے اپنے علاج کی بھی ضرورت ہے وہ علاج روحانی علاج ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) وٹو صاحب! (میاں منظور احمد وٹو) کی حال اے تہاڈا؟ (قہقہے) روحانی علاج کوئی ڈرامہ نہیں ہے ' موبل صاحب آپ مسکرائیے نہ غور سے سنیں ۔ کوئی بھی نہ مسکرائے۔ بات یہ ہے کہ روحانی علاج اللہ والے کر سکتے ہیں اور ڈاکٹر حضرات یہ سوچیں کہ اللہ والے کہاں کہاں پاکستان میں بیٹھے ہیں ان کے پاس جایا کریں تاکہ ان کا روحانی علاج ہو سکے ۔ وہ داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر اور دیگر اولیاء اللہ کے مزارات پر جایا کریں تاکہ وہ صحیح طور پر جسمانی علاج کے لیے لوگوں کو ٹائم دے سکیں۔ تو جناب سپیکر! تقریر بڑی لمی سی لیکن میں آرڈر دا بڑا پابند آں۔ میوں پرویز الہیٰ صاحب آہندے ناں کہ دریا وچ چھال مار دے میں تے مار دیندا' اوہناں حکم کیتا ایہہ تے اوہناں آپ تقریر کرنی اے اوہناں تقریر نہ کرناں ہندی تے میں تہانوں چھڈنا ای

نئیں سی۔(قہقہے)

وزیر صحت (اربن)، مولانا سعید احمد شرقپوری کی اتنی مدلل اور اتنی مفصل تقریر کے بعد اپوزیشن کی بھرپور ترجمانی کے بعد کسی اور تقریر کی ضرورت نہیں رہی لہذا مجھے wind up کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تو یہی چاہتے ہیں کہ اس قسم کی ہی تقریریں ہوں۔ جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! صاحبزادہ صاحب کی تقریر کا سہارا لے کر وزیر موصوف صاحب اپنی نالائقی پر پردہ چڑھانا چاہتے ہیں تاکہ ان کی جان چھوٹ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مسٹر ارشد عمران سلہری۔

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! اس سے پیشتر فاضل دوستوں نے محکمہ صحت پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ جس میں وصی ظفر صاحب نے محکمہ صحت سے متعلق اور خصوصی طور پر دو وزراء کی موجودگی میں اس دور میں اس محکمہ کی جو کارکردگی ہے اس پر انھوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت محکمہ صحت انتہائی بدنظمی' بدانتظامی کا شکار ہے۔ محکمہ ہیلتھ کو بغیر کسی پلاننگ کے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا کہ جس کے پہلے دو وزراء تھے اور اب ان کے دو بااختیار سیکرٹری مقرر کر دیے گئے ہیں اور اس طرح آگے آئندہ پتا چل رہا ہے کہ دو ڈائریکٹر جنرل بھی بن رہے ہیں اس طرح ایک محکمہ میں دو محکموں نے کام شروع کر رکھا ہے جہاں حکومت اپنا خرچہ کم کرنے کا دعویٰ کرتی ہے وہاں اس کے برعکس تمام اخراجات اس محکمہ میں ڈبل ہو چکے ہیں۔ سیکرٹری صاحبان کو تمام مراعات اور تمام عملہ بھی مہیا کر دیا گیا ہے اب صورت حال یہ ہے کہ محکمہ ہیلتھ میں آپ ایک ٹرانسفر کی مثال لے لیں تو اب ملازم کو اس طرح face کرنا پڑتا ہے کہ جیسے اس نے ایک محکمے سے کسی دوسرے محکمے میں جانا ہے تو ان دو وزراء اور دو سیکرٹری صاحبان کی موجودگی میں اس محکمے کی یہ حالت ہے۔ دو وزراء اور دو سیکرٹری صاحبان کی موجودگی میں محکمہ صحت کے انتہائی اہم نوعیت کے فیصلے بھی ہفتوں نہیں بلکہ کئی ایسے واقعات اور معاملات ہیں جو کہ 11'11 ماہ یا سال سے معرض التواء میں پڑے ہوئے ہیں کیونکہ متعلقہ فائل پر جب تک دونوں وزراء اور دونوں سیکرٹری صاحبان متفق نہیں ہوتے اس وقت تک وہ فائل واپس محکمے میں نہیں جاتی۔ میں اس کی مثال یہاں دینا چاہتا ہوں کہ سابقہ

اجلاس میں بھی میں نے نشاندہی کی تھی کہ محکمہ ہیلتھ میں 36 کے قریب ڈاکٹرز کی جو گریڈ 19 سے گریڈ 20 میں پروموشنز ہوئی ہیں۔ ان کی پروموشن 95ء میں ہو چکی ہے لیکن آج تک اس کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا ابھی تک وہ فائل میرے بھائی چودھری بدرالدین صاحب کے پاس پڑی ہے تو ہمارا یہاں پر باتیں کرنا اور نشاندہی کرنا اسی طرح ہے کہ جیسے بھینس کے آگے بین بجانا کہ اس بات کی نشاندہی کو کم از کم تین یا چار ماہ ہو چکے ہیں۔ اسی واقعے کے اوپر سروسز ہسپتال کے ایم ایس جو گریڈ 19 میں ڈاکٹر ہیں ان کی پروموشن ہو چکی ہے۔ اس معاملے کو وہ ہائی کورٹ میں لے کر گئے ہائی کورٹ نے بھی محکمہ صحت کو direct کیا کہ ان کا نوٹیفکیشن کر دیا جائے لیکن ابھی تک نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! اسی طرح دو وزراء اور دو سیکرٹری صاحبان کی موجودگی میں ڈاکٹرز کو اس دوہرے کنٹرول کے بیچ میں ایک فٹ بال بنا دیا گیا ہے اور محکمہ پر افسر شاہی کا کم اور کلرک کریسی کا اس وقت زیادہ راج ہے۔ محکمہ میں زیادہ تر انتظامی عہدہ رشوت کے طور پر تعینات ہو رہا ہے جو زیادہ وقت وزراء اور افسروں کی چاپلوسی میں لگا رہتا ہے۔ جناب سپیکر! اس وقت کئی سیٹوں پر گریڈ 20 کی جگہ گریڈ 19 کا افسر کام کر رہا ہے اور سینئر افسران کو کھڈے لائن لگا دیا گیا ہے۔ جب سے دو وزراء بنائے گئے ہیں آپ اس محکمے کی کارکردگی دیکھ لیں آپ ادویات کی قیمتیں لے سکتے ہیں کہ اس کے اوپر بالکل کنٹرول نہ ہے۔ ادویات عام تو عام' خاص لوگوں کی پہنچ سے بھی دور ہو رہی ہیں۔ Life saving medicines اور دوسری تمام ادویات پر سیلز ٹیکس کا نفاذ بلاجواز ہے۔ میڈیسن بنانے والی کچھ کمپنیاں اپنی مرضی سے جب چاہیں اور جتنی چاہیں دوائی کی قیمت بڑھا دیتی ہیں اور یہ کمپنیاں وزارت صحت کی اجازت کے بغیر سابقہ قیمت کے اوپر مارکر لگا کر نئی قیمت لگا دیتی ہیں۔ اس کی میں ایک مثال دیتا ہوں یہ ہائی نون لیبارٹریز کی بلو کیپم ڈائیو فنٹی میڈیسن ہے۔ انھوں نے جون 96ء میں اس کی قیمت 77 روپے 28 پیسے رکھی تھی۔ اس وقت اس کی قیمت تقریباً 103 روپے 87 پیسے کر دی ہے۔ اس کمپنی نے ایک ماہ یا دو ماہ کے اندر 35 فی صد اضافہ کر دیا ہے کیا اس کمپنی کو حکومت یا ان وزراء میں سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے؟ جناب والا! ادویات کی قیمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ اب صورت حال یہ ہے کہ مریض دوائی کے بغیر مرنا پسند کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کہیں بھی جا کر ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ اکثر ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں کوئی دوائی موجود نہیں ہے حتیٰ کہ کئی ہسپتالوں میں فلوتھین تک موجود نہیں ہے جو بے ہوش کرنے

والی دوائی ہوتی ہے اور ہمارے آپریشن تھیٹر اس وجہ سے نا مکمل ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں عالیہ بارشوں میں محکمہ صحت حکومت پنجاب کی کار کردگی پر آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ عالیہ بارشوں میں لاہور کے اندر جنرل ہسپتال' سروسز ہسپتال اور جناح ہسپتال میں انتظامیہ کی نااہلی اور ان کی بدانتظامی کی وجہ سے کروڑوں روپے کی ادویات اورمشینری تباہ ہو گئی ہے۔ آج 15 یا 16 دن ہونے کو ہیں جنرل ہسپتال ابھی بھی کام شروع نہیں کر سکا۔ بدرالدین صاحب وہاں پر گئے ہیں اس کے آپریشن تھیٹر کے بارے میں یہاں حلفاً بتائیں کہ جنرل ہسپتال کی کیا صورت حال ہے۔ زرداری صاحب اس وقت وہاں پر گئے لیکن انھیں اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ اپنی گاڑی سے نکل کر اندر جاکر دیکھیں کہ ہسپتال کی کیا حالت ہے؟ جنرل ہسپتال کی ٹیلی فون ایکسچینج اس وقت بھی خراب پڑی ہوئی ہے۔ کروڑوں کی ادویات اور انتہائی ضروری جدید اور قیمتی equipment انتظامیہ کی سستی اور غفلت اور ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے ضائع ہوئی ہے۔ لاہور میں پنجاب حکومت کا نیورو سرجری کا واحد یونٹ جنرل ہسپتال میں ہے ۔ جنرل ہسپتال کی تاریخ کچھ اس طرح ہے کہ 1953ء میں سکندر مرزا مرحوم نے بیرکس کا افتتاح کیا تھا اور وہاں پر اس کو قائم کیا گیا ہے۔ اس وقت جو اس کا منصوبہ تھا کہ جسے دو سال پیشتر مکمل ہونا تھا اگر وہ مکمل ہو چکا ہوتا تو اس وقت جنرل ہسپتال میں پاکستان کے عوام کی گاڑھے پسینے کی کمائی سے جو ادویات ' جو مشینری تھی۔ اس کا نقصان نہ ہوتا۔ کیونکہ اگر یہ سامان اور مشینری شفٹ ہو جاتی تو یہ تمام چیزیں بچ سکتی تھیں اور اس کا انتظام دوسرے ہسپتالوں سے مختلف ہے کہ دوسرے ہسپتالوں میں آپریشن تھیٹر فرسٹ فلور پر ہیں اور جنرل ہسپتال میں تمام آپریشن تھیٹر گراؤنڈ فلور پر ہیں۔ ہمارے ہاں تو ہر سال بارشیں ہوتی ہیں۔ جنرل ہسپتال کا علاقہ نشیبی علاقہ ہے تمام بارشی پانی ہر سال یہاں آ کر تباہی کرتا ہے۔ یہ بھی پتا چلا ہے کہ جب جمعرات کو بارش ہوئی تھی تو اس وقت جنرل ہسپتال کے ایم ایس مری میں سیر سپاٹا کر رہے تھے۔ آپ بے شک اس کو اپنے دورے کی شکل میں شامل کر دیں۔سروسز ہسپتال کے تمام ادویات کے سٹور بیسمنٹ میں ہیں اور اس مرتبہ وہاں جناب سپیکر چھتوں تک پانی تھا اور کسی بھی اہلکار نے وہاں سے اس سامان کو' ادویات کو نکالنے کی کوشش نہیں کی' پانی منٹوں یا سیکنڈوں یا گھنٹوں میں وہاں داخل نہیں ہوا ' تین دن متواتر بارش ہوتی رہی۔ اگر ان کے اندر اہلیت ہوتی تو وہ تمام جو سامان تھا یا مشینری تھی اس کو بچایا جا سکتا تھا۔ پھر جناب سپیکر! جنرل ہسپتال اور جناح ہسپتال کی انتظامیہ نے

بارش کے پانی کے ہسپتال میں داخل ہونے سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے کہ جو ریکارڈ ابھی آڈٹ ہونا تھا اور سٹوروں کا متعلقہ ریکارڈ جان بوجھ کر پانی کی نذر کر دیا گیا ہے۔ میں اس کی باضابطہ درخواست کروں گا کہ انکوائری ہونی چاہیے۔ جناب والا! ان ہسپتالوں میں انتظامی افسران کی فوج ظفر موج جو ہے اس کا آپ اندازہ لگائیں کہ ایک ہسپتال میں ایک ایم ایس ہے ' تین سے لے کر پانچ تک ایڈیشنل ایم ایس ہیں اور ڈی ایم ایس چھ سے لے کر دس تک ہیں۔ جناب سپیکر! جہاں اتنے انتظامی افسر ہوں وہاں کسی ہسپتال میں یہ انتظامیہ کسی چیز کو محفوظ نہ کر سکی۔ جناب سپیکر جہاں یہ افسران بارش میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے جس کی وجہ سے محکمے کو کروڑوں کا نقصان ہوا بلکہ اس دوران معمول کا کام بھی بالکل بند رہا اور ناکارہ ہو جانے والی مشینری سے ہونے والے ٹیسٹ اور علاج معالجہ کی سہولتیں بھی معطل رہیں ۔ تمام سٹوروں میں پانی بھر جانے سے ادویات اور مشینری کا بے تحاشا نقصان محکمہ کی غفلت اور نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ کیونکہ اس نقصان کی ذمہ داری کا تعین کرنے کے لیے کوئی کارروائی منظر عام پر ابھی تک نہیں آئی ہے۔ جناب سپیکر! حالیہ سیلاب کے بعد ان علاقوں میں ہیپٹائٹس اور ٹائیفائیڈ کی ویکسین کی اشد ضرورت ہے۔ سیکرٹری صاحب بھی تشریف فرما ہیں دونوں وزراء صاحبان بھی تشریف فرما ہیں۔ وہ مجھے یہ بتائیں کہ ان حالیہ بارشوں میں کسی بھی کیمپ میں ' کسی بھی بی ایچ یو میں ' کسی ڈسپنسری میں ' کسی ریلیف کیمپ میں آپ نے عوام کو کسی قسم کی کوئی ویکسین دی ہے۔ ویکسین کہاں سے دیتے۔ گورنمنٹ کے پاس ابھی بھی اس وقت کسی قسم کی کوئی ویکسین موجود نہیں ہے۔ ان بارشوں میں عوام کو سانپ نے کاٹا ہے لیکن ان کے پاس اس کے لیے بھی ویکسین موجود نہیں ہے۔ میں حوالہ دینا چاہوں گا کہ کل میں منصورہ کی پچھلی طرف کرامت کالونی میں گیا' تقریباً سو کے قریب وہاں گھر ہیں اور ڈیڑھ سو کے قریب گھر ختم ہو چکے ہیں تو وہاں پر ڈسٹرکٹ ہیلتھ کا کیمپ لگا ہوا تھا میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے انچارج کون ہیں تو وہاں صرف ایک ڈسپنسر موجود تھا تو ان کے پاس صرف کھلی گولیاں جو بخار ' نزلہ زکام وغیرہ کی تھیں۔ میں نے ان کا رجسٹر بھی دیکھا اور ان سے پوچھا کہ آپ نے یہاں کسی بچے کو ہیپٹائٹس کا' ٹائیفائیڈ کا کوئی انجکشن دیا ہے تو ان میں سے ایک ملازم نے یہ کہا کہ ہم ویکسین یا وہ ٹیکے کہاں سے لگاتے کہ حکومت کے پاس تو ایسی ویکسین ہی موجود نہیں ہے۔ وہ شاید کہہ رہے تھے کہ ایران سے یا کہاں سے وہ ویکسین آتی ہے اور اس کے بعد یہ انجکشن لگائے جائیں گے تو وصی ظفر صاحب کہہ رہے تھے کہ محکمے کی بہت کارکردگی ہے۔ جناب والا!

صرف حکومتی وزراء نے اپنی کوریج کے لیے وہاں پر ٹی وی پر اور اخبارات میں اپنے بیانات کے لیے کیمپ لگائے۔ وہاں ادویات تو در کنار anti snake ویکسین بھی میسر نہ ہو سکی۔ یہاں میں اس بات کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ ان حالیہ بارشوں میں لاہور کے اندر پاکستان مسلم لیگ نے لاہور کے عوام کو جس طرح میڈیکل کی سہولتیں فراہم کی ہیں میں اس کے لیے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور ان کے اتفاق ہسپتال کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے تقریباً 26 یا 27 تاریخ سے لاہور کے اندر تمام حلقوں میں موبائل کیمپ لگائے۔ کم از کم 30 سے 40 ہزار کی ادویات ایک ایک موبائل کیمپ میں ہر حلقے کے اندر پہنچائیں۔ میرا کیمپ الحمد کالونی میں جو ایک بلڈنگ کی وجہ سے تباہ ہو گئی ہے وہاں لگا ہوا تھا۔ میرے کیمپ کے اوپر ساڑھے چار ہزار مریضوں کو ہم نے ادویات فراہم کیں۔ مجھے یہاں وزراء صاحبان بتائیں کے لاہور کے اندر کسی ڈسپنسری کی یہ لسٹیں ہیں اور اتنے مریض بارشوں کی وجہ سے فلاں آبادی سے یا فلاں علاقے سے ہمارے پاس آئے ہیں۔ جناب والا! اس طرح پاکستان مسلم لیگ کے زیر اہتمام تقریباً 30 کے قریب موبائل یونٹ ایک دن کے لیے تھے وہ پورے لاہور میں کام کرتے رہے ہیں۔ حکومت پنجاب نے جمعہ کے روز ایمرجنسی نافذ کی تھی کہ صوبے میں تمام بی ایچ یو، آر ایچ سی اور ڈسپنسریاں چوبیس گھنٹے کے لیے کھلی رہیں گی اور عملہ وہاں پر موجود رہے گا۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا یہ محکمہ صحت کے ایک ایڈیشنل سیکرٹری نے جو اپنی رپورٹ دی ہے۔ اس میں وہ جتنے بھی ریلیف کیمپوں پر گئے کہیں بھی ویکسین موجود نہ تھی کسی بی ایچ یو، آر ایچ سی میں ویکسین موجود نہ تھی اور ان سنٹروں میں عام دنوں میں جتنے مریض آتے رہے ہیں ان کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوا اتنے ہی مریض جو عام دنوں میں آتے تھے وہ آتے رہے۔ وہ اس لیے کہ اس کے لیے حکومت نے کسی قسم کی کوئی کاوش نہیں کی ہے۔ ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کی یہ رپورٹ ہے کہ تین بجے کے بعد خاص طور پر شیخوپورہ اور اوکاڑہ ضلع میں جس سنٹر پر بھی وہ گئے ہیں وہ سنٹر انھوں نے بند پایا، وہاں کسی قسم کا کوئی ملازم موجود نہ تھا۔ یہاں میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس وقت یہ وزراء صاحبان اور حکومت پنجاب کہاں سوئی رہی ہے کہ جب عوام اپنی تکالیف سے بیماریوں سے تڑپ رہے تھے، انھوں نے کیا اقدامات کیے تو اس کے لیے میں چودھری بدرالدین صاحب سے پوچھتا ہوں کہ وہ سیلاب کے دنوں میں کیا کام کرتے رہے ہیں۔ جناب والا! میرے پاس یہ لیٹرز ہیں کہ یہ صرف بارش کے دنوں میں آل پاکستان پرائم منسٹر گولڈ کپ، والی بال ٹورنامنٹ کے انتظامات کرتے رہے۔ یہ لیٹر میرے پاس ہے

ابھی میں اس کی کاپی آپ کو فراہم کرتا ہوں۔ اس کا ریفرنس نمبر PMG/5/TOO6 ہے۔ اس کے اوپر بدرالدین صاحب کے آرڈر ہیں۔ 25,26,27 تاریخ یہ وہ دن ہیں کہ جس وقت عوام بارشوں میں گھرے ہوئے تھے، تڑپ رہے تھے لیکن ہمارے وزیر صحت اپنے انتظامات میں لگے تھے کہ کم از کم ان کا یہ ٹارگٹ ہے کہ ہم اس طرح ایک کروڑ روپیہ اکٹھا کریں اور جس کے لیے انھوں نے اپنے محکمے کے تمام ڈی ایچ او ز جو اربن ہیں، تمام ہسپتالوں کے ایم ایس، ڈاکٹر ہیلتھ سروسز، میڈیسن فیکٹریز جو گورنمنٹ کو سپلائی کرتی ہیں، ان تمام افراد کو یہ لیٹرز بھیجے کہ آپ ہمیں donations دیں تاکہ ہم والی بال ٹورنامنٹ محترمہ بےنظیر بھٹو کے نام پر منعقد کروا سکیں۔ اس کے اوپر کہ جب ایمرجنسی نافذ ہو چکی ہے، ان آبادیوں میں قیامت آ چکی ہے تو ان وزراء کو ٹورنامنٹ کی سوجھی ہوئی ہے۔

جناب والا! یہاں میں یہ گزارش کروں گا کہ جو میں نے یہاں پر بیان کیا ہے۔ صوبائی اسمبلی کے ممبران کے اوپر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں سیکرٹری صاحب، ایڈیشنل سیکرٹری صاحبان شامل ہوں اور جس طرح سے لاہور کے ہسپتالوں کی کروڑوں روپے کی مشینری، ادویات جو ضائع ہوئی ہیں کہ کس افسر کا اس میں کتنا قصور ہے، کتنی اس نے غفلت برتی ہے تاکہ اس کے خلاف مکملہ طور پر کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔ تو میں آخر میں آپ کا اور ممبران کا انتہائی شکرگزار ہوں کہ میری بات کو انھوں نے غور سے سنا (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلے سپیکر ہیں چودھری اعجاز احمد بھرتھ۔۔۔۔، تشریف نہیں رکھتے۔ اگلے سپیکر ہیں خواجہ ریاض محمود۔

خواجہ ریاض محمود، بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے غالی حکومتی بنچوں کا شکریہ ادا کروں گا کہ اللہ کا شکر ہے کہ پنجاب کے سو وزیر اور مشیروں میں جناب چودھری بدر الدین صاحب، جن کا میں سمجھتا ہوں کہ دل دھڑک رہا ہے کہ وزیر اعظم صاحبہ لاہور میں پھر رہی ہیں اور وہ یہاں بیٹھے ہیں اور خدا جانے کن مجبوریوں کے تحت اور کس کے حکم پر وہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب غلام سرور خان صاحب جن کی میں بڑی قدر کرتا ہوں، بڑی عزت کرتا ہوں۔ بڑے محنتی وزیر ہیں ماشاء اللہ اور ایک مشیر صاحب چھوڑ گئے ہیں۔ دو وزیر اور ایک مشیر، یہ حکومت کا حال ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب بھر میں صحت کے معاملے پر بحث ہونے کے لیے آج سے تین دن پہلے جو ایجنڈا بنا اس کی یہ حالت ہے کہ کوئی مشیر کوئی وزیر یہاں پر اپوزیشن کی بات سننے کے لیے

تیار نہیں ہے۔ بہرحال' میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا کام ہے اذان دینا۔ حق کی آواز بلند کرنا۔ اور جو حکومتی ادارے یا حکومتی اہل کار ہیں ان کا کام ہے لوگوں کی مدد کرنا' لوگوں کو انصاف فراہم کرنا' لوگوں کو علاج و معالجے کی سہولتیں فراہم کرنا۔ یہ پنجاب کا صوبہ کوئی زمانہ تھا کہ دنیا بھر میں صحت کے لحاظ سے اپنی زرخیزی کے لحاظ سے مشہور تھا۔ اور میں یہ کہوں گا کہ صحت کے بل بوتے پر اور طاقت کے بل بوتے پر اس پنجاب کے صوبے نے بڑے بڑے نام ور پہلوان پیدا کیے۔ جو کئی سالوں تک رستم زماں کہلائے۔ جن میں گاماں پہلوان' جن میں امام بخش پہلوان' جن میں حمیدا پہلوان تھا جو پچاس پچاس سال تک دنیا بھر کے پہلوانوں کو للکارتے رہے لیکن پنجاب کے فضل و کرمے پنجاب کے سپوت ہونے کے ناتے' ایک صحت مند سپوت ہونے کے ناتے ان کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ یہ پنجاب ہے صحت کے لحاظ سے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ اور آج اسی پنجاب کے صوبے میں جس نے گاماں پہلوان اور امام بخش کو جنم دیا تین تین چار چار پاؤنڈ کے بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ لیڈی ولنگڈن ہسپتال' گنگا رام ہسپتال کا ریکارڈ منگوا کر دیکھیے۔ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا' خدا کے لیے میرے ساتھ ہسپتال چلو۔ میں نے کہا' کیا ہوا؟ اس نے کہا.....

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے خواجہ ریاض محمود صاحب کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ گاماں پہلوان ڈائرکٹ گاماں پہلوان نہیں پیدا ہوا تھا۔ جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے تین چار' پانچ یا آٹھ پاؤنڈ کا پیدا ہوا ہے۔ اور میں آج جو گاماں کی طرح آپ کو نظر آ رہا ہوں میں بھی ساڑھے تین پاؤنڈ کا پیدا ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' خواجہ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

خواجہ ریاض محمود، میرے بھائی ہیں' میں ان کا کیا جواب دے سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ جواب نہ دیں' اپنی تقریر جاری رکھیں۔

خواجہ ریاض محمود، میرا خیال ہے' جس وقت باشی خان پیدا ہوئے ہوں گے وہ بارہ چودہ پاؤنڈ سے کم نہیں ہوں گے۔ تو جناب سپیکر! میں یہ حقیقت بیان کر رہا ہوں' آپ کو کوئی افسانہ بیان نہیں کر رہا۔ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ میرے ہاں دو جڑواں بیٹے پیدا ہوئے ہیں۔ گنگا رام ہسپتال میں دو چار ماہ کی بات ہے۔ تو میں نے اس سے کہا کہ مجھے کیا کہنا چاہتے ہو؟ کہنے لگا کہ ہسپتال والے

ہمیں جواب دے رہے ہیں اور بچوں کی حالت ایسی نہیں ہے کہ ان کو وہاں سے شفٹ کیا جائے۔ یا گھر لایا جائے۔ میں اس کے ساتھ گیا۔ میں نے وہاں پر جا کر دیکھا کہ بالکل ننھے ننھے دو بچے تین تین پاؤنڈ کے، جیسے چرغا نہیں ہوتا، اس قسم کے وہ بچے تھے۔ میں نے ان کو کہا کہ یہ اتنے کمزور پیدا ہوئے ہیں، کیا ان کی ماں کمزور ہے؟ تو میں نے دیکھا کہ ان کی ماں بھی کوئی اتنی کمزور نہیں تھی۔ ہسپتال والے جواب دے رہے تھے کہ ان کی مزید زندگی یا ان کے مزید علاج کے لیے ہمارے پاس کوئی وسائل نہیں ہیں۔ ان کو کسی پرائیویٹ ہسپتال میں لے جاؤ۔ چنانچہ مجبوراً انھوں نے ان دونوں کو ڈسچارج کر دیا۔ ایک دو روز کے اندر وہ بےچارہ میرے ساتھ ہولی فیملی ہسپتال میں گیا اور وہاں داخل کروایا۔ خصوصی طور پر ان کا علاج جس طرح ڈاکٹروں نے کرنا تھا کیا۔ اور یقین جانو کہ اس کا تیس ہزار بل بنا۔ جناب سپیکر! یہ پرائیویٹ ہسپتال جو ہیں، جو قصاب خانے بنے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے ڈاکٹر مصیبت زدہ مریضوں کو، جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہے، سرکاری ہسپتالوں میں ان کو بہلا پھسلا کر یہاں پر پرائیویٹ ہسپتالوں میں لا کر حلال کرتے ہیں۔ حکومت کی اس طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ حکومت اس معاملے میں بالکل ناکام ہو چکی ہے۔ چودھری بدر الدین صاحب تو میری طرح تھوڑے بہت پڑھے ہوئے ہیں۔ بےچاروں کو مصیبت ڈال دی۔ ان کو تو کوئی اور محکمہ دینا چاہیے تھا۔ کبھی اخبار میں آتا ہے کہ شاہراہ قائداعظم پر ملکہ کے بت کے پاس ڈاکٹروں کے جلوس کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ کبھی آتا ہے کہ بھنگیوں کی توپ کے پاس نرسوں نے جلوس نکالا ہوا ہے اور ہسپتال کے سامنے جلوس نکالا ہوا ہے اور چودھری صاحب ان سے مذاکرات کر رہے ہیں۔ ان بےچاروں کی تین سال، دو اڑھائی سال کی وزارت مذاکرات میں ہی گزر رہی ہے۔ حکومت کی کوئی واضح پالیسی نہیں ہے۔ اتنے بڑے کروڑوں عوام کے صوبے میں ہم بھی یہاں پر تین سال سے ممبر ہیں۔ حکومت کی صحت کے سلسلے میں کوئی واضح پالیسی نہیں ہے۔ حکومت نے صرف اس محکمے کو دیہی طور پر اور شہری طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ تاکہ اختیارات کی تقسیم کرنے کے بعد شاید کام آسان ہو جائے لیکن حکومت لوگوں کو علاج و معالجہ کی سہولتیں دینے میں شہری سطح پر اور دیہی سطح پر بالکل ناکام ہو چکی ہے۔ بڑے بڑے پرائیویٹ ہسپتالوں میں معمولی معمولی آپریشن پر چالیس چالیس ہزار روپیہ بل بنتا ہے۔ وہ لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ اسی حکومت کے دور میں ۳۰۰ فیصد سے زیادہ دوائیوں کا ریٹ ہوا ہے۔ پہلے جو ایک اڑھائی تین روپے کا پتا ہوتا تھا وہ اب آٹھ روپے کا آ رہا ہے جو کہ غریب کی دسترس سے باہر ہے۔ دوا ساز کمپنیاں جعلی دوائیاں بنا کر لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہی ہیں اور کوئی پرسان حال

نہیں۔ حکومت کے سر پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ڈرگ انسپکٹروں نے لوٹ مچا رکھی ہے۔ وہ کمپنیوں سے منتھلیاں لے رہے ہیں اور چودھری بدرالدین صاحب لمبی تان کر سوئے ہوئے ہیں۔ یہ حکومت کا حال ہے۔ جو حکومت اپنے فرائض سے غافل ہو جائے اس کے دن گنے جاتے ہیں اور اس حکومت کے اب پاؤں اکھڑ چکے ہیں۔ جو حکومت غریب کو علاج کی سہولتیں نہ دے سکے، غریب کے علاج کا مداوا نہ کر سکے اس کو برسراقتدار رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں چودھری بدرالدین کو چیلنج کرتا ہوں کہ میوہسپتال میں لاکھوں، کروڑوں روپے کی قیمتی مشینری معمولی معمولی پرزوں کی وجہ سے خراب پڑی ہے۔ کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔ کوئی ان کی طرف دیکھتا نہیں۔ میرے ایک دوست کا بیٹا ہسپتال میں داخل ہوا۔ وہ تھوڑا سا اس مشینری کے کام کا ماہر تھا۔ اس نے لاکھوں روپے کی مشینری چند ہزار روپے پلے سے خرچ کر کے کارآمد بنا دی اور حکومت کہاں سوئی ہوئی ہے۔ ڈسپرین کی گولی تک ہسپتال میں مہیا نہیں ہے۔ کروڑوں روپے کی دوائیوں کا بجٹ میوہسپتال، گنگارام ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال اور دوسرے سرکاری ہسپتالوں کے لیے مختص ہے لیکن کسی مریض کو ایک ڈسپرین کی گولی بھی مہیا نہیں کی جاتی بلکہ اگر کسی کو آپریشن کے لیے آپریشن تھیٹر میں لے جایا جاتا ہے تو دوائیوں کے نسخے آپریشن تھیٹر میں اس طرح آتے ہیں جیسے بھری برسات میں ساون برستا ہے۔ یہ صورت حال ہے۔ جناب سپیکر! چودھری بدرالدین صاحب کو پوچھیں کہ میوہسپتال کا راستہ کدھر کو جاتا ہے تو یہ باغبانپورہ کی طرف راستہ بتا دیں گے۔ یہ حکومت کا حال ہے۔ حکومت مکمل طور پر فیل ہو چکی ہے۔ وزیروں، مشیروں کی بغیر بیماری کے اتنی اتنی موٹی گردنیں ہیں۔۔۔ (قہقہے)

جھنڈے والی گاڑی میں جا رہے ہیں۔ کبھی مال روڈ پر اِدھر جاتے ہیں اور کبھی اُدھر جاتے ہیں۔ کبھی بیگم صاحبہ کا حال پوچھنے گھر پر چلے جاتے ہیں لیکن غریب کے لیے کوئی کام نہیں ہے۔ غریب کا کوئی دکھ درد نہیں ہے۔ حالانکہ ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ یہی وہ غریب لوگ ہیں جو ٹیکس ادا کرتے ہیں، یہی وہ غریب لوگ ہیں جنھوں نے ان کو ووٹ ڈال کر وزیر بنایا ہے اور مشیر بنایا ہے۔ ان کے حالات سے غفلت میں سمجھتا ہوں کہ مجرمانہ غفلت ہے۔ یہ حال ہے اس حکومت کا۔ یہ حال ہے اس گورنمنٹ کا۔ تو صحت کے سلسلے میں تعلیم کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا بجٹ پنجاب حکومت نے صحت پر رکھا ہوا ہے۔ میں حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اربوں اور کروڑوں روپے کا بجٹ جو ہے یہ صحت پر جو رکھا ہوا ہے یہ آپ کہاں خرچ کر رہے ہیں؟ ہسپتال میں تو دوائی نہیں ملتی،

داخلہ نہیں ملتا' کوئی نیا ہسپتال آپ نے نہیں بنایا تو پھر یہ اربوں روپیہ کون کھا جاتا ہے؟ بڑے بڑے افسر' سیکرٹری صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں' کسی زمانے میں لاہور کے کمشنر تھے' ماشاء اللہ بڑے نیک افسر ہیں' خدا جانے یہ بھی کیوں فیل ہو گئے ہیں؟ کبھی انھوں نے میو ہسپتال میں چھاپہ نہیں مارا۔ کبھی انھوں نے یہ دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ اس ہسپتال میں اگر ۱۰۰ ڈاکٹر ہے تو ۷۰ غیر حاضر ہیں اور وہ کیوں غیر حاضر ہیں؟ یہ شہروں کی حالت ہے۔ دیہات والے تو گھر بیٹھے کئی کئی مہینے غلط حاضریاں لگا کر جعلی documents کے ذریعے تنخواہیں جیبوں میں ڈال رہے ہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور ایک معمولی کمپوڈر وہاں پر رکھا ہوا ہے' پٹیاں باندھی ہوئی ہیں اور وہ سب کو ایک ہی قسم کی پٹیاں دے رہا ہے جیسے لاہور کوٹ لکھپت جیل میں جب میں بیمار پڑا تو مجھے ڈاکٹر نے گولیاں دیں۔ میں نے کہا کہ پیٹ میں درد ہو رہا ہے تو اس نے مجھے دو چار گولیاں دیں اور کہا کہ جاؤ کھاؤ جا کر۔ پھر سات آٹھ روز کے بعد مجھے بخار ہوا تو میں پھر گیا تو وہی گولیاں دے دیں۔ میں نے کہا کہ یہ تو وہی گولیاں ہیں۔ کہنے لگا کہ ۱۰ روپے کی ہزار گولی آتی ہے۔ ہر مرض کے لیے ہم یہی سپلائی کرتے ہیں۔ یہ حال ہے۔ ہسپتالوں کے کچنوں میں پکنے والا کھانا مریضوں کے لیے اور جیل میں پکنے والا کھانا قیدیوں کے لیے ایک ہی سطح کے کھانے ہیں۔ وزیروں کا یہ کام ہے جو عوام کے ٹیکسوں سے تنخواہیں لیتے ہیں کہ ہسپتالوں میں جا کر چھاپے ماریں۔ وہاں پر جا کر کارکردگی کا مظاہرہ کریں۔ مریضوں کا ہاتھ پکڑ کر ان کی نبضیں دیکھیں۔ انھوں نے ان کو جھنڈے والی کاروں پر بٹھایا ہے۔ مال روڈ پر اس طرح جھنڈے والی کاروں میں پھر پھر' پھر پھر کرتے ہیں۔ ایک طرف پاکستان کا جھنڈا لگا ہوا ہے۔ دوسری طرف پیپلز پارٹی کا جھنڈا لگا ہوا ہے۔ یہ دو دو جھنڈے عوام کے یہاں یہاں تک آئے ہوئے ہیں۔ عنقریب ان کی کاروں کو مال روڈ پر روک کر ان کو گریبانوں سے پکڑیں گے اور کاروں سے باہر نکالیں گے جن کے مفادات کی نگہداشت میں انھوں نے اتنی غفلت برتی ہے لوگ جب انتقام پہ آ جاتے ہیں تو وزیروں' امیروں کا یہی حال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے دوست اور میرے فاضل بھائی جناب ارشد عمران سلہری نے حالیہ بارشوں کا ذکر کیا۔ میں ان کی بات کی تائید کرتے ہوئے آپ سے اس بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ حالیہ بارش میں لاہور کی جو نئی آبادیاں ہیں ان میں اس قدر تباہی ہوئی ہے جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ میری ڈیوٹی مسلم لیگ کے قائد نواز شریف صاحب کی طرف سے شاہدرہ کی ڈیڑھ سو بستیوں میں لگائی گئی۔ میں

نے آٹھ دن وہاں پر دس ایمبولینسیں لے کر کیمپ لگایا اور دس ٹیمیں لے کر وہاں پر مختلف آبادیوں میں جاتا رہا جن میں سے چند کے نام میرے پاس موجود ہیں۔ شاہدرہ کی بستی بیگم کوٹ، جیا موسیٰ، مجاہد کالونی، جاوید کالونی، مدینہ کالونی، عزیز کالونی، کالا خطائی روڈ، ونڈالہ روڈ، فرخ آباد کی بستیاں جو ۱۰ سے ۱۵ فٹ پانی میں کئی روز تک ڈوبی ہوئی تھیں۔ ہم وہاں پر میڈیکل کی ٹیمیں لے کر ڈاکٹروں کے ساتھ گئے۔ آپ سن کر حیران ہوں گے کہ ان پانی میں گھری ہوئی بستیوں میں جہاں لوگوں کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ ہم نے ان بستیوں میں پانی کے اندر جا کر لوگوں کے گھروں میں ان کو میڈیکل ایڈ فراہم کی۔ یقین جانیں ایک ڈاکٹر، ایک لیڈی ڈاکٹر اور دو چار ہمارے مسلم لیگی ساتھیوں نے ایک ایک کیمپ میں چھ چھ سات سات گھنٹے کے وقت میں چار چار سو مریضوں کو دیکھا۔ ان کو پیٹ کی بیماریاں، آنکھوں کی بیماریاں، ملیریا، ٹائیفائیڈ اور گندے پانی میں چھ چھ سات سات دن پھرنے کے بعد ان کے بچوں کے پاؤں گلے ہوئے تھے۔ کس کس بات کا ذکر کریں اور کیوں کہیں کہ،

کیوں کہیں یہ ستم آسماں نے کیے
دکھ ہمیں جو دیے اس جہاں نے دیے
اونچے اونچے گھروں میں جو ہے روشنی
جل رہے ہیں ہمارے لہو کے دیے
کیوں کہیں یہ ستم آسماں نے کیے

اور یہ دس ٹیمیں آٹھ دن جاتی رہیں۔ جناب سپیکر! آپ سن کر حیران رہیں گے کہ ہزارہا لوگوں کو ہم نے ان آٹھ دنوں میں میڈیکل ایڈ دی اور میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اس اسمبلی کے فلور پر دعوے سے کہتا ہوں کہ ان ہزاروں آدمیوں کو میڈیکل ایڈ دینے کی وجہ سے وہاں ان بستیوں میں بیماریوں کا جو سیلاب اُمڈ کر آنا تھا وہ کسی حد تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رک گیا ورنہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں پر ہزاروں لوگوں کی جانوں کو جناب سپیکر! خطرہ تھا۔ اگر پرائیویٹ طور پر مسلم لیگ یہ کام کر سکتی ہے تو بے پناہ وسائل رکھنے والی حکومت پنجاب کہاں ہے؟ میں نے ایک بستی میں ان کا صرف ایک کیمپ لگا ہوا دیکھا اور میں وہاں پر گیا مجھے وہ جانتے نہیں تھے میں نے کہا کہ بتائیں ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب تو روٹی کھانے گئے ہوئے ہیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں اس نے کہا کہ میں تو کمپاؤنڈر ہوں۔ میں نے پھر دریافت کیا کہ کیا کوئی دوائی ہے تو

اس نے کہا کہ صرف ڈسپرین کی گولیاں ہیں باقی سارا کچھ ختم ہو گیا ہے۔ اس وقت ساڑھے دس بجے تھے میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کب سے آئے ہوئے ہیں اس نے کہا کہ جی ہم نو، سوا نو یا ساڑھے نو بجے یہاں پر آئے ہیں تو جناب والا! سرکاری کیمپوں کی یہ صورت حال تھی اور اللہ کے فضل و کرم سے مسلم لیگ کو اس بات پر بڑا اعتماد ہے کہ اس نے غریبوں کی بروقت خدمت کی ہے اور ان سے دعائیں لی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یہ کروڑوں عوام کا صوبہ جو پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور اس صوبے کے عوام نے پاکستان کی آزادی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ ہماری جوان بہنوں نے اپنی عصمتوں کے چراغ گل کیے ہیں، لاکھوں عورتیں بیوہ ہو گئیں لاکھوں ماؤں کے سامنے ان کے جوان بیٹوں کو شہید کر دیا گیا۔ اب حکومت پیپلز پارٹی کے پاس ہے اور ہر قسم کا اختیار ان کے پاس ہے وفاقی سطح پر بھی حکومت بااختیار ہے لیکن عوام سو فیصد بیزار ہے ان کو نہیں پتا کہ عوام کس حالت میں اپنا گزارہ کر رہے ہیں تو جناب چودھری بدرالدین صاحب اور جناب غلام سرور خان صاحب میرے بھائی ہیں میں ان کا احترام کرتا ہوں لہذا میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ان قربانیاں دینے والے لوگوں کے لیے جنہوں نے پاکستان بنانے کے لیے اپنا مرکزی کردار ادا کیا وہ ہسپتالوں کے برآمدوں میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہے ہیں اللہ نے آپ کو صاحب طاقت کیا ہے آپ کو صاحب عزت کیا ہے، آپ کو صاحب احترام کیا ہے آپ اس بارے میں کوئی جامع پالیسی دیں آپ ہسپتالوں میں جائیں مریضوں کی حالت زار کو دیکھیں، ڈاکٹروں کو چیک کریں اور ایک جامع پالیسی دیں جس سے لوگوں کو اپنے علاج و معالجے کے لیے بہتر سے بہتر سہولتیں دی جائیں اور یہی قائد اعظم نے کہا تھا کہ پاکستان اس لیے بنایا جا رہا ہے کہ یہاں پر لوگوں کو ہر قسم کی بہتر سے بہتر سہولتیں مہیا کی جائیں گی تو جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے دونوں وزیر بھائیوں کی خدمت میں ہاتھ باندھ کر گزارش کرتا ہوں کہ آپ اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے غریب نادار اور بے سہارا لوگوں کے علاج و معالجے کے لیے ایک جامع اور بہتر پالیسی دیں جس کو سختی سے رائج کروائیں اور اس پر عملدرآمد کروائیں تاکہ لوگوں کو صحت و صفائی کے، مواقع آسانی کے ساتھ حاصل ہو سکیں ــــــــــ پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلے سپیکر جناب عبدالرؤف مغل ہیں۔ جی مغل صاحب۔

جناب عبدالرؤف مغل، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! مجھے اس ایوان کے ذریعے پنجاب کی دکھی انسانیت اور غریب عوام کے مسائل پر بات کرنے کا جو موقع ملا ہے ---------

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سے پہلے کہ یہ اپنی سپیچ ختم کریں اور جناب وزیر صحت اس کو واٹنڈ اپ کریں میں ایک اہم مسئلے پر آپ کی ووٹنگ کرواؤں گا اس لیے میں حکومتی پارٹی کو بھی بتا رہا ہوں کہ اگر آپ فیل ہو گئے تو میں اپنا decision دوں گا۔ میں آج ایک نیا decision دوں گا جو اس اسمبلی میں آج تک کبھی نہیں ہوا۔ میں اس لیے پہلے واضح کر رہا ہوں کہ حکومتی پارٹی یا اپوزیشن یہ نہ کہے کہ انہوں نے آناً فاناً یہ بات کر دی اور ہمارے نوٹس میں یہ بات نہیں لائے کہ یہاں پر ممبران کا ہونا ضروری تھا---------- جی مغل صاحب۔

جناب عبدالرؤف مغل، شکریہ جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کی حاضری کے لیے آپ کی آج کی رولنگ انشاء اللہ بہت موثر ثابت ہو گی۔

جناب والا! میں بات کر رہا تھا کہ پنجاب کے ہسپتالوں میں عمومی طور پر ڈاکٹروں کا جو کردار ہے اور سرکاری ہسپتالوں کا جو رول ہے وہ Booking Agencies کا کردار ادا کر رہے ہیں پنجاب کے غریب عوام کو نہ تو ڈاکٹر کی صحیح توجہ ملتی ہے اور نہ انہیں ادویات مہیا کی جاتی ہیں۔ ان کے پاس نہ کوئی سفارش ہے اور نہ ان کی جیب میں رقم ہے کہ وہ بازار سے مہنگی ادویات لیں لہٰذا جو بات خواجہ صاحب فرما رہے تھے کہ وہ ڈیوٹیوں میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اپنی زندگی ختم کر لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہسپتالوں میں جو ڈاکٹر حضرات تعینات ہیں وہ اس لیے تعینات ہیں کہ ان کی پرائیویٹ پریکٹس کامیابی سے چلے لوگوں میں ان کا تعارف ہو جائے کہ فلاں ڈاکٹر جو سول ہسپتال میں، میو ہسپتال میں، ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال میں سرجن کے طور پر یا سپیشلسٹ کے طور پر یا کسی میڈیکل آفیسر کے طور پر کام کر رہا ہے۔ بہت اچھا ہے یعنی وہ اپنا ایک بہتر تعارف پانے کے لیے سرکاری ہسپتال میں ملازمت حاصل کرتا ہے ورنہ وہ ایف۔ایس۔ سی کرنے کے بعد جو پہلا بیان دیتا ہے کہ میں ڈاکٹر بن کر قوم کی خدمت کروں گا وہ جذبہ وہاں مفقود نظر آتا ہے۔

جناب والا! وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے لہٰذا میں محدود سی بات کروں گا۔ میرا تعلق گوجرانوالہ سے ہے اور گوجرانوالہ کے ہسپتال میں ایک ڈویژنل ہیڈ کوارٹر سنٹر ہونے کے ناطے سے مریضوں کی بہت بڑی تعداد ہوتی ہے لیکن گوجرانوالہ میں سرجن کی تعداد آٹھ سے زیادہ ہے جبکہ گوجرانوالہ میں

صرف ایک آپریشن تھیٹر ہے اور ایک سرجن کو ہفتہ وار ایک دن بھی نہیں ملتا کہ وہ اس آپریشن تھیٹر میں اپنے مریضوں کو سہولت مہیا کر سکے لہٰذا وہ جو آؤٹ ڈور کے طور پر وہاں پر مریضوں کو چیک کرتے ہیں وہ ہر روز انہیں پرائیویٹ ہسپتالوں کا راستہ دکھاتے ہیں اور خود یہ جانتے ہیں کہ ہسپتال کے آپریشن تھیٹر میں ناکافی سہولیات کے سبب آپ اگر کامیاب آپریشن کروانا چاہتے ہیں اور septic ہونے سے اپنے زخموں کو بچانا چاہتے ہیں تو آپ فلاں پرائیویٹ ہسپتال میں چلے جائیں ہم وہاں آپ کو treatment دے دیں گے جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے غریب عوام کے ساتھ نہایت زیادتی ہے۔ ڈاکٹر کے تمام تر مشاہرے اور ان کی رہائش ان کے الاؤنسز تو غریب عوام کے خون پسینے سے ادا کیے جائیں اور اس سے فائدہ صرف ایک متمول طبقہ ان کے پرائیویٹ ہسپتالوں میں جا کر حاصل کرے۔ غریب لوگ ان پرائیویٹ ہسپتالوں میں بھی نہیں جا سکیں گے۔

جناب سپیکر! جناب بدرالدین صاحب اس وقت اپنے دوستوں کے ساتھ مصروف گفتگو ہیں میں ان کی توجہ چاہتا ہوں تاکہ وہ میری بات کا جواب دے سکیں لہٰذا آپ ان کو متوجہ فرمائیں۔

جناب والا! میں اپنی بات دوبارہ دہراتا ہوں کہ گوجرانوالہ میں صرف ایک آپریشن تھیٹر ہے جبکہ وہاں پر آٹھ سرجن موجود ہیں اور ان کے کام کے جو 6 دن کے اوقات ہیں ان کو ہفتہ وار ایک دن بھی نہیں ملتا کہ وہ وہاں پر اپنی مہارت اور اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر سکیں۔ لہٰذا چودھری بدرالدین' وزیر صحت صاحب' میں بات کر رہا تھا کہ وہ تمام مریضوں کو پرائیویٹ ہسپتالوں کا راستہ دکھاتے ہیں ان سے قوم کو بچایا جائے تاکہ جو ہسپتال بنائے گئے ہیں وہ اپنی افادیت کا پورا اظہار کر سکیں۔ گوجرانوالہ میں پچھلے دور میں پانچ آپریشن تھیٹرز کی تعمیر شروع ہوئی جو آج تک نامکمل ہے اور تین سال گزرنے کے بعد بھی ان نامکمل آپریشن تھیٹرز کی تکمیل نہیں ہو سکی۔ میں چاہوں گا کہ بدرالدین صاحب اس بات کا جواب اپنی تقریر میں واضح طور پر دیں کہ وہ آپریشن تھیٹرز کب in operation آ جائیں گے۔

میرے دوست جناب وصی ظفر صاحب محکمہ صحت کی کارکردگی پر بڑے ڈونگرے برسا رہے تھے کہ سیلاب کے دنوں میں محکمہ صحت نے بڑا نمایاں کام کیا ہے اور لوگوں کی بڑی خدمت کی ہے۔ میں لاہور کے ایک ایسے ہسپتال کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں جو پنجاب بھر کے مفلوج لوگوں کے لیے ایک پناہ گاہ ہے۔ میری مراد Psychiatric Hospital ۔ جہاں پر جناب وزیر صحت کی خصوصی

نگاہ پڑی ہے اور وہاں پر ایم ایس اور تقریباً ستر فیصد ڈاکٹروں کو بیک قلم تبدیل کر دیا گیا ہے ۔ اور یہ سب کچھ سیلاب کے دنوں میں ہوا ہے ۔ پتا نہیں اس سے ان ذہنی طور پر mentally retarded لوگوں کا کیا بھلا ہو گا۔ جو وہاں پر سیٹ اپ چل رہا تھا اس سے ان کو ایک سہولت میسر تھی اور سارا سلسلہ disturb کر کے وہاں پر مخلص اور دیانتدار لوگ تھے ان میں سے کسی کو پنڈی بھجوا دیا گیا ہے ' کسی کو بہاولپور بھجوا دیا گیا ہے ۔ وہاں پر ہوسٹل میں دو تین ایسی نرسیں تھیں جو اس ہسپتال کی ملازم نہ ہیں اور کسی دوسرے ہسپتال میں ملازم ہیں ۔ ان تین نرسوں میں سے دو ٹیلی ویژن کی اداکارہ ہیں۔ جب ہوسٹل کی انچارج نے ان کے غلط رویوں کی وجہ سے بے وقت رات بارہ ' ایک ' دو بجے ہوسٹل آنے کی وجہ سے باز پرس کی ' ان پر ایکشن لیا اور انھیں وہاں سے فارغ کیا بلکہ عدلیہ نے انھیں آرڈر کیا کہ ان سے ہوسٹل خالی کروایا جائے۔ ہمارے فاضل وزیر نے خصوصی شفقت فرمائی اور انھیں زبردستی دوبارہ رہائش دے دی۔ پتا نہیں ان خوش شکل نرسنگ سٹاف میں کیا خوبی ہے کہ جناب بدرالدین صاحب کی اتنی توجہ کی وہ مستحق ہو گئیں ۔ پتا نہیں ادھر کیا کمی ہے اور ادھر کیا اضافہ ہے ۔ حالانکہ وہاں پر ایسا سٹاف موجود ہے اور ایسے ڈاکٹرز موجود ہیں جو چار چار سال سے بھی زیادہ عرصہ سے وہاں پر تعینات ہیں۔ اور ایم ایس جس کو ابھی وہاں صرف ایک سال ملازمت کرتے ہوا ہے اسے اٹھا کر دور دراز پنڈی بھجوا دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ victimisation ہے اور لوگوں کو پریشان کرنے والی بات یہ ہے کہ پنجاب کی خدمت ہے اور نہ مریضوں کے لیے اس میں بھلا ہو گا ۔ خدارا اپنے رویوں کو تبدیل کریں اور آپ کو جو لوگ گائیڈ کر رہے ہیں ' آپ کا جو حلقہ بنا ہوا ہے ' آپ کے جو احباب ہیں ان کو چیک کریں کہ وہ آپ کو کس لائن پر لے جا رہے ہیں۔ اگر خدمات کا یہی انداز رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے عوام نہایت مایوس ہوں گے ۔ میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آیا ایم ایس صاحب کا ایک سال کی ملازمت کے دوران تبادلہ کیا جانا ضروری تھا ۔ اور ان کے تبادلہ کے جو آرڈر کیے گئے ہیں ان میں آپ کی طرف سے زور دیا گیا ہے کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اس پر عملدرآمد کروایا جائے ۔ حالانکہ روٹین میں ایسا نہیں ہوتا ۔ وہاں پر عجیب عجیب کہانیاں ہیں ۔ اخبارات میں ان کی تفصیلات آ چکی ہیں۔ میں اخبار کا نام نہیں لینا چاہتا۔ یقیناً ہمارے محترم وزیر کی نظر سے وہ ضرور گزری ہوں گی ۔ بلکہ اس اخبار والے نے ایک کاپی خصوصی طور پر ان کو بھجوائی ہو گی ۔ اس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ جو ہسپتال کے پردے ہیں وہ ان کے کسی اسسٹنٹ نے منگوائے جو ان کو مہیا نہ کیا گیا لہذا

کچھ لوگوں کا ایڈمنسٹریٹو پوسٹوں سے تبادلہ کر دیا گیا۔ اور اب جن کو تعینات کیا گیا ہے انھوں نے لمبے وعدے کیے ہیں۔ خدارا پنجاب کو ایسی بدعنوانی سے بچایا جائے۔ کم از کم مینٹل ہسپتال کے مریضوں کی آہ راستے میں نہیں رکے گی۔ ان کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔ انھیں صرف عام میں پاگل کہا جاتا ہے لیکن مجذوب بھی انھی میں ہوتے ہیں۔ اور لوگ ایسے لوگوں سے دعائیں کراتے ہیں۔

میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں تاکہ وزیر موصوف کھل کر ان اعتراضات کا جواب دے سکیں جو ان پر کیے گئے ہیں۔ اس کے لیے ان کو زیادہ موقع مل سکے۔ ڈی ایم ایس اور دس افراد پر مشتمل کمیٹی نے سٹاف نرسوں کو نکلنے اور ان کے متعلق جو بعد میں ایکشن لیے گئے ان کے متعلق جو رپورٹ جاری کی ہے وہ چیف منسٹر ہاؤس میں یقیناً موجود ہے اور ہمارے ہیلتھ منسٹر کو بھی اس کی کاپی آ گئی ہو گی۔ خدارا اس کو پڑھیے اور اس کو دیکھیے کہ کہاں سے اس کے سارے تار ہلائے جا رہے ہیں۔ ایسے ڈاکٹر جو انتہائی دیانتداری کے ساتھ وہاں فرائض انجام دے رہے ہوں ان کا تبادلہ کیا جانا بڑا محل نظر ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ چیف منسٹر آفس اور ہیلتھ منسٹر آفس کے لوگ بھنوروں کی طرح نرسز سٹاف ہاسٹل کا چکر لگاتے رہتے ہیں۔ اور جب ان پر اعتراض کیا گیا تو یہ سارا ایکشن ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حیدر جو، چاپلوس اور خوشامدی ڈاکٹروں اور سٹاف کو مقرر کر کے آپ قوم کی خدمت نہیں کر سکتے۔ اگر آپ پنجاب کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو میرٹ پر ایکشن لیں۔ انشاء اللہ لوگ آپ کو دعائیں دیں گے اور اس بدعنوانی سے لوگوں کو بچایا جائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ! اب میرے خیال میں وزیر صحت اپنی wind up speech کریں گے۔ چودھری صاحب، آپ کتنا ٹائم لیں گے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ جو باتیں دوستوں نے کی ہیں اگر تفصیل سے نہیں تو ان کا اجمالی جائزہ ضرور لوں اور ان کا جواب دے سکوں اور ان دوستوں کا شکریہ بھی ادا کر سکوں جنھوں نے اچھی تجاویز دی ہیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ یہ قدغن جو کہ دوسرے ممبران پر نہیں لگائی گئی مجھ پر بھی نہ لگائی جائے۔ میری کوشش ہو گی کہ میں ان کی تفصیل میں نہ جاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، درست ہے۔ آپ کو اجازت ہے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں تمام ممبران خاص طور پر اپنے ان فاضل ممبران کا جن میں جناب تابش الوری صاحب، عمران مسعود صاحب، میاں سعید احمد شرقپوری صاحب اور خاص طور پر

خواجہ ریاض محمود صاحب اور عبدالرؤف مغل صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے بہت سی ایسی باتیں کی ہیں جن سے مجھے یہ موقع ملا ہے کہ میں اس فورم پر کھڑا ہو کر ان باتوں کا جواب دے سکوں جن کا شاید میں بہتر انداز میں جواب نہ دے سکتا۔ اس سے پہلے کہ جو باتیں ہوئی ہیں میں تفصیل سے ان کا جواب دوں چونکہ عبدالرؤف مغل صاحب نے خاص طور پر ایک ایشو پر میری ذات کو نشانہ بنایا ہے۔ میں اس کے بارے میں وضاحت کرنا ضروری سمجھوں گا۔ مینٹل ہسپتال جس کا نام ہم نے تبدیل کر کے Institute of Psychiatry Diseases رکھا ہے۔ جونہی ہمیں شکایت ملی تو ہم وہاں گئے۔ سیکرٹری ہیلتھ میرے ساتھ تھے، سارے ایڈیشنل سیکرٹری میرے ساتھ تھے۔ پورا سٹاف وہاں پر گیا۔ چونکہ یہ ہماری ذمہ داری تھی۔ آٹھ دس مہینے ہو چکے تھے ہم نے وہاں کا visit نہیں کیا تھا اس لیے ہم نے وہاں کا visit کیا اور ہم نے دیکھا کہ وہاں کا تو نظام ہی بدلا ہوا ہے۔ ہم نے کھانا چیک کیا، صفائی چیک کی کیونکہ یہ سب ہماری ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اس کے باوجود انہیں صرف تنبیہہ کی گئی اور ماسوائے ایک ڈاکٹر کے کسی کا تبادلہ نہیں کیا گیا۔ ایم ایس مینٹل ہسپتال کے پاس اضافی چارج تھا، وہ وہاں پر Psychiatrist ہیں ان کے پاس اضافی چارج تھا اور وہ اپنے اضافی چارج کی بناء پر اس کا انتظام بہتر طور پر نہیں چلا سکتے تھے۔ انھوں نے کل ذاتی طور پر فیصل آباد جا کر مجھ سے استدعا کی کہ مجھے میری اضافی ذمہ داری سے سبکدوش کر دیا جائے تاکہ میں اپنے اصل منصب کو صحیح طور پر سر انجام دے سکوں اور اسی لیے میں نے انتظامی طور پر ایک بہتر ڈاکٹر کی ذمہ داری وہاں پر لگائی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہاں پر باقاعدہ ایک سسٹم قائم کیا جائے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں پر بہت سے مریض ایسے ہیں جو کہ اصل میں ذہنی مریض نہیں ہیں بلکہ انہی لوگوں نے جائیدادیں ہڑپ کرنے کے لیے ذہنی مریض بنا کر وہاں پر قید کیا گیا ہے، لوگوں نے بڑے بڑے اثاثوں کو ہڑپ کرنے کے لیے اپنے عزیز و اقارب کو وہاں پر قید رکھا ہوا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس قسم کا کوئی ظلم وہاں پر ہو۔ صحت مند آدمی کو، صحت مند شخصیت کو صرف اس لیے کہ اس کی جائیداد ہڑپ کرنی ہے مینٹل مریض بنا کر وہاں پر داخل کر دیا جائے ہم یہ سلسلہ نہیں دیکھنا چاہتے۔ جناب سپیکر! وہاں کی بد انتظامی کے بارے میں ہمارے سیکرٹری ہیلتھ کے پاس ایک شکایت آئی کہ ایک وارڈ بوائے نے وہاں پر باقاعدہ طور پر ایک سٹاف نرس کو زد و کوب کیا اور دو مہینے گزرنے کے باوجود اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ پھر محکمے نے اس کا نوٹس لیا اور visit کے دوران بہت سے دوسرے مسائل بھی ہماری نظر میں آئے جن میں ایک نرسنگ

ہاسٹل کا مسئلہ تھا۔ ان کا پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے ساتھ ایک تنازعہ چل رہا تھا اور وہ انھیں وہاں پر دیوار نہیں بنانے دیتے تھے ہم نے باقاعدہ وہاں پر بیٹھ کر بچیوں کی حفاظت کے لیے دیوار بنوانے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ بچیاں محفوظ رہ سکیں۔ جناب والا! لاہور کے اندر رہائش کا مسئلہ بہت گھمبیر ہے۔ اپنی سب کوششوں کے باوجود ہم تمام ملازمین کو اپنی سرکاری رہائش گاہوں میں نہیں کھپا سکتے۔ مینٹل ہسپتال کے ہاسٹل کی capacity چالیس کمرے ہیں اور ایک کمرے کے اندر دو نرسسز رہائش پذیر ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ دوسری نرسسز جن کے پاس رہائش نہیں ہے اور رہائش نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے فرائض صحیح طریقے سے سر انجام نہیں دے سکتیں انھیں دوسرے ہسپتالوں کے ہاسٹلز میں کھپایا جائے تاکہ حکومتی وسائل صحیح انداز سے استعمال کیے جا سکیں۔ چونکہ مینٹل ہسپتال میں کچھ کمرے خالی تھے اور سروسز ہسپتال کی نرسیں بھی حکومت پنجاب کی ملازم ہیں، مینٹل ہسپتال کی نرسیں بھی حکومت پنجاب کی ملازم ہیں لہذا ایسی کوئی قدغن نہیں لگائی جاسکتی کہ اگر ہمارے پاس کسی ایک ہسپتال کے ہاسٹل میں جگہ خالی ہے تو اس میں دوسرے ہسپتال کی سٹاف نہیں رہ سکتیں۔ ہم اپنی تمام سہولتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اس مسئلے پر ایک اخبار نے بہت کچھ لکھا میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا اور اس کے سٹاف نے بعد میں خود مجھ سے یہ کہا کہ ان سے غلطی ہوئی ہے، کسی رپورٹر نے یہ خبر غلط لگائی ہے اور انھوں نے مجھ سے ذاتی طور پر معذرت بھی کی۔ چونکہ انھوں نے معذرت کر لی ہے اس لیے میں اب اس مسئلے کو مزید نہیں اٹھانا چاہتا۔ مغل صاحب کو چونکہ حقائق کا علم نہیں تھا اگر وہ اس مسئلے پر مجھ سے پہلے بات کر لیتے تو شاید وہ بھی یہ بات نہ کرتے۔ میں پھر بھی ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے یہ مسئلہ اٹھایا اور مجھے اس پر بات کرنے کا موقع دیا اور حقائق منظر عام پر لانے کا موقع فراہم کیا۔

جناب والا! یہاں پر بڑی تفصیل کے ساتھ محکمہ صحت پنجاب کی کارگزاری کا جائزہ لیا گیا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ میرے دوستوں نے مثبت تنقید کے ذریعے سے صورت حال کی بہتری کے لیے بڑی معیاری تجاویز دی ہیں۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ان تجاویز کی روشنی میں محکمہ صحت صورت حال کی بہتری کے لیے اقدامات اٹھائے گا اور دوستوں کی مثبت تجاویز پر عمل درآمد کروایا جائے گا۔ ہمارا اولین مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے عوام کو ہر طرح کی طبی سہولیات فراہم کریں چاہے وہ دیہات ہوں یا شہر ہمارا اولین مقصد یہ ہے کہ ہم روز مرہ اور عصر حاضر کے پیچیدہ امراض کا علاج کریں

اور یہ سہولیات بنیادی مراکز صحت سے لے کر شہروں میں قائم بڑے ہسپتالوں تک بہم پہنچائیں۔ پچھلے ماہ پنجاب اور خاص طور پر لاہور میں جو بارشیں ہوئیں اس سے پوری زندگی متاثر ہوئی اور خاص طور پر لاہور میں یہ زندگی زیادہ متاثر ہوئی۔ میں یہ بات بڑے فخر سے کہنا چاہتا ہوں کہ محکمہ صحت نے اس بارے میں اپنی کارگزاری کے بارے میں lead لی اور ہسپتالوں کے اندر ایمرجنسی نافذ کر کے لوگوں کو اس بات کا پابند کیا کہ وہ وہاں پر اپنی حاضری کو یقینی بنائیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ پہلی بار بارشوں کے بعد' برسات کے بعد لاہور کے اندر اتنا پانی اکٹھا ہو جانے کے باوجود بھی ہیضے کا ایک کیس بھی کہیں پر report نہیں ہوا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ محکمہ صحت نے اپنی ذمہ داریاں پوری کی ہیں۔ محکمہ صحت نے نہ صرف ادویات کی فراہمی کو یقینی بنایا بلکہ بہت سے علاقوں میں پینے کا پانی بھی لوگوں کو مہیا کیا۔ اس موقع پر میں ان دوستوں' این جی اوز کا جنھوں نے حکومت میں نہ رہتے ہوئے بھی اس بارے میں حکومت کا ہاتھ بڑھایا ہے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آفات کا ہمیں قومی سطح پر مقابلہ کرنا چاہیے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہماری قوم زندہ ہے ہم آفات کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے سیاسی اختلافات کو بھلا کر لوگوں کی خدمت کرنے کے لیے اپنے فرائض سر انجام دیتے ہیں۔ اس موقعے پر سیاسی جماعتوں نے بھی اپنے فرائض سر انجام دیے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اپنی قومی ذمہ داری کا احساس کیا ہے جس پر میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وہ آئندہ کے لیے بھی اس طرح کے مسائل پر حکومت کے ساتھ مل کر شیشہ پلائی ہوئی قوم کی طرح اپنا کردار ادا کریں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ارشد عمران سلہری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف فرما رہے تھے کہ لاہور میں کوئی ایسا مریض report نہیں ہوا جو کہ ہیضے سے فوت ہوا ہو۔ تو میں ان کی اطلاع لیے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے الحمد کالونی میں تین اموات ہیضے سے ہوئی ہیں۔ اس وقت دو کے کوائف میرے پاس موجود ہیں۔ ایک محمد افضل ولد محمد شفیع' کوٹھی نمبر 66' حق باہو سٹریٹ الحمد کالونی اور دوسرا گلنار بی بی زوجہ امجد حسین بٹ۔ ان دونوں کی اموات ہیضے سے ہوئی ہیں۔

ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ جی وزیر صحت صاحب۔

وزیر صحت : جناب والا ! میں اس بحث میں' controversy میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن میرے پاس ہسپتالوں کے ذریعے سے جو حقائق آئے ہیں ان کے مطابق میں پورے وثوق سے اس ایوان میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے کسی ہسپتال کے اندر نارمل طریق کار کے باوجود کوئی بیٹے کا کیس report نہیں ہوا۔ any how ہم نے اس سلسلے میں جو کار گزاری عوام کے لیے کی ہے وہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اپنے تمام ہسپتالوں کے علاوہ شہر کے علاقے میں 8 مراکز قائم کیے اور 4 دیہی سطح پر قائم کیے اور اس کے علاوہ 8 موبائل یونٹ متعین کیے ۔ ان مراکز میں تقریباً 39527 مریضوں کا علاج کیا گیا ۔ 550 افراد کو ٹائیفائیڈ سے بچاؤ کے ٹیکے لگائے گئے ۔ ضلع شیخوپورہ میں 7 طبی مراکز اور 3 موبائل یونٹ قائم کیے یہاں پر 40388 افراد کا علاج کیا گیا اور 43173 افراد کو ٹائیفائیڈ سے بچاؤ کے لیے ٹیکے لگائے گئے ۔ ضلع قصور میں 16 طبی مراکز قائم کیے گئے اور 13 موبائل یونٹ متعین کیے گئے یہاں پر 3851 مریضوں کو طبی سہولتیں بہم پہنچائی گئیں اور 974 افراد کو ٹائیفائیڈ کے ٹیکے لگائے گئے ۔ ضلع اوکاڑہ میں 5 طبی مراکز اور 11 موبائل یونٹ قائم کیے گئے اور 3180 افراد کو طبی سہولتیں فراہم کی گئیں' 16620 افراد کو ٹائیفائیڈ کے حفاظتی ٹیکے لگائے گئے ۔ الحمد للہ اسی طرح لاہور ڈویژن میں 86986 افراد کو طبی سہولتیں فراہم کی گئیں اور 61317 افراد کو ٹائیفائیڈ سے بچاؤ کے لیے حفاظتی ٹیکے لگائے گئے۔ محکمہ صحت کے افراد نے اس سلسلے میں شب و روز اپنی کار گزاری کا سلسلہ کیا اور اس سلسلے میں محکمہ صحت کے اعلیٰ افسران نے ' سیکرٹری سے لے کر ڈائریکٹر صاحبان تک اپنی ذمہ داریاں round the clock سر انجام دیں اور جہاں کہیں بھی اگر کوئی غفلت نظر آئی تو اس کے خلاف ایکشن لیا گیا ۔ جب سیکرٹری صحت نے visit کیا تو دو ڈاکٹر اپنی ڈسپنسریوں سے غیر حاضر تھے لہذا ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی۔ اس سلسلے میں محکمہ صحت نے لوگوں کے اندر awareness پیدا کرنے کے لیے' بیماریوں سے بچاؤ کے لیے ' حفاظتی تدابیر کے لیے اپنا پورا material عوام تک پہنچایا۔ اخبارات' ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے عوام کے لیے تمام معلومات فراہم کی گئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں محکمہ صحت نے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اپنے فرائض سر انجام دیے ہیں۔ جہاں تک لاہور کا تعلق ہے تو مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ لاہور جنرل ہسپتال کی speciality کے حوالے سے اس کی پورے پاکستان میں ضرورت ہے ۔ لیکن وہاں پر پانچ دن پانچ فٹ پانی کھڑا رہا ہم نے پوری کوشش سے پانچ دن کے اندر وہاں پر پانی خشک کیا۔ یہ بلڈنگ آج کی نہیں بنی جیسا کہ انھوں بتایا تھا

کہ 1953ء میں بیکن ہاؤس کو convert کر کے یہاں پر ہسپتال بنایا گیا تھا اور مشینری نافذ کی گئی تھی۔ ہم نے پہلی بار یہ فیصلہ کیا ہے اور واضح ہدایات جاری کی ہیں کہ آئندہ کوئی بھی حساس equipment کسی بھی ہسپتال کی basement حتیٰ کہ فرسٹ فلور پر بھی تنصیب نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کی حفاظت کے لیے اسے دوسری منزل پر تنصیب کیا جائے گا۔ ہم نے ایک ہفتے کے اندر اندر لاہور سروس ہسپتال کا پانی نکال کر اس کی صفائی کر کے اس کے آپریشن تھیٹر کو چالو کیا اور اس کو دوبارہ اس قابل کیا ہے کہ لوگوں کو نیوروسرجن کی بنیادی سہولتیں بحال ہو سکیں۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ تمام سہولیات ابھی بحال نہیں ہوئیں۔ اس لیے بحال نہیں ہوئیں کہ وہاں پر کافی دن پانی رہا ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ کوئی ایسا equipment جو کہ کروڑوں روپے کا ہے جلدی کر کے بلا وجہ اسے ضائع کر دیں۔ ہم نے غیر ملکی انجینئرز بھی بلائے ہیں اور اس کا جائزہ لے رہے ہیں اسے پوری طرح خشک کر کے اور کھول کر دوبارہ تنصیب کیا جا رہا ہے اور اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اگر آئندہ بھی پانی آئے تو ہمارا کوئی equipment ضائع نہ ہو۔ جناب والا! کچھ لوگوں سے کوتاہیاں ہوئی ہوں گی لیکن وہاں پر تمام testing machines اور دوسری چیزیں جو fix نہیں تھیں جو portable تھیں ان کو وہاں بچایا گیا اور جونہی پانی خشک ہوا تو ان کے ذریعے سے کام کا آغاز کیا گیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر بارشوں کے علاوہ بھی تفصیل سے باتیں کی گئیں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت نے ماں اور بچے کی صحت کے بارے میں اپنی ترجیحات سر فہرست رکھی ہیں۔ پاکستان کے اندر پہلی بار 50 ہزار لیڈی ہیلتھ ورکرز تعینات کی گئیں ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں کسی ایک محکمے میں خواتین کی اتنی بڑی تعداد تعینات نہیں کی گئی یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حکومت پاکستان ماں اور بچے کی صحت کے بارے میں کتنی conscious ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 1993ء میں جب ہم نے اقتدار سنبھالا تھا تو اس سال پولیو کے 1118 کیس رجسٹرڈ ہوئے تھے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ تین سال کی جدوجہد کے بعد اس سال صرف 42 کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پولیو کے بارے میں ہم نے کارگزاری کا سلسلہ کیا ہے۔ جناب والا! میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں ہم مریضوں کا علاج کر رہے ہیں وہاں پر preventive طریقے سے بھی بیماریوں کی روک تھام کے لیے اقدام کیے جا رہے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سو مریضوں پر جتنا خرچ ہوتا ہے اس سے ہم ایک فی صد بیماری کی روک تھام کر سکتے ہیں۔ اگر ہمیں چیچک کے خاتمے کے بعد اس سال کسی بیماری سے پاک سرٹیفکیٹ دیا جا رہا ہے تو وہ Guinea Worm کی بیماری ہے جس کے لیے World Health

Organisation اس سال اگلے مہینے حکومت پاکستان کو اس بات کا سرٹیفکیٹ جاری کرے گی کہ پاکستان اس بیماری سے پاک ہو گیا ہے اور اس موقع پر وہ وزیر اعظم پاکستان کو ایک میڈل بھی پیش کریں گے کہ پاکستان نے اس بیماری پر قابو پایا ہے ۔ یہ بہت موذی مرض تھا اور لوگوں کے جسموں سے ایک ایک میٹر لمبے کیڑے نکلتے تھے لیکن اب اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے اس بیماری پر قابو پایا ہے اور World Health Organisation نے اس سلسلے میں ہماری کار گزاری کو محسوس کرتے ہوئے ہمیں appreciate کیا اور ہمیں سرٹیفکیٹ جاری کر رہے ہیں ۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری صحت کی کارگزاری کا جائزہ لینے کے لیے اور ہم صحت کے اندر جو achievement حاصل کر رہے ہیں اس سے متاثر ہو کر World Health Organisation نے اس سال اپنی ریجنل کانفرنس جو 22 ممالک پر مشتمل ہے اس کو لاہور میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اگلے مہینے 22 ممالک کے وزرائے صحت لاہور میں اکٹھے ہوں گے اور ہمیں اس بارے میں appreciate کریں گے کہ پاکستان نے بنیادی صحت کی بحالی کے لیے اور بیماریوں کے خاتمے کے لیے جو اقدامات کیے ہیں وہ قابل تعریف ہیں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ 6 اکتوبر سے لے کر 9 اکتوبر تک 22 ممالک کی ہیلتھ کانفرنس لاہور میں منعقد ہو گی اور یہ ہمارے لیے سب سے بڑا اعزاز ہے ۔ وہ پاکستان کے اندر دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہم دیہی علاقوں کے اندر کس طرح penetrate کر رہے ہیں اور ہماری کوشش ہے کہ بیماریوں کا علاج مریضوں کے گھروں پر کیا جائے ۔ اس بات کے لیے کچھ دوستوں نے ہمیں تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ دو ہیلتھ منسٹر بنائے گئے ہیں دو ہیلتھ سیکرٹریوں کی تقرری کی گئی ہے محکمے کو تقسیم کیا گیا ہے ۔ اس کا مقصد صرف یہی ہے کہ ہم دیہی علاقوں کے اندر بیماریوں کی روک تھام کے لیے موثر اقدامات کرنا چاہتے تھے شہروں کے اندر جو مریضوں کا load ہے اس طریقے سے وہ بھی کم ہو گا اور لوگوں کو ان کے دروازے پر صحت کی سہولتیں میسر ہوں گی ۔ الحمد اللہ باوجود اس بات کے کہ اس میں بہت سی پیچیدگیاں ہیں یہ کام بڑا خوش اسلوبی سے جاری ہے اور اس بارے میں حکومت پنجاب کی اس کارگزاری کو دیکھتے ہوئے دوسرے صوبوں کے اندر بھی دیہی علاقوں کے لیے وزارتیں قائم کی جا رہی ہیں تاکہ دیہاتی لوگوں کو بنیادی سہولتیں فراہم ہو سکیں ۔ ہم نے اس سال ماں اور بچے کی صحت کے لیے جو اقدامات کیے ہیں اس کے اعداد و شمار یہ ہیں ۔ ہم نے جو ٹیکے لگائے ہیں ان کی شرح میں بہتری ہو رہی ہے اور حالیہ شرح برائے BCP 87 فی صد جو پانچ بیماریاں ہیں ہم نے ان میں 87 فی صد achievement حاصل کی ہے ۔ TB میں 72 فی صد، خسرہ پر 74 فی صد قابو پایا ہے اور ورلڈ بنک کے

تعاون سے صحت کی بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لیے Second Family Health Project کے ایک جامع اور مربوط پروگرام کا آغاز کیا گیا ہے ۔ اب تک 54 لاکھ 74ہزار 800 سرنجیں بچوں کے حفاظتی ٹیکہ جات کے لیے مہیا کی گئی ہیں ۔ اسہال کی روک تھام کے لیے نمکول کے 48 لاکھ پیکٹ مہیا کیے گئے ہیں اس پروگرام میں موبائل یونٹوں کو چار ہزار سائیکل ' 512 موٹر سائیکل مہیا کیے گئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے چند ماہ کے اندر 150 سے زائد ایمبولینسیں بھی مہیا کریں گے۔میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس سال صحت مند ماں اور صحت مند قوم کے پروگرام کے تحت WorldFood Programme کے تحت 632 میٹرک ٹن آئل صوبے کے 12 اضلاع میں ماؤں کی بہتر صحت کے لیے تقسیم کیا ہے۔ اس آئل کی ماں کو یقینی فراہمی لیے محکمہ صحت ہر ممکن اقدام کر رہا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ زچہ اور حاملہ خواتین کو ادویات کے ساتھ ساتھ خوراک کی ضرورت ہے اور ہم نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یہ 632 میٹرک ٹن آئل صوبے کے 12 اضلاع میں مہیا کیا ہے۔ اسی طرح 96-1995ء کے دوران تقریباً 23 کروڑ روپے سے زیادہ مالیت کی ادویات ہسپتالوں میں مہیا کی گئیں ۔ ہمیں یہ احساس ہے کہ یہ تعداد صوبے کی ضروریات کے مقابلے میں ناکافی ہے ہم اس بارے میں پوری توجہ دے رہے ہیں کہ اس میں مزید اضافہ کیا جائے ۔ ابھی تابش الوری صاحب نے یہ نشاندہی کی تھی پاکستان کے اندر تقریباً پونے پانچ ہزار افراد کے لیے ایک ڈاکٹر کی سہولت ہے ۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے پچھلے سال جو ڈاکٹرز تعینات کیے ہیں اس کے بعد یہ صورت حال reduce ہو گئی ہے اور تین ہزار افراد کے لیے ایک ڈاکٹر کی سہولت کا سلسلہ ہوا ہے اور ہماری کوشش ہے کہ آئندہ مالی سال کے اندر ڈاکٹروں کی مزید تعیناتی کر کے اس کو مزید کم کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ آبادی ڈاکٹروں کی سہولیات سے مستفید ہو سکے ۔ اس سال کے بجٹ میں ادویات کے لیے 60 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور ہم نے اس بات کا احساس کرتے ہوئے کہ پاکستان کے اندر معروضی حالات کے تابع جو شادی شدہ خواتین ہیں جہیز کی لعنت کی بنا پر جلائے جانے کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے ۔ آزاد کشمیر میں پاکستان کی اخلاقی امداد کے نتیجہ میں پاکستان میں "را" کی طرف سے بم دھماکوں اور تخریب کاری کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے ۔ اس کی بنا پر ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب کے ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر burn unit قائم کیے جائیں ۔ اسی طرح ملک کے اندر جو افراتفری ہے اور ہر آدمی نفسا نفسی کا شکار ہے جس کی بنا پر depression اور دل کی بیماریوں میں اضافہ ہو رہا ہے اس کے لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر دل کے مریضوں کے لیے سہولتیں فراہم کی جائیں۔اور بجٹ میں ہم نے

اس مد میں ابھی خاصی رقم مختص کی ہے ۔ میو ہسپتال کے اندر ایک نیا انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی قائم کیا جا رہا ہے۔ راولپنڈی کے اندر بھی ہم نے کارڈیالوجی یونٹ کا اضافہ کیا ہے۔ یہاں یہ بات بھی کہی گئی کہ اس حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد صحت کی کوئی سہولت نہیں دی۔ جناب والا! اس سال کے آغاز پر 1100 بیڈ کا نیا ہسپتال جناح ہسپتال کے نام سے ہم نے فراہم کیا۔ اسی طرح فیصل آباد میں الائیڈ ہسپتال کی second phase شروع کر کے 550 بیڈ کا اضافہ کیا گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے چند مہینوں میں لاہور کے شہریوں کے لیے 1000 بیڈ کا بچوں کا ہسپتال قائم کریں گے یہ ایشیا میں بچوں کے علاج کے لیے سب سے بڑا institution ہو گا۔ ابھی چند ماہ بعد لاہور شہر میں یکی گیٹ میں ایک نئے ہسپتال کا آغاز کرنے والے ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہماری ترجیحات ہیں ہم صحت کے میدان میں اور بھی بہت کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان بننے کے بعد میڈیکل کی تعلیم دوسری یونیورسٹیوں کی مرہون منت تھی۔ ابھی تک ہم دوسری یونیورسٹیوں سے استفادہ حاصل کر رہے تھے۔ اس بات کا احساس کیا گیا کہ میڈیکل کی تعلیم کے لیے ایک علیحدہ یونیورسٹی ہونی چاہیے۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج ہم اس مقام پر پہنچے ہیں کہ اس سال کے بجٹ میں اس مد کے لیے ایک کروڑ روپیہ مختص کر دیا گیا ہے .....

شیخ محمد انور سعید ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یکی گیٹ ہسپتال کا ذکر ہوا یہ وضاحت فرما دیں کہ کس دور میں اس پر کام شروع ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ یہ ان کی wind up تقریر ہے۔

شیخ محمد انور سعید ، جناب والا! ان کی تقریر کی رفتار بہت زیادہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ کہتے ہیں کہ اپنی رفتار کم کریں۔

وزیر صحت (شہری علاقہ جات) ، اصل میں میرے ذہن میں یہ بات ہے کہ سپیکر صاحب کا، موبل صاحب کا وقت کا کباڑا آڑے نہ آ جائے۔ اس لیے میری یہ کوشش ہے کہ کم از کم وقت میں زیادہ سے زیادہ معلومات ہاؤس کو فراہم کر دوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! میں نے تو ان کی باتیں بڑے حوصلے اور اطمینان سے سنی ہیں اس لیے میری یہ خواہش ہے کہ میری باتیں بھی حوصلے سے سنیں تاکہ میں انہیں بتا سکوں کہ ہم صحت کے میدان میں کیا کچھ کر رہے ہیں؟ جناب والا! میں اپنی بات کو conclude کرتے ہوئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ

حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب کے ہسپتالوں میں وی آئی پی کلچر کا خاتمہ کر دیا جائے اور یہ ہدایات بھی جاری کر دی گئیں ہیں کہ ہسپتالوں میں وی آئی پی رومز ختم کر دیے جائیں .....

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وزیر موصوف صاحب فرما رہے ہیں کہ انہوں نے پنجاب سے وی آئی پی کلچر کا خاتمہ کر دیا ہے یعنی ہسپتالوں میں وی آئی پی وارڈ ختم کر دیے ہیں۔ مجھے یہ تو بتائیں کہ پیپلز پارٹی کا کونسا وزیر ہے جس نے یہاں علاج کروانا پسند کیا ہو جس کو چھینک بھی آتی ہے وہ لندن چلا جاتا ہے انہوں نے تو وی آئی پی وارڈ ہمارے لیے ختم کروایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

وزیر صحت ، جناب والا! میں معزز رکن کی بات سے اتفاق کرتا ہوں محکمہ صحت کے پاس تو کوئی ایسا فنڈ نہیں ہے جس سے کسی شخص کو بیرون ملک علاج کے لیے بھیجا جائے۔ ہم تو صرف سفارش کرتے ہیں ہمارے پروفیسر صاحبان اور میڈیکل بورڈ اس بات کا جائزہ لیتا ہے اگر کوئی ایسا مرض ہو جس کا یہاں پر علاج نہ ہو سکتا ہو تو اس کے لیے سفارش کرتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اپنی گرانٹ سے اگر کسی کو کچھ دینا چاہیں تو دے دیں محکمہ صحت خود کسی کو سرکاری خرچ پر علاج کے لیے بیرون ملک نہیں بھیجتا اور دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں .....

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر صحت صاحب حقائق کے برعکس بات کر رہے ہیں۔ ابھی چند ماہ کی بات ہے۔ شاہ نواز چیمہ صاحب جو شوگر کے مریض ہیں ان کو میڈیکل بورڈ نے فیل کر دیا کہ آپ تندرست ہیں آپ کو شوگر کا کوئی عارضہ نہیں ہے اور وہ ڈاکٹر جس کو محمود علی ملک کہتے ہیں جو شوگر کے مرض میں پوری دنیا میں ایک اتھارٹی ہیں ۔ چیمہ صاحب نے ان کے ساتھ جو پانچ چھ آدمی بیٹھے ہوئے تھے ان کو بلوا کر ڈاکٹر پر حملہ کروا دیا اور ڈاکٹر سے زبردستی رپورٹ لکھوالی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ اس کے لیے کوئی سوال کریں۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! زبردستی رپورٹ لکھوائی اور لندن میں پھرتے رہے البتہ واپسی پر عمرہ کر آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی تشریف رکھیں۔

وزیر صحت، جناب والا! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ اس سال ہم نے یہ احکامات بھی جاری کیے کہ ہسپتالوں کے اندر سگرٹ نوشی بند کی جائے کیونکہ اس سے بھی کئی قسم کی بیماریاں پھیلتی ہیں اس سے بہت سے لوگ نہ چاہتے ہوئے بھی خود بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہم نرسنگ کے شعبہ میں اقدامات کر رہے ہیں مریضوں کی دیکھ بھال کے لیے نرس کا کردار بہت اہم ہے۔ اس وقت 18 نرسنگ سکول قائم ہیں جس میں ہر سال 716 نرسیں اپنی تربیت مکمل کر رہی ہیں اور یہ تعداد ہمارے ہسپتالوں کی ضروریات سے کم ہیں اس لیے ایشیائی بنک کے تعاون سے 18 نئے نرسنگ سکول اٹک چکوال، اوکاڑہ، حافظ آباد، نارووال، منڈی بہاؤالدین، خوشاب، میانوالی، گوجرہ، بھکر، لودھراں، عارفوال، وہاڑی، پاکپتن، ٹوبہ ٹیک سنگھ، مظفر گڑھ اور راجن پور میں کھولے جا رہے ہیں۔ یہ وہ علاقے ہیں جن کو نظر انداز کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ دس نرسنگ سکولوں کو اپ گریڈ بھی کیا جا رہا ہے۔ ایک پوسٹ گریجویٹ کالج برائے پیرا میڈیکل سٹاف فیصل آباد میں کھولا جا رہا ہے اور نرسوں کی تعداد میں اضافے کے ساتھ ساتھ معیار میں بہتری بھی ہمارے مقاصد میں شامل ہے۔ اس پروگرام کے تحت صوبے میں جہلم، جھنگ، اوکاڑہ، رحیم یار خان اور راجن پور میں referred system متعارف کیا جا رہا ہے۔ اس طرح سے امید ہے کہ بڑے ہسپتالوں میں مریضوں کا دباؤ کم ہو جائے گا۔

میں یہاں پر یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ادویات کی چوری کے سلسلے میں بھی باتیں کی گئیں۔ حکومت پنجاب جو ادویات ہسپتالوں کو فراہم کرتی ہے وہ اپنے مونوگرام میں فراہم کرتی ہے ہم صرف اس پر بھی اکتفا نہیں کرتے بلکہ میں نے خود کئی جگہوں پر جا کر اس بات کا جائزہ لیا ہے اور یہ ہدایات جاری کی ہیں کہ ہر ہسپتال ہر ادارہ جس کے پاس یہ ادویات ہیں جوں ہی ان کو یہ ادویات وصول ہوں وہ اپنی سٹیمپ بھی اس پر لگائے۔ میں نے اس بات پر تین چار ذمہ دار افراد کو معطل بھی کیا ہے کیونکہ کچھ ادویات پر ان کے ادارے کی سٹیمپ موجود نہیں تھیں۔ اس لیے چوری کو روکنے کے لیے اور یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ ادویات کہاں سے آئی ہیں اس بات کو یقینی بنایا جا رہا ہے جو سرکاری ادویات مختلف اداروں کو فراہم کی جاتی ہیں اس پر اس ادارے کی سٹیمپ ہو۔

اسی طرح میرے ایک دوست نے یہاں پر کہا اور میں آخری بات کہنا چاہتا ہوں۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب نے ذاتی طور پر یہ اعتراض کیا کہ والی بال کے گولڈن جوبلی کے سلسلے میں ہم مصروف تھے۔ یقیناً میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک صحت مند قوم کے لیے کھیلوں میں شمولیت اور انہیں

تقریب کی سہولتیں فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور پھر چونکہ یہ سال ہمارے لیے پاکستان کی creation کا گولڈن جوبلی سال ہے اور گولڈن جوبلی سال کے حوالے سے ہم celebration کرنا چاہتے ہیں اپنے ملک کی آزادی کی celebration کروانا چاہتے ہیں اس کے لیے ہمیں کچھ قربانی بھی دینا پڑے تو ہم ضرور دیں گے تاکہ آنے والی نسلوں کو ہماری اس قربانی کا ' ہماری اس جدوجہد کا پتا چل سکے اور آنے والی نسلیں پاکستان کی creation کے بارے میں آگاہ ہو سکیں۔

جناب عبدالرؤف مغل ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جیسا کہ محسوس ہو رہا ہے کہ جناب وزیر صحت اپنی بات بڑی تیزی کے ساتھ wind up کر رہے ہیں۔ میرا ان سے گوجرانوالہ کے آپریشن تھیٹر کے بارے میں سوال تھا جو تین سال سے نامکمل پڑے ہیں ان کا structure پچھلے دور میں بنایا گیا تھا لیکن آج تک اس کو finish نہیں کیا گیا۔ آج تک اس کے infrastructure کے جو آلات ہیں وہ مہیا نہیں کیے گئے اس کے متعلق وزیر موصوف نے ابھی تک جواب نہیں دیا۔

وزیر صحت (اربن) ، جناب والا! میں نے یہ تمام پوائنٹ لکھے ہوئے ہیں۔ ارشد عمران سلہری صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ ڈاکٹر جن کی 19 گریڈ سے 20 گریڈ میں ترقی ہوئی تھی ان کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ گریڈ 20 کا نوٹیفکیشن محکمہ صحت نہیں کرتا اس میں ایس اینڈ جی اے ڈی کا عمل دخل ہوتا ہے ہماری طرف سے دو ماہ قبل یہ documents جا چکے ہیں جوں ہی ان کی formality پوری ہو گی اس کا نوٹیفکیشن وہاں سے جاری ہو گا محکمہ صحت کے دونوں وزیروں نے دونوں سیکرٹریوں نے اپنا کام بہت دیر سے مکمل کیا ہوا ہے۔ گوجرانوالہ کے حوالے سے جو ان کا اعتراض تھا یہ آخری بات ہے جس کا میں جواب دینا چاہتا ہوں۔ میں نے باقی دوستوں کی باتوں کو واٹنڈ اپ کرنے کی کوشش کی ہے اس کے باوجود اگر کسی دوست کی بات رہ گئی ہو تو میں معذرت خواہ ہوں۔ اور میں ذاتی طور پر بھی وہاں جا کر اس کی وضاحت کرنے کو تیار ہوں۔ گوجرانوالہ کے آپریشن تھیٹر جو تھے وہ پچھلے دنوں لوکل گورنمنٹ کے فنڈ سے شروع کیے گئے تھے۔ اور ہم نے اس کے لیے اے ڈی پی بنائی تھی لیکن میں Chamber of Commerce, Gujranwala کا مشکور ہوں کہ جنھوں نے یہ ذمہ داری اپنے ذمے لی ہے۔ ہم نے اپنے فنڈ میں بھی یہ رقم رکھی ہے تاکہ اگر وہاں پر کوئی کمزوری ہو اس کو مکمل کر سکے۔ ہماری کوشش ہے کہ اس مالی سال کے اندر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا جائے گا۔ میں اپنے دوستوں کا' اپوزیشن کے ممبران کا مشکور ہوں۔ جنھوں نے میری باتیں سننے

کے لیے موقع فراہم کیا۔ اور مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو اسے درگزر کریں اور آئندہ جب بھی اس کی نشان دہی کی جائے گی تو میں کوشش کروں گا کہ اس کا ازالہ کرسکوں کیونکہ یہ میرے فرائض میں شامل ہے کہ جو ذمہ داری مجھے دی گئی ہے اسے پورا کرسکوں۔ شکریہ مہربانی۔

صحت پر بحث کے دوران اراکین کی طرف سے اٹھائے گئے نکات پر غور کا معاملہ مجلس قائمہ برائے صحت کے سپرد کرنا

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ ممبران یہاں آجائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ کو بھی پتا ہے اور ہمیں بھی پتا ہے کہ اس اجلاس بلانے پر کتنا خرچ ہوتا ہے۔ یہ بھی آپ کو علم ہے کہ وہاں بات کی جاتی ہے سپیکر چیمبر میں کورم کا پوائنٹ نہیں اٹھایا جائے گا۔ یہ بات بھی وہاں پر کی جاتی ہے لیکن میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ رولز کے خلاف ہے۔ یعنی یہ بات تو طے ہو جاتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ دیانتداری کی بات ہے یہ بھی رولز کے خلاف ہے۔ آگے میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ سپیکر کی کرسی بڑی ہی بے بس کرسی ہے اس وقت خاص طور پر اس کرسی پر بے بسی کا عالم ہے۔ میں یہاں بیٹھا ہوا یا کوئی اور میری جگہ پر بیٹھا ہوا سپیکر اس کے دل میں بڑے ہی خیالات ہوتے ہیں لیکن وہ کر کچھ نہیں سکتا۔ کیا وجہ ہے؟ کیونکہ یہ رولز جو ہیں یہ وہی بنے ہوئے ہیں جو پرانے ہیں۔ ہماری کمیٹیاں بھی اس پر کام کرتی رہیں میرے خیال میں ابھی یہ اسمبلی میں put نہیں ہوئی یا اگر انھوں نے کیا بھی ہو گا تو ان کے ساتھ بھی بیوروکریٹس ہوتے ہیں وہ ان کو چلنے نہیں دیتے۔ وہ ان کو اس طرف آنے نہیں دیتے جس طرف اسمبلی کی آزادی کی بات ہو۔ کیونکہ آپ کے ہاؤس کا custodian سپیکر ہوتا ہے۔ لیکن سپیکر کے پاس ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ وہ اپنے ضمیر کے مطابق فیصلہ دے سکے۔ کیونکہ انھوں نے اس کو بند کر کے رکھا ہوا ہے۔ یہاں تابش الوری صاحب بھی ہیں میں بڑی کوشش کے بعد رول 203 کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ rule 203 میں ہے کہ،

> Residuary powers of the Speaker:- Any matter arising in connection with the business of the Assembly and its Committees for which no specific provision exists in these rules, shall be decided by the Speaker and his decision shall

be final.

ایسی بات جو یہاں دوران کارروائی arise ہوجائے یا کمیٹی میں کوئی ایسی بات پیدا ہوجائے جس کے بارے میں specific rule نہ ہو تو سپیکر کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جو یہاں بحث ہوتی ہے۔ یہاں پر فاضل اراکین بحث کرتے ہیں باتیں کرتے ہیں۔ جو منسٹر جس نے جواب دینا ہوتا ہے اس پر یہ کوئی پابندی نہیں کہ وہ اس بات کا جواب دے یا نہ دے یہ اس کی اہلیت اور قابلیت ہے اگر وہ تمام پوائنٹس کے جوابات دیتا ہے تو اس کی قابلیت آئے گی کہ اس نے کسی بھی پوائنٹ کو تشنہ نہیں چھوڑا۔ اگر وہ جواب نہیں دیتا تو یہ اس کی نااہلی ظاہر ہو گی۔ کہ وہ پہلے سے ہی گھر سے تیار کی ہوئی باتیں جن کا یہاں ذکر نہیں ہوا۔ اپنی گورنمنٹ کی پالیسی بیان کرتا ہے تو میرے خیال میں وہ اتنی مناسب نہیں ہے جتنا جو تذکرہ یہاں ہوا ہو ممبران نے تذکرہ کیا ہو اس کا one by one اس کو جواب دینا چاہیے اس کے بعد اس کو گورنمنٹ کی پالیسی بیان کرنی چاہیے۔ تو اب میں چونکہ اس مسئلہ میں یہ چاہتا ہوں اور اس میں ایک نئی بات پیدا کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے ووٹنگ۔ ووٹنگ کب ہوتی ہے؟

> Same as otherwise provided, the votes of the members on any question put by the Speaker may be taken by voices, by inviting those in favour of the motion to say ayes.

اس کا آگے آپ کو پتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں دیانتداری سے کہ یہاں ہاؤس میں یہ عام رویہ بن گیا ہے کہ جناب یہ باتیں ہوئیں انھوں نے وائنڈ اپ کر دیا قصہ ختم۔ میں اس پر ختم کرنا نہیں چاہتا۔ میں اس کو ہاؤس کی اجازت سے آپ کی اجازت سے اب میں question put کروں گا۔ اس کے جواب میں جو ہاں کہنا چاہتے ہیں وہ ہاں کہیں جو نا کہنا چاہتے ہیں وہ نا کہیں۔ میرا جو question ہے وہ یہ ہے کہ جو یہاں پر باتیں ہوئی ہیں۔ میں سیکرٹریٹ کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اس کو one by one نوٹ کریں۔ آج وہ نہیں کرسکتے وہ یہاں پر اتوار کو دیں تو ہم یہاں پر ریفرنس لائیں گے۔ آپ کی ایک صحت کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے کیونکہ کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں ان کے ذمے کام اسمبلی کی طرف سے دیا نہیں جاتا۔ صحت کی جو کمیٹی ہے میں یہ کام اس کے سپرد کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جو بھی یہاں پر الزامات لگے ہیں' میں یہ بھی نہیں کرنا چاہتا کہ اجلاس کے ختم ہونے کے بعد وہ اپنا بھتا بنانے کے لیے اس کو روٹین

ورک کے طور پر کرتے رہیں۔ اس ماہ کے اندر 30 ستمبر 1996ء تک وہ اپنی میٹنگز بھی کریں اور investigation بھی کریں محکمے کو بھی بلائیں اور اس پر اپنی ایک فائنل رپورٹ اگلے اجلاس میں بتائیں۔ کیا بات ہو گی۔ فاضل رکن نے یہاں بات کی میرے خیال میں ارشد عمران سلہری نے یہ بات کی تھی کہ کئی افسران ہیں جن کو آگے promote کر دیا گیا لیکن ان کا ابھی تک نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ یہ کیا بات ہوئی۔ اگر کسی کا حق بنتا ہے تو حق دار کو حق نہ دیا جائے تو میرے خیال میں یہ سب سے بڑا ظلم ہے۔ اسی طرح یہاں پر یہ بات بھی کی گئی کہ جناب ہم وہاں گئے، وہ میرے خیال میں خواجہ صاحب نے کی بھی کہ ہم ساڑھے دس بجے گئے تو وہاں پر دوائی موجود نہیں تھی۔ یہ ان کی طرف سے بات ہوئی تھی۔ جتنے بھی allegations ہوتے ہیں ان کو one by one کر کے سیکرٹریٹ ایک صفحے پر لکھے خواہ وہ دس ہوں یا پندرہ۔ یہ کمیٹی وہاں بیٹھے تمام افسران کو بلائے، منسٹر موصوف کو بھی بلائے اس کا وہ حل سوچے کہ کیا حل ہے یہ ہماری قوم کا مسئلہ ہے یہ کسی individual کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ اپوزیشن کا مسئلہ نہیں ہے یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ کسی ایک جماعت کا مسئلہ ہو یہ تو ساری قوم کا مسئلہ ہے۔ صوبہ کے عوام کا مسئلہ ہیں ہمیں اس کو حل کرنا چاہیے یہ نہیں ہونا چاہیے کہ نشستن گفتن برخاستن تقریریں کیں اور چلے گئے اس کا نتیجہ ہی کوئی نہیں تو میں یہاں پر یہ proposition put کرتا ہوں کہ جو صحت کی سٹینڈنگ کمیٹی بنی ہوئی ہے اس کو یہ proposition ہم بھیج دیں کہ وہ اس کی انکوائری کرے اور اس پر 30 ستمبر 1996ء تک رپورٹ کرے اور وہ اپنی sitting کو day to day کرے۔ جو اس کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں۔ (ہاؤس کی آواز ہاں----) جو اس کے خلاف ہیں وہ نا کہیں۔ اچھا تو آپ بھی حق میں ہیں۔

تو یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی۔ 30 ستمبر 1996ء تک اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔ لہٰذا اب اجلاس 15 ستمبر 1996ء بعد دوپہر 3-00 بجے ہو گا۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اڑتیسواں اجلاس)

اتوار، 15 ستمبر 1996ء

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر، لاہور میں 03 بجے سہ پہر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور ترجمہ کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

أعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم O

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ
مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿١٠﴾
لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ
مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا
بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ
مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿١١﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا
وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿١٢﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ
يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿١٣﴾

سورۃ الرعد، آیات 10 تا 13

کوئی تم میں سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر یا رات کو کہیں چھپ جائے یا دن (کی روشنی) میں کھلم کھلا چلے پھرے (اس کے نزدیک) برابر ہے۔ اس کے آگے اور پیچھے اللہ کے چوکیدار ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ اس (نعمت) کو جو کسی قوم کو (حاصل) ہے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ پھر نہیں سکتی اور اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہوتا اور وہی تو ہے جو تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لیے بجلی دکھاتا اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے اور رعد اور فرشتے سب اس کے خوف سے اس کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے اور وہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ بڑی قوت والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ○

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ صحت)

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے جناب ایس اے حمید۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 1434 (معزز رکن نے ایس اے حمید کے ایماء پر دریافت کیا)

سرکاری ہسپتالوں میں بستروں کی تعداد

*1434۔ جناب ایس اے حمید: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور میں کل کتنے سرکاری ہسپتال ہیں ہر ہسپتال میں بستروں کی تعداد اور ڈاکٹروں کی تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا صوبے کے دوسرے شہروں میں بھی اسی تناسب سے ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف مہیا کیا گیا ہے اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

(ج) گوجرانوالہ، سیالکوٹ، جہلم کے ہسپتالوں میں بستروں کی گنجائش اور ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد بتائی جائے؟

(د) کیا گوجرانوالہ سول ہسپتال میں یہ تعداد کم ہے اگر ہے تو کیوں؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان):

(الف) لاہور میں اس وقت 18 سرکاری ہسپتال ہیں جن میں بستروں کی تعداد 7245 ہے اور ڈاکٹروں کی تعداد 1781 ہے جس کی تفصیل (Annex-A) میں ہے۔ (جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) صوبے کے تمام شہروں میں بستروں کی تعداد پر مبنی معیار پر سٹاف کی تعیناتی کی جاتی ہے کسی جگہ کوئی کمی ہے تو اس کمی کو موجودہ بھرتی کے ذریعے دور کرنے کا ارادہ ہے۔ (Annex-B) (جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ، علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جہلم میں بالترتیب بستروں کی گنجائش 400-293 اور 250 ہے اور ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد عین معیار کے مطابق ہے (Annex-C) (جو ایوان کی میز پر رکھ

دی گئی ہے)

(د) سول ہسپتال گوجرانوالہ میں تعداد معیار کے مطابق ہے تاہم اس بڑھتے ہوئے شہر کی ضروریات کے پیش نظر ڈویژنل ہسپتال بنانے کی تجویز زیر غور ہے۔ جس میں اس کے بستروں کی تعداد مزید بڑھانے اور نئے یونٹ کھولنے کا ارادہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی Any supplementary?

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! جیسا کہ جز (ب) میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ صوبے کے تمام شہروں میں بستروں کی تعداد پر مبنی معیار پر سٹاف کی تعیناتی کی جاتی ہے تو آپ کی وساطت سے جناب منسٹر صاحب سے میرا یہ سوال ہے کہ جیسا کہ حکومت کی پالیسی ہے کہ ہر ہسپتال میں 200 بیڈ کے اوپر ایک فارماسسٹ ہو گا تو اس وقت جناح ہسپتال 1100 بیڈ کا ہے وہاں پہ ایک فارماسسٹ ہے جب کہ چلڈرن کمپلیکس اور لیڈی ایجی سن میں ایک بھی فارماسسٹ نہیں ہے ایسا کیوں ہے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! جیسا کہ میرے دوست نے فرمایا ہے کہ ہر ہسپتال کے لیے' چاہے وہ teaching institution ہو' چاہے وہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہو یا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہو اس میں جو yard stick مقرر کی جاتی ہے ۔ اس میں اگر کہیں کوئی کمی ہو' اگر کوئی post خالی ہو تو وہ ریکروٹمنٹ پالیسی جو بھی ہو اس کے مطابق وہ post fill کر لی جاتی ہے۔ لیکن yard stick کے مطابق جو مقررہ posts ہیں ان کو بڑھایا نہیں جا سکتا۔ جو post جناح ہسپتال کے لیے ہے ' اگر وہ post خالی ہے تو وہ fill کی جا سکتی ہے لیکن تعداد بڑھائی نہیں جا سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میاں فضل حق صاحب

میاں فضل حق، جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے ابھی جو تھوڑی سی وضاحت کی ہے' اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے جواب "ب" میں انھوں نے یہ بتایا ہے کہ بستروں کی تعداد پر مبنی معیار پر سٹاف کو وہاں تعینات کیا جاتا ہے۔ جو annex ملا ہے تو آپ یہ دیکھیے کہ میوہسپتال میں اس وقت 1799 بستر ہیں اور اس کے اوپر 657 ڈاکٹرز ہیں۔ اسی طرح گورنمنٹ مینٹل ہسپتال میں 1400 ہیں اور وہاں پر 39 ڈاکٹرز ہیں ۔ اگر اس کے ساتھ آپ heart کے ہسپتال میں دیکھیں تو وہاں 110 بستر ہیں اور 97 ڈاکٹرز ہیں۔ اب یہ جو تعداد ہے اور جو حالت ہے اس میں criteria کیا ہے۔ Basic point یہ ہے کہ جس ہسپتال کے اندر بھی کچھ ایسے خاص ڈیپارٹمنٹ ہوتے ہیں جہاں واقعی سپیشلسٹ لگتے ہیں' لیکن

جنرل سٹاف بھی ہوتا ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ I would like to take the case of Government Mental Hospital and Mayo Hosprtal. یہاں میو ہسپتال کے اندر 1799 بستروں کے لیے 657 ہیں یہ کیا وجہ ہے اور جہاں 1400 بستر ہیں وہاں 39 ڈاکٹرز کیوں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی خان غلام سرور خان صاحب' وہ criteria پوچھ رہے ہیں کہ وہ کیا ہے۔

وزیر صحت ، جناب سپیکر! میں نے annex کی لسٹ منگوائی ہے۔جو میرے پاس جوابات ہیں ان میں وہ لسٹ نہیں ہے۔

میاں فضل حق ، جی Let him consult the list and then he can reply ٹھیک ہے جناب پہلے یہ annex دیکھ لیں اور بعد میں جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب انعام اللہ خان نیازی

جناب ارشد عمران سلہری، جی سوال نمبر 1602 (معزز رکن نے جناب انعام اللہ خان نیازی کے ایماء پر دریافت کیا)

دوسرے صوبوں سے مائیگریشن کی تفصیلات

*1602۔ جناب انعام اللہ خان نیازی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور کے پرنسپل ڈاکٹر اعجاز احسن نے قبل از وقت ریٹائر ہونے کی درخواست دی ہے اگر ایسا ہے تو انہوں نے مستعفی ہونے کی کیا وجوہات بیان کی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سیکرٹری محکمہ صحت نے پرنسپل مذکور کی درخواست منظور کرنے کی بجائے انہیں ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ تعینات کرنے کے لئے سمری تیار کر کے متعلقہ وزیر کو بھجوا دی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ پرنسپل نے بقائی میڈیکل کالج سندھ کے ایک طالب علم شعیب حسنین کی مائیگریشن کے احکام جاری ہونے پر بطور احتجاج مستعفی ہونے کا اعلان کیا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ طالب علم کی مائیگریشن کے احکام وزیر اعظم پاکستان اور

وزیر اعلیٰ پنجاب کے ڈائریکٹوز پر جاری ہونے اگر ایسا ہے تو اب تک دوسرے صوبوں سے کتنے طالب علموں کی مائیگریشن ہو چکی ہے؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ڈاکٹر اعجاز احسن پرنسپل کنگ ایڈورڈ کالج لاہور نے قبل از وقت ریٹائر ہونے کی درخواست دی تھی۔ جس میں انہوں نے انہیں لکھے جانے والے ایک خط کے ایک جملے " قابل اعتراض Drafting" کو بنیاد بنایا تھا۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) یہ درست ہے۔

اگرچہ طالب علم مذکورہ کی مائیگریشن وزیر اعلیٰ پنجاب کے ڈائریکٹو کی تعمیل میں کی گئی۔ اب تک دوسرے صوبوں سے چار (4) طالب علموں کی مائیگریشن ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ضمنی سوال۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز "الف" میں جہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ ڈاکٹر اعجاز احسن پرنسپل کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور نے قبل از وقت ریٹائر ہونے کی درخواست دی تھی۔ جس میں انھوں نے انھیں لکھے جانے والے ایک خط کے ایک جملے " قابل اعتراض drafting " کو بنیاد بنایا تھا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پرنسپل صاحب کو یہ خط جس کے draft پر انھیں اعتراض تھا یہ کس نے لکھا، آیا یہ وہ draft یہاں پڑھ کر سنانا چاہیں گے تاکہ پتہ چل سکے کہ وہ قابل اعتراض drafting کیا تھی۔

وزیر صحت ، اس draft کی کاپی میرے پاس موجود ہے کہ جو اس وقت کے سیکرٹری ہیلتھ خلیل بھٹی کو لکھی گئی تھی اور یہ لیٹر 11-1-95 کو لکھا گیا تھا۔ اس کی کاپی بھی میں دے سکتا ہوں لیکن میں اس کا سیکنڈ پیرا پڑھتا ہوں۔

However recently I received your letter No SO. ME. 9/179/94, dated 2 11 94 directing me to implement the particular decision of Government without back reference

ان کے لیے یہ قابل اعتراض بات تھی کہ جو ڈائریکٹو انھیں دیا گیا تھا کہ آپ without back reference اس پر implementation کریں۔ اس پر انھیں اعتراض تھا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! بقائی میڈیکل کالج ایک پرائیویٹ کالج تھا جو کسی یونیورسٹی سے affiliated بھی نہیں ہے میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شعیب حسنین طالب علم کی درخواست کے پیش نظر انھی پرنسپل صاحب نے اسی کالج کے ایک طالب علم کو مائیگریشن کی اجازت دی تھی۔ پھر شعیب حسنین کی مائیگریشن پر اعتراض کیوں کیا۔

وزیر صحت ، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ایسے چار مائیگریشن کے کیس موجود ہیں جن کی بقائی میڈیکل کالج سے پنجاب کے میڈیکل کالجز میں مائیگریشن کی گئی ہے۔ انھوں نے اس کیس میں اس لیے اعتراض کیا ہے کہ جو گورنمنٹ کا ڈائریکٹو تھا اس میں کہا گیا تھا کہ آپ back reference کیے ہوئے اس پر عملدرآمد کروائیں۔ اس لیے انھوں نے اعتراض کیا تھا۔ باقی کیسوں میں back reference کا حوالہ نہیں تھا۔

جناب ارشد عمران سلہری، کیا آپ کی وساطت سے وزیر موصوف فرمائیں گے کہ وہ پرائیویٹ کالج جو یونیورسٹیوں کے ساتھ affiliated نہیں ہے۔ کیا اس کالج کے کسی طالب علم کی گورنمنٹ کالج میں مائیگریشن ہو سکتی ہے؟ کیا اس کی رولز اجازت دیتے ہیں؟

وزیر صحت ، یہ چیف منسٹر کی discretion ہے کہ وہ کسی بھی پالیسی کسی بھی رول کو relax کر کے مائیگریشن کی اجازت دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی رانا صاحب

جناب آفتاب احمد خان، وزیر موصوف نے جو فرمایا ہے کہ چیف منسٹر رولز relax کر سکتے ہیں کیا وہ رولز آف بزنس میں quote کر سکتے ہیں کہ کونسے رولز کے مطابق C.M is empowered to relax the policy and procedure.

وزیر صحت ، رولز آف بزنس کی کتاب میرے پاس نہیں ہے اور نہ وہ محکمہ صحت کے متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا مقصد یہ ہے کہ کیا آپ بھی وہ رولز relax کر سکتے ہیں یا گورنر کرتا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان، وہ کونسا رول ہے جس میں وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس اختیار ہے کہ رولز

relax کر دیں۔ میں ایک پرائیویٹ کالج میں 300 نمبر ایف ایس سی میں لے کر وہاں داخل ہو جاتا ہوں۔ یہاں 900 نمبر والا گورنمنٹ کالج میں داخل ہوگا، یہی تو bickering ہو رہی ہے۔ کس رول کے مطابق آپ procedure relax کرتے ہیں۔ مجھے وہ رول بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اصل میں وہ کتاب سامنے نہ ہو تو رول کسی کو یاد تو نہیں ہوتا۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ سکتے ہیں۔ میں نے بھی رول پڑھے ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی ایسا رول نہیں ہے۔ اس میں آپ کو بتانا پڑتا ہے کہ اس وجہ سے اس کو relax کر رہے ہیں۔ وہ بڑی خاص وجہ ہوتی ہے کہ اس وجہ سے اس کو relax کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خان صاحب اس کی وجہ بتا دیتے ہیں۔

وزیر صحت، یہ خاص حالات ہیں ان کی بنیاد پر ہم یہ پالیسی کی relaxation دے رہے ہیں یا رولز کی دے رہے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں 1985ء سے لے کر آج تک جتنے کیسوں میں رولز یا پالیسی کی relaxation دی گئی ہے۔ چاہے وہ ریکروٹمنٹ ہوئی ہے چاہے مائیگریشن ہوئی ہے۔ کسی میں یہ mention نہیں کیا گیا۔ جتنے بھی ڈائریکٹو ہم نے دیکھے ہیں۔ ان میں یہ mention نہیں کیا گیا۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! اس سوال پر جہاں تک مجھے یاد ہے کہ ہمارے سابق جو وزیر صحت اکرام ربانی تھے انھوں نے اسے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو refer back کیا تھا۔ وزیر صحت رانا اکرام صاحب یہاں پر موجود بھی ہیں۔ انھوں نے اس پر oppose بھی کیا تھا کہ یہ کوئی جواز نہیں ہے کہ یہاں کبھی لکھا نہیں جاتا کہ کس وجہ سے relax کر رہے ہیں۔ اگر ایک کام پیچھے نہیں ہوا تو کیا یہ ضروری ہے کہ آگے بھی نہ بتایا جائے۔ یہ سوال بڑا اہم ہے میں اس کا نوٹس دیتا ہوں کہ اس کو بحث کے لیے یہاں پر رکھیں اور اس کو دیکھا جائے۔

میاں فضل حق، میں رانا صاحب کے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں۔ وہ بڑی اچھی بات کرتے ہیں۔ ہمیں واقعی اسے pursue کرنا چاہیے کہ یہ کیا پالیسی ہے اور یہ کیا ہو رہا ہے۔ جیسے سرور خان صاحب نے بات کی ہے کہ چیف منسٹر ہر پالیسی کو relax کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا اکرام صاحب آپ کوئی رہنمائی فرمائیں۔

رانا اکرام ربانی، میں معزز رکن رانا آفتاب صاحب کے point of view سے بات کروں گا کہ یہ بڑا

اہم issue ہے۔ میرا ایک ریفرنس چیف منسٹر اور گورنر صاحب کے پاس on this issue pending ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس issue پر بحث رکھ لی جائے تو شاید اس ریفرنس کا بھی کوئی نہ کوئی جواب ایک بہتر صورت حال پیدا کرنے میں ہماری مدد کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لہذا 52 کے تابع کوئی ممبر اس کی تحریک پیش کرے۔

میاں فضل حق، میں اور رانا آفتاب صاحب دونوں مشترکہ کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایسے نہیں ہے۔ آپ باقاعدہ اس کو لکھ کر سیکرٹریٹ کو موشن دیں تو اس پر میں اجازت دیتا ہوں کہ اس پر بحث کی جائے گی۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! یہ specifically اس سوال کے لیے ہو گی یا جتنے کیسوں میں رولز یا پالیسی کی relaxation ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ جنرل ہو گی۔

MINISTER FOR PLANNING & DEVELOPMENT: With reference to this particular question.

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں' اس کا بھی۔

میاں فضل حق، سوال کا جز "ب" ہے کہ سیکرٹری محکمہ صحت نے پرنسپل کی درخواست منظوری کے بجائے ڈائرکٹر جنرل ہیلتھ کی تعیناتی کے لیے سمری تیار کروا کے متعلقہ وزیر کو بھجوائی۔ ان کا جواب ہے کہ یہ درست نہیں ہے' تو کس چیز کی سمری بھجوائی گئی تھی؟ کوئی نہ کوئی سمری تو وزیر متعلقہ کو بھجوائی گئی ہو گی ناں سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' خان صاحب۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! اس میں کسی قسم کی کوئی سمری کم از کم میری نظر سے نہیں گزری اور نہ ہی مجھے بھجوائی گئی ہے۔ اگر مجھ سے پہلے کسی کو بھجوائی گئی ہے تو وہ اس کا جواب دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال پیش کیا جائے۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 1823

(معزز رکن نے جناب ایس اے حمید کے ایماء پر دریافت کیا)

ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ میں ڈاکٹروں کی تعیناتی

*1823۔ جناب ایس اے حمید، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ کے دل وارڈ میں اس وقت کل کتنے ڈاکٹر تعینات ہیں۔

(ب) کیا دل وارڈ میں متعلقہ آلات چالو حالت میں ہیں یا ان میں سے کچھ آلات خراب اور زیر استعمال نہیں ہیں اور کیا ان آلات کی مرمت کے لئے کوئی پیش رفت ہوئی ہے اگر نہیں تو کیوں۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ ہسپتال کے دل وارڈ میں ڈاکٹروں کی کمی پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)،

(الف) ہسپتال ہذا کے دل وارڈ میں ایک کارڈیالوجسٹ اور دو میڈیکل آفیسرز تعینات ہیں۔

(ب) دل وارڈ کے چند آلات جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مرمت طلب ہیں۔ موجودہ مالی سال میں ان کی مرمت کرائی جائے گی۔

(ج) دل وارڈ کے ڈاکٹرز کی تعداد پوری ہے۔جس کا ذکر اوپر کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں یہ بھی سوچا کریں کہ ایک ممبر اگر تشریف نہیں لاتے تو کئی جو حاضر ہیں ان کے سوال بعد میں آتے ہیں' وہ رہ جاتے ہیں۔ تو اس میں بھی آپ ہی کو فیصلہ کرنا ہے۔ On his behalf اس کا جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟ کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال ہے' سید محمد عارف حسین شاہ بخاری۔

حافظ آباد کے ہسپتالوں میں نئی گاڑیوں کی فراہمی

*1887۔ سید محمد عارف حسین شاہ بخاری ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع حافظ آباد کے ہسپتالوں میں ایمبولینس گاڑیوں کی تعداد کیا ہے یہ کس ماڈل اور کس حالت میں ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ایمبولینس گاڑیاں حافظ آباد کی ضرورت کے لئے ناکافی ہیں۔

(ج) اگر جز "ب" کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ضلع کے ہسپتالوں کو نئی گاڑیاں

فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)۔

(الف) ضلع حافظ آباد میں ایمبولینس کی کل تعداد (6) چھ ہے۔ان میں ایک گاڑی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال حافظ آباد میں ہے اور 5 گاڑیاں دیہی ہیلتھ سنٹروں میں ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ہسپتال کا نام		ایمبولینس کی تعداد	ماڈل	موجودہ حالت
DHQ	ہسپتال حافظ آباد (ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر)	ایک	1984	خراب حالت میں ہے مگر جلد ہی مرمت کرائی جائے گی ضروری رقم موجودہ بجٹ میں مختص کر دی گئی ہے۔
RHC-2	پنڈی بھٹیاں	ایک	1988	ٹھیک حالت میں ہے۔
RHC-3	ونیکے تارڑ	ایک	1988	ایضاً۔
RHC-4	سکھیکی منڈی	ایک	1991	ایضاً۔
RHC-5	کالیکی منڈی	ایک	1993	ایضاً۔
RHC-6	جلال پور بھٹیاں	ایک	1993	ایضاً۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ DHQ ہسپتال حافظ آباد کے لئے ایمبولینس گاڑیوں کی اشد ضرورت ہے لیکن دیہی علاقوں کی ضرورت کے لئے ایمبولینس کافی ہیں۔

(ج) سالانہ ترقیاتی پروگرام 96-95 میں سکیم نمبر 4518 اور 4652 کے مطابق ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں دو اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال میں ایک ایمبولینس مہیا کی جائے گی۔ اس طرح محکمہ صحت رواں مالی سال میں 112 ایمبولینس پنجاب کے مختلف ہسپتالوں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے فراہم کرنے کے انتظامات کر رہا ہے۔

ضلعی سطح پر 40 عدد

تحصیل سطح پر 72 عدد

ان کے علاوہ تدریسی ہسپتالوں میں 24 عدد ایمبولینس گاڑیاں سکیم نمبر 4581 کے تحت مہیا کی جائیں گی ضروری رقم مختص کرنے کے لیے متعلقہ بااختیار حکام کو درخواست کی گئی ہے۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، جناب والا! میں اس پر پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جواب ۹۵-۷-۹ کو دیا گیا تھا' تازہ ترین صورت حال کیا ہے؟

وزیر صحت، سوال کے جز "الف" میں یہ پوچھا گیا ہے کہ ضلع حافظ آباد میں کتنی ایمبولنسز ہیں' یا ڈی ایچ کیو کے پاس ایمبولنس ہے یا نہیں۔ اس کا latest جواب ہے کہ ڈی ایچ کیو حافظ آباد کے پاس نسان ۸۶ ماڈل کی ایمبولنس ہے جو کہ ورکنگ کنڈیشن میں ہے۔ اور باقی جو پانچ آر ایچ سیز ہیں ان کے پاس بھی ۸۸ ماڈل کی' ۹۱ ماڈل کی' ۹۲ اور ۹۳ ماڈل کی ایمبولنسز موجود ہیں جو کہ تمام کی تمام ورکنگ کنڈیشن میں ہیں۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو دو ایمبولنس گاڑیاں دی جائیں گی اور باقاعدہ اس سکیم کا نمبر درج ہے۔ تو حافظ آباد کو دو گاڑیاں کس وجہ سے مہیا نہیں کی گئیں؟

وزیر صحت، اس کے لیے بھی ایک yard stick موجود ہے کہ جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سو یا ڈیڑھ سو بیڈز پر مشتمل ہوگا اس کو ایک ایمبولنس دی جائے گی۔ اور جو دو سو سے زیادہ ہوگا' جو بڑا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہوگا اس کو دو ایمبولنسز دی جائیں گی۔یہ تو چھوٹا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہے۔ ابھی اس کے بیڈز کی تعداد صرف ساٹھ ہے۔ تو بنتی ایک ہی ایمبولنس ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز کو ایک ایک نئی ایمبولنس ہم دیں گے۔ آرڈر ہم نے place کر دیا ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد delivery ہوگی۔اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر حافظ آباد کو نئی ایمبولینس دے دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بخاری صاحب! شکریہ ادا کر دیں۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، شکریہ تب ادا کروں گا جب یہ وعدہ پورا ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک۔ سید ظفر علی شاہ صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 2044

(معزز رکن نے سید ظفر علی شاہ کے ایماء پر دریافت کیا)

ہسپتالوں کی تعداد

*2044۔ سید ظفر علی شاہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں حکومت کے زیر انتظام چلنے والے ہسپتالوں کی تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے کسی ہسپتال میں مریضوں کو ہسپتال کے کچن سے مفت خوراک (Diet) مہیا نہیں کی جاتی اگر یہ درست ہے تو کتنے عرصے سے خوراک بند کی جا چکی ہے نیز ان ہسپتالوں میں باورچی اور مسالچیوں کی کل تعداد کیا ہے اور ان کی ماہانہ تنخواہ کتنی ہے؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)،

(الف) صوبہ پنجاب میں حکومت کے زیر انتظام ضلع اور تحصیل کی سطح پر چلنے والے ہسپتالوں کی کل تعداد 162 ہے۔دیہی و بنیادی مراکز صحت اس کے علاوہ ہیں۔جن کی تعداد بالترتیب 288 اور 2375 ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پنجاب کے ہسپتالوں میں مریضوں کو مفت خوراک نہیں دی جاتی ماسوائے ٹی بی اور کینسر کے مریض،قیدی مریض اور مینٹل ہسپتال میں داخل شدہ افراد خوراک کی مفت فراہمی یکم جولائی 1990ء سے بند کی جا چکی ہے۔ صوبہ کے ہسپتالوں میں باورچیوں اور مسالچیوں کی تعداد بالترتیب 491 اور 239 ہے۔جن کی ماہانہ تنخواہ بنیادی سکیل نمبر ایک کے مطابق تقریباً 16,23,520 روپے ہے۔ اور ان سے ٹی بی اور مینٹل ہسپتال میں کام لیا جا رہا ہے اس کے علاوہ میڈیکل افسران اور نرسز کے ہوسٹل میں بھی کام لیا جا رہا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! جیسا کہ جواب کے جز "ب" میں یہ لکھا ہے،

یہ درست ہے کہ پنجاب کے ہسپتالوں میں مریضوں کو مفت خوراک نہیں دی جاتی ماسوائے ٹی بی اور کینسر کے مریض، قیدی مریض اور مینٹل ہسپتال میں داخل شدہ افراد خوراک کی مفت فراہمی یکم جولائی ۱۹۹۰ء سے بند کی جا چکی ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب کا یکم جولائی ۱۹۹۰ء کا جو فیصلہ ہے اس کے مطابق کل مریض جو کہ غریب ہیں، ان کا دس فی صد، اور اس کے بعد مینٹل ہسپتال کے اور کینسر کے مریض قیدی مریضوں کا کوٹا دس فی صد ان کو ملتا رہے گا۔

پر جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ یکم جولائی ۱۹۹۰ء سے وہ بھی بند کر دیا گیا ہے۔ یکم جولائی ۱۹۹۰ء کا میں پھر دہراتا ہوں کہ فیصلہ یہ تھا کہ کل جو غریب مریض ہیں' ان کا دس فی صد' اس کے بعد کینسر کے' مینٹل ہسپتال اور قیدی جو ہیں' ان کو کھانا حکومت یا ہسپتال کی طرف سے ملتا رہے گا۔ لیکن اب حکومت نے بغیر کسی آرڈر کے اس دس فیصد کھانے کو بھی بند کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! ایسا کیوں ہے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! صوبے کی اقتصادی صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ ۱۹۹۰ء میں کیا گیا تھا۔ اس سے پہلے تمام ہسپتالوں میں تمام لوگوں کو کھانا مہیا کیا جاتا تھا۔ لیکن جولائی ۱۹۹۰ء کے فیصلے میں یہ ہے کہ صرف مینٹل ہسپتال' صرف ٹی بی ہسپتال اور میو ہسپتال میں جو کینسر کے وارڈز ہیں' ٹی بی کے وارڈز ہیں انھیں کھانا مہیا کیا جائے۔ اس کے علاوہ کسی کو بھی کھانا مہیا نہیں کیا جائے گا۔ یہ حکومت کا فیصلہ ہے۔

میاں فضل حق، ضمنی سوال۔ ایک تو صوبے کی اقتصادی حالت' وزیر صاحب کی طرف سے یہ main ایک اعتراض ہے۔ خیر' وہ تو یہی بہتر سمجھتے ہوں گے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ ان ہسپتالوں میں باورچیوں اور مسالچیوں کی کتنی تعداد ہے۔ یہاں جواب میں انھوں نے تعداد دی ہے اور ۱۶'۲۳'۵۲۰ روپے ان کی تنخواہ بنتی ہے۔ تو جب کھانا بند کر دیا گیا' اقتصادی حالت بہت خراب ہے تو پھر یہ خرچ کن چیزوں پر ہو رہا ہے' یہ باورچی کس کے لیے کھانا پکاتے ہیں اور یہ وہاں کیا کام کرتے ہیں؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ کھانا بند ۱۹۹۰ء میں کیا گیا تھا جب مسلم لیگ کی اس صوبے میں حکومت تھی۔ تو یہ جو لوگ ہیں' انھیں اب remuster کیا جائے گا۔ یہ ہم نے اس پر فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ پوسٹیں جہاں پر کھانا مہیا نہیں کیا جاتا' جہاں cooking نہیں ہوتی' ان پوسٹوں کو باقی کلاس فور کی پوسٹوں میں ٹرانسفر کر دیں گے۔

میاں فضل حق، میرا سوال بڑا واضح ہے کہ یہ باورچی اس وقت کیا کام کر رہے ہیں۔ ان کو آپ تنخواہ دے رہے ہیں۔ آپ نے ۱۹۹۰ء سے مریضوں کے لیے کھانا پکانا بند کر دیا ہے۔ تو What are they doing there? ان کا جاب کیا ہے؟

جناب سپیکر، انھوں نے فرمایا ہے کہ ۱۹۹۰ء میں یہ فیصلہ ہوا تو یہ سٹاف سرپلس ہے۔ غریبوں کے

پیش نظر ان کو ابھی continue کیا جا رہا ہے تا کہ وہ بے روزگار نہ ہو جائیں۔

میاں فضل حق، انھوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ continue کر رہے ہیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! جواب بڑا واضح ہے۔ میرے فاضل بھائی ویسے confuse ہو رہے ہیں۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! یہ تو آپ کہہ رہے ہیں ناں۔ وزیر صاحب خود فرمائیں ناں کہ واقعی ہم نے ان کا وظیفہ لگایا ہوا ہے اور ہم انھیں دے رہے ہیں۔

وزیر صحت، مرحلہ وار ہی انھیں ختم کیا جا سکتا ہے' یا ٹرانسفر کیا جا سکتا ہے۔ کسی سرکاری ملازم کا گلا دبایا نہیں جا سکتا۔ ایک قلم کی جنبش سے انھیں نوکری سے نکالا نہیں جا سکتا۔ جہاں پر ہمیں ضرورت ہے یہ پوسٹیں ہم ٹرانسفر کر رہے ہیں۔ فی الحال یہ باورچی مینٹل ہسپتال میں' ٹی بی ہسپتالوں میں ' میڈیکل افسران اور نرسوں کے ہوسٹلز میں cooking کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی' ضمنی سوال۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہ جو poor patients ہیں' جن کو دس فی صد کھانا بند کرنے کا ابھی تک حکومت کی طرف سے کوئی ایسا آرڈر نہیں ہوا' کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے صرف ہسپتالوں کی خوراک کی مد میں سے اس رقم کو ختم کر دیا ہے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں جواب تو واضح طور پر دے چکا ہوں کہ صرف خوراک کی مد میں ٹی بی patients' کینسر patients' اور مینٹل ہسپتال کے patients کے لیے اس مد میں پیسہ رکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کے لیے اس مد میں پیسہ نہیں رکھا جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال سید محمد عارف حسین شاہ بخاری کا ہے۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، اس کو dispose of کر دیا جائے۔ چونکہ اس سوال کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔

(سوال نمبر ۲۳۷ پیش نہ کیا گیا۔ کیونکہ معزز رکن نے سوال واپس لے لیا)

وزیر صحت، ان کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ آج تو بخاری صاحب کے سارے مسئلے حل ہو گئے۔ اگلا سوال' چودھری احمد یار گوندل۔

چودھری احمد یار گوندل، سوال نمبر 2212

بی ایچ یو میں بجلی کی فراہمی

*2212۔ چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیرصحت میرے نشان زدہ سوال نمبر 1523 جس کا جواب ایوان میں مورخہ 14 جون 1995ء کو دیا گیا تھا کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ۔

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع منڈی بہاوالدین کے دو BHU واقع موضع رکن اور موضع حسن کے لئے مبلغ -/67794 روپے جون 1992ء اور مبلغ -/155192 روپے ستمبر 1994ء کو جمع ہو چکے تھے۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ نے غلط بیانی کرتے ہوئے ان دو BHU کا سوال نمبر 1523 کے جواب میں ذکر نہیں کیا تھا۔

ج) کیا محکمہ صحت اب مذکورہ دونوں BHUs میں بجلی کی سپلائی کو یقینی بنانے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟

زیر صحت (جناب غلام سرور خان)،

لف) یہ درست ہے۔

ب) یہ غلط ہے۔ متعلقہ اسمبلی سوال نمبر 1523 میں ان بنیادی مرکز صحت کی رپورٹ دی گئی تھی جن کے ڈیمانڈ نوٹس جاری نہیں ہوئے تھے۔ چونکہ رکن اور حسن کی ادائیگی ہو چکی تھی لہذا ان دونوں کو متعلقہ لسٹ میں شامل نہ کیا گیا۔

ج) محکمہ صحت نے متعلقہ ایکسیئن واپڈا منڈی بہاؤالدین کے ذریعہ دونوں بنیادی مرکز صحت میں بجلی کی فراہمی کے لئے رابطہ قائم کر رکھا ہے جس کے نتیجہ میں رکن میں بجلی لگا دی گئی ہے جبکہ موضع حسن میں بجلی فراہم کر دی جائیگی۔

اب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

دھری احمد یار گوندل، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

اب ڈپٹی سپیکر، نہیں ہے۔ بڑی مہربانی۔

یر صحت، جناب سپیکر! میں ہاؤس کی اور اپنے فاضل دوست کی اطلاع کے لیے یہاں عرض کرنا

چاہتا ہوں کہ ان کے سوال کے بعد جس basic ہیلتھ یونٹ میں بجلی نہیں تھی وہاں بجلی پہنچا دی گئی ہے اور بجلی چالو کر دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے' بڑی مہربانی۔ اگلا سوال جناب شاہد ریاض ستی کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال جناب شاہد ریاض ستی کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال جناب محمد بشارت راجہ کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ کا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر ۲۳۰۱

(معزز رکن نے حاجی مقصود احمد بٹ کے ایماء پر دریافت کیا)

ٹی بی ہسپتال سید مٹھا بازار لاہور کی تعمیر

*2301۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ٹی بی ہسپتال سید مٹھا بازار لاہور کی تعمیر نو کا کام کب شروع کیا گیا اس کی تعمیر کا تخمینہ لاگت کیا تھا۔ کتنے فیصد کام مکمل ہو گیا ہے اور کتنے فیصد کام بقایا ہے۔ تعمیر کا کام مکمل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟ تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)،

ہسپتال کی تعمیر کا کام مورخہ 23-11-1992 کو شروع ہوا۔ ہسپتال کی تعمیر کا تخمینہ 128.33 لاکھ تھا۔ ہسپتال کی تعمیر کا کام 60 فی صد تک مکمل ہو گیا ہے۔ 40 فی صد تعمیراتی کام بقایا ہے اور اس منصوبے پر مورخہ 31-3-96 تک 99.30 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے مطابق محکمہ صحت نے فنڈ مہیا کر دیئے ہیں۔ لہذا تمام تعمیراتی کام 30 جون 1996ء تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس میں محکمہ نے جواب دیا ہے کہ "ٹی بی ہسپتال سید مٹھا بازار ۳۰ جون ۱۹۹۶ء تک مکمل ہو جائے گا"۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ ہسپتال مکمل ہو چکا ہے؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)، جناب سپیکر! ہم نے اس ہسپتال کی latest position چیک

کروائی ہے۔ یہ ہسپتال مکمل نہیں ہوا۔ اس ہسپتال پر تقریباً ۶۰ فی صد تک کام ہوا ہے اور اس ہسپتال کی Executing Agency ایل۔ ڈی۔ اے ہے۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے ۱۰۰ فی صد جو allocation تھی وہ release کر دی ہے۔ تو اب ایل۔ ڈی۔ اے نے ہمیں undertaking دی ہے کہ ہم ۹۶۔۱۲۔۳۱ تک اس ہسپتال کو مکمل کر دیں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہ تو پچھلا ہی جواب تھا جو انھوں نے دیا ہے کہ اس پر ۶۰ فی صد کام مکمل ہو چکا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ اب تک اس منصوبے پر کل کتنی رقم ایل۔ ڈی۔ اے کے ذریعے خرچ ہو چکی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ۶۰ فی صدی کام کے مکمل ہونے تک کتنی رقم خرچ ہو گئی ہے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! فی صدی خود نکال لیں۔ ۱۲۳ لاکھ کی ٹوٹل allocation ہے۔ ۶۰ فی صد اس پر کام ہوا ہے' جو کام ہوا ہے اس کی payment اس حساب سے کر دی گئی ہے' جو ۴۰ فی صد رہتا ہے اس کی انھوں نے commitment دے دی ہے' written commitment ان کی موجود ہے کہ ہم ۹۶۔۱۲۔۳۱ تک اسے مکمل کر دیں گے' پیسے کا problem نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں' اصل figure کا پتا نہیں لیکن بہرحال ۶۰ فی صدی کام ہوا ہے۔

وزیر صحت، ۶۰ فی صدی کام ہوا ہے اور ۶۰ فی صدی ہی اس میں فنڈز پڑے ہوئے ہیں۔

میاں معراج دین، ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' میاں معراج دین۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کام کو اس لیے مکمل نہیں کیا جا سکتا کہ چونکہ یہ نواز شریف کے دور کا شروع کیا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں یہ بات ایسی نہیں ہے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! جو کام کسی کے دور میں بھی شروع ہوا ہو اسے مکمل کروانا ہماری ذمہ داری بنتی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اسے مکمل کروائیں گے۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! اس ہسپتال کو جان بوجھ کر مکمل نہیں کیا جا رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایسی بات قطعاً نہیں ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ جو منصوبہ جاری نہ ہوا ہو اس پر تو

ایسی بات ہو سکتی ہے لیکن جو منصوبہ جاری ہو گیا ہے اور ۶۰ فی صدی تک مکمل بھی ہو گیا ہے۔ باقی بھی ہو جائے گا۔ جی ارشد عمران سلہری۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ سید میٹھا بازار کی طرح یکی گیٹ اور لوہاری گیٹ میں بھی ہسپتال بننے تھے۔ کیا ان کے بارے میں وزیر موصوف ہاؤس کو مطلع فرمائیں گے کہ ان کی اس وقت کیا پوزیشن ہے؟ کیا وہ مکمل ہو چکے ہیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! یہ تو fresh question بنتا ہے۔ انھوں نے ایک ہسپتال کے بارے میں پوچھا ہے اور ہم نے فنڈز کی allocation اور کام کی ساری نوعیت بتا دی ہے۔ ایک نئے پراجیکٹ کے بارے میں تو اس طرح میں جواب نہیں دے سکتا۔ یہ fresh question کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات ٹھیک ہے۔ اگلا سوال حاجی محمد افضل چن کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال چودھری احمد یار گوندل کا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل، سوال نمبر ۲۳۴۸۔

بی ایچ یو بوسال میں بجلی کی فراہمی

*2348۔ چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ بی ایچ یو بوسال سکھا ضلع منڈی بہاؤالدین میں بجلی لگوانے کے لئے جون 1990ء میں درخواست واپڈا کو دی گئی تھی۔ جس کا ڈیمانڈ نوٹس جون 1990ء میں مبلغ 96242/ روپے کا محکمہ نے جاری کیا تھا جس کی ادائیگی جون 1992ء میں کی گئی تھی لیکن نومبر 1992ء میں محکمہ نے ترمیم شدہ ڈیمانڈ نوٹس میں مزید تقریباً 24000 روپے زیادہ طلب کئے۔ جو کہ ابھی تک ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہسپتال میں بجلی نہیں لگی۔ اس کی کیا وجوہات ہیں اور کب تک بجلی لگوائی جائے گی۔ نیز حکومت اس سستی اور لاپرواہی کرنے والے آفیسر کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)،

یہ درست ہے کہ محکمہ صحت نے بی ایچ یو بوسال سکھا ضلع منڈی بہاؤالدین میں بجلی کی فراہمی

کے لئے جون 1990ء میں درخواست جمع کروائی تھی۔ جن پر ڈیمانڈ نوٹس مورخہ 30 جون 1990ء مبلغ -/96,242 روپے جاری کیا۔ محکمہ صحت کے پاس رقم موجود نہ ہونے کی وجہ سے ڈیمانڈ نوٹس کی فوری ادائیگی نہ ہو سکی۔ بہرحال 25-04-92 کو بذریعہ چیک نمبری C.NO373866/C-03799 مذکورہ رقم جمع کروا دی گئی لیکن اس دوران واپڈا نے نئے نرخ جاری کر دیئے لہذا ترمیم شدہ ڈیمانڈ نوٹس کے مطابق مبلغ 24,211 روپے کی اضافی رقم مورخہ 12 جون 1996ء کو مہیا کر دی گئی ہے۔ ایس ڈی او واپڈا منڈی بہاؤالدین کی اطلاع کے مطابق بجلی کے POLE لگا دیئے گئے ہیں اور تاریں لگانے کا کام جاری ہے۔ جونہی 25K.V کا ٹرانسفارمر دستیاب ہو گا مذکورہ بی ایچ یو کو بجلی فراہم کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری احمد یار گوندل، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ ہسپتال ۱۹۹۰ء میں مکمل ہوا تھا۔ اب ۱۹۹۶ء گزرنے والا ہے۔ اب اس میں ۲۵ کے۔ وی ٹرانسفارمر کی رکاوٹ ہے۔ تو اس کے لیے مزید کتنے سال درکار ہوں گے تاکہ بجلی مکمل ہو سکے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! میرا خیال تھا کہ میرے فاضل بھائی دو دن کی چھٹی اپنے گھر گزار کے آئے ہوں گے اور انھیں latest position معلوم ہو گی۔ ان کے سوال کا جواب دینے سے پہلے میں نے محکمہ کو ہدایات جاری کی تھیں کہ ٹرانسفارمر لگا کر مجھے اطلاع کی جائے تو ٹرانسفارمر لگ چکا ہے اور بجلی چالو ہو چکی ہے۔ آپ جا کر confirm کر لیجیے گا۔

چودھری احمد یار گوندل، میرا خیال تھا کہ خان صاحب بھی وہی جواب دے رہے ہیں جو صحیح حقیقت پر ہے اور یہ پہلی بار ہے کہ میں نے بھی ان کے سوال پر کوئی ضمنی سوال نہیں کیا۔ تو وہ یہاں سے فارغ ہو کر میرے ساتھ آج ہی چلیں یا کل چلیں تو پتا چل جائے گا کہ آیا ٹرانسفارمر آج لگا ہے' کل لگا ہے یا کب لگے گا؟ لگ تو جائے گا جب یہ جائیں گے۔ لیکن یہ اب وہاں پر پتا چلے گا کہ ٹرانسفارمر کب لگا ہے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں تو کہہ چکا ہوں کہ لگ چکا ہے۔ آپ ذرا چیک کروا لیجیے گا۔

چودھری احمد یار گوندل، جناب سپیکر! میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ میں گھر سے آ رہا ہوں۔ ٹرانسفارمر سے ابھی بجلی چالو نہیں ہوئی۔ اب اس کا فیصلہ آپ کریں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ۱۹۹۳ء

میں اسی ہاؤس میں منسٹر صاحبان کی طرف سے جو یقین دہانیاں کرائی گئی تھیں وہ آج تک بیکار پڑی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی بات یہ ہے کہ بجلی چالو نہیں ہوئی۔ تو ٹرانسفارمر کا لگنا اور بجلی کا چالو ہونا دو علیحدہ باتیں ہیں کیونکہ بجلی تب چالو ہوتی ہے جب آپ ان کا ڈیمانڈ نوٹس لے کر ان کی جو سیکیورٹی وغیرہ ہوتی ہے وہ ادا کر دیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں ذمہ داری کے ساتھ یہ جواب دے رہا ہوں۔ ہاؤس میں آنے سے پہلے ٹیلی فون پر میں نے چیک کروایا ہے کہ مجھے یہ اسمبلی میں جواب دینا ہے۔ مجھے latest position بتائی جائے کہ کیا ٹرانسفارمر لگ چکا ہے اور بجلی چالو ہو چکی ہے یا نہیں؛ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ ٹرانسفارمر بھی لگا دیا گیا ہے اور بجلی بھی چالو کر دی گئی ہے۔ میرے بھائی چیک کروائیں۔ اگر خدانخواستہ یہ اطلاع غلط ہوئی تو جس ذمہ دار افسر نے یہ غلط بیان دیا ہے اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

چودھری احمد یار گوندل، جناب سپیکر! آپ ذرا جواب کو دھیان سے پڑھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے بڑی واضح assurance دی ہے۔

چودھری احمد یار گوندل، جناب سپیکر! میں بھی بڑی واضح عرض کر رہا ہوں کہ بجلی کا چلنا اور ہے' ٹرانسفارمر کا نصب ہونا اور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گوندل صاحب' میری بات سنیں۔ انھوں نے بڑی واضح طور پر assurance دی ہے کہ ٹرانسفارمر بھی لگ گیا ہے اور بجلی بھی چالو ہو گئی ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ اگر یہ بات غلط ہوئی تو میں ہاؤس میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس افسر کے خلاف پوری پوری کارروائی ہو گی۔

چودھری احمد یار گوندل، اسی وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں جناب سے یہ عرض کروں گا کہ وہ پوری پوری کارروائی جو آپ کر سکتے ہیں وہ کیا ہے کیونکہ تین سال سے میرے چار کیس آپ کے پاس پینڈنگ ہیں جس کا آج تک آپ سوائے لیٹر کے کسی منسٹر کا' کسی ڈیپارٹمنٹ کا اور کچھ بھی نہیں کر سکے۔ تو آیا head کے متعلق آپ کے پاس علیحدہ اختیارات ہیں یا ہاؤس سارے کے متعلق آپ کے پاس کوئی اختیارات ہیں؛

جناب ڈپٹی سپیکر، گوندل صاحب' اگر منسٹر یہاں on the floor of the House ایک بات کہے اور آپ کہیں کہ یہ نہیں ہوئی تو آپ ایک motion دیتے ہیں۔ وہ ایک کمیٹی میں جاتی ہے۔ وہ اس کی باقاعدہ تحقیق کرتی ہے۔ پھر فیصلہ ہوتا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل، میں آج پھر چیک کر لیتا ہوں۔ اگر یہ کام نہیں ہوا تو پھر میں motion دے دوں گا۔ باقی اس سے فارغ ہونے کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ Assurance Motion پر وہاں جو تین سال سے کارروائی نہیں ہو رہی اس کے متعلق آپ رولنگ دیں کہ اس کا کیا ہونا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے' اگر آپ کی بات صحیح ہوئی تو اس پر ہم ایکشن لیں گے۔ اس کو باقاعدہ کمیٹی کو بھیجیں گے۔

چودھری احمد یار گوندل، آپ کب ایکشن لیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا ایک طریقہ ہے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں اپنے بڑے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ ہاؤس تک ہم یہ بات جانے ہی نہیں دیں گے۔ میں خود اس کے خلاف ایکشن لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بس ٹھیک ہے۔ بڑی مہربانی' شکریہ۔

وزیر صحت، اور اگر ٹرانسفار مر لگ چکا ہو تو میرے بڑے بھائی صبح آ کر ہاؤس کو بتائیں گے بھی کہ وہ واقعی لگ چکا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل، میں وزیر موصوف صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کا کیس نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال سردار حسن اختر موکل کا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل، نہیں' یہ پھر زیادتی ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' نہیں۔ یہ میری طرف سے زیادتی نہیں' یہ آپ کی طرف سے زیادتی ہے۔ آپ مہربانی کریں۔

چودھری احمد یار گوندل، آپ مجھے ایک سیکنڈ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' میں ایک سیکنڈ نہیں دیتا۔ میں خود بڑا واضح طور پر مطمئن ہوں۔

چودھری احمد یار گوندل، میں جب بھی سوال کرتا ہوں آپ مجھے ٹائم نہیں دیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بیٹھ جائیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ اس طرح آپ دوسرے بھائیوں کا استحصال کر رہے ہیں۔ انھوں نے واضح طور پر کہہ دیا ہے۔ اس سے بڑی وضاحت اور ہو نہیں سکتی۔

چودھری احمد یار گوندل، جناب سپیکر! اگر کوئی آپ کی بات نہ مانے تو آپ کے اختیارات یہی ہیں کہ میں وقت نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو یہی بتاتا ہوں۔ آپ پہلے خود رولز پڑھیں کہ اس کا کیا ہو گا! میرا یہ فرض نہیں ہے کہ میں ہر ممبر کو بتاؤں کہ کیا ہو گا۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر پر رانا آفتاب احمد خان۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو سوال کیا تھا اس پر جواب آ گیا ہے۔ وزیر صاحب نے اس پر یقین دہانی کرا دی ہے۔ اس کو اتنا لمبا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر تو ان کا کام نہیں ہوتا تو اس پر رولز available ہیں۔ یہ breach of privilege کا دے سکتے ہیں' motion move کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سب کچھ ہو سکتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، اس کو آپ ختم کریں۔ آگے چلیں اتنے اہم سوالات ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ مہربانی' شکریہ۔ یہی میں نے ان کو کہا ہے۔ اگلا سوال ۲۳۵۴ سردار حسن اختر موکل کا ہے۔ جی۔

سردار حسن اختر موکل، سوال نمبر ۲۳۵۴۔

ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر امراض قلب کے یونٹ قائم کرنا

*2354۔ سردار حسن اختر موکل: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور کے کن کن ہسپتالوں میں امراض قلب کے لئے حکومت نے نئے یونٹ کھولنے کے لئے فنڈز مہیا کئے ہیں۔

(ب) پی آئی سی کے علاوہ میو ہسپتال میں جو یونٹ ڈاکٹر طارق کی نگرانی میں کھولا جا رہا ہے اس پر لاگت کا تخمینہ کیا ہے۔

(ج) کیا حکومت ایسے ہی یونٹ صوبہ کے ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کی سطح پر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)۔

(الف) میو انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے علاوہ مالی سال 97-1996ء کے دوران لاہور میں امراض قلب کا کوئی اور یونٹ نہیں قائم کیا جا رہا۔مذکورہ مالی سال کے دوران میو انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے لئے 4 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) میو انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی پر لاگت کا تخمینہ دس کروڑ روپے کے قریب ہے۔

(ج) پنجاب کے آٹھ ڈویژنوں میں سے 5 ڈویژنوں یعنی لاہور' راولپنڈی' فیصل آباد' ملتان اور بہاول پور میں تدریسی ہسپتال کام کر رہے ہیں۔ جہاں امراض قلب کے لئے علاج کی سہولتیں موجود ہیں۔ جبکہ بقایا تین ڈویژنوں یعنی سرگودھا' گوجرانوالہ' ڈیرہ غازی خان کے ہسپتالوں میں امراض قلب کے علاج کے لئے سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ اس مقصد کے لئے مالی سال 97-1996ء کے دوران تینوں ڈویژنوں کے لئے تیرہ تیرہ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! اس پر میں عرض کروں گا کہ جیسے انھوں نے کہا ہے کہ میو انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی پر لاگت کا تخمینہ 10 کروڑ روپے کے قریب ہے۔ تو میرا ان سے یہ ضمنی سوال ہے کہ میوہسپتال میں تو پہلے ہی ایک کارڈیالوجی کا یونٹ کام کر رہا ہے وہاں ایسی کیا ضرورت پیش آ گئی کہ پھر اتنا روپیہ اس پر لگانے کے لیے حکومت تیار ہوئی؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! میوہسپتال اس وقت پنجاب کا سب سے بڑا ہسپتال ہے اور لاہور شہر میں یہ واقع ہے اور تمام پریشر بھی میوہسپتال پر ہی ہے۔ دل کی بیماریاں بھی بڑھ چکی ہیں۔ اس کے لیے 760.65 ملین کے estimates بن چکے ہیں اور یہ گورنمنٹ کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ اس کی expansion ہو گی اور جدید equipment وہاں دیا جائے گا تاکہ یہاں کی requirement کو پورا کیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ، جی سیکرٹری۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ جیسے میرے فاضل دوست فرما رہے ہیں۔ یہاں تو پہلے ہی پی۔ آئی۔ سی کے نام پر ایک ایسا انسٹی ٹیوشن بن چکا ہے کہ حقیقت میں اس کے بعد ضرورت بھی نہیں رہتی۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا کہیں ایسا تو نہیں کہ میو ہسپتال میں جو یہ یونٹ بنایا جا رہا ہے اس کے پیچھے مریضوں کی فلاح یا اس پر بوجھ جو ہے وہ نہیں بلکہ وہاں جس ڈاکٹر کے لیے بنایا جا رہا ہے اس کو accommodate کرنے کے لیے بنوایا جا رہا ہے۔ وہ اہل اقتدار کی کسی بہت بڑی شخصیت کا چونکہ ذاتی دوست ہے اس وجہ سے تو نہیں کوئی یہ سارا کچھ کیا جا رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اہل اقتدار نے تو جو پچھلا سوال تھا اس کو نکال دیا تھا۔ وہ اہل اقتدار کا بھائی تھا۔ تو میرے خیال میں سردار صاحب یہ بات بنتی نہیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں اس کو اس انداز سے پوچھ لیتا ہوں کہ کیا اس یونٹ پر صرف اس لیے اتنا روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے' جبکہ پہلے ہی وہاں پر ایک یونٹ کام کر رہا ہے' وہاں پر پروفیسر ہے' آپریشن ہو رہے ہیں' کہ یہ وہاں پر ڈاکٹر طارق کے لیے خاص طور پر چونکہ وہ چیف منسٹر صاحب کے ذاتی دوست ہیں ان کو اسلام آباد سے یہاں لایا گیا ہے' یہ ان کو accommodate کرنے کے لیے پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے یا حقیقت میں مریضوں کے لیے ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ جو ہسپتال ہے یہ اس چیف منسٹر کے دور میں شروع ہوا ہے یا پہلے سے ہوا ہے؟

سردار حسن اختر موکل، اس دور میں ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' خان صاحب۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! اس سوال کی جو اصل روح ہے' اس کا جو مقصد ہے کہ یہ تمام تر investment صرف لاہور میں کیوں کی جا رہی ہے اس سے تو مجھے ذاتی طور پر اتفاق ہے کہ صرف لاہور میں ہی تمام investment نہیں ہونی چاہیے۔ باقی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں بھی ہمیں کارڈک سنٹر دینے چاہییں۔ باقی ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں بھی ہمیں یہ سہولتیں دینی چاہییں جو لاہوریوں کو دی جا رہی ہیں لیکن یہ آج سے نہیں دی جا رہیں۔

سردار حسن اختر موکل، میری دعا ہے کہ چیف منسٹر کو بھی اس علاج کی ضرورت نہ پڑے ۔ اور ان کو بھی نہ پڑے ۔ ضرورت تو ان لوگوں کو پڑتی ہے کہ جن کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا ۔ ہمیں تو اگر کچھ ہوتا ہے تو ہم باہر چلے جاتے ہیں۔میری گزارش یہ ہے کہ میرا یہ ضمنی سوال ہے جیسے کہ میرے دوست نے فرمایا اور اس سے اتفاق بھی کیاہے کہ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ جتنی رقم یہاں پہ خرچ کی جا رہی ہے یہ ملتان بہاولپور ' رحیم یار خاں اور دوسرے دور دراز ڈویژن میں یہ رقم خرچ کی جاتی تاکہ لاہور پہ ویسے ہی بوجھ کم ہو جاتا ۔ جناب سپیکر ' اگر پورا جواب میرے بھائی نے پڑھا ہو تو اس کی آخری تین لائنوں میں یہ دیا گیا ہے کہ سہولت ہم تین ڈویژنوں ' سرگودھا اور ڈیرہ غازی خاں کے ہسپتالوں میں امراض قلب کے علاج کے لیے سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ اس مقصد کے لیے مالی سال 1996-97ء کے دوران تینوں ڈویژنوں کے لیے تیرہ تیرہ لاکھ token allocation رکھی گئی ہے ۔ جس کی اے ڈی پی میں پروویژن موجود ہے ۔ اس کا پی سی ۔ 1 تیار ہو رہا ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر دل کے جدید equipments مہیا کریں گے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ' میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ دس کروڑ کا نیا یونٹ جو کہ میو ہسپتال میں جہاں کہ پہلے بھی موجود تھا وہاں پہ کھولا جا رہا ہے ۔ جنرل ہسپتال جو کہ ایک تدریسی ہسپتال ہے اور وہ غریبوں کے لیے ہے اور لاہور سے لے کے قصور اوکاڑہ اور اردگرد کی آبادی کو وہ فیڈ کرتا ہے ۔ یہ یونٹ وہاں کیوں نہ کھولا گیا کہ جہاں غریبوں کو سہولت ملنی تھی ۔

وزیر صحت ، جناب سپیکر ' میو ہسپتال بھی غریبوں کے لیے ہے ۔ یہ بھی عام آدمی کے لیے ہے ۔ لیکن جہاں تک جنرل ہسپتال کا تعلق ہے میرے بھائی کو مجھ سے زیادہ پتا ہے کہ وہاں زیادہ ذہنی امراض کا علاج کیا جاتا ہے ۔ وہاں نیورو یونٹ تو موجود ہیں ۔ یہ ہارٹ کا یونٹ صرف میو ہسپتال میں دیا جا رہا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب تابش الوری ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

سید تابش الوری، کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ بہاولپور میں بھی ایسے ہی کسی یونٹ کے قیام کا کوئی منصوبہ ان کے زیر غور ہے ۔

وزیر صحت ، جناب سپیکر ' اس سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ تین ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کے لیے

ہم نے ٹوکن ایلوکیشن رکھی ہے ۔ اس کا پی سی ۔ 1 تیار کروا رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ باقی ڈویژن جن میں بہاولپور اور پنڈی بھی شامل ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ان کا مقصد یہ ہے کہ ان تینوں کے بعد سب سے پہلے بہاولپور میں یہ یونٹ کھولا جائے گا ۔ اس کی یہاں یقین دہانی کرا دیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر ، انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال جن تین ڈویژن کے بارے میں ایلوکیشن کی جائے گی اس میں بہاولپور شامل ہو گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔

وزیر اوقاف، بہاولنگر کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بہاولنگر ابھی اس مقام کو نہیں پہنچا ۔ ---------- اگلا سوال جناب میاں فضل حق کی طرف سے ہے ۔

وحدت کالونی ڈسپنسری میں ادویات اور ایمبولینس کی فراہمی کے نظام کو درست کرنا

*2429۔میاں فضل حق ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی میں جو ڈسپنسری ہے وہ کالونی کے مکینوں کو طبی سہولت فراہم کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسپنسری 24 گھنٹے کھلی رہنی چاہیے لیکن ڈاکٹر اور عملہ ڈسپنسری اکثر غائب رہتا ہے اور ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوتے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسپنسری سے مریضوں کو ادویات نہیں ملتی اور جو ادویات آتی ہیں وہ ڈاکٹر اپنے ذاتی کلینکوں پر لے جاتے ہیں اور ایمبولینس بھی اپنے ذاتی استعمال میں لاتے ہیں۔ ایمرجنسی کی صورت میں وحدت کالونی کے مکینوں کو دستیاب نہیں ہوتی۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وحدت کالونی کی ڈسپنسری میں ڈاکٹر اور متعلقہ عملہ کو مکمل ڈیوٹی دینے ،مریضوں کو بروقت ادویات دینے اور ایمبولینس ہر

وقت میسر کرنے کے لئے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)۔

(الف) تسلیم ہے۔

(ب) تسلیم ہے۔لیکن یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ اس ہسپتال کا میڈیکل اور پیرا میڈیکل سٹاف ڈیوٹی روسٹر کے مطابق رات دن ڈیوٹی پر حاضر رہتا ہے۔

(ج) ہسپتال میں آؤٹ ڈور مریضوں کی ماہانہ اوسط تقریباً 1800 ہے ادویات ضرورت کے مطابق وافر مقدار میں فراہم کی جاتی ہیں اور مکینوں کی طرف سے ادویات کی کمی کی کوئی شکایت کبھی موصول نہیں ہوئی۔سرکاری ذرائع کے مطابق اس ہسپتال میں تعینات کسی ڈاکٹر کا کوئی ذاتی کلینک نہیں ہے ادویات کی خردبرد کا الزام بے بنیاد ہے۔ ہسپتال کی اہمیت کے پیش نظر افسران بالا اکثر معائنہ کے لیے جاتے ہیں۔لیکن اس قسم کی کوئی خرابی کبھی منظر عام پر نہیں آئی۔جہاں تک ایمبولینس کے غلط استعمال کا تعلق ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ وحدت کالونی ڈسپنسری کے پاس کوئی ایمبولینس ہے ہی نہیں اس لئے اس کے ذاتی استعمال کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ ڈاکٹر اور عملہ 24 گھنٹے اپنی باری پر ڈیوٹی پر موجود ہوں اور تقریباً ہر قسم کی ادویات ہسپتال میں موجود ہوں سرپرائز VISITS کے لئے مناسب ہدایات جاری کر دی گئی ہے اور ہسپتال کو نئی ایمبولینس مہیا کرنے کے لئے اگلے مالی سال میں حکومت پنجاب سے منظوری حاصل کی جائے گی۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر ' اس میں میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جواب کے جزو " د" میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ ڈاکٹرز اپنی ڈیوٹیوں پر چوبیس گھنٹے موجود رہیں اور ہر قسم کی ادویات ہسپتال میں موجود ہوں اور surprise visit کے ذریعے یہ ہدایات جاری کی جائیں۔ میں جاننا یہ چاہتا ہوں کہ یہ surprise visit کون کرے گا اور کیا یہ روٹین میں surprise visits ہوتی ہیں۔ کوئی نہ کوئی طریق کار ہو گا جس کے ذریعے ڈاکٹروں کو چیک کیا جاتا ہے اور انھوں نے یہ کہا ہے کہ ایک تو عملہ وہاں موجود رہے اور دوسرا یہ کہ میڈیسن وافر مقدار میں وہاں موجود ہوں۔ جزو "ج"

میں انھوں نے کہا کہ کبھی کوئی شکایت نہیں ملی اور جزو "د" میں کہتے ہیں کہ ادویات پوری ہوں ۔ ہم اس کو بھی دیکھیں گے کہ یہ contradiction کیوں ہے؟ یہ surprisevisit کون کرے گا۔ آیا یہ روٹین میں ہوتی ہیں؟

وزیر صحت ، جناب سپیکر ' surprise visit محکمہ کا ہر ذمہ دار افسر کرتا ہے ۔ اس میں ڈی ایچ او ہے ' ڈی جی ہے وہ بھی وقتاً فوقتاً surprise visit کرتے رہتے ہیں۔ اور جو بھی متعلقہ منسٹر صاحبان ہیں گو یہ اربن کی jursidiction میں ہیں لیکن ہم لوگ بھی وقتاً فوقتاً مختلف ہسپتالوں ' سنٹرز کا surprise visit کرتے ہیں اور جو ڈاکٹر صاحبان غیر حاضر پائے جاتے ہیں ان کے خلاف کارروائی بھی ہوتی ہے انھیں معطل بھی کیا جاتا ہے اور ان کے خلاف انکوائریز بھی چل رہی ہیں۔ جہاں تک ادویات کا تعلق ہے یہ ایک چھوٹی سی ڈسپنسری ہے اور اس ڈسپنسری کے لیے 96-1995ء میں پچانوے ہزار سات سو پچاس روپے ادویات کے لیے مختص کیے گئے تھے۔ جس سے ادویات فراہم کی گئی ہیں اور اس سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ دس فیصد زائد کر کے جو بھی ایلوکیشن ہو گی ہم کریں گے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ' ادویات کی بات یہاں ہو رہی تھی ۔ وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال ہے ۔ کہ یکم جولائی 1996ء سے آج تک گورنمنٹ کے میڈیکل سٹور ڈپو سے صوبہ پنجاب کے کسی بھی ہسپتال کو آج تک کتنی مالیت کی ادویات مہیا کی گئی ہیں؟

وزیر صحت ، جناب والا! یہ متعلقہ سوال نہیں ہے۔ یہاں تو وحدت کالونی کی ڈسپنسری کے بارے میں انھوں نے کوئی سوال کرنا ہے تو وہ کریں اس کا جواب میں دینے کے لیے تیار ہوں۔ اگر یہ پورے پنجاب کی انفرمیشن لینا چاہیں گے تو اس کے لیے تازہ نوٹس دینا پڑے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ' ہیلتھ پر بات ہو رہی تھی تو میں نے یہ سوال کیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ان کی یہ بات ٹھیک ہے ۔ آپ کے سامنے ایک specific سوال ہے۔ آپ سارے پنجاب کو generalise کر رہے ہیں۔ اگر آپ بھی وزیر ہوں تو اس بارے میں آپ کچھ نہیں بتا سکیں گے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ' میں آپ کی اجازت سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کے غریب عوام کا یہ مسئلہ ہے ۔ میرے یہ علم میں ہے اور میں نے تحقیق کیا ہے کہ جولائی

96ء سے اب تک جنرل ہسپتال پنجاب کا واحد ہسپتال ہے کہ جس کو صرف تین لاکھ روپے کی ادویات ملی ہیں۔ باقی کسی بھی ہسپتال کو میڈیکل سٹور ڈپو سے ادویات جاری نہیں ہو رہیں اور نہ ہی میڈیکل سٹور ڈپو ان کو Non- availability certificate دے رہا ہے ۔ اگر یہ سرٹیفکیٹ دے دے تو ہسپتال خود اپنا وہی فنڈ خرچ کر کے ادویات مریضوں کے لیے خرید سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا سوال تو پھر اسی طرح کا ہو گیا۔ مسئلہ ڈسپنسری کا ہے ۔ ہیلتھ پر بحث کے دن آپ اس پر یہ تمام باتیں کر سکتے تھے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، میرا یہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔ میں صرف آپ سے درخواست کر رہا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں یہ حالت ہے ۔

وزیر صحت ، جناب سپیکر ، گو یہ متعلقہ سوال تو نہیں ہے لیکن میں اپنے دوست کو یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جولائی 96 ء سے اب تک کی بات کی ہے ۔ اب ستمبر کا مہینہ جا رہا ہے ۔ انھیں حکومت کے procedure کا بھی پتا ہے ۔ اور جس طرح purchase ہوتی ہیں اور ان کا lengthy procedure ہے ان سے بھی یہ واقف ہیں کہ ابھی تک جو بجٹ منظور ہوا ان کی allocations تمام محکموں کو جاری نہیں ہو سکیں۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے پاس پچھلے سال کی ایم ایس ڈی نے purchases کی ہوئی ہیں۔ جن جن ہسپتالوں کی جو جو ضروریات ہیں جو indenting انھوں نے بھجوائی ہے اس کے مطابق انھیں سپلائی جاری ہے ۔ آج تک مجھ تک کوئی شکایت نہیں پہنچی۔ میں نے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال بھی visit کیے ہیں ، تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بھی visit کیے ہیں۔ گو شہر کا ہسپتال میری jurisdiction میں نہیں ہے لیکن یہ complaint آج تک مجھے نہیں پہنچی کہ جو ہماری indenting ہے یا جو ہماری allocation ہے اس کی ادویات ہمیں نہیں ملیں۔ بلکہ دوائیوں کی سپلائی جاری ہے جو کہ پچھلے سٹاک میں موجود ہے ۔ جب پیسہ ایم ایس ڈی کے پاس آ جائے گا اور یہ جو procurement procedure چلا رہے ہیں ۔ جلد از جلد تازہ سٹاک بھی آ جائے گا ۔ اور جہاں کمی ہے اسے پورا بھی کر دیا جائے گا ۔

میاں فضل حق، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے اپنے سوال میں پوچھا تھا کہ یہاں ایمبولینس کا غلط استعمال کیا جاتا ہے ۔ جواب یہ آیا ہے کہ ایمبولینس مہیا ہی نہیں کی گئی ۔ میں سابق وزیر صحت جو اس وقت بڑے مشغول ہیں ۔ انھوں نے on the floor of the House یہ فرمایا تھا کہ منشی

ہسپتال کو یہ ایمبولینس دی گئی ہے ۔ وہاں سے انشاء اللہ اس ڈسپنسری پر منتقل کر دیں گے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز ہے اور اگر ایسا ہو سکتا ہے تو اس کو ٹرانسفر کر دیا جائے ۔ کیا یہ ممکن ہے ؟

وزیر صحت ، جناب سپیکر ، ایمبولینس تھی ۔ وہ میاں منشی ہسپتال جو کہ ایک بڑا ہسپتال ہے ان کے پاس نہیں تھی اس لیے وہ انھیں دے دی گئی ۔ لیکن جو اب نئی ایمبولینسز کے ہم نے ریکارڈ place کیے ہیں جب وہ ایمبولینس آئیں گی تو جن جن اداروں کے پاس ایمبولینسز نہیں ہیں اور جنھیں ملنی چاہییں انشاء اللہ تعالیٰ انھیں مہیا کی جائیں گی ۔

میاں فضل حق، میرا سوال یہ ہے کہ یہ یقین دہانی کرا دیں کہ اب جو نئی ایمبولینسز آئیں گی تو ان میں سے اس ڈسپنسری کو بھی ایک دے دی جائے گی ۔

وزیر صحت ، نئی ہم میاں منشی ہسپتال والوں کو دیں گے اور پرانی ان کو ٹھیک کرا کر دے دیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگلا سوال ، جناب ارشد عمران سلہری کا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، 2484 ۔

لاہور ہائی کورٹ ملتان بینچ کے فیصلے پر عمل درآمد

*2484۔ جناب ارشد عمران سلہری ، کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ ملتان بینچ نے رٹ پٹیشن نمبر 1485/90 کو منظور کرتے ہوئے مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۹۲ء کو حسب ذیل حکم جاری کیا تھا۔

"Rule 20(2) of the Punjab Drug Rules, 1988 is hereby declared to be violative of Article 18 of the Constitution and void. The authorities are directed to issue licence for the sale of drugs on the basis of the same criteria as applicable under the previous Drug Rules, 1945 and Drug Rules, 1958 till such time, similar Provisions are made in the Punjab Drug Rules,1988".

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہائی کورٹ کے متذکرہ احکامات پر محکمہ کی طرف سے بر وقت عمل نہ کرنے کے ضمن میں درخواست دہندگان نے عدالت عالیہ میں توہین عدالت کی درخواست بھی دائر کی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ توہین عدالت کی درخواست کی سماعت کے دوران محکمہ صحت نے عدالت عالیہ کے احکامات پر فوری عملدرآمد کا ذمہ لیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگرچہ محکمہ صحت نے ہائی کورٹ کے اس حکم پر تین سال بعد اپنے مراسلہ نمبر ایس او (ڈی سی)814-91-53 مورخہ17 جولائی1995ء کے ذریعے اپنے ماتحت دفاتر کو اس فیصلہ پر عملدرآمد کرنے کے لئے تحریر کیا۔ مگر یہ مراسلہ بھی ڈرگ رولز 1958ء کی روح کے مطابق نہ تھا حالانکہ عدالت عالیہ نے اس ضمن میں واضح ہدایات دی تھیں۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ عرصہ چار سال گزرجانے کے باوجود محکمہ صحت کے ماتحت دفاتر نے ابھی تک فیصلہ متذکرہ پر عملی طور پر عملدرآمد نہیں کیا۔

(ز) محکمہ صحت کے کون سے افسران ہیں جن کی غفلت کے باعث عدالت عالیہ کے متذکرہ فیصلہ پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ نیز ان افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ں) کیا یہ حقیقت ہے کہ متذکرہ عدالت عالیہ کے فیصلہ پر عملدرآمد نہ کرنے سے ڈرگسٹ اور کیمسٹ طبقہ میں شدید ناراضگی پائی جاتی ہے

(ش) کیا حکومت متذکرہ فیصلہ عدالت عالیہ پر فوری طور پر من وعن عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں۔

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ درخواست دہندگان کی طرف سے توہین عدالت کی درخواست عدالت عالیہ میں دائر کی گئی تھی۔عدالت کے احکامات پر عمل میں تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے متذکرہ احکامات پر نظر ثانی کے لئے عدالت عالیہ کے ڈویژنل بینچ میں انٹر کورٹ اپیل دائر کر رکھی تھی جو کہ ابھی تک زیر التواء ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) محکمہ صحت نے اپنے متذکرہ مراسلہ میں واضح طور پر تحریر کیا کہ عدالت عالیہ کے احکامات پر من وعن عمل درآمد کیا جائے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔عدالت عالیہ کے احکامات پر عمل درآمد میں تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ محکمہ صحت نے متذکرہ احکامات پر نظر ثانی کے لئے اپیل دائر کر رکھی ہے گو اپیل سماعت کے لئے منظور کر لی گئی لیکن حکم امتناعی جاری نہ ہونے کے بعد محکمہ نے عدالت عالیہ کے احکامات پر عمل درآمد کرنے کا فیصلہ کیا۔

(ہ) ضلعی افسران صحت ہائی کورٹ کے احکامات پر عمل درآمد کرتے ہوئے ڈسپنسروں کو ڈرگ سیل لائسنس جاری کر رہے ہیں۔

(ز) چونکہ عدالت عالیہ کے متذکرہ فیصلہ پر عمل درآمد ہو رہا ہے اس لئے کسی آفیسر کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہیں کی گئی۔

(س) یہ حقیقت نہیں ہے کیونکہ عدالت عالیہ کے متذکرہ فیصلہ پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔

(ش) حکومت پنجاب پہلے ہی عدالت عالیہ کے متذکرہ فیصلہ پر عمل درآمد کے لئے متعلقہ افسران کو واضح ہدایات جاری کر چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟ نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب محمد بشارت راجہ کی طرف سے ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 2519

(معزز رکن نے جناب محمد بشارت راجا کے ایماء پر دریافت کیا)

انکوائری کے انعقاد میں غیر معمولی تاخیر

*2519۔**جناب محمد بشارت راجہ**، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ صحت نے ایک شہری کی درخواست پر اپنے مراسلہ نمبر SO(C-iii-MISC)388/95 مورخہ 23 جولائی 1995ء کے ذریعے اس معاملہ کی انکوائری کرنے کی ہدایات جاری کی تھیں؟

(ب) آیا انکوائری مکمل ہو گئی ہے اگر نہیں تو انکوائری کے انعقاد میں غیر معمولی تاخیر کی کیا وجوہات ہیں اور انکوائری کب تک مکمل ہو گی؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) انکوائری ابھی مکمل نہیں ہوئی۔چونکہ وقوعہ ایک پرائیویٹ ہسپتال میں ہوا ہے اور محکمہ کو اس سلسلے میں قانونی مشکلات کا سامنا ہے،لیکن جس سرجن نے بچے کا آپریشن کیا تھا۔وہ محکمہ صحت کا ملازم ہے اور یہ تحقیقات کی جا رہی ہیں کہ اس معاملہ میں متعلقہ سرجن کی کس حد تک غفلت ہے۔اس سلسلے میں ایک سینئر پروفیسر آف سرجری کی ماہرانہ رائے طلب کی گئی ہے۔نیز انکوائری کی تاخیر کے موجب اہل کاران کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے۔ متعلقہ انکوائری کو مکمل کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں تاکہ یہ جلد از جلد مکمل ہو سکے۔

جناب ارشد عمران سلہری، میرا ضمنی سوال ہے کہ وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ شکایت کی یاددہانی کے ہمراہ شکایت کنندہ نے سی ایم ایچ لاہور کے سرٹیفکیٹ کی نقل بھی منسلک کر دی تھی جس سے یہ بات عیاں ہے کہ سابقہ آپریشن کے وقت stitching کے دوران سابقہ سرجن کی سنگین غفلت کے باعث بچے کی انتڑی بھی کٹ کر دی گئی تھی۔

وزیر صحت، جناب سپیکر، سوال کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس کیس کی مکمل انکوائری کی گئی اور ایک سینئر سرجن پرفیسر آف سرجری ظفراللہ چودھری صاحب سے بھی ماہرانہ رائے لی گئی اور ان کی جو ماہرانہ رائے محکمہ کو موصول ہوئی ہے اس میں ڈاکٹر ابوفضل علی خاں جو کہ اسسٹنٹ پروفیسر تھے اور جنھوں نے اس بچے کی سرجری کی تھی ان کی کوئی غفلت اور کوئی کوتاہی نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں۔یہ رپورٹ آ چکی ہے اور ریکارڈ میں یہ رپورٹ موجود ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ انکوائری کے دوران شکایت کنندہ سے کسی بھی انکوائری افسر نے رابطہ کیا۔؟

وزیر صحت، جناب والا، یہ تو بڑی واضح سی بات ہے کہ جب کوئی شکایت کرتا ہے، جس کی شکایت پر کوئی انکوائری ہوتی ہے اسے لازمی کنسلٹ کیا جاتا ہے۔ اس کے بغیر انکوائری مکمل ہوتی ہی نہیں۔ لازمی بات ہے کہ اس کو بلایا گیا۔ جناب سپیکر، ایسا بہر حال نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگر نہ ہوا تو دوسرا طریقہ بہر حال آپ جانتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت پرائیویٹ ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی لوٹ کھسوٹ اور مجرمانہ غفلت کے باعث مریضوں کو موت کے منہ میں دھکیلنے کے رجحان کی بیخ کنی کے لیے کوئی مناسب اقدام کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ تو ہر حکومت کرتی ہے ۔ صرف یہی نہیں ہر حکومت کا فرض اولین ہے ۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔

وزیر صحت ، اگر یہ چاہیں تو میں جواب دے سکتا ہوں ۔

میاں فضل حق ، جناب سپیکر ، میں نے شروع پر جو ضمنی سوال کیا تھا اس پر وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ ہسپتالوں اور ڈاکٹرز کے بارے میں جو annexure دیا گیا ہے وہ ان کے پاس نہیں ہے ۔ اگر وہ مل جائے گا تو میں جواب دوں گا ۔ میرا خیال ہے کہ اب ان کو مل گیا ہو گا ۔ میرے پاس تھا ۔ وہ میں نے ان کو پیش کیا تھا آپ دیکھ لیجیے ۔

وزیر صحت ، میں اپنے بھائی کو ضرور مطمئن کروں گا ۔ جہاں کہیں کوئی irregularity point out کریں گے اس کی اصلاح بھی ہو گی ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اس انکوائری میں ڈاکٹر ابوالفضل علی خاں جو کہ ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں ناز ہسپتال شادمان لنک روڈ پر انھوں نے پرائیوٹ طور پر چھ ہزار روپیہ ان سے فیس لے کر اور اس کے علاوہ تقریباً بائیس ہزار روپے لے کر آپریشن کیا ۔ ہماری اسمبلی کے ایک ریٹائرڈ اسسٹنٹ سیکریٹری کے پوتے کے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ابوالفضل صاحب جو کہ ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں میو ہسپتال میں ۔ان کی انکوائری کس شخص نے کی ہے اور ان کا عہدہ اور رتبہ کیا ہے ۔

وزیر صحت ، جناب سپیکر! اس کیس کی ابتدائی انکوائری میر صاحب جو کہ آج کل محکمہ صحت میں ایڈیشنل سیکرٹری (ٹیکنیکل) ہیں نے کی ہے ۔ وہ 19 گریڈ کے آفیسر ہیں ، اس سے پہلے وہ میو ہسپتال میں AMS تھے اور وہ ایک ذمہ دار شخص ہیں انھوں نے اس کیس کی ابتدائی انکوائری کی ہے جبکہ ماہرانہ رائے ایک سینئر پروفیسر ، سینئر سرجن ڈاکٹر ظفراللہ چودھری صاحب نے دی تھی اور ایڈیشنل

سیکرٹری (ٹیکنیکل) اس کے انکوائری آفیسر تھے۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! وہ ساڑھے آٹھ سال کا بچہ عبد الرفع تھا جو کہ اب ساڑھے نو سال کا ہے۔۔۔۔۔۔۔

وزیر صحت : جو کہ اب بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری : وہ ٹھیک کیسے ہوا؟ میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب ناز ہسپتال میں اس بچے کا ابوالفضل علی خان نے appendix کا آپریشن کیا تو اس کی ایک انٹری دوسری انٹری کے ساتھ stich کر دی گئی اور وہ بچہ اس کی وجہ سے موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہوا اور مریض کے لواحقین اسے CMH لے گئے جہاں پر اس کا فوری طور پر آپریشن کیا گیا اور اللہ کی ذات نے بچے کو دوبارہ زندگی دی۔ جناب والا! میں یہاں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے یہ ایسوسی ایٹ پروفیسرز، ڈاکٹرز کیا آدھی تنخواہ پر کام کرتے ہیں یا کہ وہ حکومت کے 24 گھنٹے کے ملازم ہیں؟ کیا انھیں ہسپتال کے اندر 24 گھنٹے موجود رہنا چاہیے یا کہ وہ اپنی مرضی سے جب چاہیں آئیں یا نہ آئیں؟

وزیرصحت (دیہی): جناب سپیکر! ہر سرکاری ملازم کے لیے duty hours موجود ہیں۔ یہ بھی سرکاری ملازم ہیں، یہ اس وقت اسسٹنٹ پروفیسر تھے لیکن یہ آپریشن انھوں نے اپنے پرائیویٹ کلینک پر کیا ہے اور شام پانچ بجے کیا ہے یعنی ڈیوٹی hours کے بعد کیا ہے۔ آپریشن کروانے والے صاحب جن کا بیٹا تھا وہ بھی سرکاری ملازم ہیں۔ ان کی entitlement تھی کہ وہ ہسپتال میں آپریشن کرواتے لیکن لوگوں کی اپنی satisfaction بھی اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنی جیب سے کوئی چیز پیش نہ کریں۔ انھوں نے ڈیوٹی hours کے بعد یہ آپریشن کروایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اگلا سوال سردار حسن اختر موکل صاحب کا ہے۔

میاں امتیاز احمد، سوال نمبر 2539 (معزز رکن نے سردار حسن اختر موکل کے ایماء پر دریافت کیا)

دیہی مراکز صحت کے ملازمین کی تنخواہوں سے ہاؤس رینٹ اور پانی و بجلی کی کٹوتی

*2539۔ سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم فرمائیں گے کہ۔

(الف) جن بنیادی مراکز صحت کے سرونٹ کوارٹرز میں پانی و بجلی کی سہولیات میسر نہیں ہیں کیا ان سے محکمہ روز کے تحت پانی و بجلی کا بل الاٹیوں کی تنخواہوں سے کاٹ سکتا ہے؟

(ب) اگر جزو(الف) کا جواب منفی میں ہے تو ڈی۔ایچ۔او بنیادی مرکز صحت اٹاری ورک کے ملازمین کی تنخواہوں سے رقم کس قانون کے تحت وصول کر رہے ہیں؟

(ج) ضلع قصور کے بنیادی اور دیہی مراکز صحت کے کتنے ملازمین کی تنخواہوں سے ہاؤس رینٹ اور پانی و بجلی کا بل وصول کیا جا رہا ہے۔اس کی فہرست مہیا کی جائے؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)،

(الف) بنیادی مرکز صحت اٹاری ورک ضلع قصور کے عملہ کی تنخواہ سے کسی قسم کی کٹوتی نہ کی جا رہی ہے۔نہ پانی،بجلی اور نہ ہی کرایہ مکان کی کٹوتی ہو رہی ہے۔سنٹر میں تمام عملہ کے لئے سرکاری رہائش موجود ہیں۔اس لئے کسی کو House Rent نہیں دیا جاتا۔ یہاں ایک نائب قاصد جو دیہی مرکز صحت اللہ آباد سے تبدیل ہو کر بنیادی مرکز صحت اٹاری ورک آیا تھا مگر دفتر کی اطلاع کے مطابق اس نے اللہ آباد سے ابھی تک وہاں کا سرکاری کوارٹر خالی نہ کیا ہے۔اور اس بناء پر گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق صرف بجلی کی کٹوتی ہو رہی ہے۔

(ب) ضلع میں دیگر مراکز صحت کے عملہ سے صرف بجلی کی کٹوتی ان ملازمین کی تنخواہ سے ہو رہی ہے جو وہاں رہائش پذیر ہیں اور ان کا علیحدہ میٹر نہ ہے اور بجلی مرکز صحت کے Main Meter سے استعمال کرتے ہیں۔ کسی بھی مراکز صحت میں کسی ملازم کی تنخواہ سے پانی کی کٹوتی نہ کی جا رہی ہے۔ ماسوائے دیہی مرکز صحت مصطفیٰ آباد جہاں ٹاؤن کمیٹی کی طرف سے پانی کی سپلائی ہوتی ہے۔چونکہ مراکز صحت میں عملہ کے رہائشی کوارٹرز موجود ہیں۔اس لئے ان کو House Rent تنخواہ کے ساتھ نہیں دیا جاتا۔اور یہ غلط ہے کہ House Rent کاٹا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے اسے پڑھا ہوا تصور کرتے ہیں۔ کوئی ضمنی سوال؟

میاں امتیاز احمد: جناب سپیکر! جز(الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ بنیادی مرکز صحت اٹاری ورک کے ملازمین کی تنخواہ سے کسی قسم کی کٹوتی نہ کی جا رہی ہے ۔ جناب والا! یہ جواب غلط ہے اور میں اس سلسلے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ بات کہاں تک درست ہے؟۔

وزیر صحت(دیہی) : جناب سپیکر! جو بھی سرکاری ملازمین کسی بھی سرکاری رہائش گاہ میں رہتے ہیں

انھیں ہاؤس رینٹ نہیں ملتا تو جب ہاؤس رینٹ ملتا ہی نہیں ہے تو پھر کٹوتی کس قسم کی؟ یعنی کٹوتی نہیں ہوتی کیونکہ انھیں ہاؤس رینٹ ملتا ہی نہیں ہے۔

میاں امتیاز احمد : جناب والا! میرے خیال میں یہ جواب غلط ہے اور میں اس بارے میں تحریک استحقاق دینے کا حق محفوظ رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اگلا سوال میاں معراج الدین صاحب کا ہے۔

میاں عثمان ابراہیم، سوال نمبر 2561 (معزز رکن نے میاں معراج الدین کے ایماء پر دریافت کیا)

یرقان کے مرض کے سدباب کے لئے اقدامات

*2561۔ **میاں معراج الدین**، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یرقان جو کہ ایک موذی مرض ہے کی وباء صوبہ میں بہت بڑے پیمانے پر پھیلی ہوئی ہے؛

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس مرض کی شدت زیادہ تر ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں ہے؛

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس موذی مرض سے سینکڑوں لوگ مر چکے ہیں؛

(د) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس موذی مرض کے سدباب کے لئے اب تک کیا اقدام اٹھائے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)۔

(الف) یرقان ایک متعدی مرض ہے۔لیکن یہ درست نہ ہے کہ یہ مرض وباء کی صوت میں صوبہ میں پھیلا ہوا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ ڈویژنوں میں اس مرض میں لوگ مبتلا ہیں اور وہاں اس مرض کی شدت ہے۔ ان مقامات پر وبائی صورت میں پھیلنے کے واقعات ماضی قریب، ماضی بعید میں نہیں دیکھے گئے۔

(ج) یہ حقیقت نہ ہے کہ اس مرض سے اموات واقع ہوئی ہیں۔البتہ فیلسی پارم ملیریا (Falciparum

(Malaria) کے کچھ کیس (case) رپورٹ ہوئے ہیں جو کہ یرقان سے مماثلت رکھتے ہیں۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ یہ مرض وباء کی صورت میں صوبہ میں موجود نہ ہے اس کے باوجود حکومت اس مرض کی روک تھام کے لئے عوام میں ہیلتھ ایجوکیشن (Health Education) اور پینے کے پانی کی Clorination جیسے اقدامات کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں عثمان ابراہیم : جناب سپیکر ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ یرقان کی وباء گوجرانوالہ شہر میں بھی پھیلی ہوئی ہے ! اگر پھیلی ہوئی ہے تو اس کے تدارک کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس سوال میں گوجرانوالہ کا نام تو نہیں بہر حال وزیر صاحب ! اگر آپ کے علم میں ہے تو بتا دیجیے گا۔

وزیر صحت : جناب سپیکر ! یہ مرض وباء کی صورت میں کہیں بھی نہیں ہے۔ نہ گوجرانوالہ ڈویژن میں اور نہ ہی پنجاب کے کسی اور ڈویژن میں ہے ۔ اگر کوئی individual case آتا ہے تو اس کی proper treatment ہو رہی ہے ۔ وباء کی صورت میں یہ مرض کہیں بھی نہیں ہے ۔

میاں عثمان ابراہیم : میں یہ کہوں گا کہ یہ مرض وباء کی شکل میں موجود ہے ! اگر وزیر صاحب گوجرانوالہ کے ڈسٹرکٹ ہسپتال سے enquire کریں تو انھیں معلوم ہو گا کہ گوجرانوالہ کے اس ہسپتال میں اس وباء میں مبتلا کتنے ہی لوگ داخل ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر صاحب ! آپ یہ enquire کر لیجیے گا بہر حال وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ' سوالات بھی ختم ہوتے ہیں ۔ آپ نے سوالات کے جوابات بہت اچھی طرح دیے ہیں۔

وزیر صحت، بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ڈاکٹر کی تعیناتی

*2234۔ جناب شاہد ریاض ستی: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) بی ایچ یو تھون تحصیل کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی میں ڈاکٹر تعینات ہے تو اس ڈاکٹر کی تعیناتی کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب نہ میں ہے تو حکومت کب تک بی ایچ یو تھون تحصیل کوٹلی ستیاں میں ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)۔

(الف) بحکم گورنمنٹ آرڈر نمبر ایس او(B-111) ایڈہاک /95/265 تاریخ 26-2-95 کو ڈاکٹر کریم داد خان کو بطور میڈیکل آفیسر بی ایچ یو تھون ضلع راولپنڈی میں مورخہ 14-3-95 کو تعینات کیا گیا تھا اور ڈاکٹر کریم داد خان دفتر ہذا چٹھی نمبر ای اینڈ اے4953 تاریخ14-5-95 کو جاری کیا گیا اس کے بعد ڈاکٹر کریم داد خان مسلسل غیر حاضر رہے جس کی رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجی گئی گورنمنٹ نے 15-2-96 کو تمام عارضی ڈاکٹروں کو نوکری سے نکال دیا اور فارغ کر دیا۔

(ب) ڈاکٹر امجد نسیم کو بی ایچ یو تھون ضلع راولپنڈی میں تعینات کیا گیا ہے جو کہ پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس کر کے آئے ہیں ان سے امجد نسیم کو میڈیکل آفیسر تعینات کیا گیا ہے۔بحوالہ آرڈر نمبر 6509-II/F&A مورخہ 1-4-96 کے مطابق۔

ڈاکٹر کی تعیناتی

*2238۔جناب شاہد ریاض ستی ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بی ایچ یو تھون تحصیل کوٹلی ستیاں میں کافی عرصہ سے ڈاکٹر تعینات نہیں ہے جس کی وجہ سے پسماندہ علاقے کے عوام صحت کی بنیادی سہولت سے محروم ہیں۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو حکومت اس بی ایچ یو میں ڈاکٹروں کی تعیناتی کب تک کر دے گی؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)،

(الف) بحکم گورنمنٹ آرڈر نمبر ایس او(B-111) /95/265 تاریخ26-2-96 کو ڈاکٹر کریم داد خان کو بطور میڈیکل آفیسر بی ایچ یو تھون ضلع راولپنڈی میں مورخہ14-3-95 کو تعینات کیا گیا تھا اور ڈاکٹر کریم داد خان کو دفتر ہذا لیٹر نمبر 4953/E&A تاریخ14-5-95 کو جاری کیا گیا اس کے بعد ڈاکٹر کریم داد خان مسلسل غیر حاضر رہے جس کی رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجی گئی گورنمنٹ نے 15-2-96 کو تمام ڈاکٹرز (ADHOC) کو نوکری سے فارغ کر دیا۔

(ب) ڈاکٹر امجد نسیم کو بی ایچ یو تھون ضلع راولپنڈی میں (جو کہ پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس کر کے آئے ہیں ان میں سے ڈاکٹر امجد نسیم کو بی ایچ یو تھون میں تعینات کیا گیا ہے یہ تعیناتی بحوالہ آرڈر نمبر 6509-15/E&A مورخہ 1-4-96 کو عمل میں لائی گئی۔

ہسپتالوں میں اہل افراد کی بطور ایم ایس تعیناتی

*2275۔ جناب محمد بشارت راجہ ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز اور تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں میں ایم ایس کی پوسٹ کس گریڈ کی ہے ان پوسٹوں پر اس وقت کون کونسے افراد تعینات ہیں۔ ان کے نام اور گریڈ کیا ہیں اور وہ کب سے اس پوسٹ پر کام کررہے ہیں کتنے افراد ایسے ہیں جو اپنے گریڈ سے ہائر پوسٹ پر کام کررہے ہیں ان کے نام اور ان کو ہائر پوسٹ پر تعینات کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان پوسٹوں پر اہل افراد کو تعینات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت(جناب غلام سرور خان)،

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں ایم ایس کی پوسٹ گریڈ 19 میں ہے۔ تاہم ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال ڈیرہ غازی خاں، سرگودھا، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، ساہیوال، رحیم یار خاں، سیالکوٹ اور جہلم میں گریڈ بیس کی پوسٹیں ہیں۔ ان پوسٹوں پر اس وقت تعینات افراد کے نام، گریڈ اور تاریخ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس

وقت 40 افراد کو ہائر پوسٹ پر تعینات کیا گیا ہے۔ان کے نام اور پوسٹ بھی ایوان کی میز پر رکھی گئی تفصیل میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ان کی تعیناتی گریڈ 19 کے افسران کی کمی کی وجہ سے عمل میں لائی گئی ہے۔

(ب) جونہی گریڈ 19 کے افراد مہیا ہوتے ہیں حکومت ان کو مساوی گریڈ کی پوسٹوں پر تعینات کر دیتی ہے۔

ملکوال میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا قیام

*2324۔حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی یہ طے شدہ پالیسی ہے کہ ہر تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر ہسپتال تعمیر کیا جائے گا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین کا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے اور اسے تحصیل کا درجہ دیئے ہوئے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر ابھی تک یہاں تحصیل لیول کا ہسپتال تعمیر نہیں کیا گیا ہے۔اگر یہ درست ہے تو حکومت کب تک اس جگہ ہسپتال تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)،

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ملکوال، ضلع منڈی بہاؤالدین کا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے۔ملکوال میں ایک رورل ہیلتھ سنٹر کام کر رہا ہے۔اس رورل ہیلتھ سنٹر کو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا درجہ دینے کے لئے سکیم تیار کروائی جا رہی ہے۔اس سکیم کی محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات سے منظوری کے بعد حکومت ملکوال میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پر کام اسی سال شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ریفرنس پر کارروائی کی تفصیل

753۔چودھری محمد ظہیر الدین خان ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی میڈیکل کالج کی تعمیر میں تاخیر اور اس کے نتیجہ میں اخراجات میں بے تہاشہ اضافہ کی وجوہ اور ذمہ داری کے تعین کے لئے ایک ریفرنس وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم کو بھیجا گیا تھا۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ریفرنس کس تاریخ کو بھیجا گیا۔اس کے Terms of Reference کیا تھے اس سلسلہ میں اب تک کتنی میٹنگز ہوئی ہیں اور ان کے نتیجہ میں مرحلہ وار اور تازہ ترین پروگریس سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مذکورہ ریفرنس محکمہ صحت نے 3 مارچ 1993ء کو وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم کو بھجوایا تھا۔اس سے کے لئے کوئی باقاعدہ Terms of reference مرتب نہیں کئے گئے تھے۔ ریفرنس کی نقل لف ہے۔

وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم نے اس بارے باقاعدہ طور پر محکمہ صحت کو کسی کارروائی سے اگاہ نہیں کیا۔تاہم محکمہ صحت نے اپنے طور پر وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم کے دفتر سے وزیر اعلیٰ کو بھجوائی گئی سمری کے مندرجات معلوم کئے ہیں جس میں موقف اختیار کیا گیا تھا کہ اخراجات میں اضافہ اشیاء کی مقدار میں تبدیلی ،تصریحات (Specifications) میں تبدیلی اور غلط تخمینہ کی وجہ سے ہوا۔مزید برآں افراط زر بھی اخراجات میں اضافہ کا باعث بنی۔چیئرمین انسپکشن ٹیم نے سکیم کی نظر ثانی شدہ (Revised) منظوری کو ضروری قرار دیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ ترمیم شدہ پی سی I فارم کے مرحلہ وار مطالعہ کے بعد ہی کسی پر ذمہ داری عائد کی جا سکتی ہے۔

لاہور ہائی کورٹ ملتان بینچ کے فیصلہ پر عمل در آمد

795۔ جناب احسان الدین قریشی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ ملتان بینچ نے رٹ پٹیشن نمبر 1485/90 کو منظور کرتے ہوئے مورخہ 17مارچ 1992ء کو حسب ذیل حکم جاری کیا تھا۔

"Rule 20(2) of the Punjab Drug Rules, 1988 is hereby declared to be violative of Article 18 of the Constitution and void. The authorities are directed to issue licence for the sale of drugs on the basis of the same criteria as applicable under the previous Drug Rules, 1945 and Drug Rules, 1958 till such time, similar Provisions are made in the Punjab Drug Rules,1988".

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہائی کورٹ کے متذکرہ احکامات پر محکمہ کی طرف سے بروقت عمل نہ کرنے کے ضمن میں درخواست دہندگان نے عدالت عالیہ میں توہین عدالت کی درخواست بھی دائر کی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ توہین عدالت کی درخواست کی سماعت کے دوران محکمہ صحت نے عدالت عالیہ کے احکامات پر فوری عمل در آمد کا ذمہ لیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگرچہ محکمہ صحت نے ہائی کورٹ کے اس حکم پر تین سال بعد اپنے مراسلہ نمبر ایس او (ڈی سی)53-91-814 مورخہ17 جولائی1995ء کے ذریعے اپنے ماتحت دفاتر کو اس فیصلہ پر عملدرآمد کرنے کے لئے تحریر کیا۔ مگر یہ مراسلہ بھی ڈرگ رولز1958ء کی روح کے مطابق نہ تھا حالانکہ عدالت عالیہ نے اس ضمن میں واضح ہدایات دی تھیں۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ عرصہ چار سال گزر جانے کے باوجود محکمہ صحت کے ماتحت دفاتر نے ابھی تک فیصلہ متذکرہ پر عملی طور پر عملدرآمد نہیں کیا۔

(ز) کیا یہ حقیقت ہے کہ متذکرہ فیصلہ پر عملدرآمد نہ کرنے سے ڈرگسٹ اور کیمسٹ طبقہ میں بے چینی پائی جاتی ہے۔

(ش) کیا حکومت متذکرہ عدالتی فیصلہ پر فوری طور پر من و عن عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے

اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (جناب غلام سرور خان)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ درخواست دہندگان کی طرف سے توہین عدالت کی درخواست عدالت عالیہ میں دائر کی گئی تھی۔عدالت کے احکامات پر عمل میں تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے متذکرہ احکامات پر نظر ثانی کے لئے عدالت عالیہ کے ڈویژنل بینچ میں انٹر کورٹ اپیل دائر کر رکھی تھی جو کہ ابھی تک زیر التواء ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) محکمہ صحت نے اپنے متذکرہ مراسلہ میں واضح طور پر تحریر کیا کہ عدالت عالیہ کے احکامات پر من وعن عمل درآمد کیا جائے۔جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ۔عدالت عالیہ کے احکامات پر عمل درآمد میں تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ محکمہ صحت نے متذکرہ احکامات پر نظرثانی کے لئے اپیل دائر کر رکھی ہے گو اپیل سماعت کے لئے منظور کر لی گئی لیکن حکم امتناعی جاری نہ ہونے کے بعد محکمہ نے عدالت عالیہ کے احکامات پر عمل درآمد کرنے کا فیصلہ کیا۔

(ہ) ضلعی آفسران صحت ہائی کورٹ کے احکامات پر عمل درآمد کرتے ہوئے ڈسپنسرں کو ڈرگ سیل لائسنس جاری کر رہے ہیں۔

(ز) چونکہ عدالت عالیہ کے متذکرہ فیصلہ پر عمل درآمد ہو رہا ہے اس لئے کسی آفیسر کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہیں کی گئی۔

(س) یہ حقیقت نہیں ہے کیونکہ عدالت عالیہ کے متذکرہ فیصلہ پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔

(ش) حکومت پنجاب پہلے ہی عدالت عالیہ کے متذکرہ فیصلہ پر عمل درآمد کے لئے متعلقہ افسران کو واضح ہدایات جاری کر چکی ہے۔

مجلس قائمہ برائے صحت کے سپرد کیے گئے نکات کی فہرست

جناب ڈپٹی سپیکر : دوستوں کی بھی بڑی مہربانی کیونکہ انھوں نے بھی بڑی محنت سے ضمنی سوالات

کیے ہیں ۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اُس روز میں نے صحت پر جو رولنگ دی تھی اس بارے میں مجھے points دیے جائیں ۔ اُس روز جب ہم نے صحت کی پالیسی اور صحت کے امور پر بحث کی تھی تو میں نے 203 کے تابع ایک ایسی رولنگ دی تھی جو کہ میری نظر میں آج تک کسی اسمبلی میں نہیں دی گئی ۔ وہ بات یہ تھی کہ دوستوں نے تقاریر کیں ' اپنی اپنی باتیں کیں ' اپنی اپنی تکالیف بیان کیں ۔ سارے پنجاب میں جو ایسی باتیں ہوتی رہیں اور جن پر حکومت نے کوئی خاطر خواہ توجہ نہ دی ۔ اس کے بعد وزیر موصوف نے اپنی wind up تقریر کی اور اس کے اختتام پر میں نے یہ کہا کہ یہ جو تمام نکات اپوزیشن کی طرف سے زیر بحث آئے ہیں ان کی ایک لسٹ بنائی جائے اور میں مجلس قائمہ برائے صحت چونکہ اس ہاؤس میں سب محکموں کی کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں لیکن اسمبلی سے ان کی طرف کوئی matter refer نہیں ہوتا جس کی وجہ سے وہ بے کام ' بے کار بیٹھی ہوئی ہیں ۔ تو میں نے مجلس قائمہ برائے صحت کی طرف یہ مسئلہ refer کیا تھا اور یہ بھی خاص ہدایت کی تھی کہ اس پر زیادہ دیر نہیں لگانی ' نہ ہی ہم اس کا وقت extend کریں گے کہ اگلے مہینے ' اگلے مہینے بلکہ یہ day to day hearing کریں ' اجلاس کے دوران کریں اور 30 ستمبر تک اس کی رپورٹ آ جانی چاہیے کہ پنجاب میں کیا ہوا' کس کی کوتاہی تھی۔ یہ کمیٹی اس کو assess کرے۔ اب میں آپ کو وہ points پڑھ کر سناتا ہوں جو یہاں پر اپوزیشن کی طرف سے raise ہوئے۔ ان points پر مجلس قائمہ برائے صحت میٹنگ کرے گی اور اپنا فیصلہ کرے گی ۔ اس مجلس قائمہ برائے صحت کے ممبران درج ذیل ہیں ۔

(۱) سید مختار حسین شاہ

(۲) علی حسن رضا قاضی

(۳) نواب امان اللہ خان

(۴) بلال مصطفیٰ کھر

(۵) سردار رفیق احمد خان لغاری

(۶) پیر ولایت شاہ کھگہ

(۷) چودھری تنویر خان

(۸) سید افضال شاہ

(۹) ڈاکٹر محمد شفیق چودھری

(۱۰) ضیاء احمد خان -

حکومت کی طرف سے چھ ممبرز ہیں جبکہ چار ممبرز اپوزیشن کی طرف سے ہیں - یہ مجلس قائمہ موجود ہے اور ہم نے اس کی طرف یہ مسئلہ refer کیا ہے - points یہ ہیں کہ :-

1. Introduction of the system of medical insurance

2. Bifurcation of the Health Department on functional basis instead of urban or rural basis.

3. Provision of medicines at reduced rates through Peoples Pharmacy Scheme or utility stores.

4. The administration of the hospitals may be improved and the attendance and punctuality of the doctors may be ensured.

5. The facilities and administration of emergency/casualty wards of the hospitals may be improved.

6. Ban on smoking in hospitals.

7. Arrangements for the postmortem of female dead bodies by the female doctors.

8. Formulation and implementation of the policy about ban on private practice by the doctors and specialists of Government Hospitals.

9. Incentives to doctors for posting in rural areas and ensuring compulsory period of posting in rural areas.

10. Transfer of professors and specialists after five years.

11. Measures for checking the pilferage of medicines and equipment from Government Medical Stores and Hospitals.

12. Streamlining the purchase system of the Health Department and District Health Offices.

13 Provision of necessary medical equipment and test/investigation facilities at the Hospitals of District and Tehsil level.

14 . Allocation of more funds for District Headquarters Hospitals and Tehsil Headquarters Hospitals.

15 . Measures to check issuance of fake medical certificate and punishment for the doctors found responsible.

16 Streamlining the system of inspection of hospitals at all levels may be streamlined.

17 The working of the Drug Inspectors may be made more effective.

18 The establishment , registration and control of private hospitals and laboratories may be regularized through effective legislation and the consultation fees and investigation/test fees may be prescribed.

19. Medical practice by the quacks should be banned.

20. Opening of private medical colleges should not be permitted.

21 . Upgradation of the Punjab Assembly Dispensary on the pattern of Governors House Dispensary

چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ ہر بات پر ہاؤس کی طرف سے یہ آواز آتی ہے کہ اس کے لیے ممبران کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس کی تفتیش و تحقیق کر کے اس پر action لے۔ اس بارے میں already Standing Committee on Health موجود ہے۔ ہم نے یہ تمام پوائنٹس ان کے سامنے رکھے ہیں وہ اپنی تجاویز دیں اور اس میں صحت کے دونوں فاضل وزراء شامل ہوں گے وہ day-to-day hearing کر کے اس سارے سسٹم کو دیکھیں ۔ چونکہ اصل میں ہمارا function یہی ہے ہم نے موجودہ سسٹم کے اندر اس نظام کے اندر موجودہ صورت حال کو درست کرنا ہے ۔تو میرے خیال میں آپ اس بات کو like کریں گے ــــ وصی ظفر صاحب اب آپ بھی تیار رہنا آپ کے ذمے بھی بڑا کام لگانا ہے تاکہ اس طرح آپ کوئی صورت ٹھیک کریں گے ۔مہربانی ۔

رانا آفتاب احمد خان ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی رانا آفتاب احمد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

رانا آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر ! سوال نمبر 1602 پر ہم نے notice دے دیا ہے آپ نے اس پر debate کے لیے time fix کرنا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب اتوار کو اس پر ایک گھنٹہ بحث کریں گے ۔

وزیر خوراک و زراعت (چودھری طارق بشیر چیمہ) ، جناب سپیکر ! آپ نے ایر کنڈیشنرز کے غیر قانونی استعمال کے حوالے سے ایک سپیشل کمیٹی بنائی تھی ۔ میں نے اس سلسلے میں گزارش کرنی ہے کہ ہم نے ایک اجلاس پچھلے دنوں بھی کیا ہے اس پر خاصی پیش رفت ہوئی ہے بے شمار محکموں کے جوابات موصول ہو چکے ہیں لیکن کچھ محکموں کے جوابات آنا ابھی باقی ہیں ۔ سات تاریخ کو اس کی date expire ہو گئی ہے kindly اس کی date extend کی جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ time extend کرنے کی تحریک پیش کر رہے ہیں ؟

وزیر خوراک و زراعت ، جی ہاں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، طارق صاحب تمام تحاریک کا time extend کرنے کے لیے کل کا دن رکھا ہوا ہے ۔اب ہم مجلس استحقاقات کی رپورٹس پر غور کریں گے اس ضمن میں جناب انعام اللہ خان نیازی کی طرف سے ایک تحریک موصول ہوئی ہے ۔ جناب انعام اللہ خان نیازی اپنی تحریک پیش کریں گے ۔ اگر لابی میں تشریف رکھتے ہیں تو اندر ایوان میں تشریف لائیں ـــــ تو جب وہ حاضر ہی نہیں ---

میاں امتیاز احمد ، جناب والا ! اسے pending کر دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ pending نہیں ہو سکتی ۔ ایجنڈے کا سب سے پہلا یہی کام تھا اگر وہ آ گئے ہیں تو تشریف لے آئیں ـــــ وہ حاضر نہیں ہیں اس لیے یہ disposed of تصور ہو گی۔

مسئلہ استحقاق

اب ریاض حشمت جنجوعہ کی تحریک استحقاق ہے ۔ جنجوعہ صاحب آپ کی تین تحاریک استحقاق ہیں لیکن آج آپ ایک ہی پیش کر سکیں گے۔ یہ آپ کی صوابدید ہے کہ کونسی پیش کرنا چاہتے ہیں ۔

کیا آپ پہلی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں؟

ڈی ایس پی جھنگ کی طرف سے رکن اسمبلی کو گولی مارنے کی دھمکی

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جی جناب والا ! اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ جھنگ پولیس کی حراست میں میرے حلقہ کے ایک نوجوان محمد عراق نول کی ہلاکت اور بعد ازاں اس کی لاش سمیت محمد پولیس کے فرار کے خلاف جھنگ ایکشن کمیٹی کے زیر اہتمام ایک احتجاجی جلوس 25 اگست کی دو پہر کو نکالا گیا جس میں میرے علاوہ جھنگ کی دیگر سیاسی جماعتوں کے قائدین نے شرکت کی ۔ یہ پر امن جلوس جب ڈی سی آفس کے پاس پہنچا تو پولیس نے بغیر کسی وارننگ کے ایس ایچ او کوتوالی اور ڈیس ایس پی بشیر نیازی کی قیادت میں پر امن جلوس پر حملہ کر دیا اور شدید لاٹھی چارج کر دیا ۔ ڈی ایس پی نیازی نے ایک طے شدہ منصوبے کے تحت ڈاکٹر ابوالحسن کو بے تحاشہ تشدد کا نشانہ بنایا ۔ ڈپٹی کمشنر نے جب یہ صورت حال دیکھی تو وہ بھاگ کر دفتر سے نکلے اور ڈاکٹر ابوالحسن اور دیگر زخمی لوگوں کو پولیس تشدد سے بچایا ۔ جب ڈپٹی کمشنر ہمیں لاٹھیاں برساتی پولیس کے نرغے سے نکال کر اپنے دفتر کی طرف لے جا رہے تھے تو ڈی ایس پی نیازی نے چیخ چیخ کر ہمیں یہ دھمکی دی کہ اب میری اور تمہاری ذاتی لڑائی ہے اور میں تمہیں گولی مار دوں گا ۔ ڈی ایس پی نیازی نے یہ دھمکی میرے علاوہ اس احتجاجی جلوس کے دیگر قائدین کو دی ۔ جب ہم اپنے زخمی ساتھیوں کو لے کر ہسپتال مرہم پٹی کی غرض سے چلے گئے تو پولیس نے مجھ سمیت تمام سیاسی قائدین کے خلاف توڑ پھوڑ کرنے اور ڈاکہ زنی کے دو جھوٹے مقدمے درج کیے ۔ جناب والا ! پر امن احتجاجی جلوس پر بے تحاشہ لاٹھی چارج ' ہمارے خلاف بے بنیاد جھوٹے مقدمات کے اندراج اور دو ایم پی ایز سمیت جلوس کے قائدین کو ڈی ایس پی کی طرف سے گولی مارنے کی دھمکیاں ایک ایسا سنگین معاملہ ہے جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے جس سے نہ صرف بحیثیت رکن اسمبلی میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق پامال ہوا ہے ۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

جناب سپیکر ! میں گزشتہ ایک سال سے اس معزز اور معتبر ایوان کے اندر اور پارلیمانی پارٹی کی

میٹنگز میں یہ چیخ و پکار کر رہا ہوں ' وزیر اعظم پاکستان سے لے کر گورنر پنجاب تک ' وزیر اعلیٰ صاحب سے لے کر سینئر منسٹر صاحب تک کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ میرے ضلع کے 22 لاکھ عوام پر ایک کرپٹ ' بد دیانت ' سفارشی اور سیاسی ایس پی کو کھلا چھوڑ دیا ہے جس نے ضلع کے عوام کو یرغمال بنا رکھا ہے اور اس نے ضلع کے تمام تھانوں کو ٹھیکہ پر چڑھا رکھا ہے ۔ بولی پر ایس ایچ او شپ حاصل کرنے والے ایس ایچ او زر نیلام پورا کرنے کے لیے تھانوں کو دارالامن بنانے کی بجائے عقوبت خانوں کا روپ دے چکے ہیں اور اسی طرح کا ایک عقوبت خانہ جھنگ شہر کے عین وسط میں اس کے مصروف ترین اور بارونق علاقہ میں سپیشل سٹاف کے نام سے قائم کیا گیا ہے جو براہ راست ایس پی صاحب کی نگرانی میں کام کرتا ہے ۔ یہ ایس پی کی کمائی کا ایک اڈہ ہے جہاں پر ہمیشہ کرپٹ اور کماؤ قسم کے تھانیداروں کو بطور انچارج تعینات کیا جاتا ہے ۔ سر شام اس عقوبت خانے سے تشدد کا نشانہ بننے والوں کی چیخیں بلند ہوتی ہیں جس پر اس شہر کے معززین متعدد بار احتجاج بھی کر چکے ہیں کہ اگر پولیس انسانوں پر تشدد کرنے سے باز نہیں رہ سکتی تو اس عقوبت خانے کو کم از کم کسی سنسان جگہ پر منتقل کر دیا جائے ۔ کیونکہ رات کو تشدد کا نشانہ بننے والوں کی چیخوں سے معصوم بچے خوفزدہ ہو کر جاگ اٹھتے ہیں اور مائیں انہیں تھپک تھپک کے سلانے کے لیے جاگتی رہتی ہیں۔

جناب سپیکر! اسی عقوبت خانے میں میرے حلقہ انتخاب کے ایک باریش نوجوان محمد عراقی نول کو کالے چوری کے شبہ میں اس عقوبت خانے کا انچارج سیف اللہ ضلع کچہری سے پکڑ کر لے آیا ۔ آئینی شاہدوں کے مطابق اور میری مصدقہ اطلاعات کے مطابق وہ اس وقت شراب کے نشے میں مدہوش تھا ' اس نے چوکی کھیلنہ کی پرانی عمارت کے صحن میں ایستادہ پیپل کے بوڑھے درخت کی ایک مدقوق شاخ کے ساتھ بندھے رسے کے ساتھ اس نوجوان کو لٹکا دیا اور بے تحاشہ تشدد کا سلسلہ شروع کیا اور یہ شرم ناک منظر شہر کے سینکڑوں لوگوں نے دیکھا کیونکہ اس عقوبت خانے کی تین چارفٹ کی چار دیواری کے باہر سڑک سے گزرنے والے راہ گیر اور دوسرے لوگ یہاں پر ہونے والی ہر کارروائی کو آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔ کچھ لوگوں نے پولیس کی اس بربریت پر احتجاج کرنے کی کوشش کی تو اس شرابی سب انسپکٹر نے رائفل تان کر لوگوں کو خوفزدہ کر کے وہاں سے بھگا دیا اور اس کے بعد جناب پانی کا ایک پائپ لے کر وہ پائپ اس تیس سالہ نوجوان کے ناک میں داخل کر کے پورے پریشر کے ساتھ پانی اس کے دماغ میں انڈیل دیا ۔ یہ شرم ناک تشدد عین شہر کے

وسط میں ہو رہا تھا اور تشدد کی تاب نہ لا کر جب وہ شخص جاں بحق ہو گیا تو باہر سے ایک پرائیویٹ ڈاکٹر کو بلایا گیا ۔ پہلے اس کی لاش پر گرم پانی ڈال کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی گئی لیکن جب ڈاکٹر نے اس کی موت کی تصدیق کر دی تو اس سب انسپکٹر کا سارا نشہ ہرن ہو گیا اور وہ دوڑ کر چوکی گیا وہاں سے ایس پی جھنگ اور اپنے ڈی ایس پی کے ساتھ ٹیلیفون پر رابطہ کیا اور ان سے ہدایات حاصل کیں اس کے بعد ایک سفید رنگ کی ڈبل کیبن پک اپ منگوا کر اپنے شریک جرم کانسٹیبلان کے ہمراہ اس نوجوان کی نعش کو اٹھا کر پک اپ میں پھینکا اور کلاشنکوف لہراتا ہوا ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ کر نعش سمیت کسی نامعلوم منزل کی طرف فرار ہو گیا۔ جناب والا اس واقعہ کی اطلاع نوجوان مسلم لیگی کارکن ڈاکٹر ابوالحسن نے رات کے بارہ بجے جھنگ کے ڈپٹی کمشنر کو دی ۔ اگلا دن بھی جب گزر گیا اور پولیس انتظامیہ نے اس واقعہ کا نوٹس تک نہ لیا ' نہ تو قاتل کو گرفتار کرنے کی کوشش کی نہ کوئی مقدمہ درج ہوا اور نہ ہی نعش کی تلاش کے لیے کوئی تحرک کیا گیا تو شہر کے حساس اور غیور لوگوں نے اسی ننگ انسانیت واقعہ پر احتجاج کرنے کے لیے ایک جوائنٹ ایکشن کمیٹی تشکیل دی اور اس واقعہ کے تیسرے دن جناب سپیکر جائنٹ ایکشن کمیٹی کے زیر اہتمام ایک پر امن جلوس احتجاج کرتا ہوا تھانہ کوتوالی کے باہر پہنچا اور یہ مطالبہ کیا کہ قاتل کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے مقتول کی لاش برآمد کی جائے ' قاتلوں کو گرفتار کیا جائے ۔ تب کہیں جا کر طوعاً و کرھاً انتظامیہ نے مقدمہ تو درج کر لیا لیکن لاش کی برآمدگی اور قاتل کی گرفتاری کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ۔ حالانکہ ہماری اطلاعات کے مطابق وہ سب انسپکٹر شہر میں موجود تھا اور اس کا ٹیلیفون پر اپنے افسروں کے ساتھ رابطہ تھا اور وہ اس کو لمحہ لمحہ کی خبر بتا رہے تھے ۔ جناب والا 24 تاریخ تک جب پولیس ٹس سے مس نہ ہوئی تو 25 تاریخ کو جوائنٹ ایکشن کمیٹی کے زیر اہتمام ایک پرامن جلوس نکالا گیا جس میں میرے سمیت سردار غلام احمد خان ایم پی اے ' جماعت اسلامی اور مسلم لیگ کے مقامی لیڈروں نے شرکت کی ۔ یہ جلوس شہر کے بارونق علاقے سے گزرا ' کسی دکان کا شٹر نہیں توڑا گیا کسی شیشے پر پتھر نہیں پھینکا گیا کسی کی ریڑھی نہیں الٹائی گئی اور یہ پرامن جلوس جب ڈپٹی کمشنر کے دفتر پہنچا تو ڈی ایس پی بشیر نیازی نے ایس پی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے بلا جواز اور بلا اشتعال جلوس کو گھیرے میں لے کر اندھا دھند لاٹھی چارج شروع کر دیا اور سینکڑوں لوگوں کو اس قدر تشدد کا نشانہ بنایا کہ سڑک ان کے خون سے رنگین ہو گئی ۔ جلوس کے ساتھ اسے

سی اور سٹی مجسٹریٹ نے جب اس بات پر احتجاج کیا کہ پولیس والو تم کس کی اجازت سے جلوس پر لاٹھی چارج کر رہے ہو۔ میں نے اور ڈاکٹر ابوالحسن نے پولیس کی اس درندگی کے خلاف احتجاج کیا تو ڈی ایس پی نیازی اپنے دوسرے سپاہیوں سمیت ڈاکٹر ابوالحسن پر ٹوٹ پڑا ۔ جناب والا میں سلام کرتا ہوں اس نوجوان کی پامردی اور شجاعت کو ' وہ لاٹھیاں کھا رہا تھا اس کے جسم سے خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے لیکن اس نے پیٹھ نہیں دکھائی۔

جناب سپیکر! میں آپ کو بتا دوں یہ ڈاکٹر ابوالحسن کون ہے ؟ جناب والا! اسی ایوان میں ایوب آمریت کو چیلنج کرنے والے اسی ایوان میں کالاباغ کی آمریت کو للکارنے والے نوابزادہ افتخار احمد انصاری کا بیٹا جو حال ہی میں امریکہ سے ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے آیا ہے اور جس نوابزادہ افتخار احمد انصاری کی تصویر اس ایوان کی لابی میں اظہار عقیدت کے طور پر لگائی گئی ہے۔ اس کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ نوجوان اپنا خون دے کر شہری آزادیوں اور انسانی حقوق کے لیے ایک نئی تاریخ رقم کر رہا تھا ۔ جب ڈپٹی کمشنر نے اپنے دفتر سے شیشے کی کھڑکی سے یہ دیکھا تو وہ بھاگ کر باہر نکلا اور پولیس کو ادھر ادھر دھکیل کر اس نوجوان کو پولیس کے نرغے سے نکالا لیکن ڈی ایس پی نیازی کی آتش انتقام ابھی سرد نہیں ہوئی تھی اس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی موجودگی کا بھی احساس نہیں کیا اس نے ایس ڈی ایم کی موجودگی کا بھی احساس نہیں کیا اس نے سٹی مجسٹریٹ کی موجودگی کا بھی احساس نہیں کیا اور دوبارہ ڈاکٹر ابوالحسن پر حملہ آور ہوا۔ ڈی سی صاحب نے جب تیسری مرتبہ اسے پولیس کے نرغے سے چھڑایا اور لاٹھیاں برساتی پولیس کے نرغے سے وہ ہمیں نکال کر لے جا رہے تھے تو ایک سپاہی دوڑتا ہوا آیا اور جناب سپیکر .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایک منٹ کے لیے آپ تشریف رکھیں۔

وزیر اوقاف ، جناب والا پریس والے دوست واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے پاس بھی ان کی ایک تحریر آئی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کے علم میں یہ بات لائی جا رہی ہے کہ وزیر اعلیٰ کے غیر منتخب مشیر سہیل ملک نے ایسے اسلحہ بردار غنڈوں کے ساتھ روزنامہ پاکستان لاہور پر گذشتہ دنوں حملہ کیا اور وہاں پر اخباری کارکنوں کے ساتھ توہین آمیز رویہ اختیار کیا اور انہیں ہراساں کیا گیا اس سلسلے میں اخبار نویسوں میں گہری تشویش پائی جاتی ہے پریس گیلری کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ اس واقعہ کے خلاف احتجاجاً اسمبلی کارروائی سے واک آؤٹ کیا جائے

تاکہ اس واقعہ سے پیدا ہونے والے صورت حال سے نمٹا جا سکے۔ یہ ایک تحریک میرے پاس آئی ہے۔ یہ اگر ایسا واقعہ ہوا ہے تو واقعی یہ بہت زیادتی ہے۔ ہمارا یہ پنجاب کا منتخب ہاؤس اس کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ اور ہم اس بات میں قطعاً شریک نہیں ہیں لہذا ان کو واپس گیلری میں آجانا چاہیے تاکہ وہ اس ہاؤس کی کارروائی میں حصہ لے سکیں۔ ہم اس غلط اقدام پر افسردہ ہیں اور اس شرم ناک واقعہ کی پرزور مذمت بھی کرتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں آپ کی اس observation کا مشکور ہوں۔ لیکن آپ کی اجازت ہو تو ہم اس موضوع پر اس افسوسناک واقعہ کے خلاف ایک قرار داد پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ میں نے پڑھ دی ہے ہم اس کو منظور کرتے ہیں۔ ورنہ بات یہ ہوجائے گی وہ کہیں گے کہ ان کی طرف سے آئی ہے ہماری طرف سے بھی ہو یا کچھ اور ۔ اس لیے میں نے خود ہی پڑھ دی ہے۔ آپ یہ قرار داد مجھے ہی دے دیں میں اس کو پھر پڑھ دیتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ہم اس سلسلے میں ایک متفقہ قرار داد بیٹھ کر لکھ لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون(میاں محمد افضل حیات) ، آپ نے ایک observation دے دی ہے اس کے بعد کسی قرار داد کی یا کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جناب شاہنواز چیمہ صاحب کو ہم ان کے پاس بھیجتے ہیں یہ جا کر ان سے بات کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں یہ ان کو واپس لے آئیں بلکہ کھوسہ صاحب بھی ان کے ساتھ ان کے پاس چلے جائیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میری عرض سن لیں۔ آپ نے observation دی ہے ہاؤس کے جذبات کا اظہار تو قرار داد کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب میری بات تو سن لیں۔ مسئلہ یہی ہے کہ جس طرح آپ کے جذبات ہیں اسی طرح گورنمنٹ پارٹی کے بھی جذبات ہیں اور میں نے بحیثیت custodian of the House سپیکر کی حیثیت سے ان کی من و عن درخواست پڑھ دی ہے اس کے ساتھ میں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ یہ واقعہ افسوسناک ہے۔ بس بات ختم ہو گئی۔ اب آپ اور شاہنواز

چیمہ دونوں تشریف لے جائیں اور ساتھیوں کو منا کر واپس لے آئیں۔ جی میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میں یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ کیا ہی اچھا ہو کہ جناب والا آج اگر یہ بھی observation فرما دیں کہ جو ایڈوائزر ہیں وہ اگر non-elected نہ ہوں اور elected لوگوں ہوں تو وہ زیادہ بردباری اور تحمل کے ساتھ کام کرسکتے ہیں۔ اور یہ جو non-elected لوگ ہوتے ہیں انھیں تو کسی قسم کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اس لیے کہ ان کی کوئی accountability نہیں ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ جہاں پر فوج ظفر موج ایڈوائزرز کی اور منسٹر صاحبان کی بنا رکھی ہے وہاں پر سے اگر ان non-elected لوگوں کو فارغ کر دیا جائے تو بہت اچھی بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک مہربانی۔ جی ریاض حشمت جنجوعہ۔ اب آپ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ یہ short statement ہوتی ہے۔ میں تو واقعی سوچ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ لیکن اگر لمبا کریں گے تو یہ سارے دوست لاتعلق سے ہو جائیں گے۔ بڑی مہربانی شکریہ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب ڈپٹی کمشنر ہمیں لاٹھیاں برساتی پولیس کے نرغے سے نکال کر لے جا رہے تھے تو ایک سپاہی دوڑتا ہوا آیا اور اس نے ڈاکٹر ابوالحسن کے چہرے پر ایک ڈنڈا رسید کیا جس سے اس نوجوان کے چہرے سے خون کا ایک فوارہ نکلا جس سے میرے کپڑوں پر بھی خون آن گرا۔ اس وقت ڈی ایس پی نیازی، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، ایس ڈی ایم اور سٹی مجسٹریٹ کے موجودگی میں چیخ چیخ کر ہمیں یہ دھمکیاں دے رہا تھا کہ اب میری اور تمہاری ذاتی لڑائی ہے۔ اور میں تمھیں گولی ماروں گا۔ اس کے بعد جب ہم اپنے زخمی ساتھیوں کو لے کر احتجاج کرتے ہوئے ہسپتال کی طرف چلے گئے تو اس کے بعد پولیس نے اپنے ان سیاہ کرتوت پر پردہ ڈالنے کے لیے میرے علاوہ سردار غلام احمد گاڈی ایم پی اے، ڈاکٹر ابوالحسن، جماعت اسلامی اور مسلم لیگ کے مقامی قائدین کے خلاف ڈکیتی، توڑ پھوڑ اور بلوے کے دو جھوٹے مقدمے درج کرکے جھوٹ اور فراڈ کی ایک نئی تاریخ لکھی۔ جناب سپیکر! میں جب اس ایوان میں داخل ہوا تھا تو میں نے ایک قسم کھائی تھی اور وہ قسم یہ تھی کہ میں اس پاک سرزمین کے مقدس آئین کی بالادستی کے لیے کام کروں گا۔ میں اس ملک کے آئین کی حفاظت کروں گا۔ میں اس ملک کے آئین کا دفاع کروں گا۔ جناب والا! آج میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں اور مجھے بتایا جائے کہ جب میرے ضلع پر ایک کرپٹ بد دیانت ایس پی مسلط کر دیا جائے جہاں کسی کی عزت اور ناموس محفوظ نہ رہے وہ سارے تھانوں کو ٹھیکے پر

چڑھا دے تو میں پوچھتا ہوں کہ میرے پیارے وطن کے اس آئین کی خلاف ورزی ہوتی ہے یا نہیں؟ جس کی بالا دستی کے لیے کام کرنے کا میں نے حلف دیا تھا۔ جناب والا! جب میرے حلقہ انتخاب کے ایک نوجوان کو سرعام رسے کا پھندا ڈال کر موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ اور اس کے بے گورکفن لاشے کی توہین اور تذلیل کی گئی اور آج چھبیس روز گزر جانے کے باوجود بھی جناب سپیکر اس کی بہنیں گھر کی چوکھٹ پر بیٹھی اپنے بھائی کی میت کا انتظار کر رہی ہیں۔ اور ایس پی اور ڈی ایس پی اس قاتل سب انسپکٹر کو پناہ دے رہے ہوں تو میں پوچھتا ہوں کہ آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہوتی ہے یا نہیں؟ جس کا دفاع کرنے کی میں نے یہاں پر قسم کھائی تھی۔ جناب سپیکر آزادی اظہار اور آزادی اجتماع میرا آئینی استحقاق ہے اور جب میں نے اپنا یہ آئینی استحقاق پر امن طریقے سے احتجاجی جلوس کی صورت میں استعمال کرنا چاہا تو مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر لاٹھیاں برسائی گئیں۔ ہمیں گندی گالیاں دی گئیں ہمیں قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہوتی ہے یا نہیں؟ جس کی حفاظت کی میں نے یہاں پر قسم کھائی تھی۔ جناب والا! پاکستان کا آئین مجھے بحیثیت رکن اسمبلی اس بات کا غیرمشروط استحقاق عطا کرتا ہے کہ جب اس ملک میں ریاست کا کوئی ادارہ انتظامیہ کا کوئی فرد یا طالع آزما میرے وطن کے آئین کو تار تار کرے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جنجوعہ صاحب! آپ نے تقریر کرنی ہے یا اس پر کوئی کارروائی بھی کروانی ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: میں اس کی admissibility پر بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں میری بات سنیں۔ میں آپ کو صحیح بتا رہا ہوں کہ اگر آپ short statement دیں تو اس میں بڑی بانپرس ہو گی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: میں اس کی admissibility پر بات کر رہا ہوں اس کے بعد ختم کرتا ہوں۔ جناب والا! اس ملک کا آئین مجھے یہ استحقاق دیتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم آپ کی بات کو مان رہے ہیں۔ میں تو تیار بیٹھا ہوا ہوں اگر آپ تقریر کرنا ہی چاہتے ہیں تو۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! جب ہم اس آئینی استحقاق کو استعمال کرنے کے لیے ----

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں آپ ایکشن کی بجائے آپ اپنے دل کے بخارات تقریر کے ذریعے نکالنا

چاہتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔ چونکہ دوسرے بھی لوگ ہیں۔ کل کو جب میں ان کو روکوں گا تو وہ کہیں گے کہ ریاض حشمت جنجوعہ کو اتنا لمبا وقت کیوں دیا؟ جی۔۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! شاعر کی مجبوری ہوتی ہے شعر سنانا۔ اور سیاست دان کی مجبوری ہوتی ہے تقریر کرنا۔ شوق تو پورا کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات ان کی جائز ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، تو جناب سپیکر! جب ہم پرامن طریقے سے اپنا کوئی آئینی استحقاق استعمال کرتے ہیں اور ہمیں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے، قتل کی دھمکیاں اور گولی مارنے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں تو پھر صرف میرا نہیں بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ کیونکہ صرف میں نے نہیں جناب سپیکر! آپ نے ہم سب نے اکٹھے یہ حلف اٹھایا تھا کہ ہم اس ملک کے آئین کی بالادستی کے لیے کام کریں گے۔ آئین کا دفاع کریں گے۔ آئین کی حفاظت کریں گے۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر آخری بات کہہ کر آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میں آج پنجاب میں برسر اقتدار PDF کا حصہ ہوں اور اس PDF کو میری عزت و وقار سے زیادہ ایک SP کی بدمعاشی عزیز ہے۔ جناب والا! آپ کو یاد ہوگا آج سے نو دس مہینے پہلے جب اس SP نے میرے حلقہ انتخاب کی ایک ٹاؤن کمیٹی میں کھلی کچہری کے نام پر ایک سیاسی جلسہ کرکے میری ذات پر کیچڑ اچھالا تھا اور میرے اوپر رقیق حملے کیے تھے۔ تو میں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ ایک سال کا عرصہ ہونے کو ہے اس ہاؤس کی استحقاق کمیٹی مجھے انصاف نہیں دے سکی اور جناب سپیکر! میں ایک سال سے پولیس کے انتقام کی آگ میں جل رہا ہوں۔ آج اگر میری تحریک استحقاق کو آپ قابل پذیرائی قرار دیتے ہیں تو پھر یہ میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد نہ کیجیے بلکہ اس اسمبلی میں غور و خوض کر کے اس پہ اس اسمبلی کے معزز ارکان اور آپ خود کوئی فیصلہ صادر کریں جو کہ پنجاب اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 58 کے تحت پنجاب اسمبلی کو اس بات کا حق حاصل ہے اور اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی تحریک استحقاق پہ اپنا فیصلہ صادر کر سکتی ہے اور جناب سپیکر! آخر میں۔۔۔

ہر چارہ گر کو چارہ گری سے گریز تھا
ورنہ ہمیں جو دکھ تھے بہت لا دوا نہ تھا
کیوں داد غم ہم نے طلب کی برا کیا
ہم سے جہاں میں کشتہ غم اور کیا نہ تھے

شکریہ' جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی' جی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ نے چودھری صاحب اور مجھے ایک مشن سونپا تھا' اجازت ہو تو میں اس بارے میں بات کروں۔ آپ کے حکم پر ہم دونوں ان کے پاس پریس گیلری میں گئے ہیں اور ہم نے ان سے درخواست کی کہ سپیکر نے خود چیئر سے اس واقعہ کی مذمت کی اور انھوں نے سارے ایوان کی ترجمانی کی ہے لیکن ان کا ایک موقف ہے جسے بیان کیے بغیر یہ مسئلہ مٹ نہیں سکتا۔ تمام صحافیوں نے جملہ طور پر یہ کہا ہے کہ اس افسوس ناک واقعہ کی جہاں جہاں شکایت کی جا سکتی تھی ہم نے شکایت کی ہے۔ 20,25 دن گزر جانے کے باوجود آج تک کسی سطح پر اس پہ عمل نہیں ہوا تو اب ان کی یہ درخواست ہے کہ اس وقت چیف منسٹر یہاں اسمبلی بلڈنگ میں موجود ہیں تو آپ براہ مہربانی اس ایوان کی تین یا چار رکنی کمیٹی مقرر کر دیں جو ان کے پاس جا کر اس واقعہ کے لیے قرار واقعہ جو بھی عمل کرنا ہو اس پہ عمل کا حکم دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' لاء منسٹر! اس بارے میں کھوسہ صاحب کی طرف سے جو تجویز آئی ہے کیونکہ معزز صحافی یہ چاہتے ہیں اور آپ چونکہ گورنمنٹ کی نمائندگی کرتے ہیں آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون، آپ کمیٹی بنا دیں شاہ نواز چیمہ صاحب ایک بڑے معزز رکن ہیں----

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ نواز چیمہ' خود کھوسہ صاحب' تابش الوری اور رائے اعجاز' یہ اکٹھے بیٹھے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہماری طرف سے سید تابش الوری اور سید سجاد حیدر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' آپ کو بھی جانا ہو گا۔ چاروں حضرات فاضل اراکین سی ایم صاحب کے پاس تشریف لے جائیں اور ان کا صدر اور سیکرٹری بھی آپ کے ساتھ جائے اور وہاں جا کر ان سے یہ گزارش کرے کہ یہ صورت حال ہے آپ اس پر مناسب قدم اٹھائیں تاکہ آئندہ ایسا واقعہ دہرایا نہ جائے۔

لاء منسٹر صاحب! تجوعہ صاحب کی تحریک استحقاق پر آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! جناب ریاض حشمت صاحب کی تحریک استحقاق ---

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب! آپ کو جانا پڑے گا۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ کھوسہ صاحب کی تجویز تھی اس لیے اب ان کو بھی جانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو میں نے بھی ٹھیک ہی کیا ہے۔ اب صحافی بھی سمجھ جائیں گے کہ کون دل سے ساتھ ہے؟

وزیر پارلیمانی امور ، جناب! اب صحافیوں کو بھی پتا چل جائے گا کہ کھوسہ صاحب کو ان سے کتنی محبت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے کھوسہ صاحب کو نامزد کیا ہے۔

وزیر پارلیمانی امور، کھوسہ صاحب کو سپیکر صاحب کی رولنگ کا احترام کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' وہ جائیں گے۔ جی' افضل حیات صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! اس کے واقعات کچھ یوں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، order please یہ بڑا سنگین مسئلہ ہے آپ کے فاضل دوست جو اس ہاؤس کا فاضل رکن ہے ایم پی اے ہے اس کے ساتھ جھنگ میں جو کچھ ہو رہا ہے یا جس دردمندی سے انھوں نے بیان کیا ہے تو اس کے جواب میں سنیے کہ لاء منسٹر صاحب کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! 19-8-96 کو ---

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ نے پتا نہیں لگانا تو مجھے تو کچھ پتا لگنے دیں مجھے تو سننے دیں۔

وزیر قانون ، 19-8-96 کو مبینہ طور پر محمد عراق ولد غلام علی ذات نول سکنہ چک نمبر 447/ ج ب سی آئی اے سٹاف جھنگ کے سیف اللہ صاحب انسپکٹر اور دیگر کانسٹیبلان کے تشدد کے نتیجہ میں فوت ہو گیا۔ ملزم پولیس ملازمان نے متوفی محمد عراق کی نعش غائب کر دی۔ محمد عراق مذکور کے بھائی محمد رمضان کی درخواست پر مقدمہ نمبر 465/96 مورخہ 20-8-96 زیر دفعہ 302/201/109 تعزیرات پاکستان تھانہ کوتوالی جھنگ میں درج رجسٹر ہوا۔ تفتیش مقدمہ کے لیے چودھری مشتاق احمد ڈی ایس پی' سی آئی اے جھنگ' محمد بشیر خان ڈی ایس پی' ایس ڈی پی او صدر جھنگ پر مشتمل ٹیم بنا دی گئی۔ زیر نگرانی

ڈاکٹر مجیب الرحمن خان ایڈیشنل ایس پی جھنگ تفتیش مقدمہ کی گئی۔ ملزمان کی گرفتاری اور نعش محمد عراق کی برآمدگی کے لیے بھرپور کوشش کی گئی۔ ملزمان میں دو کانسٹیبل محمد سلیم اور پولیس رضا کار عمر دراز کو گرفتار کر لیا گیا جب کہ بقایا ملزمان روپوش ہو گئے' جن کی گرفتاری کے لیے سرتوڑ کوشش کی جا رہی ہے۔ ملزمان کے لواحقین کو بھی شامل تفتیش کیا گیا' پولیس کی ان تمام کوششوں کی باوجود جناب ریاض حشمت جنجوعہ' حاجی غلام احمد گاڈی ارکان صوبائی اسمبلی جماعت اسلامی اور مسلم لیگ نواز گروپ کے چند مقامی قائدین نے اس واقعہ کو سیاسی رنگ دینے کی کوشش کی۔ جناب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کی طرف سے جملہ جلوسوں پر زیر دفعہ 144 ضابطہ فوجداری لگائی جانے والی پابندی کے باوجود غیر قانونی جلسے جلوسوں و دھرنوں کا سلسلہ شروع کیا گیا جن میں انتہائی اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں اور عوام کو پولیس کے خلاف اکسانے اور بھڑکانے کی کوشش کی گئی تاکہ امن عامہ میں خلل واقع ہو حالانکہ یہ تمام احتجاجی جلسے جلوس بلاجواز تھے۔ مورخہ 25-8-96 کو فوارہ چوک جھنگ صدر میں ایک غیر قانونی جلوس زیر قیادت جناب میاں ریاض حشمت جنجوعہ' حاجی غلام احمد گاڈی اور اراکین صوبائی اسمبلی ڈاکٹر محبوب الحسن سیکرٹری مسلم لیگ (ن) قابل اعتراض تقاریر' اشتعال انگیز نعرہ بازی کر رہا تھا۔ جب پولیس فوٹو گرافر کانسٹیبل شہزاد افتخار نمبر 1195 سرکاری ویڈیو کیمرہ سے جلوس کی ویڈیو فلم بنا رہا تھا کہ ڈاکٹر ابو الحسن بہادر خان جھکڑ سیال' حاجی غلام احمد گاڈی اور دیگر شرکاء جلوس نے اس پر حملہ کر دیا۔ اسے مارا پیٹا' وردی پھاڑ دی اور سرکاری ویڈیو کیمرہ و 3 بیٹریاں چھین لیں موقع پر موجود دیگر پولیس ملازمان نے پولیس فوٹو گرافر کی جان بچائی۔ اس واقعہ کے بارے میں مقدمہ نمبر 472 مورخہ 25-8-96 بجرم 186/188/395/353 تعزیرات پاکستان تھانہ کوتوالی جھنگ درج ہوا۔ شرکاء جلوس اپنے متذکرہ بالا قائدین کے ایماء پر لاؤڈ سپیکر پر اشتعال انگیز نعرہ بازی کرتے ہوئے' قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ڈی سی آفس جھنگ کے سامنے پہنچے' جہاں پر محمد بشیر خان نیازی ڈی ایس پی' ایس ڈی پی او صدر جھنگ مع ملازمان پولیس موجود تھا جب کہ چودھری مشتاق احمد ڈی ایس پی سی آئی اے جھنگ اور طلعت علی خان انسپکٹر / ایس ایچ او کوتوالی جھنگ مع ملازمان امن عامہ برقرار رکھنے کی خاطر جلوس کے ہمراہ تھے۔ دفتر ڈپٹی کمشنر جھنگ کے قریب شرکاء جلوس نے اپنے قائدین کے اکسانے پر شدید نعرے بازی اور اشتعال انگیزی شروع کر دی۔ قائدین جلوس نے شرکاء جلوس کو بذریعہ نعرہ بازی اکسایا کہ پولیس والوں کا گھیراؤ کیا جائے جس پر انسپکٹر طلعت علی خان نے باآواز بلند شرکاء جلوس کو بتلایا کہ ان کا مجمع خلاف

قانون ہے وہ منتشر ہو جائیں' اس کے جواب میں ڈاکٹر ابوالحسن نے آگے بڑھ کر محمد بشیر خان نیازی ڈی ایس پی صدر پر حملہ کر دیا' ان کی بائیں آنکھ پر مکا مارا' وردی کی شرٹ پھاڑ دی اور مجمع کو للکارا کہ ہر سرکاری چیز کو آگ لگا دو۔ شرکاء جلوس نے پولیس پر شدید پتھراؤ شروع کر دیا' ڈی ایس پی سی آئی اے کی سرکاری گاڑی نمبر JGA/7116 کے تمام شیشے توڑ دیے اور گاڑی کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ بار بار انتباہ کے باوجود مجمع خلاف قانون شر انگیزی میں مصروف رہا۔ جس کے نتیجے میں دو ڈی ایس پی' ایک انسپکٹر اور چار کنسٹیبلان مضروب ہوئے۔ انسداد کی کوئی دیگر صورت نہ پاتے ہوئے انسپکٹر طلعت علی نے ہمراہ ملازمان کو حکم دیا کے شرکاء جلوس پر ہلکا لاٹھی چارج کریں۔ اس واقعہ کے بارے میں مقدمہ نمبر 473 مورخہ 25-8-96 بجرم 143/149/427/353/188/186 تعزیرات پاکستان تھانہ کوتوالی جھنگ برخلاف جناب میاں ریاض حشمت جنجوعہ' حاجی غلام احمد گاڈی اراکین اسمبلی' ڈاکٹر ابوالحسن و دیگر شرکاء جلوس درج ہوا۔ بدوران اس کشمکش و لاٹھی چارج ڈاکٹر ابوالحسن کو بھی ضربات آئیں یہ الزام غلط ہے کہ محمد بشیر خان نیازی نے ایک طے شدہ منصوبہ کے تحت ڈاکٹر ابوالحسن کو تشدد کا نشانہ بنایا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ ڈی ایس پی محمد بشیر خان نیازی نے معزز رکن اسمبلی یا کسی دیگر شخص کو دھمکی دی' متذکرہ بالا ہر دو مقدمات حقیقت پر مبنی ہیں۔ مقدمات کی تفتیش کی جا رہی ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسروقہ کیمرہ جزوی طور پر شکستہ حالت میں میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب ایم پی اے نے روبرو دو مجسٹریٹ صاحبان ملک محمد اشرف اسسٹنٹ کمشنر جھنگ کے حوالے کیا۔ جبکہ تین عدد بیٹریاں اور کیسٹوں کی برآمدگی بتایا ہے۔ فاضل رکن صوبائی اسمبلی نے خود قانون شکنی کی ہے۔ ان کا استحقاق مجروح نہیں کیا گیا۔

جناب والا! جہاں تک اس واقعہ کا ذکر پولیس رپورٹ میں ہے وہ میں نے آپ کے سامنے پیش کر دی ہے۔ یہ واقعات ایسے ہیں کہ ان کی اپنی تفتیش ہونی چاہیے' یہ بالکل درست ہے لیکن اس سے تحریک استحقاق کا پہلو میرے خیال سے نہیں نکلتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نکلتا۔

وزیر قانون: نہیں نکلتا۔ میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔

(اپوزیشن کی طرف سے آوازیں نکلتا ہے' نکلتا ہے)

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ میرا بڑا اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے جو کہ بڑی دیر سے میرے ذہن میں ہے۔ جس پر اکثر یہ توجیہہ لی جاتی ہے کہ جب یہ استحقاق کمیٹی میں بھی پیش ہوتا ہے یا اسمبلی میں کہ جی یہ ٹیکنیکلی کون سا استحقاق ہے۔ میں موقعہ کی تلاش میں تھا کہ جناب چیئر پر ہوں تو میں یہ عرض کروں۔ جناب والا! میں دو لائنیں جناب کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ دو لائنیں جو حلف کی ہم لیتے ہیں۔ سب سے پہلے میری یہ عرض ہو گی کہ کسی بھی عہدے کے جو اختیارات ہیں۔ میرے ذہن کے مطابق یا قانون میں Jurisprudence کے مطابق وہ بھی بنیادی طور پر حلف سے drive ہوتے ہیں کہ اس کو کیا حلف دیا جا رہا ہے اور وہ کون سا حلف اٹھا رہا ہے۔ اس کے تحت کسی بھی عہدے کے اختیارات اس حلف کے تحت اس کو تفویض ہو جاتے ہیں اور اس نے وہی استعمال کرنے ہوتے ہیں اور وہی اس کا اختیار ہوتا ہے۔ باقی اس کے آگے رولز ریگولیشن اور laws سب سیکنڈری چیزیں ہیں تو جناب ایک صوبائی اسمبلی کے ممبر کو حلف دیا جاتا ہے۔ اس کے لفظ یوں ہیں۔

> That as a member of Provincial Assembly of the Punjab I will perform my functions honestly to the best of my ablility faithfully in accordance with the constitution of the Islamic Republic of the Pakistan the law and the rules of the Assembly and always in the interest of the sovereignty, integrity, solidarity, well being and prosperity of Pakistan.

یہ honestly کون سے functions ہیں۔ کہیں پر prescribe نہیں ہے لیکن اس حلف میں prescribe ہے۔ وہ یہ functions ہیں۔ اب functions کی قسم کھائی ہے کہ میں کیا کروں گا۔

> Strive to preserve the ideology which is the basis of creation of Pakistan..... And that I will preserve, protect, and defend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan.

اس آئین کا دفاع کرنا ہے' protect کرنا ہے اور preserve کرنا ہے۔ تین functions ہیں جن کی قسم کھائی ہے۔ اب جناب جتنے قوانین اس ملک میں بنے گے' یا بنتے ہیں یا بن چکے ہیں وہ

اس آئین کے تحت بنیں گے ' وہ اس کے تابع ہیں۔ آئین سے متصادم کوئی قانون نہیں بن سکتا۔اسی آئین سے اختیار لے کر آگے مقننہ نے قوانین بنائے ہیں۔تو جناب والا! جدھر بھی کوئی غیر قانونی بات ہو گی ہر ممبر پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اس کا نوٹس لے اور اس نوٹس لینے میں کوئی مداخلت کرتا ہے تو پھر اس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ اتنا سادہ نہیں ہے کہ کہہ دینا یہ ٹیکنیکلی نہیں بنتا۔ جتنے سال ہو گئے ہیں میں یہی ٹیکنیکلی سنتا آ رہا ہوں لیکن جناب اس پر کسی نے توجہ نہیں دی۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ جناب ابھی مناسب سمجھیں سٹڈی کریں ' اس پر بحث کرائیں اور ایسی بحثیں ہونی چاہئیں اور اس مسئلے کو جناب حل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی اہم بات آپ نے کی ہے۔ افضل حیات صاحب! آپ لا منسٹر ہیں۔ اس بارے میں کوئی بات آپ اس پوائنٹ آف آرڈر پر کہیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ادھر بات استحقاق کی بات ہو رہی ہے کہ اس کے جو آئینی اختیارات ہیں ان سے اس کو روکا گیا ہے۔ یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے میں اس کے متعلق یہ کہوں گا کہ یہ تحریک التوا ضرور بنتی ہے اور بالکل جو حالات و واقعات ہیں' ان کے مطابق تحریک التوا بنتی ہے ' تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ تحریک استحقاق اس وقت بنتی ہے -----

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ نہ جو وصی ظفر صاحب کا پوائنٹ ہے کہ آئین میں جو تین functions ہیں کیا اس کے تابع ایک شخص جو حلاقے کا ایم پی اے ہو' اس کے سامنے اگر کوئی ایسی گستاخی' ظلم زیادتی قانون سے ہٹ کر کرے۔ کیا آپ کا یہی پوائنٹ ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، ہر ممبر پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس کا نوٹس لے۔

وزیر قانون، یہ نہ صرف ایک ممبر کا بلکہ ہر پاکستان کے معزز شہری کا حق ہے کہ جب ایک غیر آئینی یا غیر اخلاقی یا کسی بھی قانون کے خلاف حرکت ہو رہی ہو تو اس کے خلاف اپنی آواز اٹھائے اور اس کو روکنے کی کوشش کرے۔یہ اپنی جگہ میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ نہ صرف ایک ممبر کا فرض بنتا ہے ' یہ ہر شہری کا فرض اور حق بنتا ہے۔لیکن بات ادھر یہ ہے کہ کیا یہ استحقاق بنتا ہے کہ نہیں بنتا' میں اس پر کہہ رہا ہوں کہ یہ استحقاق نہیں بنتا' یہ تحریک التوا بنتی ہے' تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا تو ہاؤس کی رائے کیا ہے۔سردار حسن اختر موکل۔

سردار حسن اختر موکل ، ایک تو میں وصی ظفر صاحب کو مبارک دیتا ہوں کہ آج انھوں نے بڑی خوب صورت بات کہہ دی۔ جناب لاء منسٹر صاحب ایک طرف تو یہ support کر رہے ہیں کہ جہاں کوئی غیر قانونی یا کوئی ایسی بات ہو تو آواز بلند کرے۔ جناب آواز کے بلند کرنے کا مقصد اور کیا ہے۔دو صورتیں ہیں یا تو یہ استحقاق ہماری نظر میں بنتا ہے کہ ایک ظلم ہو رہا ہے پھر اس ظلم کے خلاف وہاں پر ایک ممبر آواز اٹھاتا ہے' گولی یا لاٹھی کے زور پر اس کی آواز کو بھی بند کیا جاتا ہے اور پھر جب وہ اس مقدس فلور پر بات نہیں کر سکتا تو پھر کہاں کرے گا۔ جناب والا! ایک ایس پی ' ایک تھانیدار' ایک انسپکٹر یا کوئی بھی جو ایسی law enforcing agencies کے ممبر ہوں' وہ قانون اور آئین کے تابع ہیں۔جناب والا! وہ اس مقدس ایوان کے تابع ہیں۔ جناب والا! وہ اس legislature کے تابع ہیں۔ یہ عجیب بات ہم سن رہے ہیں کہ ایک طرف تو یہ ہے کہ ایک آنرایبل ممبر پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ جہاں پر فرض کی بات ہوگی وہاں پر استحقاق کی لازمی بات ہوگی۔ اگر ایک آنرایبل ممبر پر یہ فرض لاگو ہوتا ہے اور اپنے حلف کے مطابق کہ وہ جہاں پر غلط کام ہو رہا ہو پاکستان کے آئین کے خلاف پاکستان میں بسنے والے لوگوں کے حقوق کے خلاف' پاکستان کے شہریوں کی شرافت کے خلاف تو وہاں اس پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ وہاں آواز بلند کرے۔ جناب والا! جب اسے فرض سے روکا جائے گا تو وہ استحقاق نہیں بنے گا تو کیا بنے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی۔ جی افضل حیات صاحب۔

وزیر قانون، میں یہ کہوں گا کہ میں اس بات سے اب بھی اتفاق کرتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ نہ صرف ممبر کا بلکہ پاکستان کے ہر معزز شہری کا یہ فرض بنتا ہے۔ لیکن اس کو روکنے کے قانون کے اندر اپنے طریقے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک۔

وزیر قانون، ہمارا یہ طریقہ ہے کہ اگر کہیں ہم غیر قانونی حرکت دیکھیں تو آواز بلند کریں۔ لیکن کسی غیر آئینی چیز کو بچانے کے لیے قانون اپنے ہاتھ میں لینا' یہ ہم نہیں کر سکتے۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ ، میں نے گزارش کی تھی کہ جناب اس پر ہمیشہ کے لیے رولنگ دیں۔

جناب سپیکر، میں اس پر فیصلہ in writing دوں گا۔ چونکہ میں اس سلسلے میں جناب ریاض حشمت

جنجوعہ کی آواز اس اسمبلی میں بھی سنتا رہا ہوں۔ اس کرسی پر بیٹھا بھی سنتا رہا ہوں۔ بعض دفعہ جب یہ گورنر ہاؤس گئے ہیں وہاں بھی سنتا رہا ہوں۔ جب وزیر اعظم صاحبہ آئیں' وہاں بھی سنتا رہا ہوں۔ یہ ایک ایس پی کا مسئلہ ہے۔ میں اس سے ہٹ کر' یہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے یہ تو ہے ہی موجود' ریکارڈ پر ہے۔ میں اس کا بھی سکوپ بڑھاتا ہوں آگے ایس۔پی جو جھنگ ہے' اس بارے میں' میں ایک سپیشل کمیٹی بناتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین) کیونکہ انھوں نے خود کہا ہے کہ یہ جو تحریک استحقاق ہے یہ تو ایک سال سے میری کوشش ہو رہی ہے۔ مجھے انصاف نہیں مل رہا۔ تو میں تحریک استحقاق کمیٹی بناتا ہوں۔ جنجوعہ صاحب! آپ نے حوالہ قاعدہ ۵۸۔ کا دیا تھا۔ وہ قاعدہ۔ ۱۶۰ ہے۔

160. Special Committee.- (1) The Assembly may, by motion, appoint a Special Committee which shall have such composition and functions as may be specified in the motion.

یہ اب آپ نے motion میں specify کرنا ہے کہ یہ آپ ایک ایسی سپیشل کمیٹی بنائیں جو یہ تمام صورت حال دیکھے۔

(2) The Committee shall consist of not more than 12 members excluding the Speaker or a Minister, ...

اس میں منسٹر بھی ممبر بن سکتا ہے اور سپیکر بھی۔ excluding ان کے علاوہ بارہ ممبر ہو سکتے ہیں۔

....if any of them is named as a member of the Committee in the motion.

اگر موشن میں اس کو آپ nominate کریں گے تو وہ ہو سکتا ہے۔ تو اب آپ موشن یہ دیں گے۔ میں نے جو نام suggest کیے ہیں' وہ یہ ہیں، رائے اعجاز احمد' جناب محمود اختر گھمن' محمد عارف چٹھہ' وصی ظفر' سہیل نون' افضل چن۔ اب چونکہ ہمارے پرانے دوست سید ناظم حسین شاہ صاحب آ گئے ہیں۔ ان کا نام بھی میں اس میں add کرتا ہوں۔ تو اسی طرح آپوزیشن کی طرف سے جناب سردار حسن اختر موکل' صاحب زادہ فضل کریم' شوکت داؤد' تابش الوری' سعید احمد کرمانی۔ یہ میں نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ اب آپ نے یہ نام لے کر یہاں موشن دینی ہے۔ اس کو میں ہاؤس میں put کروں گا۔ اس کے بعد یہ بات ہو گی۔ ہاں' اصغر علی گجر کا نام بھی اس میں شامل کرتا ہوں۔ اب جو میں چاہتا ہوں' اس کا دائرۂ کار یہ ہو گا کہ ایس پی جھنگ نے وہاں کیا صورت حال قائم کی ہوئی ہے۔ آیا وہ کسی کے

سفارشی وہاں لگے ہوئے ہیں اور اس سفارش کی بنیاد پر وہ ایک فاضل رکن کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ وہاں پر انھوں نے کرپشن کیا کی ہے، ظلم و زیادتی کیا کی ہے۔ اس قرارداد کے علاوہ اس دائرے میں بھی وہ وہاں پر بات کریں گے اور اس کے لیے میں آپ کو ایک مہینہ دیتا ہوں۔ اب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب! آپ یہ لکھ دیں کہ جو سپیکر نے نام بیان کیے ہیں ان کو include کر کے ایک سپیشل کمیٹی قاعدہ ۱۶۰ کے تابع بنائی جائے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب سپیکر! میں نے قاعدہ نمبر ۵۸ کا حوالہ دیا تھا۔ اس میں بڑا واضح ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، اب اس کو آپ چھوڑیں۔ یہ میں نے put کر دیا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میں قاعدہ ۱۶۰ کے تحت آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ نے ایس پی جھنگ نثار احمد سرویا کے کردار، قول اور فعل، اس کی تقرری سے لے کر آج تک کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے جو نام سپیشل کمیٹی کے لیے تجویز کیے ہیں، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ میری اس تحریک استحقاق کو اس مجلس خصوصی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ ایک سپیشل کمیٹی جس میں رانے اعجاز احمد خان، جناب محمود اختر گھمن، اس کے چیرمین ہوں گے، محمد عارف چٹھہ، وصی ظفر، سہیل نون، افضل چن اور سید ناظم حسین شاہ، جناب سردار حسن اختر موکل، صاحب زادہ فضل کریم، شوکت داؤد، تابش الوری، افضل چن اور اصغر علی گجر پر مشتمل ہو گی۔ یہ تمام دائرہ وہ ہو گا جو میں نے یہاں بیان کیا ہے۔ یعنی ایس پی جھنگ کے ظلم وستم، ایک فاضل رکن کے ساتھ اس کا رویہ اور جو بھی وہ وہاں پر کردار ادا کر رہا ہے، زیادتی کا کسی کے کہنے پر یا از خود، اس تمام صورت حال کو یہ کمیٹی جانچے گی اور اسمبلی میں اس کی رپورٹ ایک ماہ کے اندر پیش کرے گی۔ یہ آپ کو منظور ہے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب انعام اللہ خان نیازی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر ۲ کی رپورٹ اسمبلی میں پیش ہوئی تھی۔ جس کے بارے میں اسمبلی سیکرٹریٹ کی انسٹرکشن پر میں نے اس کو دوبارہ re-consider کرنے کے لیے موشن move کی تھی۔ تو غالباً تھوڑی سی misunderstanding ہو گئی ہے۔ جناب

سپیکر! ایجنڈا پرولج موشن اور ایڈجرنمنٹ موشن کے بعد شروع ہوتا ہے۔ میں سیکرٹری صاحب سے پرسوں اس بات کو بالکل کنفرم کر کے گیا تھا کہ میری یہ تحریک کس وقت پیش کی جائے گی۔ تو سیکرٹری صاحب نے بھی مجھے بتایا تھا کہ ایڈجرنمنٹ موشن اور پرولج موشن ختم ہونے کے بعد آپ کی یہ تحریک ہاؤس میں put up کی جائے گی۔ وہ پرولج موشن سے پہلے ایجنڈے کو موو کر دیا گیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس کو اس کے بعد consider کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے پتا کیا ہے۔ ویسے قواعد یہی کہتے ہیں کہ اگر کوئی تحریک استحقاق کے متعلق رپورٹ ہاؤس میں پیش ہوگی تو سب سے پہلے وہ رپورٹ آئے گی۔ کیونکہ تحاریک استحقاق تو آنی ہیں۔ لیکن وہ آئیں گی اس سے پہلے' کیونکہ یہ بھی تحریک استحقاق تھی۔ اس کی رپورٹ آ گئی ہے' اسمبلی میں پہلے وہ آئے گی۔ میں نے ایجنڈے کے مطابق آپ کا نام نہ صرف دو دفعہ' بلکہ تین چار دفعہ بلایا ہے۔ تو آپ موجود نہ تھے' اس لیے میں نے dispose of کر دی۔ اب میں اس پر کیا کر سکتا ہوں کہ میں پھر اس کو دوبارہ زندہ کرتا ہوں اس بات پہ کہ سیکرٹری کہتا ہے مجھے یاد نہیں ہے۔ لیکن چونکہ ایک فاضل رکن ہاؤس میں کہہ رہے ہیں تو میں اس پر یقین کرتا ہوں۔ میں اس کو revive کرتا ہوں اور اسی طرح اگلے ایجنڈے میں' شاید کل یہ اسی طرح آ جائے گی۔ مہربانی' شکریہ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، میری تحریک استحقاق پر آپ نے جو سپیشل کمیٹی تشکیل دی ہے' اس کے لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس ایوان کے تمام فاضل ارکان کا' خصوصاً چودھری وصی ظفر صاحب کا اور آپوزیشن کے معزز ارکان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے میرے اس جائز موقف پر میری اخلاقی مدد کی۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ ان سب لوگوں کو سلامت رکھے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ جی' کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہدایت کے تحت ٹریژری بنچز کے دو وزراء اور سید تابش الوری صاحب اور میں گئے ہیں اور پریس گیلری کے صدر اور سیکرٹری بھی وہاں ہمارے ساتھ دفتر میں گئے ہیں' ان سے ملے ہیں۔ طے یہ پایا ہے کہ مشیر سہیل ملک صاحب پرسوں پریس کلب میں جائیں گے اور صرف ان سے نہیں' جن سے ان کی زیادتی ہوئی ہے' بلکہ تمام پریس کی برادری کے سامنے ان رپورٹر سے معذرت کریں گے۔ اس پر ہمارے ساتھیوں نے اپنے اطمینان کا اظہار کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پریس والے دوست بھی اس بات سے مطمئن ہیں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، وہیں ہمارے ساتھ تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ مطمئن ہیں۔ ٹھیک ہے۔ بڑی اچھی بات ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، تو اس پر وہ مطمئن ہو گئے ہیں۔ ان پرسوں وہ ملک مشتاق اعوان کے ہمراہ پریس کلب جائیں گے اور وہ وہاں جا کے معذرت کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آٹھ بجے شام کا ٹائم مقرر ہو گیا ہے جی۔ شکریہ۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تو پہلے میرے خیال میں تحریک التوائے کار نمبر ۲ لیتے ہے جو کہ رہ گئی تھی اور پینڈنگ تھی اور یہ جناب میر بادشاہ خان آفریدی کی ہے۔ وہ مجھے نظر نہیں آ رہے ہیں۔ تو چونکہ وہ تشریف نہیں رکھتے اس لیے حاضری کی اتنی سزا تو ضرور ملنی چاہیے کہ اس کو ڈسپوز آف تصور کیا جائے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر ۱۱ ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس کے متعلق میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ ابھی نیا ایجنڈا ۱۸ کے بعد طے کیا ہے اور اس کو revise کیا ہے۔ اس کے تحت ۱۶ تاریخ کو لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس لیے یہ ۶۷ (ای) کے زمرے میں آتی ہے۔

وزیر قانون، جی ہاں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، میاں ثاقب خورشید' جناب حیدر خان کھچی' جناب عرفان احمد ڈاھا صاحب کی جو تحریک التوائے کار ہے یہ چونکہ لاء اینڈ آرڈر سے تعلق رکھتی ہے اور لاء اینڈ آرڈر کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ کل لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔ اس لیے ۶۷ (ای) کے تحت اسے ڈسپوز آف کیا جاتا ہے۔

سید عارف حسین بخاری صاحب' جناب عبدالرؤف مغل' میاں عثمان ابراہیم صاحب کی تحریک التوائے کار جو تھی یہ بھی چونکہ صحت پر بحث ہو چکی ہے اس لیے یہ بھی ڈسپوز آف ہو گی۔ جناب انعام اللہ خان نیازی' جناب غلام شبیر جوئیہ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ آپ اگر پیش کرنا چاہیں؛

وزیر قانون، جناب والا! یہ بھی لاء اینڈ آرڈر کی بنتی ہے۔

جناب سپیکر، یہ چیک پوسٹ کے بارے میں ہے۔ سمگلنگ وغیرہ کے مسئلے میں ہے۔ ذرا دیکھ لیجیے۔ یہ لاء اینڈ آرڈر میں آئے گی یا کیسے ہے؟

وزیر قانون ، جناب والا! یہ ہوم کا مسئلہ ہے۔ یہ بھی اسی میں آتی ہے۔ It is about the law and order ہوم کا ہی مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر ، کل لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے۔ آپ پھر کل اس پر بات کر لیجیے گا۔ اس پر بھی ۶۷ (ای) لگ گیا ہے۔ لہٰذا یہ بھی ڈسپوز آف ہوتی ہے۔

جناب مظفر علی خان سیال، شیخ انور سعید، میاں فضل حق کی تحریک التوائے کار نمبر ۱۴ ہے "ہیڈ تریموں بیراج میں محکمہ انہار کے کرپٹ اہل کاروں نے ڈیڑھ کروڑ روپے کی خطیر رقم خورد برد کر لی ہے"۔ اب محکمہ انہار اور کرپشن دونوں ہی ایجنڈے پر آ گئی ہیں۔ یہ بھی ۶۷ (ای) سے hit ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ بھی ڈسپوز آف ہوتی ہے۔ چودھری اختر رسول، میاں فضل حق، جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر ۱۵ ہے۔ یہ بھی ۶۷ (ای) کی زد میں آتی ہے۔ محکمہ انہار اریگیشن ۱۸ کو ہو رہا ہے؟

وزیر قانون، جی ۱۸ کو ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، جی ۱۸ کو ہی ہو رہا ہے۔ لہٰذا یہ بھی ڈسپوز آف ہوتی ہے۔

اگلی بارش سے تعلق رکھتی ہے وہ بھی 19 کو ہو رہا ہے۔ لہٰذا یہ بھی ۶۷ (ای) میں آتی ہے۔ پھر ۶۷ (ای) کے تحت واسا، میٹروپولیٹن اور یہ وہ، یہ بھی بارش میں آ جائے گی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 18 میاں معراج دین صاحب کی ہے۔ "علامہ اقبال ٹاؤن میں خیبر بلاک کے قریب دکانوں کی ناجائز تعمیر"۔ جی میاں صاحب۔

اقبال ٹاؤن، لاہور میں گندے نالے پر ناجائز تعمیرات

میاں معراج دین ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "روزنامہ نوائے وقت" مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن میں

خیبر بلاک کے قریب آویا چوک میں گندے نالے پر ایک شخص ذوالفقار نے لنٹر ڈال کر ناجائز طور پر پانچ دکانیں تعمیر کر رکھی ہیں اور نالے پر ان دکانوں کی ناجائز تعمیر میں ایل۔ ڈی۔اے / ایل۔ ایم۔سی کے اہل کار اور آفیسرز ملوث ہیں۔ بارش کی وجہ سے نالے پر لنٹر اور دکانوں کے باعث کوڑا کرکٹ نالے میں پھنس گیا اور پانی کا نکاس نہ ہونے کی وجہ سے پانی سے کوٹ کمبوہ اور ملحقہ آبادیاں زیر آب آ گئیں اور لوگوں کے گھروں میں پانی داخل ہونے سے مکانوں میں دراڑیں پڑ گئیں۔ مکانوں کی چھتیں گر گئیں اور لوگوں کے گھر برباد ہو گئے۔ اس طرح ایل۔ڈی۔اے / ایل۔ ایم۔سی کے اہل کاروں اور آفیسرز کی ملی بھگت سے ناجائز طور پر تعمیر ہونے والی دکانوں کی وجہ سے نہ صرف بے شمار لوگوں کے گھر برباد ہوئے بلکہ ان آبادیوں میں ایل۔ڈی۔اے / ایل۔ایم۔سی کے زیر انتظام مکمل ہونے والے لاکھوں روپے کی سڑکیں گلیاں اور سیوریج بھی تباہ ہو گئے۔ اس طرح ایل۔ڈی۔اے / ایل۔ ایم۔سی کے اہل کاروں اور آفیسرز کی مجرمانہ اور غیر ذمہ دارانہ حرکت سے عوام میں بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب' آپ کچھ کہنا پسند کریں گے؟

وزیر قانون ، یہ بھی بنتی تو فلڈ یا پانی کے متعلق ہے بہر حال۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، یہ ناجائز تعمیرات ہیں۔

وزیر قانون ، اصل صورت حال کچھ یوں ہے کہ سکیم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن کے ساتھ ایک بہت بڑا گڑھا ہے۔ 70 کے اوائل میں سکیم بناتے وقت ایک بارشی نالہ بھی تعمیر کیا گیا تھا جو اس بلاک سے شروع ہو کر دریائے راوی تک جاتا ہے۔ نالہ بناتے وقت اسے گڑھے سے جوڑا نہیں گیا۔ نالے اور گڑھے کے درمیان کچھ اراضی کئی سال تک خالی پڑی رہی۔ ۱۹۹۳ء میں اس خالی رقبہ کو فالتو سمجھتے ہوئے چند چھوٹے رہائشی پلاٹوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ بعد ازاں یہ پلاٹ سکیم میں زیر آمد آئے۔ اراضی کے مالکان کو بطور معاوضہ استثناء کر دیے گئے۔ ان پلاٹوں میں سے ایک پلاٹ نالہ کے عین سامنے واقع ہے۔ اس پلاٹ پر جولائی ۱۹۹۵ء میں رہائشی گھر کا نقشہ بحق مسمی محمد جہانگیر منظور ہوا۔ پلاٹ کے خریدار نے نقشہ کی منظوری کے بعد عمارت تعمیر کرتے وقت اسے دکانوں میں تبدیل کر لیا اور ماہ جولائی ۱۹۹۶ء میں تکمیلی سرٹیفکیٹ بھی حاصل کر لیا۔ اس غیر ذمہ دارانہ کارروائی کا نوٹس لیتے وقت ڈائریکٹر جنرل ایل۔ڈی۔اے نے متعلقہ ڈپٹی ڈائریکٹر کو معطل کر کے مزید تادیبی کارروائی کا حکم پہلے ہی دے دیا ہوا ہے۔

نالے کے منہ پر پلاٹوں کا بنائے جانا بھی زیر انکوائری ہے۔ اس کے علاوہ واسا' ایل۔ڈی۔اے کو زیر غور نشیبی علاقوں کو بارشی نالہ کے ساتھ ملانے کے لیے حتمی پلان بنانے کے لیے کہہ دیا گیا ہے۔ کسی متبادل طریقے کے عدم عمل کی صورت میں مالک عمارت کو دوسری جگہ پر منتقل کرنے کے لیے کہا جائے گا تاکہ نالے اور گڑھے میں رابطہ پیدا کیا جا سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگست کے تیسرے ہفتے میں تین گھنٹے میں ۴۹۴ ملی میٹر بارش کے سبب لاہور کے نشیبی علاقے زیر آب آئے۔ اس طرح علامہ اقبال ٹاؤن سے ملحقہ آبادیاں بھی بری طرح متاثر ہوئیں۔ یہ آبادیاں متذکرہ بالا کارروائی کے سبب آئندہ ایسی صورت حال سے کافی حد تک محفوظ ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! آپ اتنی لمبی وضاحت کے بعد کافی مطمئن ہو گئے ہوں گے۔

میاں معراج دین، نہیں جناب۔

جناب سپیکر، پھر آپ کے عدم اطمینان کی کیا وجہ ہے؟

میاں معراج دین، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پہلے جو نقشہ پاس کیا گیا تھا یہ domestic تھا اور جس طرح میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ اس کو کمرشل بنا دیا گیا۔ مگر جناب کمرشل فیس بھی چارج نہیں کی گئی تھی اور یہ ملی بھگت کی وجہ سے بنا تھا اور جس طرح یہ فرما رہے ہیں' اس طرح وہ کارروائی نہیں ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ایل۔ڈی۔اے اور ایل ایم سی والوں نے ملی بھگت کر کے یہ کام کروایا ہے۔ یہ میرے فاضل دوست جناب عمران سلہری صاحب کا حلقہ ہے وہاں کے لوگوں نے جس طریقے سے مجھے بتایا ہے وہ یہ ہے کہ encroachment کی وجہ سے ساری آبادی میں پانی جمع ہوا ہے اور جب تک وہ encroachment نہیں ہٹائی جائے گی اور جب بھی کوئی بارش ہو گی یا کوئی ایسی بات ہو گی تو حالات اسی طرح خراب رہیں گے۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو encroachment کی گئی ہے کیا اسے ہٹانے کے لیے کوئی یہ سدباب کریں گے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! encroachment ہٹانے کے بارے میں آپ کوئی کارروائی کرنا پسند فرمائیں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جو پلاٹ دیا گیا ہے اور چاہے اس پر کوئی عمارت بنی ہوئی ہے' پانی نکالنے کے لیے اس کو بھی ہٹانے کے متعلق سوچا جا رہا ہے تاکہ پانی نکل سکے اگر یہ بھی کرنا پڑا تو کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر ، اگر ہٹانا پڑا تو ہٹا دیا جائے گا۔

وزیر قانون، جی ۔

جناب سپیکر، جی میاں صاحب۔

میاں معراج دین ، انہوں نے کہا ہے کہ سوچا جا رہا ہے ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اسے ہٹایا جائے۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر پانی نکالنے کا کوئی اور طریقہ نہ بنا تو ہم اس حد تک بھی جانے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔ پانی ہر صورت نکالا جائے گا اور اگر پانی کو نکالنے کے لیے یہی رستہ ہو کہ اسے توڑا جائے تو اسے توڑنے سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا۔

میاں معراج دین ، لیکن یہ کب تک ہو جائے گا؟

جناب سپیکر ، وزیر قانون صاحب! یہ کتنی جلدی ہو گا؟

وزیر قانون ، اسے جلدی کیا جائے گا۔

جناب سپیکر ، مہربانی فرما کر اس کو جلدی کیا جائے اور اس سلسلے میں مزید دیر نہ کی جائے۔ اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میرے حلقہ سے متعلق میاں معراج دین صاحب کی تحریک التوائے کار تھی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ حقائق آپ کے سامنے لے کر آنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ تسلیم بھی کیا گیا ہے کہ اس عمارت کو نالے کے عین منہ کے آگے بنایا گیا۔ جناب سپیکر! اس میں محکمہ واسا کی کوتاہی ہے اور اس دن میں نے documents بھی پیش کیے تھے کہ نالے کی ناجائز طور پر پلاننگ بنا کر کسی شخص نے اس پر قبضہ کیا اور ایل۔ڈی۔اے نے اس پر نمبر لگا کر اسے الاٹ کر دیا۔ جناب والا! اس نوئے کے قریب اس آبادی کے کوئی دو سو کے قریب گھر ہیں اور وہ تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ وہاں پر تین اموات ہوئی ہیں اور اس پانی کی وجہ سے مکان گرنے سے ایک بچہ اور اس کی والدہ وفات پا گئی ہیں۔ جناب سپیکر! میری یہاں پر گزارش ہے اور جیسا کہ میاں معراج دین صاحب نے کہا کہ اگر اس شخص نے پیسے دے کر وہ جگہ لی ہے لیکن محکمہ ایل۔ڈی۔اے نے ناجائز طور پر نالے کے منہ کے آگے اس عمارت کو بنا دیا اس کا رہائشی نقشہ تھا مگر اس نے کمرشل بنا لیا لیکن

اس کے اوپر کوئی ایکشن نہ لیا گیا اور اب جناب آپ خود موقع جا کر دیکھیں گورنر پنجاب نے اس کو موقع پر دیکھا لیکن عملے اور محکمے کی طرف سے اور انتظامیہ کی طرف سے وہاں پر کسی قسم کی کوئی بھی ایسی کارروائی نہیں ہوئی کہ اس عمارت کو وہاں سے ہٹایا جائے۔ اس کے مالک کو اس کے معاوضے کے طور پر کسی اور سکیم میں اگر کوئی اور پلاٹ دینا ہے اس بارے میں ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ لہٰذا یہاں پر میری یہ گزارش ہے کہ اس عمارت کی وجہ سے کوئی دو سو کے قریب گھر وہاں پر تباہ ہوئے اور تقریباً گیارہ کے قریب بچیوں کا جہیز وہاں پر بہہ گیا اور اب وہاں پر صورت حال یہ ہے اور میں نے کل دیکھا ہے کہ ابھی بھی کچھ لوگوں کے گھروں میں کوئی پانچ' پانچ فٹ کے قریب پانی کھڑا ہے تو میری اس بارے میں گزارش ہے کہ اس میں عوام کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس عمارت کی وجہ سے میرے اوپر اور میرے ساتھیوں کے اوپر تھانہ اقبال ٹاؤن میں پرچے بھی دائر ہوئے۔ عوام کی تکلیف کو دور کرنے کے لیے بے شک ہمارے اوپر سینکڑوں پرچے بنا دیں ہمیں اس میں کوئی دریغ نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس میں عوام کا کوئی قصور نہیں ہے اس نے اگر ایل۔ڈی۔اے کو پیسے دے کر وہ جگہ لی ہے مگر ایل۔ڈی۔اے نے غلط جگہ اس کو الاٹ کی۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس کو کوئی متبادل جگہ کسی اور سکیم میں دے دی جائے اور نالے کے منہ کو صاف کروایا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے آرمی والوں سے رابطہ کیا اور آرمی والوں نے اس نالے کے پل کے درمیان سے راستہ بنا کر پانی نکالا۔ جب پانی نکل گیا تو اس مالک مکان نے پانی کے اس راستے کو بند کر کے دوبارہ اس عمارت کو مکمل کیا تو جناب سپیکر! اس کے اوپر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ وہ ناجائز عمارت جو اس نالے' یا نہر یا پل کے آگے بنا دی گئی ہے اس کو فوری طور پر ہٹانے کے بارے میں آپ یہاں پر اپنی رولنگ دیں۔

جناب سپیکر : وزیر قانون صاحب! جب آپ اس مسئلے کو دیکھ ہی رہے ہیں تو ازراہ اس aspect کو بھی دیکھیے کہ اصل میں بارش کی وجہ سے تو یہ لی نہیں گئی اسے ناجائز طور پر تعمیر ہونے کی وجہ سے میں نے entertain کیا ہے۔

وزیر قانون : جناب والا! جو کچھ میاں صاحب نے فرمایا ہے یا سلہری صاحب نے فرمایا ہے اس کو میں پہلے ہی تسلیم کر چکا ہوں اور جس ڈپٹی ڈائریکٹر نے اسے الاٹ کیا تھا یا مکان بنانے کا نقشہ منظور کیا تھا اس کے خلاف کارروائی بھی ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ صورت حال کو ٹھیک کرنے کے لیے جو

کچھ بھی کرنا پڑا وہ ان شاء اللہ ضرور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر ، اچھا۔ اس سلسلے میں اگر سلہری صاحب آپ سے ملیں تو آپ ضرور ان کی بات سنیں۔

وزیر قانون ، سو بسم اللہ۔ ہم کسی وقت مل کر اس بارے میں کوئی لائحہ عمل طے کر لیں گے۔

جناب سپیکر ، دراصل تحریک استحقاق میں بھی یہ بات اٹھائی تھی اور تحریک استحقاق کسی وجہ سے سیٹ نہیں ہو رہی تھی اس لیے وہ admit نہیں ہوئی۔ اب اچھا ہوا کہ یہ مسئلہ دوبارہ سامنے آ گیا ہے اور اب چونکہ ہم اسے اس وقت زیر بحث لائے ہوئے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ یہ کسی وقت تشریف لائیں گے۔ میاں صاحب تو آپ سے ملتے ہی رہتے ہیں----

MINISTER FOR LAW: Most welcome.

جناب سپیکر ، اگر میاں عبدالستار بھی چاہتے ہیں تو بڑی خوشی سے کسی وقت آج وزیر قانون صاحب سے مل لیں -------

میاں عبد الستار ، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ جو کچھ بھی "hanky panky" ہوئی ہے یہ ڈپٹی ڈائریکٹر ایل۔ڈی۔اے نے نہیں کی۔ actually اسلم گل صاحب جو وہاں ایل۔ڈی۔اے کے وائس چیئرمین ہیں انہوں نے یہ No Objection Certificatre دیا ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر ، جس نے بھی دیا ہے وزیر قانون صاحب نے کسی کا نام نہیں لیا۔ یہ جس نے بھی کیا ہے اس بات ہو جائے گی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں ایک اور بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر کوئی دو سو کے قریب یا شاید بھی وہاں پر خاندان ہیں' اس عمارت کی وجہ سے ان کے گراؤنڈ فلور کے اوپر سے پانی گیا ہے لہذا میں آپ سے اور اس ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ ان کی جو تباہی ہوئی ہے' ان کے جو مکانات تباہ ہوئے ہیں اور ان کا سامان تباہ ہوا ہے ان گھروں کو آفت زدہ قرار دے دیا جائے اور ابھی تک ان کی نہ کوئی مالی امداد کی ہے ----------

جناب سپیکر ، دیکھیے یہ تحریک التوائے کار کا مسئلہ نہیں۔ اس کو میں نے اس لیے entertain کیا otherwise اس پر ۶۷۔ای لگ جاتا۔ اسے بارش اور اس سے الگ رکھیے۔ یہ ناجائز تعمیر کا مسئلہ ہے

اس وجہ سے اسے میں نے entertain کیا ہے۔ یہ مسئلہ حل ہو جانے کا تو دوسرا مسئلہ تو ظاہر ہے کہ جو بھی آفت زدہ یا سیلاب زدہ ہے اس کا حق ہے اس کے لیے حکومت نے جو محکمہ بنایا ہو گا جہاں سے compensation مل رہی ہے' اگر وہاں سے آپ کو کوئی دقت ہو تو آپ میرے حوالے سے' میرے ذریعے سے ان لوگوں کی درخواست لائیے میں forward کروں گا اگر وہ سیلاب زدہ ہیں یا بارش کی وجہ سے ان کا کوئی نقصان ہوا ہے تو ان شاء اللہ ان کو بھی compensation دلوائی جائے گی۔

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، اس کو dispose of کرتے ہیں۔ اب آگے چلتے ہیں۔ میاں معراج دین صاحب' آپ ہی کی ایک اور تحریک ہے جس کا نمبر ۱۹ ہے --- جی میاں صاحب۔

شمالی لاہور میں پینے کے پانی کی قلت

میاں معراج دین، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ پاکستان 27 اگست 1996ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ کوٹ خواجہ سعید گجر پورہ سکیم' سنگو پورہ' نبی بخش پارک' اکرم پارک' شاد باغ اور دیگر ملحقہ بستیوں میں واسا ایل ایم سی نے پینے کا پانی جان بوجھ کر بند کیا ہوا ہے اور متعلقہ بستیوں کے مکینوں کے احتجاج کے باوجود کئی دن سے ان کو پانی مہیا نہیں کیا جا رہا جس سے بیماروں' بچوں اور بوڑھے لوگوں کو بہت پریشانی اور تکلیف کا سامنا پڑ رہا ہے اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر میں پسماندہ علاقے سے تعلق رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، منشی جو چاہندا اے لکھ دیندا اے۔ تہانوں پڑھاندا وی تے ہے ناں۔ جناب لاء منسٹر' یہ 19 نمبر تحریک التوائے کار کے بارے میں آپ کے پاس کوئی رپورٹ ہے۔ اگر پینے کا پانی بند کر دیا گیا تھا تو کیا اب جاری ہو گیا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں عرض کر دیتا ہوں۔ معزز میاں صاحب کی تحریک التوائے کار کے ضمن

میں عرض ہے کہ متذکرہ اخبار کی خبر حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ کوٹ خواجہ سعید ، گوجر پورہ سکیم ، سنگھ پورہ، نبی بخش پارک، اکرم پارک، شاد باغ اور دیگر ملحقہ بستیوں میں واسا نے پینے کا پانی بند نہیں کیا۔ البتہ نبی بخش پارک میں ٹیوب ویل فنی خرابی کی وجہ سے بند ہوا۔ چونکہ ملحقہ علاقوں کے ٹیوب ویل معمول کے مطابق کام کر رہے تھے اس لیے متذکرہ علاقے میں پانی دوسرے ملحقہ سسٹم سے کم پریشیر پر ملتا رہا۔ ٹیوب ویل کی مرمت ہو جانے پر پانی صحیح پریشیر سے اس علاقے کو بھی اسی دن تقریباً چار بجے شام بحال کر دیا گیا۔

جناب سپیکر ، کیا مسئلہ حل ہو چکا ہے۔

میاں معراج دین ، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں اپنے فاضل دوست کا احترام بھی کرتا ہوں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ جو بھی محکمہ لکھ کر بھیج دیتا ہے یہ پڑھ کے کہہ دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے۔ لیکن میں یہ بات واضح طور پر عرض کر دوں حقیقت میں ابھی تک ان آبادیوں میں خاص طور پر یہ جو نبی بخش پارک میں ابھی تک پینے کا پانی مہیا نہیں کیا گیا۔

وزیر قانون ، جناب والا! میاں صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں ۔ میں لکھے ہوئے کے بجائے ان پر زیادہ اعتبار ہے۔ اس کو کچھ دنوں کے لیے مؤخر کر دیا جائے۔ میں اور میاں صاحب اس کی تحقیق کر کے اسے ٹھیک کروا کر رپورٹ پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر ، زیادہ دنوں کی کیا ضرورت ہے۔ بیچ میں ایک دن دے دیتے ہیں۔ پرسوں اس کے بارے میں ہمیں بتائیے۔ پرسوں تک کے لیے اس کو موخر کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی میاں معراج الدین کی طرف سے ہے۔ یہ رول 67-E کے دائرہ کار میں آ جائے گی اور لاہور میں طوفانی اور تباہ کن بارش کے موضوع پر بحث میں اس پر بات ہو جائے گی۔

رانا محمد اقبال خان ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ اتفاق سے پانی کی بات چل رہی ہے۔ سیلاب پر تو بحث یقینی طور پر ہو گی جو حالیہ سیلاب آئے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ جو ہتھاڑ کا علاقہ ہے وہ تو سیلاب کی نذر ہو گیا لیکن جو ماجھے کا علاقہ ہے وہ حکومت کی مہربانی سے اب جو مونجی کی فصل تیار ہے اس کے لیے نہروں میں پانی نہیں ہے۔ خصوصی طور پر میں راجباہ نیاز بیگ کا ذکر کر رہا ہوں۔ آج جتنے دن ہو گئے ہیں۔ فصل تیار ہے۔ اس کو اگر پانی نہ ملا تو یقینی طور پر اس کا برا اثر پڑے گا۔ آپ کی وساطت سے میری یہ گزارش ہے کہ محکمے کے لوگ کم از کم ان نہروں میں پانی بھجوا دیں تاکہ مونجی کی فصل کا

مزید نقصان نہ ہو۔

جناب سپیکر ، مہربانی ، لیکن اس پر سولہ یا سترہ تاریخ کو بحث آ رہی ہے۔ اس میں آپ اپنا نام دے کر پوری بات کیجیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر' یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ "روزنامہ نوائے وقت" مورخہ 13 ستمبر 1996ء بروز جمعہ کی اخبار ہے ۔ اس میں پچھلے صفحے پر اوپر کے حصے میں آخری کالم میں ایک کالمی خبر ہے اور نہایت ہی خطرناک خبر ہے ۔ خبر کا عنوان ہے "وزیر اعلیٰ شکار کے لیے چلے گئے" تین لائنوں کی خبر ہے ۔ وزیر اعلیٰ پنجاب سردار عارف نکئی جمعرات کی شام ساڑھے چھ بجے اپنی نجی دورے پر بہاولپور پہنچے۔ ایئر پورٹ پر مقامی انتظامیہ کے افسران نے وزیر اعلیٰ کا استقبال کیا۔

جناب سپیکر ، آپ سمجھ تو گئے ہی ہیں ناں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، وزیر اعلیٰ پنجاب نے کچھ دیر سرکٹ ہاؤس میں قیام کیا اور اس کے بعد شکار پر چلے گئے۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ لیڈر آف ہاؤس اور پنجاب کے اتنے بڑے صوبے کا وزیر اعلیٰ اور انتظامیہ انھیں استعمال کرتی ہے۔ یہ کس context میں استعمال کیا گیا ہے۔ ہاؤس میں اس کی وضاحت کی جائے۔

جناب سپیکر ، آپ کس context میں بات کر رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، وزیر اعلیٰ کو انتظامیہ نے استعمال کیا۔ ہم تو اس چیز پر زور دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر ، کتابت کی غلطی ہے نیازی صاحب ۔ جانے بھی دیجیے' معاف کر دیجیے۔ اب آگے چلتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار میاں معراج دین صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ بھی رول 67-E کے تحت آتی ہے۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب شاہد ریاض ستی صاحب کی طرف سے ہے۔ محکمہ تعلیم پر بھی بحث آج ہے۔ یہ بھی رول 67-E کے زمرے میں آتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار میاں معراج دین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 23 ہے۔ اس پر بھی 67-E لگ گیا۔ اس کے بعد سردار حسن اختر موکل صاحب کی تحریک التوائے کار محکمہ انہار سے متعلقہ ہے۔ یہ بھی اریگیشن سسٹم میں آجائے گی۔

سردار حسن اختر موکل ، میں معافی چاہوں گا یہ ارگیشن سسٹم کے بارے میں نہیں ہے بلکہ بم دھماکے کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر ، یہ ارگیشن سسٹم پر بحث میں ہی آ جائے گی ۔ وزیر صاحب ہوں گے' ان کے سامنے آپ بات کر لیجیے گا۔

اگلی تحریک التوائے کار سید سجاد حیدر کرمانی ' حاجی عرفان احمد خان ڈاہا ' صاحب زادہ میاں محمد فضل کریم اراکین اسمبلی نے رہائشی اور کمرشل پلاٹس حاصل کیے ہیں۔ سرکاری زمینیں نوے سالہ لیز پر الاٹ کروائی گئی ہیں---------- جناب لاء منسٹر ' اس پر رول 67-14 تو نہیں لگتا۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تحریک ایک دفعہ پہلے آ چکی ہے۔ اس پر میں جواب دے چکا ہوں اور آپ نے اس کو dispose of کر دیا تھا۔

جناب سپیکر ، یہ کب آئی تھی۔

وزیر قانون ، پچھلے سیشن میں اسی قسم کی تحریک التوائے کار تھی۔ اس میں نام دیے گئے تھے۔ گزشتہ سیشن میں آئی تھی اور میں نے اس کا جواب بھی دیا تھا۔ اور آپ نے اس کو dispose of کر دیا تھا۔ اور اب یہ urgent matter بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر ، پہلے کسی ایک مسئلے پر ہو گی۔ یہ نہایت اہم تحریک التوائے کار ہے۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، جناب والا' پوائنٹ آف آرڈر ' محترم وزیر قانون میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ میں ان کی بات سے اتفاق نہیں کرتا۔ صورت حال یہ ہے کہ گزشتہ اجلاس میں اس نوعیت کی کوئی بھی ایسی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ یہ اس کے بعد کی اخباری خبر ہے۔

جناب سپیکر ، مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس کا یہاں ضمنی طور پر ذکر ہوا ہے۔ میں سیکرٹریٹ سے کہتا ہوں کہ اسے چیک کر لیں کہ کون سی تحریک آئی تھی اور کب آئی تھی۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، جناب والا ' اس کی نوعیت اور ہیئت بالکل مختلف ہے۔ مجھے اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو میں وقت زیادہ نہیں لوں گا ۔ بڑی مختصر سی اس بارے میں عرض ہے کہ جس خبر کا میں نے حوالہ دیا ہے اس کے اندر میں نام منسوب پیر مختار حسین صاحب جو کہ شاید صوبائی مشیر یا وزیر ہیں ان کے حوالے سے ایک پلاٹ کی الاٹمنٹ کا اس اخباری خبر میں ذکر ہے ۔ الاٹمنٹ ان کو ہوئی ہے اور

پھر آگے میرا نام دیا ہوا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اس پلاٹ سے indirectly استفادہ حاصل کیا ہے۔ میری تحریک استحقاق بھی بنتی تھی مگر یہ خبر کی صورت حال یہ ہے کہ اس اجلاس کے بہت بعد اور وٹو صاحب کے کیس کی سماعت سے چند روز پہلے "روزنامہ نوائے وقت" میں شائع ہوئی ہے۔ اس کی کاپی میں نے تحریک التوائے کار کے ساتھ لگائی ہوئی ہے۔ وہ تاریخ وہ نہیں ہے۔ جب اجلاس ہو رہا تھا ۔ صورت حال یہ ہے کہ اگر انھوں نے سخاوت کے دروازے کھول رکھے ہیں تو بسرو چشم مگر ہم قلندروں کا نام اگر اس میں آتا ہے۔ پردہ نشین نے اپنا مزا لیا مگر ہم جب ہم نے استفادہ نہیں کیا تو یہ فراخ دلی سے on the floor of the House کہہ دیں کہ میں نے اس پلاٹ سے استفادہ نہیں کیا۔ میرا نام پیر مختار حسین صاحب کے ساتھ منسوب کیے جانے پر مجھے اعتراض ہے۔ یہ میرا استحقاق بھی بنتا ہے ۔

جناب سپیکر، کرمانی صاحب 'یہ بات تو استحقاق سے تعلق رکھتی ہے ۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، اس میں دونوں چیزیں آ گئی ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ جس بات پر میں معترض ہوں ۔ مجھے اجازت دیجیے تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ ---------

جناب سپیکر ، اس میں تو یہ بحث نہیں ہے کہ آپ کا نام اس میں ہے ۔

سید سجاد حیدر کرمانی: جناب والا! مجھے اگر وہ اخباری خبر پڑھنے کی اجازت دیں تو ساری بات عیاں ہو جائے گی ۔ صورت حال یہ ہے کہ بنیادی طور پر مجھے پلاٹس کی الاٹمنٹ سے بھی اختلاف ہے ۔ یہ صوبے کی دولت ہے ۔ وزیر اعلیٰ صاحب اپنے directives کے تحت ایک سو سے زیادہ ممبران اسمبلی کو یہ پلاٹ الاٹ کر رہے ہیں ۔ یہ اخباری خبر ہے میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں -------

جناب سپیکر: کرمانی صاحب! میری بات سنیے ۔ اگر میں اجازت دوں تو پھر یہ بڑا اہم موضوع ہے ۔ اب چونکہ وقت ختم ہوا چاہتا ہے اس لیے اسے کل تک کے لیے pending کرتے ہیں ۔ کل اس سے شروع کریں گے ۔

سید سجاد حیدر کرمانی : بہت بہت شکریہ ۔

وزیر قانون: جناب والا! جس بات کا شاہ صاحب ذکر کر رہے ہیں کہ ان کا اس بارے میں نام لکھا گیا

ہے وہ بات اس میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ہاں وہ اس میں نہیں ہے۔ آپ کی بات صحیح ہے وہ الگ آئے گی کیونکہ وہ تحریک استحقاق کی بحث ہے اور تحریک استحقاق کے وقت اس پر بحث کریں گے۔ اس تحریک التوائے کار کو ہم آج نہیں لے رہے اس پر کل بات کریں گے تو اب التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ وزیر قانون صاحب! آپ کوئی چیز پیش کرنا چاہتے تھے؟

ہنگامی قانون بورڈ برائے زرعی تحقیق پنجاب مجریہ 1996ء

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

MINISTER LAW: I lay the Punjab Agricultural Research Board Ordinance 1996

MR SPEAKER: The Punjab Agricultural Research Board Ordinance 1996 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 75(6) of the Rules of Procedure It is referred to the appropriate Standing Committee for report by one month.

صوبے میں تعلیم پر بحث

جناب سپیکر، آج ایجنڈے پر تعلیم کے موضوع پر بحث رکھی گئی ہے۔ میرے پاس اپوزیشن کی طرف سے ایک لسٹ مل چکی ہے کہ کون صاحبان اس پر تقریر کریں گے۔ حکومت کی طرف سے بھی اگر کوئی صاحب بحث میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو از راہ کرم وہ بھی اپنے اسماء گرامی مجھے پہنچا دیں۔ میں سب سے پہلے اس بحث کا آغاز کرنے کے لیے سید سجاد حیدر کرمانی صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

میاں معراج دین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

میاں معراج دین : جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ' آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ اجلاس حکومت نے بلایا ہے لیکن اس وقت آپ دیکھیں کہ اپوزیشن کی حاضری زیادہ ہے۔ آج محکمہ تعلیم پر بحث ہو رہی ہے لیکن وزیر تعلیم صاحب ایوان میں تشریف نہیں رکھتے۔ صرف وزیر قانون صاحب تشریف فرما ہیں۔

جناب سپیکر : میاں معراج دین صاحب! وزیر خزانہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں ' وزیر محنت ' وزیر امداد باہمی اور وزیر قانون بیٹھے ہیں اور وہ دیکھیے کہ وزیر تعلیم صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں۔ اب تو آپ راضی ہیں ناں جی۔ سید سجاد حیدر کرمانی صاحب!۔

جناب تاج محمد خان زادہ : جناب سپیکر ! میرے خیال میں آپ اس کو postpone فرمائیں۔ ہم اپنی باتیں کس کو سنائیں گے ؟

جناب سپیکر: خان زادہ صاحب! وزیر تعلیم صاحب تشریف لے آئے ہیں ۔ وہ آپ کی باتیں سنیں گے' میں سنوں گا ' محکمہ تعلیم سنے گا۔

جناب تاج محمد خان زادہ. ٹھیک ہے اگر مانیکا صاحب آ گئے ہیں تو ہم اور وہ مل کر فیصلہ کر لیں گے۔

جناب سپیکر : جی ہاں مانیکا صاحب بیٹھے ہیں اور وہ آپ کی باتیں انشاء اللہ سنیں گے ۔ جی سید سجاد حیدر کرمانی صاحب!

سید سجاد حیدر کرمانی : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر ! میں آپ کا اور خصوصی طور پر محترم وزیر تعلیم کا مشکور ہوں کہ وہ عندالحاجت تشریف لے آئے ہیں۔ جناب والا ! اگر آج وزیر تعلیم یہاں تشریف نہ لاتے تو مجھے انتہائی افسوس ہوتا اور میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں آج ہاؤس سے باہر چلا جاتا اور احتجاجی طور پر میں آج آپ سے مخاطب بھی نہ ہوتا ۔ میں دوبارہ ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے زحمت فرمائی اور تشریف لے آئے۔ جناب والا! تعلیم سے متعلق یہ ایک طویل داستان ہے اگر میں اس کا تاریخی پس منظر بیان کرنا شروع کروں تو میرے خیال میں ' میں اپنے دیگر ساتھیوں کو محروم رکھوں گا کہ وہ اظہار خیال کر سکیں۔ میں انتہائی اختصار سے کام لیتے ہوئے مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کا میں ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جس سے موجودہ تعلیمی صورت حال پر کچھ حد تک عکاسی ہوتی ہے۔ کمیٹی یہ لکھتی ہے کہ :-

The problems of education in Pakistan are so enormous and the size of educational operation so large that complete Government commitment and total national efforts are imperative to achieve the aims of national education policy.

جناب سپیکر : یہ بات اچھی ہے کہ محترم مانیکا صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ سب دوستوں کی خواہش تھی کہ وزیر تعلیم صاحب تعلیم پر بحث سنیں ۔ اب میں اراکین سے نہایت درد مندی کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ کم از کم وزیر صاحب کو سننے کی پوزیشن میں رہنے دیا جائے۔ آہستہ آہستہ ' ایک ایک کر کے ہر شخص ان تک درخواستیں لے کر جا رہا ہے۔ اس طرح وہ بیٹھے تو ہوں گے لیکن سن نہیں سکیں گے تو میں انعام اللہ خان نیازی صاحب اور سید عارف حسین بخاری صاحب سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ از راہ کرم تھوڑی دیر کے لیے کچھ وزیر تعلیم صاحب پر رحم کریں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب والا ! ہم تو انھیں صحیح مشورے دے رہے ہیں بہر حال جیسے آپ کا حکم۔

سید سجاد حیدر کرمانی : جناب سپیکر ! میں انتہائی بوجھل دل کے ساتھ اس موضوع پر آج کی debate کا آغاز کر رہا ہوں۔ جناب والا! آج ہمارا تعلیمی نظام اور اس کی جو موجودہ صورت حال ہے وہ انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ میں اس میں اپنے کردار کا ذکر بھی ضرور کروں گا کہ میں نے اس کے اندر بحیثیت ایک منتخب نمائندے کے جو کردار ادا کیا ہے اور جو خلل پیدا کیا ہے اس کا بھی اظہار خیال کروں گا اور اپنی ذمہ داری اپنے اوپر لوں گا ' خود احتسابی سے بھی کام لوں گا مگر جناب والا ! میں اس کمیٹی کی رپورٹ کا ایک مختصر اقتباس repeat کرنا چاہتا ہوں :-

The problems of education in Pakistan are so enormous .....

یہ خود حکومت کی جانب سے اس کا اعتراف کیا جا رہا ہے ۔

.....and the size of educational operation so large that complete Government commitment and total national efforts are imperative to achieve the aims of national education policy.

جناب سپیکر ! میں نے آج تک 29 مختلف educational commissions or

committees کی reports کا مطالعہ کیا ہے۔ that I have been able to go through اور شاید اس سے کہیں زیادہ ہوں اور شاید اس سے کہیں زیادہ ہوں۔ اب جہاں تک ان کمیٹیز اور کمیشنز کی رپورٹس کا تعلق ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا حوالہ دیتا ہوں اور founder of the nation کے اس messageسے ابتدا کرتا ہوں جو اگست 1947ء میں پہلی ایجوکیشن کانفرنس جس میں وہ خود تو شرکت نہ فرما سکے۔ مگر انھوں نے جو پیغام ارسال کیا میں اس کے چند اقتباسات آپ کی اجازت سے پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ He was the founder father. اور انھوں نے ایک بنیادی broad ground work کے طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ ہمارا آئندہ تعلیمی نظام اور اس کی ترتیب کس انداز میں ہو گی۔ جناب قائد فرماتے ہیں

> All Pakistan Educational Conference was convened in November 1947, to consider the reorganization of the educational system.

ذرا آپ تصور کیجیے آپ عمر کے اس حصے میں ہوں گے کہ جب میں نومبر 1947ء کی بات کرتا ہوں تو ذرا اپنی یاد داشت کو پیچھے لے جائیے کہ اس وقت ہمارا ملک کتنی کسم پرسی کے عالم میں ہو گا کہ جب مہاجرین کی ایک بہت بڑی تعداد ادھر منتقل ہو رہی تھی اور وسائل نہ ہونے کے برابر تھے مگر سب سے پہلا کمیشن یا جو کانفرنس ہوئی وہ تعلیم پر ہوئی۔ یہ بات اس کی اہمیت اور افادیت کی عکاسی کرتی ہے کہ founder father نے جو سب سے پہلی کانفرنس بلائی وہ تعلیم پر تھی۔ اب قائد کیا فرماتے ہیں؛

> It was a special message to the Conference in which he stated the educational goals of the country in the following words and I quote:
>
> You know that the importance of education and the right type of education cannot be over-emphasized under foreign rule for over a century. In the very nature of things, I regret that sufficient attention has not been paid to the education of our

people and if we have to make any real, speedy and substantial progress, we must earnestly tackle this question and bring our educational policy and programme on the lines suited to the genius of our people. Consonant with the history and culture and having regard to the modern conditions and vast developments that have taken place all over the world, there is no doubt that the future of our state will and must greatly depend upon the type of education and the way in which we bring our children as the future servants of Pakistan. We bring up our children as the future servants of Pakistan. What we have to do is to mobilize our people and build up the character of our future generations. There is immediate and urgent need for training our people in the scientific and technical education in order to build up our future economic life and we should see our people undertake scientific, commerce, trade and particularly well-planned industries. Also I must emphasize that greater attention should be paid to technical and vocational education. In short we have to build up the character of our future generations which means highest sense of honour, integrity, selfless service to the nation and sense of responsibility and we have to see that they are fully qualified and equipped to play their part in the various branches of economic life in a manner which will do honour to Pakistan.

جناب والا ! یہ چند ایک اقتباسات ہیں جو میں پیش کر رہا ہوں اس کے علاوہ اس وقت کے بنگالی وزیر تعلیم جناب فضل الرحمٰن تھے ان کی observations بھی قابل ملاحظہ ہے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ،

Although the Government was over-burdened and deeply concerned with the rehabilitation and resettlement of refugees. Yet, the urgency was there for re-orienting the entire education policy to correspond closely with the needs of the time and to reflect the ideology for which Pakistan as an Islamic State stands. The existing educational system served only a narrowutilitarian purpose and education had an utterly soulless character.

He emphasized on three elements of education. The first was the spiritual element which was of paramount importance. As the basis of the state was laid on Islamic ideology, children were ingrained in the fundamentals of religion and philosphy of life. The goals for which Pakistan had been established could not be fulfilled. The second element in education was the training for citizenship. Education must aim at cultivating the civic virtue of discipline, integrity and unselfish public service.

جناب والا ! میں خصوصی توجہ کا طالب ہوں ۔

Related to this training for citizenship was a due emphasis which must be placed on physical training and group's activities. The third element for education was for the vocational, technical and scientific education. Three elements

spiritual, social and vocational must form an integral whole and lead to a complete fusion between the spirit and the substance of education.

جناب والا! میں محسوس کرتا ہوں کہ جناب وزیر تعلیم کی توجہ میری طرف نہیں اور مجھے انتہائی افسوس ہے کہ ہم نے عرق ریزی کی ہے اور ہم ان کو ان کی تاریخ کی طرف متوجہ کر رہے ہیں کہ ہمارے objectives کیا تھے؟ ہمارے اغراض و مقاصد کیا تھے؟

جناب سپیکر، کرمانی صاحب! اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ جب تک اراکین خود ذمہ داری نہیں برتتے تو بے چارے وزیر تعلیم کیا کریں۔ میں نے تمام اراکین سے درخواست کی تھی کہ انھیں کچھ دیر کے لیے معاف کر دیں۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جو لینے والے ہیں وہ لے لیں۔ میں اس کے بعد ان سے اپنی عرض داشت پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، محترم کھرل صاحب از راہ کرم تھوڑی دیر کے لیے تعاون کریں پلیز۔ اب میں واضح کرتا ہوں اب کوئی بھی رکن وزیر تعلیم کے پاس نہیں آئے گا۔ اب چڑیا بھی نہیں پھٹکے گی۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! میں آپ کی سمع خراشی ان اغراض و مقاصد کے تحت کر رہا ہوں کہ ---

جناب سپیکر، میں سن رہا ہوں۔

سید سجاد حیدر کرمانی، کہ ہمارے تعلیمی نظام کے جو fundamentals ہیں جو fundamental principles جو بنیادی اصول ہیں وہ طے کیے جا چکے ہیں اور کن لوگوں نے کیے؟ وہ ہمارے founder fathers نے کیے۔ جناب والا! اب میں language کی طرف آتا ہوں۔ جناب فضل الرحمٰن فرماتے ہیں کہ۔

On the question of language which again is very important Sir, Mr. Fazul-ul-Rehman considered that the provincial language be adopted as medium of instruction at the primary stage.

انھوں نے اس میں کوئی ابہام نہیں رہنے دیا

But Urdu be taught..... He was a Bengali, Sir. But Urdu be taught from the middle level onwards to all the provinces of the country as Urdu can serve as a means of inter-provincial communication. It truly deserves the place of lingua franca in Pakistan.

وہ اردو کی اہمیت کو اجاگر کر رہے ہیں اور کوئی ابہام نہیں ہے ۔ میں یہ نومبر 1947ء کی بات کر رہا ہوں ۔

1. He also considered that English being the language of international communication, being the language of diplomacy, being the language of technology today, Sir, must retain its due place at the University level.

2. The educational system should be inspired by Islamic Ideology and many of the characteristics those of universal brotherhood, tolerance and justice.

3. Free and compulsory education should be introduced for a period of five years. It should be gradually raised to eight years.

4. Primary schools could be co-educational or otherwise according to local needs

His fifth and the last sentence is

5. A comprehensive scheme should be prepared for the reorganization of technical education suited to the economic needs of the country and the peculiar genius of our people.

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ فی الحال مجھے ان اقتباسات پر ہی اکتفا کرنا چاہیے۔ میرا ان کو reproduce کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہماری تعلیمی پالیسی میں کوئی ابہام founder father نے نہیں رہنے دیا۔ ہماری تعلیم کے اغراض و مقاصد بڑے واضح طور پر انہوں نے بیان کر دیے ہیں۔ میں نے بارہا عرض کیا ہے کہ 29 جو رپورٹیں ہیں جس میں ایک نمایاں طور پر شریف رپورٹ کہلائی جاتی ہے۔ اگر اس

پر عمل درآمد ہو جاتا تو آج ہماری یہ حالت نہ ہوتی۔ جناب والا اگر آپ مجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ آخر یہ کیوں نصف صدی گزر جانے کے بعد ہم اس پر عمل جامہ نہ پہنا سکے؟ تو میں ایک ہی لفظ میں اس بات کو ختم کرتا ہوں کہ political will کبھی بھی نظر نہیں آئی جو آیا اس نے آتے ہی یہ دعوت دے دی کہ ایک کانفرنس بلا لو اور ایک کمشن بٹھا دو۔ انکوائری، کمشن اور کمیٹی جب تشکیل کر دیا جاتا ہے تو سمجھ لیجیے کہ تمام معاملات سرد خانے میں چلے گئے ہیں۔ جناب والا! میں اس ایوان کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ میں مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں جو آج ہماری تعلیمی صورت حال ہے اس کے متعلق میں صرف اتنا کہنے پر قناعت کروں گا کہ جن لوگوں نے دیو بند کی بنیاد رکھی، دیو بند کے بعد، دیو بند کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ 1866ء میں مولانا محمد قاسم صاحب جو مولانا مملوک علی صاحب کے شاگرد تھے انہوں نے 1866ء میں بنیاد رکھی۔ تعلیمی تاریخ کے سلسلے میں چند ایک گزارشات کروں گا۔ یہ حنفی school of thought سے متعلق تھے ان کے متعلق یہ لکھا گیا ہے، یہ واضح رائے دی گئی ہے کہ دیو بند نے سیاست سے اجتناب کیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مولانا عبیداللہ سندھی کو وہاں سے بوجہ عملی سیاست میں شرکت کی بناء پر فارغ کر دیا گیا تھا۔ necessity is the mother of invention ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ یہیں دیوبند سے، دیو بند کے معروضی حالات کے پیش نظر علی گڑھ معرض وجود میں آتا ہے اور میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں سر سید احمد خان کو جنہوں نے 1877ء میں علی گڑھ کی بنیاد رکھی اور میں یہ بھی بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ سر سید اپنے فرزند کے ہمراہ 17 ماہ کے لیے ولایت تشریف لے گئے اور British educational institution کا بغور مطالعہ کیا اور یہ انہوں نے 1859ء میں long before the foundation of the Aligarh University وہ وہاں پر تشریف لے گئے اور برطانیہ کے تعلیمی نظام کا بغور جائزہ لیا اور اس کے بعد آ کر انہوں نے علی گڑھ کی بنیاد رکھی۔ علی گڑھ کا حوالہ میں اس لیے دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حاکم بدہن، اگر علی گڑھ کی تحریک نہ ہوتی اور علی گڑھ کا یہ تعلیمی ادارہ نہ ہوتا تو آج ہم آزاد نہ ہوتے۔ یہ ہماری قومی تاریخ کے اندر ایک بہت بڑی contribution ہے۔ اس کے بعد جناب کیا ہوا ندوۃ العلماء معرض وجود میں آیا۔ مولانا شبلی نعمانی نے اس کی بنیاد رکھی اور پھر انجمن حمایت الاسلام بھی اسی کے تسلسل میں ایک کڑی چلی آ رہی ہے۔ جناب والا اب جو موجودہ صورت حال ہے اس کے پیش نظر میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جو کچھ ہم آج تعلیم کے ساتھ سلوک کر رہے ہیں حقیقت میں ان کی روح کو جو تکلیف اور آزار پہنچا

رہے ہیں وہ میں بیان نہیں کر سکتا ۔ آپ ذرا تصور کیجیے کہ ایک طرف تو انہیں لارڈ میکالے کا سامنا تھا اور لارڈ میکالے کے متعلق اگر اجازت دیں تو میں آگے چل کر اس کا ذکر بھی کروں گا ۔ لارڈ میکالے کے متعلق میں اتنا کہنا چاہوں گا کہ وہ ایک عظیم انسان تھے مگر انہوں نے جو تعلیمی پالیسی دی جس پر ہم آج بھی کاربند ہیں اور میں لارڈ میکالے کا یہ حوالہ بھی دیتا چلا جاؤں کہ انہوں نے جو تعلیمی پالیسی دی وہ تو انہوں نے اپنے ملک کے مفاد کی خاطر تشکیل دی۔ وہ اس سرزمین کے لوگوں کی ضرورت کے مطابق نہیں تھی اس کا بنیادی مقصد یہ تھا ' glorified class کا لفظ استعمال کیا گیا وہ جو لوگ ہیں ان کی تعلیم و تربیت کرنی مطلوب تھی ۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں لارڈ میکالے کی اس تعلیمی پالیسی کو مستقل طور پر خدا حافظ کہنا ہو گا۔ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے اب ہم خاموشی سے اسی ڈگر پر نہیں چل سکتے ہماری جو تعلیم ہے اس کے اغراض و مقاصد 1947ء میں enunciate کر دیے گئے تھے۔ ہمارے پاس material موجود ہے ' ہمارے پاس معدنیات موجود ہیں ' ہمارے پاس اس کی economic feasibility موجود ہے۔ مگر ضرورت کس امر کی ہے ؟ میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں political will and political discipline کی ضرورت ہے۔ discipline کا لفظ میں اس لیے استعمال کر رہا ہوں اور میں اپنی ذات سے منسوب کرتا ہوں کہ میں نے نظام تعلیم کے اندر خلل پیدا کیا ہے ۔بحیثیت ایک منتخب نمائندے کے ' مجھے جب بھی موقع ملتا ہے میں وزیر تعلیم کے گرد ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ ٹرانسفر کا حکم جاری کر دیجیے یا یہ تقرری کر دیجیے۔ جناب والا! مجھے ۔بحیثیت ایک منتخب نمائندے کے یہ حق کبھی حاصل تھا نہ ہے اور نہ ہوگا کہ میں یہ کہوں کہ یہ استاد یہاں سے shift کر دیا جائے۔ مجھے یہ حق حاصل ہے ۔بحیثیت ایک منتخب نمائندے کے کہ میں اپنے حلقہ انتخاب کے اندر اگر کسی سکول یا تعلیمی ادارے میں' میں یہ دیکھتا ہوں اور سمجھتا ہوں اور بچوں کے والدین مجھے شکایت کرتے ہیں جن کے بچے زیر تعلیم ہیں تو اس صورت میں مجھے یہ right ہے کہ میں متعلقین کو اور محترم وزیر تعلیم کو اس معاملے سے آگاہ کروں اور تحریری طور پر کروں۔ اب پھر ان کی صوابدید پر ہے کہ وہ کیا action لیتے ہیں ؟ یا اسے نظر انداز کرتے ہیں۔ مگر مجھے یہ right نہیں ہے کہ میں ان سے کہوں کہ اس ٹیچر کو اس معلمہ کو اس استاد کو اس مقام سے اٹھا کر اس مقام پر آپ منتقل کر دیں۔ اس کے نتائج بھیانک ہیں ایک استاد مستقل طور پر وہاں رہنا چاہیے۔ sense of belonging اس institution

کے ساتھ ہونی چاہیے اور میں اس بات سے کبھی بھی reconcile نہیں کر سکتا۔ میں حیران ہوں کہ یہ کس طرح اپنی قلم کو ہر وقت جنبش دیتے رہتے ہیں۔ کسی کا تبادلہ کر رہے ہیں اور کسی کی تقرری کر رہے ہیں اور میں یہ بھی یقین دلاتا ہوں اور معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ ان کی قلم کے اندر قوت بھی نہیں ہے کہ وہ عملی جامہ بھی پہنا سکیں۔ وہ جو احکامات جاری کرتے ہیں اس پر عمل بھی نہیں ہوتا اور خفت ان کی ہوتی ہے۔ کون کرتا ہے ؟ میں کرتا ہوں حزب اختلاف اور میرے جو ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ کرتے ہیں جو ان کو درخواستیں دیتے ہیں۔ جناب والا! میں اب اس بات کو طول نہیں دینا چاہتا میری چند ایک تجاویز ہیں اور میں اپنی بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں اپنے دیگر بھائیوں کو اظہار خیال سے محروم کر رہا ہوں۔

جناب والا! میری سب سے پہلی یہ تجویز ہے کہ محلہ سکول جو ہے ' اور اس کا بھی ایک تاریخی پس منظر ہے۔ محلہ سکول کی اگر حوصلہ افزائی کی جائے تو خاطر خواہ نتائج نکل سکتے ہیں۔ اس کے اندر ضرورت کیا ہے ؟ اس کو آپ institutionalise کیجیے اس کو strengthen کیجیے اور اس کو recognize کیجیے ۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ محکمہ اوقاف کو شعبہ تعلیم کی promotion کے لیے mobilize کیا جائے۔ میں کیوں کہتا ہوں۔ اس کے نتائج بھیانک ہیں ایک استاد مستقل طور پر وہاں رہنا چاہیے۔ احساس تعلق اس ادارے کے ساتھ ہونی چاہیے اور میں اس بات سے کبھی بھی سمجھوتا نہیں کر سکتا میں حیران ہوں کہ یہ اپنی قلم کو جنبش ہر وقت کس طرح دیتے رہتے ہیں کسی کا تبادلہ کر رہے ہیں اور کسی کی تقرری کر رہے ہیں اور میں معذرت کے ساتھ یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ان کی قلم کے اندر قوت بھی نہیں ہے کہ وہ عملی جامہ بھی پہنا سکیں۔ وہ جو احکام جاری کرتے ہیں اس پہ عمل بھی نہیں ہوتا اور خفت ان کی ہوتی ہے۔ کون کرتا ہے؟ میں کرتا ہوں اور میرے حزب اختلاف کے ساتھی کرتے ہیں جو ان کو درخواستیں دیتے ہیں۔ جناب والا! میں اب اس بات کو طول نہیں دینا چاہتا میری چند ایک تجاویز ہیں اور میں اپنی بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں اپنے دیگر بھائیوں کو اظہار خیال سے محروم کر رہا ہوں۔

سب سے پہلی میری تجویز یہ ہے کہ محلہ سکول کا بھی ایک تاریخی پس منظر ہے محلہ سکول کی اگر حوصلہ افزائی کی جائے تو خاطر خواہ نتائج نکل سکتے ہیں۔ اس کو آپ ادارہ کی شکل دیجیے اس کو مستحکم کیجیے اور اس کو اہمیت دیجیے۔

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ محکمہ اوقاف کو شعبہ تعلیم اور تعلیم کی پروموشن کے لیے متحرک کیا جائے۔ میں کیوں کہتا ہوں؛ کہ محکمہ اوقاف کا ایک سالانہ عرس ہے جس کی ذمہ داری ہے اس کے بعد ان کے پاس فارغ وقت ہے' ان کے پاس سٹاف ہے جو سرکاری خزانے سے تنخواہ لے رہا ہے ہم ان سے کیوں نہ استفادہ کریں کہ وہ نظام تعلیم میں ہماری معاونت کریں۔ تیسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے------

جناب سپیکر، کرمانی صاحب! آپ بہت اچھی باتیں کر رہے ہیں۔ ایک تو میں یہاں ریکارڈ کروانا چاہتا ہوں کہ کرمانی صاحب نے انگریزی میں جو اقتباسات پیش کیے ہیں ان سے اصل متن حاصل کیا جائے اور اس کو انگریزی میں بھی پوری طرح سے صحت کے ساتھ ٹائپ کیا جائے اور اسمبلی کے چیف ٹرانسلیٹر اس کا ترجمہ کریں اور انگریزی متن اور اردو کے دونوں صحیح ترجمے تمام اراکین اسمبلی کو ایک الگ کاغذ پر پرنٹ کر کے تقسیم کیا جائے۔ کرمانی صاحب! میں خاص طور پر آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ نماز کا وقت ہونے والا ہے تو کوشش کیجیے کہ اس سے پہلے آپ کی بات مکمل ہو جائے۔

سید سجاد حیدر کرمانی، میں اپنی بات مکمل کر رہا ہوں میری پانچ سات تجاویز ہیں میں ان کے اوپر بات کروں گا۔

میری تیسری بات جسمانی ورزش ہے اور اس کو میں سلیس کرتا ہوں کہ ہم نصابی سرگرمیاں جس میں گھریلو کلب ہیں' بزم ادب ہے' سکاؤٹنگ ہے اس کو فروغ دیا جائے یہ کریکٹر بلڈنگ میں بڑی معاون ہوں گی۔

جناب والا! خاص طور پر پرائمری سکولوں میں کلاسز کے اندر زیادہ تعداد پہ میں معترض ہوں۔ پرائمری کے متعلق ماہرین تعلیم کی یہ متفقہ رائے ہے کہ یہ تعلیم کی بنیاد ہے کسی بچے کی تعلیمی استعداد کی بنیاد ہے۔ جناب والا! پنجاب کے اندر اوسط 80 to 85 بچے ایک استاد کے پاس ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ جہاں اس کو انفرادی توجہ کی ضرورت ہے وہاں 80 بچوں کو وہ کیا توجہ دے سکتا ہے؟ لہذا میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کے لیے وزیر تعلیم اعلان کریں اور اس ایوان کے اندر اعلان کریں کہ اس کی تعداد کتنی کریں اگر یہ بات جائز ہے۔

میری آخری گزارش یہ ہے کہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور پنجاب کے اندر ایگریکلچر کے ہائی سکولز کا قیام ازحد ضروری ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اس کا تاریخی پس منظر ہے سر

جوگندر سنگھ جس شخص نے اس اسمبلی کے باہر پلیٹ لگائی تھی وہ اس تحریک کا بانی تھا تاریخ شاہد ہے اور سر جوگندر سنگھ نے اسی ادارے میں سے غالباً وہ ادارہ شیخوپورہ ضلع کے اندر کہیں موجود تھا جس کے ساتھ چار پانچ ایکڑ زرعی رقبہ بھی تھا جہاں پر کلینیکل کرایا جاتا تھا وہاں سے ایک نامور فرزند پیدا ہوا اس کا نام ہری سنگھ تھا۔ ہماری زرعی معیشت کے اندر زرعی ہائی سکولز کے قیام کی اشد ضرورت ہے۔

جناب والا! تعلیم کا انحصار استاد پر ہے اور استاد کے متعلق مجھے انتہائی دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ پی ٹی سی کی موجودہ تعلیمی استعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کے بچے پڑھ رہے ہیں وہ صحیح ترجمانی کر سکیں گے کہ کیا پی ٹی سی کی کوئی تعلیمی استعداد ہے جس سے وہ مطمئن ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ جناب وزیر تعلیم! پرائیویٹ سیکٹر میں بھی لوگوں کو متحرک کریں اور ٹیچنگ اکیڈمیز قائم کی جائیں اور میری نگاہ میں ایک مقام آتا ہے جس کے بارے میں میں استدعا کرتا ہوں کہ اس کو ٹیچرز ٹریننگ اکیڈمی میں تبدیل کر دیا جائے للہ موسیٰ کے مقام پر وہ عمارتیں ہیں جہاں میں نے بھی 1979ء میں ایک کورس میں شرکت کی تھی وہ دیہی امدادی اکیڈمی کی عمارتیں تھیں میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ ٹیچرز ٹریننگ اکیڈمی کا قیام وہاں کر لیں بلڈنگز موجود ہیں' گراؤنڈز موجود ہیں اور ٹیچرز کی ریکروٹمنٹ پالیسی کے خد و خال واضح ہونے چاہئیں۔ ہر آدمی جو میٹرک پاس ہے وہ پی ٹی سی کر رہا ہے اور پھر وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں استاد کی سند لے چکا ہوں لہذا میری تقرری کر دی جائے۔

نرسری سکولز کے متعلق وزیر تعلیم سے میری گزارش یہ ہے کہ معلمات کی تقرری کریں۔ معلمات جس انداز میں نرسری کلاس کے بچوں کو تعلیم دے سکتی ہیں شاید اساتذہ نہ کر سکتے ہوں اس کے متعلق بھی ماہرین تعلیم سے رائے لی جا سکتی ہے۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ اقامتی ادارے قائم کیے جائیں یعنی اقامتی تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اگر آج کے استاد سے کردار سازی کے متعلق پوچھا جائے تو وہ کہتا ہے کہ میرے پاس تو دن میں پانچ گھنٹے کے لیے ایک لڑکا آتا ہے باقی وقت تو وہ کہیں اور گزارتا ہے میں اس کے کردار کی ترقی اور بنانے میں میں کیا معاونت کر سکتا ہوں؟ اور کسی حد تک یہ بات جائز بھی ہو گی اس کا بھی جائزہ لیا جائے اور زیادہ سے زیادہ اقامتی ادارے قائم کیے جائے۔

جناب والا! یہ بھی میری استدعا ہے کہ سکولز کے اندر بہترین آلات سے مزین تجربہ گاہیں

قائم کی جائیں' لائبریریوں کا فقدان ہے' لائبریرینز کی تقرری کی جائے۔ جب تک وہاں کتب خانے نہیں ہوں گے کچھ نہیں ہو سکے گا اور جناب والا! شوق مطالعہ بیدار کرنے کے لیے کتب خانوں کا قیام ازحد ضروری ہے۔ آج کا نوجوان علم سے بے بہرہ ہے اور علم منتقل کرنے کے لیے جہاں استاد کی ضرورت ہے اسی تناسب سے ایسے افراد کی ضرورت ہے جو ان کو کتب خانوں اور مطالعہ کی طرف راغب کریں۔ جناب والا! میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ ان کے قیام کے لیے بھی یہ کوشش کریں۔

ایک بات میں اور بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اعلیٰ تعلیم کو اگر یہ محدود نہیں کریں گے دنیا کے اندر جتنے متمول معاشرے ہیں اگر آپ ان کا بھی جائزہ لے لیں۔ جناب والا! خوشحال قوموں نے بھی اپنی اعلیٰ تعلیم محدود کی ہوئی ہے یہ نہیں ہے کہ جس نے میٹرک کر لی اس کا یہ استحقاق بن گیا کہ وہ کالج میں بھی جائے اور یونیورسٹی میں بھی جائے خواہ وہ تھرڈ ڈویژن میں ہی پاس کیوں نہ ہو۔ ہم اعلیٰ تعلیم کے متحمل ہی نہیں ہو سکتے ہم اس سلسلے میں بڑی واضح پالیسی اختیار کریں اور اس کو صرف ان لوگوں کے لیے محدود کریں جو قابل اور ذہین طالب علم ہیں' ان کو وظائف دیجیے' ان کو پروموٹ کیجیے جب تک آپ یہ نہیں کریں گے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس وقت تک طلباء تنظیموں کا بھی خاتمہ نہیں ہو گا۔ طلباء تنظیموں کے اندر منفی سرگرمیوں کے خاتمے کی ضمانت بھی یہی صورت دے گی جو بچے پڑھنے والے ہوں گے' جن بچوں نے محنت کے ساتھ اپنا داخلہ حاصل کیا ہو گا وہ موجودہ سٹوڈنٹ سرگرمیوں کے اندر نہیں آئیں گے۔ میں جناب وزیر تعلیم سے استدعا کرتا ہوں کہ سیاسی قائدین سے بھی یہ رابطہ کریں کہ جب تک یہ سیاسی قائدین اپنی جماعتی سطح پر اپنے دادا گیروں کو باہر نہیں نکالتے اس وقت تک جناب والا! تعلیم کا نظام کبھی نہیں سنبھل سکے گا۔ اس ضمن میں مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے کہ جناب قائد کی ایک تقریر موجود ہے کہ جن سٹوڈنٹس نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا تو جب قائد ان کو اعزازی ڈگریاں دے رہے تھے تو ان کے الفاظ انگریزی میں کچھ اس طرح تھے کہ آج میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے جناب والا! یہ بہت اہم بات ہے۔ آج جب میں آپ کو یہ اعزازی ڈگریاں عطا کر رہا ہوں تو میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے اور اس کی وجہ کیا تھی کہ ان کے لیکچر شارٹ تھے اور ان کو اعزازی ڈگریاں دی گئیں اور ان سے یہ تاکید کی گئی کہ آئندہ آپ عملی سیاست میں حصہ نہیں لیں گے۔ خود کو عملی سیاست سے الگ تھلگ رکھیے۔ جناب والا! یہ سنہری الفاظ ہیں جو ریکارڈ میں موجود ہیں۔ اپنی تعلیم مکمل کر لینے کے بعد قومی سیاست میں ہر طرح سے بھرپور حصہ لیجیے۔

جناب سپیکر، آخر میں، آخر میں۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب والا! میں مکتب سکول کے متعلق یہ کہنا چاہتا تھا کہ اس وقت ہمارے ملک کے اندر 22 ہزار مکتب سکول ہیں۔ جناب! میں مکمل کر رہا ہوں 22 ہزار مکتب سکول ہیں اور یہ اعداد و شمار میرے نہیں حکومت کے ہیں۔ مکتب سکول ایک بڑا مفید ادارہ ہے اس سے استفادہ کیا جائے اور امام مسجد یا خطیب کو اس کے ساتھ وابستہ کیا جائے۔ شیطان کو کبھی بھی تنہا نہیں چھوڑنا چاہیے۔ انگلش میں کہتے ہیں کہ خالی دماغ شیطان کا کارخانہ ہوتا ہے۔ امام مسجد کو آپ اس میں شامل کیجیے اس کو تنخواہ دیجیے اور اس سے ناظرہ قرآن اور جو بھی مناسب سمجھیں وہ بچوں کو قرآن پڑھائے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مکتب سکول کو بھی پروموٹ کیا جائے۔ مساجد موجود ہیں ہمیں خرچ نہیں کرنا پڑے گا صرف منظم کرنے کی ضرورت ہے میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔(تالیاں)

جناب سپیکر، بہت مہربانی۔ اب یہ اجلاس نماز مغرب کے لیے پونے سات بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(حکم جناب سپیکر شام 6 بج کر 20 منٹ پر نماز مغرب کے لیے 25 منٹ کا وقفہ ہوا۔)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد جناب سپیکر چھ بج کر پینتالیس منٹ پر
کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر، میں محترم بیرسٹر عثمان ابراہیم کو دعوتِ خطاب دیتا ہوں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، بہت بہت شکریہ جناب سپیکر۔ میرا خیال تھا کہ شعبۂ تعلیم پر بحث ایک ایسا خوش گوار فریضہ ہے جسے ادا کرتے ہوئے ہر ایک کو دلی مسرت ہونی چاہیے۔ لیکن اُس طرف سے کسی صاحب نے اس فریضے میں حصہ لینے کی شاید ضرورت محسوس نہیں کی۔ (مداخلت) گورنمنٹ کی طرف سے جناب۔

جناب سپیکر، اور اِدھر کیا حال ہے؟

بیرسٹر عثمان ابراہیم، اِدھر جناب لابی میں بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر، اُدھر بھی لابی میں بیٹھے ہیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! جنھوں نے نام دیے ہیں-----

جناب سپیکر، دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی۔ فکر نہ کیجیے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! ہماری طرف سے جناب سجاد حیدر کرمانی صاحب نے بڑی علمی اور سیر حاصل بحث کی تھی۔ اور چونکہ ہماری طرف سے کافی دوستوں نے اس بحث میں حصہ لینا ہے' میں بھی صرف ایک شعبے تک اپنے آپ کو محدود رکھوں گا۔ کیونکہ شعبۂ تعلیم تو ایک اتنا وسیع شعبہ ہے کہ اس پر سیر حاصل بحث کے لیے تو بہت وقت درکار ہے۔

جناب سپیکر! حال ہی میں پچھلے ہفتے پوری دنیا میں انٹرنیشنل لٹریسی ڈے منایا گیا۔ اس میں آپ نے بھی حصہ لیا' آپ کا فنکشن میں نے سارا پڑھا۔ اور محترم وزیر تعلیم نے بھی اسے اپنے انداز میں منایا۔ جناب سپیکر! حزب اختلاف کی طرف سے بھی ہم نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعے یہ کہہ کر اپنی طرف سے حکومت کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی کہ شرح خواندگی بڑھانے کے لیے انھوں نے ابھی تک کوئی ٹھوس منصوبہ بندی نہیں کی۔ میں نے پریس کانفرنس میں کہا تھا کہ حکومت شرح خواندگی بڑھانے کے لیے کوئی ٹھوس منصوبہ بندی نہ کر کے قومی جرم کا ارتکاب کر رہی ہے۔ ایک صحافی دوست نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ کیا وزیر تعلیم قومی مجرم ہیں۔ جناب سپیکر! میں نے تو ہاں میں جواب نہیں دیا۔ لیکن جناب سپیکر! میں نے تو ہاں میں جواب نہیں دیا لیکن اگلے دن "نوائے وقت" میں لٹریسی کے حوالہ سے ان کا یہ بیان پڑھ کر مجھے بڑی خوشگوار حیرت ہوئی جس میں یہ سرخی لگی تھی کہ ہم واقعی قومی مجرم ہیں۔ مجھے خوشگوار حیرت اس لیے ہوئی کہ انھیں اس مسئلے کا احساس ہے اور مجھے اس سے بے پناہ خوشی بھی ہوئی۔ یہ ایک ایسا قومی مسئلہ ہے جس کا ہر شخص کے دل میں درد ہے۔ لیکن اس احساس کے بعد اگر ہم اس سے غفلت کریں تو یہ واقعی ایک قومی جرم ہو گا۔ تو میری اس سلسلے میں چند گزارشات ہیں کہ حکومت کو سب سے پہلے شرح خواندگی کا تناسب fix کرنا چاہیے۔ اس کے بعد حکومت کو اپنا ہدف مقرر کرنا چاہیے کہ ہم اس تاریخ تک اپنا یہ ہدف پورا کریں گے۔ خواندگی ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو ساری دنیا تسلیم کرتی ہے کہ اس کے بغیر کوئی بھی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر! ۱۹۹۲ء میں ہم نے ایک قومی پالیسی دی تھی جس میں یہ ہدف بھی دیا تھا کہ 2000ء تک ہم شرح خواندگی ۳۵ فی صد سے بڑھا کر ۷۰ فی صد تک کر دیں گے۔ آٹھ سال میں شرح خواندگی کا تناسب ہم نے دگنا کرنے کا پروگرام بنایا تھا اور یہ ایک جذباتی پروگرام نہیں تھا بلکہ اس کے پیچھے ایک ٹھوس منصوبہ بندی تھی۔ اس کے پیچھے کچھ پروگرام تھے جو چل رہے ہیں۔ صوبہ پنجاب میں

پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ ہے، مڈل سکول ایک پروجیکٹ ہے، گرلز ایجوکیشن پراجیکٹ ہے، پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ہے اور سوشل ایکشن پروگرام ہے۔ تو میری محترم وزیر تعلیم سے یہ گزارش ہو گی کہ ان پروگراموں سے کلی طور پر استفادہ حاصل کیا جائے اور ایک قومی فرض سمجھتے ہوئے ان پروگراموں پر عمل درآمد کروایا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ہم نے نان فارمل ایجوکیشن کو ترجیح دینے کا پروگرام بنایا تھا اور اس سلسلہ میں پنجاب میں ایک پنجاب لٹریسی کونسل قائم کی تھی۔ ہمارا خیال تھا کہ اس کونسل کے تحت ہم نان فارمل ایجوکیشن دیں گے، volunteers recruit کریں گے جو اپنے طور پر لٹریسی سنٹر کھول کر بچوں کو خواندہ بنائیں گے اور اس کے لیے ہم نے باقاعدہ فیڈرل گورنمنٹ کا جو Literacy & Mass Education Commission کا محکمہ تھا اس سے نصاب تیار کروایا جنھوں نے یہ کہا کہ دو سال میں انھوں نے ایسا نصاب تیار کیا کہ جس سے بچوں کو خواندہ بنایا جا سکتا تھا۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے ہم ایک قومی مسئلہ سمجھتے ہوئے tackle کریں، ایک سیاسی مسئلہ نہ بنائیں اور اگر کوئی حکومت چاہے آج کی حکومت ہو، اگر آج کی حکومت کوئی اچھا پروگرام شروع کرتی ہے تو آنے والی حکومت کو اس کے تسلسل کو برقرار رکھنا چاہیے۔ تو میری وزیر محترم سے گزارش ہو گی کہ یہ پنجاب لٹریسی کونسل جو ہم نے بنائی تھی اس کو فعال بنایا جائے اور مجھے خوشی ہے کہ پچھلی مرتبہ جب شعبہ تعلیم پر بحث ہوئی تھی تو اس وقت بھی میں نے اس کا ذکر کیا تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت محترم وزیر تعلیم نے شاید اس بات کا نوٹس لیتے ہوئے رواں بجٹ میں نان فارمل ایجوکیشن کے لیے ایک کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ یہ لٹریسی کو بڑھانے کے لیے بہت مثبت قدم اٹھایا گیا ہے لیکن یہ ایک بہت چھوٹا قدم ہے۔ اتنا اہم شعبہ اور اتنا اہم مسئلہ جو magnitude ہے، بہت وسیع ہے اس کے لیے ایک کروڑ روپے مختص کرنا ایک مذاق کی شکل لگتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کو مزید فنڈز دیے جائیں اور یہ جو نان فارمل ایجوکیشن کے لیے فنڈز رکھے گئے ہیں اس کو پنجاب لٹریسی کونسل کے ذریعے فرض کیا جائے کیونکہ وہ ادارہ بھی بالکل اسی طرح اور اسی نان فارمل ایجوکیشن کے فروغ کے لیے قائم کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر! اس وقت پنجاب میں جو سرکاری شعبہ ہے اس میں پرائمری سکولوں میں بچوں کی تعداد تقریباً ۷۵ لاکھ ہے اور نجی شعبہ میں یہ تعداد تقریباً ۱۰ لاکھ کے قریب بنتی ہے۔ اس وقت

primary school going students کی کل تعداد ۸۵ لاکھ ہے جو محکمہ تعلیم کے figures میں نے لیے ہیں اور اس وقت پنجاب میں جو primary school going بچوں کی تعداد ہے وہ ایک کروڑ پچیس لاکھ کے قریب بنتی ہے۔ تو اس لحاظ سے تقریباً ۴۰ لاکھ بچے تعلیم سے محروم ہیں اور اگر ہم انہی روایتی یا سرکاری اداروں پر انحصار کریں تو وہ ۴۰ لاکھ بچے کبھی بھی سکولوں میں نہیں آئیں گے بلکہ یہ جو پروگرام میں نے mention کیے ہیں' پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ ہے' مڈل سکولنگ پراجیکٹ ہے' اس میں incentive دیے گئے ہیں کہ کس طرح ہم نے drop out rate کو کم کرنا ہے اور جو بچے سکول چھوڑ جاتے ہیں ان کو واپس کیسے سکولوں میں لانا ہے لیکن میں بات کر رہا ہوں ان ۴۰ لاکھ بچوں کی جو کبھی سکولوں میں داخلہ ہی نہیں لیتے۔ تو ان کے لیے یہ نان فارمل ایجوکیشن جو ہے یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ میری محترم وزیر سے گزارش ہو گی کہ ان ۴۰ لاکھ بچوں کے مستقبل کی خاطر' اس قوم کے اور اس ملک کے مستقبل کی خاطر ان کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں اور ان کو سکولوں میں واپس لانے کے لیے یہ ادارے قائم کیے جائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! آخری گزارش۔

جناب سپیکر: جی۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: آپ نے ٹائم نہیں دیا تھا تو میں یہ سوچ رہا تھا کہ شاید ابھی میرا وقت ہے۔

جناب سپیکر: میرے پاس ابھی ایک لمبی لسٹ ہے اور صرف ایک گھنٹہ باقی ہے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنے والا ہوں کہ حکومت کی طرف سے ایک بڑی اچھی ابتدا ہوئی تھی کہ لازمی پرائمری تعلیمی بل ایکٹ پاس کیا گیا تھا۔ لیکن اس ایکٹ کو پاس ہونے تقریباً دو سال ہونے کو آئے ہیں اور جب یہ بل کی شکل میں ہاؤس میں پیش کیا گیا تھا تو ہم نے اس میں تقریباً ۱۶ کے قریب ترامیم submit کی تھیں اور اس وقت مقصد یہی تھا کہ ان ترامیم کے بغیر اس ایکٹ پر عمل درآمد کروانا ناممکن ہے اور جس شکل میں یہ بل پاس ہوا ہے اس میں یہ ناقابل عمل ہے۔ اس کی مثال آپ دیکھیں کہ ہماری جو ترامیم تھیں وہ بالکل درست تھیں اور وقت نے ثابت کیا کہ یہ بل اپنی افادیت صرف اس وجہ سے کھو چکا ہے کہ اسے قابل عمل ہی نہیں بنایا جا سکا۔ تو میری یہ گزارش ہو گی کہ حکومت نے جو بل پاس کروایا تھا اور جو بل ایکٹ بن چکا ہے اس میں ترامیم لائی جائیں اور

ہماری وہ ترامیم بھی شامل کی جائیں جو ہم نے اس میں اس وقت submit کی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج دو سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک کسی ایک والدین کے خلاف بھی اس ایکٹ کے تحت کارروائی نہیں کی گئی اور نہ ہی اس ایکٹ کے تحت ان دو سالوں میں کسی ایک بچے کو بھی سکول میں داخل کروایا جا سکا ہے۔ یہاں تک کہ اس بل پر عمل درآمد کروانے کے لیے حکومت نے ضلع کی سطح پر جو اے۔ ڈی۔ سی۔ جی لٹریسی مقرر کیے تھے اب ان کی پوسٹ بھی abolish کر دی گئی ہے اور ان کا دائرہ کار ڈویژنل لیول تک محدود کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میری یہی چند گزارشات تھیں۔ اس ایکٹ پر عمل درآمد کروانے کے لیے ان گزارشات پر خلوص نیت کے ساتھ عمل کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، بہت شکریہ۔ چودھری محمد اقبال۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی میاں صاحب۔

میاں عبدالستار، شکریہ جناب سپیکر۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے دو روز پہلے ڈی پوائنٹ پلازہ کی بات یہاں پر زیر بحث آئی تھی اور اس میں آپ نے حکم فرمایا تھا کہ اس بارے میں جو کمیٹی ہے وہ اس کو consider کرنے سے پہلے حاجی مقصود احمد بٹ اور میاں عبدالستار دونوں کو hearing دے اور اس کے بعد کوئی فیصلہ کرے۔ ابھی ایک لیٹر یہاں پر مقصود احمد بٹ صاحب کو اور کمیٹی کو پہنچا ہے جس میں کل ۱۶ تاریخ کو ۲ بجے کمیٹی روم سی میں میٹنگ رکھی ہے اور اس میں مجھے کوئی اطلاع نہیں دی گئی ہے اور نہ ہی میرا اس میں نام ہے۔ میں نے سیکرٹری اسمبلی سے تھوڑی دیر پہلے آپ کے آفس میں بات کی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اس کا پتا ہی نہیں کہ یہ اجلاس کب ہو رہا ہے اور کس نے بلایا ہے۔ اس کی کاپی میں نے آپ کو پیش کر دی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ کے جو آرڈرز ہیں ان کو in letter and sipirit implement ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، سیکرٹریٹ کا خیال ہے کہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کی طرف سے کوئی میٹنگ کال کی گئی ہے۔ لیکن اول تو ہاؤس کے وقت کے اندر میٹنگ نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ہونی چاہیے تو یہ میری اجازت سے ہونی چاہیے۔ اس کا ہم نوٹس لیتے ہیں۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! یہ لکھا گیا ہے کہ وہ کمیٹی to consider and approve the

report to be submitted to the House تو اگر اس کمیٹی نے کل کوئی فیصلہ کر کے ہاؤس میں پیش کرنے کے لیے کہہ دیا تو پھر میرا جو رائٹ ہے اور جو جناب نے مجھے دیا ہے وہ تو سارے کا سارا ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، (سیکرٹری اسمبلی سے) کیا میاں صاحب کا اس میں نام طے ہوا تھا کہ اس میں ہو گا۔

سیکرٹری اسمبلی، جی۔

جناب سپیکر، تو انہیں کہلوائیے کہ میاں صاحب کو بلایا جائے۔

میاں عبدالستار، شکریہ جناب۔

جناب سپیکر، میں نے چودھری اقبال صاحب کو فلور دیا ہے۔ جی چودھری صاحب!

چودھری محمد اقبال، جناب والا! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اجازت فرمائی۔

جناب سپیکر! رومن کا شہنشاہ سیزر اتنا بڑا حکمران ہوا ہے اور رومن ایمپائر کی شہنشاہیت تقریباً پانچ سو سال چلی۔ ان میں پہلے دو سو سال انہوں نے بڑی ہی کامیابی کے ساتھ گزارے اور آخری تین سو سال اس انداز سے گزارے جیسے جیسے بڑی بڑی ایمپائر کا کوئی downfall آ جاتا ہے اور جناب سپیکر! یورپ کے جو بڑے بڑے مفکرین اور مورخین جو ایڈورڈ گبن سے لے کر مائیکل گرانڈ تک کے ہیں انہوں نے اس زوال کی جو وجوہات اور جو اسباب لکھے ہیں ان میں سے سرفہرست انہوں نے تعلیمی انحطاط کو اس زوال کا سبب ٹھہرایا ہے۔ تعلیمی انحطاط اس طرح کی بری چیز ہے جو قوموں کو لے کر ڈوب جاتی ہے۔ لہٰذا جناب سپیکر! میں اس تعلیمی انحطاط کے اوپر تھوڑی سی تمہید باندھوں گا ورنہ تو اس زوال کے اور بھی کئی اسباب تھے۔ لیکن جناب سپیکر! اگر اس سے ہٹ کر ہم اپنے sub-continent کی طرف آ جائیں۔ اکبر اعظم کا دور تھا اور یورپ میں شیکسپئر اور ملکہ الزبتھ اول کا دور تھا ان کے دور میں ایک یورپی سفارت کار نے اکبر اعظم کو offer کی ------

(قطع کلامیاں)

چودھری محمد اقبال، جناب والا! میری بات کو بڑے غور سے سنا جائے ---

جناب سپیکر، میں نے بہت پہلے بھی اراکین سے گزارش کی تھی کہ ازراہ کرم اور برائے خدا وزیر تعلیم صاحب کو تھوڑی دیر کے لیے مہلت دے دی جائے تاکہ جو لوگ گزارشات کر رہے ہیں وہ کم از

کم سن تو سکیں تو محترم خاکوانی صاحب سے اور جناب سکندر حیات صاحب سے خصوصی گزارش ہے کہ وزیر تعلیم صاحب کو کچھ دیر کے لیے فارغ رکھا جائے

چودھری محمد اقبال ، جناب والا! میں مخالفت برائے مخالفت بات کرنے کا عادی تو نہیں ہوں لیکن آج بڑے دکھ کے ساتھ مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ جناب سپیکر! گورنمنٹ پارٹی نے بلایا ہے اور آج آ جا کر ہمارے پاس صرف وزیر تعلیم ہی رہ گئے ہیں تو کم از کم انہیں چند منٹوں کے لیے تو فارغ رکھا جائے۔ جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا۔۔۔۔

جناب سپیکر ، تھوڑی دیر کے لیے فارغ رکھیے مگر انہیں زیادہ دیر یا مکمل طور پر فارغ نہ کر دیجیے۔

(قہقہہ)

چودھری محمد اقبال ، بہتر جناب۔

جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ ہم اپنے sub-continent کی طرف آ جائیں جب ہندو پاکستان ایک ملک تھا اور جب اکبر اعظم کی حکمرانی تھی۔ اکبر اعظم کو جب مورخین لکھتے ہیں تو بڑا کامیاب شہنشاہ لکھتے ہیں۔ ان کے دور میں ایک یورپی سفارت کار نے انہیں offer کی کہ اس وقت ہم نے ایک نئی ایجاد کی ہے اور اسے چھاپہ خانہ کہتے ہیں۔ اگر آپ اس کو اپنے ملک میں لانے کی اجازت دیں تو ہم اس کو بھیج دیتے ہیں اس سے آپ کے معاملات خاص طور پر تعلیمی معاملات بہت بہتر ہو سکتے ہیں۔ میں اکبر کی شان میں جو مغلیہ دور کا بہت بڑا شہنشاہ تھا کی شان میں کوئی گستاخی تو نہیں کر سکتا۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ انہوں نے اس offer کو قبول نہیں کیا۔ شاید ان کی اپنی personality میں جو کمی تھی اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے قبول نہیں کیا یا ویسے انہوں نے چاہا کہ لوگ اگر جاہل رہیں تو یہ ہمارے لیے زیادہ بہتر رہے گا۔ بہرحال اس کو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ ان وجوہات کی بنا پر آپ دیکھیں کہ یورپ اس وقت کہاں ہے اور ہمارا sub-continent کدھر ہے اور ہمارا پاکستان کدھر ہے۔ جناب والا! جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ اقوام عالم میں سر اٹھانے کے لیے جب تک تعلیمی انحطاط کو دور نہ کیا جائے اس وقت تک آدمی سر اٹھا کر چلنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! دنیا میں آج کل لڑائی علم کی ہے اور ایک educationist نے تو یہ کہا تھا کہ ہمیشہ مہذب قومیں محاذوں پر نہیں لڑا کرتیں وہ یونیورسٹی میں لڑا کرتی ہیں اور جو قوم یونیورسٹی میں اچھی لڑائی کرتی ہے وہی اقوام عالم میں rule کرتی ہے۔ جناب سپیکر! میں چند ایک گزارشات آپ کی

خدمت میں عرض کروں گا اور چند ایک notes بھی پڑھنے کی آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب سپیکر! قیام پاکستان کے وقت شرح خواندگی کوئی ۲۵ فیصد تھی اور جناب یہ ہماری کارکردگی ہے کہ یہ کم ہو کر اب یہ ۲۶ فیصد ہو گئی ہے اور جن کو ہم پڑھے لکھے لوگ کہتے ہیں ان میں اکثریت ایسی ہے جو صرف اور صرف دستخط کر سکتی ہے۔ اس سے آگے خواندگی کی شرح میں جو کمی ہوئی ہے اس کے ساتھ ساتھ روز بروز جو ہمارا تعلیمی معیار گرا ہے اس کے بارے میں بھی میں اپنی گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور جو ہم اس بارے میں کر رہے ہیں اس بارے میں بھی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! ترقی پذیر ممالک میں تعلیم پر کوئی ساڑھے تین فیصد کے قریب خرچ ہو رہا ہے اور یونیسکو کی جو سفارشات ہیں یہ اس سے بہت کم ہے۔ اس میں بھی جو ہمارا حصہ ہے جو ہم تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں وہ ۱۶ فیصد ہے۔ ہم نے اس بارے میں جو بڑا کارنامہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کو ہم نے بڑھا کر دو فیصد کر دیا ہے۔ یہ میں جناب کی خدمت میں figures پیش کر رہا ہوں۔ اس عدم دلچسپی سے ہوا کیا ہے کہ ہم اس وقت تعلیم کے معاملے میں دنیا میں کوئی ۱۲۰ نمبر پر ہیں۔

جناب سپیکر! افلاطون فلاسفر نے یہ لکھا تھا کہ انصاف کو فروغ دینے کے لیے صرف دو ادارے تجویز کرتا ہوں۔ نمبر ایک پر پہلا ادارہ تعلیم کا تھا اور دوسرے نمبر پر انہوں نے Communism کی بات کی ہے۔ یعنی انہوں نے کہا تھا کہ اگر آپ نے انصاف کرنا ہے تو آپ یہ دو ادارے establish کریں۔ یہ افلاطون صاحب فرماتے ہیں۔ جناب ہمارے ہاں کیا ہوا ہے۔ یہاں پر جناب بوٹی مافیا کا دور ہے یہاں پر کلاشنکوف کا دور ہے اور ہماری ڈگریز کو جو باعزت ہے وہ جناب مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر! مقابلہ کن میں ہے۔ طالب علموں میں مقابلہ نہیں ہو رہا یہ تو ان کے والدین میں مقابلہ ہو رہا ہے۔ ان کے والدین کتنے با اثر ہیں اور وہ کتنے نمبر دلوا سکتے ہیں اور اس طالب علم کو ذہین نہیں سمجھا جاتا جو اپنے مضمون کے اوپر مہارت رکھتا ہو بلکہ وہ طالبعلم کامیاب ہے جو اپنے ممتحن کے اوپر قدرت رکھتا ہو۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک میں جو ہو رہا ہے۔ اگر اس کو بغور دیکھا جائے تو ملک میں جہالت پھیلانے میں نہ صرف حکومت بلکہ والدین بھی پورا پورا تعاون کر رہے ہیں۔ آپ اگر کالجوں اور سکولوں کا پورا رزلٹ ملاحظہ فرمائیں میری اطلاع کے مطابق جناب وزیر قانون بہتر بتا سکیں گے اور شاید وہ اس پر روشنی ڈالیں کوئی ساٹھ ستر فیصد کی ratio کے حساب سے طلبہ سکولوں اور

کالجوں میں فیل ہو رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ ratio دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہے کہ ساٹھ ستر فیصد طلبہ فیل ہو جائیں ان میں دس فیصد طلبہ جو اپنی ہمت سے پاس ہوتے ہیں میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ان میں بھی ان طلبہ کا کوئی پس منظر ہے یا تو ان کے والدین بہتر پڑھاتے ہیں یا وہ طلبہ خود پڑھنا چاہتے ہیں یا ان کے گھریلو حالات ایسے ہیں کہ وہ پڑھنا چاہتے ہیں ورنہ جناب والا! سکولوں اور کالجوں کی کوئی خاص کارکردگی نظر نہیں آتی ۔ اس سے آگے ایک بات میں عرض کروں کہ یہاں ہو کیا رہا ہے وہ یہ ہے کہ شروع سے ہی پورے معاشرے کو groups میں تبدیل میں کر دیا گیا ہے مثال کے طور پر میرا بچہ اور سکول میں پڑھ رہا ہے وزیر صاحب کا بچہ اور سکول میں پڑھ رہا ہے اور کئی بچے ایسے ہیں جو ٹاٹ والے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں ۔ یورپین سکولز ہیں انگلش ٹائپ سکولز ہیں جناب والا! کتنی ستم ظریفی ہے کہ ایک غریب بچے کا اتنا قصور ہے کہ وہ گاؤں میں پیدا ہوا اور ایک غریب کے گھر میں پیدا ہوا اس کو ضرور ٹاٹ والے سکول میں ہی پڑھنا ہے اور باقیوں نے ایچیسن میں پڑھنا ہے اور دوسرے سکولوں میں پڑھنا ہے۔ جناب والا! اگر یہ تفریق ہو اور جس کی بنیاد ہی غلط ہو

خشت اول گر نہد معمار کج

تا ثریا می رود دیوار کج

جب بنیاد ہی غلط ہے ایک بچے کا اس کا وہ حق نہیں دیا جاتا جو ایک پاکستانی ہونے کے ناطے اس کا حق ہے اس کو پوری facilities ملنی چاہیں۔ پھر آپ میرٹ کی بات کرتے ہیں۔ جناب والا! ایچیسن کا پڑھا ہوا بچہ اور ٹاٹ والے سکول کا پڑھا ہوا بچہ اگر دونوں کو آپ برابر کھڑا کر دیں گے تو یہ کون سا میرٹ ہے اور یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اس لیے میں استدعا کروں گا کہ پہلی جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک کم از کم ایک ہی سلیبس ہو پورے ملک کے اندر ایک ہی سٹینڈرڈ کے سکول ہوں اور خاص طور پر صوبہ پنجاب کے اندر۔ تاکہ بچے ایک لائن میں آ کر کھڑے ہوں اور ایک ہی پل سے گزر کر اپنا اپنا مقام بنائیں اور پتہ چلے کہ قابلیت کس میں ہے اور اپنی قابلیت کے بل بوتے پر وہ بچہ آگے آئے۔ یہ نہ ہو کہ وہ فلاں کا بیٹا ہے۔ فلاں کا بیٹا ہے فلاں کا بیٹا ہے۔ میں وزیر قانون کو بڑی دردمندی کے ساتھ یہ استدعا کروں گا کہ آپ کالجوں میں آ جائیں اور کالجوں کا فرق دیکھیں۔

جناب سپیکر! پنجاب کے اندر ایسے بھی کالج ہیں جہاں کوئی ستر طلباء ہوں گے اور پچاسی استاد نظر آئیں گے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے ایسا کالج بھی دیکھا ہے ۔ اس طرح کی ترتیب پنجاب کے

اندر کیا افادیت پیدا کر رہی ہے ۔ اس کے بعد آپ یونیورسٹیوں کی طرف آ جائیں ۔ یونیورسٹی میں آپ دیکھیں کہ جن میں بنیادی کام ریسرچ کا ہونا چاہیے کون سے آئیڈیاز ہماری یونیورسٹی امپورٹ کرتی ہے اور کون سے ایکسپورٹ کرتی ہے۔ اس کی بنیاد کے اوپر ریسرچ ہو اور ریسرچ کے اوپر کوئی کام ہو ' تعلیم کا کوئی معیار بڑھے۔ جناب والا! یونیورسٹی کی تعریف اگر وزیر تعلیم کے پاس ہو تو ہمیں ضرور سنائیں۔ تا کہ ہم سنیں کہ ہماری یونیورسٹیوں کو وہ کیسے define کرتے ہیں' کیا اس کا رول ہے اور ہمارے نظام میں وہ کیا رول پلے کر رہی ہے۔ اس کے بعد جناب سپیکر' میں اپنی گزارشات کو سمیٹتے ہوئے چند ایک تجاویز ان کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اگر ان کو پسند آ جائیں۔

تعلیم کے لیے بہتر ماحول ہونا بڑا ضروری ہے۔ جس میں بچے کو اپنی جبلتوں اور پوشیدہ اچھائیوں کو اجاگر کرنے کے قابل بنایا جا سکے۔اس قسم کا ماحول اس کو مہیا کرنا چاہیے۔

اس کے بعد سب سے بڑی بات جو تعلیم کے شعبہ میں انقلاب برپا کر سکتی ہے وہ استاد ہے۔ اگر بچے کو بہترین استاد مہیا ہو گا تو بچے کی ساری personality اس کی طرف develop ہو گی۔ میں معافی کے ساتھ یہ کہوں گا کہ یہ بڑا ہی مقدس پیشہ ہے ۔ یہ ایسا پیشہ ہے کہ جس کی ابتداء انبیاء نے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ابتداء کی ہے ۔ لیکن ہو کیا رہا ہے ۔ مجھے یہ بات کر کے بڑا دکھ ہو رہا ہے کہ جو stuff پیچھے رہ جاتا ہے وہ اس شعبے میں آتا ہے ۔ آپ اگر اب آفر دے دیں کہ کوئی لیکچرر اگر تحصیلدار بننا چاہتا ہے تو most welcome وہ آ جائے۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ آپ کے سارے کالج خالی ہو جائیں گے اور تحصیلدار کے لیے لوگ آ جائیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پیشے میں choice کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ مجبوری کی وجہ سے ہیں ۔ جو استاد مجبوری کی وجہ سے اس پیشے میں ہے وہ آپ کو کون سی output دے گا ۔ اور اس کے علاوہ اس سے ذرا آگے چلیں میں وزیر تعلیم کو عرض کروں گا کہ وہ کسی کالج یا یونیورسٹی میں جائیں تو بیس گریڈ کے اگر کسی ماہر تعلیم اور کسی پروفیسر کے کمرے میں ان کو اے سی یا ڈیزرٹ کولر نظر آ جائے تو پھر میری بات جھوٹ ہے ۔ ان کو ہم معاشرے میں کیا مقام دے رہے ہیں۔ ہمارے سترہ گریڈ کے افسر جو ایڈمنسٹریشن میں ہیں ان کے لیے ڈیزرٹ کولر ہوں گے ان کے لیے اے سی ہوں گے اور ان کے لیے ساری سہولتیں ہوں گی ۔ ہمارا جو استاد ہے وہ پنکھے کے نیچے بیٹھا ہوا ہوتا ہے ۔ وہ مخلوق ہی کوئی اور ہے ۔ اس کو ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس کا دل اے سی کے بغیر ہی دھڑکتا ہے ۔ ان کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو پھر output

بھی ایسی ہی ہو گی۔

اس کے علاوہ میں دو تین باتیں عرض کر کے آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! پاکستان میں آبادی کے دباؤ میں کمی واقع نہیں ہو رہی۔ اس کے آپ بھی بڑے علمبردار ہیں کہ جب آبادی پورے وسائل کو کھا پی جائے گی تو پھر کس طرح سکول اور کالج ضروریات کو پوری کر سکتے ہیں۔ اس میں میں آپ کو تھوڑے سے اعداد و شمار پڑھ کر سناتا ہوں۔ ہر روز دس ہزار سے زیادہ بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ اس طرح سے ہر روز تین سو سکول کھلنے چاہییں۔ اس طرح ہر ماہ نو ہزار اور ہر سال ایک لاکھ آٹھ ہزار سکول کھلنے چاہییں۔ اب آپ دیکھیں کہ ہمارے صوبے پر کس طرح کا دباؤ آبادی کی وجہ سے ہے۔

جناب سپیکر! وسائل میں اضافہ 3.1 فیصد سالانہ اور آبادی میں اضافہ 3.2 اور 3.5 فیصد سالانہ ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس طرح سے وسائل اور آبادی کا تفاوت بھی ہمارے تعلیم انحطاط کی ایک وجہ ہے۔ اس سے آگے دیکھیں کہ تعلیمی اداروں میں سیاسی مداخلت سب سے بڑی بیماری ہے۔ کوئی کسی پارٹی کا آلہ کار پیدا کیے جا رہے ہیں کوئی کسی کے۔ ان کو پارٹیاں باقاعدہ پیسے دیتی ہیں ان کو باقاعدہ اسلحہ دیتی ہیں اور ان کو آپس میں لڑاتی ہیں۔ جناب سپیکر، جہاں یہ ماحول ہو گا وہاں کونسا اچھا رزلٹ نکلے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے معاشرے میں ایجوکیشن life oriented نہیں ہے بڑا dull کا سلسلہ چل رہا ہے۔ اس کو life oneted ہونا چاہیے۔

اس کے علاوہ اہل ثروت لوگوں کا رول پنجاب میں بڑا ہی مایوس کن ہے۔ اہل ثروت حضرات جو کہ پرائیویٹ اداروں کی مدد کر سکتے ہیں سرکاری اداروں کی مدد کر سکتے ہیں۔ غریب بچوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ ایک دن میں نے سنا کہ ایک ریٹائرڈ آئی جی ہیں یا ابھی تک سروس میں ہیں انھوں نے ایسا سکول کھولا ہے کہ انھوں talented بچے چنے ہیں اور میرٹ کے اوپر چناؤ کر کے ان کو داخلہ دیا ہے۔ اور اہل ثروت حضرات میں سے انھوں نے ایک ٹیم بنائی ہے جو ایک بچے کو دو بچوں کو چار بچوں کو سپورٹ کرتے ہیں۔ ایسا ایک سکول پورے لاہور میں کھلا ہے۔ وہاں وہ بچوں کو pick کریں گے۔ چاہے وہ غریب کا بچہ ہے۔ وہ خرچہ برداشت نہیں کر سکتا تو ایک دو چار آدمی اہل ثروت ان کا پورا خرچہ دیں گے اور ان کو پڑھائیں گے۔ یہ پہلی بار میں نے پورے پنجاب میں سنا ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ میں سلام پیش کرتا ہوں ان لوگوں کو جنھوں نے یہ in nitiative لیا ہے۔

شائد آپ بھی ان میں سے ہوں۔

جناب سپیکر، ہمارے دوست آفتاب فرخ صاحب نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے۔

چودھری محمد اقبال ، جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اعلیٰ تعلیم research oriented ہونی چاہیے۔ وہ بھی نہیں ہو رہا۔

تعلیم quality oriented ہونی چاہیے۔ ایسے نہیں کہ بی اے پاس کر لیا پھر دیکھیں گے، ایف اے پاس کر لیا پھر دیکھیں گے۔ وہ بچے ساری عمر چکر میں رہتے ہیں اور ان کا ہوتا کچھ نہیں ہے۔

اس کے بعد تعلیم کے سلسلہ میں کچھ اپنے اپنے علاقے میں پبلک کے نمائندوں کو بھی کوئی ذمہ داری محسوس کرنی چاہیے۔ میں یہ بات بھی بڑی درد مندی سے کروں گا کہ یہ صرف صوبائی یا وفاقی حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے اپنے اپنے حلقے میں اور اپنے اپنے حلقہ احباب میں اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں ہمیں اپنا رول ادا کرنا چاہیے جو کہ نہیں ہو رہا۔

دوسری بات یہ ہے کہ نگرانی کا موثر نظام ہونا چاہیے۔ میں وزیر تعلیم سے عرض کروں گا۔ یہ بڑے قابل آدمی ہیں۔ ان کے آنے سے کچھ فرق پڑنا چاہیے۔ نگرانی کا نظام بہتر ہو جائے۔ اس سے ہماری ڈگری کی عزت بڑھے گی۔ ہمارے طلباء کی عزت بڑھے گی اور جو پڑھتے ہیں ان کی حوصلہ افزائی ہو گی۔ ایک جو میرے اپنے متعلقہ بات ہے وہ بھی میں عرض کرنا چاہوں گا کہ دیہی پسماندہ علاقوں میں طالبات کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہیے جو کہ نہیں ہے۔ آپ کسی گاؤں میں لڑکیوں کے سکول میں چلے جائیں اور وہاں کی حالت زار آپ دیکھیں تو آپ بڑے ہی رنجیدہ ہوں گے۔ اگر بچیوں کو صحیح تعلیم ملے تو پھر اگلی نسل بھی سنور سکتی ہے۔

آخری بات کر کے میں اجازت چاہوں گا۔ منظم بدعنوانی کی جڑوں کے خاتمے کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش ہونی چاہیے۔ اس اپیل کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ، بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں خانزادہ تاج محمد صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Thank you Sir, I am fully conscious of the fact that whatever I say it falls on the walls and no action is taken. But, nevertheless, to discharge my duty since that Minister for Education is here and I have regard for him and I think he is a practical man.

Atleast, he will do something out of the quality, I am going to enumerate before him. Sir, we have talked of Macholay, we have talked of Sir Syed, and we have talked of so many what Rehman said and all that in 1947. I think there is a little bit of heart-searching that we talk of 1947 and 1945 and before partition. What have we done in these fifty years for the education? Sir, Macholay did not want to educate the slave people of India. Muslims had ruled this country for over 200 years The East India Company came here as traders with the object of conquering this country and eventually became the rulers of the Combined India. They wanted their subordinate staff to do their clerical jobs. Because the Muslim had been the rulers, it was the policy of the British Government to see that the Muslim forget their sovereignty what they had inherited. They wanted to keep them as and they encouraged the Hindus to become clerks and occupy the offices so that they could serve the British ends. God bless the soul of Sir Syed who realized what was happening to the Muslims and it was this object before him that he started a missionary movement for the establishment of Ali Garh subsequently, for enlightening the Muslim population to get education because we had become so prejudiced the English language and other people that the Hindus were taking the lead from us in everything. Sir, the result of that you can see that when partition took place you could see in ICS and other top services Hindus were predominantly there and the Muslims did not get even their quota. They had to get their sons nominated on account of the feudal loyalty to the British Govt where their sons were administrators but intellectually and academically they were very backward in writing books and two and two making into four Sir, when we talk of education, to make a nation,

education is the most important factor and education does not come by lip service to the people It will come when you tighten your belt and you make money available for education. Sir, look at the budget of the advanced countries of the world, we are ashamed only two to three per cent of our budget goes into education and we talk so loudly oh, oh we are going to have hundred per cent education. Sir, look at the schools. Today, I would request the honorable Minister for Education to dig his toe and tell the Government of Punjab that rehabilitate all the schools which are shattered without roofs and fallen into pieces. Unless I put them right I will not make any new school. It is no use Sir, giving people the impression that we are making ten thousands schools. What are you making? Look at schools as pointed out by every member. There are no chairs, there are no tats, their roofs are falling. When there is rain, the boys and the girls have to be sent home because there is no place for them to sit. Sir, my request to him is to please take a firm decision and ask for an investigation that all the schools which need repair should be put into proper working condition before you make any new school. Sir, apart from that what contribution have we made. As an MPA I am getting a development fund of 60 lacs of rupees, I ask each MPA how much of that money does he give to education. I am giving in my constituency more than 15 lacs of rupees for chairs, water-coolers, fans, electrification. What is use of making a 'nali'? 'Nali" does not make you educated. It does not give advance academic education. You to the people and say that:-

1. Our mission is not service. Our mission is how to collect votes and how to entice people so that tomorrow when we go to them we say that we are your

great benefactor pleace give us the vote. This is what we are doing. Sir, I am not standing in condemnation of any individual. I am one of them But look at what have we done. In October, we will be completing three years of our legislation. Sir, how much legislation have we done. We count the number of hours that have been spent in condemnation of each other and in character assassination. We use foul language. We withdraw the words, stet the words they are unparliamentary By God, cannot we ashamed of ourselves. What will say the world about us? Is it the stuff that come to the Assembly to legislate and set examples of character and beneficial to the people. How many of us can do it? We become "Mullas'. We preach Islam and after we are off the stage, next day we are with a bottles of "John Walker' What is happening to us? There are people, I agree that we want to shelter them But for God's sake, cannot we control them. If the bottle of whiskey are taken out of their room the bearers laugh at them. You go to the educational institutions. Believe me Sir, ment is no where. I have got people in my villages who come to me and say Sir,

2. Sir, is this the way you want to run the educational institutions. Sir, in Dagree Colleges where M.A. and B.A. students tell you give quotas to the MPAs.

3. He always brings third class man. He is either running after making ASIs or making Naib Tehsildars and are at the neck of the two Education Ministers trying to victimize those peopl who have not voted for them Throw them out of boundary so that they can get a lesson. Is this the way you want to run your politics. Sir, how can your education improve. When you take third class people who are themselves unable to teach, how can they teach other poeple. Sir, this is what is happening to institutions. I do not stand on self-glorification,

neither self praise nor any recommendation for us. But I will invite this House to come to PP-13 and see the institution. You see the beautiful, lovely looking girls and boys I give them wash their faces in the schools if they cannot do it in their villages and set an example there. You come to Shadi Khan, my village, I tell you in the morning when the young girls come, they come in pick ups, they come by foot, they come on the road. There is nothing we cannot achieve. Water is available in plenty to wash the face. Masters draw their pay, they never attend the schools People go to PWD

4. They serve in their houses. Those who do it, let them have little heart-searching I know people, who send their own representatives to collect their money and they pocket it. Is this public representatives do? Sir, you cannot make a nation. The nation lies in the lap of the mother. The girls of today are mothers of tomorrow and unless we educate our girls and boys and give them greater opportunity, nation can never progress Nation can only progress, if you love them and you are affectionate to them and you show character. There is no discipline. In schools 'Ghundas' go and by force they get into the examination hall and they beat the master. Sir, what do we do. Politicians also feel pride to say that ASF, PPP etc. They make them dance to the tune 'Flana Zinda Bad'. They think by 'Zinda Bad' by the students, they will get votes They try to impress like this. Sir let me tell you ...

MR SPEAKER: Mr Khanzada kindly wind up your speech.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, in my Province there is no union and I tell everybody to come and make a union I tell them that I will never use you for my personal benefit to make you go and tell the people to

give me a vote. You make good citizen of yourself and when you are a man, a good citizen then you can do politics Then you could do what you like.

MR SPEAKER: Thank you very much

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I hope my facts and my speech will be recorded. If no action is taken, I hope in the hereafter when I am before my God Almighty, I will say that I have done my duty. I could not do anything more

MR SPEAKER: Thank you very much

جناب سپیکر : Thank you very much اب میں منشاء اللہ بٹ صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ : شکریہ' جناب سپیکر !بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! ہمارے ملک میں تقریباً 70 فی صدی عوام تعلیم کے بنیادی حق سے محروم ہیں۔ جہاں عمارتیں موجود ہیں وہاں پر سٹاف نہیں ہے اور جہاں کہیں سٹاف ہے وہاں عمارتیں نہیں ہیں۔ موجودہ صورت حال نہایت ہی تشویشناک ہے۔ جناب والا! موجودہ صورت حال کے متعلق میں کچھ Figures پڑھنے کی اجازت چاہوں گا کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق اور سروے ٹیم کی سروے رپورٹ کے مطابق پنجاب میں 303 ایسے سکول ہیں جن کا عملی طور پر وجود ہی نہیں۔ پنجاب میں 6000 سکولوں کے پاس عمارتیں نہیں ہیں 2000 ایسے سکول ہیں جن کی عمارت خدانخواستہ کسی وقت بھی گر سکتی ہے۔ اس شعبے کے ساتھ جو ہماری توجہ ہے میں نے اس کا ایک چھوٹا سا خاکہ پیش کیا ہے -----

جناب سپیکر : ایک منٹ۔ آپ جو یہ figures دے رہے ہیں یہ کہاں سے حاصل کیے ؟

جناب محمد منشاء اللہ بٹ : آصف علی پوتا صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے اور میں نے وہاں سے یہ figures collect کیے ہیں۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔جی آگے چلیے۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ : جناب سپیکر ! 70 فی صدی سکولوں میں نہ بجلی ہے نہ پانی ہے اور بعض سکولوں میں ٹائیلٹ کا انتظام بھی نہیں۔ اکثر سکولوں میں بجلی کا بل نہ دینے کی وجہ سے بجلی کے

کنکشن کٹ چکے ہیں۔ جناب والا! میں اپنے ہی شہر کی بات کرتا ہوں کہ سیالکوٹ میں بچیوں کے لیے سائنس کا ایک کالج ہے جس کی عمارت توسیع طلب ہے۔ دو سو بچیوں کی جگہ وہاں پر دو ہزار بچیاں نہیں سما سکتیں میں نے چند ماہ پیشتر بھی اسی ہاؤس میں محترم وزیر تعلیم سے گزارش کی تھی کہ اس کالج کی توسیع کی جائے۔ جہاں پر لوگ تعلیم حاصل کرنا چاہ رہے ہیں بچیاں پڑھنا چاہ رہی ہیں وہاں پر نیا کالج بنانا چاہیے اور یہی حال ہمارے صوبے کے مختلف شہروں میں ہے اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں تو آپ مجھے اتنا وقت نہیں دیں گے۔ جناب سپیکر! جیسے چودھری صاحب بھی فرما رہے تھے کہ ایک طرف عالی شان بلڈنگز ہیں بڑے بڑے عالی شان سکول بنے ہیں جن میں لیبارٹریز ہیں پلے گراؤنڈز ہیں اور بچوں کے لیے تمام سہولتیں میسر ہیں اور دوسری جانب ٹاٹ کی باتیں کر رہے تھے لیکن ہم نے تو اب یہ دیکھا ہے کہ بچوں کو ٹاٹ بھی میسر نہیں ہیں۔ یقین جانیے گا کہ کھلے آسمان کے نیچے، درختوں کے نیچے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ یہ جو طبقاتی نظام ہے اسے ختم کرنا ہو گا یہ جو دوغلی ہے اسے ختم کرنا ہو گا۔ جناب والا! دوسری اہم بات یہ ہے کہ انگلش کو ذریعہ تعلیم نہیں ہونا چاہیے آپ مجھ سے اتفاق کریں گے آپ پچھلے دنوں چین گئے ہوئے تھے مجھے بھی وہاں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ چین لے لیجے جاپان لے لیجے، جرمنی لے لیجے وہ لوگ اپنی زبان میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ آدمی اپنے ذہن کو اپنی زبان میں بہتر انداز سے produce کر سکتا ہے۔ ہمارے ہاں یہ مضمون کی حیثیت سے تو درست ہے لیکن اب وقت آ جانا چاہیے اور میری یہ تجویز ہے کہ ہمیں اپنی اردو زبان کو ذریعہ تعلیم بنانا چاہیے اس کے بہتر نتائج ہوں گے۔ جناب سپیکر! ہم سب نمائندگان کا بھی یہ فرض ہے کہ قوم کے مستقبل کے لیے آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے سنجیدگی سے عملاً بہتر تعلیمی نظام لائیں جس میں استاد کا احترام ہو کیونکہ استاد ایک نہایت ہی محترم شخصیت ہے اور اس کے تمام مسائل حل ہونے چاہیں۔ اس کے مسائل حل ہوں گے تو وہ نہایت ہی توجہ سے اپنے فرائض سر انجام دے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس نے پاکستان کی آنے والی نسل کو تیار کرنا ہے اور اگر وہ مسائل میں گھرا ہو گا تو اس کے نتائج بہتر نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر! محکمہ تعلیم کو نصاب پر کڑی نظر رکھنی چاہیے۔ ہمیں پاکستان کی حفاظت کے لیے، ہمیں تاریخ کی حفاظت کے لیے، نظریہ پاکستان کی حفاظت کے لیے نصاب تعلیم میں نہایت ہی اہم تبدیلیاں لانی ہوں گی۔ ایسا سسٹم رائج کرنا ہو گا جو روزگار کی گارنٹی دے تاکہ کار آمد نوجوان بے کار

نہ رہ سکے۔ ہم اس وقت تک وقت اور پیسے کا ضیاع کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمیں نئی پالیسی کے ساتھ میدان عمل میں آنا ہو گا، ہمیں تعلیمی نظام کی سمت کو درست کرنا ہو گا اور ناکام امتحانی پالیسی کے نظام کو تبدیل کرنا ہو گا۔ جناب سپیکر! یہ مشن نبیوں کا مشن تھا آپ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانے کو دیکھیں کہ مساجد میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دوسرے علوم بھی سکھائے جاتے تھے اور تربیت پر خاص توجہ دی جاتی تھی۔ ہمیں پرائمری سطح پر اسی طرف لوٹنا ہو گا تب ہی ہمیں بہتر نتائج مل سکیں گے۔ اسی سسٹم نے بڑے عالم دین، دانشور اور بلند پایہ اساتذہ کرام پیدا کیے جن کے شاگرد ملک و قوم کے لیے قابل فخر حیثیت رکھتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کے توسط سے محترم وزیر تعلیم کی خدمت میں یہ شعر عرض کروں گا جو کافی کچھ اپنے اندر لیے ہوئے ہے کہ،

علم راہبر دل زنی یار بود
علم راہبر تن زنی مار بود

شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، ترجمہ بھی کر کے بتائیے۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب والا! اگر اس وقت ہم تعلیم کو آمدن کا ذریعہ بنائیں گے اپنے تن کی اپنے آپ کی نشوونما کے لیے اسے استعمال کریں گے تو اس کے نتائج یہی ہوں گے جو ہمارے سامنے آ رہے ہیں اور اگر اس کا دل پر اثر ہو گا اور جب دل جاگے گا اور جب دل میں اس کی جلوہ گری ہو گی تو اس کے نتائج اور اس کی پرواز کچھ اور ہی ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔ اب بات بنی ہے۔ میاں عمران مسعود صاحب میں آپ کو دس منٹ کا وقت دیتا ہوں آپ کوشش کیجیے کہ آٹھ منٹ میں ہی اپنی بات پوری کر لیں۔

میاں عمران مسعود، ٹھیک ہے جی میں آٹھ منٹ میں ہی اپنی بات مکمل کر لوں گا۔ جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا میں کوشش کروں گا کہ ـــــــ

راجہ محمد بشارت، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! آپ کی طرف سے جو وقت کی قید لگائی جا رہی ہے کہ عمران صاحب دس منٹ کی بجائے آٹھ منٹ بولیں میرا خیال ہے کہ آپ کھلا ٹائم دیں کیونکہ حکومت کی طرف سے تعلیم پر کسی نے بھی بات نہیں کرنی۔ جو تعلیمی ماحول ہے اور جو تعلیمی حالات ہیں ان سے حکومت مطمئن ہے۔

جناب سپیکر ، آپ فکر نہ کریں ۔ ابھی حکومت کی طرف سے بات ہو گی۔ آپ ذرا ان کو موقع دیجیے۔
میاں عمران مسعود ، جناب والا ! میں کوشش کروں گا کہ مجھ سے پہلے مقررین نے جو باتیں کی ہیں میں ان کو repeat نہ کروں۔ جناب والا! اس وقت ہمارے صوبہ پنجاب میں ایجوکیشن کا general impression یا جو معیار ہے جس کا عام طور پر پرائیویٹ میٹنگز میں یا پرائیویٹ بحث و مباحثوں میں ذکر کیا جائے تو سب لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں پڑھائی کا معیار بہت گر چکا ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں صرف افسران کا ہی قصور نہیں بلکہ اس میں سیاستدان کا بھی قصور ہے اور ہماری عوام بھی اس قصور میں برابر کے شریک ہیں۔ جناب والا! institution کی sanctity اور ان کی authenticity کو بنانے میں تو بہت دیر لگتی ہے لیکن اس کو گرانے کے لیے بہت کم ٹائم درکار ہوتا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں سمجھتا ہوں کہ کسی زمانے میں بہت ہی renowned قسم کی یونیورسٹی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے قیام کو 90/80 سال سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں لیکن ہمارے معاشرے میں جس برے انداز سے تعلیمی اداروں کا بگاڑ ہوا ہے اس کی مثال بھی نہیں ملتی ۔ آج کیا وجہ ہے کہ تمام لوگ جو کہ پیسے والے ہیں جو afford کر سکتے ہیں وہ اپنے بچوں کو کبھی Choeiffat میں کروا دیتے ہیں کبھی ایچی سن میں کروا دیتے ہیں ابھی سنا ہے کہ ایک نیا سکول Dera Doon Chand Bagh کے نام سے کاموکی میں کھل رہا ہے۔ وہ بھی ایک پرائیویٹ NGO کے ذریعے کھل رہا ہے۔ اس میں بھی لوگ بڑے intrested ہو گئے ہیں اس کے بعد Bloomfield Hall اور اس قسم کے کئی کالج اور سکول پرائیویٹ سیکٹر میں کھل گئے ہیں اور لوگوں کی یہ کوشش ہے کہ اپنے بچوں کو وہاں پر پڑھائیں۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ گورنمنٹ کے جو ادارے ہیں سکول ہیں جن کی فیسوں اور پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں زمین آسمان کا فرق ہے لوگ اپنے بچوں کو وہاں پر داخل کرواتے اور تمام بچے گورنمنٹ اداروں کی طرف رخ کریں لیکن چونکہ ان کو وہاں پر وہ معیار نصیب نہیں ہوتا۔ اسی لیے لوگ کبھی ایچی سن کالج کے پیچھے بھاگتے ہیں choeuffat school کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ اس کی وجوہات صرف یہی ہیں کہ گورنمنٹ کے جو ملازمین ہیں اساتذہ حضرات ہیں ان اداروں کے جو ایڈمنسٹریٹر ہیں اس منسٹری کو چلانے والے ہیں وہ ان اداروں میں زیادہ interest نہیں لے رہے۔ ایک طرف سے سرکاری ملازمین دلچسپی نہیں لے رہے اوپر سے سیاست دانوں کے جو غلط فیصلے ہیں اس سے بھی معیار تعلیم خراب ہو رہا ہے۔ میرے ضلع گجرات میں ایک بہت پرانا کالج جو زمیندارہ کالج کے نام سے مشہور

ہے ' مانیکا صاحب سے پہلے ریاض فتیانہ صاحب جو وزیر تعلیم تھے ان سے میں نے فلور آف دی ہاؤس پر یہ commitment لی کہ آپ اس کالج کو privatize نہیں کریں گے ان کی اس یقین دہانی کے باوجود وہ مسئلہ اب تک settle نہیں ہو سکا۔ میں یہ چاہوں گا کہ وزیر تعلیم مانیکا صاحب جب اپنی wind up تقریر کریں تو اس میں زمیندارہ کالج گجرات کی جو present postion ہے اس کے بارے میں ضرور کوئی policy statement دیں۔

دوسرا میں یہ بھی چاہوں گا کہ education ministry کے کچھ ایسے مسئلے مسائل ہیں ' کچھ ایسے پہلو ہیں جن پر کوئی بھی روشنی نہیں ڈالتا۔ جناب سپیکر! آپ بھی ہمیشہ وفد کے ساتھ باہر کے ممالک میں جاتے ہیں۔ آپ اپنی اسمبلی میں بھی ضرور جاتے ہوں گے اور جانا بھی چاہیے وہاں پر ہمارا ایک educational cell ہے educational attaches جو یہاں سے جاتے ہیں ' گورنمنٹ انہیں بھیجتی ہے ان پر خرچہ بھی کرتی ہے وہ وہاں پر بڑی محنت کرتے ہیں لیکن بڑی حیرت کی بات ہے کہ مڈل ایسٹ کے جو ممالک ہیں جیسے دوبئی ' شارجہ ' سعودی عرب وغیرہ۔ آج سے دس پندرہ سال پہلے تو ہمیں غیر ملکی طلباء یونیورسٹیوں میں بڑی تعداد میں نظر آتے تھے۔ عرب یہاں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں بھی آتے تھے ' پنجاب یونیورسٹی میں آتے تھے۔ ایم اے انگلش ڈیپارٹمنٹ ' ہیلی کالج آف کامرس وغیرہ کسی زمانے میں بڑے مشہور تھے لیکن اب آپ کو کوئی غیر ملکی طالب علم یہاں پر نظر نہیں آئے گا۔ صرف اس لیے نظر نہیں آئے گا کہ ہمارے جو educational attaches ہیں جو سفارت خانوں میں کام کر رہے ہیں وہ کسی قسم کی lobbying نہیں کر رہے کسی قسم کی وہ کوشش نہیں کر رہے کہ ہماری پنجاب یونیورسٹی سے جو دی گئی ڈگری ہے اس کو وہ recognized کروائیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام غیر ملکی طلباء انڈیا لے جاتا ہے۔ انڈین آفیسر وہاں پر بہت متحرک ہیں اور وہ lobbying کر کے تمام طلباء کو اپنے ملک میں لے جاتے ہیں۔ جناب والا! یہ ایک ایسا پہلو ہے جس پر آج تک کسی نے سوچا تک نہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ وزیر موصوف اور گورنمنٹ اس پہلو پر دھیان دیں تاکہ ہمارا جو ایک معیار ہے وہ قائم رہے۔ جناب والا کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کا معیار ابھی بھی بہت اچھا ہے۔ ہماری پنجاب یونیورسٹی کی ڈگری ابھی بھی recognized ہے۔ لیکن جو حال اس کا ہونا چاہیے وہ اس سے کم تر ہے۔

جناب والا! چونکہ بہت جلدی ہے لیکن میں ایک دوسرا پوائنٹ یہاں پر ضرور پیش کرنا چاہوں

گا۔ مجھے صحت پر بھی تقریر کرنے کا موقع ملا محکمہ صحت کا جو حال bifurcation کی وجہ سے ہوا delivery of goods منسٹری نہیں دے رہی۔ اکثر اخباروں میں پڑھنے کو یہ مل رہا ہے کہ منسٹری آف ایجوکیشن کو بھی bifurcate کیا جا رہا ہے۔ جناب والا میں اس سلسلے میں گزارش یہی کروں گا کہ پہلے ہی محکمہ تعلیم کا اللہ حافظ ہے وہ جو respect کسی زمانے میں طالب علم اور استاد کی ہوتی تھی وہ جو ایک sanctity سکول ماسٹر کی تھی یا سکول کی تھی وہ ختم ہونے کو ہے۔ اگر آپ اس محکمے کو بھی bifurcate کر دیں گے۔ اگر ایک حکومتی فیصلے سے اس کو اس لیے bifurcate کیا جائے گا کہ عوام کو زیادہ سروس ملے اور زیادہ delivery of goods ہوں تو میرے خیال میں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ مجھے یہ بھی خوشی ہے کہ وزیر موصوف نے اس پر کافی stand لیا ہوا ہے کیونکہ ہم اکثر اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس پر قائم رہیں گے .....

جناب سپیکر ، آپ کی اسی اچھی امید پر آپ کی یہ تقریر ختم کی جاتی ہے ۔ تشریف رکھیں اور اب میں دعوت خطاب وزیر تعلیم جناب عطا محمد مانیکا صاحب کو دیتا ہوں۔

جناب عبد الرؤف مغل ، جناب والا! میں نے بھی اپنا نام دیا تھا۔

جناب سپیکر ، بہت سے نام میرے پاس لکھے ہوئے ہیں میرے پاس ساری لسٹ موجود ہے۔ اس ہاؤس کے 248 ممبر ہیں۔

جناب عبد الرؤف مغل، جناب والا! کیا قیامت آ جائے گی؟

جناب سپیکر ، قیامت تو نہیں آئے گی لیکن وقت ختم ہو گیا ہے۔ جی، وزیر تعلیم۔

چودھری محمد فاروق ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! آپ نے وزیر تعلیم کو wind up کرنے کے لیے دعوت خطاب دی ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کونسے وزیر تعلیم؟

جناب سپیکر ، وزیر تعلیم پنجاب ۔

چودھری محمد فاروق ، برائے اعلیٰ تعلیم ، لوئر تعلیم ،

جناب سپیکر ، تمام تر تعلیم۔

چودھری محمد فاروق ، چونکہ مانیکا صاحب یقیناً محنت کے ساتھ اپنے محکمے کو چلا رہے ہیں وہ گولڈ میڈلسٹ بھی ہیں۔ عوام کے لیے تعلیمی پالیسی مرتب کرنے کی بھی کوشش کر رہے تھے لیکن سنا

ہے کہ ان کی efficiency .....

جناب سپیکر ، آپ سنی سنائی باتوں پر نہ جایا کریں

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر! میرا یہی پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ آیا ان کی کارکردگی کو سامنے رکھتے ہوئے کہ صوبے کی عوام کی فلاح کے لیے یا طلباء کی فلاح کے لیے تعلیمی اداروں کی فلاح کے لیے یہ اتنی اچھی منصوبہ بندی کیوں کر رہے ہیں ؟ آیا اس وجہ سے ان کے محکمے کو دو حصوں میں تقسیم کر کے آدھا محکمہ کسی اور کو دے دیا گیا ہے ۔ اس کی وضاحت ہو جائے کہ یہ کونسے وزیر ہیں ؛ اعلیٰ تعلیم کے، لوز کے یا ٹیکنیکل تعلیم کے اور یہ کس کا جواب دیں گے ؟

جناب سپیکر ، ابھی تک یہ میرے لیے یا اس ہاؤس کے لیے محکمہ تعلیم کے پورے کے پورے وزیر ہیں اور پوری کی پوری تعلیم کے وزیر ہیں ۔ جی مانیکا صاحب ۔

وزیر تعلیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں اس ایوان کے معزز اراکین کا کہ جنہوں نے تعلیم کے بارے میں آج اظہار خیال کیا بے حد مشکور ہوں لیکن جب میں ایوان میں اراکین کی حاضری کی طرف دیکھتا ہوں ، اس ایوان میں اس اہم ترین قومی مسئلے پر بحث ہونا تھی ۔ دونوں طرف کی حاضری کو دیکھتا ہوں تو میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ ،

صف زاہداں ہے تو بے یقین
صف مے کشاں ہے، تو بے طلب
نہ وہ صبح درود و وضو کی ہے
نہ وہ شام جام و سبو کی ہے

جناب والا! تعلیم کے بارے میں گذشتہ پچاس برسوں میں، میں مشکور ہوں اپنے فاضل رکن اور بھائی سید سجاد حیدر صاحب کا کہ جنہوں نے بہت پر مغز خیالات کا اظہار کیا۔ لیکن جس وقت وہ اپنی تقریر فرما رہے تھے اور حوالے قائد اعظم کے اور 1947ء کی کانفرنسوں کے حوالے دیے جا رہے تھے اور جو بنیادی پالیسی اس وقت بنائی گئی اور بتائی گئی اس کے بھی حوالے دے رہے تھے تو میرے ذہن میں یہ بھی آ رہا تھا کہ میرے بھائی دو سال سے غالباً زائد عرصہ کے لیے مرکزی وزیر تعلیم بھی رہے تو اس وقت شاید ان کے پاس حوالہ جات موجود نہیں تھے۔ ایک انہوں نے بڑے کام کی بات کی

اور وہی ہمارا المیہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ان تمام اچھی مرتب کی گئی پالیسیوں کے باوصف ہم اگر اس میدان میں کچھ کر نہیں پائے تو اس کی بنیادی وجہ lack of political will تھی۔ میں جناب سپیکر ایک بوجھل دل کے ساتھ آج بھی اس بات کا اعتراف کرتا ہوں۔ میرا اس پر احساس ندامت اپنی جگہ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر strong poltical will کل نہیں تھی تو آج بھی نہیں ہے اور جہاں ماحول اہل دل کے لیے یہ ہو جائے کہ۔

گھر رہیئے تو ویرانی ، دل کھانے کو آئے

راہ چلیے تو ہر گام پہ غوغائے سگاں ہے

تو اس ماحول میں کوئی کر بھی کیا سکتا ہے؟ 11 ماہ کے اس تجربے میں جو مجھے بطور وزیر تعلیم ہوا ہے اور علم سیاست کے ادنہ طالب علم کی حیثیت سے ، اس سسٹم کو جسے ہم چلانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ میری کچی تلی رائے ہے کہ جس سسٹم کے بچانے کی آج باتیں ہو رہی ہیں۔ سسٹم کے بچانے کی آج باتیں ہو رہی ہیں ، سسٹم کو بچانے کی کوئی کوشش کر رہا ہے یا نہیں کر رہا مجھے اس سے غرض نہیں ہے۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ کون سے سسٹم کی بات کرتے ہیں اس سسٹم نے ہمیں پچاس برسوں میں کیا دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو سسٹم عوام کو کچھ deliver نہیں کرتا اس سسٹم کو رکھنے کا کوئی جواز نہیں بنتا اس سسٹم کی آپ بات کرتے ہیں جس سسٹم میں آپ کے سامنے چھ گھنٹے اگر کوئی وزیر ہاؤس میں بیٹھتا ہے تو درخواستوں پر صرف تبادلوں کے دستخط کرتا ہے۔ میں آج یہاں ہاؤس میں چار بجے حاضر ہوا ہوں دو گھنٹے تک میں گیلری سے آگے نہیں بڑھ پایا۔ اس سسٹم کی آپ بات کرتے جہاں میرٹ کے نام پر عوام سے دھوکہ کیا جاتا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس سسٹم کی آپ بات کرتے ہیں جہاں رواج یہ ڈال دیئے گئے ہیں اور رواج پڑ گئے ہیں کہ حق دار کو حق نہیں ملتا۔ انصاف غائب ہوگیا ہے اس سسٹم کی بات کرتے ہیں جہاں رول آف لاء نام کی چیز ہم نے باقی نہیں چھوڑی۔ تو اس سارے المیے کی ذمہ داری ہم سب پر عائد ہوتی ہے ہم سب اس طرف ہوں یا اس طرف اس المیے میں قومی مجرم ہیں۔ اور اگر ہمیں اس کا ادراک نہیں ہو گا' یہاں پر باتیں ہوئی ہیں۔ میرے معزز دوستوں نے جن میں سابق وزرائے تعلیم بھی تھے بڑی اچھی باتیں کیں ہیں۔ لیکن کیا میں ان سے پوچھ سکتا ہوں کہ یہ سارا انحطاط جو آج ہمیں نظر آ رہا ہے کیا گزشتہ تین برسوں میں آیا ہے ؟ جو رواج آج ہمیں برے لگتے ہیں وہ ڈالے کس نے ہیں ؟ وہ عذاب جو آج ہمارے گلے پڑ گیا

ہے اور پوری دیانت داری سے کوشش کرنے کے باوجود جس سے جان نہیں چھوٹتی اس کی بنیادیں کس نے رکھی ؟ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس سسٹم میں عوام کا حق ہے اور حکمرانی ایک تسلیم شدہ امر ہے لیکن اس کا جو طریقہ ہم رائج کرنے کی گزشتہ پچاس برس سے کوشش کر رہے ہیں اس سے تو جناب سپیکر ہم ایک چھوٹی سے چھوٹی ٹاؤن کمیٹی بھی نہیں چلا سکتے۔ اور ہم نے ثابت کردیا ہے کہ گزشتہ سالوں میں جہاں پر آٹھ برس میں چار الیکشن ہو چکے ہیں۔ کیا الیکشن ہمارے کسی مسئلے کا حل مہیا کرتے ہیں۔ بالکل نہیں بس ہمارا مقدر change of faces رہ گیا ہے۔ میں نے اگلے دنوں ایک جگہ پر یہ کہا پڑھے لکھے لوگ تھے کہ آپ نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ آپ کے پاس choice کیا ہے ؟ آپ ہمیشہ choice کرتے ہیں between lesser and greater evil اور بدقسمتی پھر یہ ہوتی ہے کہ جو ہمیں آج lesser evil نظر آتا ہے کل وہ greater evil ہو جاتا ہے۔ جو آج ہمیں greater evil نظر آتا ہے وہ کل معصوم بن کر lesser evil ہو جاتا ہے۔ اگر ہم نے زندہ رہنا ہے' اگر ہم نے اس ملک کو بچانا ہے اور یہ ہم پر فرض عائد ہوتا ہے۔ مایوسی بہت ہے میں مانتا ہوں لیکن کیا ہم مایوس ہو کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں اور پھر اپنی تقدیر کے منتظر رہیں۔ نہیں مایوسی سے ایک جذبہ بھی کبھی کبھی جنم لیتا ہے۔ جذبہ تعمیر۔ اگر ہم آج بھی ہوش کریں ' آج بھی ہم اس جذبے کو بے دار کریں جس جذبے نے ہمیں پاکستان دیا تھا تو تعمیر پاکستان کے لیے رکاوٹ کون سی رہ جاتی ہے۔ اور میں اس بات کو کئی فورم پر دہرا چکا ہوں۔ اقبال نے کہا تھا کہ

تھا جو نہ خوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

جناب سپیکر! ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ضمیر میں تمام خرابیاں آزادی کے بعد آئی ہیں۔ اور ہم آج بھی اگر اس کی فکر کریں ' احساس زیاں کر جائیں اور جو ہم نے اساسہ کھویا ہے اس کا احساس کر جائیں تو آج بھی ہم انقلاب برپا کرسکتے ہیں لیکن وہ انقلاب میرا ایمان ہے کہ تعلیم کے بغیر آ نہیں سکتا۔ ہم اپنے ماڈلز کے لیے مغرب کی طرف دیکھتے ہیں ' ہم کبھی مشرق کی طرف بھی دیکھ لیں ' ہم سنگاپور کو دیکھ لیں ' ہم انڈونیشیا کو دیکھ لیں ' ہم ملائشیا کو دیکھ لیں اور ہم کوریا کو بھی دیکھیں کہ وہاں جو تعمیر و ترقی ہے انھوں نے کس طرح کی ہے ؟ جس مقام پر وہ آج کھڑے ہیں اس کی بنیاد کیا تھی ؟ اس کی بنیاد ایک ایسا نظام تعلیم تھی جو صحیح معنوں میں بامقصد تعلیم مہیا کرتا تھا۔ اور جو اس

قومی تقاضوں کے مطابق تعلیم مہیا کرتا تھا۔ جو اس کے قومی تقاضوں کے مطابق تعلیم مہیا کرتا تھا۔ ہم باتیں بہت کرتے ہیں ہم کیا تعلیم مہیا کر رہے ہیں؟ ہمارا تو کوئی نشان منزل ہی نہیں ہے۔ ہم کس قسم کی تعلیم مہیا کر رہے ہیں؟ ابھی کل ہی لاہور بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے نتیجے کا اعلان ہوا۔ تو میں نے وہاں پر یہ کہا کہ ٹھیک ہے یہ تمغہ جات بانٹے جا رہے ہیں جن کو پوزیشنیں حاصل ہوئی ہیں میں بھی ان کو دل سے مبارک باد دیتا ہوں ۔ لیکن کبھی آپ نے اس طرف غور کیا کہ آپ کا کیا نتیجہ ہے؟ 30 فیصد۔ تو جو ستر فیصد طلبا اور طالبات انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں صرف لاہور بورڈ میں appear ہوئے ہیں وہ فیل ہو گئے ہیں۔ کس قسم کی ہم تعلیم دے رہے ہیں accountability نام کی چیز ہم نے کوئی نہیں چھوڑی۔ اب باتیں ہوتی ہیں احتساب کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ تمام lip service ہے۔ وہ یہی ہے کہ جیسے اپنا احتساب ہم خود کرنا نہیں چاہتے۔ دوسرے کا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جیسے کسی نے کہا تھا۔

"کہ سچ اچھا پر سچ کی خاطر مرے تو اور اچھا"

احتساب کسی اور کا ہو تو ہم اس پر راضی لیکن اب میں ان حالات کی طرف نہیں جاؤں گا جو موضوع نہیں ہے۔ جو نظر آنے شروع گئے ہیں ' آثار نظر آ رہے ہیں۔ میری دعا ہے' میری تمنا ہے کہ کبھی تو اس ملک میں بھی احتساب کے ذریعے انصاف کا' دیانت کا کڑا معیار قائم کر چھوڑیں تاکہ آئندہ آنے والوں کو ایک سبق حاصل ہو۔ جتنی مفید تجاویز پیش ہوئی ہیں میں نے ان کو نوٹ کیا ہے۔ میں حتی المقدور یہ کوشش کروں گا کہ جتنی مفید تجاویز ہیں' جتنی قابل عمل تجاویز ہیں ان پر عمل پیرا ہونے کے لیے ہم اپنی کوششیں جاری رکھیں ۔ میرے بھائی چودھری فاروق صاحب نے نکتہ اعتراض اٹھایا۔ میں آج جو باتیں کر رہا ہوں میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں وہ بحیثیت وزیرتعلیم اور مکمل وزیرتعلیم کی حیثیت سے کر رہا ہوں۔ آنے والا کل کیا کرے گا وہ وقت بتائے گا۔ میں نے اس ضمن میں بھی تحریری طور پر اور زبانی طور پر جو کچھ مشورہ دینا تھا دے دیا اب فیصلہ کرنا میرا کام نہیں ہے جو فیصلہ ہو گا وہ آپ کے سامنے ہو گا۔ میں نے بہت سے پلیٹ فارم پر جو باتیں کی ہیں اس کے بعد مجھے بھی یہ احساس ہوا ۔ استاد دامن نے جو مشورہ دیا میں نے اسے قبول کر لیا۔

جے چاہنال دامن تینوں ضرب نہ لگے
جاہلاں وچ دانائی تقسیم نہ کر

(نعرہ ہائے تحسین -----)

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ بات دیر سے سمجھ آتی ہے۔

جناب سپیکر، کچھ ٹائم بڑھا دیں؟

وزیر تعلیم : بس میں دو چار منٹ میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی دس منٹ کے لیے ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم : میں جیسے عرض کر رہا تھا کہ جو مفید تجاویز ہیں، جو قابل عمل تجاویز ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ہم یقیناً کوشش کریں گے۔ ہم نے گزشتہ گیارہ مہینوں میں یہ کوشش کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں پہلی دفعہ پچھلے بیس برس میں ہم نے ٹیکنیکل ایجوکیشن کا تمام syllabus revise کیا ہے۔ اس کو نئے سرے سے ترتیب دیا ہے۔ پاکستان میں ہماری صنعت کی ضروریات کے مطابق ہم نے سلیبس کو ترتیب دیا ہے اور وہ سلیبس اللہ کے فضل و کرم سے مطالعہ کے بعد، سکروٹنی کے بعد مرکزی سطح پر فیڈرل گورنمنٹ نے اس کی منظوری دے دی ہے اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کے نئے نصاب کو تمام صوبوں کے لیے رائج کر دیا ہے۔

کمیونٹی کی involvement کے لیے ہم نے تجرباتی طور پر 5 ہزار پرائمری سکولوں کی school management committees کو فعال کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ معاشرہ اپنا بھرپور کردار ادا کرے اس میں ہم نے یہ کیا ہے کہ ان 5 ہزار میں جو پرائمری سکول آئیں گے ان کی سالانہ مرمت کی رقوم اور ان کی دیگر ضروریات کے لیے جو رقوم مہیا کی جاتی ہیں وہ اس school management committee کے حوالے کر دی جائیں تاکہ school management committee مقامی طور پر کمیونٹی involvement کے ذریعے ان رقوم کو سکول کی بہتری کے لیے خرچ کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ جہاں ہم نئے سکول تعمیر کر رہے ہیں وہاں پرانے سکولوں کی حالت زار کو بھی بہتر بنایا جائے۔ میں بالکل یہ بات ماننے کے لیے تیار ہوں کہ اب ہمیں تعمیر و ترقی کا زیادہ حصہ پرانے سکولوں کی بحالی کے لیے خرچ کرنا چاہیے اور اس ضمن میں کچھ مشکلات بھی ہیں، نئے سکولوں کے اجراء کے کچھ تقاضے بھی ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ ہم ایک balance development scheme کو لاگو کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جہاں نئے سکول کی ضرورت ہو وہاں وہ تعمیر ہوں جہاں پرانے سکولوں کی عمارات کی مرمت کی ضرورت ہے وہاں اس پہ بھی رقوم خرچ کی جائیں۔

محکمہ تعلیم میں امتحانات کے بارے میں بات ہوئی۔ بتدریج جیسے جیسے بگاڑ بڑھتا گیا ہمارے امتحانات پہ اعتماد و اعتبار بھی اٹھتا گیا۔ میں یہ دعویٰ تو نہیں کرتا کہ ہم نے مکمل طور پر اس خرابی کا علاج کیا ہے لیکن ہم نے بڑی حد تک قابو پایا ہے اور اس دفعہ جو امتحانات ہوئے ہیں ان سے ہمیں بڑی حوصلہ افزاء رپورٹیں ملی ہیں کہ خرابی میں نمایاں طور پہ کمی واقع ہوئی ہے۔ ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ اس کی مکمل طور پر بیخ کنی کی جائے لیکن یہ اکیلا محکمہ تعلیم نہیں کر سکتا اس میں ہمیں معاشرے کی support کی ضرورت ہے اگر ایک والد اپنے بچے کے لیے 50 ہزار روپیہ خرچ کرنے کو تیار نہیں ہو گا تو ظاہر ہے کہ خرابی واقع نہیں ہو گی۔ ہم نے اس میں انتظامیہ کی بھی involvement کی ہے اور اس کے مفید اور خاطر خواہ نتائج موصول ہوئے ہیں انشاء اللہ آئندہ برسوں میں صورت حال بہتر سے بہترین کی طرف جائے گی۔

آخر میں میں اس معزز ایوان کے تمام اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ محکمہ تعلیم میں اس وقت سیکرٹریٹ لیول پر ہمیں جو ٹیم میسر ہے وہ سب ایک جذبہ تعمیر رکھتے ہیں، ان کو شعور ہے، کچھ کرنے کی لگن ہے اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ دقتیں، مشکلات، رکاوٹیں ضرور ہیں لیکن ہم مل جل کر اور اس ایوان کے فاضل ممبران سے بھی میں استدعا کروں گا کہ اب یہ تبادلوں سے ہٹ کر تعمیر اور بہتری کی مفید تجاویز کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی تعاون فرمائیں۔ آج تک کسی فاضل ممبر نے مجھ تک یہ شکایت نہیں پہنچائی جو کہ ہمارا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ خصوصاً ہمارے دیہاتی علاقوں میں بچیوں کے سکولوں میں ہماری مقرر کردہ استانیوں کی حاضری کی شرح اکثر جگہ پر کم ہے تو میں اس معزز ایوان کے فاضل اراکین سے اپیل کروں گا کہ وہ جب اپنے حلقہ نیابت میں تشریف لے جائیں تو وہ وہاں کے سکولوں کا معائنہ بھی کیا کریں، ان کو جا کر چیک بھی کیا کریں اور مقامی سطح پہ جہاں جہاں انھیں خرابیاں نظر آئیں ان کی نشاندہی کر کے ہمیں وہ اگر اطلاع دیں گے تو ہم اپنی کارکردگی کو بہتر کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! آپ نے دس منٹ دیے تھے ابھی پانچ منٹ باقی ہیں میں ایک بہت اہم مسئلہ آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی نہیں، جی نہیں، کل کریں گے۔ اب یہ اجلاس کل صبح 10 00 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اڑتیسواں اجلاس)

پیر' 16 - ستمبر 1996ء

(دو شنبہ' 2۔ جمادی الاوّل 1417ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں 10.00 بجے صبح زیر صدارت جناب سپیکر محمد حنیف رامے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ
وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ ۗ مَن يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهِۦ وَ
لَا يَجِدْ لَهُۥ مِن دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٢٣﴾ وَمَن يَعْمَلْ
مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰٓئِكَ
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ﴿١٢٤﴾ وَمَنْ أَحْسَنُ
دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُۥ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ
إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرٰهِيمَ خَلِيلًا ﴿١٢٥﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ﴿١٢٦﴾

سورة النساء آیات 123 تا 126

(نجات) نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر، جو شخص برے عمل کرے گا اسے اسی (طرح) کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مددگار اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کی تل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اس شخص سے کس کا دین اچھا ہو سکتا ہے جس نے حکم اللہ کو قبول کیا اور وہ نیکو کار بھی ہے اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو یکسو (مسلمان) تھے اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ۝

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ جات امداد باہمی، صنعت، خزانہ)

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج امداد باہمی، صنعت اور خزانے سے متعلقہ سوالات کے جوابات اسمبلی میں متعلقہ وزراء صاحبان کی طرف سے پیش کیے جائیں گے۔ سب سے پہلے میاں عمران مسعود صاحب کا سوال ہے۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! آج میرے کچھ questions ہیں۔ آج چونکہ میری گیارہ بجے میٹنگ ہے اس لیے میرے یہ questions پہلے لے لیے جائیں۔ جو Call Attention Notices ہیں ان کو پہلے لے لیا جائے کیونکہ آج گیارہ بجے دن میری اہم میٹنگ ہے۔

جناب سپیکر، قائد ایوان مجھے یہ پتا نہیں کہ جو لوگ سوالات کرنے والے تھے وہ موجود ہیں یا نہیں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ انھیں شکایت ہو کہ وہ صاحبان موجود نہ ہوں۔ آپ کے جو Call Attention Notices ہیں ان میں تین صاحبان کے سوالات ہیں۔ ایک صاحب موجود ہیں میاں معراج دین صاحب اور حاجی مقصود احمد بٹ صاحب اور میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب موجود نہیں ہیں۔ اس لیے یہ problem ہو گی۔

وزیر اعلیٰ، جناب گیارہ بجے میری میٹنگ ہے میں تو پھر آ نہیں سکوں گا۔

جناب سپیکر، قائد ایوان یہ بھی بہت ضروری ہے۔ ساڑھے گیارہ بجے میٹنگ کر لیجئے گا۔ اس لیے کہ میٹنگ تو آپ کی اپنی ہے ساڑھے گیارہ بجے میٹنگ رکھ لیجئے ہم آپ کو پورے ساڑھے گیارہ بجے فارغ کر دیں گے۔

وزیر اعلیٰ، تو آپ ایسے کر لیں کہ ساڑھے دس بجے میرے questions لے لیں۔

جناب سپیکر، اگر یہ لوگ آجائیں---

وزیر اعلیٰ، تو ان کا انتظار کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں کوشش کرتے ہیں۔ میں معزز اراکین سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی صاحب آس پاس نظر آئیں تو انھیں بتائیے کہ ان کا ہاؤس میں انتظار ہو رہا ہے۔ اور میں

سیکرٹریٹ کے عملے کو بھی کہہ رہا ہوں کہ وہ کیفے ٹیریا میں اور دوسری جگہوں پر دیکھ لیں۔ اگر حاجی مقصود احمد بٹ صاحب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب ان دونوں حضرات کو اطلاع ہوسکے اور وہ ساڑھے دس بجے تک تشریف لے آئیں۔ میاں عمران مسعود صاحب کا سوال نمبر 1641 تھا۔ گردیزی صاحب آپ جواب دینے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔

وزیر امداد باہمی ۔ میاں عمران مسعود صاحب نے یہ سوال کیا ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک جو حکومت پنجاب کا ایک ذیلی ادارہ ہے اور رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی کے ماتحت ہے اس میں کتنے افراد کو سال 1994ء میں بطور کلرک اور دیگر اسامیوں پر حال ہی میں ملتان زون میں تعینات کیا گیا؟

میاں معراج دین: جناب والا! انھیں سوال پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جواب بھی پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اسے پڑھا ہوا تصور کرلیں۔ تو ہم اس کو پڑھا ہوا تصور کر لیتے ہیں۔ آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

بھرتی ہونے والے افراد کی تفصیلات

*1641۔ میاں عمران مسعود: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک جو حکومت پنجاب کا ذیلی ادارہ ہے اور رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز کے ماتحت ہے اس میں کتنے افراد کو سال ۱۹۹۴ء میں بطور کلرک اور دیگر اسامیوں پر حال ہی میں ملتان زون میں تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) کیا مذکورہ اسامیوں پر بھرتی کے لئے کسی اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا۔ اگر ہاں تو ان اخبارات کے نام اور تاریخ کیا تھی اگر اخبار میں اشتہار نہیں دیا گیا تو بھرتی کس طریق کار کے تحت اور کس کے حکم پر کی گئی۔

(ج) متذکرہ اسامیوں کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں دی تھیں۔ اور ان کو بھرتی کرنے کے لئے کن افسران پر مشتمل بورڈ تشکیل دیا گیا تھا ان افسران کے نام کیا ہیں۔ اور جو افراد بھرتی کئے گئے ہیں ان کے نام ولدیت تعلیمی استعداد اور رہائشی پتے ضلع سمیت تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امداد باہمی (سید حسین جہانیاں گردیزی)،

(الف) پنجاب پروانشل کوآپریو بنک لمیٹڈ کوآپریو سوسائٹیز ایکٹ ۱۹۲۵ء کے تحت رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ اس کے معاملات اور کاروبار کی دیکھ بھال اس کا منتخب شدہ بورڈ آف ڈائریکٹر کرتا ہے سال ۱۹۹۴ء میں بینک ہذا کے ملتان زون میں آٹھ کلرک اور ایک ڈرائیور بھرتی کئے گئے ہیں۔

(ب) بینک میں بھرتی بینک کے منظور شدہ سٹاف سروس رولز کے تحت ہوتی ہے اگر خالی اسامیاں پانچ سے زائد ہوں تو اخبار میں مشتہر کیا جاتا ہے کم ہونے کی صورت میں مشتہر نہیں کی جاتیں۔ مذکورہ بالا بھرتی میں چار کلرک ماہ ستمبر ۱۹۹۴ء میں اور چار کلرک ماہ اکتوبر ۱۹۹۴ء اور ایک ڈرائیور ماہ اکتوبر ۱۹۹۴ء میں بھرتی کیا گیا جس کے لئے قواعد کے تحت اشتہار کی ضرورت نہیں تھی۔

مذکورہ بالا بھرتی بینک کے سٹاف سروس رولز کے تحت حاکم مجاز زونل چیف ملتان نے کی۔

(ج) بینک کے سٹاف سروس رولز کے تحت بھرتی کے لئے بورڈ تشکیل دیا جانا ضروری نہ ہے۔ زونل چیف متعلقہ زون کلریکل سٹاف تک بھرتی کرنے کا مجاز ہے جو افراد قواعد کے تحت بھرتی کئے گئے ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مع ولدیت و پتہ	نام اسامی	تعلیمی استعداد	ڈومیسائل
۱۔	محمد کامران ولد محمد اسلم مکان نمبر ۴۲۴ گلی نمبر ۵ التمش روڈ گجر کھنڈہ ملتان	کلرک	ایف اے	ملتان
۲۔	علی عباس شاہ ولد مختار حسین شاہ جمس آباد امام شاہ والا تحصیل کبیر والا، ضلع خانیوال	کلرک	بی ایس سی	خانیوال
۳۔	کوثر عباس ولد غلام حسین بستی ہنجن واہی ڈاکخانہ مانکوٹ تحصیل کبیر والا، ضلع خانیوال	کلرک	بی اے	خانیوال
۴۔	محمد حامد ولد غلام محمد چک نمبر ۶ کسی ڈاکخانہ کوہی والا تحصیل کبیر والا، ضلع خانیوال	کلرک	بی کام	خانیوال

۵- مختیار احمد ولد ذوالفقار علی موضع عنایت پور ڈاکخانہ کلرک بی ایس سی خانیوال
حاجی پور تحصیل کبیر والا' خانیوال

۶- محمد نواز ولد حق نواز' موضع چک شیر خان کلرک میٹرک خانیوال
تحصیل کبیر والہ ضلع خانیوال

۷- محمد امجد ریاض ولد عبدالرزاق' چاہ واحد بخش والا کلرک ایف اے خانیوال
موضع او کانوالہ تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال

۸- عبدالستار ولد ذوالفقار علی کوٹلی بھنہ ڈاکخانہ حق نواز کلرک بی اے خانیوال
والا تحصیل کبیر والا' ضلع خانیوال

۹- محمد اقبال ولد محمد صدیق' چاہ پیلی والا ڈرائیور مڈل خانیوال
ڈاکخانہ حشمت والی تحصیل کبیر والا' ضلع خانیوال

میاں معراج دین، جناب سپیکر! انھوں نے فرمایا ہے کہ مذکورہ بالا بھرتی میں چار کلرک ماہ ستمبر میں اور چار کلرک ماہ اکتوبر میں اور ایک ڈرائیور ماہ اکتوبر میں بھرتی کیا گیا۔ ان کا جواب ہے کہ جب پانچ سے زیادہ اسامیاں ہوں تو ہم اخبار میں اشتہارات دیتے ہیں otherwise نہیں دیتے۔ ستمبر اور اکتوبر میں چار' چار کی بھرتی کی ہے چونکہ انھوں نے اپنے خاص الخاص آدمیوں کو بھرتی کرنا تھا کیا یہ درست ہے؟
جناب سپیکر، آپ کا سوال سمجھ میں نہیں آیا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میاں معراج دین، جناب والا! چونکہ نو اسامیاں خالی تھیں انھوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ پانچ سے زائد اسامیاں ہوں تو اخبار میں مشتہر کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنے جواب (ب) میں فرمایا ہے بنک میں بھرتی بنک کے منظور شدہ سٹاف سروس رولز کے تحت ہوتی ہے اگر خالی اسامیاں پانچ سے زائد ہوں تو اخبار میں مشتہر کیا جاتا ہے۔ انھوں نے چار ستمبر اور پانچ اکتوبر میں کل نو آدمی رکھے ہیں کیا یہ درست ہے کہ انھوں نے اپنی مرضی کے مطابق آدمی رکھنے تھے اس لیے انھوں نے اخبار میں اشتہار نہیں دیا۔

جناب سپیکر، جی گردیزی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر امداد باہمی، جناب! ٹرانسفر پوسٹنگ کے حساب سے مختلف اوقات میں جو اسامیاں خالی ہوتی رہی ہیں اور دو مختلف مہینوں میں وہ اسامیاں پر کی گئی ہیں چونکہ وہ مختلف اوقات میں پر ہوئی ہیں تو اس

لیے بنک کے بائی لاز کے مطابق پانچ سے کم اسامیوں کے لیے اخبار میں اشتہار ضروری نہیں تھا اس لیے اشتہار نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: نہیں' وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اسامیاں تو نو تھیں اور آپ نے قسطوں میں بانٹ کر چار ایک مہینے پر کر لیں' چار دوسرے مہینے پر کر لیں تاکہ اشتہار نہ دینا پڑے اور آپ اپنی مرضی کے لوگ رکھ سکیں یہ ان کا سوال ہے۔

وزیر امداد باہمی: ایسا نہیں تھا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ایسا نہیں کیا گیا۔

میاں امتیاز احمد: جناب والا! supplementary میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یکم ستمبر 1994ء سے پہلے کتنی اسامیاں خالی تھیں۔

وزیر امداد باہمی: یکم ستمبر 1994ء سے پہلے چار اسامیاں خالی تھیں جو بعد میں آسامیاں خالی ہوئی ہیں وہ مختلف حضرات کی ٹرانسفر' پوسٹنگ اور ریٹائرمنٹ کی وجہ سے خالی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی' میاں صاحب۔

میاں معراج دین: جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جن نو آدمیوں کی بھرتی کی گئی ہے ان کی رہائش وغیرہ کے پتے فرما سکتے ہیں کہ یہ کہاں کہاں کے ہیں؟ ان کی پارٹی کے آفس ہولڈر بھی ہیں۔

وزیر امداد باہمی: ان کے کوائف بمعہ ایڈریس لکھے ہوئے جواب میں درج ہیں وہ آپ دیکھ سکتے ہیں آپ ملاحظہ کر لیں۔

میاں معراج دین: پڑھ کر سنا دیں کون کون سے نو آدمی ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! نہیں' یہ بڑی عجیب بات ہے پہلے آپ نے کہا تھا کہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اب آپ کہتے ہیں پڑھ کر سنا دیں۔

میاں معراج دین: جو نو آدمی رکھے ہیں میں ان کے متعلق کہہ رہا ہوں میں جواب نہیں پوچھ رہا کہ پڑھ کر سنائیں۔

جناب سپیکر: یہ جو نو آدمی ہیں؟

میاں معراج دین، نو آدمیوں کے نام بتا دیں کہ وہ کہاں کہاں کے ہیں؟

وزیر امداد باہمی ، یہ جو ایڈرسز وغیرہ پوچھ رہے ہیں لکھے ہوئے جواب میں پہلے ہی دیے جا چکے ہیں اور فاضل ممبر پہلے یہ فرما چکے ہیں کہ لکھے ہوئے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، گردیزی صاحب! جن نو آدمیوں کی بابت (ب) میں جواب ہے کیا وہ وہی لوگ ہیں جن کا جز (ج) میں آپ نے نو آدمیوں کی لسٹ دی ہے۔

وزیر امداد باہمی ، جی جز (ج) میں انھی لوگوں کی لسٹ ہے۔

جناب سپیکر، تو میاں صاحب! یہ لسٹ تو موجود ہے' جی آگے چلیے۔ امتیاز صاحب! آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

میاں امتیاز احمد ، ! supplementary Sir میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تمام تحصیل خانیوال کے لوگ اتنے اہل تھے باقی کسی شہر کے لوگ اہل نہیں تھے۔

جناب سپیکر، جناب! یہ سوال کیا گیا ہے کہ کیا صرف خانیوال کے لوگ ہی اہل تھے جنھیں بھرتی کیا گیا ہے۔

وزیر امداد باہمی ، چونکہ ملتان زون میں یہ بھرتی کی گئی ہے اور ایڈورٹائز کرنے کی ضرورت نہیں تھی اس لیے مختلف اوقات میں جن لوگوں نے apply کیا ہوا ہو گا ان میں سے جس حساب سے میرٹ بنا اس حساب سے ان لوگوں کو بھرتی کر دیا گیا۔

جناب سپیکر، ایک منٹ میں نے پہلے رانا صاحب کو دیکھا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انچارج مشیر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کی ایڈورٹائزمنٹ کی ضرورت نہیں تھی۔ کیا ریکروٹمنٹ پالیسی میں کوئی ایسی شق ہے جہاں پر آپ بغیر ایڈورٹائز کیے نوکری دے سکتے ہیں یہ وزیر صاحب فرما سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، انھوں نے فرمایا ہے کہ بنک میں بھرتی بنک کے منظور شدہ سٹاف سروس رولز کے تحت ہوتی ہے اور اس میں خالی اسامیاں اگر پانچ سے زائد ہوں تو اشتہار دیا جاتا ہے' نہیں تو نہیں دیا جاتا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ نہیں۔ رولز میں یہ ہے ریکروٹمنٹ پالیسی جو بنی تھی کوئی بھی جاب ہو بے شک چپڑاسی کی ہو کل بھی discuss ہوا تھا اس کو ایڈورٹائز کرنا ضروری ہوتا ہے۔

ابھی تک رولز آف بزنس میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ جس میں آپ رولز ریلیکس کر سکیں یا پروسیجر ریلیکس کریں۔ سپریم کورٹ کی رولنگ ہے کہ To relax the Rules you have to give a very specific reason یہ ان کو بتانا پڑتا ہے کہ ہم نے اس کو اس لیے ایڈورٹائز نہیں کیا کہ یہ مسئلہ تھا۔ یہ ایسا نہیں کر سکتے ہیں یہ غلط ہوا ہے جس معزز ممبر کا سوال ہے وہ اس پہ موشن موو کر سکتے ہیں۔ یہ مجھے قانون بتا دیں کہ ایڈورٹائز کیے بغیر رکھ سکتے تھے۔

وزیر امداد باہمی ، جناب سپیکر! کوآپریٹو بنک گورنمنٹ کا ادارہ نہیں ہے وہ ایک کوآپریٹو سوسائٹی ہے اور وہ کوآپریٹو سوسائٹی اپنے بائی لاز کے تحت فنکشن کرتی ہے۔ اس کے بائی لاز کے تحت بورڈ آف ڈائریکٹرز میں رولز آف ریکروٹمنٹ یا رولز آف بزنس approve ہوا ہوتا ہے اسی کے تحت وہ فنکشن کرتی ہے۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ہی بائی لاز approve کیے ہونے کے مطابق چار سے کم اسامیوں کے لیے اخبار اشتہار کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب کے انڈر ہوتا ہے جو رولز بناتے ہیں وہ اس کو supersede کرتے ہیں۔ یہ اس طرح نہیں کہ جس طرح انھوں نے کوآپریٹوز کی زمینیں بانٹ دی ہیں اب میرا سوال آ گیا ہے میں اس پہ مزید پوچھوں گا یہ کوآپریٹو ادارہ ایسا نہیں ہے کہ اس پہ پوچھا نہ جا سکے۔ گورنمنٹ پنجاب کی پالیسی کو یہ ختم کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے رولز پنجاب گورنمنٹ کے رولز سے contradictory ہو سکتے ہیں یہ بنیادی سوال انھوں نے اٹھایا ہے۔

وزیر امداد باہمی ، جناب سپیکر! دو مختلف باتیں ہیں ایک کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ ہے ایک کوآپریٹو بنک ہے۔ کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب کا ایک محکمہ ہے جو کوآپریٹو ایکٹ کے تحت کوآپریٹو کے معاملات کو deal کرتا ہے اور کوآپریٹو سوسائٹیز کی کوآپریٹو موومنٹ کو flourish کرنے کے لیے supervise کرتا ہے۔ کوآپریٹو بنک ایک کوآپریٹو سوسائٹی ہے کسی بھی کوآپریٹو سوسائٹی پہ کسی قسم کا گورنمنٹ کا رول لاگو نہیں ہوتا وہ independent entity ہوتی ہے اور اس entity کی management اس کا انتظام سنبھالتی ہے اور اسی طرح کوآپریٹو بنک ایک independent entity ہے وہ کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، باقی سوالات آپ اپنے سوال کے موقع پر اٹھا لیجیے گا۔

رانا آفتاب احمد خان، بورڈ آف ڈائریکٹرز کا رجسٹرار کوآپریٹو گورنمنٹ employee ہوتا ہے گورنمنٹ آف پنجاب کا نمائندہ اس کو کنٹرول کرتا ہے۔ ان کا اپنا ادارہ ہے یہ مجھے بتائیں رجسٹرار کوآپریٹو کون ہے؟ کیا وہ گورنمنٹ آف پنجاب کا گریڈ 20 کا آفیسر نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، ہوتا ہے لیکن ایک کوآپریٹو بنک یا ایک کوآپریٹو سوسائٹی اپنے رولز بھی بناتی ہے اس کے رولز کے مطابق انھوں نے یہ بھرتی کی ہے تو اس پہ ایک اصولی بحث آ سکتی ہے کہ کیا آپ کوآپریٹو سوسائٹیز کو اپنے الگ independently رولز بنانے کا استحقاق دیتے ہیں یا نہیں دیتے اگر ان کو استحقاق ہے تو ان رولز کے مطابق انھوں نے یہ کام کیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جی Not against the rules of the government وہ رولز بنا سکتے ہیں مگر وہ گورنمنٹ کے خلاف اپنا رول نہیں بنا سکتے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب اگر سوال یہ ہے کہ انھوں نے صرف پنجاب گورنمنٹ کے ہی رول بنانے ہیں تو انھیں اپنے رول بنانے کی ضرورت کیا ہے۔ وہ اپنے رولز اسی لیے بناتے ہیں کہ اپنے چھوٹے موٹے معاملات میں تھوڑی بہت autonomy حاصل ہوتی ہے۔یہ autonomy کا اصول مرکز میں، صوبوں میں نیچے ضلعوں میں سب چلتا ہے۔تھوڑے تھوڑے اختیارات exclusively ہر ادارے کے ہوتے ہیں۔ جناب غلام حیدر کھچی صاحب میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔

حاجی غلام حیدر خان کھچی، جناب والا! میرا یہ سوال تھا کہ جب اشتہار نہیں آیا اور نو بچے appoint ہوئے ۔ سارے ایک ہی صوبائی حلقے سے ہیں۔جبکہ وہ ملتان ڈویژن سے ہونے تھے ۔ کوئی ایک وہاڑی کا بھی ہو جاتا' حالانکہ وہاڑی کے بہت لوگ بھی میرٹ پر آتے ہیں اور کوآپریٹو بنک بھی اسی سائیڈ پر ہے۔

وزیر امداد باہمی ، جناب سپیکر! ہر علاقہ کے لوگوں کے تعلیمی معیار اور جستجو پر depend کرتا ہے کہ وہ حصول روزگار کے لیے کتنی جدوجہد کرتے ہیں اور مختلف ذرائع کو استعمال کرتے ہیں۔فاضل دوست نے اپنے علاقہ میں شاید ہو سکتا ہے کہ تعلیمی میدان میں اتنی ترقی نہ کروائی ہو کہ وہاں کے لوگ مقابلہ کر کے آ سکیں۔

جناب سپیکر، بہرحال! میاں فضل حق صاحب

میاں فضل حق، وزیر صاحب نے دو چیزوں کا ذکر کیا' ایک کوآپریٹو سوسائٹی کے متعلق ہے۔ تو میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کیوں کہ اس کا سوال سے تعلق نہیں ہے' جو انھوں نے کہا ہے اس کے ریفرنس سے بات کروں گا۔ کیا جو ماڈل ٹاؤن سوسائٹی ہے اس کی اپنی کوئی entity ہے یا نہیں ہے؟

وزیر امداد باہمی ، کوآپریٹو سوسائٹی کی اپنی ایک Act کے مطابق الگ entity ہے۔

میاں فضل حق، میرا سوال ہے کہ ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو سوسائٹی ہے کہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں فضل حق ، جناب کیا نہیں بنتا۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال نہیں بنتا۔

میاں فضل حق، جناب میں تو ضمنی سوال کر ہی نہیں رہا۔ I was on a point of order کہ ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو سوسائٹی کی اپنی الگ حیثیت ہے یا نہیں ہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے کہا ہے کہ "ہے"۔

میاں فضل حق، "ہے" تو پھر ٹھیک ہے۔ Thank you Sir.

چودھری احمد یار گوندل، وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یکم ستمبر سے پہلے چار پوسٹیں خالی تھیں۔ ستمبر میں انھوں نے اپنے رولز کے مطابق چار بھرتی کر لیے' رولز صحیح ہیں یا غلط ہیں۔ اکتوبر میں انھوں نے پانچ بھرتی کیے' یہ پانچ اسامیاں جو آئی ہیں کیا ان کے خلاف کوئی کیس تھا جن کو ڈسچارج کیا گیا اور ان کی جگہ یہ نئی بھرتی کی گئی یا یہ پانچ پوسٹیں کیسے create ہو گئیں۔ جبکہ بھرتی ستمبر میں مکمل ہو گئی تھی پھر اکتوبر میں پانچ نئی آ گئیں۔ کیا پانچ ملازم نکالے گئے ہیں یا نئی سیٹیں آ گئی ہیں۔ وہ بھی اکتوبر میں ایسے ہوا کیا اکتوبر میں روزانہ ایک سیٹ نکالی جاتی تھی۔

وزیر امداد باہمی ، میں فاضل ممبر کی تشفی کے لیے اس کی وضاحت کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ کوئی بھی محکمہ ہو ' اس میں مختلف age group کے لوگ ملازمت کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کے اوقات ریٹائرمنٹ بعض دفعہ ہر مہینے ایک دو چار ریٹائر ہوتے رہتے ہیں یا بعض اوقات ٹرانسفر پوسٹنگ سے بھی ہر مہینے پوسٹیں خالی ہوتی رہتی ہیں اور پر بھی ہوتی رہتی ہیں۔ یہ نارمل طریقہ کار ہے۔

جناب سپیکر: چار سیٹیں ستمبر میں خالی ہوئیں اور چار اکتوبر میں خالی ہوئیں۔ راجہ بشارت صاحب

جناب محمد بشارت راجہ: جناب سپیکر سوال کے جز "ج" کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ بنک کے سٹاف رولز کے تحت بھرتی کی گئی ہے۔ اس کے لیے کوئی بورڈ وغیرہ بھی تشکیل دینا ضروری نہیں تھا۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ نو افراد کو بھرتی کیا گیا ہے، کیا ان پوسٹوں کے لیے صرف یہی نو درخواستیں تھیں یا اور بھی درخواستیں دی تھیں اور دی تھیں تو کتنی درخواستیں تھیں۔؟

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! اس وقت درخواستوں کی صحیح تعداد میرے پاس موجود نہیں ہے لیکن نو سے زیادہ درخواستیں موجود تھیں۔

جناب محمد بشارت راجہ: اگر نو سے زیادہ درخواستیں تھیں تو ان نو افراد کو کس criteria کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا۔

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! ان نو افراد کی مقامی مجاز آفیسر نے انٹرویو کر کے سلیکشن کی تھی۔ جو پروسیجر کے مطابق ہے۔

چودھری احمد یار گوندل: کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ اکتوبر 94ء کے بعد آج تک کوئی آدمی بھرتی کیا گیا ہے؟ یا اس کے بعد دو سال میں کوئی سیٹ خالی نہیں ہوئی۔

وزیر امداد باہمی: جناب اس کے بعد بھی بنک میں بھرتی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اس کے بعد بھی بھرتی کی گئی ہے۔ ساڑھے دس بجے Call Attention Notice شروع ہو جائے گا۔ پانچ منٹ میں ایک سوال آگے ہو سکتا ہے۔ سید تابش الوری صاحب کا سوال ہے۔

سید تابش الوری: سوال نمبر 1691

نتیجہ کے اعلان میں تاخیر کی وجوہ

*1691۔ سید تابش الوری: کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ویونگ و فشنگ انسٹیٹیوٹ شاہدرہ لاہور میں ڈپلومہ ایسوسی ایٹ انجینئرنگ کا سالانہ امتحان 12۔ ستمبر 1994ء سے 2۔ اکتوبر 1994ء تک منعقد ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ امتحان کا نتیجہ چھ ماہ گزرنے کے باوجود ابھی تک شائع نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جز(الف) و(ب) کا جواب اثبات میں ہو تو نتیجہ کے اعلان میں اس غیر معمولی تاخیر کا سبب کیا ہے اور اب نتیجہ کا اعلان کب ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (رئیس مشتاق احمد)۔

(الف) یہ درست ہے کہ سالانہ امتحان مورخہ 13- ستمبر 1994ء تا 16- اکتوبر 1994ء منعقد ہوا تھا۔

(ب) ویونگ ٹیکنالوجی کا نتیجہ مورخہ 28مارچ 1995ء کو شائع ہو چکا ہے اور فنشنگ ٹیکنالوجی کا نتیجہ مورخہ 27- اپریل 1995ء کو شائع کر دیا گیا ہے۔

(ج) اس غیر معمولی تاخیر کا سبب یہ تھا کہ روزانہ پرچے نیشنل کالج آف ٹیکنالوجی انجینئرنگ فیصل آباد کے پروفیسر صاحبان کو نمبر لگانے کے لیے بھیج دیے جاتے ہیں وہاں سے پرچے آنے پر نتیجہ تیار کرتے وقت معلوم ہوا کہ فنشنگ ٹیکنالوجی کے ایک مضمون کے پرچوں پر نمبر نہیں لگائے گئے۔ لہذا وہ پرچے نمبر لگانے کے لیے دوبارہ فیصل آباد بھجوائے گئے۔ یہ پرچے 6- اپریل 1995ء کو فیصل آباد سے واپس وصول ہوئے تاہم فنشنگ ٹیکنالوجی کا نتیجہ بھی تیار کر کے 27- اپریل 1995ء کو شائع کر دیا گیا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر، اب ایسا کرتے ہیں کہ اس کے سپلیمنٹری سوالات اگر دوستوں نے پوچھنے ہیں تو یہاں وقفہ سوالات کو روک کر آدھے گھنٹے کے لیے Call Attention Notice لے لیتے ہیں تاکہ قائد ایوان کی خواہش پوری ہو سکے اور اس کے بعد پھر اس وقفے کو پورا ایک گھنٹہ کرنے کے لیے بقیہ سوالات اس وقت لے لیے جائیں گے۔ اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔ اس مرتبہ دو قسطوں کے Call Attention Notice ہیں پچھلے پیر کے جو ملتوی شدہ تھے اور اس پیر کے جو نئے ہیں تو چار Call Attention Notice ہیں۔ میں خواہش کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ اگر دوست یہ چاہیں کہ سارے سوالوں کے جواب ملیں تو پھر ذرا فالتو بحث نہ کی جائے اور ضروری سپلیمنٹری تک محدود رکھا جائے۔ میاں معراج دین صاحب آپ کا Call Attention Notice ہے۔

ضلع شیخوپورہ میں نوجوان لڑکی کے ساتھ ظلم اور زیادتی

میاں معراج دین: کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ میں 96-8-18 کو ایک 14 سالہ غریب محنت کش لڑکی جو کہ اپنی والدہ کے ساتھ بیوگان کے لیے بنائے گئے سرکاری کوارٹرز میں رہائش پذیر تھی اس کو شاہد عرف شاہدو، مولوی ذوالفقار وغیرہ نے بھرے بازار سے اسلحہ کے زور پر اغواء کیا اور ایک مکان میں لے جا کر لڑکی کے ساتھ کئی گھنٹے تک ظلم اور زیادتی کرتے رہے اور بے ہوشی کی حالت میں باہر گلی میں پھینک دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب لڑکی کی والدہ نے اس ظلم اور بربریت کے خلاف شور مچایا تو ملزمان نے اس کو گندی گالیاں دیں اور تشدد کا نشانہ بنایا اور فرار ہو گئے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس درندگی اور بربریت کی واردات کے ملزمان کے خلاف کون سی دفعات کے تحت ایف آئی آر درج کی گئی ہے اور کیا ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے ان کے نام کیا ہیں اگر نہیں گرفتار کیا گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز ایف آئی آر کی کاپی ایوان میں پیش کی جائے؟

جناب سپیکر: جناب قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر!

(الف) ایس پی شیخوپورہ کی رپورٹ کے مطابق اس وقوعہ کے بارے میں مقدمہ نمبر ۲۵۲/۹۶ مورخہ ۱۴-۸-۹۶ بجرم ۱۰ حدود آرڈیننس تھانہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ درج ہو چکا ہے۔ یہ واقعہ ۱۴۔ اگست کا ہے، نہ کہ ۱۸۔ اگست کا جیسا کہ کال اٹینشن میں بیان کیا گیا ہے۔ ایف آئی آر کے مطابق مورخہ ۱۴-۸-۹۶ کو بوقت ساڑھے دس بجے دن مسماۃ آسیہ کی والدہ نسیم بی بی سودا وغیرہ لینے بازار گئی ہوئی تھیں۔ مسماۃ آسیہ اپنی والدہ کا پتا کرنے کے لیے گلی کے موڑ سے گزرنے لگی تو مسمی شاہد عرف شاہدو خالی ہاتھ، ذوالفقار مولوی مسلح رائفل ٹرپل ٹو، ایک نامعلوم شخص خالی ہاتھ کھڑے تھے۔ مولوی ذوالفقار اور اس کے ساتھیوں نے آسیہ کو اسلحے کے زور پر زبردستی کھینچ کر بیٹھک کے اندر لے گئے۔ آسیہ نے شور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ملزمان نے اس کا منہ دوپٹے سے باندھ دیا۔ اور جان سے مارنے کی دھمکی دی۔ مولوی ذوالفقار اور دوسرے نامعلوم شخص نے زبردستی اس کے ساتھ زنا کیا۔ بعد ازاں دھکے دے کر اسے

بیٹھک سے باہر نکال دیا۔ اس اثنا میں اس کی والدہ وہاں آ گئی جسے نامعلوم شخص نے مارا پیٹا۔ آسیہ کے بیان پر مقدمہ درج ہوا۔

(ب) بمطابق ابتدائی رپورٹ یہ بات درست ہے کہ لڑکی کی والدہ نسیم بی بی کو نامعلوم شخص نے تھپڑ اور جوتے مارے۔

(ج) ملزمان کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۰ حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء درج کیا گیا تھا جو کہ بعد میں زنا آرڈیننس اور ۳۴ /۳۳۵ ایزاد کیا گیا۔ اس میں کل تین ملزمان تھے جن میں سے شاہد عرف شاہدو کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ بقایا ملزمان کے گھر مقفل ہیں۔ تمام ممکنہ مقامات پر ریڈ کیے جا رہے ہیں۔ ڈی ایس پی صدر ذاتی طور پر اس مقدمے کی تفتیش کی نگرانی کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی بقایا ملزمان کو گرفتار کر کے تفتیش کی جائے گی۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے۔

میاں معراج دین، جی جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ صاحب فرمائیں گے کہ جن ملزمان کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا' کیا وہ کسی خاص پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں؟ اور ان کی پشت پناہی کوئی خاص ایک شخصیت کر رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ، جہاں تک مجھے علم ہے' یا میرے پاس جو رپورٹ ہے' اس کے مطابق وہ کسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے' بلکہ یہ نام فیملی کرمنل فیملی ہے۔ ان کے والد لاہور میں گرفتار ہیں۔ اور اسلحہ ایکٹ کے تحت ان کے خلاف مقدمات ہیں۔ یہ جو دو آدمی تھے' مولوی وغیرہ دو بھائی' ان کے خلاف بھی مقدمہ ۴ /۳ ایکسپلوزو ایکٹ کے تحت درج ہے۔ اور یہ تمام ضمانت پر رہا ہیں۔

جناب سپیکر، جی۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ موصوف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ایک طرف تو ہم یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم نے لاء اینڈ آرڈر کو maintain کر لیا ہے۔ سب حالات اچھے ہو گئے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس غریب لڑکی کے ملزمان گرفتار نہیں ہوئے۔ تو ان کی گرفتاری کے لیے کوئی سدباب کیا جائے۔

جناب سپیکر، نہیں' انھوں نے بتایا ہے کہ کچھ تو گرفتار ہو گئے ہیں۔ جو نہیں ہوئے ان کے گھروں

پر چھاپے مار رہے ہیں۔

میاں معراج دین، میں وہی عرض کر رہا ہوں۔ یہ چھاپے مار رہے ہیں۔ جب کسی کو گرفتار کرنا ہوتا ہے تو ہمارے ایم پی اے بھی اس میں گرفتار کرانے کے لیے شامل ہو جاتے ہیں۔ اس کے لیے ابھی تک گرفتاری کیوں عمل میں نہیں آئی؟

جناب سپیکر، جی

وزیر اعلیٰ، میرے خیال میں معزز رکن نے میرا جواب غور سے نہیں سنا۔ اس میں میں نے یہ عرض کی تھی کہ ایک ملزم شاہدو گرفتار ہو چکا ہے۔ باقی دو ملزمان کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ جلد گرفتار ہو جائیں گے۔ اور میں نے یہ تفتیش ڈی ایس پی کو خود دی ہے اور ڈی ایس پی کو میں نے یہ کہا ہے کہ آپ خود اس کیس کی نگرانی کریں۔ اگر سات دن کے اندر ملزمان گرفتار نہ ہوئے تو میں آپ کے خلاف ایکشن لوں گا۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے' آگے چلتے ہیں---- جی۔

میاں معراج دین، جو انھوں نے ڈی ایس پی کو فرمایا تھا' اس کو سات دن گزر گئے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر، آپ نے کب یہ مہلت دی تھی اور سات دنوں میں کتنے دن باقی ہیں۔

وزیر اعلیٰ، یہ تو پرسوں کی بات ہے۔ پرسوں یہ میرے پاس آیا تھا۔

جناب سپیکر، ابھی پانچ دن باقی ہیں۔

وزیر اعلیٰ، اور انھوں نے کل ایک ملزم گرفتار بھی کر لیا ہے۔

میاں معراج دین، کال اٹینشن نوٹس کا جو پہلا دن تھا' اس وقت ان کو اطلاع ملی۔ لیکن یہ واقعہ تو کب کا ہو چکا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ مہربانی فرما کر ذرا جلدی کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر، جی' بجا ہے۔ اسی لیے یہ کال اٹینشن نوٹس ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے اور قائد ایوان کی خصوصی توجہ کی وجہ سے اس مقدمے میں اب اور بہتری ہو جائے گی۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے----

راجا سلطان عظمت حیات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیے راجا صاحب۔

راجا سلطان عظمت حیات، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ سپیکرز گیلری میں ممبران کے علاوہ آیا سرکاری ملازمین بھی بیٹھ سکتے ہیں؟ یا وہ وہاں آپ کی اجازت سے بیٹھے ہیں؟

جناب سپیکر، سپیکرز گیلری میں کوئی بھی سپیکر کی اجازت سے بیٹھ سکتا ہے۔

راجا سلطان عظمت حیات، اگر کوئی سرکاری ملازم آپ کی اجازت کے بغیر بیٹھے تو اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، وہ بھاگ گئے ہیں جی۔

جناب سپیکر، چلیے' اچھا ہے۔

میاں فضل حق، جو وہاں بیٹھے تھے آپ کو پتا ہے کہ ان کا کس ڈیپارٹمنٹ سے تعلق تھا؟

جناب سپیکر، نہیں' مجھے نہیں پتا۔

میاں فضل حق، ان کا تعلق پولیس ڈیپارٹمنٹ سے تھا اور وہ باوردی تھے۔

جناب سپیکر، اصل میں اُدھر جگہ کم ہو گی' اس لیے انھیں اِدھر بٹھا دیا ہو گا۔ چلیے' کوئی ایسی بات نہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔

گلبرگ لاہور میں تاجر کے گھر پر پولیس فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت

حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 5 ستمبر 1996ء کو پولیس کی بھاری نفری نے راجہ ریاض احمد معروف تاجر کے گھر سفید کپڑوں میں داخل ہو کر اندھا دھند فائرنگ کر دی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس کی اس فائرنگ سے راجہ ریاض کے جوان سال بیٹے فواد ریاض پولیس کی گولیوں سے شہید ہو گئے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس واقعہ کی کتنی ایف آئی آرز کس کس تھانہ میں کن کن افراد کے خلاف کب درج ہوئیں۔ ان کی نقول ایوان کی میز پر رکھی جائیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعہ کی انکوائری کرائمز برانچ نے بھی کی ہے اگر ایسا ہے تو اس انکوائری رپورٹ میں کن کن پولیس ملازمین اور پولیس افسران کو اس واقعہ کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے ان کے نام اور عہدہ جات کیا ہیں اور حکومت نے اب تک ان ملزمان کے

خلاف کیا کارروائی کی ہے۔ نیز انکوائری رپورٹ کی کاپی بھی ایوان میں پیش کی جائے؟

جناب سپیکر، جناب قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! جب یہ واقعہ میرے علم میں آیا تو اسی وقت میں نے جوڈیشل انکوائری کا حکم دے دیا۔ جس پر سیشن جج قصور کو تعینات کیا گیا ہے۔ چونکہ اس معاملے کی انکوائری عدالت کر رہی ہے' اس لیے اس وقت اس کے متعلق میرا بیان دینا کوئی اچھی بات نہ ہو گی۔ بلکہ یہ contempt of court کے زمرے میں بھی آتا ہے۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ انکوائری کی رپورٹ آنے تک اس کو پینڈنگ رکھ لیں اور انکوائری کی رپورٹ کے بعد میں یہ واقعات یہاں بیان کروں گا۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ جو سیشن جج کے بارے میں بات کی گئی ہے' یہ کل کی بات ہے اور کال اٹینشن نوٹس کی باری پرسوں تھی۔ اس وقت تک کوئی جوڈیشل انکوائری مقرر نہیں کی گئی تھی۔ میں تو اس سے پہلے کے واقعات پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، لیکن چونکہ اب کل واقعہ ہو چکا ہے' کل گزر چکا ہے' اس دن جو فیصلے ہوئے وہ آج پر لاگو ہیں۔ اس لیے اگر جوڈیشل انکوائری آرڈر ہو گئی ہے تو پھر یہ معاملہ sub judice ہو جاتا ہے۔ بہتر ہے' اگر آپ کو کوئی پھر اعتراض ہو گا تو دوبارہ کال اٹینشن نوٹس دے لیجیے۔ انکوائری کی رپورٹ آ جائے۔ آگے چلتے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، اسی کو پینڈنگ کر لیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' اس کو ہم اپنے ریکارڈ میں رکھ لیں گے۔(مداخلت) نہیں' اب اس پر بات نہیں ہو گی۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب' آپ کا کال اٹینشن نوٹس ہے۔

سی آئی اے سٹاف جھنگ کے تشدد سے نوجوان کی ہلاکت

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 19 ۔ اور 20 ۔ اگست کی درمیانی شب سپیشل سٹاف جھنگ صدر کے ہیڈ کوارٹر میں ایک نوجوان محمد عراق نول کو سرشام سی۔ آئی۔ اے سٹاف کی عمارت کے صحن میں ایستادہ پیپل کے درخت کی ایک مضبوط شاخ کے ساتھ بندھے موٹے رسے سے لٹکا کر سپیشل

سٹاف کے انچارج رانا سیف اور اس کے ہمراہی کانسٹیبلان نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس کے اس شرمناک تشدد کو سینکڑوں شہریوں اور راہ گیروں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور احتجاج کرنا چاہا تو سب انسپکٹر رانا سیف مذکور نے کلاشنکوف لہرا کر انھیں بھگا دیا اور اس کے بعد متوفی کی لاش ایک ڈبل کیبن پک اپ میں ڈال کر فرار ہو گیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس کی حراست میں اس سفاکانہ قتل کی اطلاع ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ پولیس کے سربراہ ڈی۔ ایس۔ پی' سی آئی اے' ڈی۔ ایس۔ پی' سٹی کو دی گئی مگر ان پولیس افسران نے ملزم سب انسپکٹر کی گرفتاری اور مقتول کی لاش کی برآمدگی کے لیے کوئی کارروائی نہیں کی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جھنگ کے عوام گزشتہ بائیس تیئس روز سے قاتل سب انسپکٹر کی گرفتاری اور مقتول کی لاش کی برآمدگی کے لیے مسلسل مظاہرے اور احتجاجی جلسے کر رہے ہیں اور مقامی پولیس تین ہفتے گزر جانے کے باوجود قاتلوں کی گرفتاری اور مقتول کی لاش برآمد کرنے کی بجائے' لاش کی برآمدگی اور قاتل کی گرفتاری کا مطالبہ کرنے والے پرامن لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنا رہی ہے اور ان کے خلاف جھوٹے مقدمات درج کر رہی ہے؛

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت قاتلوں کی گرفتاری اور لاش کی برآمدگی میں مجرمانہ غفلت برتنے والے جھنگ کے ایس۔ پی اور ڈی۔ ایس۔ پی کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر، جناب قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر! بمطابق رپورٹ ابتدائی نمبری 465 مورخہ 20-8-96 بجرم 302/201 ' 109 (ت۔پ) تھانہ کوتوالی جھنگ میں مسمی محمد رمضان ولد غلام علی ذات نول سکنہ 439 ج ۔ ب' تحصیل و ضلع جھنگ کے بیان پر درج ہوئی کہ 19-8-96 کو سیف اللہ سب انسپکٹر اور چار کانسٹیبلان سی۔ آئی۔ اے سٹاف نے مسمیان محمد یعقوب ولد صوفی سلطان محمود اور سرفراز ولد مہر محمد قوم بھوجیہ ' سکنہ 439 ۔ج ب' تحصیل وضلع جھنگ کے ایماء پر اس کے بھائی محمد عراق پر تشدد کیا جس کے نتیجہ میں اس کی موت واقع ہوگئی۔ بعد ازاں قتل ملزمان خصوصی محمد عراق کی لاش ایک گاڑی میں ڈال کر لے گئے اور غائب کر

دی۔ نقل رپورٹ ابتدائی لف ہے۔ اس واقعہ کی رپورٹ ابتدائی میں نامزد گواہان نے دیکھا کہ یہ غلط ہے کہ جب لوگوں نے احتجاج کرنا چاہا تو سب۔ انسپکٹر مذکور نے کلاشنکوف لہرا کر انھیں بھگا دیا۔ یہ غلط ہے کہ وقوعہ کی اطلاع ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ اور پولیس کے سربراہ' ڈی۔ ایس۔ پی' سی آئی اے اور ڈی۔ ایس۔ پی' سٹی کو دی گئی مگر ان افسران نے ملزمان سب انسپکٹر کی گرفتاری اور مقتول کی لاش کی برآمدگی کے لیے کوئی کوشش نہ کی۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسے ہی مقتول کے بھائی محمد رمضان نے پولیس کو درخواست دی کہ مقدمہ نمبر 465 مورخہ 20-8-96 بجرم 302/201 ' 109 (ت۔ پ) تھانہ کوتوالی جھنگ درج کر دیا گیا اور ملزمان کی گرفتاری اور لاش کی برآمدگی کے لیے بھرپور کوشش کی جانے لگی۔ اس مقصد کے لیے ڈاکٹر مجیب الرحمٰن خان ایڈیشنل ایس۔ پی جھنگ کی زیر نگرانی ڈی۔ ایس۔ پی' سی آئی اے اور ڈی۔ ایس۔ پی' صدر جھنگ اور انسپکٹر طلعت علی خان' تھانہ کوتوالی جھنگ پر مشتمل خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی۔ ملزم پولیس ملازمین کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے گئے۔ ان کے لواحقین کو شامل تفتیش کیا گیا۔ دن رات کی محنت اور کوشش کے بعد پانچ ملزمان سیف اللہ سب انسپکٹر' محمد سلیم کانسٹیبل' عمر دراز رضاکار' محمد یعقوب ولد صوفی سلطان محمود' سرفراز ولد مہر محمد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ خصوصی ٹیم میرٹ کے مطابق تفتیش کر رہی ہے۔

جواب (د) یہ ضمن اس حد تک درست ہے کہ جھنگ کی کچھ مقامی سیاسی شخصیات نے ضلعی پولیس افسران سے اپنی ذاتی ناراضگی کی بناء پر اور سیاسی مفادات حاصل کرنے کی غرض سے صورت حال کو بگاڑنے اور امن عامہ میں خلل ڈالنے میں بھرپور کوشش کی۔ دفعہ 144 (ت۔ پ) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خلاف قانون جلسے کیے گئے اور جلوس نکالے گئے۔ اشتعال انگیز تقاریر کی گئیں اور اشتعال انگیز نعرے بازی کر کے لوگوں کو قانون شکنی پر اکسایا گیا۔ حالانکہ اس واقعہ کا اصل ضابطہ مقدمہ درج کرنے کے بعد ملزم پولیس ملازمین کی گرفتاری اور لاش کی بازیابی میں پولیس نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ احتجاج اور ہنگامہ آرائی کے دوران تمام کارروائی میں جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب' جناب غلام احمد کاڈی صاحب اراکین پنجاب اسمبلی' سیکرٹری مسلم لیگ (ن) گروپ' بہادر خان جگڑ جماعت اسلامی پیش پیش تھے۔ مورخہ 25-8-96 کو قانون شکنی کرتے ہوئے جلوس نکالا گیا۔ اشتعال انگیز تقاریر اور نعرے بازی کی گئی۔ پولیس فوٹو گرافر کو زد و کوب کر کے اس سے سرکاری ویڈیو کیمرہ

چھین لیا۔ چودھری مشتاق احمد ڈی۔ ایس۔ پی' سی آئی اے ' محمد بشیر خان نیازی' ڈی۔ ایس۔ پی' صدر جھنگ اور چار دیگر پولیس افسران پر حملہ کر کے انھیں زخمی کیا گیا اور سرکاری جیپ کے شیشے توڑ کر اسے آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ پولیس ملازمین پر پتھراؤ کیا گیا۔ امن عامہ قائم کرنے اور ہنگامہ آرائی کے انسداد کی اور کوئی صورت نہ پاتے ہوئے پولیس کو ہلکا لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ اس ضمن میں جناب ریاض حشمت جنجوعہ ایم۔ پی۔ اے' جناب غلام احمد گاڈی ایم۔ پی۔ اے' ڈاکٹر ابوالحسن اور بہادر خان جگڑ وغیرہ کے خلاف درج ذیل مقدمات درج ہوئے۔

ا۔ مقدمہ نمبر 472 مورخہ 25-8-96 بجرم 353/395,188/186

۲۔ مقدمہ نمبر 473 بجرم 186/188,353/427,148 اور 149 (ت۔پ)

یہ امر قابل ذکر ہے کہ دوران تفتیش مسروقہ ویڈیو کیمرہ جو جزوی طور پر شکستہ حالت میں تھا ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے دو مجسٹریٹ صاحبان کے روبرو اسسٹنٹ کمشنر جھنگ کو واپس کیا۔ جبکہ تین عدد بیٹریاں اور ویڈیوں کیسٹوں کی برآمدگی ابھی باقی ہے۔

جز (الف) ' (ب) ' (ج) ' (د) کے جوابات سے عیاں ہے کہ پولیس کی طرف سے ملزمان کی گرفتاری میں کوئی کوتاہی نہیں برتی گئی۔ ایف۔ آئی۔ آر کے تمام نامزد ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔ مدعی مقدمہ کی خواہش کے مطابق تفتیش ایڈیشنل ایس۔پی صاحب' جھنگ کے سپرد ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر، جی' کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ رانا سیف سب۔ انسپکٹر اور اس کے ہمراہی چار کانسٹیبلان کے خلاف 302 کا مقدمہ درج کیا گیا ہے جس میں سے ایک کانسٹیبل کا نام محمد سلیم اور ایک پولیس رضاکار کا نام عمر دراز بتایا گیا ہے۔ باقی دو کانسٹیبلان کے نام کیا وزیر اعلیٰ اس ایوان کو بتا سکتے ہیں؟

وزیر اعلیٰ: جناب والا! میں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی وہ پہلے ایف۔ آئی۔ آر پڑھ لیں۔ اس کے بعد یہ مجھ پر سوال کریں۔ ایف۔ آئی۔ آر میں ملزموں کے جو نام درج ہیں وہ تمام ملزم گرفتار ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر، جی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! ایف۔ آئی۔ آر میں صرف چار کانسٹیبلان کا ذکر ہے کہ تھانیدار کے ہمراہ شریک جرم چار اور پولیس کانسٹیبلان تھے۔ یہ 19۔ اور 20۔ اگست کی درمیانی رات کا واقعہ ہے۔ آپ پولیس کی اعلیٰ کارکردگی ملاحظہ کریں کہ آج تک پولیس مقتول کے پسماندگان کو یہ نہیں بتا سکی کہ اس سب۔ انسپکٹر کے ساتھ وہ چار کانسٹیبلان کون تھے جو اس وقت ڈیوٹی پر تھے۔ میں نے اس لیے پوچھا ہے کہ کیا وزیر اعلیٰ صاحب کو انھوں نے بتایا ہے کہ وہ چار کانسٹیبلان کون تھے؟

جناب سپیکر، نہیں' انھوں نے فرمایا ہے کہ جتنے بھی ایف۔ آئی۔ آر میں درج تھے ان سب کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، نہیں ہوئے ناں جی۔

وزیر اعلیٰ، جو نام درج تھے وہ گرفتار ہو چکے ہیں اور انھوں نے دو نامعلوم افراد بھی لکھوائے ہیں۔ یہ بتائیں کہ وہ کون سے افراد ہیں ہم ان کو بھی گرفتار کر لیں گے۔ اس ایف۔ آئی۔ آر میں آپ نے جو لکھایا ہے میں تو اس کے مطابق بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' آپ کی بات واضح ہے۔ جن کے نام درج تھے وہ تو گرفتار ہو چکے ہیں اور جو نامعلوم تھے یا تو آپ ان کا نام بتا دیں تو انھیں گرفتار کر لینے کے لیے وہ تیار ہیں اور اگر آپ کو بھی نہیں پتا تو جب ان کو پتا چلے گا تو ان کو گرفتار کر لیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! یہی تو میرا استدلال ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ کی بات بڑی واضح ہے کوئی غیر واضح بات میں بھی نہیں عرض کر رہا۔ میں بھی یہ عرض کر رہا ہوں کہ تقریباً ۲۶'۲۷ روز ہو گئے ہیں پولیس کے دو ڈی۔ایس۔پی صاحبان اور ایک ایڈیشنل ایس۔پی کی نگرانی میں بقول جناب وزیر اعلیٰ صاحب جو رپورٹ بتائی گئی ہے تفتیش ہو رہی ہے لیکن وہ آج تک یہ بھی پتہ نہیں کر سکے کہ وہ کانسٹیبلان جو اس وقت سب انسپکٹر کے ساتھ ڈیوٹی پر تھے اور جنھوں نے اس شرم ناک تشدد میں حصہ لیا اور ایک انسان کو موت کے گھاٹ اتارا ان کے نام ہی کیا ہیں؟ اور ان دو کانسٹیبلان میں سے ایک محمد سلیم کو تو پکڑا گیا اور ایک پولیس رضاکار عمر دراز کو پکڑا گیا تو کیا پولیس ابھی تک یہ پتہ نہیں کر سکی کہ وہ دو کانسٹیبلان کون تھے جو اس سب انسپکٹر کے شریک جرم تھے؟

جناب سپیکر، جی۔ ان کے جواب سے واضح ہے کہ ابھی تک پتہ نہیں کر سکی۔ آگے چلیے کوئی اور سوال کیجیے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو جو رپورٹ دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، ایس۔پی صاحب اور ڈی۔ایس۔پی صاحبان کو اس واقعہ کی اطلاع رات کو ٹیلیفون پر نہیں دی گئی۔ جناب والا! ایس۔پی صاحب اور ڈی۔ایس۔پی حضرات تو اس کیس میں فریق ہیں۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کو اس ایوان میں بلا کر ان سے حلف سے یہ بات پوچھی جائے کہ مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری، ڈاکٹر ابوالحسن نے رات کے بارہ بجے انہیں اطلاع دی تھی یا نہیں دی تھی؟

جناب سپیکر، انہیں سے مراد ڈی۔سی یا ایس۔پی؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب ڈی۔سی۔

جناب سپیکر، تو مسئلہ ڈی۔سی صاحب کا زیر بحث نہیں ہے مسئلہ تو یہ ہے کہ ایس۔پی کو یا اس کو دی گئی ہے یا نہیں دی گئی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! وہ تو فریق ہیں۔ ان کا تو کسی حلف پر، کسی بات پر یقین کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا ہوں کیونکہ ہمارے ایس۔پی صاحب کا کریکٹر اور کردار تو ویسے بھی سارے جھنگ پر واضح ہے کہ وہ کس کریکٹر اور کس ذہن کے مالک ہیں۔ البتہ ڈپٹی کمشنر صاحب سے یہ بات پوچھی جائے۔ جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی ہے ان کو بھی صحیح واقعات بتانے کی کوشش نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر، گویا۔ آپ کا کہنا یہ ہے کہ ایس۔پی اور ڈی۔ایس۔پی کو تو چھوڑیے لیکن ڈی۔سی کو اطلاع دی گئی یا نہیں۔ ڈی۔سی سے پوچھا جائے اور وہ شاید بتا دیں کہ یہ اطلاع دی گئی تھی۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! جو یہ واقعہ ہوا ہے یہ خاصا افسوس ناک واقعہ ہے۔ ریاض حشمت صاحب پنجاب میں جس افسر سے چاہیں میں یہ انکوائری اس کے سپرد کرنے کو تیار ہوں۔

دوسرا جناب والا! ڈی۔ایس۔پی نیازی نے ان کے ساتھ کوئی بدتمیزی کی تھی جس کی انہوں نے میرے پاس شکایت کی تھی اور میں نے اس کو وہاں سے فوری طور پر ٹرانسفر کر دیا ہے اور اس کو وہاں سے ٹرانسفر ہوئے دو دن ہو گئے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! اب میرا سوال یہ ہے کہ مقتول کی dead body جس ڈبل کیبن پک۔ اپ میں ڈال کر یہ تھانیدار رائفل لہراتا ہوا فرار ہوا۔ کیا پولیس نے آج تک وہ ڈبل کیبن پک۔اپ برآمد کی ہے؟

وزیر اعلیٰ، جناب والا! وہ ڈبل کیبن پک۔اپ رجسٹریشن نمبر ٹی۔ایس ۹۰۸ کو trace out کر لیا گیا ہے جو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک کلاتھ مرچنٹ کی ملکیت بتائی جاتی ہے۔ اور اسے بہت جلد قبضہ پولیس میں لے لیا جائے گا۔

جناب سپیکر، بجا ہے۔ میرا خیال ہے کافی سوال ہو گئے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میرا آخری سوال ہے۔

جناب سپیکر، اب تھوڑا سا وقت باقی ہے۔ میرے پاس صرف پانچ منٹ ہیں اور اگلا سوال بھی بڑا ضروری ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! سب سے بڑا اہم مسئلہ ہے اور وہ ہے dead body کی recovery۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! ۲۶ روز گزر چکے ہیں اور آج تک مقتول کی بہنیں اپنی چوکھٹ پر بیٹھیں اس کی میت کا انتظار کر رہی ہیں۔ جناب وزیر اعلیٰ میرے صوبہ کے چیف ایگزیکٹو ہیں میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں۔ جناب والا! میں ان سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جس صوبہ میں پولیس کی حراست میں اور پولیس کی custody میں ایک انسان مر جائے اور ۲۶ روز گزر جانے کے باوجود بھی پورے ضلع کی پولیس ایک اپنے سب۔انسپکٹر سے dead body recover نہ کر سکے تو اس dead body کا مطالبہ کرنے والے جو لوگ ہیں وہ اگر سڑکوں پر آئیں اور وہ آ کر اگر مطالبہ کریں------ (Shame ... Shame ..... Shame. ...) تو وزیر اعلیٰ صاحب ایسے افسران کے خلاف کیا رویہ اختیار کریں گے اور وہ dead body کے متعلق واضح بتائیں کہ وہ وارثان کو ملے گی یا نہیں ملے گی؟

وزیر اعلیٰ، جناب والا! مجھے آج تک جو اطلاع دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اس dead body کو

ملزموں نے تریموں ہیڈ پر پھینک دیا تھا۔ اس کے بعد فلڈ آنے کی وجہ سے آج تک وہ باڈی نہیں مل سکی۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ دستیاب ہو جائے مگر مجھے امید نہیں کہ وہ دستیاب ہو جائے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! ایک بات واضح طور پر آ چکی ہے کہ انہوں نے اتنا بڑا جرم کیا اور اس کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب نے خود فرمایا ہے کہ انہوں نے وہ ڈیڈ باڈی تریموں ہیڈ سے گرا دی ہے۔ یعنی گھناؤنے جرم کا ارتکاب ہو چکا ہے باقی انکوائری تو بعد کی بات ہے۔ تو میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ دریافت کروں گا کہ کیا وہ افسران یا افسر سروس میں رہنے کے اہل ہیں ----

جناب سپیکر، دیکھیے۔ جب تک انکوائری ہو رہی ہے ہو سکتا ہے کہ اس میں ---------

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! یہ بات تو پہلے ہو چکی ہے کہ انہوں نے ڈیڈ باڈی تریموں ہیڈ سے پھینک دی ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ ایسے افسر کو پکڑ کر زندہ تریموں ہیڈ سے نیچے پھینک دیا جائے۔ اور اس کے بعد اس کی انکوائری ہو۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ ہر چیز قانون کے مطابق ہوتی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب بے گناہ شہریوں کو تو مارا جاتا ہے کیا پولیس افسر کو پولیس مقابلے میں نہیں مارا جا سکتا۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ مہربانی۔ ہر چیز قانون کے دائرے میں ہو تو بہت بہتر ہے۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ تمام ملزمان کے خلاف ۳۰۲ کے تحت مقدمہ درج ہو چکا ہے اور سب۔ انسپکٹر مذکور کو نوکری سے suspend کر دیا گیا ہے ------

آوازیں۔ نہیں۔ اس کو پھانسی دی جائے۔ پھانسی دی جائے۔ پھانسی دی جائے۔

MR SPEAKER: I call the House to order.

وزیر اعلیٰ، اور اس کو بہت جلد نوکری سے بھی فارغ کر دیا جائے گا۔ جہاں تک انہوں نے کہا ہے کہ اسے موقع پر پھانسی دی جائے۔ آپ مجھے بتائیں کہ کس قانون کے تحت ہم اس کو پھانسی دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ یہ غلط بات ہے۔ (قطع کلامیاں) جی آپ تشریف رکھیں۔ آپ غلط بات کر رہے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ بھی قانون کو چھوڑ دیں۔ خدا کے لیے قانون ساز اسمبلی

میں بیٹھ کر آپ قانون کی دھجیاں مت اڑانے کی تلقین کیجیے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر ـــــ

جناب سپیکر، نہیں ۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب والا! ایک آخری بات۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کیس کی انکوائری پنجاب پولیس کے نیک نام افسر جناب غلام محمد کلیار کے سپرد کی جائے جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ میری استدعا ہے۔

جناب سپیکر، چلیے ۔ آپ نے بتا دیا ہے ۔ انہوں نے تو اس بارے میں وعدہ کیا ہے ۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! میں آئی ۔ جی صاحب کو ابھی حکم دیتا ہوں کہ اس کیس کی انکوائری غلام محمد کلیار کو دی جائے ۔

جناب سپیکر، مہربانی ۔ ---------- حاجی مقصود احمد بٹ ۔

سابق وزیر اعلیٰ کے بیٹے ثمر حیات ٹوانہ کا قتل

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ وزیر اعلیٰ کے بیٹے ثمر حیات ٹوانہ کو قاتلوں نے اس وقت قتل کر دیا جب وہ اپنی کار پر اپنے گھر سے چند گز کے فاصلے پر تھے؟

(ب) اس قتل کی ایف۔ آئی۔ آر کن کن افراد کے خلاف کس تھانہ میں کب درج ہوئی ان کے نام کیا ہیں اور ان میں سے کتنے ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس قتل کی جو ایف ۔ آئی ۔ آر مدعیوں کی طرف سے درج کروائی گئی ہے اس میں پولیس افسران نے اپنی مرضی سے چند دیگر افراد کے نام بھی شامل کر لیے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور حکومت ان افسران کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، جناب قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ سابقہ وزیر اعلیٰ کے بیٹے ثمر حیات ٹوانہ کو اس وقت قتل کیا گیا جب وہ اپنے گھر سے تھوڑے سے فاصلے پر تھے۔

(ب) اس مقدمہ کی ایف۔آئی۔آر نمبر ۲۶۷ مورخہ ۹۶-۹-۵ زیر دفعہ ۳۰۲، ۳۲۴، ۱۴۸، ۱۴۹ اور ۱۰۹ ت۔پ تھانہ ڈیفنس میں درج کروائی گئی ہے۔ اس میں درج ذیل ملزمان کے نام ہیں۔
مظہر عرف تبی ۔ نعیم حیدر عظیم خان عرف جمی ۔ سائرس باکسر، فاروق ٹوانہ ۔ اظہر عرف گوگی۔ عزیز شاہ ۔ سکندر شاہین مسماۃ نمی ۔ ڈاکٹر سعید الہیٰ ۔ ظل الہیٰ ۔ کامران عرف کامی۔
ابھی تک کوئی ملزم گرفتار نہ ہوا ہے اور ان کی گرفتاری کی سر توڑ کوشش جاری ہے ۔

(ج) یہ غلط ہے کہ پولیس نے اپنے ایما پر کچھ لوگوں کے نام ایف۔آئی۔آر میں درج کر دیے ہیں۔ مدعی نے تمام ملزمان کے نام اپنی شکایت میں درج کیے تھے اور اس کی بنا پر مقدمہ رجسٹر ہوا۔ میں نے پہلے بھی یہ بیان کیا ہے کہ جو مقدمہ درج ہوا ہے اس پر تحریری درخواست مدعیہ نے دی ہے اور مدعیہ کے اس پر دستخط موجود ہیں۔ پولیس نے اپنی طرف سے کوئی ایف آئی آر نہیں کاٹی ۔ جو درخواست خود مدعیہ نے لکھ کر دی ہے ان کے نام اس میں درج ہیں۔

جناب سپیکر، یہ آپ کا آخری سوال ہے ۔ اس کے بعد اس کا وقت ختم کر دیا جائے گا۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر، میں محترم وزیر اعلیٰ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ مدعیان جب ایف آئی آر لکھوانے گئے تھے تو کئی گھنٹے تک ان کو تھانے میں بٹھائے رکھا ۔ ان کی رپورٹ درج نہیں کی گئی جب تک کہ جو پولیس ملزمان کے نام ساتھ لکھوانا چاہتی تھی ان کے ناموں پر وہ رضامند نہیں ہوئے اتنی دیر تک ان کی ایف آئی آر نہیں کاٹی گئی۔ انھیں مجبور کر کے ڈاکٹر سعید الہیٰ اور ڈاکٹر ظل الہی کا نام لکھایا گیا۔ کیا یہ درست ہے ۔

وزیر اعلیٰ، اس سلسلہ میں میں پہلے بھی جواب دے چکا ہوں اور وہ پچھلے سوال کی repetition کر رہے ہیں۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں نے اس مقدمہ کی تفتیش ایس پی کینٹ سے لے کر ایس ایس پی لاہور کو دی ہے کہ وہ خود اس مقدمے کی تفتیش کریں۔ اور جو ملزمان ہیں ان کو گرفتار کیا جائے اور جو بے گناہ ہیں اور اگر وہ کوئی ثبوت دے سکے تو ہم ان کو چھوڑ بھی دیں گے اور جو واقعی ملزمان ہیں ان کو ہم کسی قیمت پر نہیں چھوڑیں گے ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (..... جاری)

جناب سپیکر : کال اٹینشن نوٹس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ دوبارہ عام سوالات کے جوابات شروع کیے جاتے ہیں۔ وزیر صنعت کی جانب سے ان کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی طرف سے جواب پیش کیا جا چکا ہے۔ اس پر کوئی ضمنی سوالات اگر ہیں تو اجازت ہے۔

چودھری احمد یار گوندل: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب وضاحت فرمائیں گے۔ انھوں نے جواب میں لکھا ہے کہ نتیجہ دیر سے نکالا گیا۔ جب نتیجہ نکالنے کے لیے تیار کیا گیا تو ایک پیپر کے نمبر نہیں لگے ہوئے تھے اس کو دوبارہ فیصل آباد بھیجا گیا۔ فیصل آباد سے نمبر لگنے کے بعد آیا۔ وہ 6۔ اپریل کو بھیجا گیا اور 27۔ اپریل کو رزلٹ آ گیا۔ پہلے چھ مہینے لیٹ ہوا۔ پیپر خالی گئے اور خالی واپس آئے۔ کیا اس افسر کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے جس نے نمبر لگائے بغیر پیپر واپس کر دیے تھے۔

پارلیمانی سیکرٹری (برائے صنعت): عالی جاہ! یہ ٹیکسٹائل کالج فیصل آباد ایک ہی پرائیویٹ ادارہ ہے جو آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز کے تحت ہے۔ اس میں ماہرین ہیں اس کے علاوہ اور کہیں نہیں ہیں۔ ان کے پاس یہ پیپر بھیجے جاتے ہیں انھوں نے تمام کے نمبر لگائے ہیں۔ ایک پیپر پر وہ کسی غلطی کی وجہ سے نمبر نہیں لگا سکے۔ جب وہ پیپر واپس آئے تو یہ پتا چلا کہ اس پر نمبر نہیں لگے ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ فیصل آباد بھجوا دیا۔ انھوں نے جب نمبر لگا کر بھیج دیے تو نتیجہ کا اعلان کر دیا گیا۔

چودھری احمد یار گوندل: جس محکمہ کے پیپر بھیجے گئے تھے کیا وہ بھی پرائیویٹ ادارہ ہے۔ اگر سرکاری ادارہ ہے تو اس کے نمبر لگوانے کے لیے پرائیویٹ ادارہ کو کیوں بھیجے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: سرکاری ادارے کے امتحانوں کے پرچے غیر سرکاری ادارے کو کیوں بھیجے جاتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (برائے صنعت): اس لیے بھیجے جاتے ہیں کہ وہاں ماہرین ہیں جو ان پرچوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ کوئی ایسے آدمی نہیں ہیں کسی اور ادارے میں کہ جو ان پرچوں کو دیکھیں۔ ان پرچوں کو دیکھنے کے لیے صرف ایک ہی ادارہ فیصل آباد میں ہے۔ جہاں وہ بھیجے گئے۔

سید تابش الوری: کیا پارلیمانی سیکرٹری بیان فرمائیں گے کہ انھوں نے اعتراف کیا ہے کہ غیر معمولی تاخیر ہوئی ہے۔ اس غیر معمولی تاخیر پر جو متعلقہ ذمہ دار افراد ہیں ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری: یہ غیر معمولی تاخیر شاہدرہ انسٹیٹیوٹ میں نہیں ہوئی۔ وہ غیر معمولی تاخیر فیصل آباد میں ہوئی ہے۔ وہ مہربانی کرتے ہیں کہ ہمارے اداروں سے وہ تعاون کرتے ہیں۔ اگر وہ نہ کریں تو ہم

ان کا کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ ان کی مہربانی ہے ۔ ایک پرچے پر نمبر نہیں لگے ہوئے تھے ان کو واپس بھیجا گیا تو انھوں نے نمبر لگا کر بھیج دیے تو رزلٹ آؤٹ کر دیا گیا۔ بس یہی بات ہے۔

میاں فضل حق، جناب والا' میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی بات سمجھ میں نہیں آتی ۔ ایک تو یہ ہے کہ آرام سے اور مائیک کے آگے کھڑے ہو کر جواب دیں ۔ سوال یہ ہے کہ یہ ویونگ اور فنشنگ کا کورس ہے یہ کتنے سال کا ہے ۔ آیا یہ الگ الگ کورسز ہیں یا ایک ہی کورس ہے۔؟

پارلیمانی سیکرٹری(برائے صنعت)، یہ دو دو سال کا کورس ہے ۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ ، پاس کرنے کے لیے کتنے فیصد نمبروں کی ضرورت ہوتی ہے ۔

پارلیمانی سیکرٹری (برائے صنعت)، تمام لوگ سمجھتے ہیں کہ ہر امتحان میں 33 فیصد پر آدمی پاس ہوتا ہے ۔

جناب سپیکر ، پھر بھی ان کو پتا نہیں ہے ۔ ---------- جناب سعید احمد شرقپوری صاحب !

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، یہ جو جوابات دیے جاتے ہیں ۔ ان لوگوں کو یا ان عہدوں سے ہٹا دیں۔ اگر ان کو انفرمیشن نہیں ہے۔ ورنہ یہ بوٹی شوٹی کا سلسلہ اگر اسمبلی میں ہے تو امتحانوں میں کیسے رک سکتا ہے ۔ یہ سلسلہ بند کرائیں۔ ان کو sense ہونی چاہیے ' ان کو نالج ہونا چاہیے ۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز ۔ بھئی آپ شرقپوری صاحب کی بات کیوں نہیں سنتے ؟ آپ کو ان کی بات کی کچھ سمجھ آئی؟

آوازیں، نہیں آئی۔

جناب سپیکر، اگر سمجھ نہیں آئی تو پھر رہنے دیں۔ میرا خیال ہے کہ اب اگلے سوال پر چلتے ہیں کیونکہ اس پر کافی وقت لگ گیا ہے ۔ اگلا سوال راجہ جاوید اخلاص صاحب کا ہے ۔

راجہ محمد جاوید اخلاص : سوال نمبر 1764 ۔

سپرنٹنڈنٹ کو سلیکشن گریڈ عطا کرنا

*1764۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے گریڈ ۱ تا ۱۵ کے ملازمین پر ان کے کیڈر میں سلیکشن

گریڈ دینے کے لئے مدت ملازمت کی حد دوسال مقرر کی ہوئی ہے جب کہ سپرنٹنڈنٹس گریڈ ۱۶ کے لئے ان کے کیڈر میں سلیکشن گریڈ دینے کی مدت ملازمت کی حد پانچ سال مقرر کر دی گئی ہے جو پہلے دوسال ہی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر ملازمین سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر ترقی پانے تک عمر کے اس حصہ تک پہنچ چکے ہوتے ہیں جہاں ان کی ریٹائرمنٹ قریب ہوتی ہے اور وہ پانچ سال کی شرط کی بناء پر سلیکشن گریڈ حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گریڈ ۱ تا ۱۵ کے ملازمین کی طرح سپرنٹنڈنٹس گریڈ ۱۶ کو سلیکشن گریڈ عطا کرنے کے لیے دو سال کی مدت مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

جناب سپیکر ، جی وزیر خزانہ صاحب !

وزیر خزانہ (جناب محمد افضل سندھو) ،

(الف) حکومت پنجاب نے اپنی پالیسی میں نظر ثانی کرتے ہوئے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر ایف ڈی-پی سی13-1-89 مورخہ 22 نومبر 1995ء جاری کر دیا ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی) بی ایس1 سے بی ایس16 (سپرنٹنڈنٹس وغیرہ) کو سلیکشن گریڈ دینے کے لئے مدت ملازمت کی معیاد پانچ سال سے کم کر کے دو سال دی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلی مرتبہ جب صنعت سے متعلق سوالات تھے تو آپ نے وہ تمام سوالات pending کر دیے تھے لیکن آج ان میں سے صرف ایک میرا سوال یہاں repeat ہوا ہے باقی کوئی سوال آج یہاں نہیں دیا گیا تو ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ دوسرے سب بڑے اہم سوالات تھے ۔

جناب سپیکر : آپ کا سوال تو ہو گیا ہے پھر آپ کو کیا اعتراض ہے؟

سید تابش الوری : جناب والا! یہ تو ہاؤس کی property ہوتے ہیں۔ وہ سوال کس طرح سے رہ گئے ہیں یہ ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: الوری صاحب! وہ سوالات رانا سعید فاروق صاحب کے تھے۔ وہ اب مشیر بن گئے ہیں اس لیے ان کے سوالات نہیں آئے۔ راجہ جاوید اخلاص صاحب کا سوال 1764 ہے۔ وزیر خزانہ جواب دے رہے ہیں۔

وزیر خزانہ :جناب سپیکر ! اس سوال کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے کے جواب کے بعد دوسرے دونوں کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔22 نومبر 1995ء کو نئی notification جاری کر دی گئی تھی جس کی کاپی ساتھ لف ہے اس کے حوالے سے سکیل ایک سے 16 تک کے لوگوں کی سلیکشن گریڈ میں promotion کی مدت پانچ سال سے کم کر کے دو سال کر دی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہی ایک requirement سوال کرنے والے ساتھی کی تھی جو اس حوالے سے پوری کر دی گئی ہے۔ جناب سپیکر ! میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا 22 نومبر 1995ء کو نظرثانی شدہ پالیسی کے بعد کسی کو مینٹنگ کر کے سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے یا ابھی تک سارے کیس التوا میں ہیں؟

وزیر خزانہ : جناب سپیکر! اگر فاضل ممبر کو کسی خاص حوالے سے information درکار ہو تو ان کا نام دے دیں میں اگلی دفعہ معلوم کر کے بتا دوں گا کہ آیا ان کو دیا گیا ہے یا نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ اب آگے چلتے ہیں۔ اگلا سوال بھی راجہ جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص : سوال نمبر 1942۔

جی پی فنڈ کی ادائیگی

*1942۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اے جی پنجاب لاہور نے اپنی چٹھی مورخہ 23 ۔ اپریل1995ء کے ذریعے ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفیسر راولپنڈی کو مسٹر عبدالخالق ولد سردار خان سابقہ ایس ایس ٹی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول دیوی ضلع راولپنڈی کو جی پی فنڈ کی رقم مبلغ 25284 روپے کی ادائیگی

کے لئے لکھا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفس راولپنڈی کے اکاؤنٹس افسر عمیر اور محمد طفیل بھٹی نے مذکورہ رقم کم کر کے مبلغ 17431 روپے کر دی ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو رقم کم کرنے اور ابھی تک ادائیگی نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب محمد افضل سندھو)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) اس ضمن میں صورت حال کی وضاحت اس طرح سے ہے کہ اے۔جی پنجاب نے اپنی چٹھی میں جی پی فنڈ کی جس رقم کی ادائیگی کے لئے لکھا تھا اس میں جی پی فنڈ کی رقم پر جون 1994ء تک کا سود شامل کر کے کل رقم 25,284 روپے بنائی تھی۔جبکہ مسٹر عبدالخالق جنوری 1992ء میں ریٹائر ہوئے اور ان کے جی پی فنڈ کی رقم واجب الادا ہو گئی اور جی پی فنڈ پر سود کے قواعد کے مطابق اس رقم پر سود جون 1994ء کی بجائے صرف جون 1992ء تک لگایا جانا چاہیے تھا۔لہٰذا متعلقہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس افسر نے قواعد کے مطابق رقم کم کر کے 17,431 کر دی۔ابھی تک ادائیگی نہ کرنے کی بابت یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ مبلغ 17,431 روپے کی 20 Payment Authority - جون 1994ء کو جاری کر دی گئی تھی۔تاہم اے۔جی پنجاب کی مزید ہدایات مندرجہ چٹھی نمبر Fund-XI/37316/HM/115 مورخہ 9 ' اگست 1995ء کی روشنی میں جی پی فنڈ کی بقیہ رقم مبلغ 13,434 روپے کی Payment Authority بھی 21' اگست کو جاری کر دی ہے۔بعد ازاں مسٹر عبدالخالق نے کل رقم مبلغ 30,865 روپے (434+17,431) (30,865=13) کی ادائیگی کے لئے بل پیش کر دیئے ہیں۔اس طرح مذکور کی شکایت کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر : کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجہ محمد جاوید اخلاص : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ متذکرہ لیچر جنوری 1992ء میں

ریٹائرڈ ہوئے اور جون 1996ء تک جی پی فنڈ محکموں کے الوں تلوں کی وجہ سے اس آدمی کو نہیں ملا۔ تو کیا جتنا عرصہ یہ رقم محکمے کے زیر استعمال رہی ہے اس عرصہ کے منافع کا وہ شخص حق دار ہے یا نہیں ہے اور اسے یہ منافع دیا گیا ہے یا نہیں دیا گیا؟۔

وزیر خزانہ : جناب والا! سوال صرف ایک خاص شخص کے حوالے سے ہے کہ اس کی ایک رقم جو کہ اتنی بنتی تھی اور اتنی اسے نہیں دی گئی ہے ۔ جس کے جواب کے بارے میں معزز رکن نے فرمایا ہے کہ اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے میرا خیال ہے کہ اسے پڑھا ہوا تصور نہ کیا جائے بلکہ میں جواب پڑھ دیتا ہوں تاکہ ان کو مزید زحمت کی ضرورت نہ ہو ۔ جناب والا! سوال کا جواب یہ ہے کہ جس شخص کی وہ رقم تھی اس کی ریٹائرمنٹ کی جو computation تھی وہ 1994ء تک کی گئی تھی ۔ 1994ء تک ایک خاص رقم بنتی تھی اصل میں اس شخص کی ریٹائرمنٹ 1992ء میں ہو گئی تو اس کو 1992ء کے حوالے سے computation کے بعد جو رقم بنتی تھی وہ ٹھیک کر دی گئی ہے اور اس میں متعلقہ اہل کار کی جو شکایت تھی اس کا ازالہ ہو چکا ہے لیکن اگر میرے محترم چھوٹے بھائی کو کسی خاص حوالے سے کوئی information درکار ہے یا کوئی شکایت ہے تو میں انشاء اللہ اس کا بھی ازالہ کرنے کے لیے حاضر ہوں گا۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے بڑی مہربانی' اب پھر محکمہ امداد باہمی کی باری آ گئی ہے ۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب کا سوال ہے ۔

رانا آفتاب احمد خان : سوال نمبر 2217 ۔

محکمہ امداد باہمی کی ملکیتی اراضی

*2217۔ رانا آفتاب احمد خان، کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ ہذا کی ملکیتی اراضی صوبے بھر میں کن کن مقامات پر واقع ہے اس کا رقبہ کتنا ہے اس کا کورڈ ایریا (Coverd Area) کتنا ہے ہر شہر کے حساب سے الگ الگ تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں ۔

(ب) محکمہ ہذا نے اپنی ملکیتی اراضی کن کن افراد کو کتنے عرصے کے لئے کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے کس تاریخ کو اور کن شرائط کے تحت اور کن وجوہ کی بناء پر لیز پر دی یا فروخت کی؟

وزیر امداد باہمی (سید حسین جہانیاں گردیزی)،

محکمہ امداد باہمی کی ملکیتی اراضی پنجاب بھر میں درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام دفتر	ملکیتی اراضی		تعمیر شدہ رقبہ		کیفیت
		مرلے	کنال	مرلے	کنال	
1-	ضلع لاہور					
	سرکل رجسٹرار کوآپریٹوز شیخوپورہ	4	00	1	10	
2-	ضلع راولپنڈی					
	1- ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹوز راولپنڈی	1	14	1	14	
	2- سرکل رجسٹرار کوآپریٹوز راولپنڈی	1	14	1	14	
	3- اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹوز کہوٹہ	0	13	0	13	
	4- سرکل رجسٹرار کوآپریٹوز اٹک	9	05	6	00	
3-	ضلع ملتان					
	1- سرکل رجسٹرار، اسسٹنٹ رجسٹرار اور انڈسٹریل اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹوز ملتان	9	06	1	15	
	2- سرکل رجسٹرار کوآپریٹوز وہاڑی	2	09	0	04	
	3- سرکل رجسٹرار اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹوز ساہیوال	14	10	0	10	
	4- پروجیکٹ ڈائریکٹر پاک جرمن انسٹیٹیوٹ آف کوآپریٹو ایگریکلچر چک 5 فیس ملتان	82	06	34	00	زمین ابھی تک ادارے کے نام منتقل شدہ نہ ہے
4-	ضلع ڈیرہ غازی خان					
	سرکل رجسٹرار کوآپریٹوز مظفر گڑھ	9	05	1	01	
5-	ضلع سرگودھا					
	ڈپٹی رجسٹرار، اسسٹنٹ رجسٹرار اور انسپکٹر					

کوآپریٹو سوسائٹی سرگودھا	6 - 10	2 - 08	
6- ضلع فیصل آباد			
1- سرکل رجسٹرار، ڈپٹی رجسٹرار، انڈسٹریل اسسٹنٹ رجسٹرار، انڈسٹریل انسپکٹر نشاط آباد اور فیصل آباد صدر	6 - 08	6 - 08	
2- سرکل رجسٹرار کوآپریٹو جھنگ	3 - 11	3 - 11	
3- سرکل رجسٹرار، اسسٹنٹ رجسٹرار ٹوبہ ٹیک سنگھ اور انسپکٹر کوآپریٹو جھٹیانہ	6 - 15	6 - 15	
4- پرنسپل کوآپریٹوز ٹریننگ کالج فیصل آباد	247 - 07	15 - 00	زمین ابھی تک ادارے کے نام منتقل شدہ نہ ہے
7- ضلع بہاولپور			
1- ڈپٹی رجسٹرار، سرکل رجسٹرار، اسسٹنٹ رجسٹرار، لیڈی اسسٹنٹ رجسٹرار اور پرنسپل ریجنل کوآپریٹوز ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بہاولپور	121 - 01	6 - 14	
8- ضلع گوجرانوالہ			
1- سرکل رجسٹرار، ڈپٹی رجسٹرار اسسٹنٹ رجسٹرار	6 - 14	1 - 03	
2- سرکل رجسٹرار کوآپریٹوز گجرات	2 - 00	0 - 17	
3- سرکل رجسٹرار کوآپریٹوز سیالکوٹ	4 - 11	1 - 00	
4- انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز سمبڑیال	0 - 3.1/2	0 - 3.1/2	
	540 - 2.1/2	**93 - 1/2**	

مندرجہ بالا اراضی پر محکمہ ہذا کے دفاتر / تعلیمی ادارے تعمیر شدہ ہیں۔ جبکہ خالی رقبہ پر سڑکات، باغ، مساجد وغیرہ پر مشتمل ہے اور کوئی اراضی زیر کاشت نہ ہے۔

محکمہ ہذا نے اب تک اپنی کوئی اراضی کسی شخص کو لیز پر دی ہے اور نہ ہی فروخت کی ہے۔ سوائے اس کے کہ ایک رقبہ مشتمل سولہ کنال تین مرلہ چک نمبر 212 ۔ ر۔ب فیصل آباد ملکیتی صوبائی حکومت محکمہ کے قبضہ میں تھی اور جس پر دفتر اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد 1928ء سے کام کر رہا تھا۔ یہ کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے 1982ء میں محکمہ ہذا سے یہ رقبہ کمشنر آفس فیصل آباد کی تعمیر کی غرض سے محکمہ ہذا سے حاصل کرنے کے لیے این او سی مانگا۔ محکمہ ہذا نے یہ رقبہ بورڈ آف ریونیو کو ڈویژنل آفس کمپلیکس بنانے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط پر این او سی جاری کیا۔

1۔ یہ کہ موجودہ دفاتر محکمہ ہذا بدستور اس جگہ پر اس وقت تک کام کرتے رہیں گے جب تک کوئی متبادل انتظام نہیں کیا جاتا۔

2۔ یہ کہ جیسے ہی ڈویژنل کمپلیکس مکمل ہو گا اس میں محکمہ ہذا کے دفاتر کو بھی مناسب جگہ دی جائے گی۔

یہ کہ این او سی جاری ہونے کے بعد 1984ء تک محکمہ ہذا کے دفاتر اس رقبہ پر بدستور کام کرتے رہے جبکہ بورڈ آف ریونیو نے مورخہ 22 ۔ اگست 1984ء کو ڈپٹی کمشنر فیصل آباد اور محکمہ ہذا کو اطلاع دی کہ گورنر پنجاب نے یہ رقبہ میسرز ملت انٹرپرائزز فیصل آباد کو ہوٹل بنانے کی غرض سے -/20,000 روپے فی مرلہ اور 10 فیصد سرچارج پر فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔ بورڈ آف ریونیو نے ڈپٹی کمشنر فیصل آباد کو حکم دیا کہ یہ رقبہ محکمہ ہذا سے خالی کروا کر قبضہ میسرز ملت انٹرپرائزز کے حوالے کیا جائے۔ بورڈ آف ریونیو نے ڈپٹی کمشنر فیصل آباد کو مذید حکم دیا کہ متعلقہ بیع نامہ اور رجسٹرڈ شدہ کاغذات کی نقل بورڈ آف ریونیو کو ارسال کی جائے۔ یہ کہ بمطابق حکم ڈپٹی کمشنر فیصل آباد یہ رقبہ سرکل رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد نے مورخہ 23-12-84 کو تحصیلدار فیصل آباد کے حوالے کر دیا اور محکمہ ہذا نے اپنے دفاتر کے لیے متبادل جگہ کرائے پر حاصل کی۔ اس کے بعد بورڈ آف ریونیو کے حکم کے مطابق ڈپٹی کمشنر فیصل آباد نے محکمہ ہذا کو تقریباً 6 کنال جگہ الاٹ کی جس پر محکمہ ہذا کے موجودہ دفاتر کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر : کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر ! کیا انچارج مشیر یہ بتائیں گے انھوں نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ محکمہ ہذا نے ابھی تک کوئی اراضی کسی شخص کو نہ لیز پر دی ہے اور نہ ہی فروخت کی ہے ۔ مگر

ساتھ یہ لکھا ہے کہ فیصل آباد میں ایک کنال رقبہ ملت انٹرپرائزز کو انھوں نے بیس ہزار روپے مرلہ اور دس فیصد سرچارج پر ہوٹل بنانے کے لیے دے دیا تھا۔ کیا یہ بتائیں گے کہ جس مقصد کے لیے یہ جگہ دی گئی یعنی ہوٹل بنانے کے لیے دی گئی تھی تو کیا وہاں ہوٹل بنا ہے یا نہیں بنا؟۔

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! یہ جو بھی رقبہ دیا گیا ہے وہ بورڈ آف ریونیو کی طرف سے دیا گیا ہے محکمہ کی طرف سے نہیں دیا گیا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ محکمہ امداد باہمی کی ملکیت کا رقبہ تھا۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ امداد باہمی کے علم میں ہے کہ اس رقبے پر کیا بنا ہے؟ محکمے نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ یہ زمین ہماری ملکیت تھی اور یہ زمین ہوٹل کے لیے دی گئی تھی میرا صرف یہ سوال ہے کہ کیا وہاں پر ہوٹل بنا ہے یا نہیں بنا؟

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے پوائنٹ آف آرڈر سن لیتے ہیں۔ جی شاہ صاحب!۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ Rule 49(4) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ میرے فاضل دوست جو سوالات کا جواب دے رہے ہیں وہ مشیر ہیں جبکہ Rule 49(4) یہ ہے کہ۔۔

Rule . 49(4): The questions shall be answered by the Minister or Parliamentary Secretary concerned

جناب سپیکر: کیا حکومت کسی کو depute نہیں کر سکتی؟

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! look after کرنا اور بات ہے لیکن حکومت رولز کو over-rule نہیں کر سکتی تاوقت کہ اس میں amendment نہ کرے اور رول بڑا واضح ہے کہ Minister or Parliamentary Secretary concerned. دوسرا بھی نہیں۔ حکومت look after کے لیے تو notify کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ گردیزی صاحب کو مشقت سے بچانا چاہتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: جی ہاں چونکہ وہ میرے سید بھائی ہیں اس لیے میں ان کو بچانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! یہ رولز کی خلاف ورزی ہے کیونکہ سوالات کے جوابات صرف Minister or Parliamentary

Secretary concerned with the department ہی دے سکتے ہیں دوسرا کوئی نہیں دے سکتا۔

جناب سپیکر : یہ رول بڑا ہی واضح ہے کہ

The questions shall be answered by the Minister or Parliamentary Secretary concerned

یعنی اس میں shall ہے may be یا کوئی اور بات نہیں ہے ۔ گردیزی صاحب ! آپ کو یہ جو ذمہ داری دی گئی ہے کیا یہ حکومت کی طرف سے کوئی notification آیا ہے یا وزیر اعلیٰ صاحب نے آپ کو depute کیا ہے یا کوئی اور بات ہے ؟

وزیر امداد باہمی : جناب سپیکر ! میں اس وقت محکمہ امداد باہمی کو as officiating charge حکومت پنجاب کے notification کے تحت hold کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : آپ as a minister officiate کر رہے ہیں ؟

وزیر امداد باہمی : جی ہاں' میں as a munister officiate کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے میں جواب دے رہا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ : یہ جوابات نہیں دے سکتے ۔

جناب سپیکر : کیوں نہیں دے سکتے جبکہ وہ 'as a minister officiate کر رہے ہیں۔ اگر وزیر باہر دورے پہ چلا جائے تو پھر؟

سید ظفر علی شاہ . جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ویسے تو بے شک ایک وزیر کو 18 محکموں کا look-after دے دیا جائے لیکن یہ basically مشیر ہیں یا تو آپ انھیں وزیر بنا دیں پھر مجھے اعتراض نہیں ہو گا ۔ ہمارے رولز پر حکومت حاوی نہیں ہو سکتی۔ اس رول کو یا تو rule-maker amend کر سکتا ہے یا ہم کر سکتے ہیں' آپ کر سکتے ہیں۔ اس میں categorically ہے کہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری اور پھر اس پر اتنی قدغن ہے کہ دوسرا پارلیمانی سیکرٹری بھی جواب نہیں دے سکتا۔ سوالات اور جوابات کا ایک فلسفہ ہے صرف ایسے نہیں ہے کہ طوطے کی طرح یہاں پڑھ کر باہر نکل جائیں۔

وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری بنائے ہی اسی لیے جاتے ہیں تاکہ اس کی محکمے پر' محکمے کے سوالات و جوابات پر پوری command ہو ۔ اسی لیے رولز میں یہ کہا گیا ہے کہ صرف وزیر اور پارلیمانی سیکرٹری

ہی جواب دیں گے۔

جناب سپیکر ، دیکھیں جہاں تک command کا تعلق ہے وہ زیادہ ہے ----

سید ظفر علی شاہ ، command زیادہ ہو گی لیکن اس سے رولز کی خلاف ورزی ہو جائے گی ۔ آپ اس کو pending کر دیں ایسی کوئی بات نہیں ہے میں تو یہ بات کر رہا ہوں کہ ایسے تو خواہ مخواہ رولز کی خلاف ورزی ہو جائے گی ۔

جناب سپیکر ، رانا صاحب مجھے آپ سے بڑی ہمدردی ہے آپ کے سوالات ہیں ۔

رانا آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر ! میرا سوال next session کے لیے pend کر لیں ۔

جناب سپیکر ، رانا صاحب کے سوالات pend کیے جاتے ہیں اور دوسرے سوالات بھی جو امداد باہمی سے تعلق رکھتے ہیں انھیں pend کیا جاتا ہے تا وقت کہ اس بات کی ایک کلیئر صورت بن جائے کہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری اس کا جواب دیں ۔

سید ظفر علی شاہ ، میرے سوال بھی ہیں ۔

وزیر امداد باہمی ، جناب سپیکر ! اس میں جو آپ کی رولنگ ہو گی میں اس کے مطابق عمل کروں گا ۔

جناب سپیکر ، مہربانی ۔ اب آگے چلتے ہیں حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا سوال ہے ۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، سوال نمبر 2325 ۔

ملازمین کو قرضہ کی فراہمی

*2325۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ بھر کے تاجروں، وکیلوں، کسانوں، ادیبوں نیز ہر مکتبہ فکر کے افراد کو قرضہ کی سہولت فراہم کرتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت ملازمین کو سابقہ ادوار میں قرضہ کی سہولت دیتی رہی ہے جبکہ موجودہ حکومت نے عرصہ اڑھائی سال میں ملازمین کو قرضہ کی سہولت سے محروم رکھا ہوا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سالانہ بجٹ 95-1994ء میں قرضہ برائے ملازمین کی مد میں مبلغ پانچ کروڑ روپے رکھے تھے لیکن متعلقہ رقم ملازمین کو جاری نہ ہو سکی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مالی سال 96-1995ء کے سالانہ بجٹ میں حکومت نے ملازمین کے لئے صرف پانچ ہزار روپے رکھے ہوئے ہیں؟

(ہ) آیا حکومت پنجاب آئندہ بجٹ میں ملازمین کے لئے رقم مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ز) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت آئندہ مالی سال میں ملازمین کے لئے دیگر مکتبہ فکر کے افراد کی طرح قرضہ کی سہولت دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر خزانہ (جناب محمد افضل سندھو)۔

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) وزیر اعلیٰ پنجاب کے فیصلہ مورخہ 28-2-1990 کے مطابق یکم جولائی 1990ء سے 30۔ جون 1996ء کے دوران کسی ملازم کو قرضہ برائے تعمیر مکان وغیرہ نہیں دیا گیا تھا۔ البتہ یہ سہولت اب بحال کر دی گئی ہے۔

(ج) سالانہ بجٹ 95-1994ء میں قرضہ برائے ملازمین کی مد میں مبلغ پانچ کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے وزیر اعلیٰ کے فیصلہ متذکرہ بالا کی رو سے اس رقم کو قرضہ جات کی صورت میں خرچ نہ کیا گیا صوبہ کے کمزور مالی حالات کے پیش نظر یہ رقم ترقیاتی منصوبوں کو فراہم کی گئی۔

(د) جی ہاں۔یہ درست ہے۔

(ہ) جی ہاں۔

(ز) حکومت نے مالی سال 97-1996ء کے دوران ملازمین کو تعمیر مکان وغیرہ کے لیے قرضہ جات مہیا کرنے کی خاطر بجٹ میں 8 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کا ایک حکم جو کہ 28-2-90 کو جاری کیا گیا تھا اس کے حوالے سے 1996ء تک کسی کو اس قسم کا کوئی قرضہ جس کے متعلق دریافت کیا گیا ہے جاری نہیں کیا گیا تھا۔ البتہ موجودہ بجٹ میں اس مد میں 8 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور اس سلسلے میں اس کے ساتھ تفصیل درج ہے اس حوالے سے ان کی تقسیم جاری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کافی سارا پیسہ سرکاری ملازمین کو قرضے کی صورت میں دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ اس کے تو بہت سے خانے تھے الف، ب، ج، د، ہ۔

سید تابش الوری، انھوں نے جواب کو delete کر دیا ہے یا پڑھا نہیں ہے؟

وزیر خزانہ ، جو میں نے عرض کیا ہے یہ سب سوالوں کا جواب ہے اس کا لب لباب یہی ہے ۔ ویسے الوری صاحب نے جیسے فرمایا ہے میں گزارش کر دیتا ہوں کہ 28 فروری 1990ء کا حکم جس کی کاپی لف ہے اس حوالے سے یہ سہولت بند کر دی گئی تھی اور اس کے بعد 95-1994ء میں اس مد میں پھر رقم رکھی گئی لیکن وزیر اعلیٰ کے فیصلہ متذکرہ بالا کی رو سے اس رقم کو قرضہ جات کی صورت میں خرچ نہ کیا گیا بلکہ صوبہ کی کمزور مالی حالت کے پیش نظر یہ رقم ترقیاتی منصوبوں کو فراہم کر دی گئی ۔ تیسرا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ مالی سال 1995ء کے سالانہ بجٹ میں حکومت نے ملازمین کے لیے صرف پانچ ہزار روپے رکھے تھے ۔ ہاں یہ بھی درست ہے ۔ اگلا سوال ہے کہ آیا حکومت پنجاب آئندہ بجٹ میں ملازمین کے لیے رقم مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟ ہاں ' اور میں نے اس کا جواب عرض کیا ہے کہ ----

سید تابش الوری ، جناب والا ! وزیر موصوف جواب پڑھیں سوال نہ پڑھیں ۔ جو طریق کار ہے اس کے مطابق چلیں ۔

جناب سپیکر ، وہ آپ کی سہولت کی خاطر کوشش کر رہے ہیں کہ زیادہ واضح جواب دیں ۔

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر ! میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ ان کی سہولت میرے مد نظر رہے ۔

سید تابش الوری ، لیکن ہم ان کی سہولت کے لیے چاہ رہے ہیں کہ وہ جواب پڑھیں ۔

وزیر خزانہ ، اور خاص طور پر الوری صاحب کی ہر قسم کی سہولت کے لیے کیونکہ میرے علاقے سے ہیں مجھے ان کے اندر باہر ہر قسم کی خبر رہتی ہے اور میں کوشش کرتا ہوں کہ ان کی ہر قسم کی سہولت کا خیال رکھا جائے ۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا ! وزیر موصوف اندر باہر کی وضاحت کریں ۔

سید تابش الوری ، جناب والا ! سندھو صاحب کچھ پہیلیاں بجھانے لگے ہیں ان سے پوچھا جائے یہ تو اس کے عادی نہیں تھے ۔ جناب ہم تو اندر باہر سے ایک ہیں اور یہ پتا نہیں کس کے اندر باہر کی باتیں کر رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ ، جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ حکومت آئندہ بجٹ میں ملازمین کے لیے رقم مختص

کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نہیں بلکہ رکھتی تھی اور رکھی ہے ۔ اگلا سوال یہ ہے کہ کتنی رقم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے اس بجٹ میں اس کے لیے 8 کروڑ روپے رکھے ہیں ۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، جناب سپیکر ! میں وزیر محترم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو مالی سال میں 8 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اب تک کتنے ملازمین کو مکان بنانے کے لیے قرضہ مہیا کیا گیا ہے ؟

وزیر خزانہ ، اس کی صحیح تعداد اس وقت تک نہیں دی جا سکتی چونکہ ابھی تک یہ process جاری ہے اور اگر آپ کو اس کا جواب درکار ہے تو میں اس امر کے مکمل ہونے کے بعد دوں گا لیکن جو رقم دی جا رہی ہے وہ مکان کے لیے 50 ہزار روپیہ اور 35 ہزار روپیہ موٹر سائیکل کے لیے ہے اس طریقے سے 8 کروڑ روپے میں سے 10 فی صد کٹوتی برائے کفایت شعاری کے بعد جو رقم بنتی ہے ۔ میں دوستوں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میں نے بہت کوشش کی ہے کہ اس میں بہتری کا پہلو بھی نکلے ۔ اس میں بہت سی ایسی رقم رکھی گئی ہے جو متعلقہ محکمے میں درخواستیں کئی سالوں سے pending ہیں ان کے نمبر کے حساب سے دینے کے لیے پنجاب کے AG کو ہدایات کی ہیں اور اس رقم کا بھی اس میں اندراج ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اس کا بھی جواب دے سکتا ہوں لیکن اس میں کچھ out of turn بھی ہیں لہذا اس وقت تک یہ process جاری ہے اس لیے میں تعداد عرض نہیں کر سکتا لیکن اگر یہ کہیں تو یہ پندرہ بیس دن بعد میرے پاس تشریف لے آئیں یا میں ان کو in writing جواب بھجوا دوں گا۔

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر !جناب سپیکر ! ابھی وزیر موصوف نے کہا ہے کہ یہ process ابھی جاری ہے ۔ میں پرسوں وزیر موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور میں نے بھی کسی کے لیے سفارش کی تھی میرے پاس سات آٹھ درخواستیں تھیں میں نے کہا کہ جناب ہماری سفارش پر ایک ہی دے دیں تو وزیر موصوف نے کہا کہ تمام کا تمام پیسہ خرچ ہو چکا ہے اب ایک پیسہ بھی باقی نہیں ہے آئندہ میں حکومت سے کہوں گا اور رقم رکھی جائے گی تو تب ہم کسی ایم پی اے یا عوامی نمائندے کی سفارش پر دیں گے لیکن ابھی انھوں نے ہاؤس میں کہا ہے کہ ابھی process جاری ہے اور دے رہے ہیں ابھی ختم نہیں ہوا لیکن دو دن پہلے انھوں نے مجھے خود جواب دیا کہ ایک پیسہ بھی باقی نہیں ہے۔

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر ! میں خود جواب دوں گا۔

جناب سپیکر : جی' جی۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! جیسے میرے چھوٹے بھائی نے فرمایا ہے میں اس کو اپنے لیے عزت افزائی سمجھتا ہوں کہ کم از کم یہ میرے اوپر اعتماد رکھتے ہیں اور میرے پاس آتے ہیں اور میں نام نہیں لوں گا لیکن اگر یہ ضرورت محسوس کریں تو میں وہ فوٹو کاپیز جن کے اوپر میرے ساتھیوں نے divide کے اس پار سے سفارش کی اور جن کو میں نے out of turn قرضہ دیا اگر کہیں تو میں ان کو یا آپ کے دفتر میں کاپیز بھجوا دوں گا۔ جہاں تک ان کا میرے پاس آنے کا سوال ہے یہ یقینی طور پر میرے پاس آئے تھے اور میں نے جو جواب دیا تھا اب بھی میرا جواب وہی ہے کہ میں نے out of turn قرضہ جاری کرنے کے لیے جو رقم رکھی تھی وہ ختم ہو گئی ہے جو منسٹر کی صوابدید پر تھی لیکن جو AG کی صوابدید پر ہے وہ process ابھی جاری ہے This is a point

جناب محمد منشاء اللہ بٹ : جناب والا ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سہولت کس گریڈ تک فراہم کی جاتی ہے اور آیا نچلے درجے کے کم تنخواہ والے ملازمین کے لیے اس میں کوئی آسانی پیدا کی گئی ہے یا پیدا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟

وزیر خزانہ : ایسی کوئی قانونی پابندی نہیں ہے لیکن میں پھر یہاں پر یہ عرض کروں گا کہ جن ساتھیوں کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔ ہم نے کم تنخواہ اور کم درجے کے ملازمین کے لیے ٹیکنیکل سہولت رکھی ہے۔ ہم نے وہ ٹیکنیکل صورت اس انداز سے رکھی کہ رقم 50 ہزار روپے رکھی جو کہ ایک بڑے افسر کی ضرورت سے بہت کم ہے دوسری رقم 35 ہزار روپے رکھی جو کہ موٹر سائیکل کے لیے ہے جو کہ اعلیٰ گریڈ کا افسر لینا پسند نہیں کرتا۔ تیسری بات یہ کی گئی کہ میں نے سرکاری ملازمین کو ایک date دی اور ان کو میں نے عرض کیا first come first served basis پر جو ملازمین 20 تاریخ کو تشریف لے آئیں گے ان کو وہ قرضہ دے دیا جائے گا۔ وہاں پر سینکڑوں کی تعداد میں لوگ کھڑے ہوئے تھے اور جو آ گئے ان کو first come first served basis پر قرضہ دیا گیا اور وہ صورت اس لیے رکھی گئی کہ کوئی بڑا افسر لائن میں کھڑا ہونا پسند نہیں کرتا۔ لہذا یہ قرضہ جو in turn درخواستیں ہیں ان سے ہٹ کے میں یقین سے کہتا ہوں کہ کم از کم 95 فیصد چھوٹے ملازمین کو قرضہ ملا۔

جناب سپیکر : سید ظفر علی شاہ سے میں نے وعدہ کیا تھا۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر میں صرف یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ انہوں نے چونکہ ہمارا ذکر کیا ہے کہ حزب اختلاف کے ممبران کے کہنے پر بھی دیے ہیں' ظاہر ہے حکومتی بنچوں کے کہنے پر دیا ہو گا۔ مجھے یہ ٹوٹل رقم بتا دیں کہ کل کتنا قرضہ اور کس کس بنچ کے کہنے پر کتنی رقم سرکاری ملازمین کو قرضے میں دی ہے۔ اپوزیشن کے اراکین کے کہنے پر کتنے ملازمین کو کتنی tune میں قرضہ دیا ہے اور سرکاری ممبران کی سفارش پر کتنے ملازمین کو کتنی tune میں قرضہ دیا ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب سپیکر out of turn یا جس کو صوابدید discretion کہتے ہیں یا رول 6 کے تابع

The minister when he formulates the policy of the department

اس میں ایسی کوئی قدغن نہیں ہے جس کی شاہ صاحب نشاندہی کر رہے ہیں لیکن میں نے عرض یہ کیا تھا کہ مجھے جن ساتھیوں نے بھی 20 تاریخ سے پہلے approach کیا میں نے ان سب سفارشات کی تکمیل کی۔ اگر اس تاریخ کے بعد میرے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا تو ان کو بھی نہیں ملا اور اگر اس طرف کے ساتھیوں نے سفارش کی تو ان کو بھی نہیں ملا۔

جناب سپیکر : وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ اس بات کے لیے تیار ہیں جن حضرات کی سفارش پر آپ نے قرضہ جاری کیا اس کی کوئی لسٹ دے سکتے ہیں؟

وزیر خزانہ : جناب والا! یہ سوال بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ میں تھوڑے ہی دنوں میں اپنے ساتھیوں کی تفصیل بہم پہنچا دوں گا۔ ابھی تک یہ کام مکمل نہیں ہوا اس لیے اس وقت میں جواب دینے سے قاصر ہوں۔

سید تابش الوری ، جناب والا کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ قرضہ دینے کے سلسلہ میں کیا میرٹ اختیار کیا گیا ہے اور out of turn درخواستیں منظور کرنے کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور میرٹ پر سنیارٹی کے لحاظ سے کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔

وزیر خزانہ : جناب والا! دس فیصد کاٹنے کے بعد یہ 3 کروڑ اور 48 لاکھ روپے کے قریب بنتی ہے جو کہ اے جی پنجاب کے پاس رکھی گئی تھی اور باقی کی رقم discretionary fund کے لیے رکھی گئی تھی لیکن بعد میں وہاں سے کچھ رقم اور withdraw کر کے out of turn قرضہ جات کے لیے 17.931 ملین مزید کم کیے گئے۔ اس طرح in turn قرضہ جات کے لیے اے جی پنجاب کے پاس مبلغ 16.944

ملین روپے باقی رہ گئے ۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ابھی انہوں نے فرمایا کہ سالہا سال سے کئی درخواستیں pending پڑی ہوئی تھیں' میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی تعداد کتنی ہے اور ان میں سے کتنے لوگوں کو قرضہ فراہم کیا گیا۔

جناب والا! یہ جو میں نے رقم ابھی عرض کی ہے 16 944 ملین ' اس رقم کو اسے جی ان درخواست گزاروں میں پچاس اور تیس ہزار کے حوالے سے تقسیم کریں گے۔ یہ کام بھی ابھی انہوں نے مکمل نہیں کیا ہے جب مکمل کر لیں گے اس کی تفصیل بھی میں آپ کی خدمت میں پیش کردوں گا۔

جناب سپیکر ، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! جب بھی کسی بھی محکمہ کے سوالات ہوتے ہیں ان میں خاص طور پر میرے جو سوالات ہوتے ہیں کیونکہ ان کی نوعیت عام سوالوں سے ذرا ہٹ کر ہوتی ہے۔ جناب والا جون میں جو سوالات میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروائے تھے اور قواعد کے مطابق جون کے آخر میں انہیں محکمہ جات کو جوابات کے لیے بھیجا گیا۔ سیکرٹریٹ کو اسمبلی سیکرٹریٹ سے جو نوٹس دیا جاتا ہے اس میں واضح طور لکھا جاتا ہے کہ سوالات کا جواب آٹھ دن کے اندر دیا جائے اور اس کے بعد اسمبلی سیکرٹریٹ کا عملہ محکموں کو یاد دہانی کے خطوط بھی لکھتا رہتا ہے لیکن میرے سوالات کے ساتھ خاص طور پر یہ سلوک ہو رہا ہے یعنی ہر سوال کے آگے لکھا ہوتا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا ۔

جناب سپیکر ، میں سیکرٹری صاحب کو نوٹ کروانا چاہتا ہوں کہ اس شکایت کا مناسب بندوبست کریں کہ اور دیکھیں کہ یہ شکایت کیوں ہوتی ہے؟ اور میرے ساتھ بھی یہ مسئلہ discuss کر لیں۔ کیا ایسا ہوتا ہے؟ کیوں ہوتا ہے' اور ویسے بھی سوالات کے جوابات میں اتنی تاخیر کیوں کی جاتی ہے؟

وزیر امداد باہمی ، بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر ، بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیئے ہیں۔

وزیر خزانہ ، میں بھی بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر : بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پنجاب پروانشل کوآپریٹو بنک میں بھرتی

*2341۔ سید ظفر علی شاہ : کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کوآپریٹو بنک لمٹیڈ لاہور کے بورڈ آف ڈائریکٹر نے مورخہ 13 دسمبر 1994ء کو پاس کردہ قرارداد نمبر 9 کی توثیق کرتے ہوئے فیصلہ کیا تھا کہ آئیندہ بنک میں ملازمت کے لئے 33 فیصد کوٹہ بنک کے حاضر سروس' ریٹائرڈ اور متوفی ملازمین کے بیٹوں کے لئے مقرر کیا جائے نیز یہ بھی قرار پایا تھا کہ ہر ملازم کا صرف ایک بیٹا یا بیٹی کو ملازم رکھا جائے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈ آف ڈائریکٹرز نے مورخہ 24 جنوری 1995ء کو بذریعہ قرار داد نمبر 6(II) ملازمت پر پابندی ختم کرکے بھرتی کی اجازت دی تھی اگر ایسا ہے تو اب تک کتنے ملازمین کے بچوں کو بھرتی کیا گیا مکمل فہرست ایوان میں پیش کی جائے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بنک کے ایک ملازم حاجی عبدالرزاق کے بیٹے عبدالحمید نے ملازمت کے لئے درخواست دی تھی اگر ایسا ہے تو آیا اسے ملازم رکھ لیا گیا تھا اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا تھیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بنک کے جنرل منیجر نے عام کوٹہ میں سے اپنی صوابدید پر کچھ ملازم رکھے تھے اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کتنی ہے مکمل فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر برائے امداد باہمی (سید حسین جہانیاں گردیزی) :

(الف) جی ہاں' یہ درست ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بینک لمٹیڈ لاہور کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے مورخہ 13 دسمبر 1994ء کو ملازمتوں کا 33 فیصد کوٹہ بینک کے حاضر سروس' ریٹائرڈ اور متوفی ملازمین کے اہل بچوں کے لئے تفویض کرنے کے لئے قرار داد اکثریت سے منظور کی جس کی نقل پرچہ (الف) ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔ اس قرار داد کی روشنی میں اور ملازمین کے

سروس رولز اور بینک کے بائی لاز کے تحت ملازمین کے بچوں کے لئے 33 فیصد کوٹہ مختص کیا گیا ہے اور یہ طے پایا کہ ہر ملازم کا صرف ایک بیٹا یا بیٹی اہلیت کی بنیاد پر ملازم رکھا جائے گا۔متعلقہ قرار داد کی نقل پرچم(ب) ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ بورڈ آف ڈائریکٹر نے بمطابق اجلاس مورخہ24-1-95 کو ریزولیشن نمبر6(ii) کے تحت ملازمین کی بھرتی پر پابندی اٹھانے کی منظوری دی جس کی نقل پرچم (ب) (I) ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

بھرتی پر پابندی مورخہ 24-1-95 سے پہلے تین سالوں میں بورڈ آف ڈائریکٹر کی منظوری کے تحت عائد کی گئی تھی اور اس پابندی کا تعلق حکومت پنجاب کی ملازمتوں پر پابندی سے کوئی تعلق نہ تھا۔بینک چونکہ ایک کواپریٹو سوسائٹی ہے اور اس پر حکومت پنجاب کی طرف سے ملازمین کی بھرتی پر پابندی کا اطلاق نہیں ہوتا۔لہذا بورڈ آف ڈائریکٹرز کی منظوری کے بعد 13-12-94 سے بھرتی کی اجازت دی گئی اور 31 ملازمین کے بچوں کو بینک میں بھرتی کیا گیا جس کی فہرست پرچم(ب) (ii) ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ حاجی عبدالرزاق ریٹائرڈ منیجر نے اپنے بیٹے عبدالحمید کی ملازمت کے لئے درخواست دی تھی لیکن انٹرویو اور دیگر ٹیسٹ کی بنیاد پر میرٹ لسٹ میں اس کا سیریل نمبر 57 تھا جبکہ سیریل نمبر 31 تک میرٹ پر آئے ہوئے ملازمین کے بچوں کو ملازمت دی گئی۔ میرٹ لسٹ پرچم(ج) (i) ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

اس کیس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ حاجی عبدالرزاق نے ریٹائر ہونے سے پہلے اور ملازمین کے بچوں کے ٹیسٹ اور انٹرویو ہونے سے پہلے درخواست دی تھی کہ ان کے بیٹے عبدالحمید کو بینک میں ٹریننگ کی سہولت دی جائے تاکہ وہ بینک کا کام سیکھ کر کسی مناسب جگہ پر نوکری حاصل کر سکے اگرچہ کواپریٹو بینک میں اس قسم کی ٹریننگ دینے کا کوئی سلسلہ موجود نہیں ہے لیکن پھر بھی حاجی عبدالرزاق کی درخواست کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے بیٹے عبدالحمید کو بغیر کسی معاوضے یا ملازمت کے کسی قسم کے حق کے بغیر ٹریننگ حاصل کرنے کا موقع دیا گیا۔اس سلسلہ میں عبدالحمید کو تین مہینے کی ٹریننگ حاصل کرنے کا موقع مہیا کیا گیا جس کی نقل پرچم (ج) (ii) ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔ اس

آرڈر کے تحت عبدالحمید پر واضح کر دیا گیا تھا کہ انہیں ٹریننگ کے دوران کوئی معاوضہ نہیں دیا جائے گا اور وہ کسی طرح بھی ملازمت کے حق دار اس بناء پر نہ ہوں گے کہ انہوں نے ٹریننگ حاصل کی ہے۔

ملازمین کے بچوں کے ٹیسٹ اور انٹرویو ہونے کے بعد جب عبدالحمید کا میرٹ لسٹ میں نمبر 57 آیا اور وہ ملازمت حاصل نہ کر سکے تو حاجی عبدالرزاق نے مختلف مواقع پر منسٹر کوآپریٹوز کو درخواستیں دیں اور شکایت کی کہ ان کے بیٹے کو بھرتی نہیں کیا گیا۔ اس سلسلہ میں منسٹر کوآپریٹوز کو ایک تفصیلی نوٹ ارسال کیا گیا جس میں تمام حقائق بیان کئے گئے جس کی کاپی پرچم (ج) (iii) ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔ منسٹر کوآپریٹوز نے تفصیلی چھان بین کے بعد اور حقائق سے مطمئن ہونے کے بعد فیصلہ کیا کہ آئندہ کسی باہر کے آدمی کو اس قسم کی ٹریننگ دینے کی اجازت نہ دی جائے اور حاجی عبدالرزاق کی درخواست کو داخل دفتر کرنے کا حکم دیا۔

(د) یہ درست ہے کہ جنرل منیجر کوآپریٹو بینک نے عام کوٹہ کی اسامیوں پر کچھ ملازم رکھے جن کی تعداد پندرہ ہے اور جو کہ پنجاب کے چار ڈویژن پر مشتمل ہے جس کی لسٹ پرچم (د) ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔ اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ بینک کے سروس رولز کے تحت خالی اسامیوں پر جنرل منیجر کوآپریٹو بینک کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ان اسامیوں پر ملازمین کی بھرتی کر سکیں اور یہ ملازمتیں باقاعدہ میرٹ کی بنیاد پر پُر کی جاتی ہیں۔

سرکاری ملازمین کا جی پی فنڈ سے دوبارہ قرض حاصل کرنے کے سلسلہ میں ایک سال کی شرط کو ختم کرنا

*2434۔میاں مناظر علی رانجھا، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی پی فنڈ سے قرضہ لینا سرکاری ملازمین کا حق ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جی پی فنڈ سے دوبارہ قرضہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلی دفعہ لئے ہوئے قرضہ کی ادائیگی کو ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہو۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ایک سال کی غیر ضروری شرط کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (محمد افضل سندھو)،

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ جی پی فنڈ سے قرضہ لینا سرکاری ملازمین کا بنیادی حق ہے۔سرکاری ملازمین مخصوص حالات میں جی پی فنڈ قواعد کی شرائط پوری کرنے کے بعد افسر مجاز کی منظوری سے اپنے جی پی فنڈ اکاؤنٹ سے ایڈوانس لے سکتے ہیں۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ جی پی فنڈ سے دوبارہ ایڈوانس اس وقت لیا جا سکتا ہے جب پہلے قابل واپسی ایڈوانس کی واپسی کو ایک سال گزر جائے۔یا ناقابل واپسی ایڈوانس کو نکلوائے ہوئے ایک سال گزر چکا ہو۔

(ج) جی پی فنڈ رولز کی شرائط پوری کرنے کے بعد افسر مجاز کی منظوری سے سرکاری ملازمین اپنے جی پی فنڈ اکاؤنٹ سے ایڈوانس لے سکتے ہیں۔جی پی فنڈ سے دوبارہ ایڈوانس اسی صورت میں لیا جا سکتا ہے جب پہلے ایڈوانس کی واپسی کو ایک سال گزر جائے۔ حکومت پنجاب کے زیر غور کوئی ایسی تجویز نہیں ہے کہ ایک سال کی شرط کو ختم کیا جائے۔ کیونکہ حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کے جی پی فنڈ رولز اختیار کئے ہیں جب تک کوئی ترمیم وفاقی حکومت کی طرف سے جاری نہ ہو پنجاب حکومت اس وقت تک اپنے رولز میں کوئی ترمیم عام طور پر نہیں کرتی تاکہ پورے ملک میں ایک جیسی پالیسی رہے۔

کوآپریٹو مارکیٹیں الاٹیوں کو مالکانہ حقوق پر دینا

*2517- جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسلام آباد میں پنجاب کے زیر انتظام کوآپریٹو مارکیٹیں موجود ہیں اگر ایسا ہے تو ان کے نام اور ان سے حاصل ہونے والی آمدنی کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دوسرے صوبوں نے اپنے زیر انتظام کوآپریٹو مارکیٹوں کو مالکانہ حقوق کے ساتھ قیمت وصول کر کے الاٹیوں کو دے دیا ہے؟

(ج) اگر ایسا ہے تو کیا پنجاب حکومت بھی کوآپریٹو مارکیٹیں الاٹیوں کو مالکانہ حقوق پر دینے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر برائے امداد باہمی (سید حسین جہانیاں گردیزی)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) مذکورہ مارکیٹیں حکومت پنجاب کی ملکیتی نہ ہیں صرف ان مارکیٹوں کا انتظام و انصرام معتمد امداد باہمی کو زیر "دی ویسٹ پاکستان کوآپریو بورڈ (تنسیخ) ایکٹ مجریہ1966" کے تحت سونپا گیا ہے۔ان مارکیٹوں میں پنجاب کے علاوہ صوبہ سندھ اور بلوچستان کا بھی ملکیتی حصہ ہے۔تاہم ازاں مارکیٹوں کے لئے مالکانہ حقوق دینے کے تمام اختیارات ایک بنوارہ کمیٹی (Apportionment Committee) جو کہ چاروں صوبوں کے سیکرٹریز محکمہ ہائے خزانہ جات پر مشتمل ہے کے پاس ہے۔

جناب عبدالرؤف مغل ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! دو روز پہلے بھی اجلاس میں میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ انڈسٹریز کمیٹی کے چیئرمین کو ایڈوائزر کا عہدہ سونپا گیا ہے اس لیے دو آفس ایک ممبر hold نہیں کر سکتا۔ میری یہ گزارش ہے کہ انڈسٹریز کمیٹی کے چیئرمین کے لیے الیکشن کی کوئی تاریخ مقرر کی جائے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں بعد میں اس کے متعلق رولنگ دوں گا۔ آپ اس کے متعلق کچھ فرمائیں۔

جناب سپیکر ، سیکرٹری صاحب! اس کی کیا back ground ہے ؟ انڈسٹریز کمیٹی کے جو چیئرمین ہیں وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے ہیں لیکن اس کے الیکشن کی تاریخ ابھی مقرر ہونی ہے جو جلد مقرر کر کے اس کا انتخاب کروا دیا جائے گا۔

جناب عبدالرؤف مغل ، شکریہ

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر ، تحریک استحقاق شروع کرتے ہیں ۔

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! آپ نے ابھی سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کے الیکشن کی بات کی ہے ۔ جس سے جناب سپیکر! مجھے یہ یاد آ گیا ہے کہ PAC ون کے الیکشن کو ایک سال سے زائد ہو گیا ہے

جناب سپیکر ، میں اس کے لیے خصوصی کوشش کر رہا ہوں ابھی وزیر صاحب چلے گئے ہیں کیونکہ وہ اس کہ ex-officio ممبر بھی ہیں ۔ کل انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس سلسلے میں اپنا ایک مناسب

کردار ادا کر کے کوشش کریں گے کہ .....

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! یہ وہ کمیٹی ہے جس کا آئین سے تعلق ہے ...

جناب سپیکر ، شاہ صاحب مجھے خود اس کا بہت احساس ہے اور آپ کی کمیٹی اتنا اچھا کام کر رہی تھی کہ ...

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! اب وہ سوا سال سے ٹھپ پڑا ہے ..

جناب سپیکر ، جی بہت افسوس ناک بات ہے اور صرف اس وجہ سے کہ ہمارے وزیر قانون صاحب شریف آدمی ہیں انہوں نے جھٹ پٹ استعفیٰ دے دیا اور ان کے استعفیٰ کے بعد وہ کمیٹی ٹھپ ہو گئی ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب شریف آدمیاں نوں تے پلس لندی پئی اے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! آپ نے بجا طور پر فرمایا کہ شریف وزیر قانون ہیں ۔ ہم اسی شریف وزیر قانون سے آپ کی وساطت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنا استعفیٰ واپس لے لیں اور وہ اپنی چیئرمین شپ لے لیں ہم اس کے لیے تیار ہیں ۔ کیونکہ کمیٹی کو چلنا چاہیے ۔

جناب سپیکر ، میں ذاتی طور پر کوشش کرتا ہوں ۔

وزیر اوقاف ، اور میں نال اے وی کہناں کہ اے استعفیٰ دے دین ۔ اے انہاں دی اپنی خواہش اے تے ایدی تکمیل کیتی جائے تے کھوسہ صاحب نوں اناں دی جگہ وزیر قانون بنا دتا جائے ۔ اے وی اسی آفر دینے آں اور میں اپنی وزارت انہاں نوں دے دیاں گا ۔ ------ (قہقہہ)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! چیمہ صاحب کی یہ عادت ہے کہ سنجیدہ مسئلے کو بھی یہ مذاق میں ٹال دیتے ہیں ۔ جناب والا! میری یہ سنجیدہ پیشکش ہے کہ وہ اپنی چیئرمین شپ واپس لے لیں ہم اس کے لیے تیار ہیں ۔

جناب سپیکر ، میں نے اس کو سنجیدگی سے سنا اور میرے خیال میں بڑی اچھی تجویز ہے ۔ میں ذاتی طور پر کوشش کروں گا کہ ایسا ہو جائے ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب چیمہ صاحب عادنا صر چٹھہ صاحب دے علاقے دے رہن والے نے تے شرارتی نیں ۔

جناب سپیکر، جناب ریاض حشمت جنجوعہ!

وزیر قانون، میں وقت کو بچانے کے لیے عرض کروں۔

جناب سپیکر، پڑھنی تو پڑے گی۔ بس پڑھنے کے بعد ان سے گزارش کریں گے کہ ان کی تقریر کل والی کافی ہے اور اس کو بھی پھر حوالے کر دیں گے۔ جی ---

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! وزیر قانون میری زبان بندی کیوں کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں نہیں بالکل نہیں۔ وزیر قانون اور وزیر خزانہ آج اراکین اسمبلی کی سہولت کا بہت زیادہ خیال کر رہے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، نہیں جی ان سے میری بڑی پرانی نیاز مندی ہے یہ میرے لیڈر رہے ہیں اور اب تک میں انھیں اپنا لیڈر تسلیم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ ہیں ہی اس قابل۔

ایس پی جھنگ کی رکن اسمبلی کے خلاف پریس کانفرنس

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے مسئلہ یہ ہے کہ جھنگ پولیس کی زیر حراست ایک نوجوان کی ہلاکت کے خلاف جھنگ ایکشن کمیٹی کے زیر اہتمام احتجاج کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس میں جلسے جلوس اور احتجاجی دھرنے وغیرہ شامل تھے۔ ان تمام احتجاجی پروگراموں میں ایس پی جھنگ کی مبینہ نا اہلی، رشوت ستانی، تھانوں میں رائج ٹھیکیداری سسٹم اور عوام پر ظلم و تشدد کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ جس سے سچ پا ہو کر 26 اگست کی دوپہر ایس پی جھنگ نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور جھنگ کے صحافیوں کی موجودگی میں مجھ سمیت دیگر سیاسی قائدین کے بارے میں کہا کہ میں جھنگ کے نزدیکی ضلع فیصل آباد کا رہنے والا ہوں میں ایک بہت بڑے قبیلے اور برادری کا فرد ہوں میں اگر یہاں سے تبدیل بھی ہوگیا تو وہ لوگ جو سڑکوں پر سیاسی دکانداری چمکانے کے لیے میرے خلاف نعرے لگواتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ میں ان سے نمٹ لوں گا۔ اسی طرح میرا ڈی ایس پی نیازی بھی کوئی نہلہ دہلہ نہیں ہے وہ بھی ان لوگوں سے نمٹ لے گا۔ جناب والا! بحیثیت سیاسی کارکن آزادی اظہار اور آزادی اجتماع میرا جمہوری اور آئینی حق

ہے۔ ایک سریحاً ظلم کے خلاف میرے اور دیگر سیاسی قائدین کے اس جمہوری حق کے استعمال پر ایک سرکاری ملازم کا اس طرح کی زبان استعمال کرنا میرے جمہوری آئینی استحقاق پر صریحاً ڈاکہ ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب والا! میرے خیال میں وزیر قانون بھی یہی چاہتے ہیں کہ میں مختصر بیان نہ دوں۔ اور آپ کا جو انداز ہے اس سے بھی میں یہ اندازہ کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، ماشاء اللہ بہت وضاحت سے بات کی گئی اور ہم آپ کی اس دردمندی اور اس کیفیت سے واقف ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل جو سپیشل کمیٹی بنی ہے میں یہ کیس بھی اسی کے سپرد کرتا ہوں۔ اور اس کی رپورٹ بھی اس رپورٹ کے ساتھ آجانی چاہیے۔ اب آپ کی دوسری تحریک استحقاق آج نہیں لے سکتے۔ آگے چلتے ہیں تحریک استحقاق ہے سیٹھ محمد اسلم اور جناب امتیاز احمد کی۔ کیا امتیاز احمد صاحب آپ پڑھیں گے؟

میاں امتیاز احمد، کاپی دیں۔

جناب سپیکر: کاپی دی جائے۔

پی۔ڈی واپڈا رحیم یار خان کا اراکین اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ

میاں امتیاز احمد، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے مورخہ 9 ستمبر 1996ء کو اپنے حلقہ انتخاب کے دو معزز شہریوں محمد اشرف ایڈووکیٹ اور عبدالغفور سابق کونسلر بلدیہ رحیم یار خان کو ان کے کام کی تکمیل کے لیے جناب فقیر نذیر پی ڈی واپڈا ملتان سے ملاقات کرنے کے لیے وقت دیا تھا اور انھیں کہا کہ آپ پی ڈی کے دفتر میں آجائیں۔ جب وہ دفتر آجائیں تو ہمیں کوکا کولا فیکٹری ملتان فون کردیں ہم آجائیں گے یا ان سے ٹیلی فون پر بات کریں گے۔ چنانچہ سوا گیارہ بجے پی ڈی آفس سے محمد اشرف ایڈووکیٹ نے ہمیں فون کیا کہ پی ڈی صاحب دفتر آچکے ہیں آپ آنا چاہیں تو آجائیں۔ چنانچہ ہم نے اسی وقت فقیر نذیر پی ڈی کو ٹیلی فون کیا۔ ان کے سٹینو نے فون اٹھایا ہم نے ان سے پوچھا کہ فقیر نذیر صاحب تشریف رکھتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں موجود ہیں۔ ہم نے کہا کہ فون ملا دیں۔ سٹینو نے جب پی ڈی کو بزر دیا جس کی آواز ہمیں صاف سنائی دی ایک منٹ کے توقف کے بعد کہا کہ پی ڈی صاحب ابھی دفتر نہیں پہنچے۔

چنانچہ ہم نے دوسرے نمبر پر جہاں ہمارے آدمی بیٹھے تھے فون کیا اور کہا کہ جناب پی ڈی صاحب تو ابھی دفتر نہیں آئے۔ انھوں نے کہا کہ وہ دفتر میں موجود ہیں اور اپنے کمرے میں بیٹھے ہیں شاید وہ آپ سے ملنا نہ چاہتے ہوں۔ ہم نے جناب پی ڈی کو دوبارہ فون کیا تو ان کے سٹینو نے پھر وہی جواب دیا۔ کہ ابھی تک صاحب دفتر نہیں آئے آپ بار بار فون نہ کریں ہم نے جب انھیں بتایا کہ ہمارے آدمی اس وقت دفتر میں موجود ہیں اور وہ بتا رہے ہیں کہ پی ڈی اپنے دفتر میں موجود ہیں مگر وہ ہم سے ملنا نہیں چاہتے تو اس پر سٹینو نے کہا کہ آپ سمجھ دار آدمی ہیں ہماری نوکری کا معاملہ ہے جناب پی ڈی موجود تو ہیں انھوں نے ہمیں کہا ہے کہ میں حزب اختلاف کے کسی بھی رکن سے ملنا نہیں چاہتا۔ ہمارے آدمیوں کے سامنے ہماری بے عزتی ہوتی۔ اور پی ڈی نے دو جسٹس آف پیس اور عوامی نمائندوں سے جان بوجھ کر ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔ جس سے نہ صرف ہمارا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کوئی short statement دینا چاہتے ہیں؟ آپ کی تحریک ماشاء اللہ بڑی واضح، مفصل بلکہ کسی حد تک طویل بھی ہے۔ اگر اس کے باوجود آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہہ دیجئے۔

میاں امتیاز احمد: جناب سپیکر! میں اس معاملے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پی ڈی صاحب جن کا اوکاڑہ سے لے کر رحیم یار خان تک کا حلقہ ہے اور وہ اس کے افسر ہیں۔ وہ ایم این ایز اور ایم پی ایز کو deal کرتے ہیں۔ لیکن وہ اتنے جھوٹے ہیں کہ جب بھی ٹیلی فون کریں وہ دفتر میں بیٹھے ہوتے ہیں مگر کہہ دیتے ہیں کہ موجود نہیں ہیں۔ کچھ دن پہلے سیٹھ محمد اسلم نے انھیں پہلے ٹیلی فون کیا، انھوں نے اپنا نام بتایا کہ میں سیٹھ محمد اسلم بول رہا ہوں۔ آگے سے جواب ملا کہ پی ڈی صاحب دفتر میں نہیں ہیں۔ سیٹھ صاحب نے دوبارہ اسی وقت پھر فون کیا اور ایک حکومتی رکن کا نام لیا کہ میں فلاں آدمی بول رہا ہوں۔ تو جناب پی ڈی صاحب فوراً لائن پر آگئے اور سیٹھ صاحب نے کہا کہ اب آپ ٹیلی فون بند نہ کریں اور اس بات کے شوکت داؤد صاحب بھی گواہ ہیں۔ اور جناب یہ پی ڈی صاحب اس حد تک بات کرتے ہیں کہ جب بھی ٹیلی فون پر بات کریں ایک تو وہ بات نہیں کرتے ان کے دفتر میں جائیں، اپوزیشن ممبر بیٹھے ہوں تو وہ دفتر چھوڑ کر باہر نکل جاتے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ انھوں نے دوسرا واقعہ کیا ہے۔ شوکت داؤد صاحب کے ساتھ انھوں نے دو مرتبہ ایسے کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں اور وہ کمیٹی ہمارے اس معاملے کو دیکھے۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میں بھی اپنا بیان دے دوں اس کے بعد پھر یہ اکٹھا جواب دے لیں گے۔ شکریہ جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ میں اس واقعہ پر دو یا تین مرتبہ اسی شخص کے متعلق تحریک استحقاق دے چکا ہوں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کسی پر بہتان نہیں لگانا چاہیے یہ حقیقت کی بات ہے وہ بھونا، خوشامدی اور موقع شناس آدمی ہے۔ وہ آج سے اس کرسی پر نہیں بیٹھا بلکہ میرے خیال میں وہ پچھلے پانچ سال سے اس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ چودھری فاروق صاحب لاء منسٹر تھے۔ بلکہ آپ نے ہی ایک دو مرتبہ کہا کہ چیمبر میں بیٹھ کر ان کے ساتھ بات کریں۔ جب تحریک استحقاق آتی ہے تو وہ ٹیلی فون کرنے اور منت سماجت پر آجاتا ہے۔ آج بھی اس نے میاں امتیاز کو تین بار فون کیا ہے۔ جب وہ ٹائم گزر جاتا ہے اس کے بعد وہ نہیں ملتا۔ میرے ساتھ حقیقت ہے کہ وہ گھر کے اندر موجود تھا میں صادق آباد سے ملتان گیا ہوں میں باہر دو گھنٹے بیٹھا رہا ہوں۔ اور اندر سے وہ کہتا رہا ہے کہ موجود ہی نہیں ہے حالانکہ اس کی گاڑی باہر کھڑی تھی۔ اور صبح آٹھ نو بجے کا ٹائم تھا وہ دفتر بھی نہیں گیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو کم از کم ایک بار تو ضرور کمیٹی کے سامنے پیش ہونا چاہیے تاکہ ہمارے عوامی مسائل حل ہوسکیں ہم عوامی مسائل کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ لاء منسٹر صاحب کی بات سن لیتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! پتا نہیں انھوں نے امتیاز صاحب یا شوکت داؤد صاحب کے ساتھ رابطہ کیا ہوگا۔ لیکن میرے ساتھ ان کا ابھی تک کوئی رابطہ نہیں ہوا اور مجھے ان کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ ایک آدھ دن کے لیے پینڈنگ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، ایک آدھ دن کے لیے پینڈنگ کر لیا جائے۔ تو آج 16 تاریخ ہے تو 18 ستمبر تک اس کو pend کر لیتے ہیں۔ آپ مہربانی کرکے خود بھی کوشش کر لیجئے۔ اپنے محکمے کو کہیے کہ وہ آپ سے رابطہ کریں۔ بلکہ بہتر ہے کہ آپ کو فون آئے گا تو آپ انھیں کہیے کہ ذرا لاءمنسٹر سے بات کرلیں۔

چودھری شوکت داؤد، ہمارے مسائل ہیں۔ جواب ان کا پھر آنا ہے وہی رٹا رٹایا جواب۔ آپ اس طرح کہہ دیں اور آپ حکم دے سکتے ہیں۔ آپ وزیر قانون صاحب کو کہہ دیں کہ وہ ان کو بلا کر ہمارے ساتھ میٹنگ کروائیں۔

سید ظفر علی شاہ، سر straightway اس کو admit کرلیں۔

جناب سپیکر، نہیں وہ صحیح ہے۔ اگر 18 تاریخ تک انھوں نے کوئی صحیح جواب نہ دیا تو میں اس کو admit کرلوں گا۔

میاں امتیاز احمد، وہ مجھے صبح سے ٹیلی فون کر رہے ہیں۔ لیکن وہ کیا جواب دیں گے۔ انھوں نے دو ممبران کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اور اس کو آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر، میری بات سنیے شوکت داؤد صاحب! ہوتا یہ ہے کہ آپ ہی دوست پھر ان کو اتنی آسانی سے معاف کر دیتے ہیں۔ اب پچھلی مرتبہ بھی آپ نے کہا جب آپ یہ تحریک لائے تھے میں نے تو اس وقت بھی لاء منسٹر چودھری فاروق صاحب تھے ان کو تاکید کی کہ یہ اس معاملے کو سلجھائیں۔ جب انھوں نے آپ کی اور ان کی آپس میں بات کروائی تب نہیں ماننا چاہیے تھا۔ اب وہ وقت تو گزر گیا اب رولز کا ایک قانونی طریقہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس سے بات کرنا چاہتے ہیں 18 تاریخ کو میں ان کی بات سن کے اس کا فیصلہ کردوں گا۔ آپ تسلی رکھیے۔ جی' فرمائیے۔

چودھری شوکت داؤد، آپ نے جو فرمایا ہے کہ میری بات کروائی ہے میری بات تو اس سے نہیں کروائی۔ وہ یہ ہوا کہ ٹائم دیتے رہے کہ فلاں تاریخ کو آئیں گے اور میں ایک بار دو گھنٹے چودھری فاروق کے دفتر میں جا کر بیٹھا رہا اور وہ آیا ہی نہیں اس کو تو پرواہ ہی نہیں ہے بلکہ مجھے کہنا نہیں چاہیے وہ تو کھلم کھلا کہتا ہے کہ میں کیا کروں ایک طرف کھر صاحب کے آرڈر ہیں' ایک طرف ناہید خاں کے آرڈر ہیں' ایک طرف پرائم منسٹر کے آرڈر ہیں اب میں تو اپوزیشن کے کام نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ کسی کے آرڈر اس طرح کے نہیں ہوتے آپ تسلی رکھیں ایک ہمارا بھی آرڈر ہے انشاء اللہ 18 تاریخ کو کریں گے۔ آگے چلتے ہیں حاجی مقصود احمد بٹ صاحب! آپ کی تحریک استحقاق ہے۔

رکن اسمبلی کی غیر قانونی گرفتاری کے لیے لاہور پولیس کے چھاپے

حاجی مقصود احمد بٹ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 10 اگست 1996ء کو قریباً سات بجے شام میں اپنے چند تاجر ساتھیوں کے ہمراہ اپنے گھر بیٹھا تھا

کہ ایس پی سٹی عمر سلیم چیمہ کا فون آیا اور کہا کہ آپ میرے دفتر آئیں میں نے ان سے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ 11 اگست 1996ء کو ہونے والی ہڑتال کے بارے میں گفتگو کرنی ہے۔ چنانچہ میں اپنے تاجر ساتھیوں کے ہمراہ ایس پی سٹی لوئر مال کے دفتر پہنچا اور ان کے اردلی کو اپنا کارڈ دیا کہ صاحب کو پہنچا دو۔ اردلی کارڈ لے کر اندر چلا گیا واپس آ کر اس نے مجھے کہا کہ آپ کچھ دیر انتظار کریں چنانچہ ہم انتظار میں کھڑے رہے کہ اتنے میں ایس پی سٹی نے ایک سب انسپکٹر کو بلایا جب وہ ایس پی کے کمرہ سے باہر نکلا تو بھاگ کر دوسری طرف چلا گیا۔ ایس پی نے اپنے اردلی کو اندر بلایا اور پھر جب وہ کمرے سے باہر نکلا تو اس نے بڑی بدتمیزی سے کہا کہ "حاجی کون ہے" میں نے کہا کہ میں ہوں اس نے کہا کہ صرف تم اندر چلو۔ میں نے کہا کہ ہم سب اکٹھے اندر جائیں گے پھر اس اردلی نے مزید بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ "صرف تم کو اندر بلایا ہے" اس پر میں نے کہا کہ اچھا میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر لوں۔ اتنے میں متذکرہ سب انسپکٹر جو انتہائی گھبرایا ہوا تھا۔ دس بارہ مسلح پولیس اہلکار لے کر ہمارے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ "حاجی کون ہے۔ حاجی کون ہے" وہ مجھے پہچان نہ سکا اور میں خطرے کی بو سونگھ کر انہیں جھانسہ دے کر وہاں سے نکل آیا۔ اس کے بعد رات کو چار پانچ مرتبہ تھانہ سول لائن کے اہلکاروں نے میرے گھر واقع ماڈل ٹاؤن اور میرے آبائی گھر اندرون شہر سید مٹھا بازار میں بغیر وارنٹ کے بار بار چھاپے مارتے رہے اور میرے اہل خانہ کو ہراساں کرتے رہے۔ علاوہ ازیں میرے کچھ تاجر ساتھیوں کو بھی ان کے گھروں سے گرفتار کر لیا۔ پولیس کے اس غیر قانونی، غیر اخلاقی اور غیر آئینی رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جی، جناب سپیکر! حقیقت میں بات یہ ہے کہ 10 اگست کو پورے پاکستان کی سطح سے تاجر برادری نے جنرل سیلز ٹیکس اور انکم ٹیکس پہ ترامیم کے خلاف آل پاکستان تاجر کنونشن کے حوالے سے 10 اور 11 تاریخ کی ہڑتال کا اعلان کیا ہوا تھا۔ جناب سپیکر! میں ایک ممبر صوبائی اسمبلی ہونے کے علاوہ انجمن تاجران لاہور اور پنجاب کا پریذیڈنٹ بھی ہوں اور میں اس ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے 10 تاریخ کو بڑی پرامن طور پر ہماری ہڑتال ہوئی اور اس ہڑتال کے دن ہم نے تمام لاہور سے تمام روزناموں کے صحافی حضرات کو ساتھ لے کر ایک فلائنگ کوچ میں پورے لاہور کا دورہ کیا اور تمام

بند مار کیٹوں کے حالات سے ان سب دوستوں کو آگاہ کیا۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھر پر بیٹھا ہوا تھا تو ٹیلی فون آیا میرے بیٹے نے یہ ٹیلی فون سنا اور اس کے بعد میں نے اپنے موبائیل سے ایس پی سٹی کو فون کیا جو میرے پاس بل موجود ہے' وقت موجود ہے' اس پر ایس پی سٹی کا ٹیلی فون نمبر موجود ہے تو میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ آپ ذرا میرے دفتر میں آئیں میں کل کی ہڑتال کے بارے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے انھیں کہا کہ آج بھی بڑی پرامن ہوئی ہے اور کل بھی انشاء اللہ اسی طرح پرامن ہو گی لیکن میرے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ اس دن مال روڈ پر دو ایک دو کانوں کے شیشے ٹوٹے تھے لیکن افسوس کی بات ہے کہ جن کے شیشے ٹوٹے انھوں نے تو پرچہ نہیں کروایا پولیس نے خود اپنی طرف سے پرچے کاٹے اور خود ہی مدعی ہے اس پہ بڑی نارمل سی ایف آئی آر درج ہے جو آپ کے علم میں ہے تو اس کے چکر میں شاید یہ چاہتے تھے تو میں تو بڑے اچھے انداز میں وہاں چلا گیا لیکن وہاں جا کر جب مجھے یہ پتا چلا کہ یہ حالات ہیں تو پھر میں نے جیسے آپ کو کہا تو حقیقت میں یہ بات ہے کہ یہ سیاسی طور پر میرے ساتھ زیادتی کی گئی ہے حالانکہ اس سے پہلے بھی کئی ہڑتالیں ہوئی ہیں لیکن ہم نے کبھی بھی کوئی توڑ پھوڑ یا کبھی ایسی بات نہیں کی ہمیشہ اپنے مطالبے کے لیے پرامن ہڑتال کرتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ انتہائی طور پر زیادتی ہوئی ہے۔ جو پولیس والے میرے گھر پہ آئے تھے میں نے ان کے نام بھی معلوم کیے ہیں ایک احمد سلیم صاحب انسپکٹر ہیں اور ایک سعید صاحب ہیں' حنیف صاحب ہیں اور شریف صاحب ہیں۔ یہ چاروں بار بار میرے گھر ریڈ کرتے رہے ہیں اور بڑی زیادتی کی ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وزیر قانون، یہ تحریک استحقاق ہمیں آج ہی موصول ہوئی ہے' آج ہی سرکولیٹ ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ میں یہ کہوں گا کہ اسی کے متعلقہ ایک تحریک استحقاق admit بھی ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر، ظفر علی شاہ صاحب کی تحریک انہی کے متعلق تھی جو منظور ہو چکی ہے یہ بھی اسی سلسلے میں ہے تو اسے in order قرار دے کر میں استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور اسی کے ساتھ اس کا فیصلہ ہو جائے گا اس کے ساتھ زیر بحث آ جائے گی۔ بڑی مہربانی۔ تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر ، اب التوائے کار کی تحریکیں لی جاتی ہیں سب سے پہلے سید سجاد حیدر کرمانی صاحب کی تحریک ہے جس کے بارے میں کل میں نے کہا تھا کہ اسے کل لیں گے تاکہ اس پہ ذرا تفصیل سے بات ہو سکے۔

سید سجاد حیدر کرمانی، شکریہ جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ تحریک پڑھنے کی جسارت کرتا ہوں۔

حکومت کی جانب سے اراکین اسمبلی میں سرکاری اراضی کی تقسیم

سید سجاد حیدر کرمانی، ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیراعلیٰ کی ان تمام وضاحتوں کے باوجود ان کے دور حکومت میں کسی رکن اسمبلی یا ان کے کسی عزیز و اقارب کو پلاٹ الاٹ نہیں کیے گئے اور یہ کہ وہ پلاٹ مافیا پر یقین نہیں رکھتے مگر جس طریقہ سے انہوں نے قومی املاک خصوصاً سرکاری زمینوں کی لوٹ مار شروع کردی ہے اور اراکین اسمبلی کی بڑی تعداد کو نوازنے کے لیے انہیں کروڑوں روپے کے رہائشی اور کمرشل پلاٹ الاٹ کردیئے گئے ہیں ان میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر الیکشن لڑ کر کامیابی حاصل کر کے اپنی وابستگیاں تبدیل کرنے والے اور تمام اقلیتی اراکین بھی شامل ہیں یہ پلاٹ انہیں 99 سالہ لیز پر معمولی نرخوں اور نہایت آسان شرائط پر دیے گئے ہیں اراکین اسمبلی نے صوبہ کے مختلف اضلاع میں قیمتی رہائشی علاقوں اور کمرشل ایریا میں پلاٹ الاٹ کروالیے ہیں اور یہ لامتناہی سلسلہ ابھی جاری ہے۔ متذکرہ "لوٹ سیل" میں وہ وزراء بھی شامل ہیں جو اپنی پاکدامنی کا ڈھنڈورا رات دن پیٹتے رہتے ہیں۔ یہ واقعات قومی اخبارات میں بھی نمایاں طور پر شائع ہوچکے ہیں۔اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم وغصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، پہلے طریقہ یہ بنا ہوا ہے کہ آپ کو شارٹ سٹیٹمنٹ کی اجازت نہیں دی جاتی' اس لیے پہلے لا منسٹر صاحب سے اس کی وضاحت پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! جہاں تک اس تحریک التوا کا متن ہے ۔ شاید وہ کسی اور طرف اشارہ کرنا چاہتے

ہوں گے لیکن جہاں تک اس کا متن ہے میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ تقریباً ایسی ہی تحریک گزشتہ اجلاس میں بھی تحریک التوا آئی تھی اور اس کا جو ریکارڈ ہے وہ میں اس وقت ساتھ لے کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر، جی جانیے کل ہم واضح نہیں تھے کہ کب آئی تھی اور کیا تھی۔

وزیر قانون، جناب والا یہ تحریک التوا نمبر 8 تھی' چودھری شوکت داؤد صاحب نے پیش کی تھی اور اس کے اوپر کافی بحث کے بعد آپ نے اسے dispose of کر دیا تھا۔

جناب سپیکر، یہ کس تاریخ کو آئی۔

وزیر قانون، یہ گزشتہ اجلاس میں تھی۔ جو دو دن اجلاس ہوا تھا ان دنوں میں آئی تھی۔تاریخ میرے پاس موجود نہیں۔

جناب سپیکر، 8 اور 11 اگست ہے ۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ موجود نہ ہوں اور پڑھی نہ گئی ہو اور اس لیے dispose of کی گئی ہو۔

وزیر قانون، نہیں جناب! اس پر پوری بحث ہوئی ہے۔میرے پاس ریکارڈ ہے اور میں نے منگوایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، آپ کو یاد ہے ۔ کیا میں اس وقت بیٹھا تھا یا موہل صاحب تھے۔

چودھری شوکت داؤد، مجھے یاد ہے آپ ہی تھے۔اس وقت موہل صاحب باہر تھے' کیونکہ اس میں موہل صاحب کا بھی نام پلاٹ لینے والوں میں تھا۔اس لیے مجھے یاد ہے۔ بحث کیا ہوئی تھی ' انھوں نے تسلیم کر لیا کہ ہمارے پاس صوابدیدی اختیارات ہیں۔ ہم جس کو چاہے دیں جس کو نہ چاہے نہ دیں۔یہ جواب اس وقت دیا تھا۔

وزیر قانون، جناب والا! میں ذکر کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی جو موجودہ تحریک ہے اس کے اوپر پھر ایک دفعہ بات آپ کے سامنے۔۔۔۔

جناب سپیکر، جی مہربانی۔ کیونکہ admit ہو گئی ہے۔ اگر آپ پوزیشن بیان کر دیں گے تو اچھا ہو جائے گا۔

وزیر قانون، جناب والا! زیر دفعہ 224 delegation of powers 1990. بورڈ آف ریونیو پنجاب کو سرکاری اراضی پٹہ پر دینے کے اختیارات ہیں بشرطیکہ پٹہ شدہ اراضی پر کوئی بلڈنگ تعمیر نہ ہو۔ بورڈ آف

ریونیو آمدہ ہدایت ڈائریکٹو منجانب وزیر اعلیٰ پنجاب پر عملدرآمد کرنے سے قبل اراضی سرکار کے بارے میں اس کی دستیابی بذریعہ ڈپٹی کمشنر، کمشنر صاحبان بمعہ سفارش اور مارکیٹ رینٹ تشخیص شدہ ضلعی رینٹ تشخیص کمیٹی جسے DRAC کہتے ہیں موصول ہونے پر غور کرتی ہے اور بعد میں سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کے بذریعہ محکمہ خزانہ حکومت پنجاب ارسال کرتا ہے۔ بعد از منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب الاٹمنٹ کی چٹھی برائے رہائش جاری کی جاتی ہے۔ شرط تعمیر بلڈنگ کو نرم کرنے کرنے کے اختیارات زیر پیرا 12(2)(1) رولز آف بزنس 1974ء وزیر اعلیٰ پنجاب کو حاصل ہیں۔ لہٰذا سرکاری اراضی کی الاٹمنٹ ضابطہ سے ہٹ کر نہیں کی جا رہی اس کے لیے عوام میں بے چینی اور اضطراب پائے جانے کی وجہ نہیں ہے۔ اگر کسی کو الاٹمنٹ کی جاتی ہے تو اس کا ایک طریقہ کار ہے۔ اس سے ہٹ کر اگر کوئی الاٹمنٹ کی گئی ہے تو یہاں فرما دیں اس کی تحقیقات کر لی جائیں گی۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! مجھے اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی اس پر اظہار خیال کر سکوں۔ جناب سپیکر! یہ جو تحریک میں نے پیش کی ہے۔ اس کی بنیاد روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی اشاعت مورخہ 8 ستمبر سے اس کی ابتدا ہوتی ہے۔ روزنامہ نوائے وقت رقم طراز ہے اور یہ سرخی ہے۔

جناب سپیکر، یہ ضروری بات ہے اسے توجہ سے سنا جائے۔

سید سجاد حیدر کرمانی، روزنامہ "نوائے وقت" لکھتا ہے کہ "پنجاب کے اراکان اسمبلی کو کروڑوں روپے کے پلاٹ الاٹ کر دیے گئے، کئی اراکان کو ان کے نام پر اور بعض کو رشتہ داروں کے ناموں پر الاٹ کیے گئے، ڈیڑھ سو پلاٹوں کی قیمت اڑھائی ارب ہے۔ پلاٹ لینے والوں میں وفاداریاں بدلنے والے ارکان کے علاوہ اقلیتی ارکان بھی شامل تھے، بعض پلاٹوں پر بنگلوں کی تعمیر شروع"۔ جناب والا! یہ انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ سب سے پہلے تو میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ بورڈ آف ریونیو کو اور محترم وزیر اعلیٰ کو delegated powers کے اندر ننانوے برس کی لیز دینے کا اختیار ہی نہیں ہے۔ اب یہ ایک عام فہم سی بات ہے کہ اگر آپ ننانوے برس کی لیز دیتے ہیں اور آپ یہ توقع کرتے ہیں کہ جس کو پلاٹ الاٹ کیا گیا ہے وہ ننانوے برس کے اندر کیا اس پر تعمیر نہ کرے گا۔ کیا اس میں قانون مانع ہوگا؟ اور یہ کس صلے میں دی جا رہی ہے۔ یہ جو واقعات رونما ہو رہے ہیں اس سے اس اسمبلی اور ایوان کی credibility بھی متاثر ہوتی ہے۔ عوام کے اندر ہمارے متعلق یہ تاثر عام ہے کہ ہم نے ایک لوٹ مار کا کھیل شروع کر رکھا ہے۔ اپنی وفاداریاں ایک سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے صلے میں ہم نے

پلاٹ لے رہے ہیں۔حزب اختلاف کا نام بھی اس میں آ رہا ہے۔ پہلے یہ سخاوت کے دروازے کھول کر اور قومی سرمایا' میں ان زمینوں کو قومی سرمایا سمجھتا ہوں یہ اسی طرح ہے جس طرح سٹیٹ بنک میں سونا پڑا ہوا ہو ۔ محترم وزیر اعلیٰ صاحب یہ تو فرمائیں کہ کن کن حضرات کو یہ پلاٹ دیے گئے ہیں۔اگر یہ خبر درست ہے تو ہمیں تفصیل خود بتائیں اور ہمیں یہ بھی حق حاصل ہے کہ ہم ان سے پوچھ سکیں کہ یہ پلاٹ کہاں کہاں اور اس کی الاٹمنٹ کے لیے ان حضرات کو کیا رقم ادا کرنی پڑی۔یہ انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ اس سے تمام ایوان کی شہرت متاثر ہو رہی ہے اور یہ کہہ دینا کہ delegated powers ہیں۔ delegated powers میں ننانوے سال کی لیز کس شخص کو حاصل ہے۔اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر آپ اتنی طویل المیعاد لیز دیتے ہیں تو آپ درحقیقت ان کو ان کے حقوق ملکیت منتقل کر رہے ہیں۔ ننانوے سال کے بعد ان کو کون reject کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر ، I call the House to order چند دوست ایوان میں بیٹھتے ہیں اور وہ بھی اس کارروائی میں دلچسپی نہیں لیتے تو لابی بنی ہوئی ہے اگر ان کی دلچسپی نہیں ہے تو وہ لابی میں بیٹھا کریں اور ہاؤس میں اسی وقت آنا بہتر ہے جب وہ ہاؤس کی کارروائی میں دلچسپی لینے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ پاتے ہوں۔ اگر خوش گپیوں کے لیے آنا ہے تو دوست کو اٹھا کر لابی میں لے جانا چاہیے اور اس سے وہاں بات کرنی چاہیے۔ہاؤس کے اندر تو کم از کم ہاؤس میں دلچسپی لینی چاہیے۔جی کرمانی صاحب! آپ بات جاری رکھیے۔خاص طور پر یہ جو لاہنسٹر صاحب نے پوائنٹ اٹھایا تھا کہ اس پر تعمیر نہیں ہو سکتی ' آپ کہتے ہیں کہ جو الاٹمنٹ ہوئی ہیں----

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! یہ عام فہم بات ہے کہ ' میرے تین چار سوالات ہیں۔ اس روزنامے کی اشاعت مورخہ 8-9-96 ہے ۔ میری تحریک التوائے کار اس خبر پر مبنی ہے۔ یہ طویل خبر ہے' میں اسے پڑھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ گزارش یہ ہے کہ ابہام ہے۔ جناب والا! میں قانون دان تو نہیں ہوں ' آپ مجھے خود بتا دیں کہ ننانوے برس کی لیز جو ہے' کیا وہ حقوق ملکیت منتقل نہیں ہو رہے۔

جناب سپیکر، کئی نسلوں کے لیے کافی ہوتے ہیں۔

سید سجاد حیدر کرمانی، میری گزارش یہ ہے کہ اس کے پس پردہ ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کون سے افراد ہیں' جنھوں نے نشان حیدر حاصل کیا' ملک کے لیے قربانی دی' جن کو یہ معاوضہ کے طور پر دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، لسٹ میں وہ سارے نام ہیں۔

سید سجاد حیدر کرمانی، نام تو ہیں' ان کے متعلق ہمیں یہ بھی بتا دیں کہ یہ جو اخبار کے اندر شائع ہوئے ہیں کیا یہ صحیح ہیں؟ کیا ان کو یہ تسلیم کرتے ہیں اور یہ کون لوگ ہیں' ان کی بھی وضاحت کر دی جائے۔

جناب سپیکر، یہ اچھا سوال ہے۔

سید سجاد حیدر کرمانی، یہ بھی میرا سوال ہے کہ یہ کس حلقے میں دیے گئے۔ دیکھیں اخبار کی شکایت یہ ہے کہ اخباری خبر کے مطابق اس کی evaluation یہ ہے کہ یہ اڑھائی ارب کے قریب مالیت بنتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنی خطیر رقم ہے محترم وزیر قانون یہ بتائیں کہ ان کو وصول کتنی ہوئی ہے اور یہ کس سلسلے میں ان کو دی گئی ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! کون جانتا ہے کہ اس وقت سیاست دان عمومی طور پر ایک خاص مقصد کے تحت رسوا اور بدنام کیے جا رہے ہیں۔ مجھے افسوس یہ ہے کہ حکم ران پارٹی اس رسوائی کو عام کر رہی ہے۔ یہ پلاٹوں کی لوٹ سیل اسلام آباد سے شروع ہوئی اور اب پنجاب تک پہنچ گئی ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ ریونیو بورڈ کو یہ اختیار ہے۔ جناب' اس کو اختیار ہے زرعی اراضی کا۔ اور آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ اس میں سے 99 فی صد پلاٹ شہروں میں الاٹ کیے گئے۔ شہر کے کمرشل پلاٹ' بہاول پور میں بس اڈے کو الاٹ کیا گیا ہے اور وہاں پر تمام لیبر فیڈریشنز دھرنا مار کر بیٹھی ہوئی ہیں۔ تھانے الاٹ ہو گئے ہیں۔ شہر کے اہم ترین کمرشل پلاٹ جہاں پلازہ بن سکتے ہیں' وہ الاٹ کر دیے گئے ہیں۔ جناب والا! یہ ریونیو بورڈ کا اختیار نہیں ہے۔ یہ میونسپل کارپوریشن' میونسپل کمیٹیوں کے علاقے ہیں اور میونسپل کارپوریشنز کو یہ اختیار حاصل ہے' ریونیو بورڈ کو اختیار حاصل نہیں ہے۔ ریونیو بورڈ کو صرف دیہات میں سرکاری اراضی جو کاشت کے لیے ہوتی ہے۔ اس کو دینے کا اختیار ہے۔ یہ شہروں میں الاٹمنٹ کی گئی ہے اور اس کے نتیجے میں حکم رانوں اور سیاست دانوں کے خلاف ایک ہیجان برپا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حکم رانوں نے ملک کے سارے وسائل کی لوٹ سیل لگا دی ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے اگر یہ 99 years لیز دی ہے تو صرف ڈیڑھ سو اراکین اسمبلی ہی کو کیوں دی گئی ہے؟ باقی ایک عام آدمی کو کیوں نہیں دی گئی؟ وہ کتنے آدمی ہیں جن کو 99 years' lease میں اس میں حصے دار بنایا گیا ہے؟ کوئی پالیسی تھی جس میں لوگوں سے کہا گیا کہ ہم 99 years' lease پر یہ دینا چاہتے ہیں۔ جو آدمی درخواست دینا

چاہے' دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر، الوری صاحب! گلا یہ تو نہیں ہے کہ باقیوں کو کیوں نہیں دیے گئے؟

سید تابش الوری، جناب والا! بالکل نہیں ہے۔ ہم نے تو اسلام آباد میں بھی آپ کے دیے ہوئے پلاٹوں کو مسترد کیا ہے۔ ہم نے اپنے قائد کے کہنے پر' ہمارے قومی اسمبلی کے ارکان نے آپ کے دیے ہوئے پلاٹ واپس کیے ہیں۔ مسترد کیے ہیں۔ ہم اس پالیسی کو مسترد کرتے ہیں۔ جناب والا! اگر یہ اہم تھا تو پھر سب سے پہلے تو آپ کو حصے دار ہونا چاہیے تھا۔ آپ نے اپنا نام اس رسوائی سے الگ رکھا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بھی اس کو میرٹ پر درست نہیں سمجھتے۔

جناب سپیکر، جنجوعہ صاحب کو خیال آ جائے گا۔ اُس دن انھوں نے شکایت کی تھی کہ وہ بھی میری طرح محروموں میں شامل ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، محروم نہیں' ہم تو لینا نہیں چاہتے جناب۔

چودھری اصغر علی گجر ، میں اس بارے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ یہ جو پلاٹوں کا سلسلہ 1985ء سے لے کر اب تک چل رہا ہے کہ ہر ایم پی اے کو پلاٹ دیا جا رہا ہے اور جو بااثر آدمی ہے اس کو دو اور جو چھٹے خان ہے اس کو چار' پانچ' سات پلاٹ الاٹ کیے جا رہے ہیں اور یہ سلسلہ 1985ء سے شروع ہے۔ جناب سپیکر! کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس وقت سے لے کر اب تک جتنے ایم پی اے اور ایم این اے نے پنجاب میں پلاٹ لیے ہیں وہ بحق سرکار ضبط کر لیے جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اگر انھوں نے فروخت کر دیے ہیں تو ان کی قیمت ان سے وصول کر لی جائے۔ آپ ایوان کے اندر ایسا کریں۔ اگر آپ نہ کریں' آپ مجاز ہیں' آپ حکم ران ہیں۔ میری بات سے اتفاق نہ کریں۔ تو میں اس ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے تمام اپنے ممبران بھائیوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ غیرت کا ثبوت دے کر خود بخود ان پلاٹوں کو گورنمنٹ کے حوالے کر دے۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔(قطع کلامیاں) سن تو لیں ان کی بات۔

وزیر اوقاف ، جناب سپیکر! ایہہ بڑی گل اے اور بڑی خوب صورت گل اے کہ جہڑی کرپشن یا بد دیانتی یا قانون دا ناجائز استعمال کرنا کوئی وی ہووے' ایہہ اچھی گل نئیں۔ لیکن بد قسمتی ایہہ وے کہ اسیں وی ممکن اے کرائم کردے ہوواں گے۔ جہڑے پولیٹکل لوگ نیں۔ لیکن میں جس وقت بازار

دے وچ نکلدا واں' شہر دے وچ' تے بےشمار جگہ تے ایہہ دیکھیا جاندا اے کہ اتھے پلازے بنے ہوئے نیں۔ اتھے پٹرول پمپ بنے ہوئے نیں۔ اتھے کارخانے بنے ہوئے نیں۔ حتیٰ کہ جناب سپیکر! پنجی (۲۵) ایکڑ رقبہ جہڑا اربیاں روپیاں دا اے' چونیاں دے وچ پنجی سال واسطے لیز تے دتا گیا۔ محکمہ اوقاف دا رقبہ۔ رمضان بخش ٹیکسٹائل دے نال تے دے۔ فیر' جناب سپیکر! اوقاف دی زمین وکِ نئیں سکدی۔ کیوں کہ جہڑے لوک وقف کر کے جاندے نیں اوہ ایس واسطے وقف کردے نیں کہ ایہہ جائیداد اوس وقت تیکر اونھاں لوکاں نوں ثواب ملدا رہوے۔ اوہ زندہ نیں یا زندہ نئیں' اونھاں دی روح نوں وی ثواب ملدا رہوے۔ چنانچہ شاہ عالمی دے کول کروڑواں روپیاں دی جائیداد جہڑی ۳۷ لکھ وچ دے دتی گئی۔ ایہہ ناجوازیاں' ایہہ بداعمالیاں ساڈے اگے ضرور آئیاں نیں۔ اور دیر اے' اندھیر نئیں۔ (مداخلت) سردار صاحب! ایہدا مطلب اے میں گل بچی کر رئیا واں نال۔ ایتوں contradict کرو' نہ کہ کوئی نویں گل کر دیو۔ افسوس ایہہ وے۔ ایہہ تے ثبوت اے۔ میں resign دے دیاں گا اگر میری گل دے وچ اک دمڑی دا وی فرق ہووے۔ (مداخلت) میں کوئی ایسی گل نئیں کر رہیا' میں کسے دا نال نئیں لے رہیا تساں دسیا اے' ایس واسطے سانوں وی چاہی دا اے کہ اپنا محاسبہ کرئیے۔ اگر ایہہ لے رئے آں' کون لے رئیا اے' کنے بندے لے رئے نیں' کنے نئیں لے رئے۔ اورکیوں لے رئے نیں اورکس طریقۂ کار نال لے رئے نیں۔ اور دیکھیا جائے' اور لسٹ بنائی جائے' کناں کناں بندیاں نے اج تیکر لیا اے۔ آیا سیاسی بندیاں کنے لیتے نیں' غیر سیاسی آدمیاں کنے لیتے نیں۔ کیوں کہ شہر دی جتنی جائیداد اے ایس ساری تے لوکاں دا قبضہ اے۔ کوئی کارپوریشن دی اے' کوئی کمیٹیاں دی اے۔ کوئی ڈسٹرکٹ کونسلاں دی اے۔ کوئی ہائی ویز دی اے۔ ایہہ ساری زمین نوں ویکھیا جائے ایہدی لسٹ بنائی جائے کہ کون کون آدمی نیں۔ سیاسی بندے کنے نیں' غیر سیاسی کنے نیں۔

جناب سپیکر: ایک منٹ جی۔ میں بات کر رہا ہوں۔ پلیز' ایک منٹ۔ جب سپیکر بات کر رہا ہوتا ہے تو اتفاق سے آپ بات نہیں کرتے۔

گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ پھر پھیل رہا ہے۔ کئی مرتبہ اس ہاؤس میں اس پر بات ہوئی اور میں نے یہ کہا تھا کہ کرپشن کے موضوع پر جس دن قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف دونوں موجود ہوں اس دن بات کی جائے اور یہ جو ایک مطالبہ اکثر یہاں ہاؤس میں بھی آتا رہتا ہے کہ اس کے لیے کوئی کمشن کوئی کمیٹی ایسی بنائی جائے جہاں احتساب ہو سکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج پھر اس مسئلے سے ہٹ کر

پھر generalise بحث ہونی شروع ہو گئی ہے۔ انھوں نے کیا ہے' اس سے پہلے والوں نے کیا تھا' کب سے شروع کیا جائے' کس کس سے کیا کیا واپس کیا جائے' یہ سب جو بھی آپ نے طے کرنا ہے میرے خیال میں اسے پہلے بھی ایک مرتبہ کرپشن پر بحث ہوئی تھی' اس مرتبہ بھی وزیر قانون کو یاد ہوگا کہ ایجنڈا طے کرتے ہوئے ہم نے یہ کہا تھا کہ بائیس اور تیئیس کے دن حکومت کے کام کے لیے مختص کیے جاتے ہیں۔ لیکن اگر حکومت کا کام بائیس کو ختم ہو جاتا ہے تو تیئیس کو ہم کرپشن پر بحث رکھ لیتے ہیں۔ اور اس دن میں خواہش کروں گا کہ قائد حزب اختلاف بھی تشریف لائیں اور قائد ایوان بھی موجود ہوں اور کوئی رستہ نکال لیا جائے۔ یہ روز کی ایک دوسرے کے اوپر جو ہم گرد ڈالتے ہیں اور سروں میں مٹی ڈالتے ہیں اس کے بجائے کوئی رستہ نکالیں۔ یہ جو آپ بات کر رہے ہیں کرمانی صاحب! چونکہ اس میں بیچ میں اسلام آباد کا بھی ذکر آ گیا۔ آج کم از کم میں نے ایک اخبار میں تو ضرور یہ دیکھا ہے پرائم منسٹر آف پاکستان نے پلاٹوں کے سلسلے میں کوئی بات کی ہے اور انھوں نے بھی یہ کہا ہے کہ یہ کیا شور مچ رہا ہے اور یہ پلاٹ کیوں دیے جا رہے ہیں۔ بہرحال' وزیر قانون صاحب جب بات کریں گے تو ہمیں latest position کا پتا چلے گا کہ حکومت کا اس میں کیا موقف ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ ایک generalised بات ہوئی تھی۔ اب اس میں بات آگے بڑھی۔ تو میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو پچھلی دفعہ یہ تحریک rule out ہو گئی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ پچھلی دفعہ یہ تحریک rule out ہوئی ہے اور وہ میرے پیش نظر ہے۔

جناب سپیکر، اب مجھے بات یاد آ گئی ہے۔

وزیر قانون، دوسری بات یہ ہے کہ کئی پلاٹ جن کی الاٹمنٹ ہوئی ہے یا ہو رہی ہے ان کے متعلق ہائی کورٹ میں ایک رٹ پینڈنگ ہے اور اس سلسلے میں بھی اگر دیکھا جائے تو یہ مسئلہ sub judice ہو جاتا ہے۔ اس لیے اسے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے۔

جناب سپیکر، ہائی کورٹ میں کس نے پٹیشن کی ہے؟ کسی ممبر نے کی ہے یا کسی عام آدمی نے کی ہے؟

وزیر قانون، جن کا اس سکیم سے تعلق ہے انھوں نے کی ہے' جو الاٹمنٹس ہوئی ہیں ان کے متعلق writs ادھر چل رہی ہیں۔ تو اس لیے یہ مسئلہ ویسے بھی ادھر زیادہ بحث کے لیے نہیں آنا چاہیے۔

جناب سپیکر، اب دیکھیے، مسئلہ اہم ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! یہ ہمارا معاملہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس میں initiative لیں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ درست طور پر الاٹمنٹ ہوئی ہے تو آپ کا فرض ہے کہ اس کو defend کریں اور اگر یہ غلط ہوئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے طور پر اس مسئلے کا حل سوچیں۔ جب عدلیہ ایک تھپڑ مارے گی اور پورے کا پورے ہاؤس اس سے متاثر ہو گا تو اس کی بجائے یہ زیادہ بہتر ہے کہ آپ اس معاملے میں initiative لیں۔ آپ نے بے نظیر صاحبہ کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اگر انھوں نے بھی کوئی ایسی direction دی ہے تو اس کے پیش نظر بھی ہمیں یہ خود فیصلہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر، ایک سیکنڈ' ایک سیکنڈ۔ پرائم منسٹر صاحبہ کا کوئی اس سلسلے میں بیان آپ کی نظر سے گزرا ہے؟

وزیر قانون، میری نظر سے نہیں گزرا۔ چونکہ میں اس کی تیاری میں تھا اس لیے میں نے نہیں دیکھا۔

جناب سپیکر، اچھا' ذرا اسے دیکھ لیتے ہیں۔ آپ اس میں تھوڑا وقت لے لیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! ہماری کمیٹیاں جو پہلے ہی دیوالیہ ہیں۔ ان کے وسائل ختم ہو گئے ہیں۔ جتنے اچھے پلاٹ تھے وہ سب الاٹ کیے جا رہے ہیں۔ اس طرح سے میونسپل کمیٹی جو اپنی آمدنی کا اسے ذریعہ بنا سکتی تھی' وہاں پر کمرشل پلازہ بنا کر اس کی آمدنی بڑھ سکتی تھی۔

جناب سپیکر، میں آپ کا point سمجھ رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیے۔ جی محترمہ فرمائیے۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب سپیکر! میں تو یہ کہنا چاہوں گی کہ میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ پلاٹ ایسے مل رہے ہیں جیسے ریڑھی پر کوئی گنڈیریاں بک رہی ہیں۔ میں اپنی مثال دیتی ہوں میرے متعلق پرسوں چوتھ اخبار میں آ گیا کہ ڈاکٹر شیلا کو گوجرانوالہ میں پلاٹ الاٹ ہو گیا ہے۔ میں اس floor پر کہنا چاہتی ہوں کہ نہ مجھے پلاٹ الاٹ ہوا ہے اور نہ پہلے کبھی پلاٹ الاٹ ہوا۔

معزز ممبران حزب اختلاف، آئندہ کے لیے بھی کہیں ناں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، آئندہ بھی نہیں ہوں گے۔ یہ آپ فکر نہ کریں۔ جناب سپیکر! میں یہ کہوں گی کہ میرے بھائی جو پریس میں بیٹھے ہیں ان کو چاہیے کہ یہ correct information لیں اور پھر correct information اخبار میں دیں۔ کیوں کہ wrong information دینے سے ہماری اپوزیشن

سوچ رہی ہے کہ پتا نہیں گورنمنٹ پارٹی کو کتنے پلاٹ الاٹ ہو گئے ہیں اور وہ کتنے پلاٹ لے رہے ہیں اور یہ بھی میں بتانا چاہتی ہوں کہ جس پلاٹ کی نشان دہی کبھی کوئی کرتا بھی ہے تو وہ اس کو ملتا نہیں ہے کیوں کہ کسی کا ہائی کورٹ میں stayہوتا ہے اور کسی کا کچھ ہوتا ہے۔ یہ پلاٹ کی ایک کہانی ہے۔ لیکن الاٹمنٹ پلاٹ کی نہیں ہوئی اور نہ ہوئی ہے۔ میں یہ ان کے knowledge میں لانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر، جی ڈاہا صاحب۔ پھر سرور خان صاحب' پھر عبدالرزاق صاحب۔

حاجی عرفان احمد خان ڈاہا، جناب سپیکر! میرا بھی اسی تحریک میں نام ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ---

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں ادھر پھر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس motion کے اوپر discussion کرتے ہوئے اس مسئلے کو بھی لے لیا جائے کہ The motion shall not deal with any matter which is sub judice

جناب سپیکر، اچھی بات۔ ہم اس کو دیکھ لیں۔ ابھی تو اس کو زیر بحث نہیں لائے۔ ابھی تو اس کی admissibility کا مسئلہ ہے۔ جی ڈاہا صاحب!

حاجی عرفان احمد خان ڈاہا، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح شاہ صاحب نے بھی بتایا ہے اور مختلف نشان دہیاں کی ہیں اسی طرح خانیوال میں بھی کافی جگہوں پر یہ پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں اور شہر کے اندر بڑے بڑے قیمتی قیمتی جو پلاٹ تھے وہ مختلف ناموں پر الاٹ کرائے گئے ہیں۔ تو اگر ہم ایک ایک کی نشان دہی کریں اور پھر بعد میں وزیر صاحب اس کا جواب دیں اس سے بہتر ہے کہ آپ مہربانی کر کے تحریک کو accept کریں اور اس پر بات ہو۔ پوری نشان دہی کی جائے پھر وزیر صاحب اس کا جواب دیں۔ جہاں تک وہ کہتے ہیں کہ یہ عدالت میں کیس چل رہا ہے۔ اگر عدالت میں کیس چل رہا ہے تو اس کے باوجود بھی الاٹمنٹ جاری ہے۔ وہ الاٹمنٹ کیوں جاری ہے؟ وہ بھی پھر اسی طرح روکنی چاہیے تھی۔ تو میری یہی گزارش ہے کہ یہ تحریک accept کی جائے۔

جناب سپیکر، نہیں' پہلی بات تو یہ بتائیے کہ آپ کا نام آیا ہے۔ آپ نے درخواست دی تھی یا آپ نے لیا ہے یا نہیں لیا؟

حاجی عمر فان احمد خان ڈاہا، نہیں' میں تحریک التواء کا محرک ہوں۔

جناب سپیکر، اچھا' محرک ہیں۔ ان معنوں میں نام ہے۔ ٹھیک ہے۔ جی سرور خان صاحب!

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ایک منٹ جی' پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! بات یہ ہے کہ ابھی عمر فان ڈاہا صاحب بھی بات کر رہے تھے اور دو اور دوست بھی بات کر رہے تھے۔ گزارش یہ ہے کہ آپ بھی اس صوبے کے چیف منسٹر رہے ہیں۔ یہاں پر عمر فان ڈاہا صاحب بھی کہہ رہے ہیں کہ الاٹمنٹ کی ہے اور عام افواہوں پر بھی ابھی ہمارے ایک معزز رکن نے یہاں پر کہا ہے کہ میرا نام ایسے غلطی سے آیا اور میں نے کوئی پلاٹ وغیرہ نہیں لیا۔ جناب والا! آپ بھی جب چیف منسٹر تھے تو آپ ہمیشہ مجھ سے شفقت کیا کرتے تھے' مہربانی کیا کرتے تھے اور 1970ء سے میں بھی آ رہا ہے۔ آپ کے بھی علم میں ہے اور باقی دوستوں کے بھی علم میں ہے کہ ہم نے کتنے پلاٹ لیے ہیں۔ اب یہ پلاٹ کی آج جو بات کر رہے ہیں تو پہلے سابقہ ہسٹری بھی دیکھنی چاہیے۔ اگر سابقہ دور میں ممبروں کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ ہوئی ہے تو جناب والا! آج کے ممبروں نے کون سا ایسا گناہ کیا ہے کہ ان کو نہیں ملنے چاہئیں۔ اگر آج الاٹمنٹ نہیں ہو گی تو جن کو دیے گئے ہیں ان سے بھی واپس لیے جائیں کہ Wrong is wrong whenever it is committed.

جناب سپیکر، جی گجر صاحب نے یہی تجویز دی ہے۔ اب یہ دو دوستوں کی تجویز ہو گئی ہے۔ آپ تشریف رکھیے۔ جی سرور خان صاحب۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! یہ بڑا serious issue ہے جس پر آج بات ہو رہی ہے اور اکثر و بیشتر اخبارات میں بھی ایسا آتا ہے۔ سیاست دانوں کو ہمیشہ بدنام کرنے کی کوششیں جاری رہتی ہیں۔ میری اس سلسلے میں یہ تجویز ہو گی کہ ہم لوگ جو کہ حکومت میں ہیں یا جو موجودہ sitting government میں ہیں' اس میں بھی ہم سب لوگوں کو voluntarily surrender کرنا چاہیے کہ ہمیں پلاٹ نہیں لینے چاہئیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ میری یہ بھی استدعا ہو گی کہ 1985ء سے لے کر آج تک یا پچھلی گورنمنٹ تک 1983ء تک ہمارے جن مہذب بھائیوں نے جو اس وقت مسلم لیگ میں تھے' پچھلے tenure میں بھی ایم۔پی۔اے تھے' آج بھی ایم۔ پی۔ اے ہیں اور آج پلاٹوں پر اعتراض کر

رہے ہیں۔ کل دو دو پلاٹ لے کر انھوں نے مال اپنی جیب میں ڈالا ہے وہ بھی cancel ہونے چاہییں۔ تو میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ہمیں نہیں لینے چاہییں۔ مجھے اس بات سے بھرپور اتفاق ہے۔ یہ سیاہی ہمیں اپنے منہ پر نہیں ملنی چاہیے۔ لیکن میرے وہ بھائی جنھوں نے اس issue کو اسمبلی کے فورم پر raise بھی کیا ہے' privilege motion بھی دی ہے یا جتنے بھی ہمارے بھائی سابقہ ادوار میں 1985ء سے لے کر 1993ء تک لے چکے ہیں۔ ایسی تمام الاٹمنٹس بھی cancel ہونی چاہییں اور اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بننی چاہیے جو کہ اپوزیشن اور اقتدار والی سائیڈ پر مشتمل ہونی چاہیے' thrash out کرنا چاہیے' جتنے لوگوں نے پلاٹ لیے ہیں ان کا نام اس معزز ایوان میں آنا چاہیے اور ان تمام پلاٹوں کی الاٹمنٹ cancel ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، حاجی عبدالرزاق صاحب۔

حاجی عبدالرزاق، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جہاں آپ پلاٹوں کی کرپشن کا ذکر کر رہے ہیں وہاں کچھ لوگ اور بھی کئی قسم کی کرپشن کر رہے ہیں۔ مثلاً لوگوں کے پیسوں پر مفت حج کر رہے ہیں۔ ان کی بھی پوچھ گچھ ہو کہ وہ کیسے مفت حج کر رہے ہیں۔ اگر حج کرنا ہے تو اپنے پیسوں پر کرنا چاہیے' گورنمنٹ کے پیسوں پر نہیں کرنا چاہیے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے گورنمنٹ کو حج کے لیے پیسے جمع کرائے ہیں۔ نہ پیسے ملے ہیں اور نہ حج کرایا ہے۔ آپ اندازہ کیجیے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ بھئی ہمارے پیسے تو واپس کریں تو کہتے ہیں کہ آپ کے صوبائی ممبروں سے لینے ہیں آپ ان سے وصول کریں۔ اب میں نے یہاں چیمہ صاحب سے کہا تو انھوں نے کہا کہ ہاں جی آپ کو پیسے دیں گے۔ ان سے وضاحت کریں کہ جنھوں نے حج کیا ہے وہ ہمیں پیسے واپس کریں۔

جناب سپیکر، ریاض حشمت جنجوعہ صاحب ----- ڈاہا صاحب! آپ کی بات تو ہو گئی تھی اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

حاجی عرفان احمد خان ڈاہا، جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، اچھی بات' پھر حشمت صاحب کے بعد۔

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہ نواز چیمہ)، جناب سپیکر! حاجی عبدالرزاق صاحب میرے ساتھ گئے

ہیں اور جتنے پیسے انہوں نے دیے ہیں مجھے علم نہیں کہ انہوں نے کتنے دیے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے کچھ پیسے دیے ہیں لیکن یہ میرے ساتھ رہے ہیں اور یہ کھانا وغیرہ فری کھاتے رہے ہیں حالانکہ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں ۴۵ ہزار روپے دے کر ان ہی کے ساتھ گیا ہوں۔ خدا جانتا ہے کہ انہوں نے کس کو پیسے دیے ہیں۔ دیانت داری کی بات ہے ان کو بھی اس طرح جانا چاہیے تھا جس طرح کہ دوسرے جاتے ہیں۔ حالانکہ میں پنجاب اوقاف کا منسٹر ہوں اور یہ میرا پریویلج بھی ہے۔ اور میں ۴۵ ہزار دے کر حج کرنے کے لیے گیا ہوں تو یہ جو تشریف لے کر گئے ہیں یہ کس حساب میں گئے ہیں' یہ بھی تو بتائیں نا۔

حاجی عبدالرزاق، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، (پوائنٹ آف آرڈر) ۔ جناب والا! اس گفتگو سے جناب وزیر اوقاف نے یہ ثابت کر دیا کہ ان کو اردو بولنا آتی ہے ۔

جناب سپیکر، آتی ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، تو جناب والا! آئندہ کے لیے ان پر پابندی لگائیں کہ جب یہ پنجابی میں بولیں تو آپ سے اجازت لے کر بولا کریں ۔ اب تک ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ ان کو اردو بولنا نہیں آتی ۔

جناب سپیکر، نہیں صاحب ۔ انہیں تو انگریزی بھی بولنی آتی ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں درخواست کروں گا کہ یہ کبھی سنوا دیں ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ کسی دن ان کا تاج خان زادہ صاحب سے میچ کروائیں گے ۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! جب شاہ نواز صاحب بول رہے تھے تو میں حقیقت میں سوچ رہا تھا کہ ان کی منسٹری کے بعد ان کو پنجابی میں خبریں پڑھنے پر لگا دیا جائے۔

(قہقہہ)

جناب سپیکر، نہیں ۔ نہیں ۔ آرام سے بیٹھیں ۔ وہ اور کوئی شرارت کر دیں گے ۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! مولانا شوکت صاحب کی بات کو نظر انداز نہ کر دیا جائے۔ میں بھی ان کی بات کی تائید کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر، بہت اچھا۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میں چودھری اصغر صاحب، سرور خان صاحب اور دوسرے معزز ارکان جنہوں نے اس مسئلے پر بات کی ہے ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ چند برسوں میں وطن عزیز کے وسائل کو بڑی بے دردی کے ساتھ لوٹا گیا ہے۔ پلاٹوں کی بندر بانٹ، کمرشل اراضیوں کی الاٹمنٹ، سکولوں، ہسپتالوں کے نام پر زمینوں کی الاٹمنٹ اور بعد میں ان کی فروخت۔ اسی طرح کمرشل زمینوں کے پٹے ۱۹۸۵ء سے لے کر آج تک جیسے کہ میرے دوسرے دوستوں نے خواہش کا اظہار کیا ہے میں بھی آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج اس ایوان کے لوگ جو اس ایوان میں تشریف رکھتے ہیں وہ یہ تاریخی فیصلہ کرنے کے موڈ میں ہیں اور سارا ہاؤس یہ چاہتا ہے کہ ۱۹۸۵ء سے لے کر آج ۱۶ ستمبر تک جتنی بھی الاٹمنٹیں ہوئی ہیں جتنے پٹے دیے گئے ہیں، جتنے پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں --- جناب والا! یہ تاریخی موقع ہے آپ یہ اعزاز حاصل کیجیے اور آج اس ایوان میں یہ فیصلہ کیجیے کہ ان کی بلا تفریق تحقیقات ہونی چاہیے اور اس کے بعد جنہوں نے بھی اس ملک اور اس کے وسائل کو لوٹا ہے ان سے قوم کا یہ سرمایہ اور قوم کی یہ پراپرٹی واپس لینی چاہیے۔ میں سارے دوستوں جنہوں نے اس مسئلے پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، ان کے ان خیالات کی تائید کرتا ہوں اور آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ جناب سپیکر! تاریخ یہ اعزاز آپ کے نام لکھ رہی ہے اس لیے آج آپ وقت سے فائدہ اٹھائیں اور آج اپنا فیصلہ صادر کر دیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ بحث بہت لمبی ہو گئی ہے۔ پھر بعد میں یہ ہوتا ہے ------

چودھری محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر----

جناب سپیکر، چودھری صاحب! ایک منٹ۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! میں نے ایک اہم بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، اچھی بات ہے۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں موقع پیدا کرتا ہوں--- ڈاہا صاحب بڑی دیر سے کھڑے ہو رہے ہیں۔ ڈاہا صاحب! آپ مختصر سی کوشش کیجیے۔

حاجی عرفان احمد خان ڈاہا، جی مختصراً عرض کروں گا۔

جناب سپیکر! جس طرح ناظم شاہ صاحب نے بھی کہا ہے یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اگر ہم

آج یہ فیصلہ نہیں کریں گے تو پھر اس کا end کب ہو گا۔ ۱۹۷۰ء سے لے کر آج تک سیاسی طور پر یا غیر سیاسی طور پر جو بھی پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب سے یہ بنیاد ڈالی گئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک جتنے پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں وہ سب کے سب کینسل کیے جائیں اور وہ غریب لوگوں میں تقسیم کیے جائیں چاہے وہ گھر بھی بنے ہوئے ہیں۔

دوسرے جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ہم یہ کریں کہ پیچھے یہ کام ہوتا رہا ہے اور ہم کیوں نہ کریں۔ جناب! کل جو برائی ہوئی ہے کیا ہم نے ٹھیکہ لے لیا ہے کہ وہ برائی آگے بھی ہو۔ لہٰذا جناب والا! اس برائی کو ختم کیا جائے۔ مہربانی۔

سردار غلام عباس، جناب سپیکر! جس مسئلے پر ابھی گفتگو ہو رہی ہے اس بارے میں میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ جناب والا! ایک تو میں اس مسئلے پر ان تمام دوستوں کی تائید کرتا ہوں جو اس حق میں ہیں کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس بات کی تحقیق کرے کہ ۱۹۸۵ء سے لے کر onward یعنی آج تک پلاٹ کس کس انداز میں اور کن کن لوگوں تک پہنچے۔ اور میں چاہوں گا کہ یہ عمل ہو جانا چاہیے۔ اس کی وجوہات یہ ہیں کہ میں نے ۱۹۷۷ء سے سیاسی ورکر کی حیثیت سے اپنا سیاسی سفر شروع کیا اور ۱۹۸۵ء میں عملی طور پر میں سیاست میں داخل ہوا۔ میں بڑے یقین سے کہہ سکتا ہوں چاہے یہ سائڈ ہو چاہے وہ سائڈ ہو کہ ۹۹ فیصد لوگ ایسے ہیں یا اگر میں تھوڑا نیچے آ جاؤں تو ۹۰ فیصد لوگ ایسے ہیں جن کے متعلق میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کا دامن ہر لحاظ سے صاف ہے۔ بلکہ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن کے متعلق میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر آج بھی لسٹ بنائی جائے تو ان کے اپنے پاس گاڑی تک نہیں ہو گی۔ ان کا بینک بیلنس نہیں ہو گا ان کی جیب ان کا بینک ہو گا لیکن ہماری بدبختی یہ ہے کہ جب ہم اخبارات کی سرخی ہر روز صبح دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک گاڑی سے یاد دلایا جاتا ہے۔ لہٰذا میں چاہوں گا بلکہ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس ہاؤس کے دونوں سائڈ سے ایک کمیٹی بنائیں جو کمیٹی اتنی بااختیار ہو جو کم از کم 1985ء سے لے کر آج تک ------

آوازیں، نہیں۔ نہیں ۱۹۷۰ء سے لے کر آج تک۔

سردار غلام عباس، ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ آپ ۱۹۷۰ء رکھ لیں۔ میں آپ کے ساتھ قائم ہوں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن میں چاہتا یہ ہوں کہ اس مسئلے کو ختم ہونا چاہیے۔ کیوں کہ ایسے لوگ جن کا دامن داغ دار نہیں ہے کم از کم انہیں clear ہونا چاہیے۔ لہٰذا میری خواہش ہو گی کہ آپ اس

عمل کو آگے بڑھاتے ہوئے آج اس کمیٹی کو ضرور announce کریں گے اور اس کو آئندہ کی کرپشن کی بحث تک نہیں لے کر جائیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب محمد ظہیر الدین خان۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان ، جناب سپیکر! اس ایوان نے آپ کو مختلف عہدوں پر دیکھا اور اس ایوان میں موجود پرانے اور نئے لوگوں میں سے سب سے زیادہ وقت اور سب سے زیادہ اہم عہدوں پر فائز رہنے والے لوگوں میں سے آپ موجود ہیں اور اس وقت آپ ہمارے اس ہاؤس کے custodian بھی ہیں میں اپنی معروضات عرض کرنے سے پہلے ایک بات عرض کروں گا کہ ہم ایک ایسی بات کریں جو قانون کے دائرے میں بھی آتی ہو اور اس پر عملدرآمد بھی ہو سکے۔ پلاٹ کے لفظ کو آج ممنوع قرار دیا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ اسمبلی کا ممبر لگانے سے ایسے لگتا ہے جیسے تمام اسمبلی کے ممبران الیکشن پلاٹ کے لیے لڑتے ہیں حالانکہ اس ملک کے ٹکڑے جو پلاٹوں کی شکل میں ہوتے ہیں ان کو مختلف طبقات نے بھی استعمال کیا اور maximum کیا ہے۔ جناب والا! فیصل آباد سے لے کر لاہور تک کی میں ان جگہوں کا وثوق کے ساتھ نام لے لوں گا۔ سی۔ایس۔پی۔ آفیسرز کی کالونی۔پی۔سی۔ ایس آفیسرز کی ہاؤسنگ کالونی۔ تحصیل داروں کی ہاؤسنگ کالونی۔ ٹیکس ہاؤسنگ کالونی اور انجینئر ہاؤسنگ کالونی۔ ان ہاؤسنگ کالونیز کے نام پر جب یہ ہاؤسنگ کالونیز بنائی جاتی ہیں تو پبلک exchequer سے پیسے ان کو susbsidize کیے جاتے رہے ہیں اور پھر اس کے بعد ان کو الاٹمنٹ کی جاتی رہی۔ اور جناب والا! اس فلور آف ہاؤس پر دعوے سے کہتا ہوں کہ فیصل آباد کے جی۔او۔آر میں جو بھی ڈپٹی کمشنر گیا اس نے جا کر اپنی ٹرانسفر سے پہلے ---- اگر اس کی ٹرانسفر جلدی ہو گئی ہے جن میں میں رشید طاہر صاحب کا نام لیتا ہوں، جن کی ٹرانسفر ایک دن کے بعد ہو گئی تھی انہوں نے آئے ہوئے successor کو کہا کہ ایک دن ٹھہر جاؤ کہ میں اس کا بندوبست کر کے جاؤں اور پہلے کسی جگہ پر دیے ہوئے ہوتے ہیں۔ جناب! آپ پلاٹوں کی کمیٹی بنا رہے ہیں اور آپ احسان فرما رہے ہیں تو اس ملک کو، اس صوبے کو جب نوچا جا رہا ہے اگر نوچنے والوں میں دو، تین فیصد یا دس فیصد اسمبلی ممبرز ہیں جیسے میرے محترم دوست نے فرمایا تو ان میں سے پچاس فی صد یہ پبلک سرونٹس بھی ہیں جو اپنے آپ کو پبلک رولرز کہتے ہیں ان کو بھی اس کمیٹی کے دائرہ اختیار میں لیا جائے۔ جناب والا! یہ میری گزارش ہے اور اگر میں اس میں غلط ہوں اور وہ لوگ جو بہت اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں اور جو

پی-سی-ایس آفیسر سے یعنی مجسٹریٹ یا ایڈیشنل کمشنر سے چلے ہیں اور وہ اوپر تک پہنچ گئے ہیں وہ جہاں جہاں تعینات رہے ہیں وہاں جا کر انہوں نے ہاؤسنگ سوسائٹیز بنائی ہیں اور وہاں سے ہی پلاٹ لے کر اور اسے بیچ کر وہ وہاں سے نکلے ہیں۔ جب کالونیاں منظور ہوتی ہیں تو 30 فیصد mortgage ہوتا ہے۔ یہ رول روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ جو ہاؤسنگ کالونیز ڈویلپمنٹ اتھارٹیز' میونسپل کارپوریشن یا ہاؤسنگ سوسائٹیز بناتے ہیں ان کا 30 فیصد پلاٹ mortgage ہوتے ہیں کہ جب تک ان کو پوری سہولیات بہم نہیں پہنچائی جاتیں جن میں بجلی' سیوریج' اور سوئی گیس ان پرائیویٹ کالونیز میں دینی ہوتی ہیں۔ جناب والا! اگر ایک کالونی اس وقت صوبے میں موجود ہو جس کا 30 فی صد mortgage کیا ہوا پلاٹ واگزار نہ کیا گیا ہو اور اس کالونی کو پوری facilities دے دی ہوں تو میں قصور وار ہوں۔ وہ پلاٹ کہاں چلے جاتے ہیں۔ وہ بھی ان پبلک سرونٹس کے پاس چلے جاتے ہیں۔ اور وہ اس کے بغیر این او سی دیتے ہیں۔ اور 30 فی صد واگزار کرنے کے عوض 15 فی صد خود لیتے ہیں۔ جناب والا! پلاٹوں کے سلسلہ میں ایک بات میں یہ کرتا چلوں کہ ایسے ہمارے ساتھ بھی ہیں جو پنڈی ڈویژن یا فیصل آباد ڈویژن میں ہیں۔ جنھوں نے چودہ چودہ پلاٹ لیے ہوئے ہیں اور ان پر کیسز بھی بنے ہوئے ہیں۔ اگر کمیٹی تشکیل دی جائے تو صرف ان کو ہی حریص اور پلاٹوں کے لیے لڑنے والے نہ کہا جائے ان میں دوسرے پبلک سرونٹس بھی آتے ہیں۔ ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب سپیکر! میں نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر جن سوالات کے جوابات نہ ملنے کا گلہ کیا تھا وہ انھیں ہاؤسنگ سوسائٹیز کے متعلق ہے۔ آج بھی میرا سوال اس فہرست میں شامل تھا جس کا جواب نہیں دیا گیا۔ جن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کا ذکر چودھری صاحب کر رہے ہیں اور میرے جتنے سوالوں کا جواب نہیں دیا جا رہا وہ دانستہ طور پر نہیں دیا جا رہا کیوں کہ وہ افسروں کے پلاٹوں کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر ، میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ جواب حاصل کریں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! آپ نے بڑی عمدہ رائے دی ہے کہ یہ معاملہ تو کرپشن پر بحث میں آ سکتا ہے۔ باقی یہاں کمیٹی کی بات ہو رہی ہے۔ کمیٹی یہ ایوان کیسے تشکیل دے سکتا ہے۔ یہاں قائد حزب اقتدار نہیں بیٹھے جو اس کی منظوری دیں گے۔ آپ از خود اگر یہ کمیٹی تشکیل دے بھی دیں تو اسے قانونی اختیار کیا ہو گا۔ لوگ آپ کے فیصلوں کو چیلنج کر دیں گے اور عدالتوں سے stay

حاصل کرلیں گے۔ میں اس بات کی طرف آتا ہوں جو قائد حزب اختلاف نے قومی اسمبلی میں کی ہے۔ ایک مستقل احتسابی کمیشن بنایا جائے۔ جو ریٹائرڈ کلین ریکارڈ والے ججوں پر مشتمل ہو۔ اگر یہ اس بات کو سپورٹ کرتے ہیں تو پھر ہم برملا اس کو پنجاب کے فورم سے کہیں تاکہ یہ مرکز سے قائم کر دیا جائے ۔ آئین میں جو ترمیم لانی ہو وہ ترمیم لائی جائے ۔ اور اس میں نہ سیاست دان بچے اور نہ بیورو کریٹ۔ جو بھی اس میں آتا ہو ۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ پلاٹ لینا بدعنوانی نہیں ہے ۔ یہ تو لاکھوں کے ہوں گے ۔ دو لاکھ چار لاکھ دس لاکھ کے پلاٹ ہوں گے جو کروڑ ہا روپے سرکار کے غبن کر گئے ان سے کون پوچھے گا۔ اگر سرکاری بنچز اتفاق کرتے ہیں تو آئیں ہمارے ساتھ مل کر ہم مرکز سے درخواست کرتے ہیں کہ احتسابی کمشن مقرر کر دیا جائے ۔

سردارمقصود احمد خان لغاری، جناب والا! جیسے میں نے عرض کیا کہ میں ایک سیاسی کارکن ہوں۔ اور مجھے جو تجربہ ہوا ہے۔ جتنے کمشن بھی بنے۔ چاہے وہ محمود الرحمٰن کمیشن ہو یا کوئی ہو۔ کسی کی رپورٹ سامنے نہیں آ سکی۔ میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ ہم احتساب کرنا چاہتے ہیں اپنی ذات کا اور ہم آپ کے ساتھ ہیں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس گندگی کو اٹھا کر یہاں سے باہر پھینک دیں۔ آپ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھ کے بات کریں تاکہ وہ لوگ جن کے دامن بے داغ ہیں' کم از کم انھیں زندہ رہنے کا حق دیا جا سکے ۔

جناب سپیکر ، جناب کرمانی صاحب !

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک delibrate filibustering کے ذریعے میری اس تحریک کو de-rail کیا گیا۔ اور میں آپ سے اس بات کی رولنگ چاہوں گا۔ میرا موقف بڑا واضح اور مختصر ہے۔ میں نے جو بات کہی ہے میں نے روزنامہ "نوائے وقت" کا باقاعدہ حوالہ دیا ہے۔ یہ جتنی ڈیبیٹ ہوئی ہے کوئی اپنی ذات کی صفائی پیش کر رہا ہے' کوئی اپنے اعمال صالحہ کا ذکر کر رہا ہے' کوئی کہتا ہے کہ 1985ء سے شروع کیا جائے یا کہاں سے احتساب کیا جائے ۔ آپ خود فیصلہ کریں مجھے تو ایڈمٹ کرنے کے لیے اجازت نہیں دے رہے ۔ میں اپنے محترم وزیر قانون سے یہ توقع کرتا تھا کہ اس کی admissibility کو چیلنج کر دیتے ۔ انھوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ یہ اس وقت sub judice issue ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کر لیتا ہوں مگر میں ان سے یہ تو توقع کر سکتا تھا کہ یہ اپنے جواب میں کہتے کہ یہ جو احوال اخبار نے شائع کیے ہیں کیا یہ درست ہیں۔

میں تب بھی مطمئن ہو جاتا۔ کیا یہ فہرست دی گئی ہے اور جن لوگوں کے اسمائے گرامی ہیں یہ صحیح ہیں یا غلط ہیں۔ مجھے کسی حد تک آپ مطمئن کیجیے۔ کتنا وقت ضائع ہوا ہے۔ محترم وزیر اوقاف صاحب کہاں کے کہاں چلے گئے۔ اوقاف کا ذکر یہاں کہاں ہے۔ relevant تو رہنا چاہیے۔

جناب سپیکر، آپ بھی relevant رہیں میں بھی relevant رہتا ہوں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جہاں تک تحریک التوائے کار کا تعلق ہے یہاں بیٹھا ہوا سپیکر زیادہ سے زیادہ یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ in order ہے اور اس پر ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ بحث ہو جائے۔ نتیجہ کیا نکلے گا۔ نتیجہ یہ نکلے گا جو ابھی تقریباً پون گھنٹہ بحث سے نکلا ہے۔ بحث ہو کر بات ختم ہو جائے گی۔ اگر اس مسئلے کا کوئی حل نکالنا چاہتے ہیں۔ اس interest میں، میں نے آپ کی گفتگو سنی ہے۔ کرمانی صاحب! آپ بھی اس بات پر تھوڑا سا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ اگر تحریک التوائے کار کو in order قرار دے کر ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ کسی دن بحث کے لیے رکھ دیتا ہوں۔ اور پتا نہیں اس دن بحث ہوتی بھی ہے یا نہیں۔ بحث ہو جاتی ہے اور زیادہ سے زیادہ talk out ہو جائے گی۔ اگر اس مسئلے کا حل کرنا ہے تو پھر اس کے لیے میرے خیال میں یہی طریقہ بہتر ہے کہ ہم لاءمنسٹر سے یہ درخواست کریں کہ ٹھیک ہے کہ یہ sub judice ہے یا جو بھی ہے۔ لیکن بعض چیزوں کے لیے معلومات کی حد تک اس ہاؤس کا استحقاق ہے کہ ہم جانیں۔ ہم ان سے کہہ سکتے ہیں اور میں کہہ رہا ہوں کہ اس خبر کے مطابق جن لوگوں کو حکومت نے پلاٹ الاٹ کیے ہیں اور جو آپ کے پاس اس کی صحیح فہرست ہے وہ آپ تیار کروائیں۔ جس دن کرپشن پر ہم بحث کرنا چاہتے ہوں گے اور جس دن لیڈر آف اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس دونوں موجود ہوں گے، یہ لسٹ اس دن آپ کے پاس ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر ہم زمانہ قدیم میں جائیں گے تو حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی بربادی میں سیٹلمنٹ کا محکمہ، الاٹمنٹس اور پتا نہیں کیا کیا چیزیں شامل ہیں۔ of fat ہو چکی ہیں۔ لوگ کھا پی چکے ہیں، اس لیے ایک مدت جس پہ احتساب ہو سکتا ہے۔ جس کو ہم کر سکتے ہیں وہ مارشل لاء کے خاتمے کے بعد جب دوبارہ جمہوری دور شروع ہوا یعنی 1985ء سے تو وہاں سے ہم آسانی سے ایک ریکارڈ لے سکتے ہیں اور اس کا کوئی محاسبہ بھی ہو سکتا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اپنے متعلق محکموں کو آرڈر کریں۔ یہ میری رولنگ ہے کہ 1985ء سے لے کر آج تک اس طرح کی جتنی بھی الاٹمنٹس ہوئی ہیں۔ اب یہ ایک پھیلانے کی بات ہے کہ تمام پاکستانیوں میں سے کس کس کو الاٹمنٹس ہوئی ہیں۔ اس طرح بات پھر پھیل جائے گی۔ مانا کہ بیوروکریسی بھی

اس میں شامل ہے۔ مانا کہ اس میں اور لواحقین بھی شامل ہیں۔

وزیر بہبود آبادی ، عوامی نمائندوں کے ساتھ ساتھ بیورو کریسی کو ضرور شامل کیا جائے ۔

جناب سپیکر، آپ میری بات سنیں ۔ آپ شامل کر لیجیے گا۔ اس وقت جو میرے پیش نظر بات ہے وہ یہ ہے کہ سیاست دانوں کی کردارکشی اور ان پر الزام تراشی اور اس ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے لوگوں کے بارے میں جو عوام کی رائے ہے۔ میرے پیش نظر اس وقت یہ معاملہ ہے۔ لازمی بات ہے کہ آپ اس کو قومی سطح پر ہر شخص کا محاسبہ کیجیے۔ لیکن جو زیر بحث بات ہے کہ یہ لوگ جو ایوانوں میں بیٹھتے ہیں اور جو ایوانوں میں آئے ان کا کیا کردار رہا ہے۔

اگر ہم اس کو لا محدود کر دیں گے تو یہ کام کبھی نہیں ہوگا اور اگر ہم اس کو کرنا چاہتے ہیں تو کسی حد تک محدود کر کے اس حد تک تو ہم ایک مثال بنا دیں۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ 1985ء سے لے کر آج تک کا ریکارڈ تیار کروا لیا جائے اور جس دن یہ بات زیر بحث آئے اس دن قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف دونوں موجود ہوں تاکہ اس کے لیے جو بھی body بنے اس کے پاس اختیار ہو' وہ اگر اس کی کوئی سزا تجویز کرتی ہے' اس بارے میں کوئی رائے دیتی ہے تو اس کی کوئی حیثیت ہو' executive حیثیت بھی ہو اور قانونی حیثیت بھی ہو۔ ہم یہاں کمیٹیاں بنا دیتے ہیں۔ آپ کی کتنی کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں ہر محکمے کی سٹینڈنگ کمیٹی بنی ہوئی ہے ۔ یہاں حالت یہ ہے کہ اراکین ہاؤس کی کارروائی میں دلچسپی نہیں لیتے یہاں تک کہ کمیٹیوں کے انتخاب میں دلچسپی نہیں لی جاتی۔ کمیٹی کا صدر بننے سے اس شخص کو ایک کار مل جاتی ہے وہ صرف اس میں دلچسپی رکھتا ہے کہ اس کا صدر کے طور پر نام آ جائے اور اس کو گاڑی مل جائے۔ بعض اوقات وہ اس انتخاب میں بھی دلچسپی نہیں لیتے یعنی جب تک یہ clear نہ ہو جائے کہ وہ اس کے صدر بنیں گے وہ اس کی بھی پرواہ نہیں کرتے کہ اس انتخاب میں بھی وہ تشریف لائیں اور اپنے دوستوں کو کہیں کہ آؤ بھئی اس کمیٹی کے صدر کا انتخاب کر لیں۔ اب بھی کئی سٹینڈنگ کمیٹیاں ایسی ہیں کہ جن کے انتخاب نہیں ہوئے' جن کے صدر مقرر نہیں ہوئے ہیں۔ تو اگر اب ہم ایک کمیٹی بنا دیں گے تو یہ گونگلوؤں پر سے مٹی جھاڑنے والی بات ہو گی۔ اگر تو آپ اس مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں تو پھر اس کا یہی طریقہ ہے جو میں نے کہا ہے کہ آپ اس کا ریکارڈ تیار کروا لیں ۔ جو یہ موجودہ الاؤنسز ہیں اس کا بھی کہ آپ نے کس کس کو دی ہیں تاکہ یہ بھی clear ہو جائے کہ آیا یہ صحیح فہرست ہے یا غلط ہے اور 1985ء سے لے کر اب تک جو اراکین پنجاب

اسمبلی کو الاٹمنٹس ہوئی ہیں یا ان کے حوالے سے ان کے دوسرے لواحقین کو ہوئی ہیں یا ان کی سفارش پر ہوئی ہیں ان سب کا ریکارڈ موجود ہو اور پھر قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی موجودگی میں اس بارے میں ہم طے کرلیں گے ۔ اس وقت تک کے لیے میں اس تحریک التوائے کار کو pend کر رہا ہوں اور جب کرپشن والی بات طے ہو جائے گی تو اس کے بعد پھر میں اس کو دیکھوں گا کہ اس کا کیا کرنا ہے ۔

ملک محمد عباس کھوکھر : جناب سپیکر ! گزارش یہ ہے کہ میں 1985ء میں ہاؤسنگ کا پارلیمانی سیکرٹری تھا ۔ اس وقت ایک سوال کے جواب میں ایک فہرست مرتب ہوئی تھی جسے میں نے ہاؤس میں پیش کیا تھا ۔ اس فہرست میں ایم پی ایز کی نسبت bureaucrats زیادہ تھے اور انھوں نے اپنے نام سے بھی پلاٹ الاٹ کروائے اور اپنی بیگم کے نام بھی پلاٹ الاٹ کروائے ۔ ان bureaucrats نے بڑے قیمتی پلاٹس لیے ہیں انھیں آپ کیوں خارج کرتے ہیں ؟ ان کو بھی اس میں شامل رکھیں ۔

میاں فضل حق : جناب سپیکر ! میں بھی 1985ء میں پنجاب اسمبلی کا ممبر تھا اور اس زمانے میں پلاٹس سے متعلق ایک سوال آیا تھا کہ گورنر کوٹہ اور ویسے کتنے پلاٹس لیے گئے ہیں تو اس کے اندر very senior bureaucrat, he is in Islamabad now-a-days and he was Commissioner at Lahore. اور مجھے نام لینے سے بھی کوئی عار نہیں ہے ان کا نام سعید مہدی ہے۔ He was Commissioner Lahore. He got a plot from Governor's quota also. ان کو وہ پلاٹ 70 ہزار میں sanction ہوا جبکہ 70 لاکھ میں انھوں نے وہ پلاٹ بیچا۔ تو میرا point of view صرف اتنا ہے کہ یہ جو bureaucrats ہیں ان کے نام بھی آپ ضرور شامل کریں تاکہ ان کی لسٹ بھی آئے کہ bureaucracy نے کتنا لیا ہے ۔

وزیر صحت (دیہی) : جناب سپیکر! آپ کا فیصلہ بڑا واضح ہے۔ ہم آپ کی بات سے بھرپور طریقے سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہ فہرست محدود ہونی چاہیے اور ہمیں اپنے آپ تک محدود رکھنا چاہیے۔ ہم دونوں اطراف کی طرف بیٹھنے والوں کو اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کرنا چاہیے۔ میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ یہ ایک time limit case ہونا چاہیے۔ اسی اسمبلی اجلاس کے دوران جو بھی آپ چاہیے احتسابی کمیشن بنائیں یا high power committee بنائیں لیکن میں بحیثیت ایم پی اے یہ بات کر رہا ہوں کہ حکومت کو یہ فیصلہ کرنا چاہیے اور اسی اجلاس کے دوران ہی یہ فیصلہ ہونا چاہیے کہ یہ احتسابی

کمیشن ہو گا' یہ احتسابی کمیٹی ہو گی اور اسے ایک dead line بھی دینی چاہیے - یہ نہ ہو کہ ہم چلے جائیں اور احتساب بعد میں ہو - ہماری موجودگی میں ہی یہ احتساب ہونا چاہیے -

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور میری بات سنیے۔ حکومت نے 22 اور 23 کی تاریخیں قانون سازی کے لیے ایجنڈے میں رکھوائی ہیں - میں وزیر قانون صاحب سے کہتا ہوں کہ اگر اس دن مجھے زیادہ وقت بھی دینا پڑا تو وہ وقت دے کر ہم 22 کو حکومت کا business مکمل کر دیں گے اور ہم 23 تاریخ کو لازماً ایجنڈے پر کرپشن کو رکھ لیتے ہیں اور میں پابند کرنا چاہتا ہوں کھوسہ صاحب کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کو کہ وہ اس دن لازماً تشریف لائیں اور وزیر قانون صاحب کے ذریعے سے قائد ایوان کو کہ وہ بھی اس دن اس بحث میں موجود ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جہاں تک اس بات کا تعلق ' دوست اس بات کو سن لیں کہ bureaucrats کو بچانے کے لیے یہاں کوئی انتظام نہیں ہو رہا' نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ سب کا احتساب ہو اور ان کو بخش دیا جائے لیکن اگر آپ ایک بات میں ہر چیز گھسیڑیں گے تو کوئی بات بھی مکمل نہیں ہو گی۔ آپ اس کے لیے الگ motion لے آئیے' آپ اس دن کے بعد اس کے بارے میں بھی ایک motion لے آئیے گا۔ پہلے اس کا بندوبست ہو جائے ' ایک بات رخ پر پڑ جائے اس کے بعد آپ second step کے طور پر لازمی طور پر ان کے بارے میں بھی بات لے آئیے۔ ناظم حسین شاہ صاحب ! کیا آپ نے میری بات سنی؟ میں نے یہ بات آپ کی خاطر کی ہے کیوں کہ آپ اس پر اصرار کر رہے تھے - میں نے یہ کہا ہے کہ اس بات کو first step کے طور پر ہو جانے دیجیے۔ bureaucrats کو کوئی بخشنے کی کوشش نہیں کر رہا ان کے بارے میں اس کے بعد ایک motion آ جائے گی اور اس بارے میں بھی ایک احتساب کمیٹی بن جائے گی -

وزیر قانون: جناب والا! آپ کی اجازت سے ہاؤس کی سہولت کے لیے ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ جب پلاٹس کی الاٹمنٹ کی جاتی ہے تو normally اس میں یہ نہیں ہوتا کہ یہ bureaucrats ہے' یہ سیاست دان ہے یا یہ ایک عام شہری ہے۔ وہ تو ایک لسٹ ہوتی ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ جن کو الاٹمنٹس ہوئی ہیں ان کی ایک لسٹ آ جائے - اس کو bifurcate نہ کریں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ سیاست دانوں کی کوئی علیحدہ لسٹ بنی ہوئی ہے یا عام شہریوں کی کوئی علیحدہ فہرست بنی ہوئی ہے - یہ

تو ایک اکٹھی فہرست ہو گی۔

وزیر بہبود آبادی : جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پلاٹس کی الاٹمنٹ ہو یا کوئی اور کرپشن ہو اصل میں لوگ جب ہمیں ووٹ دے کر یہاں بھیجتے ہیں، اپنی امانتیں ہمارے حوالے کرتے ہیں تو ہم نے یہاں آ کر ان کے حقوق کا تحفظ کرنا ہوتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر، پوائنٹ آف آرڈر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ یہ point of disorder ہے۔ آپ اطمینان سے بیٹھیے میں موقع دوں گا۔

وزیر بہبود آبادی : جناب والا! یہاں پر اس ہاؤس میں جس decorum کا مظاہرہ ہونا چاہیے وہ بھی آپ دیکھ رہے ہیں اور آپ وقتاً فوقتاً کہتے بھی رہتے ہیں اور جس طریقے سے یہاں معزز رکن کمنٹری کر رہے ہیں وہ بھی آپ سن رہے ہیں۔ یہ ایسے کر رہے ہیں جیسے کسی ریس کورس کے میدان میں جاتے ہوئے لوگ وہاں پر کمنٹری کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ جو آدمی بھی ایک پبلک آفس کو misuse کرتا ہے He is accountable. He is responsible for that اس لیے میں نے bureaucrats کا اس لیے کہا تھا جیسا کہ ابھی سردار غلام عباس صاحب نے کہا ہے کہ آپ کو پانچ فی صد یا اس سے بھی کم سیاست دان ملیں گے جو کہ کرپشن میں ملوث رہے ہوں مگر کیوں کہ ہم ایک دوسرے کے خلاف بات کر سکتے ہیں، کرتے ہیں، ہم ایک دوسرے کے اوپر اعتراضات کرتے ہیں اس لیے ہمارا اخبارات میں چرچا آتا ہے جب کہ ایک سیکرٹری دوسرے سیکرٹری کے خلاف بات نہیں کرے گا، ایک سی ایس پی دوسرے سی ایس پی کے خلاف بات نہیں کرے گا۔ آپ دیکھیں کہ یہ جہاں جہاں تعینات رہے ہیں جیسے کہ رانا ظہیر صاحب نے کہا ہے کہ یہ جس ضلعے میں بھی تعینات رہے ہیں وہیں انھوں نے اور کچھ نہیں تو ساڑھے بارہ ایکڑ کی الاٹمنٹ اپنے نام پر یا اپنے رشتہ دار کے نام پر ضرور کروائی ہے۔ جناب والا! الاٹمنٹ تو 30 ہزار میں ہوئی ہے اور پھر بڑے آرام سے اسے 30 لاکھ میں بیچا گیا ہے۔ اس لیے جناب والا! اگر accountability کرنی ہے تو آپ 1985ء سے لے کر 1996ء تک کریں۔ یہ ٹھیک ہے کہ بہت سارے معاملے sub judice بھی ہوں گے مگر حکومت کے بڑے وسیع اختیارات ہوتے ہیں آپ کے پاس بھی وسیع اختیارات ہیں آپ کو لوگوں نے جو رائے دی ہے جو اختیار

دیا ہے' وہ بہت بڑا اختیار ہے۔ آپ ان کی accountability کر سکتے ہیں انھوں نے جب بھی اور جس شکل میں بھی misuse of power سے پیسہ کمایا ہے وہ واپس لیا جا سکتا ہے۔ میری صرف یہی استدعا ہے کہ صرف سیاست دان کو جنھوں نے یہ ملک بنایا ان کو مورد الزام نہ ٹھہرایا جائے بلکہ جن لوگوں نے حقیقت میں اس ملک کو 95 فی صد لوٹا ہے ان کی بھی accountability کریں۔ آج آپ قرضوں کا دیکھ لیں کہ قرضوں میں کن کے نام آ رہے ہیں؟ وہ بھی انھیں کے بطور نادہندہ نام آ رہے ہیں اس لیے اگر آپ نے accountability کرنی ہے تو ہر ایک کی ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر ، اچھی بات ہے میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر ! جب آپ نے رولنگ دے دی ہے تو سب کو صبر کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر ، میں نے آپ سب دوستوں کی بات سن کر ایک فیصلہ دیا ہے۔ میں نے واضح کیا ہے کہ کوئی بیوروکریٹس کے بارے میں یہ رائے نہیں رکھتا کہ ان کو بخشا ہوا سمجھنا چاہیے صرف یہ بات ہے کہ ان کے بارے میں اسی طرح سے جب آپ ایک ادارہ بناتے ہیں یا ایک method بناتے ہیں تو جہاں سیاست دان کے بارے میں بات آ جائے گی وہاں ان کے بارے میں بھی بات آ جائے گی۔ لیکن اگر آپ اس کو پھیلا کر چلیں گے تو شاید اس کو سمیٹنا ہی مشکل ہو جائے گا اس لیے اس کو اس طریقے سے چلنے دیجیے اور جب اس دن بات ہو گی تو اس وقت اس پر مزید طے ہو جائے گا۔ آپ 1985ء سے لسٹیں تیار رکھیں اس میں لازماً سیاست دان بھی آ جائیں گے دوسرے بھی آ جائیں گے۔

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی مولانا صاحب آپ فرمائیے۔

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، جناب سپیکر! جب آپ کوئی بات سمجھانا چاہتے ہیں تو بڑی تسلی سے بات کرتے ہیں لیکن جب ہم بات کرتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ منہ سے فوراً بات نکل جائے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اسے دو چار منٹ میں wind up کر لوں گا۔ بات یہ ہے کہ "ہم آہ بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا" (قہقہے) راہے صاحب نوں ویکھ کے شعر وی بھل گیا اے۔ تابش صاحب! ایہہ شعر کی اے؟ راہے صاحب نوں ویکھ کے دماغ ماؤف ہو گیا اے۔

سید تابش الوری ،

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بد نام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، جناب سپیکر! میں تساڈوں ویکھ کے فوراً ماؤف ہو گیا ساں۔ میرے ذہن تے ایہناں بوجھ سی کہ میں شعر وی بھل گیا۔

جناب سپیکر ، کوئی بات نہیں ہے ۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، پلیز tension ختم کریں۔ ہاؤس in order کریں اور اب میری بات سنیں۔ بات یہ ہے کہ جب پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا اس میں اپوزیشن کی قراردادیں تھیں آپ چاہتے تھے کہ اپوزیشن criticize نہ کر سکے۔ آپ نے کیا پالیسی adopt کی کہ کرپشن پر بات کرانا شروع کر دی اور اتنی طویل بات ہوئی -----

جناب سپیکر ، یہ نامناسب بات ہے ۔ آپ ہمیشہ سپیکر کے رویے پر ہاؤس میں بات کرتے ہیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، اب ایجنڈے پر امن و امان ہے ۔ ایجنڈے پر تو کرپشن ہے ہی نہیں تو آپ امن کو discuss کیوں نہیں ہونے دیتے۔ آپ خود بھی بولتے ہیں ان کو بھی بلواتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر ، جس طرح آپ کو شعر بھول جاتا ہے اسی طرح آپ کو اور بھی بہت سی باتیں بھول جاتی ہیں یہ انتوائے کار کی تحریک پر بحث ہو رہی تھی اور وہ ایجنڈے پر ہے ۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، جب ایجنڈے پر امن ہے تو آپ اس پر بات کرائیں آپ ایجنڈے سے کیوں ہٹتے ہیں؟ آپ ایجنڈے کو کیوں چھوڑتے ہیں ؟

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔ ابھی دیکھتے ہیں کہ ہم کیسے ایجنڈے کو پکڑتے ہیں۔ ہم اس کو نہیں چھوڑتے ۔

چودھری اصغر علی گجر ، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے پلاٹس کے متعلق جو رولنگ دی ہے ۔

جناب سپیکر ، مہربانی۔

مجالس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری اصغر علی گجر : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ضابطہ اخلاق برائے پریس کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

ضابطہ اخلاق برائے پریس کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

مجلس خصوصی برائے ایرکنڈیشنرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ مجلس خصوصی برائے ایرکنڈیشنرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب شاہد ریاض ستی : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

مسودہ قانون اجرائے لائسنس برائے ریس کورسز پنجاب مصدرہ 1996ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

"مسودہ قانون اجرائے لائسنس برائے ریس کورسز پنجاب مصدرہ 1996ء مسودہ قانون نمبر 7 بابت 1996ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری محمد منیر ازہر ، جناب سپیکر ! میں تحریک مواعید نمبر 2 پیش کردہ میاں عثمان ابراہیم ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، جی رپورٹ پیش کر دی گئی۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد منیر ازہر ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

تحریک مواعید نمبر 12 پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

تحریک مواعید نمبر 12 پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد منیر ازہر ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

تحریک مواعید نمبر 13 پیش کردہ چودھری احمد یار گوندل ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

تحریک مواعید نمبر 13 پیش کردہ چودھری احمد یار گوندل ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد منیر ازہر ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

تحریک مواعید نمبر 14 پیش کردہ چودھری احمد یار گوندل ایم پی اے کے بارے میں مجلس

برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

تحریک مواعید نمبر 14 پیش کردہ چودھری احمد یار گوندل ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

سرکاری دفاتر میں پابندی وقت اور افسران کی موجودگی کو یقینی بنانے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

سرکاری دفاتر میں پابندی وقت اور افسران کی موجودگی کو یقینی بنانے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری شوکت داؤد : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تو کافی عرصہ سے زیر غور ہے؟

وزیر پارلیمانی امور : جناب والا! اب کام مکمل ہو گیا ہے بس اب آخری میٹنگ ہے تھوڑے دنوں کے لیے توسیع کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شاہ صاحب! یہ آپ کا بڑا کارنامہ ہو گا۔

سید ظفر علی شاہ : جناب والا! رپورٹ مکمل ہے میں حیران ہوں کہ ابھی تک رپورٹ پیش کیوں نہیں

ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس کا مطلب ہے اس کے بعد تو توسیع در کار نہیں ہو گی ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب! توسیع کا وقت مانگا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ممبر صاحب! ایک ہفتے کی توسیع کر دیں ۔

وزیر پارلیمانی امور ، جناب والا آپ 30 ستمبر تک توسیع کر دیں انشاء اللہ تعالیٰ کام مکمل ہو جائے گا۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! ابھی تو اجلاس ہو رہا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اجلاس میں بھی آپ میٹنگ کر سکتے ہیں۔

وزیر پارلیمانی امور ، جناب والا! اگر شاہ صاحب اجازت دیں تو ہم اجلاس کے دوران ہی میٹنگ کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 ستمبر تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

اخبار میں چھپنے والی خبر کے حوالے سے رکن اسمبلی کی ذاتی وضاحت

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف جناب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ کل آپ خود کرسی صدارت پر تشریف فرما تھے جب پریس گیلری سے صحافی حضرات نے واک آؤٹ کیا تھا۔ آپ کے پاس ان کی قرار داد پہنچی تھی اور اس کی ایک کاپی قائد حزب اختلاف کے بنچوں کو بھی دی تھی اور میرے پاس بھی بطور قائم مقام قائد حزب اختلاف پہنچی۔ اس پر میں نے قرار داد move کرنے کی درخواست کی لیکن آپ نے خود ہی اپنی رولنگ میں کہہ دیا کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ یعنی جو ان کے موقف کو suit کرتا تھا وہ رولنگ آپ نے خود دے دی۔ لیکن جب ہم ان کو وہاں منانے گئے آپ نے یہ کام میرے ذمہ لگایا حالانکہ یہ روایت ہی نہیں ہے کہ قائد حزب اختلاف میں قائم مقام ہی صحیح لیکن اس وقت میں ان کی جگہ پر act کر رہا تھا۔ یہ روایت نہیں ہے کہ قائد حزب اختلاف پریس گیلری کو منانے کے لیے اٹھ کر گئے ہوں لیکن میں آپ کی

ہدایت پر ایک وزیر کے ساتھ خود اوپر گیا۔ ان سے معاملات پوچھے انہوں نے بتایا کہ روزنامہ "پاکستان" کے دفتر میں ایک غیر منتخب مشیر برائے وزیر اعلیٰ نے بدتمیزی کی ہے' ذد و کوب کیا ہے' گالی گلوچ کی ہے اور ہوائی فائرنگ کی۔ بہت منت سماجت کے بعد پریس گیلری کے حضرات مان گئے اور ایک شرط پر واپس آنے کے لیے تیار ہوئے کہ اس کا کوئی فیصلہ کیا جائے کیونکہ جہاں جہاں ہم جا سکتے تھے حکمرانوں تک گئے ہیں لیکن اس پر کوئی ایکشن نہیں ہوا تو آپ کے پاس میں نے واپس آ کر ان کے اس مطالبے کو دہرایا۔ اور ہمارے ہاؤس میں پہنچنے سے پہلے پریس کی مہربانی تھی کہ وہ پریس گیلری میں واپس آ چکے تھے۔ آپ نے میری بات دہرانے پر یہ direction دی کہ دو وزراء اور دو ممبر اپوزیشن بنچوں سے وزیر اعلیٰ کے پاس جائیں کیونکہ وہ اس وقت بلڈنگ میں موجود ہیں اور پریس کا مطالبہ ان کے سامنے رکھیں۔ میں نے آپ کی ہدایت کے تحت اپنے دو سینئر ساتھیوں سید تابش الوری صاحب اور ملک سلیم اقبال صاحب کا نام لیا۔ آپ نے ہدایت کی کہ میں خود جاؤں۔ اس کی روایت نہیں ہے کہ قائم مقام قائد حزب اختلاف قائد ایوان کے چیمبر میں کسی ایسے معاملے کے لیے جائے جو ہاؤس سے relate نہ کرتا ہو۔ لیکن چونکہ آپ نے اصرار کیا تو میں سید تابش الوری صاحب کو ساتھ لے کر اور حکومتی بنچوں سے جناب چیمبر صاحب اور رائے اعجاز صاحب آپ کی ہدایت کے مطابق گئے۔ ہم وہاں ان کے دفتر گئے پریس کے دو نمائندے بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے۔ ایک امجد صاحب جو ان کے سیکرٹری ہیں اور ایک اورنگ زیب صاحب جو غالباً پریس گیلری کے صدر ہیں۔ وہاں پر وزیر داخلہ بھی موجود تھے۔ جناب غلام سرور خان موجود تھے' طارق بشیر چیمہ صاحب موجود تھے' افضل سندھو صاحب موجود تھے اور اب مجھے یاد نہیں بہرحال چھ سات وزراء موجود تھے۔ یہ بات کی اور جیسا کہ عام تاثر ہے اور میں یہ حقیقت دہرا رہا ہوں اس کو کسی اور غلط انداز میں نہ لیا جائے۔ وزیر اعلیٰ تو اس میں بے بس تھے۔ ہماری گفتگو شروع کرنے پر ہی ملک مشتاق اعوان نے گورنمنٹ کا رول take over کر لیا اور وہی ہم سے گفتگو کرتے رہے اور وزیر اعلیٰ ایک تماشائی کی حیثیت میں بیٹھے رہے۔ انہوں نے ہمیں یہ انکشاف کیا جو پریس کے ساتھیوں نے ہمیں نہیں بتایا تھا کہ وہ معافی ہو چکی ہے۔ سہیل ملک صاحب روزنامہ "پاکستان" کے دفتر میں جا کر ان سے معافی مانگ آئے ہیں۔ اب ان کی طرف سے بتایا شرط یہ ہے کہ وہ پریس کلب میں آ کر معافی مانگیں تو یہ معاملہ ختم ہو جائے گا۔ یہ ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے پریس گیلری کے ساتھیوں نے بتایا نہیں تھا' ان سے جب ہم مخاطب ہوئے تو انہوں نے کہا امجد

صاحب اب بھی میرے بیان کو سن رہے ہوں گے' انہوں نے کہا کہ ہاں یہ تو ہو گیا ہے لیکن وہ اب تک پریس کلب نہیں آئے۔ اس پر ملک مشتاق اعوان جو وزیر داخلہ بھی ہیں انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ یہ میری ہی زیادتی یا غلطی ہے کیونکہ میں پچھلے کئی دنوں سے مصروف رہا ہوں لیکن اب آپ دن طے کر لیں اس پر 17 تاریخ طے ہوئی یعنی 17 تاریخ کو 8 بجے شام کو وہ سہیل ملک کو ہمراہ لے کر پریس کلب جائیں گے اور وہاں پر "روزنامہ پاکستان" کے ساتھیوں سے معذرت کریں گے۔ یہ بات ہوئی اور اس پر حسب عادت' یہ بات میں کسی تنقید کے لحاظ سے نہیں کہہ رہا' حسب عادت چیمہ صاحب جیسے ایک سنجیدہ مسئلے کو بھی مذاق بنا لیا کرتے ہیں' انہوں نے اسے مذاق بنا لیا کہ چلو جی ایہہ گل تے ہو گئی ہن جناب کوئی لائحہ عمل بنائیے سانوں اکٹھے مل کے چلنا چاہیدا اے یعنی بات ہم کرنے گئے ہیں پریس کے ساتھیوں کی جن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور ان کا تقدس اور احترام بحال کرنے کی خاطر ہم گئے ہیں۔ ہم صرف اور صرف اس مقصد اور آپ کی واضح اور clear cut direction کے تحت گئے ہیں جس میں آپ نے ہمارے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اور مجھے نامزد کر دیا۔ انہوں نے جب یہ بات کی تو میں نے کہا آپ کے لائحہ عمل پر ہم چل ہی رہے ہیں آپ نے جو لائحہ عمل مقرر کیا ہوا ہے اس پر چل رہے ہیں۔ پھر ان کے ساتھی رائے اعجاز صاحب نے کہا کہ نئی جی تسی کھانا کرو تے اسیں وی کھانا کرنے آں۔ جس پر وزیر اعلیٰ صاحب فرمانے لگے کہ کھانا تے چھڈو میں تے اینہاں دے گھر جان واسطے تیار آں۔ اور میری اس بات کی یہ تائید کریں گے۔ میں نے اس کا جواب یہ دیا فی الحال تو ہم آپ کے سرکاری مہمان خانوں میں ہیں۔ ابھی چلنے دیں کھانے کا بہت وقت پڑا ہوا ہے۔ اس پر نکئی صاحب نے اپنی صفائی دینے کی کوشش کی۔ سمجھ تو وہ گئے لیکن اپنی صفائی دینے کی کوشش کی مجھے مجبوراً کہنا پڑا آپ کیوں اس قسم کا رویہ اپنا رہے ہیں۔ آپ کو پتا ہے جس طرف میں بات کر رہا ہوں میرے بیٹے کو آپ نے سزا دی اور پندرہ دن کے لیے جیل میں بھیجا ہے۔ وہ قسمیں کھانے لگے کہ مینوں تے پتا نہیں۔ یہ ان کی بے بسی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ اس بیچارے کو پتا ہی نہیں کہ صوبے میں کیا ہو رہا ہے؛ ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن کا بیٹا گرفتار ہو اور چیف منسٹر کہہ دے کہ مینوں تے پتا ای نئیں اے۔ یہ حضرات پھر بھی اصرار کرتے رہے کہ نہیں جی چھڈو غلطیاں ہو جاندیاں نیں۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں حلفاً کہہ رہا ہوں۔ غلطیاں ہو جاندیاں نیں تے آئندہ واسطے رل کے چلیے۔ میں نے انہیں کہا اور یہ گواہی دیں گے۔ میں نے کہا کہ اسے کہیں کہ پندرہ دن کے لیے اپنا بیٹا جیل میں بھیج دیں اور

اس کے بعد میرے ساتھ بات کریں۔ کہیں کہ میں نے ایسے کہا تھا کہ نہیں کہا تھا۔ اور جس پریس کی خاطر ہم جاتے ہیں، جس پریس کے تقدس کی خاطر جاتے ہیں، جو اوپر گیلری سے ہمیں دکھاتے ہیں کہ ہمارے پاس تو اور کچھ نہیں ہمارے پاس تو یہ قلم ہی ہے۔ جس کے تقدس کے لیے ہم جاتے ہیں وہ کیا لکھتے ہیں؟ وہ میں آپ کے سامنے اور اس ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ "ترقیاتی فنڈز میں اپوزیشن ممبران کو حصہ نہیں ملتا"۔ کھوسہ۔

"سیاست دانوں کی کردار کشی بند کرنے پر حکومت اور اپوزیشن میں اتفاق رائے"۔

یہ "روزنامہ جنگ" لکھ رہا ہے، جناب والا! "جنگ" جیسا اخبار یہ لکھ رہا ہے اور یہ "نوائے وقت" لکھ رہا ہے یہ شہ سرخی ہے کہ ورکنگ ریلیشن شپ کے لیے قائم مقام اپوزیشن لیڈر نکئی کے چیمبر میں جا پہنچے"۔ افسوس جس مقصد کے لیے ہم گئے ان کے وقار کے لیے گئے۔ اس کا اس تمام خبر میں ذکر تک نہیں ہے اور صرف اپوزیشن کو بدنام کرنے کے لیے، اپنی خبر چمکانے کے لیے ہم پر بدنامی کا الزام لگاتے ہیں۔ یہاں میں ان کی ہمدردی کے لیے گیا تھا۔ آج میں ان سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ حقائق کو لکھیں۔ میں نے وہاں پر کوئی مفاہمت کی بات نہیں کی اور میں نے ورکنگ ریلیشن شپ کی کوئی بات نہیں کی۔ ہاں یہاں ہم ورکنگ ریلیشن شپ کی بات کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جب سپیکر ہمیں چیمبر میں بلاتے ہیں ہم وہاں پر پہنچتے ہیں، جب سپیکر ہمیں ایجنڈے کے لیے بلاتے ہیں تو ہم وہاں پہنچتے ہیں، جب سپیکر ہمیں اسمبلی کے کسی اور الجھے ہوئے معاملے کے لیے بلاتے ہیں تو ہم پہنچتے ہیں۔ نکئی کے چیمبر میں ذوالفقار علی خان کھوسہ جانے یہ ممکن نہیں تھا سوائے آپ کی رولنگ کے۔ اور یہ بدنامی میرے ذمے لگا رہے ہیں، سید تابش الوری کے ذمے لگا رہے ہیں۔ کسی نے کوئی اس قسم کی بات نہیں کی، شاہ صاحب نے ایک بات کی جب یہ مصالحت کی بات کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کیا مصالحت کریں گے؟ آپ کیا لائحہ عمل، طریقہ اختیار کریں گے سپیکر کی رولنگ کا تو آپ احترام نہیں کرتے۔ ان کی ثالثی میں ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی بنا دی گئی۔ یہ انھوں نے صرف مثال کے طور پر کہا اور انھوں نے یہ رولنگ دی تھی کہ تمام پنجاب میں ترقیاتی فنڈز خرچ کیے جائیں گے۔ نہ اپنے ایم پی ایز کا کہا نہ اپنے حصے کا کہا کچھ نہیں کہا سپیکر کے اس اعلیٰ سطحی اجلاس کے حوالے سے جس میں اس وقت کے سینئر وزیر مخدوم الطاف (مرحوم) موجود تھے اور انتقامی کارروائی نہیں ہوگی۔ یہ سپیکر صاحب نے کہا تھا اس کا حوالہ دیا تھا۔ انھوں نے ہماری طرف سے ban لگا

دیا۔ مجھے افسوس ہوتا ہے صحافت پر کہ ان کے معاملے کو ہم نمٹانے کے لیے جاتے ہیں ایک نہ ہونے والی بات ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ سپیکر کی ہدایت ہے میں خود جاتا ہوں ان کے چیمبر میں ' اور آپ نے خبر دیکھی ہے۔ اپنی خبر کا ایک ذکر تک نہیں ایک لفظ تک نہیں لکھا۔ اور لکھ دیتے ہیں ورکنگ ریلیشن شپ کے لیے قائم مقام لیڈر اپوزیشن وہاں جا پہنچے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ انھیں ہدایت فرمائیں کہ آج میں نے جو آپ کے سامنے' اس اسمبلی کے سامنے بیان دیا ہے اسی طرح سے یہ اس کو چھاپیں۔ نکئی تو نکئی کو تو میں وزیر اعلیٰ سمجھتا ہی نہیں۔ وہ ہے ہی نہیں۔ وزیر اعلیٰ صرف یہاں آ کر کرسی پر بیٹھتا ہے' اختیارات تو اوروں کے پاس ہیں۔ میں اس کے پاس کیا لینے جاتا یا کیا بات کرتا؟ (مداخلتیں) جناب ان سے کہیں کہ مجھے interrupt نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر کہتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب! اس وقت میں قائد حزب اختلاف کی طرف سے بول رہا ہوں۔ میرا یہ حق بنتا ہے کہ میں اپنی وضاحت کروں۔ یہ پھر جواب دیتے رہیں گے میں سنتا رہوں گا۔ اس وقت میں جو اسمبلی کے اندر بیان دے رہا ہوں سپیکر کی تائید میں ہم ہر ممکن اسمبلی کے وقار کے لیے ' اسمبلی کی عزت اور وقار بحال رکھنے کے لیے ' اسمبلی کے procedure کو smoothly function کرنے کے لیے ہر وقت ہم آپ کے ساتھ ورکنگ ریلیشن شپ قائم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ نکئی' ملک مشتاق اعوان یا ان میں سے کوئی اور بھی ہو کسی کے ساتھ ہماری کوئی ورکنگ ریلیشن شپ نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہنواز چیمہ صاحب۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! کھوسہ صاحب قابل عزت اور حقیقت ہے کہ میں دلی طور پر اور آپ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ کھوسہ صاحب بڑے باکردار انسان ہیں۔ ان کی قیادت میں کل ہم اخبار نویسوں کے پاس گئے انھوں نے ہماری بات مان لی اور واپس تشریف لے آئے۔ کھوسہ صاحب کی کافی باتیں ٹھیک ہیں۔ ایک بات پر ابھی ایک تحریک التوائے کار پیش ہوئی تھی کہ اخبار میں یہ یہ نام آئے ہیں اور ان کو حقیقت سمجھا گیا ہے۔ لہذا یہ بات جو کہ کھوسہ صاحب کہہ رہے ہیں اخبار میں وہ آ گئی اور وہ تمام دنیا حقیقت سمجھے گی۔ ممکن ہے میں مذاق سے نہیں بلکہ میں نے ان کا کردار دیکھ کر ان کی اچھائی دیکھ کر یہ ضرور کہا کہ کھوسہ صاحب جس طریقے سے یہ ہوا ہے۔ انھوں نے ان کو دعوت دی چیف منسٹر صاحب نے کہا کہ

پانی پی کے جاؤ قابل عزت ہو۔ ان کو بٹھایا گیا یہ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ لیکن سب کے کہنے پر یہ بیٹھے' عزت دار آدمی ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ تو اسمبلی کے خاندانی آدمی ہیں' باعزت ہو' بیٹھو تشریف رکھو۔ لیکن میں نے حقیقی طور پر' دلی طور پر کہا کہ میری خواہش ہے کہ یہ اسمبلیاں باعزت طریقے سے چلتی رہیں۔ ہماری عزت ہو اور آپ نے عزت کا ثبوت دیا ہے کہ قائد حزب اختلاف واقعی چیف منسٹر کے کمرے میں نہیں جاتے۔ لیکن ان کی بڑی اچھائی تھی لیکن اس کے دوران انھوں نے کہا کہ صلح نہیں۔ میں نے کہا کہ ایسی صلح ہونی چاہیے' ورکنگ ریلیشن شپ کوئی جرم نہیں' میں نے کوئی گناہ کی بات نہیں کی۔ میں نے یہ بات کی ہے کہ ہماری ریلیشن شپ ہونی چاہیے۔ ہمیں عوام کی خاطر قوم کی خاطر جنھوں نے ہمیں چنا ہوا ہے' ہمیں چیف منسٹر سے یا جس سے بھی بات کرنی ہے ہمارا یہ حق ہے۔ ہاؤس میں بھی بات کرتے ہیں اگر باہر بھی کر لیں تو حرج نہیں۔ یہ بات قطعاً نہیں ہوئی کہ آپ ہمارے ساتھ شامل ہوں۔ انھوں نے تو جناب کی عزت کی اور یہ گئے۔ اور انھوں نے کارکنوں کے لیے بڑی محنت کی۔ اور اس چیز سے ان کو ایسے ہی خفا نہیں ہونا چاہیے۔ یہ سیاسی چیز ہے۔ اگر یہ اس بات پر راضی ہوتے ہیں کہ ان کا بچہ پندرہ دن رہا ہے بے شک میرے بچے کو بھی یہ پندرہ دن جیل میں رکھ لیں۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ ان کے بچے کا کوئی گناہ ہے یا نہیں۔ میں قسم دیتا ہوں کہ میرا بچہ بالکل معصوم ہے بالکل اس کا کوئی گناہ نہیں۔ صرف ان کو خوش کرنے کے لیے' کیونکہ انھوں نے ٹکی صاحب کو کہا تھا کہ ان کا بچہ بھی پندرہ دن جیل میں رہے تو پھر میں سوچوں گا کہ تمہارے ساتھ ورکنگ ریلیشن شپ اچھی کرنی ہے یا نہیں۔ تو رانے اعجاز صاحب نے کہا ہے کہ میں کھانا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ جیسے آپ نے خود کہا ہے کہ وہ قدرتی طور پر ایسی بات کرتے ہیں۔

وزیر اوقاف، جیسے انھوں نے فرمایا تھا کہ میں لیڈر اپوزیشن ہوں۔ کوئی آدمی نہیں بولا اور نہ آپ نے بولنے دیا ہے۔ دیکھو یا تو کھوسہ صاحب آج یہ فیصلہ کریں کہ اخبار جھوٹ لکھتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ اخبار سچی باتیں لکھتے ہیں۔ میں نے تو آج تک تردید ہی نہیں کی جو کچھ اخبار لکھ دے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اگر اس نے لکھا ہے تو یہ اس کی دانشوری ہے۔ شاید صحیح ہی لکھا ہو۔ چنانچہ اب یہ اتنا پلندہ "توائے وقت" کا انھوں نے اٹھایا ہوا تھا۔ وہ اس کو ایسے سمجھتے ہیں کہ قرآنی صحیفہ ہے۔ میں آج بھی کہتا ہوں کہ ہم اس بات کے متعلق سوچیں جو ٹھیک ہے وہ کریں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم گھر سے سیکھ کر [illegible] وہ خلاف ہی کرنی ہے۔ کوئی سچی بات بھی کی جائے۔

کھوسہ صاحب قابل عزت ہیں جناب نے بھی ان کی عزت کی ہے میں ان کی ہمیشہ عزت و احترام کرتا ہوں۔ میں ان کو کبھی کوئی ایسی بات نہیں کرتا جس میں ان کی کوئی کردار کشی ہوتی ہو۔ انھوں نے اچھا فعل ادا کیا تھا اس لیے چیف منسٹر صاحب نے بھی کوئی برا کام نہیں کیا۔ انھوں نے بھی یہ کہا تھا کہ اتنی بڑی بات ہے۔ اتنا بڑا آدمی میرے پاس چل کر آگیا ہے تو یہ مجھ سے بغیر چائے پانی پیئے نہ جائے یا مجھ سے کوئی کوتاہی ہوگئی ہے تو وہ مجھے بتائی جائے۔ انھوں نے کہا کہ جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے آپ میرے ساتھ ریلیشن شپ کی بات کرتے ہیں۔ میرا بچہ پندرہ دنوں تک ناجائز رہا ہے۔ مجھے اس بات کا علم نہیں رہا ہو کا اخباروں میں سنتے رہے ہیں کہ ان کے خلاف یہ کیس ہے' وہ کیس ہے۔ لیکن اس کے متعلق بات نہیں۔ لہذا اخبار کی بات کا آج فیصلہ کرو۔ یہ جو انھوں نے تحریک التوائے کار دی ہے اس کو واپس لو ۔ اور کہو کہ اس چیز پر تحقیق کی جائے اور اخبار والے بھائیوں کو اکٹھے بٹھا لو ہم بھی بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھئی یہ بات کرو۔ اس میں آپ کا بھی تحفظ ہوجائے اور ہمارا بھی تحفظ سوچا جائے۔ تمہاری بھی عزت فنا ہو رہی ہے ہماری بھی عزت فنا ہو رہی ہے۔ آپ بھی عزت دار ہیں ہم بھی عزت دار ہیں۔ میری یہ استدعا ہے کہ کوئی بھی ایسی بات جو کہ غلط ہے وہ نہ لکھی جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! personal explanation ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں کوئی شک و شبے کی بات نہیں کہ میں صرف اور صرف آپ کے دو بار اصرار کرنے پر یہاں سے خود گیا ہوں۔ ورنہ میرا کردار وہ بھی ہوسکتا تھا جو اس بنچ سے ہوا کرتا ہے جیسے عام طور پر وصی ظفر صاحب کو آپ باہر نکال رہے ہیں اور وہ نہیں جا رہے وہ اپنے وزارا کی بات نہیں مانتا۔ جب آپ رولنگ دے چکے ہیں کہ He should leave the House and he does not leave the House.

He does not listen to his own Ministers even his Cabinet Members.

یا میرا وہ کردار ہوسکتا تھا کہ میں آپ کی رولنگ کو defy کر دیتا اور یا میں جاسکتا تھا جس طرح میں چلا گیا۔ اب یہ بات کر رہے ہیں کہ جی میں کیا آپ سے بات کروں گا کہ میرے بیٹے کو آپ جیل بھیجتے ہیں۔ تو یہ چیمہ صاحب کیا کہہ رہے ہیں؟ میں تو سمجھتا تھا کہ مذاق کی حد تک مذاق رہنے دیں گے۔ میں نے محاورۃً یہ بات کی تھی کہ میری تکلیف آپ کے دل میں ہوگی تو میں آپ کے ساتھ بات کروں گا۔ اگر یہ نہیں سمجھتے' سادی اردو بھی نہیں سمجھتے تو پھر میں ان کی پنجابی سیکھنے کی کوشش کروں گا۔ میں تو محاورۃً کہہ رہا تھا کہ ایک باپ کے دل پہ جو گزرتی ہے اس کا بیٹا بے گناہ ہے اور وہ پندرہ دن جیل

میں کاٹ کے آنے صرف ایک انتظامی حکم کے تحت۔ اگر اس مقدمے میں ایک رتی بھر بھی سیئت ہوتی تو کیا ہائی کورٹ میرے بچے کی ضمانت لیتا؟ میں تو باپ کے درد کی بات کر رہا تھا۔ یہ بات کو کہاں لے جاتے ہیں کہ میں اپنے پتر نوں پیش کر دینا۔ میوں تہاڈے پتر نال کی غرض اے۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے کھوسہ صاحب مہربانی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، لیکن بات یہ ہے کہ اس طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ میں اخباری سرخیوں کی بات کر رہا ہوں کہ آپ کی ہدایت کے تحت ایک خاص عمل کے لیے ہم جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سمجھ گیا۔ مہربانی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اور اس کو یہ ہمارے دوست جن کی عزت بحال کرنے کے لیے ہم وہاں جاتے ہیں۔ اس کا الیکشن ہوجانا چاہیے حاضری ڈالنے کی بات نہیں تھی۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ جن تاریخوں پر ہمیں سیکرٹری صوبائی اسمبلی کی طرف سے بلایا گیا اپوزیشن کے سارے ارکان وہاں موجود تھے۔ ان کے دستخط حاضری موجود تھی۔ حکومت کی لاپرواہی کہہ لیں' عدم دلچسپی کہہ لیں کہ ایک سٹینڈنگ کمیٹی جو سرکاری محکمہ جات کی بدکاریوں اور بدعنوانیوں کا حساب لیتی ہے وہ بھی صرف ایک فیصد جو آڈٹ کرتے ہیں اور ہمارے پاس لاتے ہیں اس کو حکومتی پارٹی عمل میں نہیں لانا چاہتی۔ اس بارے میں آپ برائے مہربانی ایک ایسی ہدایت جاری کر دیں جسے مزید ٹالنا ممکن نہ ہو۔ PAC-1 آج تک نہیں meet کر رہی کیونکہ وہ الیکشن کے لیے آمادہ نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شرقپوری صاحب!

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! یہ کرپشن اور کمیٹیاں' میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر چوروں کی تعداد کم ہو وہاں شکایت کی شنوائی ہوتی ہے اور جہاں ADLG بھی چور ہو' DC بھی چور ہو' سیکرٹری بھی چور ہوں' SDO بھی چور ہوں' ٹھیکیدار بھی چور ہوں۔۔۔ بڑے پیار سے میری بات سنیں کہ جب چور ہی چور ہیں تو پھر prove بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ سب چور ہیں' majority چوروں کی ہے' ADLG چور' SDO چور' ٹھیکیدار چور' DC چور' SP چور تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ elected آدمیوں کی بھی بات کریں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، majority- کی بات - میری ذرا بات سنیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ تمام ایم این ایز اور ایم پی ایز کو یہ اختیارات مل جائیں۔ یہ عوام کو لے کر ان کو پھینٹیاں لگائیں اور ان کی ٹانگیں توڑ دیں۔ ان کے سر پھٹ جائیں (نعرہ ہائے تحسین) ان کو دفتروں سے نکال دیں' ان کو دریاؤں میں سنک دیں' ان کو آگ لگا دیں' ان کے دفتروں کو آگ لگا دیں۔ یہ وقت پر نہیں آتے تو ان کو پھینٹی لگائیں

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی' میں اس بارے میں کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ جی' گھمن صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر پارلیمانی امور، جناب سپیکر! کھوسہ صاحب ہمارے بزرگ ہیں' قابل احترام ہیں' پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ ہم دل کی گہرائیوں سے ان کی عزت کرتے ہیں لیکن ان کو بھی اپنے منصب کا خیال رکھنا چاہیے۔ ان کا یہ فرمان کہ اپوزیشن لیڈر وزیر اعلیٰ کے پاس نہیں جاتے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا میں جہاں بھی پارلیمانی روایات ہیں وہاں اپوزیشن اور حکومتیں مل بیٹھ کر ملک کے لیے سوچا کرتی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اپوزیشن لیڈر اپنے ملک' اپنے صوبے کے مفاد میں' حکومت کے وزیر اعلیٰ کے پاس جاتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہ جو بات کر رہے ہیں It has no relevance with the subject. (قطع کلامیاں)

وزیر پارلیمانی امور، کھوسہ صاحب! جب آپ فرما رہے تھے تو ہم نے آپ کو سنا۔ You should have the courage to listen to me. جب ہم نے آپ کی طویل باتیں سنیں تو آپ بھی ہماری باتیں سنیں۔ (قطع کلامیاں) آپ میں اتنی courage ہونی چاہیے کہ ہماری باتیں سنیں۔ ہم آپ کی خدمت میں احترام سے بات کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ میرے سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ان کو اتنے بھی آداب نہیں ہیں کہ آپ سے مخاطب ہوں۔ یہ directly مجھ سے بات کر رہے ہیں۔

وزیر پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ان کو بھی پارلیمانی بزرگ ہونے کے ناتے سے اتنا بھی احساس

نہیں ہے۔ ان کو خود ہی اتنا احساس ہونا چاہیے کہ جب یہ بات کر رہے تھے تو ہم ادب سے ان کی غیر متعلقہ باتیں سن رہے تھے اور ہمیں بھی یہاں کچھ کہنے کا حق حاصل ہے۔ جناب سپیکر! یہ انھوں نے فرمایا کہ ہم وزیر اعلیٰ نگئی کو نہیں مانتے' یہ نہ مانیں تو کیا وہ وزیر اعلیٰ نہیں ہیں؟ اس ایوان سے انھوں نے اعتماد حاصل کیا ہے۔ اس ایوان کی اکثریت ان کے ساتھ ہے۔ یہ باتیں کرنا ان کے لیے مناسب نہیں ہے۔ ان کا تو اتنا بڑا ظرف ہونا چاہیے۔ ہم نئے آنے والوں نے تو ان سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ ان کو اپنی عظمت اور اپنے مرتبے کا احساس کرنا چاہیے تو میرے یہ کہنے سے خدا نخواستہ ان کی تضحیک نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں بعض باتیں پارلیمانی روایات کے مطابق ہیں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن جانتے ہیں وہ ملک کے لیے کام کرتے ہیں' ملک کی بہتری کے لیے کام کرتے ہیں۔ ان کو جانا چاہیے۔ اگر چیمہ صاحب نے مفاہمت کی بات کر دی تو یہ اچھی بات ہے۔ اچھی باتیں ہونی چاہییں۔ میری باتیں خواہ ان کو ناگوار گزریں۔ ہم تو اب بھی کہتے ہیں آؤ خدارا! پنجاب کے لیے' ملک کے لیے آپس میں مفاہمت کریں۔ یہ کہاں پہ لکھا ہے کہ فاصلے بڑھتے چلے جائیں اور ملک سے دور ہی دور مٹتے جائیں۔ ہم تو آج بھی ان سے عرض کرتے ہیں کہ خدا کے لیے آؤ تاکہ کسی مشترکہ لائحہ عمل پہ پہنچ جائیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ نہ تو اس میٹنگ میں موجود تھے نہ ان کو کچھ پتا ہے۔ میں نے چیمہ صاحب کا حوالہ دیا ہے۔ یہ گواہ ہیں کہ چیف منسٹر نے ہمارے اس مطالبے کا جواب نہیں دیا۔ ملک مشتاق جواب دیتے رہے۔ یہ بات کیا کر رہے ہیں؟ He was not even there.

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اب ------

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میرا point of personal explanation ختم ہونے دیں۔ دوسرے یہ بات کر رہے ہیں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن چیف منسٹر یا لیڈر آف دی ہاؤس کے چیمبر میں جایا کرتے ہیں ایک مثال دے دیں Let him quote one example (قطع کلامیاں) I am a Pakistani, I am talking of Pakistan, I am not from America. (قطع کلامیاں) یہ اپنے اعتراض پہ خود اعتراض بن کر کھڑے ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اب ہم اس topic کو چھوڑیں۔ میں اس پہ تھوڑی سی بات کرتا ہوں تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں نے آپ سے گزارش کی ہے کہ میں point of

personal explanation پر ہوں۔ میں کہہ چکا ہوں کہ جب سپیکر صاحب نے طلب کیا ہے ہم وہاں پہنچے ہیں۔ جب اسمبلی کا کوئی ایسا معاملہ اٹھا ہے ہم وہاں پہنچے ہیں۔ یہ اس وقت کان بند کیے بیٹھے تھے۔ جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب نے جو باتیں کی ہیں اس پر مسئلہ یہ ہے کہ پریس گیلری سے میرے پاس ایک تحریر آئی میں نے من وعن اس کو پڑھا اور اس کی مذمت بھی کی۔ اس کے بعد کھوسہ صاحب نے بھی اس کے بارے میں کچھ الفاظ کہے وہ چونکہ چلے گئے تھے میں نے یہاں یہی مناسب سمجھا کہ ایک وزیر اور چونکہ کھوسہ صاحب خود ان کے بارے میں ان کے حق میں بول رہے تھے تو میں نے ان دونوں کی ڈیوٹی لگا دی کہ آپ ان کو منا کر لائیں۔ وہ آ گئے مسئلہ یہاں ہی ختم ہو جانا چاہیے تھا لیکن کھوسہ صاحب نے فرمایا کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ کارروائی نہیں ہو رہی۔ کھوسہ صاحب نے ہی مجھے نشاندہی کی تھی کہ وزیر اعلیٰ چیمبر میں اس وقت موجود ہیں وہاں جا کر ان سے کوئی وعدہ لیا جائے کہ وہ ان کے حق میں کوئی کارروائی کریں۔ سہیل ملک کے بارے میں کوئی کارروائی کی جائے تو چونکہ ان کی طرف سے تھا تو میں نے یہی بات ہے دو وزیر اور یہ نام تابش الوری اور کھوسہ صاحب کے میں نے لیے تھے میں چونکہ announce کر چکا تھا اس لیے کھوسہ صاحب نے اس وقت بھی سلیم اقبال کو بھیجنے کی کوشش کی لیکن میں نے کہا کہ میں ایک رولنگ دے چکا ہوں آپ ہی تشریف لے جائیں۔ میں نے good faith کہا تھا۔ اس میں میرے ذہن میں کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ یہ چلے گئے اس کے بعد یہ آ گئے یہ مسئلہ ختم ہوا۔ میں نے بھی صبح جو اخبارات پڑھے اس سے یہی تاثر ملتا تھا کہ حکومت کے ساتھ کوئی ایسی مصالحت ہو گئی ہے یا جس طرح انھوں نے کہا کہ وہ خبر دب گئی۔ جو اصل بات تھی وہ دب گئی اور دوسری بات prevail کر گئی۔ اس سے یہ حق بجانب ہیں جو اس طرح سے انھوں نے کیا۔ اس طرح سے ان کے احساسات کو ٹھیس پہنچی ہے اور پہنچنی بھی چاہیے کہ جس آدمی کی اپنی کوئی بات ہی نہ ہو اور اس کو اخبارات اس انداز میں شائع کر دیں تو آدمی کو وہ بات بہت بری طرح محسوس ہوتی ہے تو میں یہاں اس بارے میں پریس گیلری کو یہی کہہ سکتا ہوں کہ اس ہاؤس نے ہمیشہ ان کی عزت کی ہے جب کبھی انھوں نے بائیکاٹ کیا ہے ہم نے اس بات کا نوٹس لیا ہے۔ رامے صاحب نے بھی ہمیشہ نوٹس لیا ہے۔ میں بھی نوٹس لیتا ہوں۔ ہم ہمیشہ ان کو وزراء یا اور قابل احترام دوستوں کو منانے کے لیے بھیجتے ہیں اور پوری طرح سے کوشش کرتے ہیں کہ ان کے احساسات کو مجروح نہ کیا جائے اور اب جو بات ان کی طرف سے ہوئی ہے وہ واقعی مناسب نہیں ہے۔ یہ میں بھی سمجھتا ہوں کہ افہام و تفہیم

اچھی بات ہے یہ ٹھیک ہے لیکن ملک میں اپوزیشن لیڈر کی طرف سے ایک بات آئی ہے تو اس کی جماعت کے اراکین کا یہ فرض ہے کہ وہ اس پر عمل کریں اگر وہ عمل نہ کریں تو اور حلقوں میں تاثر پھیلتا ہے جن کو ساری کارروائی کا پتا نہیں ہوتا وہ اخبار میں دیکھیں گے کہ کیا شائع ہوا ہے۔ وہ تو اس بارے میں پھر یہی کہیں گے کہ کھوسہ صاحب اپنی جماعت یا اپنے لیڈر کے فیصلے سے ایک قدم ہٹ کر یہ کارروائی کر رہے ہیں۔ شاید اس کے درپردہ خدانخواستہ کیا بات ہے۔ جب کہ ایسی بات نہیں ہے' بالکل ایسی بات نہیں ہے۔ وہ good faith گئے اور ان کے احترام میں گئے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں۔ واقعی وہ پریس کے احترام میں گئے کہ انھوں نے جو بات اٹھائی تھی ادھر سے میں نے بات کر دی وہ میرے احترام میں اور پریس کی ہمدردی میں وہاں گئے۔ اس میں قطعاً کوئی ایسی بات نہیں۔ لہذا وہ اخبارات جنھوں نے اس طرح کا تاثر دیا ہے یا اس سے ایسا تاثر ملتا ہے وہ اسی طرح اس کو صحیح شائع کریں جس سے یہ تاثر ختم ہو جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں آپ کے ان جذبات کے لیے شکر گزار ہوں۔

امن عامہ پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی' تو آج لاء اینڈ آرڈر پہ بحث ہے۔ لاء اینڈ آرڈر پہ اپوزیشن کے قائد کی طرف سے مقررین کے نام میں پڑھ دیتا ہوں تاکہ ان کو پتا رہے کہ ہم نے اس وقت بولنا ہے۔ راجہ محمد بشارت آغاز کریں گے' چودھری شوکت داؤد' مسٹر انعام اللہ خان نیازی' ملک محمد عباس کھوکھر' راجہ اشفاق سرور' چودھری غلام محمد' مسٹر محمد افضل ساہی' صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری' میاں عبدالستار' ملک غلام شبیر جوئیہ اور شیخ محمد انور سعید تو جناب راجہ محمد بشارت۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں ایک اہم پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! بروز جمعۃ المبارک کو "نوائے وقت" اخبار میں یہ خبر چھپی تھی کہ یوٹیلٹی سٹور پر چینی open کر دی گئی ہے اور اب کارڈ نہیں مانگے جائیں گے لیکن اسمبلی کے سائے میں واپڈا ہاؤس میں جو یوٹیلٹی سٹور ہے اس پر بغیر کارڈ کے چینی نہیں دی جا رہی۔ جو لوگ چینی لینے جاتے ہیں ان سے 60 روپے مانگے جاتے ہیں کہ پہلے کارڈ بنوائیں پھر چینی ملے گی۔ غریب عوام بے انتہا پریشان ہیں اس بات کا کوئی نوٹس لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں This is no point of order اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر ہم یہی کیا کریں۔ صبح سے لے کر شام تک لاہور میں جو بھی باتیں ایسی ہو رہی ہیں ان کو پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے یہاں پر کہنا شروع کر دیں۔ اس طرح اجلاس کی اور کارروائی نہیں ہو گی۔ بس یہی باتیں یہاں پوائنٹ آف آرڈر کی شکل میں ہوتی رہیں گی۔ یہ بات ٹھیک ہے ' یہ تکلیف ضرور ہے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر، جی

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے کہ کل میرے حلقے سے متعلقہ میاں معراج دین صاحب کی ایک تحریک التوائے کار نمبر 18 تھی۔ جو ایک نالے کے آگے ناجائز مارکیٹ تعمیر ہوئی تھی اس کے متعلق تھی۔ سپیکر صاحب کی رولنگ کے مطابق ہمیں ہدایت کی گئی تھی کہ لاء منسٹر صاحب سے میں اور میاں معراج دین صاحب مل لیں تو آج صبح ایل ڈی اے کے دو اہلکاران جن میں بی اے ناصر صاحب ڈی ایل ڈی اور ایک سردار شیر افگن صاحب تھے ان کے ساتھ سیکرٹری صاحب کے کمرے میں میری اور میاں معراج دین کی بات ہوئی ہے۔ وہاں انھوں نے کہا ہے کہ اس نالے کے آگے جو ناجائز بلڈنگ تعمیر ہوئی ہے۔ اگر جائز ہے تو اس کو کسی اور جگہ الاٹمنٹ کر دی جائے گی اور نالہ صاف کروا دیا جائے گا تو میری آپ کی وساطت سے لاءمنسٹر سے یہ گزارش ہے کہ ہمیں وہ اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ ہماری ان سے یہ بات ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سے پہلے کہ میں لاء منسٹر کو موقع دوں۔ میں آپ کی خدمت میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس کرسی پر جو بھی بیٹھتا ہے وہ سپیکر ہوتا ہے۔ لیکن اگر ایک مسئلہ یا ایک پوائنٹ کو ایک سپیکر نے یہاں پر کوئی فیصلہ کیا ہو تو جب دوسرا سپیکر بیٹھے اور اسے پتا نہ ہو۔ آپ اس کے سامنے اس مسئلے کا ذکر کر دیں تو پھر دونوں کے فیصلے میں تضاد آ سکتا ہے۔ جس طرح کورٹ میں یہ ہوتا ہے کہ اگر پانچ چھ ملزم ہیں جو کورٹ ایک ملزم کی ضمانت لے گا' تو دوسرے تیسرے دن بعد اگر کوئی درخواست دے تو وہ بھی اسی جج کے پاس جاتی ہے۔ جس نے اس کا پہلے فیصلہ کیا ہوتا ہے۔ تاکہ وہ فیصلہ تضادات کا شکار نہ ہو جائے۔ لہٰذا یہ بھی مہربانی آئندہ کریں کہ جو مسئلہ کسی سپیکر کے سامنے

سے یہ مسئلہ پیش ہوا۔ انھوں نے اس پر کیا موقف اختیار کیا۔ نئے آنے والے کو قطعاً پتا نہیں ہوتا۔ جی لاء منسٹر صاحب اب آپ اس بارے میں واضح کریں۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ ایک تحریک التوائے کار تھی۔ ایک مشکل تھی کہ نالے کے اوپر ایک پلاٹ بنا کر اسے بہت پہلے الاٹ کر دیا گیا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں ارشد عمران سلہری صاحب اور میاں معراج دین صاحب نے تحریک التوا پیش کی تھی تو میں نے ان سے وعدہ کیا کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ اس مشکل کو دور کیا جائے تاکہ جن مکانوں کا نقصان ہو رہا ہے اسے دور کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں' میں نے متعلقہ ملازمین کو بلایا تھا' پھر ارشد عمران سلہری اور میاں معراج دین صاحب سے ان کی میٹنگ کروائی ہے اور اس مشکل کو کس طریقے سے حل کرنا ہے تاکہ نقصان نہ ہو' وہ ہم نے آپس میں طے کر لیا ہے۔ انشاء اللہ اس کا طریقہ کار اپنایا جائے گا تاکہ اس مشکل کا تدارک کیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی 'شکریہ۔ اب پونے دو ہو گئے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کے لیے صرف سوا گھنٹہ رہتا ہے۔ راجہ محمد بشارت اس کو شروع کریں گے۔

وزیر قانون، میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ جیسے آپ نے خود فرمایا ہے کہ صرف سوا گھنٹہ رہتا ہے تو آپ حزب اختلاف کے ممبران جتنا وقت لے لیں اس میں سے دس پندرہ منٹ مجھے آخر میں عنایت کر دیں تاکہ اس کا جواب دیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم آپ کو پونے تین بجے پندرہ منٹ کا ٹائم دے دیں گے۔ جی اب ایک گھنٹہ رہتا ہے۔ چاہے آپ opener کو دے دیں چاہے ان کے بعد آپ پانچ پانچ منٹ تقسیم کر لیں۔ جی راجہ صاحب۔

جناب محمد بشارت راجہ، میں صرف دس منٹ بات کروں گا۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل جب تعلیم پر بحث ہو رہی تھی تو سپیکر صاحب نے اس بات کو یقینی بنایا تھا کہ متعلقہ محکمے کے وزیر کو موجود ہونا چاہیے اور انھوں نے اس بات کو بھی یقینی بنایا تھا کہ جو بھی مقرر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ وزیر صاحب ان کے notes لیں اور باقاعدہ ان کا جواب دیں۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات پوائنٹ آؤٹ کرنی پڑ رہی ہے کہ آج جب لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی ہے تو جو اس محکمے کے وزیر ہیں وہ موجود نہیں ہیں۔ اس محکمے کی بدقسمتی یہ

ہے کہ اس محکمے کے ایک وزیر نہیں ہیں بلکہ دو نوٹیفکیشن ہوئے ہیں۔ایک ایڈوائزر صاحب ہیں ان کا بھی نوٹیفکیشن ہوا ہوا ہے۔ وصی ظفر صاحب وہ بھی اس مسئلے کو دیکھتے ہیں۔وہ بھی موجود نہیں ہیں اور لاء منسٹر صاحب موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اصل میں وزیر تو ایک ہی ہیں ' وہ تو خوش کرنے کے لیے ویسے ہی out of the way نوٹیفکیشن کیا گیا ہے۔تاکہ وہ خوش ہوتے رہیں۔

جناب محمد بشارت راجہ، جناب سپیکر! آپ نے بالکل درست فرمایا ہے۔میرے پاس نوٹیفکیشن کی کاپی موجود ہے۔میں عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ لاء اینڈ آرڈر ایک ایسی term ہے جو کہ ریاست کے تین اہم ستونوں سے متعلق ہے۔یعنی legislature ' executive اور judiciary کے ساتھ' لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے سے پہلے میں ریاست کے ان تینوں ستونوں کی ایک relative study کے طور پر اگر تھوڑا تھوڑا ذکر کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بے جا نہیں ہوگا۔جناب سپیکر! ریاست کے ستونوں میں مقننہ قانون سازی کرتی ہے' انتظامیہ اس پر عملدرآمد کرتی ہے اور عدلیہ قانون کی تشریح کے ساتھ ساتھ مروجہ قوانین پر عملدرآمد کے سلسلے میں اگر انتظامیہ کہیں تجاوز کرے تو اس پر چیک اینڈ بیلنس رکھتی ہے۔ مجھے یہاں افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ اس وقت پنجاب ریاست کے یہ تینوں ستون مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں۔صوبے میں ایک unconstitutional set-up کام کر رہا ہے اور اسی کے باعث صوبے میں انتظامی لحاظ سے ایک عجیب سی صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ Executive authority نام کی چیز اس صوبے میں سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ اسی طرح مقننہ ایک بغیر کردار کے ادارہ بن کر رہ چکی ہے اور اس ادارے کے سامنے کوئی ایسا ایک مقصد نہیں ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے اسے کوئی کردار سونپا جا رہا ہو۔اسی طرح عدلیہ کے بارے میں مجھے انتہائی معذرت سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ وہ confusion کا شکار ہو چکی ہے اور عدلیہ کے سامنے ان خیالات کا اظہار اس کے با اختیار حضرات خود بھی کر چکے ہیں اور ہر فورم پر اس بات کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ عدلیہ اس وقت confusion کا شکار ہے۔ صوبے میں امن و امان قائم رکھنے ' شہریوں کے جان و مال کا تحفظ کرنے اور قانون کی عملداری جو ہے وہ انتظامیہ کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن ہمارے پنجاب میں اس وقت ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ صوبے میں غیر آئینی set-up کے باعث صوبے کے معاملات کو جس غیر آئینی طریقے سے چلایا جا رہا ہے اس میں انتظامیہ اپنا کردار بالکل صحیح طور پر ادا نہیں کر رہی۔ آئین کے مطابق صوبے

کا وزیر اعلیٰ chief executive ہوا کرتا ہے لیکن ہمارے ہاں' یہ بات آپ کے نوٹس میں بھی ہے اور ابھی چند لمحے پہلے اس بات کا اظہار جناب ڈپٹی اپوزیشن لیڈر نے بھی کیا کہ وزیر اعلیٰ کو ایک dummy وزیر اعلیٰ بنا دیا گیا ہے۔ میں انتہائی معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک وزیراعلیٰ کو ایک dummy وزیر اعلیٰ بنا دیا گیا ہے۔ آئین سے انحراف کرتے ہوئے صوبے کا نظم ونسق اس وقت ایک ٹرائیکا چلا رہا ہے۔ جس میں گورنر صاحب شامل ہیں' جس میں سینئر منسٹر شامل ہیں اور جس میں جناب چیف منسٹر شامل ہیں۔ یہ حقیقت میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ اس وقت صوبے کے معاملات کو چلانے کے لیے وزیراعلیٰ سے زیادہ اختیارات ایک unconstitutional set-up کے تحت ایک غیر آئینی کردار ادا کرنے والے سینئر منسٹر کے پاس ہیں۔اسی طرح اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے گورنر پنجاب بھی صوبے کے انتظامی معاملات میں مداخلت کر رہے ہیں اور جس کے نتیجے میں آج صوبے میں امن و امان کی صورتحال ابتر ہو چکی ہے اور آج عوام کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ صوبے میں حالات کی اس ابتری کا رونا صرف اپوزیشن ہی نہیں روتی' یا اس صوبے کے عوام ہی نہیں روتے۔ اس کا احساس ہمارے حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ان دوستوں کو بھی ہے جو منہ میں زبان رکھتے ہیں۔ جس طرح کہ میں نے اپنی گفتگو کے آغاز میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ محکمہ داخلہ کے کام کو چلانے کے لیے دو نوٹیفکیشن موجود ہیں اور میری اس بات کی جناب نے تصدیق فرمائی تھی تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیر صاحب کے علاوہ' سینئر منسٹر کے علاوہ دوسرے صاحب جو ان معاملات کو چلا رہے ہیں۔ میں زیادہ دور کی بات نہیں کرتا۔ میں کل "جنگ" اخبار میں چھپنے والے انٹرویو کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا اور آپ سے اس بات کی اجازت چاہوں گا کہ آپ مجھے ان کا بیان مختصر پڑھنے کی اجازت فرمائیں۔

جناب سپیکر! ان خیالات کا اظہار ہوم اور ایس اینڈ جی اے ڈی کے لیے وزیر اعلیٰ کے معاون چودھری وصی ظفر نے "جنگ" سے خصوصی گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ وہ فرماتے کیا ہیں؟ وہ فرماتے ہیں،

"بیورو کریسی اپنی نااہلی چھپانے کے لیے "فری ہینڈ" کا رونا روتی ہے"۔ ایک سوال پر انھوں نے کہا کہ "پنجاب میں مخلوط کے ارکان کا حال برا ہے"۔ جیسے میں نے گزارش کی ہے کہ جس کی وجہ پنجاب حکومت کی غلط پالیسیاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انتظامیہ اور بیورو کریسی پہلے تو پیٹھ پیچھے اور اب وزیروں کے منہ پر ان کا مذاق اڑاتی ہے۔ پنجاب میں اختیارات کسی کے پاس نہیں۔ بیورو کریسی سمجھتی

ہے کہ گورنر وزیر اعلیٰ یا سینئر وزیر تینوں میں سے ایک کو جس ٹرائیکا کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اگر ان تینوں میں سے ایک کو قابو کر لو تو ہمیں کچھ نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے کہا "ٹرائیکا" بنانے کی وجہ سے حکومت کی اتھارٹی صحیح معنوں میں قائم نہیں ہو سکی۔ یعنی آج تک اس صوبے میں ایگزیکٹو اتھارٹی establish ہی نہیں ہو سکی۔اس کے آگے وہ فرماتے ہیں۔

"کلرک سے لے کر سیکرٹری تک تمام محکموں میں ایمان دار ملازمین کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ جب کہ پنجاب اسمبلی کے 240 ارکان میں سے 90 فی صد ایمان دار ہیں۔ میرا چیلنج ہے کہ سیاسی حکومت کی صورت میں جب ایڈمنسٹریشن آتی ہے ان کی مٹھیاں بند ہو جاتی ہیں۔ اوپر کی کمائی رکنے لگتی ہے۔ تو یہ سیاسی مداخلت کا شور مچا دیتے ہیں"۔ انھوں نے کہا کہ "بیوروکریسی کو یہ نظام قبول ہی نہیں۔ سیاسی حکومت آنے سے ان کے اختیارات پر زد پڑتی ہے۔ آمدن رک جاتی ہے"۔ انھوں نے کہا کہ پنجاب حکومت کے رولز آف بزنس بھی ناکام ہیں۔ جس میں تمام تر اختیارات سیکرٹری کے پاس ہیں۔"اب یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ واردات سیکرٹری کرے اور جواب دہ وزیر ہو۔ عوام کی نظروں میں وزیر کو ہی محکمے کی سیاہ کاریوں کا قصور وار ٹھہرایا جاتا ہے"۔ انھوں نے کہا "پنجاب میں صورت حال یہی رہی تو آنے والی "فورسز" وائیں حکومت کے الٹنے کا ایک "ایکشن ری پلے" کر سکتی ہیں۔ ایک اور سوال پر انھوں نے کہا کہ "پنجاب میں نہ کتابوں پر عمل ہو رہا ہے اور نہ ہی پیپلز پارٹی اور جونیجو لیگ کے درمیان تحریری معاہدے پر"۔

ایک اور سوال پر انھوں نے کہا کہ "جوڈیشری کے ساتھ بھی ہماری "مس انڈر سٹینڈنگ" ہے۔ اور یہاں پر "مرغا سسٹم" چل رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں زیادہ تفصیل میں جائے بغیر یہ عرض کروں گا کہ یہ خیالات کسی اپوزیشن کے ممبر کے نہیں ہیں۔ یہ خیالات کسی ایک عام فرد کے نہیں ہیں۔ یہ خیالات اس فرد کے ہیں کہ جس کے ذمے جس نوٹیفکیشن کا میں نے پہلے ذکر کیا تھا اس نوٹیفکیشن کے ذریعے یہ فرض سونپا گیا ہے کہ وہ ہوم اینڈ ایس اینڈ جی اے ڈی ڈیپارٹمنٹ کی نگرانی کرے۔ اس محکمے کو صحیح طور پر چلانے کی کوشش کرے اور اس محکمے کی جتنی بھی خرابیاں ہیں آج اسمبلی کے سامنے وہ شخص جواب دہ ہے۔ کل جو اخبارات میں تو ان باتوں کا اعتراف کرتا ہے لیکن اسمبلی کے فلور پر آ کر وہ ان باتوں یا حقیقتوں کو face کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اعتراف حقیقت کے بعد کیا موجودہ حکومت

کے پاس کسی ایسی بات کا اخلاقی جواز رہ جاتا ہے کہ وہ اس کے باوجود حکومت کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر، جس طرح پہلے میرا یہ استدلال تھا، وزیر صاحب کو موجود ہونا چاہیے۔ اگر وہ موجود ہوتے تو وہ ظاہری طور پر اپنی پوزیشن کو explain کرتے۔ اور ہمیں بھی پتا چلتا کہ انھوں نے جن ناکامیوں کا اعتراف کیا ہے اس کے نتیجے میں ان کی پالیسی کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں تو یہاں تک کہنے کی جسارت کروں گا کہ آج وٹو صاحب کے ساتھ ہمارے بہت اختلافات ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایک بات جس حقیقت کو ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کم از کم انھوں نے اس صوبے میں ایک ایگزیکٹو اتھارٹی establish کر لی تھی۔ لیکن آج بدقسمتی کے ساتھ، جس طرح ابھی کھوسہ صاحب فرما رہے تھے، ایگزیکٹو اتھارٹی نام کی چیز نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ موجود ہیں۔ ان کو ایک مسئلہ پیش کیا جا رہا ہے اور جواب کوئی دوسرا دے رہا ہے۔ اور یہ امر اس بات کا متقاضی ہے کہ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ جب وزیر اعلیٰ جس صوبے میں اتنا بے اختیار ہو جائے اس کے اختیار میں نہ ہو تو پھر اس صوبے میں امن و امان کا رونا آپ کس کے سامنے روئیں گے۔ اور کس شخص سے آپ اس بات کی توقع کریں گے کہ وہ معاملات کو صحیح کرے گا، یا معاملات کو صحیح طور پر چلانے کی کوشش کرے گا؟

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج صوبے میں امن و امان کی جو حالت ہے، اس میں قتل و غارت گری، چوری، ڈاکہ زنی، جعلی پولیس مقابلوں، بم کے دھماکوں سے عوام میں اضطراب پایا جاتا ہے اور عوام پریشان حال ہیں۔ ان کی کہیں شنوائی نہیں ہوتی۔ صوبے میں گزشتہ مہینوں سے جرائم کے حوالے سے جو صورت حال پیدا ہوئی ہے، اس کی میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ اس کے پیچھے حکومت کی غلط معاشی پالیسیوں کا بھی ہاتھ ہے۔ ابھی پچھلے دنوں راولپنڈی میں ایک ڈکیتی ہوئی۔ ڈکیتی کے ملزم گرفتار ہوئے۔ گرفتاری کے بعد جو انھوں نے بیان دیا اس میں انھوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ہم نے یہ واردات اس لیے کی تھی کہ ہمارے پاس روٹی کھانے کے لیے پیسے نہیں تھے، ہمارے پاس وسائل نہیں کہ ہم بچوں کو تعلیم دے سکیں۔ ہمارے پاس روزگار نہیں ہے۔ ہم نے بے روزگاری سے تنگ آ کر اس واردات کا ارتکاب کیا۔ یہاں میں یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ہماری موجودہ حکومت کی غلط معاشی پالیسیوں نے آج اس صوبے میں جرائم کو ترویج دی ہے اور آج اس صوبے میں یہ بات آپ سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے اور اس معزز ایوان کے اراکین سے بھی یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ آج پڑھے لکھے نوجوان چور اور ڈاکو بن چکے ہیں اور وہ جرائم میں ملوث ہو

رہے ہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے' اور وہ صرف دو وقت کی روٹی کمانے کے لیے چوری اور ڈاکہ زنی پر مجبور ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر یہ بھی عام طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ ساری صورت حال اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ سیاسی مداخلت کی جاتی ہے۔ ایک سیدھی سی بات ہے کہ اس وقت صوبے میں 95 کے قریب ایسے حلقے ہیں جہاں سے اپوزیشن کے ممبران منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ ان 95 حلقوں میں کوئی سیاسی مداخلت کسی تقرری کے سلسلے میں' یا کسی اور سلسلے میں کم از کم ممبران اسمبلی کی طرف سے نہیں۔ وہاں پر پولیس کو بھی فری ہینڈ ہے' انتظامیہ کو بھی فری ہینڈ ہے اور حکومت کو بھی فری ہینڈ ہے کہ وہ بغیر کسی پریشر کے' چونکہ وہاں پر حکومت بھی کسی کے آگے جواب دہ نہیں ہے۔ تو پھر وہ اپنی مرضی سے تعیناتیاں کریں۔ تو اصولی طور پر ہونا یہ چاہیے تھا کہ اگر آدھے صوبے میں سیاسی طور پر تعیناتیاں ہوتی ہیں اور اس کے باعث وہاں پر کرپشن آتی ہے' یا لاء اینڈ آرڈر کی سچوایشن پیدا ہوتی ہے تو نصف صوبے میں کم از کم حالات بہتر ہونے چاہیئے تھے۔ لیکن حالات بہتر ہونے کی بجائے ابتر ہوئے ہیں اور آج آپ کے صوبے میں صحیح معنوں میں "ڈاکو راج" ہے۔ اور آج کسی بھی شریف آدمی کی عزت محفوظ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! موجودہ حالات میں ایک نئے کلچر نے جنم لیا ہے اور اس کلچر کو فروغ موجودہ حکومت نے دیا ہے اور ہمارے موجودہ پولیس کے اکابرین نے اس کلچر کو فروغ دیا ہے۔ اور وہ کلچر ہے پولیس مقابلوں کا۔ extra judicial killings کا۔ جناب سپیکر! آپ اندازہ کیجیے کہ ڈاکوؤں کے ساتھ جعلی مقابلے ہوتے ہیں' ڈاکو بچ جاتے ہیں شریف شہری قتل ہو جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! چند دن پہلے لاہور میں ایک بنک کے چیف ایگزیکٹو قتل ہوئے۔ ان کا کیا قصور تھا؟ ڈاکو پھر بھی بھاگ کر چلے گئے لیکن ایک شریف شہری قتل ہو گیا۔ آج صبح کال اٹینشن نوٹس پر بات ہو رہی تھی کہ پچھلے دنوں جو یہاں پر ایک سابق وزیر اعلیٰ کے بیٹے کا قتل ہوا اس کے ملزموں کی گرفتاری کے سلسلے میں چھاپہ مارا گیا اور ایک لڑکا فواد قتل ہوا۔ جناب سپیکر! اس کا اس مقدمے سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کا نام ایف آئی آر میں نہیں۔ اس کے گھر چھاپہ مارا گیا' اس کو قتل کر دیا گیا۔ جناب سپیکر! یہ ساری باتیں اس بات کی متقاضی ہیں کہ موجودہ حکمران پولیس کے ساتھ مل بھگت کر کے اس صوبے کو کس طرف لے کر جانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک ڈاکوؤں کو گرفتار کرنے کا تعلق ہے تو آج سے چند دن پہلے نارووال کا واقعہ آپ کے سامنے ہے کہ تین دن مقابلہ جاری رہتا ہے اور صرف تین ڈاکو ہوتے ہیں۔ پورے لاہور ڈویژن اور گوجرانوالہ ڈویژن کی پولیس وہاں پر مقابلہ کرتی ہے اور ۷۲ گھنٹے کے بعد تین ڈاکوؤں کو قتل کیا جاتا ہے۔ پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ پولیس کامیاب ہو گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کامیابی نہیں ہے بلکہ یہ ناکامی کا اعتراف ہے کہ صرف تین آدمیوں کی گرفتاری کے لیے ۷۲ گھنٹے مقابلہ ہونا اس سے بڑی بدنامی کی بات موجودہ انتظامیہ کے لیے اور موجودہ حکومت کے لیے کوئی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ extra judicial killings جو ہے اس سلسلے میں یہ بات آج صرف اس ایوان تک ہی محدود نہیں ہے کہ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ یہ بات صرف اپوزیشن تک محدود نہیں ہے کہ اپوزیشن اس بات کی مذمت کرتی ہے۔ یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ آج سے ایک آدھ دن پہلے میرے خیال میں کل کے اخبارات میں تھا کہ صوبے کی عدلیہ کے سربراہ نے اس بات کی مذمت کی ہے اور انھوں نے واضح الفاظ میں یہ کہا ہے کہ جس پولیس افسر کو بھی پولیس مقابلے کے صلے میں میڈل دیا جاتا ہے اس کے سینے پر یہ بھی لکھ دیا جائے کہ اس کے ماتھے پر یا اس کے سر پر ایک بے گناہ شہری کا خون بھی ہے۔

جناب سپیکر! یہ بات صرف یہاں پر ختم نہیں ہوتی۔ یہ بات بھی آپ کے علم میں ہے کہ آج سے چند دن پہلے کور کمانڈر گوجرانوالہ نے صوبائی حکومت کو ایک لیٹر لکھا ہے جس میں انھوں نے کہا ہے کہ کوٹ لدھا پولیس سٹیشن میں جو پولیس مقابلہ ہوا تھا وہ جعلی پولیس مقابلہ تھا اور وہاں پر جو لوگ مارے گئے ہیں ان کے قتل کے سلسلے میں پولیس پر مقدمہ درج کیا جائے اور آج صبح ہی اسی ایوان میں جھنگ کے متعلق ایک تحریک استحقاق تھی جو in order قرار دی گئی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ آج سے 27 دن پہلے پولیس نے اپنی custody میں ایک ملزم کو قتل کیا اور آج 27 دن گزرنے کے باوجود اس شخص کی لاش تک برآمد نہیں ہو سکی اور انتہائی سادگی کے ساتھ ہمارے چیف منسٹر صاحب کال اٹینشن نوٹس کے جواب میں کہتے ہیں کہ میرے نوٹس میں یہ بات لائی گئی ہے اور پھر سادگی میں ہی وہ کہہ جاتے ہیں کہ اس کی لاش پانی میں بہا دی گئی ہے۔ جہاں پر پولیس کسی بے گناہ کو قتل کرنے کے بعد اس کی لاش بھی بہا دے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی ناکامی کی سب سے بڑی

دلیل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج کے لیے نہیں' اگر ہم اس ایوان کے آگے جواب دہ ہونے کے لیے نہیں تو کم از کم کل جہاں ہم سب نے جانا ہے اور جہاں پر روز محشر ہم نے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے کم از کم اس دن کے حساب کے لیے ہمیں اس بات کا فیصلہ کرنا چاہیے کہ اس بے گناہ شہری کے قتل کا جرم کس کے سر ہے؟ اور جس طرح ہمارے ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کہہ رہے تھے کہ آج بھی اس کی ماں اور بہنیں اپنی دہلیز پر بیٹھی اس کی میت کا انتظار کر رہی ہیں۔ لیکن ہمارے حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ انھیں اس بات کا کوئی احساس نہیں کہ عوام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر! میں اس حقیقت کا بھی اعتراف کرتا ہوں کہ سیاستدانوں کی ایک خاص تعداد شاید پولیس کے معاملات میں مداخلت کرتی ہے اور وہ جو تھوڑی بہت تعداد ہے اس کے بارے میں مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ اس وقت برسر اقتدار طبقہ ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کی ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کیونکہ آپ قانون دان ہیں اس لیے آپ بہتر طور پر اس بات کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ میرے حلقے میں لوکل گورنمنٹ کے ایک اکاؤنٹنٹ حکومتی اہلکار پر قاتلانہ حملہ ہوتا ہے۔ اس کو گولی ماری جاتی ہے' وہ زخمی ہوتا ہے اور پولیس کے سامنے ایک بیان دیتا ہے۔ اس کے بعد ہسپتال میں رہتا ہے اور 14 دن ہسپتال میں رہنے کے بعد مرنے سے پہلے dying declaration دیتا ہے کہ مجھے فلاں آدمی نے گولی ماری ہے اور اس کی گولی لگنے کی وجہ سے میں ہسپتال میں admit ہوا تھا۔ وہ آدمی ایف۔ آئی۔ آر میں nominated ہے۔ وہ اکاؤنٹنٹ مر جاتا رہے اور آج اس واقعہ کو دو مہینے ہو گئے ہیں۔ چونکہ وہ قتل کرنے والا ایک خاص پارٹی کا عہدیدار ہے' dying declaration کے باوجود آج تک اس کو گرفتار نہیں کیا گیا اور dying declaration کی موجودگی میں اس بات کی انکوائری کی جا رہی ہے کہ اس کو گولی کس نے ماری؟ گولی کھانے والا مر چکا ہے۔ اب اس مرے ہوئے شخص کے بیان کو کیسے بدلا جائے گا اور نامزد شدہ پیپلز پارٹی کے ایک عہدیدار کو اس جرم میں سے کیسے نکالا جائے گا؟ یہ وہ سوال ہے جو آج گلی محلوں میں لوگ اس جماعت سے کر رہے ہیں' جو انھوں نے انتظامیہ کو اپنا آلہ کار بنا کر اس ملک اور اس صوبے میں حالات پیدا کر دیے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بات بھی آپ کے سامنے ہے کہ انتظامیہ اور خاص طور پر پولیس کو اپنا آلہ کار بنانے کے لیے موجودہ حکومت نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اسی فلور پر آج سے کچھ عرصہ پہلے اس بات

کا دعویٰ کیا گیا کہ ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن چودھری پرویز الٰہی کو ایک غلط مقدمے میں ملوث کیا گیا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ جب وہ مقدمہ عدالت میں پہنچا تو اس کیس میں جو مدعی تھے یا جو لواحقین تھے ان کا کیا کردار تھا اور آج بھی گجرات کا بچہ بچہ یہ کہتا ہے کہ اس قتل کو بھی ضائع کیا گیا۔ اس سے پہلے منگووال کیس میں بھی جو کچھ ہوا وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ میں ان سارے واقعات کی نشاندہی اس لیے کر رہا ہوں کہ ان واقعات میں کسی نہ کسی حوالے سے حکومتی اہلکاروں کا یا اقتدار کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کا نام آتا ہے اور انھوں نے اپنے نام کو اس میں نہ صرف ملوث کیا تھا بلکہ انھوں نے عملی طور پر اپنے مخالفین کو ختم کرنے کے لیے کوشش کی تھی لیکن عدالتوں کی طرف سے جس کو ریلیف ملا' جو صورت حال اس کے بعد ہوئی وہ آپ کے سامنے ہے۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ کل بھی on the floor of the House ان کے وزیر تعلیم نے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم سسٹم کو بچانے کی بات کرتے ہیں۔ اس نے کہا تھا کہ کون سے سسٹم کی آپ بات کرتے ہیں؟ انھیں وزیر صاحب نے یہ کہا تھا کہ آپ رول آف لاء کی بات کرتے ہیں۔ کون سے رول آف لاء کی بات کرتے ہیں؟ کیا ہم نے اس صوبے میں رول آف لاء چھوڑا ہے؟ یہ ریکارڈ اس بات کا شاہد ہے کہ کل انھوں نے کہا ہے کہ اس صوبے میں رول آف لاء نام کی چیز ہی کوئی نہیں ہے۔ اب بھی میری حکمرانوں سے یہ گزارش ہے کہ اگر آپ اس صوبے کو ترقی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو رول آف لاء establish کرنا پڑے گا اور ان کے اکابرین جو اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں انھیں اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا اور یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی کہ پنجاب جو کہ اس ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے اگر اس صوبے میں انھوں نے رول آف لاء establish نہ ہونے دیا' اگر انھوں نے آئین اور قانون کے مطابق ایک اتھارٹی کو establish نہ ہونے دیا تو پھر اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ان لوگوں کا اقتدار بھی کوئی نہیں بچا سکے گا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہاں پر ہمارے دوست بات کرتے ہیں تو political will کی بات کرتے ہیں۔ میں ان سے صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ابھی تھوڑی دیر پہلے کھوسہ صاحب جس مسئلے پر بات کر رہے تھے' وہاں ورکنگ ریلیشن شپ کی بات ہو رہی تھی۔ یہ ساری باتیں اس وقت ہوتی ہیں جب ایک political will ایک جماعت کے اندر موجود ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ورکنگ ریلیشن شپ کے لیے ان کے اور ہمارے درمیان political will نہیں ہے تو

کم از کم یہ رول آف لاء establish کرنے کے لیے تو ان کے اپنے اندر political will موجود ہونی چاہیے۔ اس کے لیے تو ان پر کوئی قدغن نہیں۔ انھوں نے اس کو ختم کرتے ہوئے اس صوبے کو چوروں اور ڈاکوؤں کے حوالے کیوں کر دیا؟ میں آپ کے توسط سے' اس معزز ایوان کے توسط سے حکمرانوں تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ اگر انھیں اپنا اقتدار عزیز ہے' اگر انھیں اس صوبے کی بہتری عزیز ہے' اگر انھیں اس صوبے کے عوام کی عزت اور جان و مال کا تحفظ عزیز ہے تو میری ان سے دست بدستہ استدعا ہے کہ اس صوبے میں رول آف لاء کو establish ہونے دیں اور جو لوگ چاہے ان کا تعلق انتظامیہ سے ہے' چاہے ان کا تعلق مقننہ سے ہے' جو رول آف لاء کی بات نہیں کرتے ان کے خلاف ان کو کارروائی کرنی چاہیے۔ اس کے لیے ان کے ساتھ نہ صرف تمام ممبران کا تعاون ہو گا بلکہ عوام کا تعاون بھی ان کے ساتھ ہو گا۔ یہ ایک دفعہ ڈاکوؤں پر ہاتھ تو ڈالیں۔ لیکن اس صوبے کی بدقسمتی یہ ہے کہ کسی بھی ڈاکو پر جب ہاتھ ڈالا جاتا ہے' کسی بھی جرائم پیشہ افراد پر ہاتھ ڈالا جاتا ہے تو اس کے پیچھے کسی ایم۔ این۔ اے کا نام آ جائے گا' کسی وزیر کا نام آ جائے گا یا کسی مشیر کا نام آ جائے گا۔ آج بھی میں انتہائی وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس کال اٹینشن نوٹس کو چیف منسٹر صاحب نے subjudice کہہ کر discuss نہیں ہونے دیا ان ملزموں کی گرفتاری کے لیے بھی پیپلز پارٹی کے ایم۔ این۔ ایز کے گھروں پر چھاپے مارے جا رہے ہیں اور آپ دیکھ لیں گے' کل وقت یہ ثابت کرے گا کہ ان کے مجرم بھی پیپلز پارٹی کے عہدیداروں کے گھروں سے برآمد ہوں گے۔ اس لیے میری یہ استدعا ہے کہ آج ہم نے اس بات کا تہیہ کرنا ہے کہ اگر اس صوبے میں امن و امان کی صورت کو بہتر جانا ہے تو اسی میں ہماری بھی فلاح ہے اور اسی میں حکومت کی بھی فلاح ہے۔ میری آپ سے بھی یہی استدعا ہے کہ آپ کے توسط سے امن عامہ کو قائم کرنے سلسلے میں حکومت تو نہیں انتظامیہ کے ساتھ ہم قدم بقدم ملا کر چلنے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ وہ بھی اپنا کردار ایک آزادانہ طریقے سے ادا کرے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب شوکت داؤد ----- وقت کا خیال رکھیے گا کیونکہ صرف تیس منٹ پڑے ہیں اور ابھی دس مقرر ہیں

چودھری شوکت داؤد ، شکریہ جناب سپیکر! کیونکہ مجھے بھی جلدی ہے تیاری تو کافی کی تھی لیکن

مجبوری کی بنا پر اپنی مختصر سی تقریر کروں گا۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کا جو مسئلہ ہے وہ ایسے ہے کہ کسی بھی معاشرے میں یا معاشرے کو صحیح خطوط پر چلانے کے لیے وہاں قوانین بنائے جاتے ہیں اور ان پر عملدرآمد کیا جاتا ہے اور حکمرانی قائم کی جاتی ہے۔ کسی بھی فلاحی مملکت کا اولین فرض وہاں کے عوام کو انصاف، سیکیورٹی اور جسٹس provide کرنا ہوتا ہے۔ اور ان تمام چیزوں کو مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ قانون اور قانون پر عملدرآمد کروانے کے لیے وہاں کی معیشت ایک اہم رول ادا کرتی ہے۔ لیکن آج اگر ہم پاکستان کی صورتحال کو دیکھیں اور خاص طور پر صوبہ پنجاب کی جو تصویر ہمارے سامنے آتی ہے وہ بڑی بھیانک تصویر ہے وہ تصویر نظریہ پاکستان سے مختلف، تصور پاکستان سے الگ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ جب یہ ملک بنایا گیا اس وقت جن لوگوں نے اس ملک کو بنانے کے لیے قربانیاں دیں جن ماؤں نے اپنے بیٹوں کو قربان کیا جن بہنوں نے اپنے بھائیوں کی قربانیاں دیں اور بیٹیوں نے اپنی عصمتوں کی قربانیاں دے کر اس خطہ زمین کو حاصل کیا اور جس امید سے اس خطہ زمین کو حاصل کیا آج ان کو اپنی امیدیں دم توڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں انہوں نے یہ پاکستان اس لیے بنایا تھا کہ یہاں اسلام کی حکمرانی ہو گی۔ اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے پاس ہو گا اور یہاں امن اور آشتی ہو گی یہاں کوئی سکھ یا ہندو، غیر مسلم کسی مسلمان بہو بیٹی کی طرف ہاتھ اٹھا کر یا آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکے گا لیکن جناب سپیکر! میں افسوس کے ساتھ اور دکھی دل کے ساتھ یہ کہوں گا کہ آج تو کشمیر کی بیٹی جو محمد بن قاسم کی آس سے بیٹھی ہے یہ ملک محمد بن قاسم پیدا نہیں کرتا بلکہ مظہر تبی اور نادر جتقانی جیسے نام سامنے آتے ہیں۔ آج جب ہم اس صوبے میں نظر دوڑاتے ہیں تو ہم جن لوگوں کو اس صوبے کا محافظ تصور کرتے ہیں وہی ہمیں چور، ڈکیٹ اور راہزنوں کی شکل میں نظر آ رہے ہیں۔ آج ہر ماں اپنے اس فکر میں مبتلا ہے کہ کہیں اس کا بیٹا بھی کسی چوراہے پر کسی پولیس مقابلے میں نہ مارا جائے۔ ہر شریف شہری رات کو نکلتے ہوئے ڈرتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ چور اور ڈکیت سے تو میں بچ جاؤں گا لیکن یہاں بیٹھے ہوئے پولیس آفیسر، ناکوں پر کھڑے ہونے والے کالی وردی والے کبھی اس کو بخشیں گے نہیں۔ آج اس معاشرے کے لیے پولیس قابل نفرت بن چکی ہے۔ آج سرکاری عہدوں پر بیٹھنے والے، آج اقتدار کی مسند پر بیٹھنے والے جنہوں نے کالے چشمے لگا رکھے ہیں جو اس دھوپ کو محسوس نہیں کرتے جو دھوپ اصل میں اور حقیقت میں ہے انہوں نے تو اپنے کانوں پر ہیڈ فون لگا رکھے ہیں جن کے اندر

" واہ ' واہ اور سب اچھا " کی آوازیں ریکارڈ ہیں ۔ ان کے کانوں سے وہ ہیڈ فون اتاریں۔ انہیں تب پتہ چلے گا کہ یہ دکھتی ہوئی اور سسکتی ہوئی انسانیت انصاف سے دم توڑ رہی ہے۔ ان کو تب یہ آواز سنائی دے گی ان کو تب یہ محسوس ہو گا کہ اس ملک کی معیشت ختم ہو چکی ہے یہ ملک ٹوٹنے کے قریب پہنچ چکا ہے۔ ہم نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ عالمی سطح پر بدنام اور رسوا ہو چکے ہیں۔ جناب سپیکر! آج کرپشن مافیا نے' اور کمیشن مافیا نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں جو اقتدار کے ایوانوں سے شروع ہوتے ہیں جن کی کہانیاں اقتدار کے ایوانوں پر جا کر دم توڑتی ہیں۔ آج اور کل میرے بھائی ریاض حشمت تجوعہ صاحب نے اپنے استحقاق کی تحریک پیش کی ۔ مجھے بڑا یاد پڑتا ہے جب وہ پچھلے سال ایڈوائزر کی حیثیت سے تقریر کر رہے تھے اس وقت انہوں نے صوبے کی امن و امان کی صورتحال کو ایک مثالی اور ideal پیش کیا تھا اور میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ جناب حشمت تجوعہ صاحب آج آپ یہ جو باتیں کر رہے ہیں اگر ان تمام باتوں کے ساتھ آپ کاش کا لفظ استعمال کر لیں تو میں کہوں گا کہ آج آپ نے حقیقت بیان کی ہے لیکن جناب آپ حق مشیر گیری ادا کر رہے ہیں۔ اور میں نے جو بات پچھلے سال اس ایوان میں کہی تھی وہ آج حقیقت کا روپ دھار گئی ہے۔ جب انہوں نے اقتدار کا چشمہ اپنی آنکھوں سے اتارا تو انہیں نظر آ گیا کہ آج کے حکمران اسی پولیس کے ذریعے political victimization کر رہے ہیں۔ آج بے روزگار ہاتھوں میں ڈگریاں لے کر پھر رہے ہیں۔ آج اس صوبے میں لوگ اپنی اولاد کے لیے پریشان ہیں ان کے بچے ہسپتالوں میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہے ہیں لیکن آج ہمارے حکمران اپنے اقتدار کو طوالت دینے کے لیے پلاٹوں کی بندر بانٹ کر رہے ہیں۔ آج اپنے اقتدار کو طوالت دینے کے لیے ڈیوٹی فری کاریں درآمد کر رہے ہیں۔ آج سرے محل خریدے جا رہے ہیں اور اس ملک کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے وزراء اور مشیر اس ملک کی دولت کو لٹا رہے ہیں۔ آج ہمیں قیام پاکستان کا نظریہ دم توڑتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! آج آپ اپنے حکمرانوں کی شاہ خرچیاں دیکھ لیں۔ میں کہتا ہوں کہ کبھی ایک محاورہ بنا ہوتا تھا کہ جنگل کا قانون۔ لیکن آج تو جنگل کا قانون بھی شرما کر چادر میں اپنا منہ چھپا رہا ہے جو قانون اس وقت صوبے میں لاگو ہو رہا ہے۔ جو بھی افسر آتا ہے اور جو کرسی پر بیٹھتا ہے اس کا دھیان اپنے محکمے میں اصلاح کی طرف نہیں جاتا۔ بلکہ جو بھی افسر تبدیل ہو کر آتا ہے تو سب سے پہلے وہ اپنے دفتر کی renovation پر توجہ دیتا ہے۔ وہ اپنے دفتر کو اتنا رعب داب بناتا ہے کہ جب کوئی عام آدمی یا کوئی سائل اس کے دفتر میں

جائے گا تو وہ تو اس کے رعب میں ہی گم ہو جائے گا۔ آج آپ سیکرٹریٹ میں جا کر دیکھ لیں آپ کو بھی اتفاق ہوا ہو گا شاید آپ بحیثیت ڈپٹی سپیکر گئے ہیں یا نہیں۔ میں پچھلے دنوں گیا شاید آئی۔ جی change ہو گیا ہے یا چیف سیکرٹری change ہو گیا ہے وہاں پر ایک طرف سرخ فیتہ اور ایک طرف سبز فیتے کی لائن لگا دی گئی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا بکھیڑ رچایا اسے۔ انہوں نے کہا کہ جناب یہ رنگین پٹی ہے اور یہ افسران کے لیے راستہ ہے اور جو دوسرا راستہ ہے یہ عام لوگوں کے لیے ہے۔ تو جناب والا! حقیقت تو یہ ہے۔ لیکن جناب والا! یہ کیوں نہ ہو کیونکہ قانون وزیر کے پاس نہیں بلکہ قانون تو سیکرٹری کی نوک پر ہے۔ قانون تو وہ چلتا ہے جو سیکرٹری بناتا ہے۔ اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اگر آپ تاریخ کے اوراق کو پلٹ کر دیکھیں تو وہ وزیر اعظم جو اپنے آپ کو عوامی وزیر اعظم کہتا تھا اس کے قانون نے وزراء سے اختیارات لے کر' عوامی نمائندوں سے اختیارات لے کر سیکرٹریز کو تفویض کر دیے۔ جناب والا! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ۔ جناب والا! اگر ہم نے اس معاشرے کو صحیح اسلامی ' فلاحی بنانا ہے تو ہمیں ادارے کے احترام کو بحال رکھنا پڑے گا اداروں میں بیٹھنے والے لوگوں کے کردار کو دیکھنا پڑے گا۔ ہمیں میرٹ کی پالیسی کو اختیار کرنا پڑے گا۔ سفارش' رشوت' دھونس' دھاندلی اور اقربا پروری جو آج اس معاشرے کی زینت بن چکی ہے ہمیں ان تمام چیزوں سے اجتناب کرنا پڑے گا۔ ہمیں احتساب کا عمل شروع کرنا پڑے گا۔ جناب والا! آج جو اس ایوان میں بات ہوئی ہے یہی بات ہے کہ عوام کے ذریعے بدنام تو عوامی نمائندوں کو کیا جا رہا ہے مگر مزے بیورو کریٹس لوٹ رہے ہیں۔ مجھے افضل چن صاحب کی بات ہمیشہ یاد آتی ہے کہ مونچھیں ہماری خراب ہو رہی ہیں اور ملائیاں چاٹنے والے یہ افسران ہیں۔ اور جناب والا! حقیقت ہے کہ دودھ اور کھیر پینے والے یہ لوگ ہیں اور جناب بدنام ہم ہو رہے ہیں۔ جب تک ہم ان لوگوں کا احتساب نہیں کریں گے۔ جب تک ہم اداروں کی کارکردگی کو بہتر نہیں بنائیں گے ہمیں یہ قانون بنانا چاہیے کہ سیکرٹریٹ کے دروازے عوام کے لیے کھلے ہونے چاہییں۔ یہ ایس پی ' ڈی سی اور کمشنر اور سیکرٹری پلاٹوں میں دو دو گھنٹے بیٹھیں اور عوام کے مسائل سنیں۔ ان کو پتا ہو کہ لوگ ہم تک پہنچتے ہیں تب ان اداروں کا احترام بحال ہو گا۔ اگر ہم ان کو صرف ایئر کنڈیشنڈ دفتروں تک محدود کر دیں ان کو انگریزوں کی بھوٹھ سمجھتے رہیں گے تو یہ معاشرہ صحیح نہیں ہو گا' انصاف مہیا نہیں ہو گا۔ ہمیں احتساب کرنا ہے تو ان کا بھی کرنا ہے ۔ ہم جب ان کو حکمران نہیں بلکہ عوام کا غلام کہتے ہیں تو حکمرانوں کو بھی یہ سمجھنا چاہیے

کہ ہم عوام کے خادم ہیں ۔ عوام کے پیسے سے ہم تنخواہیں لے رہے ہیں۔ عوام کے پیسے سے ہم گاڑیوں پر چڑھ رہے ہیں۔ عوام کے پیسوں سے ہم ائیر کنڈیشنڈ دفتروں میں بیٹھے ہیں۔ عوام کے پیسے سے ہم بیرون ملک اپنے بچوں کو تعلیم دلوا رہے ہیں۔ ان کو عوام کا خادم بن کر رہنا پڑے گا۔ اور اس وقت یہ معاشرہ صحیح ہو گا۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کرتا ہوں ۔ کیونکہ میرے دل میں کھری باتیں ہوتی ہیں ۔ یہاں گداز نہیں ہو گا بلکہ درد ہو گا۔ جو درد لے کے آئے ہیں اسی کو بیان کریں گے ۔ میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے عرض کروں گا۔ آج کا کوئی اخبار اٹھا کر دیکھ لیں چوریاں ' ڈکیتیاں یا پولیس مقابلوں سے خالی نہیں ہوں گے ۔ میں مبارکباد دیتا ہوں حکومت پاکستان کے وزیر اعظم پروگرام برائے بہبود آبادی کو کہ بڑی اچھی فیملی پلاننگ ہو رہی ہے۔ اس طرح اگر قتل عام ہوتے رہے تو ہمیں فیملی پلاننگ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ آج کا اخبار دیکھ لیں۔ کمشنر انکم ٹیکس' اداکارہ صنم غانم' منی ایکسچینجر' داتا نگر یعنی اخبار ڈاکوں سے بھرے پڑے ہیں۔ آج کے کال اٹینشن نوٹس کو دیکھ لیں۔ کس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ صوبے میں امن و امان بحال ہے۔ آخر میں میں اپنے ضلع کی بات کرتے ہوئے اپنی بات ختم کروں گا۔

ہمارے ایس پی صاحب کوئی تین سال سے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ تین سال سے اس لیے مضبوط بیٹھے ہیں کہ چونکہ وہ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ میں کسی ایم پی اے ایم این اے کو لفٹ نہیں کراتا چاہے حزب اقتدار سے بھی تعلق رکھتے ہوں۔ جو چوری' راہزنی' موٹر سائیکل کی چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ میرے ساتھ ایسا ہوا کہ میں نے ان سے تین بار کہا کہ فلاں ڈکیتی ہوئی' فلاں ڈکیتی ہوئی۔ انھوں نے ماننے سے انکار کر دیا کہ جناب یہ واردات ہی نہیں ہوئی۔ لیکن بدقسمتی سے ایک بندہ پکڑا گیا اس کے بعد پتا چلا کہ جو ڈکیتیاں ہوئیں انھوں نے ساری ڈکیتیاں اس پر ڈال دیں۔ بلکہ مدعیوں کو کہا گیا کہ آپ کہیں کہ یہ ڈکیت ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کس طرح کہہ رہے ہیں۔ ایک بندے کی دو لاکھ کی ڈکیتی ہوئی یا تو دو لاکھ دے دیں تو میں یہ کہہ دیتا ہوں کہ ڈکیتی انھوں نے کی ہے۔ آپ ان کے مال برآمد کروا دیں۔ بلکہ ایک مزے کی بات آپ کو بتاؤں گا اور پاکستان کی تاریخ میں ایسی مزیدار بات نہیں ہو گی۔ رانا ثناء اللہ سب انسپکٹر نے روزنامچے میں درج کیا ہے کہ ایس پی کرپٹ ہے۔ مجھ سے رشوت طلب کرتا ہے۔ آج تک اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوا۔ اور پچھلے دنوں

لیور برادرز میں دس لاکھ کی ڈکیتی ہوئی ۔ پاکستان کا اتنا بڑا ادارہ ہے ۔ پولیس والوں سے رائفلیں چھین لی گئیں۔ یہ ہے پولیس کا حال ۔ چونکہ عام طور پر پولیس کو ہی مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے ۔ کیونکہ انھوں نے ایک ادارے کو چلانا ہے ۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اکیلی پولیس نہیں بلکہ پورے معاشرے میں جو ادارے ہیں ' جو ذمہ دار افراد ہیں وہ سب اس امن و امان کی صورتحال کے ذمہ دار ہیں۔ اس میں ہمیں جرأت مندانہ اقدام اٹھانے چاہییں۔ جو میاں نواز شریف نے احتسابی عمل کے بارے میں کہا اس پر عمل ہونا چاہیے ۔ اس میں سیاستدان ' بینک ' بیوروکریٹ جو بھی کرپٹ لوگ ہیں ان کا احتساب ہونا چاہیے ۔ اور اس ملک کی ہمیں حفاظت کرنی چاہیے ۔ جس مقصد کے لیے یہ ملک حاصل کیا گیا ہے اس کے مقاصد کو پورا کرنا چاہیے ۔ شکریہ !

سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ غالباً یہ تحریر آپ کے پاس بھی پہنچی ہے ۔ اور مجھے بھی پریس گیلری کی طرف سے پہنچی ہے ۔اگر اجازت ہو تو میں پڑھ دوں تاکہ یہ ریکارڈ کا حصہ بن جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ چونکہ یہ مناسب نہیں کہ یہ پریس والوں نے بھیجی ہے ۔ کیونکہ اگر وہ کسی کی طرف بھی بھیجا کریں گے تو وہ کہیں گے کہ میں پڑھتا ہوں۔ سچی بات یہ ہے کہ میں اسے نہیں پڑھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ یہ ایک روایت بن جائے گی کہ جو پریس والے بھیجیں وہ ہم ہاؤس میں پڑھتے پھریں۔ میں یہی کہہ دیتا ہوں کہ پریس گیلری والوں نے معذرت کی ہے جو اخبارات میں آیا ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے کوئی ایسی خبر نہیں دی بلکہ کسی سرکاری اہلکار کی طرف سے یہ فراہم کی گئی ہے۔ وہ معذرت خواہ ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ خبر ہماری طرف سے نہیں ہے۔ اگر انھوں نے یہ چٹ بھیجی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اخبارات میں بھی اسی طرح کی تردید صبح آ جائے۔ مہربانی ' شکریہ! میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اظہر الحسن ڈار کیوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ چشتی صاحب تو اب آئے ہیں' جنجوعہ صاحب بھی اب آئے ہیں۔ میرے خیال میں ضرورت نہیں ہے۔ آپ ہی گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے کافی ہیں۔

وزیر قانون ، وہ لابی میں بیٹھے انتظار کر رہے تھے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرا خیال ہے کہ مقابلہ تقریباً برابر ہے ۔

شیخ محمد سعید انور ، جناب سپیکر! ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے آخر تک بیٹھ کر ایک ایک لاکھ روپیہ

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگلے سپیکر مسٹر انعام اللہ خاں نیازی ہیں۔ وہ آج کل کیوں وقت پر نہیں آتے۔ وہ تو کبھی موقع نہیں چھوڑتے تھے۔ میرے خیال میں اب وہ سیانے ہو گئے ہیں۔ اس سے اگلے سپیکر ملک محمد عباس کھوکھر ہیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر ، نظم و نسق انسانی ضروریات میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس دور میں یہ نام کو بھی نہیں ہے۔ اس سے پہلے کہ میں لاء اینڈ آرڈر پر بات شروع کروں جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پہلے بھی کئی دفعہ گزارش کر چکا ہوں اور آج بھی کرتا ہوں اس لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کبھی انھوں نے کوئی نوٹس لیا ہو۔ کبھی ہم نے چاہے جتنی مرضی سنگین وارداتوں کی نشاندہی کی ہو اور انھوں نے اس کا جواب دیا ہو ۔ یہ اسمبلی کی افادیت کو بھی انھوں نے ختم کر کے رکھ دیا ہے ۔ پہلے بھی آپ کی خدمت میں کئی دفعہ عرض کر چکے ہیں اور آج بھی میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم جو مرضی کہیں جتنی مرضی سنگین وارداتوں کی نشاندہی کریں ان کی نالائقیوں پر جتنا بھی پردہ اٹھائیں یہ ٹس سے مس نہیں ہوتے ۔ اور کوئی جواب اسمبلی میں نہیں دیتے ۔ آج آپ ملک کی حالت دیکھ رہے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ تو دیہاتی آبادی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ دیہات کی ستر پچھتر فیصد آبادی کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ بہتر جانتے ہیں۔ اگر پولیس رولز ہیں تو یہ ریاستی پولیس کے نام سے ہے۔ جس کی علاقے کے تھانیدار سے واقفیت ہے وہی علاقے کا چودھری ہے ۔ وہی علاقے کا معتبر ہے ۔ آج میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کا یہ نوٹس تک نہیں لیتے۔ پوچھتے تک نہیں کہ یہ ہوا ہے اور انھوں نے یہ بات کی ہے تو ہم اس کا نوٹس لے لیں۔ لہذا جتنا مرضی ہم بولیں، جتنی مرضی ان کے سامنے ہم یہ چیزیں پیش کریں یہ اس پر کان ہی نہیں دھرتے اور وائنڈ اپ کرتے ہوئے ایک بات کہہ دیتے ہیں کہ ہم پولیس کو فرشتہ بنا دیں گے، ہم انصاف لوگوں کے دروازے تک پہنچا دیں گے۔ جناب سپیکر! ہوتا اس کا الٹ ہے۔ وہی پولیس، ان کے حواری اور یہ خود ان کو اپنے جاہ جلال کو قائم رکھنے کے لیے غلط استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنی مرضی کی پوسٹنگز کرا کر لاء اینڈ آرڈر کا بیڑہ غرق اور ستیاناس کرتے ہیں۔ لیکن میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ جب یہ غریب کی فریاد نہیں سنیں گے، ہماری بات پر کان نہیں دھریں گے تو یہ قانون قدرت ہے کہ ظلم بڑھے گا اور جب ظلم بڑھے گا تو مٹ جائے گا اور یہ بھی ساتھ ہی مٹ جائیں گے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج آپ جس اخبار کو بھی صبح پڑھیں تو اس میں خوف ناک قسم کی ہی سب

خبریں ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ ڈاکٹروں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے جو دل کا مریض ہے وہ اخبار نہ پڑھا کرے کیونکہ اس میں ڈکیتیوں کی وارداتوں کی خبریں ہوتی ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر دوں کہ اگر لاہور شہر میں ڈکیتی ہو جائے یا جہاں کہیں ڈکیتی کے دوران کوئی آدمی مارا جائے تو اس کا پرچہ تو درج ہو جاتا ہے جبکہ باقی پرچے درج نہیں ہوتے۔ یہاں لاہور شہر میں اگر کوئی ایسا وقوعہ ہو جائے تو اس کا پرچہ درج ہو جائے گا لیکن ایک دیہاتی کے ساتھ جو مرضی ہو جائے، جیسی بھی ان کے ساتھ واردات ہو جائے وہ تھانوں کے چکر لگا لگا کر مر جاتے ہیں لیکن کوئی مقدمہ درج نہیں کیا جاتا۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس دن آپ کی موجودگی میں وزیر داخلہ صاحب نگرز پیش کر رہے تھے اور میں نے اٹھ کر گستاخی کی جو آپ نے بھی محسوس کی تھی۔ میں نے اس وقت کہا تھا کہ جناب یہ نگرز غلط ہیں، آپ اپنی صفائی میں جو نگرز پیش کر رہے ہیں یہ غلط ہیں۔ میں اپنے علاقے کی بات کرتا ہوں، پورے صوبہ پنجاب کی بات کرتا ہوں کہ درجنوں، سینکڑوں ڈکیتیاں ہوئی ہیں، لوگ تھانوں میں گئے ہیں لیکن ان کے پرچے درج نہیں ہوئے حتیٰ کہ ہم خود ان کے ساتھ گئے ہیں لیکن پھر بھی مقدمات درج نہیں ہوئے۔ جناب والا! میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ جو یہاں پر نگرز پیش کیے جاتے ہیں ان کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے؟ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جتنی وارداتیں یا جو کچھ پولیس کر رہی ہے اس کی وجہ سے آج پولیس تشدد اور نفرت کا نشان بن چکی ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ اب لوگوں نے رات کو سفر کرنا چھوڑ دیا ہے، اب لوگ اپنے آپ کو اتنا غیر محفوظ سمجھتے ہیں کہ جب وہ باہر نکلتے ہیں تو اپنے گھر والوں سے یہ کہہ کر نکلتے ہیں کہ آپ اور ہم اللہ کے سپرد، معلوم نہیں ہماری خیریت سے واپسی ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔ اور پھر جناب والا! میرے حلقے میں درجنوں ڈکیتیاں ہوئی ہیں، بسیں تک لوٹی گئی ہیں، سکوٹر اور موٹر سائیکل چھینے گئے لیکن جب لوگ پرچے درج کروانے کے لیے گئے تو کسی کا بھی مقدمہ درج نہیں ہوا۔ میں ان موجودہ حکمرانوں سے پوچھتا ہوں جنہیں صرف ایک ہی دھندہ ہے کہ "ڈنگ ٹپاؤ اور پیسے بناؤ" یہ بتائیں کہ امن و امان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ اب ان کے لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ امن و امان کے نام کی اس ملک میں کوئی چیز نہیں ہے۔ لوگ ان حکمرانوں کو اب نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب ایک عام شہری ان کے پاس رپورٹ لے کر جاتا ہے، جب عام شہری تھانے میں جاتا ہے تو جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ وہ وہاں جا کر بھی ذلیل ہوتے ہیں، پولیس آفیسر وہاں بھی ان کی بے عزتی کرتے ہیں اور کوئی

ہے ۔ وہ وہاں جا کر بھی ذلیل ہوتے ہیں ' پولیس آفیسر وہاں بھی ان کی بے عزتی کرتے ہیں اور کوئی مقدمہ درج نہیں کرتے ۔ جناب والا! میں آپ کو رات کی بات بتاتا ہوں کہ ایک دوست ' شریف آدمی کو ہم رات گیارہ بجے لاہور میں اس کے گھر چھوڑ کر آئے اور رات کے ایک بجے مجھے ان کا فون آ گیا کہ ہمیں ڈاکو پڑ گئے ہیں اور لوٹ کر لے گئے ہیں ۔ صبح جب وہ میرے پاس آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کا مقدمہ درج ہوا؟ تو انھوں نے بتایا کہ ابھی تک تو مقدمہ درج نہیں ہوا ۔ واقعہ ایسے ہوا کہ ڈاکو آئے اور انھوں نے اس کے بیٹے کی کنپٹی پر پستول رکھا جو کہ باہر صحن میں تھا اور اسے اندر لے گئے ۔ پھر تمام گھر والوں کو اکٹھا کر لیا اور دھمکی دی کہ اس کو ہم گولی سے مار دیں گے ۔ اگر وہ ان کا مقابلہ کرتے یا تکرار کرتے تو شاید وہ اس کے بیٹے کو گولی مار دیتے چنانچہ وہ ڈر کے مارے چپ رہے اور ڈاکو انھیں لوٹ کر نکل گئے ۔ وزیر قانون صاحب تشریف فرما ہیں میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب وہ شخص تھانے میں رپورٹ درج کروانے گیا تو انھوں نے اس سے ایک درخواست لکھوالی ۔ اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ ابھی تک انھوں نے پرچہ نہیں دیا ۔ اگر اس کا بیٹا مر جاتا تو پھر شاید یہ پرچہ درج کر لیتے ۔ جناب سپیکر! چونکہ وقت تھوڑا ہے اور آپ ابھی کہیں گے کہ wind up کرنے والے بھی تشریف رکھتے ہیں ۔ جناب والا! انھوں نے تو وہ تقریر پڑھنی ہے جو میرے وردی والے صاحبان تیار کر کے لے آئے ہیں اور وہ ابھی ہی تشریف لائے ہیں اور اب بھی اس لیے آئے ہیں چونکہ وزیر صاحب نے wind up کرنا ہے ورنہ ہماری بات سننے کے لیے تو ان کے پاس وقت نہیں ہے ۔ انھوں نے وزیر صاحب کی wind up تقریر میں مدد کرنی ہے ۔ وہ ان کے لیے پہلے سے تقریر تیار کر کے لے آئے ہیں جو وزیر صاحب کو دے دیں گے اور وزیر صاحب اسے پڑھ کر سنا دیں گے ۔

وزیر قانون: جناب والا! میں عرض کر دوں کہ یہ وردی والے صاحبان آفیسرز گیلری میں پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے اور میں نے انھیں کہا کہ آگے آگے بیٹھیں تاکہ ملک صاحب آپ کو دیکھ سکیں ۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: جناب وزیر قانون! آپ بڑے معزز آدمی ہیں ہم آپ کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ صبح سے ساری گیلری خالی پڑی تھی ۔ امن و امان پر کتنی دیر سے بحث ہو رہی ہے اور یہ اب آئے ہیں اور پھر جنھیں آپ نے آگے بٹھایا ہے یہ بے چارے تو پیچھے بیٹھنے والوں میں سے ہیں آگے بیٹھنے والوں میں تو ایک بھی نہیں آیا ۔ جو آگے بیٹھنے والے تھے ان میں سے تو کوئی بھی نہیں آیا۔ جو آپ کے ظلم کے راکھے ہیں وہ تو یہاں نہیں آئے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ملک عباس کھوکھر صاحب ! اصل میں یہاں گیلری میں خان بیگ صاحب بیٹھے ہیں جو کہ ایس پی بہاول نگر رہے ہیں ۔ وہ بڑے شریف آدمی ہیں اور شرافت کی وجہ سے صبح یہاں بیٹھ گئے اور اپوزیشن نے یہ اعتراض کر دیا کہ اِدھر وردی والا نہیں بیٹھ سکتا اور وہ اُدھر چلے گئے ہیں ۔ اب بھی میرے خیال میں وہ وہاں چھپ کر بیٹھے تھے ۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر : اگر وہ شریف آدمی ہیں تو ان کا اس محکمے میں کیا کام ہے؟ جناب سپیکر! میں چند ایک معروضات پیش کرنا چاہتا تھا لیکن وقت کی کمی کی وجہ میں آپ کو اپنے علاقے کی دو چار مثالیں دیتا ہوں۔ جہاں ڈکیتی ہو گئی' ان کے گھر لٹ گئے' عورتوں کے زیور اتار لیے گئے ' صندوق توڑ کر ان کی ہر چیز نکال کر لے گئے ۔ اس کے لیے میں خود ایس پی صاحب کے پاس گیا۔ ایس پی صاحب نے لکھا کہ مقدمہ درج کریں لیکن بیس دن تک مقدمہ درج نہیں ہوا اور پھر جب ہوا تو وہ چوری کا مقدمہ درج ہوا ۔ یعنی ڈکیتی کا کیس چوری میں درج ہوا ۔ اور پھر ہم نے وہ ڈکیتی trace کر لی ' اور جا کر خود بتایا کہ ہم نے ملزم trace کر لیے ہیں لیکن اس کا کیا ہوا اور کیا نہ ہوا یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے ۔ ہم کئی دفعہ خود گئے ہیں کہ جناب ڈکیتی ہو گئی ہے اس لیے پرچہ درج کر لو لیکن کوئی نہیں پوچھتا ' کوئی نہیں سنتا ۔ تھانوں میں لوگوں کی عزت نفس کو خراب کرنے کا انھوں نے ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ غریب' بے گناہ آدمیوں کو پکڑ کر تھانوں میں جکڑ لیا جاتا ہے' کئی کئی دن حوالاتوں میں رکھا جاتا ہے اور اگر وہ ان کے معیار پر پورے اتر جائیں' ان کا حذا من فضل ربی پورا کر دیں تو پھر تو شاید ان کی جان چھوٹ جائے بصورت دیگر وہ کسی نہ کسی کیس میں چالان ہو کر جیل چلے جاتے ہیں۔ آپ جا کر دیکھیں کہ پولیس کا رویہ لوگوں کے ساتھ کیسا ہے ۔ جناب سپیکر! میں ایک دن اتفاق سے تھانے میں گیا ۔ وہاں تھانے کے باہر کچھ لوگ جمع تھے ۔ میں اس بارے میں ابھی آپ کو تصویر بھی پیش کروں گا ۔ ان لوگوں نے مجھے بتایا کہ فلاں آدمی کو تھانے والوں نے پکڑ کر پاؤں میں بیڑی لگا دی ہے ۔ میں یہاں حلفاً کہتا ہوں کہ اس آدمی کا کسی جرم سے کوئی تعلق نہیں تھا اگر اس کا کوئی بھی جرم ہو ' حکومت والے ثابت کر دیں تو میں استعفے دینے کے لیے تیار ہوں ۔ اصل میں وہ اپنے دو عزیزوں کا پتہ کرنے گیا تھا جو کہ پہلے ہی بیڑیوں میں تھے اور جب وہ ان کا پتہ کرنے گیا تو اسے بھی انھوں نے بیڑی لگا دی ۔جناب سپیکر ! اس کا گناہ صرف اتنا تھا کہ وہاں ان کے گاؤں میں انھوں نے [illegible] انھوں نے اپنی بندر بانٹ کی جیسا کہ یہ پیپلز

پارٹی والے کرتے ہیں اور انھوں نے یہ پانچ پانچ مرلے زمین ان لوگوں کو دے دی جو وہاں کے رہنے والے بھی نہیں تھے۔ چنانچہ اس شخص نے اس کے خلاف رٹ دائر کر دی اور ہائی کورٹ سے اس کا stay ہو گیا۔ ان کو یہی رنج تھا کہ تم نے رٹ کیوں کی ہے اور اس رٹ کی سزا دینے کے لیے انھوں نے اس کے پاؤں میں بیڑی لگا دی۔ اگر میں حکومتی بنچز میں بیٹھا ہوتا تو ایسی بات کرنے کے بعد میں اپنی سیٹ سے مستعفی ہو کر گھر چلا جاتا۔ جناب والا! جب اس شخص کو پیشاب کی حاجت ہوئی تو سپاہی نے اس سے دو سو روپے لے کر پیشاب کرنے دیا۔ میں اندر گیا تو ایس ایچ او تشریف لا رہے ہیں میں نے کہا کہ شاہ صاحب اس غریب آدمی کو بیڑیاں کیوں لگا دی ہیں؟ یہ شریف آدمی ہے اس نے کوئی جرم نہیں کیا تو وہ کہنے لگے کہ سب انسپکٹر / ایس ایچ او اندر بیٹھا ہے آپ کہیں گے تو وہ چھوڑ دے گا۔ میں اندر گیا تو وہ نہیں تھا دو سب انسپکٹر ' ASI کھڑے تھے میں نے پوچھا کہ اس شریف آدمی کو بیڑی کیوں لگائی گئی تو انھوں نے کہا کہ افسروں نے لگائی ہے ہمیں تو پتا نہیں ہے۔ انھوں نے مجھے ایک عام شہری کی طرح بھی treat نہ کیا میں نے بار بار پوچھا کہ بیڑی کیوں لگائی گئی ہے اس بیڑی میں سات آدمی تھے۔ میں اس بیڑی کے بارے میں آپ کو بتا دوں اور آپ کو بھی پتا ہے کہ پولیس والے اس کو اپنی زبان میں امریکن بولتے ہیں۔ میں کئی دفعہ ان سے کہہ چکا تھا کہ آپ شریف آدمیوں کو بیڑی لگا دیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ فلاں کے گھر جاؤ ان کو تسلی دلاؤ کہ تم ان کے ساتھ ہو تو پھر تم کو چھوڑا جائے گا۔ میں گیا تو سات آدمیوں کو بیڑی لگی ہوئی تھی اور ان میں کوئی بھی ملزم نہیں تھا میں ان کو بیڑی سمیت باہر لے کر آیا تو انھوں نے کہا کہ ابھی چھوڑتے ہیں۔ اس بیڑی میں پہلے کئی جکڑے گئے اور پیسے دے کر اور وہاں سلامی کرنے کے بعد چھوٹتے رہے۔ جناب والا! یہ تو شریف آدمی تھے اس میں بدمعاش بھی پکڑے رہے لیکن ان میں سے ایک کو 37 ہزار روپے لے کر چھوڑ دیا دوسرے کو 32 ہزار روپے لے کر چھوڑ دیا تیسرے کو 20 ہزار روپے لے کر چھوڑ دیا کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ میرے پاس figures ہیں وزیر داخلہ صاحب تو تشریف نہیں رکھتے اس لیے میں وزیر قانون سے کہتا ہوں کہ اگر مجھ سے لینا چاہیں تو میں لسٹیں دینے کو تیار ہوں۔ میں جب ان کو باہر نکال کر لے آیا تو آپ مزے کی یہ بات سنیں کہ جس نے پیپلز پارٹی کی طرف سے میرے مقابلے میں الیکشن لڑا تھا اس کا بھی ایک عزیز اس بیڑی میں قابو تھا کیونکہ آج کل وہ بھی بڑے گھر کی اطاعت نہیں کرتا چنانچہ وہ بھی آ گیا اور میں اس کو نکال کر لے آیا۔ میں

آپ کی معرفت حکمرانوں تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں۔

(اس مرحلے پر کاغذات سپیکر صاحب کو پہنچا دیے گئے)

کہ یہ قوم کو بیڑیاں کس لیے لگائی جا رہی ہیں ان میں سے کسی کا کوئی گناہ ہو تو میں مجرم ہوں گا۔ پتا نہیں اس بیڑی میں کون کون جکڑے رہے ہیں محض اس لیے کہ سیاسی طور پر تم فلاں گھر جاؤ اور پھر ہمیں پیسے دو تب آپ کو چھوڑیں گے۔

جناب والا! یہ داستان صرف میرے شہر دیپالپور کی نہیں ہے بلکہ پورے صوبہ پنجاب میں ایسا ہو رہا ہے۔ اب اگر ڈکیتیاں گننے لگیں یا اخباریں پڑھانے لگیں تو بہت وقت لگے گا۔ انھوں نے تو ویسے ہی کانوں میں روئی ڈالی ہوئی ہے روز پڑھتے بھی ہیں اور کہتے ہیں کہ چھوڑو ہمارا کام تو لطف اندوز ہونا اپنے جاہ و جلال کو قائم رکھنا اور حکومت کرنا ہے ہمارا لاء اینڈ آرڈر سے کیا تعلق ہے۔ میں دو تین منٹ اور لوں گا چونکہ میں دو چار ایسی باتیں بتانا چاہتا ہوں تاکہ حکمرانوں کے notice میں آ جائیں کرنا تو پھر بھی کسی نے کچھ نہیں۔ پھر انھوں نے آٹھ دس پڑھے لکھے نوجوانوں کے خلاف پرچہ دے دیا جو کہ ان سے بغاوت کرتے تھے ان میں سے کچھ نے تو قبل از گرفتاری ضمانت کروا لی لیکن ایک آدمی پتا کرنے کے لیے تھانے چلا گیا تو اس کو انھوں نے پکڑ کر حوالات میں دے دیا اس کو الٹی ہتھکڑی لگا دی اور اسے حوالات کی تاروں سے باندھ دیا اور دو رات اس پر تشدد کیا وہ بے ہوش ہو گیا تو اس کو ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا کہ یہ کہیں مر نہ جائے۔ جب وہ چار پانچ دنوں کے بعد ٹھیک ہوا تو پھر حوالات میں بند کر دیا اس کے ساتھ شرط یہی تھی کہ تمھارے اور باقی پرچے میں جو ہیں ان کے بھی تمام بزرگ اس جگہ کا سجدہ کریں اور ان کو جا کر کہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں تب چھوڑیں گے ورنہ تم پر کلاشنکوف ڈال رہے ہیں۔ کلاشنکوف کا پیغام سنتے ہی اس کا ستیاناس ہو گیا اور اس نے اپنے بزرگوں کو ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں پڑھا لکھا آدمی ہوں اگر انھوں نے مجھ پر کلاشنکوف ڈال دی تو میرا کچھ نہیں بچے گا۔ چنانچہ وہ ان کے پاس گئے ----

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کس کے پاس گئے؟ آپ اشاروں میں بات کرتے ہیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جو ہم سے ہارے ہوئے ہیں جو آئندہ ممبر بننا چاہتے ہیں جن کو عوام کا مینڈیٹ حاصل نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں تو اس کا نام آنا چاہیے۔ آنے والی نسلیں کیا

سمجھیں گی؟ میں تو سمجھ رہا ہوں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر ، میں آپ کو ساری تفصیل بتاؤں گا آپ ذرا ایک منٹ انتظار کریں۔ وہ نام نہاد گورنر صاحب کے رشتہ دار راؤ صاحبان ہیں جن کی حکومت چلتی ہے وہ وہاں سے دونوں الیکشن ہارے ہیں۔ راؤ افضل صاحب اور ان کے صاحبزادے ہیں انھوں نے اپنے سگے بھانجے ڈی ایس پی لگوا رکھے ہیں ان کے بہنوئی کے سگے بھانجے ہیں۔ اس کی داستانیں ہیں اگر میاں منظور وٹو صاحب لابی میں تشریف رکھتے ہیں تو ہاؤس میں آئیں ہم تو ان کی بھی زیادتیاں سنتے رہے ہیں لیکن انھوں نے کل ہی مجھے کہا کہ ملک صاحب ڈی ایس پی نے وہاں پر ظلم کی آخیر کر دی ہے آپ میرے ساتھ ملیں اور ہم مل کر اس کے خلاف کو agitation کریں کیونکہ اس نے رشوت اور ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اگر میں آپ کو رشوت کی لسٹیں دینے لگوں تو آپ حیران ہو جائیں گے۔ ڈی ایس پی صاحب کچھ نہیں جانتے یہ بیڑی بھی اس لیے لگائی گئی کہ یہ بے گناہ آدمیوں کے متعلق آ کر جھگڑ کر لے جاتے ہیں اس لیے بیڑی لگاؤ اور جب تک میں حکم نہ دوں اس وقت تک اس کو نہ چھوڑو۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ ڈیس ایس پی کے دفتر کے سامنے نئی بیچارو کھڑی ہے جو انھوں نے اب لی ہے وہ ان کی ذاتی ہے۔ جو ان کا سب سے بڑا دلال ہے وہ شام کو روز شراب پیتا ہے ایک دن ایک شریف آدمی اس کے پاس چلا گیا تو اس نے نشے میں اسے گالی دے دی تو وہ پٹھان تھا' برداشت نہ کی اور اسے الٹی گالی دے دی تو اس نے اسی وقت اسے نشے میں پستول مارا جس سے وہ پٹھان زخمی ہو گیا۔ پرچہ تو ہو گیا لیکن سارے پولیس والے اس پر تل پڑے کہ تو چھوڑ دے۔ ابھی تک دو تین ماہ گزرنے کے باوجود اس کا ملزم نہیں پکڑا گیا بلکہ اس سے زبردستی لکھوایا گیا ہے اور اسے معافی ہو گئی ہے۔

جناب والا! میں صرف دو منٹ لوں گا۔ بڑی بڑی داستانیں ہیں لیکن آپ کو سنانا نہیں چاہتا میرے علاقے کے کچھ لوگ یہاں پر تشریف بھی رکھتے ہیں۔ وہاں ظلم کی داستانیں لکھی جا رہی ہیں وہاں کا ایک آدمی بہت بڑا پولیس افسر ہے اس نے اور اس کے بھائیوں نے وہاں پر ظلم و بربریت کی انتہا کر رکھی ہے۔ لوگوں کو مارنا ان پر تشدد کرنا اور پھر ان کے خلاف جھوٹے پرچے کرانا ان کا کام ہے اس بارے میں لوگوں نے اخباروں میں بھی دیا ہے وہ اخبار بھی میرے پاس ہیں اگر آپ چاہیں گے تو میں وہ اخبار بھی آپ کے حوالے کر دوں گا۔ انھوں نے تو امام مسجد کو بھی نہیں بخشا اس کو بھی جھوٹے مقدمے میں پھنسا لیا ہے حالانکہ وہ انتہائی شریف آدمی ہے۔ جب ہم اس کی داستان ایس

پی صاحب کے پاس لے کر گئے تو ایس پی صاحب نے ایس ایچ او کو مارک کر دی۔ ایس ایچ او تشریف لے گئے تو وہ ان کے ڈیرے پر گئے اور سارا گاؤں ایک طرف اکٹھا ہو رہا تھا لیکن اس نے ان کی داستان بھی نہیں سنی۔ انھوں نے ہاتھ جوڑے اور منتیں کیں کہ ہماری بات تو سن لو لیکن وہ نہیں گئے اور وہیں سے واپس چلے گئے۔ وہ انصاف مانگنے کہاں جائیں؟ میرے شہر کے امیر جماعت اسلامی کے آدمی کے ساتھ زیادتی ہوئی تو وہ احتجاجاً تھانے گیا تو اس کو پکڑ کر حوالات میں دے دیا۔ یہاں پولیس افسر بیٹھے ہیں میں ان سے بھی پوچھتا ہوں کہ پہلے تو مجھے اس بات کا جواب دیں کہ دنیا کے کسی قانون میں، پاکستان کے کسی لاء میں چاہے وہ فوجداری ہے، تعزیرات ہے پولیس رول یا لوکل لاء ہے کیا ان کو پاؤں میں بیڑیاں لگانے کی اجازت دیتا ہے؟ ہتھ کڑی لگا کر ان کو الٹا باندھنے کی کوئی قانون اجازت دیتا ہے؟ انھوں نے جماعت اسلامی کے اس امیر کو پکڑ کر حوالات میں دے دیا جب سارا شہر احتجاج کے لیے باہر آ گیا تو اسے دو گھنٹے حوالات میں رکھا پھر اسے نکال دیا اور کہا کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے آپ جاتی کریں ہم پرچہ خارج کر دیں گے اور آپ مہربانی کر کے ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں۔ اس سے پہلے یہ لکھوایا لیکن اس کے بعد وہ پرچہ آج تک موجود ہے اس میں انھوں نے کئی بے گناہ بندے چالان کیے اور پرچہ خارج نہیں کیا۔ اب اسے کہتے ہیں کہ تمھیں کہتے کچھ نہیں لیکن پرچے کی تلوار تمھارے سر پر لٹکتی رہے گی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ وقت ہو گیا ہے ----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ مہربانی کریں۔ آپ کا ٹائم تو کافی عرصے سے ختم ہو گیا ہے۔ یہ پندرہ منٹ تو میں نے لاء منسٹر صاحب کو دیے تھے لیکن آپ نے سب دوستوں کا ٹائم لے لیا۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب والا! داستان سنانے کی ضرورت ہے اور wind up کی تو ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں تو بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن آپ سننا نہیں چاہتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں شیخ انور سعید کو بلانا چاہتا تھا کیونکہ انور سعید صاحب کو کبھی وقت نہیں ملا۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب والا! آپ میری ایک بات سن لیں۔ میں ان حکمرانوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ جو رشوت لی جا رہی ہے اس کے بارے میں پہلے بھی ان سے request کی ہے اور آج بھی کر رہا ہوں کہ اگر کوئی ممبر صوبائی اسمبلی یا نیشنل اسمبلی کرپشن کی درخواست لے کر انٹی کرپشن کے وزیر کے پاس جائے یا ڈائریکٹر جنرل کے پاس جائے تو کم از کم یہ اتنا قانون تو بنا دیں کہ اس ممبر کو تو پندرہ دنوں کے بعد جواب دیا جائے کہ آیا یہ سچی ہے یا جھوٹی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ قانون تو یہاں بنتا ہے انھوں نے نہیں بنانا ۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر ، یہ کم از کم اتنا آرڈر ہی دے دیں ۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر ، بڑی مہربانی شکریہ ۔ جناب انور سعید صاحب ابھی کافی دوستوں نے بولنا ہے لیکن وقت نہیں ہے ۔

شیخ محمد انور سعید، جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کر دیا ۔ بہت سے ممبران نے لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں حکمرانوں کے خلاف الزامات عائد کیے ۔ میں تھوڑا سا یہ بتانا چاہوں گا کہ.....

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! آپ نے شیخ انور سعید پر مہربانی فرمائی میں اس پر اعتراض تو نہیں کرتا لیکن ان سے پہلے سعید احمد شرقپوری صاحب کا نام تھا' میرا نام تھا اور بھی بہت سارے دوستوں کا نام تھا ...

جناب ڈپٹی سپیکر ، نام تو کافی ہیں۔ راجہ اشفاق سرور' چودھری غلام محمد' محمد افضل ساہی' صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری' میاں عبدالستار' ملک غلام شبیر جوئیہ کے نام شامل ہیں۔ لیکن چونکہ وقت ختم ہو گیا' اجلاس کی کارروائی تین بجے ختم ہونی ہے۔

جناب اظہر حسن ڈار ، جناب والا! آپ شرقپوری صاحب کو وقت دے دیں کیونکہ راجے صاحب کو دیکھ کر ان کا دماغ ماؤف ہو گیا تھا اور وہ شعر بھول گئے تھے .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگر آپ کی خواہش ہو گی تو میں وقت میں توسیع کر دوں گا ۔ مہربانی ۔

وزیر زراعت ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! سعید احمد شرقپوری صاحب تشریف لائے ہیں اور وہ یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ گیارھویں نمبر والے کو وقت مل گیا ہے اور آٹھویں نمبر والے کو وقت نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ بھی میں آپ کو بتا دوں کہ اپوزیشن کے لیڈر کی طرف سے ایک لسٹ آئی ہوتی ہے لیکن سپیکر اس لسٹ کا پابند نہیں ہوتا ۔ اس میں سے pick and choose کرنا ہوتی ہے ۔ شیخ صاحب کبھی بولے نہیں ان کو کبھی موقع نہیں ملا انہوں نے تو اس بجٹ اجلاس میں کافی تقاریر کر لی ہیں ۔

شیخ محمد انور سعید ، جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس وقت زیر موضوع مسئلہ لاء اینڈ آرڈر ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے حکمران بھرپور طریقے سے اس پر عمل کر رہے ہیں اور مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ میں یہ کہوں کہ جناب یہ مسئلہ بہت خراب ہے اس لیے کہ آپ سمجھتے ہیں لا اینڈ آرڈر۔ یہی موجودہ حکمرانوں کا آج کا رویہ ہے اور لا آپ میرا مطلب سمجھیں کہ لا کیا لا ہے۔ جنہوں پنجابی وچ کیندے نیں لیا۔ آرڈر کردے نیں لیا۔ اور وہ جناب اس پر پوری طرح کاربند ہیں۔ باقی اگر آپ سمجھتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر نام کی تو کوئی چیز نظر آتی نہیں ہے۔ جناب سپیکر! اتنا ایک اہم مسئلہ ہے کہ جب سے اس اسمبلی کا وجود عمل میں آیا ہے آج تک اس مسئلے پر مسلسل بحث ہوتی چلی جا رہی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے تین سال سے جو صورت حال مسلسل خراب ہوتی چلی جا رہی ہے اسے ہمارے حکمرانوں نے سنجیدگی سے نہیں لیا۔ آج یہ عالم ہے کہ جان و مال کا عدم تحفظ' حالانکہ جان و مال کا تحفظ حکمرانوں کی بڑی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے عوام کا اپنے لوگوں کا تحفظ کرے۔ انہیں مسائل سے چھٹکارا دلائے لیکن آج پورا ملک اور خصوصی طور پر پورا صوبہ جان و مال کے عدم تحفظ' قتل و غارت' اغوا' ڈکیتی' خواتین کے ساتھ زیادتی' بم دھماکے' لوٹ مار کا شکار ہے اور یہ واقعات روز مرہ کا معمول بن گئے ہیں۔ جناب سپیکر! اس سے اب عوام میں انتہائی بے اطمینانی اور بے چینی پھیل رہی ہے اور وہ یہ محسوس کر رہے ہیں کہ موجودہ حکمران ہمیں تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر! جب حکمران اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے میں ناکام ہو جائیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے لیے شریفانہ طریقہ یہی ہوتا ہے کہ وہ استعفے دے دیں اور حکومت ایسے لوگوں کے سپرد کر دیں جو کم از کم اپنی ذمہ داریاں پوری کر سکیں۔ جناب سپیکر! ہر حکومت کا فرض ہے کہ مسائل سے چھٹکارا دلائے اور نہ کہ اس میں مزید شدت پیدا کر کے عوام کی نیندیں اور سکون بھی ختم کر دے۔ جناب سپیکر! پولیس بے بس ہو چکی ہے۔ میں یہ کہنے میں بھی حق بجانب ہوں گا کہ آپ پچھلے تین سال کے کسی بھی تاریخ کے اخبار اٹھا کر دیکھ لیں۔ شاید ہی کوئی ایسا خوش قسمت دن ہو گا جس دن قتل' ڈکیتی' اغواء اور تشدد کے واقعات نہ ہوں۔ جناب والا! عام آدمی کی بات تو در کنار ہے' یہ تو ایک معمول کی بات ہو چکی ہے۔ لیکن اب تو چاہے سیاسی کارکن ہو ' تاجر ہو طالب علم رہنما ہو یا کوئی شکار ہو' مذہبی رہنما ہو' علماء ہوں یا اراکین اسمبلی کے عزیز ہوں' سرکاری آفیسر ہوں کوئی بھی محفوظ نہیں ہے۔

پچھلے دنوں آپ نے ایک کمشنر صاحب کے قتل کی خبر بھی پڑھی ہو گی۔ سرکاری مشینری تک محفوظ نہیں ہے۔ سرکاری مشینری جو عوام کا تحفظ کرنے والے ہیں وہ خود عدم تحفظ کا شکار ہوں تو عوام کا تحفظ کیسے کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! بم دھماکوں سے ائر پورٹ ریلوے سٹیشن، بسوں کے اڈے، ہسپتال، غرض کوئی جگہ بھی محفوظ نہیں ہے۔ اب تو عوام کسی بھی ٹرانسپورٹ سے سفر کرنے میں دہشت محسوس کرنے لگے ہیں۔ جناب سپیکر! امن عامہ کے سلسلے میں آپ منگو وال کا قصہ دیکھیں، ملک پور کا دیکھیں، ملک پارک کا دیکھیں، دھرنا والا، گجرات، ملتان، گوجرانوالہ آپ صوبے کے کسی بھی شہر کو دیکھ لیں وہاں پر جو خوف ناک واقعات ہوئے ہیں۔ جس طریقے سے وہاں پر ظلم کی داستانیں لکھی گئی ہیں میرے خیال میں اس سے پہلے پاکستان کی تاریخ میں پہلے کبھی ایسے واقعات رونما نہیں ہوئے۔ جناب سپیکر! اس بڑھتی ہوئی امن وامان کی صورت حال کی وجہ حکومت کی سیاسی شخصیات کو الجھائے رکھنا اور اصل ملزمان کو بچا لینا ہے۔ جس کی وجہ سے ملزمان دندناتے پھرتے ہیں اور پھر وہ مزید جرائم کرتے ہیں جن کی پشت پناہی سیاسی طور پر کی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! بم دھماکے قتل ڈکیتیاں اغوا بوری بند لاشیں سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں۔ اگر آج کا بھی آپ اخبارات اٹھا کر دیکھ لیں تو اس میں آپ کو ایسے دس حصے نظر آئیں گے۔ جناب سپیکر! کسی بھی اخبار کو دیکھیں تو روزانہ دس ڈکیتیاں پندرہ ڈکیتیاں اور اتنے اغوا، اتنی ظلم کی داستانیں، یہ تمام آج کے میڈیا کی خبریں ہیں اور یہ روزانہ صبح اور شام کو ملتی ہیں۔ تین سال سے مسلسل امن عامہ پر بحث ہو رہی ہے اور اراکین اسمبلی نے اس موضوع پر اپنی پوری قوت صرف کی ہے لیکن اس کا کوئی اثر نہیں ہوا اور میں اب بھی یقین کے ساتھ کہتا ہوں .....

جناب ڈپٹی سپیکر : میں ہاؤس کا وقت پندرہ منٹ کے لیے بڑھاتا ہوں۔

شیخ محمد انور سعید : جناب والا! یہ بالکل اب ایسے ہی ہو چکا ہے جیسے بھینس کے آگے بین بجانا۔ آج بھی جو بحث ہوئی ہے حکمران اس کا کوئی اثر نہیں لیں گے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ جیسے صحت کے معاملے پر جب بحث ہو رہی تھی اور اس پر آپ نے ایک رولنگ دی تھی کہ آپ ممبران اسمبلی کے پوائنٹس لیں، ممبران اسمبلی کی باتیں سنیں اور اس کے مطابق ایک مہینے کے اندر اندر آپ فیصلہ کر کے بتائیں کہ آپ نے کیا پالیسی مرتب کی ہے اور آپ اس کے

بارے میں کیا کرنا چاہتے ہیں؟ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک policy matter ہے۔ جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ آپ لاکھ یہاں بحث کرلیں لاکھ ان کو تجاویز دے دیں لیکن جب تک آپ یہ نہیں سوچیں گے یہ نہیں سمجھیں گے کہ ان واقعات کی وجوہات کیا ہیں؟ اور جب تک آپ اس گہرائی میں نہیں جائیں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آپ اس پر قابو پا سکیں۔ اس کے لیے جناب سپیکر! بہتر ہے کہ پہلے یہ سمجھا جائے کہ یہ واقعات کیوں پیش آتے ہیں اور ان کی سب سے بڑی وجوہات بے روزگاری، مہنگائی، فحاشی ہے جس نے یہاں کے لوگوں کو اس بات پر مجبور کر دیا ہے جناب سپیکر! جب تک ہم یہ نہیں سمجھ پاتے اس وقت تک ہم ترقی کرنے سے قاصر ہوں گے۔ حقیقت یہ نظر آ رہی ہے کہ جو سب کچھ ہو رہا ہے یہ حکمرانوں کے ایماء پر ہو رہا ہے۔ اور حکمران پارٹی کے منشور کا یہ ایک حصہ بن چکا ہے اراکین اسمبلی اپنے صوبے کے امن و امان اور اپنے دکھ درد کا اظہار کرتے ہیں مگر حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ جناب سپیکر! آپ میلسی کا واقعہ لے لیں آپ ملتان ڈرائی پورٹ کا واقعہ لے لیں آپ مغل پورہ ڈرائی پورٹ کا واقعہ لے لیں یہ تمام چیزیں ایسی ہیں کہ جناب سپیکر! جس نے اس پورے صوبے کے امن و امان کو تباہ کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! فرقہ وارانہ کشیدگی خود حکمرانوں کا پیدا کردہ مسئلہ ہے جو اپنی حکومت کو بچانا چاہتے ہیں جو اپنی کرسیوں کو بچانا چاہتے ہیں ان کو جو سہولیات ملتی ہیں انہیں بچانے کے لیے وہ اس قسم کے واقعات پیدا کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! آخر میں آپ سے یہی بات کہوں گا کہ پولیس کے بارے میں بہت سی باتیں کی جاتی ہیں کہ ان کو اختیارات دے دیئے گئے ہیں لیکن جس قانون پر عمل پیرا ہیں اس قانون کو بھی دیکھیں کہ وہ قانون 1861ء کا قانون ہے جس پر یہ عمل کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس بھی زیادتی کرتی ہے پولیس زیادتی کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتی لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں اس بات کا بھی حامی ہوں کہ پولیس کے لیے آپ کوئی ذرائع پیدا کریں وہ سہولیات پیدا کریں ان کو وہ مراعات دیں جس سے یہ اس قابل ہوسکیں یہ جو کام کرتے ہیں ان کو یہ مثالی کرکے دکھائیں۔ ورنہ اگر آپ ان کو وہ سہولیات، وہ مراعات نہیں دیں گے اور ان کے ساتھ اسی طرح زیادتیاں اور ظلم کی باتیں کرتے رہیں گے تو انھوں نے پھر کیا کرنا ہے۔ جناب سپیکر! اگر آپ ایک SHO کی چوبیس گھنٹے ڈیوٹی لگاتے ہیں تو اس SHO سے آپ کیا توقع کریں گے کہ وہ کس طریقے سے اپنے کام کو بخوبی اور احسن طریقے سے سر انجام دے گا۔ میں پولیس کے حق میں بات نہیں کر رہا یہ بات میں اس لیے کر رہا ہوں کہ ان کو بھی یہ مراعات ملنی

چاہییں تا کہ وہ عوام کے فائدے میں جائیں۔ اگر آپ ان کو چوبیس گھنٹے stand by رکھیں گے تو اگر آپ ان کو چوبیس گھنٹے victimization کے لیے سیاسی لوگوں کے پیچھے لگائے رکھیں گے اور آپ ان سے سیاسی مفادات حاصل کرتے رہیں گے تو پھر میں یہ کیسے سمجھ لوں کہ وہ عوام کے لیے یا عوام کے مفاد میں یا امن و عامہ کے لیے کام کریں گے۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس صوبہ کے عوام جنھوں نے ہمیں ووٹ دے کر ان اسمبلیوں میں بھیجا ہے ہم اس کو سنجیدگی سے لیں اور ان تمام باتوں پر غور کریں اور ان غریب عوام کے لیے پسے ہوئے مظلوم غریب عوام کے لیے کچھ کام کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی شکریہ۔ میں شرقپوری صاحب کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا ہوں۔ ہاؤس کی خواہش بھی یہی تھی کہ ان کو بھی کچھ وقت دیا جائے۔ میں ان کو تقریر کا موقع دیتا ہوں۔ لیکن آپ ٹائم پانچ منٹ لینا آپ کی مہربانی ہو گی۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! ہاؤس میں اراکین کی بڑی تقاریر ہوئی ہیں۔ اور میں نے بھی بڑی لمبی لمبی تقاریر کیں آپ نے تو یہ فرمایا ہے کہ ٹائم کم ہے اور آپ کی مہربانی کہ آپ نے میری تقریر کے لیے آج ٹائم بھی بڑھایا ہے لیکن میں خود ہی سوچ رہا تھا کہ میں آج تقریر نہیں کروں گا۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے کہ میں تین تین گھنٹے بھی تقریر کر سکتا ہوں لیکن آج میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ تقاریر سے بہت کم اثر ہوا ہے۔ لہذا میں آج اللہ کی بارگاہ میں دعا کروں گا مجھے اجازت دیں۔

"یااللہ کریم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ جو لوگ کرپٹ ہیں انھیں ہدایت دے۔ یااللہ کریم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ جو لوگ میرٹ پر implemetation نہیں ہونے دیتے انھیں ہدایت دے کہ وہ میرٹ پر implementation ہونے دیں اور implementation کریں تا کہ لوگ demerit کی وجہ سے جو جرائم کرتے ہیں وہ نہ کریں اور ملک میں امن ہو (آمین)۔ یا اللہ کریم جو اہل لوگ ہیں جن کو میرٹ پر نوکریاں نہیں ملتیں اور وہ برائیاں کرتے ہیں اور جرم کرتے ہیں اور ان کے جرائم کی وجہ سے بدامنی ہے تو میں سمجھتا ہوں یااللہ کریم تو کرم فرما۔ کہ جو لوگ اہل لوگوں کو نوکریاں نہیں دیتے اور نوکریاں نہ دینے کی وجہ سے بدامنی ہے یااللہ تو کرم فرما ایسے کرپٹ لوگ جو کہ میرٹ کے خلاف ہیں اور رشوت لے کر لوگوں کو نوکریاں دیتے ہیں اور دیتے رہے ہیں یا اللہ ان کو

ہدایت دے کہ وہ میرٹ پر ملازمتیں دیں۔ (آمین) پاکستان میں یا اللہ کریم امن تبھی قائم ہوگا جب میرٹ پر عمل ہوگا یا اللہ کریم تو کرم فرمائے گا تو یہ امن و امان قائم ہوسکتا ہے تیرے کرم کے بغیر امن و امان قائم نہیں ہوسکتا یااللہ کریم جب تک امن و امان قائم نہیں ہوگا پاکستان ترقی نہیں کرسکتا جب تک میرٹ پر عمل نہیں ہوتا جب تک ہمارے دلوں میں دنیاوی ہوس اور لالچ ختم نہیں ہوتا یااللہ تو کرم فرما جن کے دلوں میں دنیا کی ہوس ہے وہ نکال دے یا اللہ کریم ہمارے پاکستان میں جو کرپٹ لوگ ہیں جو غیر ذمہ دار لوگ ہیں انھیں ہدایت دیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں وہ ملک سے محبت کریں وہ خلوص نیت سے ملک کی خدمت کریں ایمانداری ان کے اندر آجائے ہر بندہ انصاف کا دامن تھام لے یا اللہ کرم فرما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ کرم فرما کہ جو بھی بے ایمان ہیں ' جو بھی غلط لوگ ہیں ان کو انصاف کرنے کی توفیق دے۔ (آمین) یااللہ تو کرم فرما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ تو کرم فرما ' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ تو پاکستان کی حفاظت فرما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ تو پاکستان کی حفاظت فرما ' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ تو پاکستان کی حفاظت فرما۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وَ آلہ وسلم (آمین)۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب افضل حیات لاء منسٹر wind up کریں گے تو میں ٹائم مزید 10 منٹ بڑھا دیتا ہوں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میں کوشش کروں گا کہ مختصر ترین الفاظ میں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ دعا کا جواب دعا میں دیں۔

وزیر قانون۔ میں مختصر ترین الفاظ میں ہاؤس کے سامنے کچھ حالات پیش کروں گا۔ پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ حزب اختلاف کی طرف سے کئی سنگین واقعات کی نشاندہی ہوئی ہے۔ حکومت پوری کوشش کرے گی کہ جن واقعات کی نشاندہی ہوئی ہے ان کا تدارک کیا جائے اور جو بھی اس قسم کی تکالیف ہیں انھیں دور کرنے کا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔

جناب! اس کے ساتھ جہاں تک امن عامہ کی عمومی صورت حال ہے میں اس کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ گزشتہ کچھ عرصے سے' جب سے موجودہ حکومت آئی ہے اس میں یقیناً حالات میں بہتری ہوئی ہے اس میں کئی ایک واقعات کی بھی میں نشاندہی کروں گا facts & figures کو بھی دیکھا جائے تو آپ کے سامنے یہ بات آئے گی کہ موجودہ حکومت نے پوری کوشش کی ہے کہ اس لاء

اینڈ آرڈر کو بہتر کیا جائے اور دہشت گردی، فرقہ واریت اور اس قسم کے جو بھی سنگین واقعات ہوئے ہیں ان کے اوپر قابو پانے کی پولیس نے کس حد تک کوشش کی ہے اور اس میں بہت حد تک ہمیں کامیابی بھی ہوئی ہے۔

جہاں تک جرائم کی صورت حال ہے میں عرض کروں کہ جنوری تا اگست 1995ء آٹھ ماہ کے عرصہ میں 129797 جرائم ہوئے جب کہ جنوری تا اگست 1996ء میں اسی دوران 134849 جرائم ہوئے یعنی کہ اس آٹھ ماہ میں 5052 جرائم کی کمی ہوئی۔

سب سے بڑا مسئلہ جس سے عوام خاص طور پہ پریشان ہیں وہ دہشت گردی کا مسئلہ ہے اس سلسلے میں حکومت نے خصوصی طور پر ایسے واقعات کی طرف توجہ دی اور جو بم کے دھماکے مختلف جگہ پہ ہوئے، بس کے اڈوں پہ ہوئے، ایئر پورٹ پہ ہوئے، ہسپتالوں میں ہوئے، بسوں میں ہوئے اس سلسلے میں پولیس اور لاء اینڈ آرڈر سے تعلق رکھنے والے دوسرے اداروں نے ان میں ملوث اشخاص کو پکڑا۔ 28 اگست 1996ء کو جناح پارک شیخوپورہ میں بم کا ایک دھماکہ ہوا لیکن پولیس کو صوبہ میں ملزمان کی گرفتاری میں اہم کامیابی ہوئی۔ موقع پر موجود دو کانسٹیبلان جو کہ مختلف مقامات پر اسی تخریب کاری کی وارداتوں کے سدباب کے لیے متعین تھے انھوں نے دو ملزمان کو گرفتار کیا جن سے بھاری مقدار میں گرنیڈ، دھماکہ خیز مواد برآمد ہوا۔ ملزمان کا یہ گروہ شیخوپورہ میں 96-5-8 میں ہونے والے دھماکہ میں ملوث تھا جس میں 7 آدمی ہلاک اور 43 زخمی ہوئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا محمد اقبال خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا محمد اقبال خان ، جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں اور یہ خبریں اخبارات میں بھی پڑھی جا چکی ہیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ یہ حکومت کی طرف سے اپنی پالیسی کو واضح کریں کہ ہمارے دوستوں نے جرائم کے متعلق یہاں جو تجاویز دی ہیں ان کے متعلقہ اب یہ کیا اقدامات کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آئندہ اس صوبے میں اسی طرح کی صورت حال رہے گی؟ یا اس سے بہتری کا کوئی طریقہ رائج کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

وزیر قانون، رانا صاحب اگر تھوڑا سا صبر کرتے تو میں ان کی خدمت میں یہ سب باتیں بھی عرض کر دیتا اگر یہ دیکھا جائے تو جو باتیں حزب اختلاف نے کی ہیں وہ بھی اخباروں میں آ چکی ہیں تو اگر یہی

بات ہے تو پھر جن باتوں کی طرف نشاندہی کی گئی ہے تو ان باتوں کا بھی ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی اگر یہی کرنا ہے تو پھر اخبارات میں جو آچکا ہے تو ان کو بھی دہرانے کی ضرورت نہ پڑتی تو جہاں پہ گرفتاریاں عمل میں نہیں آسکیں تو وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ یہ بھی بتایا جائے کہ وہاں پہ کئی جگہ پہ یہ گرفتاریاں عمل میں لائی جا چکی ہیں۔ جس طریقہ سے کچھ عرصہ پہلے خود رانا صاحب پولیس کی کارکردگی کے معترف رہے ہیں وہ سننا شاید گوارا نہیں کر رہے۔ اسی طریقے سے ایک اور گروہ جس نے لاہور ائیر پورٹ پہ بم دھماکہ کیا تھا اور وہ بھی اسی طریقے کے بم دھماکوں میں ملوث تھے ان کو بھی گرفتار کیا گیا اور انھوں نے یہ تسلیم کیا کہ یہ "را" کے ایجنٹ ہیں۔

ایک اور بڑا مسئلہ فرقہ واریت کا ہے اس سلسلے میں 1994ء کے دوران واقعات میں غیر معمولی اضافہ ہوا 1995ء میں صوبہ میں فرقہ واریت تشدد کے 88 واقعات میں 59 افراد ہلاک جب کہ 89 افراد زخمی ہوئے۔ حکومت کے مثبت اقدامات اور مختلف مکاتب فکر کے علماء کے تعاون کی وجہ سے فرقہ وارانہ تشدد میں خاطر خواہ کمی ہوئی اور اگست 1996ء تک فرقہ واریت کے 53 واقعات ہوئے 101 افراد زخمی ہوئے اور 37 افراد ہلاک ہوئے۔ لاہور میں پولیس نے حال ہی میں ایک دہشت گرد گینگ کو گرفتار کیا جس سے بھاری مقدار میں اسلحہ برآمد ہوا اور تفتیش کے دوران ملزمان نے اقدامات قتل کی 21 وارداتوں کا انکشاف کیا۔

سید محمد عارف حسین بخاری، پوائنٹ آف آرڈر پہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

سید محمد عارف حسین بخاری، میرے محترم وزیر قانون صاحب فرقہ واریت کی بات فرما رہے ہیں لیکن آپ نے اخبارات میں پڑھا کہ کل ہی مرید عباس یزدانی کا جنازہ اٹھا اور لاہور کا مال روڈ میدان جنگ بنا اس سے پہلے مجلس عزاء پہ حملہ ہوا یعنی یہ کس طرح کہہ رہے ہیں کہ فرقہ واریت کا جن بوتل میں بند ہو گیا ہے۔ فرقہ واریت تو اب ننگا ناچ' ناچ رہی ہے۔ براہ کرم اس کے لیے کچھ کریں۔ یہ تو وہ مرض ہے جو ہم تشخیص کرتے ہیں الٹا وہ فرما رہے ہیں کہ فرقہ واریت کا بھوت ختم ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بخاری صاحب! آپ تو اب بڑے تجربہ کار ہو گئے ہیں کوئی بھی فاضل رکن جو بھی اپنی ایک رائے رکھتا ہے اس کو اسے بیان کرنے کا حق حاصل ہے دوسرے فریق کو صبر سے سننے کا حق حاصل ہے اگر آپ اس کو کہیں کہ ایسے نہیں' ایسے بیان کریں تو یہ بات نہیں ہے' نہ ہی یہ

پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے I rule it out.

وزیر قانون، جناب! شاہ صاحب کی ہم کل ہی تعریف کر رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں I rule it out. آپ میرے خیال میں چائے وغیرہ پی کر تازہ دم ہو کر آ گئے ہیں اس لیے تشریف رکھیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، نہیں' میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ کوئی اور رکن ایسی بات کرے تو ایک دوسری بات ہے لیکن محترم تو ذمہ دار ہیں اور ان سے نہ کہیں تو کس سے کہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی' شکریہ۔ جی آپ تقریر کریں۔

وزیر قانون، جو واقعات پہلے ہو چکے ہیں ان میں کیا ہو رہا ہے؟ اور جو واقعات گزشتہ کل یا پرسوں ہوئے ہیں میں ان کے متعلق بھی عرض کرتا چلوں گا۔ یہ پوائنٹ آف آرڈرز نہیں بنتے ہم نے بڑے تحمل اور صبر سے ان کی تقاریر سنیں چاہے ان سے اختلاف تھا یا ان سے اتفاق تھا اسی لیے ضروری یہ ہے کہ آخر میں میں جو wind up کر رہا ہوں اسے بھی صبر و تحمل کے ساتھ سنیں اور اگر میں اس تحریک کے باہر نہیں جاتا تو پھر پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ تو یہ جو گروہ پکڑا گیا اس نے 21 وارداتوں کا انکشاف کیا جس میں سید ساجد جیلانی ڈائریکٹر ایکسائز' سید محسن نقوی' مصطفےٰ سکندر شاہ' سبط حسن سپرنٹنڈنٹ جیل اور ایم فاطمی کے قتل بھی شامل تھے۔ ماہ اگست 1996ء میں انھیں شر پسند عناصر نے ایک دفعہ پھر حکومت کے لیے مسئلہ پیدا کرنے کی کوشش کی اور 5-8-96 کو کمشنر سرگودھا سید تجمل عباس کو قتل کر دیا گیا جو کہ حکومت کے لیے ایک چیلنج تھا اور اس چیلنج کو حکومت نے قبول کیا اور ان ملزمان کو گرفتار کیا اور اس تفتیش کے بعد چالان عدالت میں جا چکا ہے۔ اسی طریقے کا ایک واقعہ میلسی میں ہوا میلسی میں بھی پولیس نے اس وقت تک جو گاڑی ادھر استعمال ہوئی اسے قبضہ میں کر لیا ہے اس کو ڈھونڈ لیا ہے اور ملزمان کا بھی جلد سراغ مل جائے گا۔ اس مقدمہ کے متعلق ضروری مواد اور شہادتیں بھی مل ہیں مزید تفتیش جاری ہے اس مقدمہ کا بھی چالان جلد از جلد عدالت میں بھیج دیا جائے گا اور بقایا ملزمان کو بھی گرفتار کر لیا جائے گا۔ اس طریقہ سے اسی عرصے میں اغواء برائے تاوان بھی ہوا۔ ایک مشہور سیٹھی صاحب کو تاوان کے لیے اغواء کیا گیا اور بغیر تاوان ادا کیے سیٹھی صاحب کو بچا لیا گیا۔ اسی طرح ایک مشہور سرجن ڈاکٹر بشیر کو بھی اغواء کیا گیا جن سے ایک کروڑ کے تاوان کا مطالبہ کیا گیا' ان کو بھی برآمد کر لیا گیا۔ اسی سلسلے میں اسلحے کے لیے بھی ایک پالیسی مرتب کی گئی

ہے اور آٹومیٹک اسلحے کو prohibited بور میں شامل کر لیا گیا ہے۔اس کے اب لائسنس جاری نہیں کیے جا رہے اور جہاں تک برآمدگی اسلحہ کا تعلق ہے۔ جنوری تا اگست 96ء میں 20429 مقدمات درج کیے گئے ' جبکہ جنوری تا اگست 1995ء میں 18726 مقدمات درج کیے گئے تھے اور کلاشنکوف کے مقدمات اسی دور میں 143 درج کیے گئے جو کہ پچھلے سال سے 20 زائد تھے۔اسی طریقہ سے منشیات کی برآمدگی میں بھی خاطر خواہ کامیابی ہوئی ہے اور گزشتہ سالوں سے پولیس کی کارکردگی اس عرصہ میں بہتر رہی ہے۔ ایک اور بڑا مسئلہ اشتہاری ملزمان کا ہے۔ان کے خلاف اس عرصہ میں ایک خاص مہم چلائی گئی ہے۔جس کی وجہ سے جنوری تا اگست 1996ء میں آٹھ ماہ کے دوران 8159 اشتہاری ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے۔جبکہ پچھلے سال اسی عرصہ میں 6302 ملزمان کو گرفتار کیا گیا تھا۔

(اپوزیشن کی آوازیں' فوٹو کاپی دے دیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی .No cross talk please ٹائم کو میں ساڑھے تین بجے تک بڑھاتا ہوں۔

جناب محمد بشارت راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ کوئی مذاق کی بات نہیں ہے۔ یہ سنجیدہ بات ہے کہ منسٹر صاحب جو facts & figure بتا رہے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ راجہ صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا' راجہ صاحب آپ تو سمجھدار ہیں۔

وزیر قانون، یہ تو بہت جلدی گھبرا گئے ہیں۔ جناب والا! اب پولیس کی کارکردگی کو اور بہتر بنانے کے لیے سب سے پہلے legistic improvement کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ موجودہ حکومت محکمہ پولیس کے ذرائع نقل و حمل و مواصلات اور بلڈنگ کو بہتر بنانے کے لیے اپنے وسائل کا بھرپور استعمال کر رہی ہے۔میں یہاں یہ بھی ذکر کرتا چلوں کہ 1947ء میں تین سو پولیس سٹیشن تھے اور اب چھ سو چار پولیس سٹیشن ہیں۔ تین سو چار پولیس سٹیشن زائد بنے ہیں لیکن صرف 56 پولیس سٹیشنوں کی عمارات بنی ہیں اور بقایا جو ہیں وہ عمارات کے بغیر ہیں۔اب یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ان پولیس سٹیشنوں کی عمارات بھی بنائی جائیں تاکہ اگر وہ ٹینٹوں میں بیٹھیں گے اور ان کے پاس صحیح عمارتیں نہیں ہوں گی تو ظاہر ہے کہ اس سے ان کی کارکردگی بھی متاثر ہو گی۔ عام personnel carrier اور دوسرا سامان بھی ان کو اب بہتر مہیا کرنے کے لیے انتظام کیا جا رہا ہے۔اس کے لیے APC گاڑیاں حاصل کی جا چکی ہیں اور اس کے علاوہ رات کو دیکھنے کی صلاحیت اور بلٹ پروف جیکٹوں سے ملبوس اور خودکار اسلحہ سے لیس ضلعی سطح پر تعینات متعدد دستوں کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ ادھر سب سے

ضروری چیز یہ ہے کہ انھیں بہتر ٹریننگ دی جائے' اس کے لیے بھی میں آخر میں یہ عرض کرتا چلوں کہ پولیس فورس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے ٹریننگ سکول اور سنٹر جدید خطوط پر استوار کرنے کے لیے ایک مرحلہ وار پروگرام کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ حال ہی میں چند نئے کورسز کا اجراء کیا گیا تھا جن میں خصوصی طور پر پولیس کو مارشل آرٹ کی تعلیم اور فیلڈ کرافٹ کی ٹریننگ شامل ہے۔ خواتین پولیس کی ٹریننگ کے لیے وزیر اعظم کے حکم کے مطابق حکومت پنجاب نے تین سکولوں کی منظوری دی ہے۔ جن میں ایک سکول ملتان دوسرا لاہور اور تیسرا سہالہ میں ہو گا۔ لاہور میں خواتین پولیس ٹریننگ سکول کا باقاعدہ اجراء ہو چکا ہے اور اس میں پولیس کی انسپکٹر اور سب انسپکٹر رینک کی افسران کو پیشہ وارانہ تربیت دی جا رہی ہے۔ تو جہاں پر ان کے لیے بہتر اسلحہ مہیا کیا جا رہا ہے' ٹریننگ بہتر کی جا رہی ہے اور ان کے لیے مواصلات کے نظام کو بہتر جدید مواصلاتی نظام سے لیس کیا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ اسی لیے کیا جا رہا ہے تاکہ موجودہ دور کے اور آنے والے دور کے مطابق پولیس اپنی کارکردگی کو بہتر سے بہتر کر سکے۔ میں اس کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ! اب اجلاس کل صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلیٔ پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اڑتیسواں اجلاس)

منگل' 17۔ستمبر 1996ء

(سہ شنبہ' 3۔جمادی الاول 1417ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بج کر 2 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

أعوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيم ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا

عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④

سورۃ الصف، آیات 1 تا 4

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب اللہ کی پاکیزگی بیان کرتی ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔ اللہ اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں جو لوگ اللہ کی راہ میں (ایسے طور پر) پرے جما کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں وہ بے شک محبوب پروردگار ہیں۔

وما علینا الا البلاغ ○

جناب سپیکر ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وقفہ سوالات کا آغاز ہوتا ہے آج محکمہ تعلیم سے تعلق رکھنے والے سوالات کے جوابات وزیر تعلیم صاحب ایوان میں پیش کریں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

اراکین صوبائی اسمبلی کو سرکاری پاسپورٹ کا استحقاق دینا

سید محمد عارف حسین بخاری ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے اپنے ساتھ پیش آنے والے ایک واقعہ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ محترم مجھے پاکستانی کمیونٹی کی دعوت پر یوم پاکستان کی تقریب میں ناروے جانے کا اتفاق ہوا۔ حسن اتفاق یا سو اتفاق کہ لاہور سے کویت تک ذریعہ سفر پی آئی اے اور کویت سے اوسلو تک برٹش ائر ویز تھا۔ کویت ائر پورٹ پر میں نے اپنی سفری دستاویزات برٹش ائر ویز کاؤنٹر پر جمع کروائیں اور طویل انتظار کے بعد ایک پاکستانی پی آئی اے کی ملازمہ تشریف لائیں اور جس طرح criminal سے پولیس والے مخاطب ہوتے ہیں بالکل اس طرح آ کر کہنے لگی کہ آپ پاکستان سے آئے ہیں ؟ میں نے کہا جی ہاں ' تو کہنے لگی آپ کا پاسپورٹ مشکوک ہے اور برٹش ائر ویز والے تو آپ کو لیجا نہیں رہے ' آپ کا سامان لاہور کے لیے بھجوا دیا گیا ہے آپ جہاز پر چلیں یہ آپ کا لاہور کا بورڈنگ کارڈ ہے۔ میں نے کہا محترمہ میرا پاسپورٹ original ہے ' ویزا میں نے خود سٹیمپ کروایا ہے میں ممبر اسمبلی ہوں آپ اپنے کسی سینئر کو بلائیں میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ خیر اس نے وائی ناکی پر اپنے سٹیشن منیجر کو بلایا ' میں نے جب ان سے یہ صورت حال عرض کی تو وہ کہنے لگے صاحب پاکستانیوں کے ساتھ تو روز ہی ایسا ہوتا ہے۔ ہم تو ان حالات کے عادی ہو چکے ہیں آپ کا معاملہ الگ ہے۔ اگر آپ کا پاسپورٹ آفیشل ہوتا تو شاید آپ کو یہ پریشانی نہ ہوتی خیر میں کوشش کرتا ہوں وہ میرا اسمبلی کا کارڈ لے کر چلے گئے اور گھنٹہ بھر کوشش کے بعد انہوں نے میرے لیے بورڈنگ کارڈ حاصل کر لیا۔ جو میں عرض کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھا کہ جناب ہزاروں پاکستانی بیرون ملک اس طرح سے ذلیل ہوتے ہیں اور پاکستانی پاسپورٹ کی جو عظمت و تقدیس ہے اس کے لیے از راہ کرم آپ وزارت خارجہ سے رابطہ کریں ان سے کہیں کہ وہ اس کے لیے کوئی بندوبست کریں۔

دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ممبران اسمبلی کے لیے ' ستم تو یہ ہے

کہ ہمارے ڈی ایم جی افسران ' ڈی سی' ایس پی تک تو ہماری وزارت داخلہ آفیشل پاسپورٹ دیتی ہے لیکن عوامی نمائندے دو تین لاکھ افراد کے نمائندوں کو معمولی پاسپورٹ سے کام چلانا پڑتا ہے۔ یعنی ہماری اہمیت وزارت داخلہ کے نزدیک وہ بھی نہیں جو SP اور DC کی ہے۔ آپ اس ایوان کے custodian ہیں' ہمارے پاسبان ہیں۔ براہ کرم ارکان اسمبلی کو official pasport دلوائیں تاکہ ایسے واقعات پھر نہ ہوں۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر ، مہربانی' آپ نے ایک ضروری مسئلے پر ایوان کی توجہ دلائی ہے میرے نوٹس میں بھی یہ بات آئی ہے میں آپ کی خواہش کے مطابق متعلقہ وزارتوں سے اس سلسلے میں بات کرتا ہوں پاسپورٹ کی اہمیت کے بارے میں بھی اور اس کے ساتھ ہی اراکین کے لیے خصوصی پاسپورٹوں کے لیے بھی۔ البتہ اس بارے میں ایک اظہار تمنیت بھی کرتا ہوں کہ چلیے جب آپ نے ممبر اسمبلی ہونے کا کارڈ انھیں دکھایا تو اس بات کا کم از کم احترام کیا گیا اور آپ کو سیٹ مل گئی اور آپ تشریف لے گئے۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں ایک جملے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ سارک کے ممالک نے ایک معاہدے کے تحت اراکین پارلیمنٹ کو یہ سہولت دی ہے کہ سارک کے ممالک میں اراکین پارلیمنٹ کسی ویزہ کے بغیر جا سکتے ہیں چنانچہ بھارت نے اراکین پارلیمنٹ میں صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کو بھی شامل کر دیا ہے۔ جب کہ ہمسایہ ملک اس سہولت سے فائدہ اٹھا رہا ہے میرے خیال میں مناسب ہو گا کہ آپ کی جانب سے بھی تجویز جائے کہ سارک ممالک کے ویزے کے سلسلے میں صوبائی اراکین اسمبلی کو بھی اراکین پارلیمنٹ کے ساتھ شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر ، آپ کی تجویز بہت اچھی ہے محترم عارف صاحب نے جب میرے چیمبر میں مجھ سے بات کی تھی تو میں نے ان سے کہا تھا کہ ایک تو یہ بات ایوان میں بھی کر دی جائے اور دوسرے انھوں نے یہ بات بھی میرے نوٹس میں لائی تھی کہ بھارت نے اس فہرست میں صوبائی اسمبلیوں کو بھی شامل کر لیا ہے۔ ہمارے یہاں پارلیمنٹ کا لفظ وہ ایوان بالا' سینیٹ اور قومی اسمبلی کے مجموعے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بہرحال اگر دوسرے ممالک جو سارک کے رکن ہیں انھوں نے اپنی صوبائی اسمبلیوں کو بھی اس فہرست میں شامل کیا ہے تو ہمارے لیے بھی جواز ہے کہ ہم یہ مطالبہ کریں اور میں ہاؤس کی consent سے کہ تمام ہاؤس کی یہ رائے ہے میں یہ بات مرکز سے کرنے کے لیے تیار ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ تعلیم)

جناب سپیکر ، اب سوالات شروع کرتے ہیں۔جناب ملک مختار احمد اعوان کا سوال ہے۔

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر! میں ایک استدعا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، جی۔

وزیر تعلیم ، وقفۂ سوالات ہمارے پارلیمانی نظام کا بہت ہی اہم حصہ ہے۔ میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ جو سوالات ہوں ان پر جو جوابات موصول ہوں جو تشنۂ ہوں ان کی مکمل انفارمیشن حاصل کی جائے۔ کیونکہ اس ایوان میں اگر سوالات کا جواب واضح حقائق پر مبنی نہ ہو تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کا وقت ضائع کرنے کے مترادف۔ بعض وجوہات کی بنا پر اب عذر گناہ بدتر از گناہ والی بات ہے۔ لیکن میں اسے خود اپنی ذمہ داری تسلیم کرتا ہوں۔ جو سوال و جواب میں نے دیکھے ہیں ان میں بعض سوالات کے جوابات ہی موصول نہیں ہوئے۔ بعض انتہائی اہم سوالات تھے ان کے جوابات سے میری تشفی نہیں ہوئی۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ one time exception کے طور پر ازراہ کرم آج کے ان جوابات کو آئندہ سیشن تک ملتوی کر دیا جائے۔ تاکہ جو جوابات اہم ہیں وہ مناسب اور صحیح انفرمیشن کے ساتھ اس ایوان میں پیش کیے جا سکیں اور جن کے جوابات موصول نہیں ہوئے وہ حاصل کرکے اس ایوان میں پیش کیے جاسکیں۔ اگر آپ کا حکم ہو اور ایک رسم نبھانی ہو تو پھر میں شروع ہوجاؤں؟

جناب سپیکر ، مانیکا صاحب! بات یہ ہے کہ اجلاس 10 ستمبر کو شروع ہوا تھا اس لیے یہ تو آپ کے محکمے کے نوٹس میں بات تھی۔ آپ کے نوٹس میں بھی ہوگی کہ تعلیم کے متعلق سوالات اس سیشن میں آئیں گے ظاہر ہے کہ 16 دن کا اجلاس ہے اس میں کسی نہ کسی دن آپ کے محکمے کو جو کہ سب سے بڑا محکمہ ہے زیر بحث تو آنا ہے۔ ایک بات تو یہی بہتر تھی کہ آپ اب تک تو ایسے جوابات حاصل کر لیتے۔ لیکن آپ نے جس دردمندی سے یہ بات کہی ہے بہرحال ہاؤس نے یہ سنی ہے اور میں ہاؤس کی consent لے لیتا ہوں اگر ہاؤس اس سلسلے میں تیار ہے تو اس کو ملتوی کر دیتے ہیں نہیں تو اگر وہ چاہتے ہیں کہ جو جوابات موجود ہیں کم از کم ان پر آج بات ہو جائے اور بقیہ سوالات جن کے بارے میں آپ خاص طور پر کہنا چاہتے ہیں کہ اس کا جواب بعد میں لے لیا جائے تو اس کو pend کر لیتے ہیں۔

چودھری محمد اقبال ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی چودھری صاحب۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! میں نہایت افسوس کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ ہم پہلے بھی اس بات کا شور مچاتے رہے ہیں کہ اسمبلی کی کارروائی میں موجودہ حکومت کوئی خاص دلچسپی نہیں رکھتی - بارہا ہمارے بنچز سے یہ بات اٹھائی گئی ہے اور جناب والا! خود اس کے گواہ ہیں۔ جناب سپیکر! آج ایک ایسے معزز وزیر کے الفاظ اور ریکارڈ آپ نے دیکھا ہے ایسا معزز وزیر جسے ہم بڑا لائق فائق سمجھتے ہیں بڑے قابل آدمی ہیں جن کی اپنی کار کردگی میں تو شاید کوئی کمی نہ ہو لیکن انھوں نے بھی حکومت کی کار کردگی واضح فرما دی ہے کہ ان جوابات پر میں خود مطمئن نہیں ہوں۔ جناب والا! جب وزیر صاحب خود مطمئن نہیں تو وہ ہمیں کیا مطمئن کریں گے۔ میں نہایت افسوس سے یہ کہتا ہوں کہ یہ حکومت کے لیے بڑی قابل مذمت بات ہے اور اس طرح کا رویہ کم از کم اسمبلی میں نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، جی بیرسٹر عثمان ابراہیم۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، شکریہ' جناب سپیکر! وزیر تعلیم نے جو اعتراف کیا ہے میں اس کی قدر کرتا ہوں لیکن طریقہ کار سوالات و جوابات کا جو ہوتا ہے وزیرمتعلقہ خود اس میٹنگ کو preside کرتا ہے اور کئی کئی سیشنز ہوتے ہیں جو ہمارے زمانے میں ہوا کرتے تھے۔ اور جو اسمبلی میں printed جواب آتا ہے وہ وزیر کی منظوری کے بعد آیا کرتا ہے اگر کوئی سوال out date ہو یا نئی ڈویلپمنٹ ہو تو نیا جواب دے دیتے ہیں جب وزیرموصوف وقفہ سوالات کے دوران جواب دے رہے ہوں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر وزیر تعلیم آج ان سوالات کے جوابات سے مطمئن نہیں ہیں تو آئندہ کے لیے کم از کم جب بھی ان سوالات کے دن کا تعین ہو تو اس سے پہلے یہ میٹنگ لیا کریں۔ اور جو جوابات لیا کریں وہ اپنی منظوری کے بعد اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھجوانے چاہیے۔ وزیر موصوف کی منظوری کے بغیر کوئی سوال بھی اسمبلی سیکرٹریٹ کو نہیں بھجوانا چاہیے۔

جناب سپیکر، بیرسٹر صاحب! آپ آج کیا رائے رکھتے ہیں کہ یہ سارے سوالات pend کر دیے جائیں۔ یا جن سوالات کے بارے میں وزیر موصوف کا یہ خیال ہے کہ وہ تشفی بخش نہیں ہیں یا ناکافی ہیں تو انھیں صرف pend کیا جائے اور بقیہ کے جوابات کم از کم حاصل کر لیے جائیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، یہ بہتر ہے جناب کہ پہلا جو سوال ہے اس میں جواب بڑا پرانا ہے۔ اگر ان کے پاس نیا جواب ہو پھر تو ٹھیک ہے۔ لیکن جن صاحب نے یہ سوال پوچھا ہے اگر وہ اپنے جواب سے

مطمئن ہوجائے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب کو بھی سن لیں ذرا۔

جناب محمد بشارت راجا ، جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ انتہائی قابل افسوس صورت حال ہے کہ جس دن وقفہ سوالات شروع ہوچکا ہو اور منسٹر صاحب کھڑے ہوکر یہ فرما دیں کہ میں جوابات سے مطمئن نہیں ہوں۔ کیا انھوں نے ایوان میں آ کر ان سوالات کے جوابات دیکھے ہیں ؟ اگر یہ ان جوابات سے مطمئن نہیں تو یہ نا اہلی کس کی ہے ؟ ان کے محکمے کی نا اہلی ہے اس محکمے کا وزیر کون ہے ؟ اس محکمے کے انچارج کون ہیں ؟ انھوں نے اپنے محکمے کے سٹاف کے خلاف کیا کارروائی کی ؟ جنھوں نے ایسے جوابات بھیجے جن سے یہ خود مطمئن نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے کہ جب ایک مہینے یا دو مہینے کے بعد اور ایک ایک سال کے بعد جوابات آئے ہیں اور ایک سال کے بعد منسٹر صاحب یہاں پر کھڑے ہوکر کہہ دیں کہ جی میں مطمئن نہیں ہوں۔ اگر آپ مطمئن نہیں تھے تو آپ کو ایوان میں آنے سے پہلے جناب سپیکر کو مطلع کرنا چاہیے تھا۔ کہ آج کسی اور محکمے کے سوالات رکھ لیے جائیں۔ جناب سپیکر ! یہ انتہائی قابل افسوس اور قابل مذمت بات ہے۔

جناب سپیکر، شاہ نواز صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ؟

وزیر اوقاف ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمایے۔

وزیر اوقاف ،

اگر صد سال قبل آتش فروزد
بہ یک دم کا نداد افتد بے سوزد

اگر آگ کا پجاری سو سال بھی آگ کی پوجا کرے تو وہ جب بھی آگ میں گرے گا جل کر راکھ ہو جائے گا۔ مانیکا صاحب بہت شریف آدمی ہیں انھوں نے سمجھا کہ ان لوگوں سے میرے اچھے روابط ہیں لہذا یہ میری بات مان لیں گے ۔ انھوں نے اعتراف کیا حالانکہ انھیں چاہیے تھا کہ وہ بھی فراخ دلی سے کہتے کہ ایک ایسا انسان ہے جو کہہ رہا ہے کہ مجھے ٹائم دیا جائے میرے محکمے کی جو کوئی کوتاہی ہوگئی ہے اسے دور کرلوں گا۔ لیکن یہ ان کی بھول تھی ۔

جناب محمد بشارت راجہ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! یہ بات کل بھی محسوس کی گئی تھی کہ چیمہ صاحب بات کر دیتے ہیں لیکن without reference بات کرتے ہیں۔ یہ فراخ دل کی بات نہیں اس ایوان کو چلانے کی بات ہے چیمہ صاحب ہم اپنی ذات کی بات نہیں کرتے مینسٹر صاحب ہیں محکمے سے تنخواہ لیتے ہیں اور محکمے کے ملازمین جنھوں نے جواب دینا ہوتا ہے وہ بھی حکومت سے تنخواہ لیتے ہیں عوام کے خزانے سے تنخواہ لیتے ہیں اگر ان کی یہ نااہلی ہم اس طرح چھپانا شروع کردیں تو یہ انتہائی قابل مذمت بات ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! میں ایک بات عرض کروں ہمارے اس ایوان کی کچھ شخصیات ایسی ہیں جن کا کردار جانا پہچانا ہے وہ جب بھی بات کرتے ہیں تو ان کے بارے میں پہلے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس بات کا رخ کدھر کو ہو گا اسے بہت زیادہ سنجیدگی سے نہیں لینا چاہیے اور اس پہ زیادہ پریشان نہیں ہونا چاہیے۔(قہقہے) میں ان چند شخصیات کی نشاندہی بھی کرنا چاہتا ہوں۔ ایک منٹ میں بات کر رہا ہوں ایک تو ہمارے شاہنواز چیمہ صاحب ہیں ہمیشہ ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ جب سنجیدگی حد سے زیادہ بڑھ جائے اور دھاگا کھینچ کر ٹوٹنے والا ہو تو یہ تھوڑی سی خوشگوار بات کر کے محفل کو دوبارہ تازہ دم کر دیتے ہیں اور تناؤ جو بہت زیادہ ہو جاتا ہے اس کو کچھ کم کر دیتے ہیں ایسے کرداروں کی ہمیشہ بڑے بڑے درباروں میں ضرورت رہی ہے (قہقہے) دیکھیے! آپ میری بات کیوں نہیں سنتے؟ (قہقہے اور قطع کلامیاں) ابھی آپ تشریف رکھیے میری بات مکمل نہیں ہوئی۔ اسی طرح ہماری ایک اور بڑی شخصیت حضرت مولانا سعید شرقپوری صاحب ہے اب اگر آپ ان سے یہ توقع رکھیں گے کہ وہ موضوع پر گفتگو کریں گے تو یہ آپ کی سادگی ہے اس میں ان کا تو کوئی ہرج نہیں ہے (قہقہے) اسی طرح سے ہمارے محترم دستی صاحب ہیں اگر آپ یہ سمجھیں کہ دستی صاحب بات کریں گے اور اس میں بیڈ روم کی کیفیت پیدا نہیں ہو گی تو یہ بھی آپ کی نادانی ہے تو یہ ان کے لیے ایک طرح کی لازمی بات ہے کہ وہ جب بھی گفتگو کریں گے تو اس کا رخ اس ایوان سے نکل کر بیڈ روم کی طرف چلا جائے گا (قہقہے) تو اسی طرح ہمارے کچھ اور دوست ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان دوستوں کی گفتگو کو ہمیشہ ان کے مزاج کے مطابق ہی لینا چاہیے اور اس پہ زیادہ پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ جی عارف صاحب! اب آپ فرمایئے۔ میں عارف صاحب کے بعد آپ کو باری دوں گا۔ جی آپ پہلے کر لیجیے۔

وزیر خزانہ، میں اسی حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے فاضل دوستوں نے They have

made a point. They have scored a point. اور اسی ہاؤس کے ہمارے ایک بڑے ہی معزز وزیر ہیں اور دونوں طرف عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں The point has been scored. It has been brought on the record میرا خیال ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ repetition کو ایک قاعدے کے مطابق بند کر دیا جائے کیونکہ میرا خیال ہے کہ point on record آ گیا ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! کردار بڑے اہم ہوتے ہیں ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ آپ کے دربار کے بیربل ہیں یا وزیر اعلیٰ کے دربار کے بیربل ہیں۔

جناب سپیکر، دیکھیے میری بات سنیے۔ بیربل تو اس وقت کا ہندوستان کا سب سے عقل مند آدمی تھا آپ شاید ملاں دو پیازہ کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی' آپ فرمایئے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب! میں عرض کر رہا تھا۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، عارف صاحب بات کریں اس کے بعد آپ کو وقت دے دوں گا۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! مانیکا صاحب کی حق گوئی لائق تحسین ہے انھوں نے اندر کی بات کہہ دی۔

نکل جاتی ہے سچی بات منہ سے جس کے مستی میں
فقیہہ مصلحت بین سے وہ رندِ بادہ خوار اچھا

جناب سپیکر، دیکھیے! آپ کو کیا کہہ رہے ہیں؟ "رند بادہ خوار" اور آپ اس پہ چپ ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا قدر! دراصل صورت یہ ہے کہ محکمہ تعلیم میں ایک بے یقینی کی کیفیت ہے کہ محکمہ تعلیم کا قتل عام ہونے والا ہے۔ شاید سیکنڈری کس کے پاس جائے گا' ایلیمنٹری کس کے پاس جائے گا' ہائیر ایجوکیشن کس کے پاس ہو گی' ٹیکنیکل کس کے پاس جائے گا تو اس بے یقینی نے محکمہ تعلیم کی صلاحیتوں کو زنگ لگا دیا ہے اور اس زنگ کی یہ کیفیت ہے کہ آج ہمارے دوست مانیکا صاحب جیسا لائق' فائق' نفیس' شفیق آدمی کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ میں خود جوابات سے مطمئن نہیں۔ براہ کرم پہلے ان کی یہ confusion دور ہو جائے کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے اس کے بعد انشاء اللہ یقیناً ان کی کارکردگی لائق تحسین ہو گی تو اس میں میں ایک تجویز یہ بھی دینا چاہ

رہا ہوں کہ بعض سوال ایسے ہیں کہ جن کے جواب میں لکھا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا تو براہ کرم جن کا جواب موصول نہیں ہوا تو ان کو تو آپ پنڈنگ فرمالیں۔ جن کا جواب سال' ڈیڑھ سال پہلے کا ہے تاریخیں لکھی ہوئی ہیں وہ بھی ضرورت ہے کہ وہ جوابات بھی از سر نو موجودہ صورت حال کے مطابق آئیں۔ اس لیے آپ سے میری یہ تجویز ہے کہ میں ان سے اتفاق کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ براہ کرم اس کو آپ پنڈنگ فرمالیں۔

جناب سپیکر، آپ نے اس محکمے کے قتل کے بارے میں ایک بات کہی۔ میرا خیال ہے کہ محکمہ قتل نہیں ہو رہا کیونکہ مانیکا صاحب نے اس دن جو دردمندانہ تقریر کی تھی اس سے مجھے یوں لگا کہ یہ اس اصلی ماں کا کردار کرنے کے لیے تیار ہو چکے ہیں جس نے بچے کو قتل سے بچانے کے لیے نقلی ماں کے سپرد کر دینا بہتر سمجھا تھا۔

جناب امان اللہ خان بابر ، جناب سپیکر! مانیکا صاحب نے زندہ دلی اور خلوص نیت سے ان چیزوں کا اعتراف کیا ہے جن کی نشاندہی اپوزیشن نے کرنی ہوتی ہے ہم نے اپنے ضمنی سوالات میں جن بے ضابطگیوں اور جن خامیوں کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے انھوں نے خود تسلیم کی ہیں اور یہ بات بھی درست ہے کہ وہ چیمہ صاحب کی طرح کھیر چور بھی نہیں ہیں۔ چیمہ صاحب کے مزاروں کی کھیر جو اکثر ہوٹلوں میں بکتی ہے وہ اخبارات میں بھی شاید آنے والی ہے لہٰذا میں مانیکا صاحب کو support کرتا ہوں کہ ان کی بات مان لی جائے تاکہ وہ درست جواب دے سکیں۔

جناب سپیکر، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر اوقاف، صرف ایک شعر کیونکہ میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔

قدر پھلاں دی بلبل جانے صاف دماغاں والی
تے قدر پھلاں دی گرج کیہ جانے مردے کھاون والی

اس توں زیادہ میرے کول کوئی گل نئیں۔

جناب سپیکر، بہت اچھے' منشاء صاحب! آپ۔ عارف صاحب! آپ ذرا بیٹھیے۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، میں آپ سے ایک تو یہ معلوم کرنا چاہ رہا ہوں کہ کیا دربار میں ملاں دو پیازہ صاحب کو ہر وقت بولنے کی اجازت ہوتی تھی؟

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ کبھی، کبھی جب خوشبو پھیلانے کی ضرورت ہو۔ خوشگوار کیفیت پیدا کرنے کی ضرورت ہو۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب سپیکر! محترم وزیر تعلیم نہایت ہی قابل احترام شخصیت ہیں انہوں نے سوالوں کے بارے میں یہ فرمایا ہے میری یہ گزارش ہے کہ میں نے اسے دیکھا ہے بعض سوال ایسے ہیں جو 1995ء میں کیے گئے ہیں اور آج 1996ء میں اگر اس کے جواب آئے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنے عرصے کے بعد وہ جواب ہاؤس میں آجانے چاہییں تاکہ اس پہ سیر حاصل بحث ہو سکے۔

جناب سپیکر، میرا فیصلہ سنیے میرا خیال ہے کہ جو سوالات ایسے ہیں جن کے جوابات سے آپ کی تشفی نہیں ان کو آپ بتاتے جائیے ان کو ہم pend کرتے چلے جائیں گے جو جوابات 96ء میں ملے ہیں اور وہی صورت حال ہے اس کو ہم کم از کم take up کر لیتے ہیں۔ تو سب سے پہلے سوال ملک مختار احمد اعوان صاحب کا ہے On his behalf کوئی صاحب سوال کرے۔

(چودھری محمد اقبال نے ملک مختار احمد اعوان کے ایماء پر سوال نمبر 1350 دریافت کیا)

جناب سپیکر، سوال نمبر 1350 On his behalf. اگر آپ چاہتے ہیں تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں یہ 94ء کا آیا ہوا پرانا جواب ہے۔ جی، وزیر موصوف! آپ فرمایئے اس کو چھوڑ دیں یا آپ سمجھتے ہیں کہ اس کا یہی جواب ہے۔

صدر مملکت کے ڈائریکٹو پر عمل درآمد

*1350۔ملک مختار احمد اعوان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب کی سوڈھی جیوالی یونین کونسل گرلز ہائی سکول سے محروم ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صدر مملکت جب ۱۹۹۳ء میں وہاں تشریف لائے تھے تو انہوں نے سوڈھی جیوالی میں گرلز ہائی سکول بنانے کا ڈائریکٹو جاری کیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک اس ڈائریکٹو پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو صدر مملکت کے ڈائریکٹو پر عملدرآمد نہ ہونے کی

وجوہات کیا ہیں کیا حکومت اس پر عملدرآمد کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا) :

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) اس سکیم کو تعمیر پنجاب پروگرام 96-1995 میں سکیم نمبر 3981 پر شامل کیا گیا ہے جس کے لئے تین لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ سکیم کا پی سی-ون تیار کیا جا رہا ہے اور مجاز اتھارٹی سے سکیم کی منظوری کے بعد اس پر کام اسی مالی سال کے دوران شروع کر دیا جائے گا۔

(د) اس کا جواب جزو "ج" میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر : ضمنی سوال کرنا ہے تو کر لے۔ کوئی ضمنی سوال نہیں تو پھر آگے چلتے ہیں راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا سوال ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، سوال نمبر 1758

کالج کی عمارت کی ازسر نو تعمیر

*1758۔ راجہ محمد جاوید اخلاص ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرور شہید نشان حیدر گورنمنٹ ڈگری کالج گوجر خان کی عمارت انتہائی خطرناک حالت میں ہے جس کی وجہ سے کسی وقت بھی کوئی حادثہ پیش آ سکتا ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلہ میں عمارت کی ازسر نو تعمیر یا مرمت کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا) ،

(الف) یہ اس حد تک درست ہے کہ عمارت کی حالت مخدوش ہے۔ لیکن تمام عمارت کی حالت خطرناک حد تک ابتر نہیں ہے۔

(ب) اس عمارت کی خصوصی صورت حال کے پیش نظر مختلف اوقات میں انجینئرز اور دیگر افسران نے اس کا معائنہ کیا ہے اور اپنی اپنی رائے دی ہے۔شاید اس عمارت کی حالت Land Sliding کی وجہ سے ایسی ہوئی ہے۔ اس بارے میں محکمہ بلڈنگز کو مناسب ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ان کا تخمینہ اور نظریہ آنے پر محکمہ تعلیم کوئی رائے قائم کر سکے گا اور تب اس کی مرمت یا تعمیر نو کے لیے ضروری اقدامات کیئے جا سکیں گے۔

جناب سپیکر ، کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے۔ جیسا کہ سوال سے واضح ہے کہ یہ پاکستان کے پہلے نشان حیدر کیپٹن سرور شہید کے علاقے کا واحد کالج ہے اور وزیر تعلیم صاحب نے بھی اپنے جواب میں اس بات کو مانا ہے کہ حالت مخدوش ہے۔ میں ان سے پوری ذمہ داری سے یہ بات کہوں گا کہ پوری کی پوری عمارت کسی بھی وقت ، کسی بھی لمحے زمین بوس ہو سکتی ہے اور بہت بڑا حادثہ رونما ہو سکتا ہے۔میں یہ تجویز دوں گا کہ برائے مہربانی یہ اپنے کوئی دو نمائندے نامزد کریں' چونکہ یہ میرے حلقے کا معاملہ ہے میں ان کے ساتھ جا کر ان کو موقعہ پر دکھانے کے لیے تیار ہوں کہ اس عمارت کی حالت طلباء کے بیٹھنے کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔

جناب سپیکر ، مانیکا صاحب! آپ نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ محکمہ بلڈنگز کو مناسب ہدایات جاری کر دی گئیں ہیں۔ ان کا تخمینہ اور نظریہ آنے پر محکمہ تعلیم کوئی رائے قائم کر سکے گا۔جیسا کہ آپ خود جانتے ہیں کہ محکمہ پر چھوڑ دیا جائے تو بات پھر لمبی ہو جاتی ہے۔ازراہ کرم خصوصی ٹیم مقرر کر دیں یا کسی کو depute کر دیں یا راولپنڈی ڈویژن کے کسی آفیسر کو اس کام پر لگا دیں کہ وہ visit کر کے آپ کو ایک ہفتے کے اندر اس کے بارے میں اطلاع دیں کہ اس کی کیا حالت ہے اور اس کے لیے کیا کیا جا سکتا ہے۔

وزیر تعلیم، مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ ایجوکیشن بلڈنگ کے ایکسیئن اور محکمہ تعمیرات کے ایکسیئن دونوں راجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے۔

اصل صورتحال یہ ہے کہ میں نے جس سپرٹ میں یہاں آپ سے گزارش کی تھی وہ تنقید اور تضحیک کی نذر ہو گئی۔ اس لیے کہ اب صورتحال یہ ہے کہ یہ کالج ایک مٹی کے تودے پر بنا دیا گیا تھا۔ جب بارشیں ہوتی ہیں تو اس عمارت میں کریکس آ گئے اور مٹی اس میں سے نکلنے شروع ہو گئی۔ اس

صورتحال میں بعض انجینئرز کا نظریہ یہ تھا کہ یہ جگہ ہی عمارت کے لیے موزوں نہیں تھی، بعض نے کہا کہ یہاں پر بنائی جا سکتی ہے۔ اب محکمہ بلڈنگ کو کہا گیا ہے کہ وہ اس کا soil test کریں کہ آیا وہ مٹی اس عمارت کا بوجھ برداشت کرنے کے قابل ہے یا نہیں ہے۔ جواب آپ نے بھی دیکھا ہے اس سے بات واضح نہیں ہو رہی تھی تو میں نے ان سوالوں کے بارے میں جو عرض کی تھی وہ سپرٹ میں کی تھی۔

جناب سپیکر، مانیکا صاحب آپ کی سپرٹ کی تو سب نے قدر کی ہے۔

وزیر تعلیم، اب آپ کے حکم کے تحت ایکسیئن ایجوکیشن بلڈنگ اور ایکسیئن بلڈنگ راولپنڈی دونوں انجینئر صاحبان اسمبلی کے اجلاس کے بعد راجہ صاحب سے رابطہ کر لیں گے۔ جب یہ وہاں تشریف لے جائیں گے۔ ان کی موجودگی میں جا کر وہ دیکھ لیں گے اور ہمیں بہت جلد رپورٹ دیں گے۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب آپ کا ایک اور سوال ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 1855 ہے۔

حافظ محمد اسد اللہ کی ملازمت کو پنشن میں شمار کرنے کے اقدامات

*1855۔ راجہ محمد جاوید اخلاص : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حافظ محمد اسد اللہ ایس وی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول پیر غنی ضلع پاکپتن کی سلیکشن بطور ایس وی ٹیچر محکمہ تعلیم میں ہوئی اور اس نے مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو محکمہ تعلیم میں اپنی حاضری رپورٹ کی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اہل کار اپنی تقرری سے قبل محکمہ زراعت پاکپتن میں بطور محرر صغیر کام کرتا تھا اور اس نے اپنے محکمہ کی اجازت سے محکمہ تعلیم میں انٹرویو دیا تھا اور محکمہ تعلیم میں اس کی سلیکشن کے بعد محکمہ زراعت نے اسے ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو فارغ کر دیا تھا اور اہل کار کی سروس بک اور ایل پی سی محکمہ تعلیم کو بھجوا دیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اہل کار نے بذریعہ درخواست اپنے ضلعی افسر (ڈی ای او) پاکپتن کو استدعا کی تھی کہ قواعد کے مطابق اس کی محکمہ زراعت کی سابقہ ملازمت کو پنشن کے لئے اس کی موجودہ سروس میں شامل کیا جائے جس کا ڈائری نمبر ۲۵۲ مورخہ ۲۳ فروری

۱۹۹۴ء ہے نیز (ڈی ای او) ضلعی آفیسر پاکپتن نے ڈیڑھ سال قبل یہ کیس ڈائریکٹر محکمہ تعلیم ملتان کو بھجوا دیا تھا۔ لیکن یہ کیس ابھی تک ڈسپوز آف نہیں ہوا اور ہنوز اسی طرح ڈائریکٹر محکمہ تعلیم کے دفتر میں پڑا ہوا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ اہل کار کی محکمہ زراعت کی ملازمت کو پنشن کی غرض سے اس کی موجودہ ملازمت میں شامل کرنے کے لئے محکمہ تعلیم کو مزید کتنا وقت درکار ہے نیز یہ کیس ابھی تک ڈسپوز آف کیوں نہیں ہوا اور اس کو کب تک ڈسپوز آف کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے متذکرہ استاد کی درخواست برائے شمولیت پنشن ناظم تعلیمات ملتان کو موصول ہوئی۔ ناظم تعلیمات ملتان نے درخواست جناب ناظم تعلیمات عامہ (سیکنڈری) پنجاب لاہور کو مراسلہ نمبری 967 مورخہ 19-2-95 کے تحت بھجوائی جا چکی ہے۔

(د) اہل کار کا کیس محکمہ زراعت کی ملازمت کو پنشن کی غرض سے شامل کرنے کے لئے محکمہ خزانہ کو بحوالہ نمبر S.O(SH)5-28/95 مورخہ 20-11-95 کو بھیج دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، جی کوئی ضمنی سوال ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، ایک ہی ضمنی سوال ہے کہ وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کرا دیں کہ یہ 20-11-95 کو ضروری کارروائی کے لیے محکمہ کو بھجوایا گیا ہے لیکن ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ وزیر موصوف اتنا بتا دیں کہ اور کتنا وقت درکار ہے کہ اس آدمی کا یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ مزید کتنا وقت لگے گا۔

وزیر تعلیم، محکمہ خزانہ کے پاس کیس گیا ہوا ہے۔ ہم ان سے مزید معلومات حاصل کر کے ان سے گزارش کریں گے کہ بہت عرصہ ہو گیا ہے اور انھیں remind کرواتے ہیں۔ اس میں جناب سپیکر! دلچسپ بات یہ ہے کہ حافظ اسد اللہ صاحب جس ہائی سکول میں ہیں وہ ہمارے گاؤں کا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ وہ میرے نوٹس میں یہ بات آج تک نہیں لائے۔ اب راجہ صاحب کے نوٹس میں آ گئی وہ

راولپنڈی میں رہتے ہیں ہم پاکپتن میں رہتے ہیں۔انھیں دقت ہے انشاء اللہ ہم جلد از جلد یہ مسئلہ حل کروائیں گے۔

جناب سپیکر، آپ خصوصی توجہ دیں۔ آگے چلتے ہیں نوابزادہ سید شمس حیدر - on his behalf کوئی سوال پیش کرنا پسند کرے گا۔

(سید محمد عارف حسین بخاری نے نوابزادہ سید شمس حیدر کے ایماء پر سوال نمبر 2040 دریافت کیا)

سائنس ٹیچرز کی تعیناتی

*2040۔ نواب زادہ سید شمس حیدر ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول ہرن پور تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں اس وقت کوئی سائنس ٹیچر نہ ہے ۔جس سے سکول کے طلباء سائنس کی تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہیں۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ سکول میں سائنس ٹیچر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا) ،

(الف) درست نہ ہے۔ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول ہرن پور تحصیل پنڈ دادنخاں میں محمد سلیم بی ایس سی، بی ایڈ بطور سائنس ٹیچر کام کر رہا ہے۔

(ب) جزو "الف" کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ جواب clear ہے ۔ آگے چلتے ہیں۔جناب ارشد عمران سلہری۔

جناب ارشد عمران سلہری ، سوال نمبر 2116

وزیر تعلیم، میں گزارش کروں گا کہ اس سوال کو pend کر دیا جائے کیونکہ سوال اہم بھی ہے اور طویل بھی ہے ۔

جناب سپیکر،سوال نمبر 2116 pend کیا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم، اور 2117 کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، اسے بھی pend کر لیتے ہیں۔ پھر نوابزادہ سید شمس حیدر کا سوال 2153 ہے۔

(سید محمد عارف حسین بخاری نے نوابزادہ سید شمس حیدر کے ایماء پر سوال نمبر 2153 دریافت کیا)

گرلز ہائی سکول بجوالا کی تعمیر

*2153۔نواب زادہ سید شمس حیدر ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بجوالا کلاں تحصیل و ضلع جہلم کی چار دیواری نہیں ہے۔جس سے سکول کی طالبات کھلے میدان میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس سکول کی چار دیواری تعمیر کر دے گی۔

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) سکول کی چار دیواری کی تعمیر کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام 97-1996 میں فنڈ مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

سید محمد عارف حسین بخاری، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وہ شامل کر لی گئی ہے ۔ کیونکہ اب تو سکیم بن چکی ہے۔ تازہ ترین پوزیشن کیا ہے۔

وزیر تعلیم، سالانہ ترقیاتی پروگرام میں بعض رقوم ہوتی ہیں جنھیں ہم block allocation کہتے ہیں۔ وہ اس لیے ہوتی ہیں کہ جو سکیم ADP میں اپنے ناموں سے شامل ہوگئیں وہ تو ہوگئیں لیکن سال کے دوران ایسی سکیمیں جن کی نشاندہی معزز اراکین یا پبلک کی طرف سے ہوں ، جو محکمہ سمجھے کہ ضروری ہیں تو ان کا انتظام ہم block allocation سے کرتے ہیں۔اس رقم کا انتظام block allocation سے ہو گا اور انشاء اللہ چار دیواری اسی مالی سال میں تعمیر کرانے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر ، آگے چلتے ہیں۔ راجہ سلطان عظمت حیات

راجہ سلطان عظمت حیات ، سوال نمبر 2224

عملے کو تنخواہ کی ادائیگی

*2224۔راجہ سلطان عظمت حیات ، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ سب ڈویژن چوا سیدن شاہ کے تمام گرلز پرائمری سکول کے تمام اساتذہ اور درجہ چہارم کے ملازمین کو عرصہ چار ماہ کی تنخواہ ابھی تک نہیں ملی ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

تحصیل چوا سیدن شاہ کے تمام گرلز پرائمری سکولوں کی معلمات اور ملازمین کی تنخواہ ماہ نومبر تا مارچ ڈی ڈی او نہ ہونے کی وجہ سے رکی رہی ہے۔ تاہم ڈی ڈی او کی تقرری کے بعد اس عرصہ کی تنخواہ ادا کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، جی کوئی ضمنی سوال ہے۔

راجہ سلطان عظمت حیات، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ معلمات کی تنخواہ چار مہینے صرف ایک ڈی ڈی ای او نہ ہونے کی وجہ سے تقریباً سو کے قریب استانیوں اور درجہ چہارم کے ملازمین کی تنخواہ رکی رہی ۔ اس کا کون ذمہ دار ہے۔ ان کے گھر کے اخراجات تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے متاثر ہوئے۔یہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ڈی ڈی ای او نہیں ہے تو انھیں تنخواہ نہ ملے۔

وزیر تعلیم، میں اتفاق کرتا ہوں کہ ان چار مہینوں کی تنخواہ ان چھوٹے ملازمین کے لیے انتہائی دقت کا باعث بنی ہو گی۔اس کی ذمہ داری کا تعین بھی کیا جائے گا اور جو اقدامات محاسبے کے کیے جائیں گے اس سے انشاء اللہ اس ہاؤس کو آگاہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ راجہ صاحب اچھا جواب ہے ' آپ مطمئن ہو جائیے۔

راجہ سلطان عظمت حیات، چوا سیدن شاہ کے بارے میں بہت سارے مسائل ہیں۔ اس علاقے کے ڈی ڈی ای او جس کے بارے میں ذکر کر رہے ہیں پندرہ بیس سال رہنے کے بعد جن چار مہینوں میں ڈی ڈی ای او کی پوسٹنگ نہیں ہوئی۔ وہ صرف اس نے رکوائی رکھی تھی کہ کوئی میری مرضی کے مطابق آئے گی' یہ تنخواہ اسی وجہ سے رکی رہی۔میں جناب یہ بھی کہتا ہوں کہ اس حلقہ میں کئی استانیوں کی تنخواہیں ان کو کئی سالوں سے نہیں ملیں۔

جناب سپیکر، آپ ایسا کریں۔ کیونکہ اتفاق سے مانیکا صاحب نے ساری بات سنی ہے اور ہاؤس میں بات ہوئی ہے۔ آپ تھوڑا سا وقت نکال کر ان کے دفتر میں کسی وقت انھیں مل لیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس مہربانی سے انھوں نے اس مسئلے کے حل کے لیے وعدہ کیا ہے باقی معاملات بھی آپ ان کے گوش گزار کریں گے تو وہ بھی موقع پر متعلقہ لوگوں کو احکامات جاری کر دیں گے۔جی آگے چلتے ہیں راجہ ریاض احمد صاحب کا سوال ہے۔ 2229 on his behalf ۔

(جناب آفتاب احمد خان نے راجہ ریاض احمد کے ایماء پر سوال نمبر 2229 دریافت کیا)

سکولوں میں عملہ کی تعیناتی

*2229۔راجہ ریاض احمد ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی ۵۵ فیصل آباد میں محکمہ تعلیم نے سوشل ایکشن پروگرام کے تحت 12نئے پرائمری سکول بنوائے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں کے لئے ابھی تک سٹاف مہیا نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ تعلیم کب تک ان سکولوں میں سٹاف مہیا کر دے گا؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ 94-1993ء میں بارہ نئے پرائمری سکول بنوائے گئے تھے۔حقیقت یہ ہے کہ 94-1993ء میں پی پی 55 فیصل آباد میں چھ سکول بنوانے مطلوب تھے جن میں سے پانچ مقامات پر عمارت کی تعمیر شروع ہو سکی۔

(ب) یہ درست ہے کہ ابھی تک ان سکولوں کے لئے سٹاف مہیا نہیں کیا گیا کیونکہ تاحال صرف ایک سکول کی عمارت کا تکمیلی سرٹیفکیٹ موصول ہو سکا ہے جس کے لئے سٹاف کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

(ج) جونہی باقی چار سکولوں کی عمارت کے تکمیلی سرٹیفکیٹ موصول ہوں گے ان کے لئے بھی سٹاف کا بندوبست کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟ جی منشا صاحب۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب کسی سکول کی کہیں عمارت مکمل ہوتی ہے' یا کوئی سکول اپ گریڈ ہوتا ہے اس کی عمارت مکمل ہوتی ہے تو عموماً کتنا عرصہ محکمہ لیتا ہے کہ وہاں پہ سٹاف جائے اور وہاں تعلیمی سلسلہ شروع کیا جا سکے۔

وزیر تعلیم، اس ضمن میں گزارش یہ ہے کہ نئے سکول کا اجراء نئے تعلیمی سال سے ہو۔ عمارت کی تکمیل بعض اوقات سال کے دوران ہو جاتی ہے' یا کسی اور وقت میں ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں نئے سٹاف کی بھرتی کے لیے محکمہ خزانہ سے منظوری لینی ہوتی ہے۔ جونہی محکمہ خزانہ سے منظوری ہوتی ہے اس کے بعد پھر بھرتی کا ایک پروگرام ہوتا ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ گزشتہ برس بھرتی بند رہی۔ اب بھی واضح طور پر بھرتی نہیں کھلی۔ اور کھلنے کے امکانات ابھی ہیں۔ جیسے ہی بھرتی کھلے گی ہم ان تمام مدارس کے لیے بھرتی کریں گے جہاں ہمیں سٹاف چاہیے-----

جناب سپیکر، مائیکا صاحب! ان کے سوال کا زیادہ تعلق اس بات سے رکھتا ہے کہ تکمیل سرٹیفکیٹ کے ملنے کے کتنی دیر بعد تک آپ سٹاف کو بھرتی کرتے ہیں۔ کتنی دیر لگ جاتی ہے؟

وزیر تعلیم، گزارش یہ ہے کہ ہم پنجاب میں محکمہ خزانہ سے سٹاف کی بھرتی کی منظوری کے لیے ایس این ای بناتے ہیں وہ الگ الگ سکولوں کا یقیناً بنتا ہے۔ لیکن اس کی تعداد کا جو تعین ہے' جب پورے پنجاب سے ہمیں مکمل لسٹ ملتی ہے' ہم کوشش کرتے ہیں کہ مارچ میں جب سکول اپنے سالانہ امتحان منعقد کرتے ہیں اس کے بعد کھلیں تو جتنے نئے سکول ہوں اس وقت تک' وہ ہم کھولنے کے قابل ہو سکیں اور سٹاف ان کو میسر کر سکیں۔ تو اگر ایک عمارت ستمبر میں مکمل ہوتی ہے تو وہاں پر نئے سکول کا اجراء نئے تعلیمی سال سے ہی ہوگا۔ اس میں پانچ چھ مہینے مل جاتے ہیں' کئی جگہ دسمبر میں مکمل ہوتی ہے۔ اس کی بھی یہی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ مارچ اپریل کے بعد شروع ہو جائے۔ تو کوئی خاص اس میں مدت کا تعین نہیں ہے۔

جناب سپیکر، رانا آفتاب احمد خان۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بتانا پسند فرمائیں گے کہ پچھلے تین سال میں جتنے بھی پرائمری سکول بنے ہیں ان میں سے کوئی بھی سکول operationalize ہوا ہے یا نہیں؟ پچھلے تین سال میں ۱۹۹۳ء سے لے کر ۱۹۹۶ء تک SAP کے تحت یا کسی دوسرے فنڈ کے تحت اس سے پہلے جتنی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں ان کا پی سی۔۴ ہو چکا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی سکول اب تک

operationalize ہوا ہے یا نہیں؟

وزیر تعلیم: اس کے لیے میں گزارش کروں گا کہ رانا صاحب نیا سوال دیں۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے۔ یہ ایک general سوال ہے۔

وزیر تعلیم: یہ ایک طویل سوال ہے جی۔

جناب سپیکر: میں agree کرتا ہوں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ محکمے کی بے حسی اور ان کی نااہلی کا واضح ثبوت ہے کہ تین سال میں کروڑوں اربوں روپے سکولوں پہ لگ گئے۔ لوگوں کے بچے باہر پھر رہے ہیں۔ اور سکول نہیں بنا۔ اور کہہ رہے ہیں کہ نیا سوال دیں! کل تعلیم پر بھی بحث ہو گئی ہے۔ یہ آمدن، نشستن، گفتن، برخاستن ہوتی رہے گی۔ مگر یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ بڑا simple ہے کہ کوئی سکول چلا ہے یا نہیں، اس میں fesh question کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: منشاء اللہ بٹ صاحب۔ اس کے بعد جنجوعہ صاحب اور اس کے بعد ستی صاحب۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ: میں نے جو سوال آپ کے توسط سے محترم وزیر تعلیم سے کیا تھا، میں اس کے جواب سے مطمئن نہیں ہوا۔ بات یہ ہے کہ سیالکوٹ میں موضع گوٹھ پور اور مراد پور میں دو کالجوں کی عمارات، ایک کی مکمل ہو چکی ہے، ایک مکمل ہو رہی ہے جو بچیوں کی ہے اور ایک بچوں کی ہے۔ تین سال میں وہاں پہ نہ سٹاف آیا ہے اور نہ وہ functional ہوئے ہیں۔ جب عمارت بن چکی ہے، میں نے ان سے گزارش یہ کی تھی کہ functional ہونے میں کتنی دیر لگتی ہے۔ ایک سال، دو سال۔

جناب سپیکر: دیکھیے، انھوں نے بتایا ہے کہ بعض اوقات بھرتی بند ہونے کی وجہ سے appointments نہیں ہوتیں۔ بعض محکمہ خزانہ کو لکھتے ہیں۔ وہ اس کی sanction میں کچھ دیر لگا دیتے ہیں۔ تمام چیز ان کے اپنے ہاتھ میں نہیں ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ادھر completion certificate ملا اور ادھر محکمہ تعلیم نے بندوں کو بھرتی کر کے بھیج دیا۔ اس میں محکمہ خزانہ بھی آتا ہے اور اس میں یہ پالیسی بھی آتی ہے کہ بھرتی بند ہے یا جاری ہے۔ بہرحال، آپ نے جس بات کا تذکرہ کیا ہے اس سے وہ واقف ہیں اور وہ خود کوشش کر رہے ہیں کہ یہ معاملات جن میں red tapism ہے، یہ کم ہوں اور بات آگے بڑھے۔ جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! یہ سوال جو کیا گیا ہے' گو ایک حلقہ انتخاب سے متعلق ہے لیکن پورے صوبہ پنجاب میں محکمہ تعلیم کی منصوبہ بندی کا دیوالیہ پن ملاحظہ ہو کہ گزشتہ چار پانچ سالوں میں سوشل ایکشن پروگرام کے تحت جو سینکڑوں سکول پرائمری اور مڈل تعمیر کیے گئے اور ان کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں وہاں پہ نہ تو سٹاف موجود ہے' نہ کلاسوں کا اجراء کیا گیا ہے۔ صورت حال اب عمارات کی یہ ہے کہ یہ غیر ملکی امداد سے تعمیر ہونے والی عمارات جو اربوں روپے کے فنڈ سے تعمیر ہوئی ہیں وہ misuse ہو رہی ہیں۔ لوگوں نے وہاں پر مویشی باندھنے شروع کر دیے ہیں اور محکمے کی عدم توجہی کی وجہ سے وہ شکست و ریخت کے عمل سے دوچار ہیں۔ جناب والا! میں سوال کر رہا ہوں کہ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ محکمہ تعلیم کو اگر ان سینکڑوں عمارات میں سکولوں کے اجراء سے کوئی دل چسپی نہیں تو وہ خدارا' ان عمارات کو کم از کم نیلام ہی کر دیں' کیونکہ جو صورت حال ان عمارات کی کی جا رہی ہے' دو چار سال بعد یہ از خود منہدم ہو جائیں گی اور محکمہ تعلیم کی بےحسی کا ماتم کرتی ہوئی نظر آئیں گی۔

جناب سپیکر، سوال تو متعین نہیں ہوا' نہ ہی یہ ضمنی سوال بنا ہے۔ بہرحال' آپ کی یہ ایک observation ہے اور قیمتی observation ہے۔ ہم نے اس کا احترام کرتے ہوئے اسے سن لیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ستی صاحب! آپ کے پاس کوئی سوال ہے؟

جناب شاہد ریاض ستی، جناب! میں آپ کی طرف سے ایک رولنگ چاہوں گا۔ صوبہ پنجاب میں بے شمار ایسے سکول ہیں جن کی عمارات بنی ہوئی ہیں اور آج تک ان سکولوں کا اجراء نہیں ہوا۔ کچھ سینٹ کی گرانٹ سے بنی ہوئی ہیں' کچھ ایم این اے گرانٹ سے بنی ہوئی ہیں' کچھ ایم پی اے گرانٹ سے بنی ہوئی ہیں اور بے شمار سوشل ایکشن پروگرام کے تحت عمارات بنی ہوئی ہیں جن کو کئی سال گزر چکے ہیں۔ چونکہ میں نے اپنے حلقے کے تقریباً جتنے سکول تھے بارہا محکمے کو کہا لیکن آج تک ان سکولوں کا اجراء نہیں ہوا۔ تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ kindly آپ سپیکر اور اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہونے کے ناتے ایک رولنگ دیں کہ انھیں کتنے عرصے میں سکولوں کا اجراء کرنا چاہیے۔ پلیز' عرصے کا تعین کریں۔

جناب سپیکر، جی' I call the House to order. ہم سب ایک گردان کرتے ہیں کہ تعلیم بہت ضروری ہے۔ ہم سب اس بات کا کہہ کرتے ہیں کہ ہمارے ملک میں تعلیم کے لیے جتنی رقم مختص ہونی

چاہیے وہ نہیں ہو پاتی۔ ہمیں اور بہت کام ہیں' ڈیفنس ہے' قرضے ادا کرنے ہیں اور شرم ناک حد تک ہم دنیا کے مقابلے میں تعلیم میں پیچھے ہیں۔ ہم سب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں literacy کو وہ فروغ نہیں حاصل ہو رہا۔ اب جب یہ حالات ہوں اور اتنے محدود وسائل کے اندر سے کچھ وسائل نکال کے سکولوں کی عمارتیں بنا لی جائیں اور پھر ان کو آباد نہ کیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں' یہ مجرمانہ غفلت ہے۔ اس سلسلے میں۔۔۔ میں حزب اختلاف سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس ناچیز آدمی کی بات بھی تھوڑی دیر کے لیے سن لی جائے۔ شاید اتنی بےمعنی اور فضول نہیں ہے۔اور خاص طور پر میں کھوسہ صاحب سے درخواست کرتا ہوں جنھیں ہمیشہ یہ گلہ رہتا ہے کہ جب بات ہوتی ہے تو لوگ توجہ سے نہیں سنتے۔ تو میں یہ بات کر رہا ہوں کہ اتنے محدود ملکی وسائل میں سے کچھ رقم نکال کر اگر ایک سکول بنا لیا جاتا ہے اور اس کو آباد نہیں کیا جاتا تو یہ مجرمانہ غفلت ہے۔ چنانچہ میں رولنگ دے رہا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

"تمام صوبے میں ایسے تمام سکولوں کا جائزہ لیا جائے اور اس کی ایک فہرست بنائی جائے جن میں عمارتیں بن چکی ہیں اور جن میں سٹاف ابھی تک بھرتی نہیں ہوا۔ اور یہ فہرست اگلے اجلاس اس ایوان میں پیش کی جائے۔"(نعرہ ہائے تحسین)

آگے چلتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں شاندار رولنگ دینے پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی' اگلا سوال بھی راجہ ریاض احمد صاحب کا ہے۔

(جناب آفتاب احمد خان نے راجہ ریاض احمد کے ایماء پر سوال نمبر 2230 دریافت کیا)

لیکچراروں کی بھرتی

*2230۔راجہ ریاض احمد ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) فیصل آباد ڈویژن میں جو لیکچرار بھرتی کیے گئے کیا وہ میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کیے گئے تھے؛

(ب) جس کمیٹی نے لیکچرار بھرتی کیے تھے اس میں کون کون افراد شامل تھے اور وہ کمیٹی کس کے

حکم سے تشکیل دی گئی تھی؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

(الف) جی ہاں

(ب) اس کمیٹی میں حسب ذیل افراد شامل تھے۔

1۔ ڈویژنل ڈائریکٹر تعلیم (کالجز)	چیئرمین
2۔ کالج کا پرنسپل	ممبر
3۔ ڈویژنل کمشنر فیصل آباد کا نمائندہ (ایڈیشنل کمشنر کوارڈینیشن)	ممبر
4۔ متعلقہ مضمون کے دو ماہرین مضمون جن کو ڈویژنل ڈائریکٹر تعلیم نے نامزد کیا۔	ممبر

یہ کمیٹی جناب سیکرٹری تعلیم نے مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد تشکیل دی تھی۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! میں استدعا کرتا ہوں کہ وقت بچانے کے لیے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، جی ٹھیک ہے۔ اس پر کوئی ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ فیصل آباد ڈویژن سے متعلقہ سوال ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ "یہاں بھرتی میرٹ پر کی گئی ہے"۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کیا میں ان کے علم میں یہ لایا تھا کہ یہاں پر بھرتی میں ڈائریکٹر ایجوکیشن اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے پیسے لے کر تھرڈ آؤٹ فرسٹ ڈویژنر گولڈ میڈلسٹ لڑکوں کو نظر انداز کر کے دوسروں کو رکھا ہے۔ کیا یہ اس کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، جی وزیر موصوف آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر، جی آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! میرا مشورہ ہو گا کہ وزیر تعلیم اس سوال کو آئندہ کے لیے ملتوی

کروالیں کیونکہ اس میں ضمنی سوالات ایسے ہوں گے کہ ان کو embarrasment ہو گی۔ ان کی تیاری نہیں ہو گی۔ میرا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ اس کو ملتوی کروالیں۔

جناب سپیکر، اس کو ملتوی کرلیں؟

وزیر تعلیم، جی کرلیں۔

جناب سپیکر، سوال نمبر ۲۲۳۰ کو ملتوی کرتے ہیں۔ اور اگلا سوال شاہد ریاض ستی صاحب کا ہے۔

جناب شاہد ریاض ستی، سوال نمبر 2235

سائنس ٹیچر کی تعیناتی

*2235۔جناب شاہد ریاض ستی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا بوائز ہائی سکول تھون ضلع راولپنڈی میں کوئی سائنس ٹیچر تعینات ہے اگر ہے تو اس ٹیچر کی تعیناتی کو کتنا عرصہ گزر چکا ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب نہ میں ہے تو حکومت بوائز ہائی سکول تھون میں سائنس ٹیچر کب تک تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) بوائز ہائی سکول تھون میں سائنس ٹیچر نہ ہے۔

(ب) ایس ایس ٹی ٹیچر کی تقرری پبلک سروس کمیشن کی وساطت سے ہوتی ہے۔پبلک سروس کمیشن کو ایس ایس ٹی اساتذہ کی تقرری کے لیے کہہ دیا گیا تھا۔جونہی پبلک سروس کمیشن کی طرف سے ایس ایس ٹی اساتذہ کی تقرری کی سفارشات موصول ہوئیں اسکول میں سائنس ٹیچر کی تقرری کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

سید تابش الوری، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب نے پبلک سروس کمیشن سے ایس ایس ٹی کی سلیکشن کا اختیار واپس لے لیا ہے؟

وزیر تعلیم، فی الحال ایس ایس ٹی کی بھرتی کا اختیار پبلک سروس کمیشن کو ہی حاصل ہے۔

جناب شاہد ریاض ستی، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی ستی صاحب۔

جناب شاہد ریاض ستی ، جناب سپیکر! میں تین سال سے مسلسل سائنس ٹیچر کے سلسلے میں تگ و دو کر رہا ہوں۔ میں نے بارہا اسمبلی میں بھی یہ question put کیا اور اس کے بعد تحریک بھی لایا۔ تو چونکہ ایجوکیشن پر بحث تھی اس لیے میری تحریک کو entertain نہیں کیا گیا۔ میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنے عرصے میں وہاں پر سائنس ٹیچر بھیجا جائے گا کیونکہ اسمبلی میں آئے ہوئے تین سال تو مجھے ہو گئے ہیں اور تین سال سے میں یہ کوشش کر رہا ہوں۔ یہ دور افتادہ اور پہاڑی علاقہ ہے۔ وہاں پر کوئی ایسے ذرائع بھی نہیں ہیں کہ وہ وہاں سے کسی دوسری جگہ پر جا کر پڑھیں۔ وہاں کے رہنے والے غریب لوگ ہیں۔ تو تین سال سے میں محکمہ تعلیم کی توجہ اس طرف مبذول کروا رہا ہوں۔

جناب سپیکر، چلیے' آج ہم ہاؤس میں جناب وزیر تعلیم سے خصوصی طور پر تاکیداً کہتے ہیں کہ از راہ کرم بوائز ہائی سکول تھون میں سائنس ٹیچر بھیجا جائے۔

وزیر تعلیم، میں اس ضمن میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ دور افتادہ علاقہ ہے۔ اگر ستی صاحب کے علم میں کوئی ایسے سائنس ٹیچر ہوں جو کہیں اور لگے ہوئے ہوں اور وہ وہاں پر آ کر پڑھانا چاہتے ہوں تو از راہ کرم ان کا نام مجھے دے دیں۔ ہم ان کو وہاں تبدیل کر دیں گے۔ ایک تو یہ صورت ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' کیا یہ ملازم کی مرضی پر ہوتا ہے کہ وہ کہاں کام کرنا چاہتا ہے۔ محکمہ تعلیم کہیں بھی پوسٹنگ کر سکتا ہے۔

وزیر تعلیم، نہیں' اس میں میری گزارش یہ ہو گی کہ اگر کہیں پر سائنس ٹیچر اس وقت پڑھا رہا ہے اس کو وہاں سے تبدیل کر دیا جائے گا تو کمی کے پیش نظر وہاں پھر کمی واقع ہو جائے گی۔ ہمارے پاس ابھی تک نئی بھرتی تو پبلک سروس کمیشن سے آئی نہیں ہے۔ ہم نے پبلک سروس کمیشن کو بارہا لکھا ہے کہ ہمارے ہائی سکولوں میں ایس ایس ٹی کی آسامیاں عرصہ دراز سے خالی چلی آ رہی ہیں۔ آپ ان کی بھرتی کر کے براہ کرم ہمیں بھیجیں۔ اب ہمارا ان پر اختیار اس قدر ہی ہے کہ ہم ان کو لکھ کر بھجوا دیں' reminder بھجوا دیں۔ وہ ہم انھیں وقتاً فوقتاً بھجواتے رہتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں اس کا بھی احساس ہے کہ ہمارے بیشتر ہائی سکولوں میں سینکڑوں آسامیاں خالی پڑی ہیں۔

جناب سپیکر، اس دفعہ جب آپ انھیں لکھیں تو لکھیں کہ پنجاب اسمبلی میں سوال آیا ہے اور ہاؤس کی طرف سے سپیکر نے ہاؤس کی ترجمانی کرتے ہوئے خاص طور پر تاکید کی ہے۔ آپ مہربانی کریں اور سائنس ٹیچرز کی بھرتی جو ہے وہ جلدی کریں۔

وزیر تعلیم، یہ انشاء اللہ ہم انھیں کل ہی بھجوا دیں گے۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔

سید تابش الوری، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! کیا وزیر تعلیم یہ فرمائیں گے کہ پنجاب میں اس وقت ایس ایس ٹی کی کتنی پوسٹیں خالی ہیں اور پبلک سروس کمیشن کو یہ کب سلیکشن کے لیے بھیجی گئی ہیں؟

وزیر تعلیم، یہ ایک نیا سوال ہے۔ آپ نیا سوال کیجیے۔ میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر، جی ہاں' یہ نیا سوال آئے گا۔

سید تابش الوری، انھوں نے فرمایا ہے کہ سینکڑوں خالی ہیں۔

جناب سپیکر، بہرحال یہ ایک پورا الگ سوال ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں

جناب سپیکر، جی عارف صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر! کیا یہ ممکن ہے کہ وہاں ایڈہاک پر کسی سائنس ٹیچر کو یہ ایس ایس ٹی مقرر کر دیں اور بعد میں وہ پبلک سروس کمیشن میں appear ہو جائے؟

جناب سپیکر، بہرحال یہ ایک اچھی تجویز ہے۔ آپ اگر adhoc appointment بھی کرتے ہیں تو adhoc appointment کر دیں۔

وزیر تعلیم، یہ تجویز ہمارے زیر غور ہے لیکن ہم نے جو آخری خط پبلک سروس کمیشن کو لکھا ہے یا اب جو آپ کے حکم کے تحت ہم انھیں کل لکھیں گے ہم اس میں انھیں یہ گزارش کریں گے کہ ہمیں وہ ایک ٹائم پیریڈ indicate کر دیں کہ کب تک ان کے لیے ممکن ہو گا اور اگر وہ وقت زیادہ ہوا تو پھر یقیناً اس سکیم پر غور کیا جائے گا اور اس کو عملی شکل بھی دے دی جائے گی۔

جناب سپیکر ، نہیں' آپ غور ہی نہ کریں۔ اب تین سال بیچاروں کو پہلے ہی ہو گئے ہیں۔ اگر ان کو کوئی دیر ہے تو آپ adhoc appointment کا بندوبست کروا دیں۔

وزیر تعلیم، جی بہتر۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر! میرے ذاتی طور پر علم میں ہے کہ اس دور میں ایس ایس ٹی کی adhoc appointments کی گئی ہیں اور میں اس کے ثبوت بھی پیش کر سکتا ہوں۔ تو یہاں بھی ہو جانا چاہیے۔

جناب سپیکر، آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اسی لیے تاکید کی ہے۔ آگے چلتے ہیں۔ شاہد ریاض ستی صاحب' آپ کا ایک اور سوال ہے۔

جناب شاہد ریاض ستی ، سوال نمبر 2236

اساتذہ کی تعیناتی

*2236۔جناب شاہد ریاض ستی ، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا گرلز سکول پلائے تحصیل کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی میں کوئی ٹیچر تعینات ہے اگر ہے تو اس ٹیچر کی تعیناتی کو کتنا عرصہ گزر چکا ہے ۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب نہ میں ہے تو حکومت متذکرہ سکول میں ٹیچر کب تک تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا) ،

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول پلائے تحصیل کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی میں اسامی خالی ہے۔وہاں کوئی ٹیچر تعینات نہ ہے۔

(ب) گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے بھرتیوں پر پابندی اٹھتے ہی حسب قواعد ٹیچر کی تقرری عمل میں لائی جائے گی۔ عارضی انتظام کے تحت ایک پی ٹی سی ٹیچر مذکورہ سکول میں ڈیوٹی انجام دے رہی ہے فی الوقت سکول موسم گرما کی تعطیلات کے لئے بند ہے۔

وزیر تعلیم ، یہ پرانا جواب موصول ہوا تھا۔ اب تو سکول کھل گئے ہیں۔

جناب سپیکر، جی' ویسے جواب تو کافی تازہ ہے۔ ۹۶-۸-۷ کا ہے۔

وزیر تعلیم: یہ ۹۶-۸-۸ کا ہے۔ اس وقت سکول بند تھے۔ یکم ستمبر سے کھلے ہیں۔

جناب سپیکر، اچھا۔

جناب شاہد ریاض ستی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب شاہد ریاض ستی، کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ پرائمری سکول ٹیچر نہ ہونے کی وجہ سے کتنا عرصہ بند رہا ہے؟

جناب سپیکر، ایک آسامی کی وجہ سے تو سکول نہیں بند ہو سکتا ناں۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب سپیکر! اس کا کوئی ٹیچر نہیں تھا اور عرصہ چھ ماہ سے یہ سکول بند پڑا ہوا ہے۔ میں اس کے سلسلے میں اسمبلی میں ایک تحریک بھی لایا تھا اور اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو اس تحریک کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' میری بجائے' آپ میری طرف سے وزیر تعلیم صاحب کو پیش کر دیجیے۔

Kindly take notice of this. The school is closed for the last six months and something must be done quickly.

مہربانی فرمائیے۔ آگے چلتے ہیں۔ حاجی احمد خان ہرل صاحب کا سوال ہے موجود نہیں on his behalf سوال نہیں کر رہے۔ ایک اور سوال حاجی احمد خان ہرل صاحب کا ہے۔

حاجی عبد الرزاق، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ان کو پینڈنگ کر لیں۔ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے pend کر لیتے ہیں۔

حاجی عبد الرزاق، مہربانی۔

جناب سپیکر، پھر حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا سوال ہے۔ اسے بھی pend کر لیں؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اس کا جواب بڑا واضح ہے۔

جناب سپیکر، اچھی بات ہے۔ دراصل کئی چیزیں بہت صاف سی ہیں جن پر کوئی ضمنی سوالات کی گنجائش نہیں ہے۔ اسے pend کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ حاجی مقصود احمد بٹ

صاحب کے سوال کو pend کرنے کی ضرورت ہے۔

وزیر تعلیم، جی ہاں۔ اس کا جواب بڑا واضح ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ یہ disposed of ہو گیا۔ اگلا سوال حاجی محمد افضل چن صاحب کا ہے۔

وزیر تعلیم، یہ بھی بڑا واضح جواب ہے۔

جناب سپیکر، واضح جواب ہے disposed of کرتے ہیں۔ اگلا بھی حاجی محمد افضل چن صاحب کا سوال ہے۔ اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اسے pend کر لیتے ہیں۔ ۲۳۲۳ والا سوال جو ہے یہ pend ہو گا اور ۲۳۱۵ والا جو ہے یہ disposed of ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ایک اور سوال نمبر ۲۳۲۶ ہے اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اگلا سوال پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری صاحب کا ہے جی غفاری صاحب۔

لیڈی ٹیچر کو تنخواہ کی ادائیگی

*2331۔ پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رخسانہ جبیں پی ٹی سی ٹیچر گورنمنٹ ایم بی انگلش جونیئر ماڈل سکول لاہور کینٹ میں ۹۱-۱۹۹۰ء سے تعینات ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ لیڈی ٹیچر کو 2 فروری 1994ء سے تاحال تنخواہ ادا نہیں کی گئی؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ لیڈی ٹیچر کو مورخہ 2 فروری 1994ء سے تاحال تنخواہ کی ادائیگی نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں نیز کیا حکومت اسے تمام ادائیگی کرنے اور ذمہ دار افسران اور اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) مسماۃ رخسانہ جبیں بطور ان ٹرینڈ ٹیچر گورنمنٹ ایم بی انگلش جونیئر ماڈل سکول لاہور کینٹ میں 91-1990ء سے تعینات ہے۔

(ب) 2 فروری 1994ء سے لیکر 31-1-95 تک کے ڈیوٹی پیریڈ ماسوائے رخصت بلا تنخواہ معلمہ مذکورہ

کو ادائیگی کر دی گئی ہے۔ فروری 1995ء سے تاحال تنخواہ کی ادائیگی نہیں ہوئی ہے۔

(ج) 2 فروری 1994ء سے لیکر 31-1-95 تک کے ڈیوٹی پیریڈ کی ادائیگی کر دی گئی ہے۔فروری 1995ء سے تاحال ماسوائے رخصت پیریڈ بلاتنخواہ فوری ادائیگی کے لئے ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ فاطمہ میموریل گرلز مڈل سکول لاہور کینٹ اور ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ ایم بی انگلش جونیئر ماڈل سکول لاہور کینٹ کو ہدایت کر دی گئی ہے۔(کاپی لف ہے "الف" "ب")

نیز وقت پر ادائیگی نہ کرنے کی بناء پر ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ فاطمہ میموریل گرلز مڈل سکول لاہور کینٹ اور ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ ایم بی انگلش جونیئر ماڈل سکول لاہور کینٹ کی جواب طلبی کی گئی ہے۔(کاپی لف ہے۔"ج")

"الف"

از دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) تحصیل لاہور کینٹ

ہیڈ مسٹریس،

گورنمنٹ فاطمہ میموریل گرلز مڈل سکول،لاہور کینٹ

نمبر 937 مورخہ 24-6-96

عنوان:۔ ادائیگی تنخواہ مسماۃ رخسانہ جبیں ان ٹرینڈ بابت فروری 1995ء تاحال گورنمنٹ ایم بی انگلش جونیئر ماڈل سکول لاہور کینٹ

آپ کو پابند کیا جاتا ہے کہ معلمہ مذکورہ کی تنخواہ فروری 1995ء سے تاحال کی ادائیگی 30 جون 1996ء سے پہلے کریں اور دفتر زیر دستخطی کو اطلاع دیں۔تاکہ افسران بالا کو اس کی رپورٹ بھیجی جا سکے۔اس سلسلہ میں زیر دستخطی نے آپ کو پہلے بھی کئی لیٹر تحریر کئے ہیں لیکن آپ نے ابھی تک تعمیل نہ کی ہے۔ آپ کو دوبارہ پابند کیا جاتا ہے کہ معلمہ مذکورہ کی تنخواہوں کی ادائیگی کا فوری بندوبست کریں۔ورنہ آپ کے خلاف سخت کارروائی کے لئے افسران بالا کو تحریر کیا جائے گا۔

ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر

(ڈبلیو ای ای) لاہور کینٹ

"ب"

از دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) تحصیل لاہور کینٹ

ہیڈ مسٹریس،

گورنمنٹ ایم بی انگلش جونیئر ماڈل سکول، لاہور کینٹ

نمبر 938 مورخہ 24-6-96

عنوان:۔ ادائیگی تنخواہ بابت ماہ فروری 1995ء تاحال مسماۃ رخسانہ جبیں ان ٹرینڈ معلمہ آپ کو سختی سے پابند کیا جاتا ہے کہ آپ حاضری رجسٹر کی حاضری کے مطابق مسماۃ رخسانہ جبیں کی تنخواہیں ڈی۔ ڈی۔او سے نکلوائیں۔ اس کا بل بنا کر فوری طور پر اس کو تنخواہوں کی ادائیگی کروائیں اور آئندہ کے لئے اس کی تنخواہ کی چیک کمپیوٹر کو بھجوائیں۔

اگر ڈی۔ڈی۔او معلمہ مذکورہ کی تنخواہیں نہ نکلوائے تو فوراً افسران بالا کو اطلاع کریں کہ وہ مذکورہ معلمہ کی تنخواہیں نکلوانے سے انکاری ہے تاکہ افسران بالا کو رپورٹ دی جا سکے۔

ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر

(ڈبلیو ای ای) لاہور کینٹ

"ج"

To,

1. The Headmistress,

   Govt. Fatima Memorail Girls Middle

   School, Lahore Cantt.

2. The Headmistress,

   Govt. M.B Girls Junior Model School,

   Lahore Cantt.

Memo, No. 1174 /A-I Dated 23-06-1996

SUB: NON-PAYMENT OF SALARY TO MST. RUKHSANA JABEEN

UNTRAIND TEACHER.

Mst. Rukhsana Jabeen, untrained PTC teacher Govt M.B. Girls Junior Model School Lahore Cantt has not been paid salary for the duty period from February 1995 onward. Please explain the reason for non payment of salary to the above mentioned lady teacher within two days positively.

DISTRICT EDUCATION OFFICER (W EE)

LAHORE CANTT

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری : جناب والا! صفحہ نمبر ۱۱ پر لکھا ہوا ہے کہ فروری ۹۵ تا حال تنخواہ کی ادائیگی نہیں ہوئی ------

جناب سپیکر ، غفاری صاحب! ذرا مائیک کے قریب ہو جایئے۔ کچھ دوست سمجھتے ہیں کہ ان کی آواز کافی ہوتی ہے خیر غفاری صاحب کی آواز اسطرح کی تو نہیں ہے۔ مائیک کا استعمال اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے بغیر ریکارڈنگ کی دقت پیش آتی ہے۔ اس لیے تمام اراکین سے درخواست ہے کہ ہمیشہ مائیک کے سامنے ہو کر بات کیا کریں ------ جی، غفاری صاحب۔

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری ، جناب والا! میرا سوال ہے کہ صفحہ نمبر ۱۱ پر لکھا ہوا کہ فروری ۱۹۹۵ء تا حال تنخواہ کی ادائیگی نہیں ہوئی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر تعلیم ، جناب والا! یہ بھی ان سوالات میں سے ہے جن کے بارے میں مزید اطلاعات کی ضرورت ہے اور یہ عجب بات ہے کہ ۹۵-۶-۲۱ تک ڈیوٹی پیریڈ کی ادائیگی کر دی گئی ہے اور فروری ۹۵ سے تاحال ماسوائے رخصت پیریڈ بلا تنخواہ فوری ادائیگی کے لیے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

جناب والا! اس کے بارے میں اگر مجھے وقت دیا جائے-----

جناب سپیکر ، آپ کو وقت دیا جاتا ہے۔ یہ سوال دوبارہ آ جائے گا اور آپ اس کا اپنی تسلی کے مطابق جواب پیش کریں گے۔

وزیر تعلیم، شکریہ جناب۔ سوال نمبر ۲۲۳۷۔

جناب والا! اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، چونکہ اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا اس لیے اسے pend کر لیتے ہیں۔

اگلا سوال نمبر ۲۳۵۸ چودھری غلام احمد خاں کا ہے۔ چونکہ اس کا جواب نہیں آیا اس لیے یہ بھی pend ہو گا۔ سوال نمبر ۲۳۷۳۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے) یہ dispose of تصور ہو گا۔

اگلا سوال ریاض حشمت جنجوعہ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، سوال نمبر 2410

صوبہ میں مخدوش عمارات والے سکولوں کی تعداد

*2410۔جناب ریاض حشمت جنجوعہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں ایسے پرائمری،مڈل اور ہائی سکولوں(مردانہ و زنانہ) کی کل کتنی تعداد ہے جن کی عمارات کو خطرناک قرار دیا جا چکا ہے۔اور ان مدارس کی عمارات کو ازسرنو تعمیر کرنے کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے۔

(ب) صوبہ میں ایسے پرائمری،مڈل اور ہائی مدارس کی کل کتنی تعداد ہے جن کی عمارات مرمت طلب ہیں۔ایسی عمارات کی مرمت کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

الف) صوبہ میں EMIS سکول سنسز کے مطابق مرمت طلب Major Repair سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

1۔	پرائمری سکولز	=	8752
2۔	مڈل سکولز	=	1176
3۔	ہائی سکولز	=	1187
	کل	=	11115

مالی سال 1995-96ء میں حکومت پنجاب نے ایسے 565 سکولوں کی مرمت پر مبلغ 14,98,82,700 روپے خرچ کیے۔مزید براں ایک سکیم کے تحت تمام سکولوں کی عمارات کی بحالی کے لئے

مختلف اقدامات بھی حکومت کے زیر غور ہیں۔

(ب) صوبہ میں EMIS سکول سنسز کے مطابق معمولی مرمت طلب Minor Repair سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

1۔ پرائمری سکولز	=	10974
2۔ مڈل سکولز	=	1585
3۔ ہائی سکولز	=	1787
کل سکولز	=	14285

دوران مالی سال 96-1995ء حکومت پنجاب نے ایسے 9888 سکولوں کی مرمت پر مبلغ 8,78,30,000 روپے خرچ کئے۔ ایسے سکولوں کی مرمت پر مختلف اقدامات حکومت کے زیر غور ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میرا جو اصل سوال ہے اس کے جزو (الف) سے میں نے وزیر تعلیم سے جو پوچھنا چاہا ہے وہ یہ ہے کہ صوبہ میں کل ایسے سکولوں کی تعداد کیا ہے جن کی عمارات کو خطرناک قرار دیا جا چکا ہے جبکہ جواب میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ صوبہ میں EMIS سکول سنسز کے مطابق مرمت طلب Major Repair سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے۔ جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ وہ سکول جن کی عمارات کو خطرناک قرار دیا جا چکا ہے کہ جہاں پر تعلیمی کام کو جاری رکھا نہیں جا سکتا اگر جاری رکھا جائے تو وہاں پر کوئی حادثہ ہو کر طلبہ کی موت واقع ہونے کا خطرہ ہے ۔ ان کے بارے میں میں نے پوچھا ہے۔

وزیر تعلیم ، جناب والا! معزز رکن نے جو انفرمیشن حاصل کرنی چاہی ہے وہ اس جواب سے نہیں مل رہی۔

جناب سپیکر ، کیا اس کا جواب pend کروانا چاہتے ہیں؟

وزیر تعلیم، جی، جناب والا!

جناب سپیکر ، اس سوال کے جواب کے لیے یہ طے پایا ہے کہ اسے pend کر دیا جائے۔ سوال نمبر ۲۴۱۱۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، سوال نمبر 2411

صوبہ میں بغیر چھت والے سکولوں کی تعداد

*2411۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں ایسے زنانہ و مردانہ پرائمری مدارس کی کل کتنی تعداد ہے جو بغیر کسی عمارت کے درختوں، چھپروں یا آسمان کی چھت کے نیچے چل رہے ہیں؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت صوبہ میں ایسے مدارس کو عمارات مہیا کرنے کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) صوبہ میں کل 1968 بشمول 934 مردانہ اور 1034 زنانہ پرائمری مدارس بغیر کسی عمارت کے درختوں، چھپروں یا آسمان کی چھت کے نیچے چل رہے ہیں۔

(ب) مالی سال 97-1996ء کے دوران 295 بغیر عمارت کے زنانہ و مردانہ پرائمری سکولوں کو عمارات مہیا کر دی جائیں گی اور بقیہ سکولوں کو بھی حکومت آئندہ سالوں میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت عمارت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میری طرف سے جو سوال کیا گیا ہے اس کے جواب میں جناب وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ صوبہ تقریباً دو ہزار سکول جن میں زنانہ اور مردانہ پرائمری مدارس شامل ہیں اور جو درختوں، چھپروں یا آسمان کی چھت کے نیچے جو سکول چل رہے ہیں ان کی تعداد بتائی گئی ہے۔ جناب والا! میرا مقصد یہ تھا کہ جناب وزیر موصوف اس ایوان کو یہ بتاتے کہ کتنے سکول ایسے ہیں جو درختوں کے نیچے چل رہے ہیں، کتنے سکول ایسے ہیں جو چھپروں میں چل رہے ہیں اور کتنے سکول ایسے ہیں جو صرف آسمان کی چھت کے نیچے چل رہے ہیں جناب والا! ان کی الگ الگ تعداد بتائی جانی چاہیے۔

جناب سپیکر، دیکھیے۔ جو سکول درختوں کے نیچے چل رہے ہیں وہ بھی تو آسمان کے نیچے ہی چل رہے ہیں اس میں کیا فرق ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی تفریق ہے۔ بہرحال وزیر موصوف نے فرمایا

ہے کہ مالی سال ۹۷-۱۹۹۶ء میں ۲۹۵ بغیر عمارت کے زنانہ و مردانہ پرائمری سکولوں کو عمارات مہیا کر دی جائیں گی تو اللہ کرے کہ وہ اس مقصد میں کامیاب ہوں اور اللہ کرے کہ انہیں یہ توفیق بھی ملے کہ بقیہ سکولوں کے لیے بھی اسی طرح کی عمارات مہیا کر دی جائیں۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ عمارات کی یہ کیفیت ہے کہ اگر کہیں عمارت ہے بھی تو اس میں باتھ روم نہیں ہے وہاں پر پینے کا پانی صاف نہیں ہے تو عمارت بناتے وقت ان دو باتوں کا بھی خاص طور پر خیال رکھا جائے جب بھی کسی سکول کی عمارت بنائی جائے تو اس میں باتھ روم بھی بنایا جائے اور اس میں پینے کے پانی کا بھی صحیح انتظام کیا جائے تب اس عمارت کو عمارت سمجھا جائے گا۔ بڑی مہربانی آگے چلتے ہیں۔

سید تابش الوری ، کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ یہ تقریباً جو دو ہزار سکول منظور کیے گئے تھے تو وہ کیا خالی پلاٹ پر منظور پر کیے گئے تھے یا ان کی عمارتیں موجود تھیں اور اب گر چکی ہیں؟

جناب سپیکر ، اچھا سوال ہے۔ یہ کیا کیفیت ہے کہ جب ہم یہ accept کرتے ہیں کہ دو ہزار سکول بغیر عمارتوں کے ہیں تو کیا ان سکولوں کو عمارت کے بغیر کھولنے کی اجازت دے دی گئی یا ان کی عمارات پہلے موجود تھیں جو اب تباہ ہو گئیں یا خراب ہو گئیں اور اب بغیر عمارات کے چل رہے ہیں۔

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر! اس میں دونوں طرح کے ثبوت شامل ہیں آج کل یہ پریکٹس بند ہے۔ یہ ماضی میں ہوتا رہا ہے کہ سیاسی دباؤ کے تحت کسی کو خوش کرنے کے لیے سکول کھولنے کا اعلان کر دیا اس نے کہا کہ جی ہم گاؤں والے مل کر عمارت مہیا کر دیں گے۔ استاد کا تقرر بھی ہو گیا اور سکول کا اجرا بھی ہو گیا لیکن اسے عمارت میسر نہ ہو سکی تو کسی احاطہ میں یا کسی اور جگہ پر انتظام کر دیا یا کہیں کوئی کچا مکان تھا تو اس میں اس کا انتظام کر دیا اور وہ مکان بوسیدہ تھا جو بعد میں گر گیا تو جناب والا! یہ ماضی کا ورثہ ہے جو ہمیں ملا ہوا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے سکولوں کو عمارات مہیا کریں۔ یہ مرحلہ وار ہی ممکن ہو سکے گا۔ جیسا کہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس سال سکولوں کی 295 ایسے سکولوں کی عمارات تعمیر ہوں گی۔ ان کا اے ڈی پی میں ذکر ہے۔ ان کے لیے فنڈز مختص کیے جا چکے ہیں۔ اس سال اگلے سال اس سے زیادہ سکولوں کو take up کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر ، میں ایک observation دینا چاہتا ہوں۔ ہم عمارات بنانے کے کافی شوقین ہیں اور ابھی ہم نے دیکھا کہ بہت سے عمارات بن جاتی ہیں اور اس میں اساتذہ نہیں ہوتے۔ ہمیں تعلیم کو ایک

ہنگامی پروگرام کے طور پر war footings پہ لینا پڑے گا۔ دنیا میں ایسے بہت سے علاقے ہیں جنھوں نے تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر عمارتوں کو نظر انداز بھی کیا ہے۔ عمارت ہی صرف سکول نہیں ہوتی اور ہم نے دیکھا ہے کہ عمارت ہونے کے باوجود سکول نہیں چل رہے ہوتے۔ اس میں خاص طور پر انڈیا میں کیرالا سٹیٹ کا تجربہ ہم سب کے سامنے ایک مشعل راہ ہو سکتا ہے۔ انھوں نے اپنے پروگرام کے مطابق سو فیصد آبادی کو تعلیم مہیا کرنے کی خاطر یہ ہنگامی پروگرام بنایا کہ بیشک بچوں کے لیے ٹاٹ بھی نہ ہوں۔ یہ نہیں کیا کہ امیر کے لیے تو ضرور ڈیسک ملے اور غریب کے ٹاٹ بھی نہ ہو۔ پھر جیسا بھی ماحول ہوا گلیوں محلوں ' دیہات میں انھوں نے سکول کھول دیے اور درختوں کے نیچے زمین پر بیٹھ کر بچوں نے تعلیم حاصل کی یہاں تک کے ان کے پاس (موکل صاحب ' پہلے آپ یہاں بیٹھے شرارتیں کر رہے تھے اب وہاں چلے گئے ہیں۔ یہ بالکل مجھے قبول نہیں ہے ۔ اور خاص طور پر جب میں بات کر رہا ہوتا ہوں آپ بیچ میں کچھ نہ کچھ کر رہے ہوتے ہیں۔ کیا چکر ہے ۔ آپ تو خود اس کرسی پر بیٹھے رہے ۔ اس کرسی کا آپ احترام نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔)

سردار حسن اختر موکل، چیمہ صاحب نے مجھے خاص طور پر یہاں بلایا تھا۔

جناب سپیکر ، بہت اچھا ' اب آپ ذرا میری بات سنیں۔ ان کے پاس کاپیاں نہیں تھیں' ان کے پاس سلیٹیں نہیں تھیں۔ ان کے پاس قلم نہیں تھے ' ان کے پاس پنسلیں نہیں تھیں۔ انھوں نے انگلیوں سے زمین پر مٹی میں الف ب یا اے بی سی لکھنے سکھائے ۔ ہندسے سکھائے اور اس طرح انھوں نے اپنی آبادی کو سو فیصد تعلیم مہیا کر دی ۔ دیکھیے ' اگر تو ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں تو پھر میرے خیال میں بہت کچھ کیا جا سکتا ہے ۔ اور یہ بات بھی مجھے ذاتی طور پر قبول ہے کہ اگر آپ سب کے لیے ایک ہنگامی پروگرام بنائیں تو بے شک درختوں کے نیچے ہی تعلیم دیں لیکن تعلیم دیں اور اس میں تفریق نہ پیدا کریں کہ امیروں کے بچوں کے لیے تو آپ ایک ایسا ماحول بنا دیں کہ وہ ہزار ہزار دو دو ہزار روپے فیس دے کر ان کے کے لیے اونچے سکولوں میں جگہ ہو اور غریبوں کے بچے داخلے کے لیے بھی مارے مارے پھرتے رہیں۔ ایک سکیم بنائیے ہنگامی طور پر اور اس ملک کو تعلیم سے بہرہ ور کر دیجیے ۔ بڑی مہربانی! اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے ۔

سید محمد عارف حسین بخاری، آپ کی اجازت سے میں یہ تجویز عرض کرنی چاہ رہا تھا کہ ہم ہر سال جو سوشل ایکشن پروگرام کے تحت نئے سکولوں کے لیے عمارتیں کھڑی کرتے ہیں اور جیسا ہمارے فاضل

دوست نے فرمایا کہ ان میں مویشی بندھے ہوتے ہوتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ نئی عمارتیں کھڑی کرتے جائیں جتنے shelterless سکول ہیں ان کی عمارتیں تعمیر کی جائیں اور نئے سکولوں کی عمارتوں کی تعمیر کو روک دی جائے۔ اس پروگرام کو اس حد تک کر دیا جائے تو شاید کچھ سالوں تک تمام سکولوں کو عمارات میسر آ جائیں۔

جناب سپیکر، آپ کا نکتہ اچھا ہے۔

چودھری محمد ظہیر الدین، جناب والا! ایک تو میں نے ضمنی سوال کرنا ہے میں ایک سکول میں گیا تھا۔ وہاں ایک بچے نے چند شعر مجھے سنائے۔ وہ آپ کو سناتے ہیں۔ میرے حلقے کے ایک گاؤں 435 گ ب میں ایک بڑا پرانا سکول ہے۔ ایک چھوٹا سا بچہ جس کے کف پھٹے ہوئے تھے۔ اس نے کہا میں نے ایک نظم لکھی ہے وہ آپ کو سنانی ہے۔ میں نے کہا سنائیں۔

چار سو پینتی دا ہک سکول
قائم رکھے رب رسول
کمرے ایس دے ہن چار
چارے کمرے ہن بیکار
ہنیری کھلے یا مینہ وسے
بچے جاندے گھر نوں نسے
چار سو پینتی دا ہک سکول
قائم رکھے رب رسول

جناب سپیکر، آپ نے اسے کیا انعام دیا۔

چودھری محمد ظہیر الدین بابر، میں نے اسے اپنے اے ڈی پی میں سے سکول کی عمارت کے لیے دو کمرے دیے ہیں اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو بغیر عمارت کے سکول ہیں ان میں عمارتیں کب تک تعمیر ہو جائیں گی۔ جیسے آپ نے فرمایا کہ رابندر ناتھ ٹیگور صاحب کی شانتی یونیورسٹی کے بارے میں انھوں نے فرمایا تھا کہ چار دیواری مجھے چاہیے جو کہ انھوں نے کچی بنا لی تھی اور جامن کے درختوں کے نیچے چلتی رہی۔ اس میں کوئی کمرہ نہیں تھا۔ اب جیسے آپ نے فرمایا یا تو یہ کمرے بنا دیں یا پھر ان کو چار دیواریاں مکمل کر دیں۔ تاکہ ان کا ایک گیٹ ہو اور اس کے اندر بیٹھ کر بچے پڑھ سکیں۔ ان کو کوئی

premesis مہیا کر دیں۔

وزیر قانون ، چونکہ محکمے سے ہٹ کر آپ نے بات کی ہے تو مجھے یاد آیا کہ وفاقی حکومت نے ایک لٹریسی سکیم بھی شروع کی ہے ۔ جو چیزیں آپ نے فرمائی ہیں وہ تقریباً انھیں لائنوں پر یا اسی سپرٹ کے تحت ہے اور کئی ایسی چیزیں ہیں جو ممبران تک بھی نہیں پہنچ رہیں۔ اگر کسی جگہ پر کوئی سکول کھولنا چاہے تو ان کو کتابیں بھی مہیا کی جائیں گی ۔ اگر وہ کوئی مقامی استاد رکھ لیں تو اس کو تنخواہ بھی دی جائے گی۔ اگر وہ ایک استاد رکھ لیں اور گاؤں میں ایک کمرہ مہیا کر دیں تو میرا خیال یہ مقصد حاصل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر ، کافی اچھی بات آپ نے یاد دلائی ہے۔ اسی سلسلے میں میں شاہین عتیق الرحمٰن صاحبہ کی ایک مثال دینی چاہتا ہوں۔ انھوں نے تقریباً ساڑھے پانچ سو ایسے سکول قائم کیے ہیں۔ اگر ہمارے معزز دوست بھی اس میں دلچسپی لیں تو ہم اس طریقے سے contribution کر سکتے ہیں---------- جی خاکوانی صاحب !

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، شکریہ، جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں وزیر تعلیم کی پرسوں کی وائنڈ اپ سپیچ کو خراج تحسین بھی پیش کروں گا۔ یہ بھی ہمارا ایک المیہ ہے کہ ہم ایک دوسرے پر جائز یا ناجائز تنقید کرنے سے کبھی نہیں چوکتے لیکن اگر کوئی اچھی بات کہے تو اسے بڑی تنگ دلی سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن میں بالکل دل سے ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ آج مختلف سوالات کے جوابات میں ایک دردناک امتزاج میں نے دیکھا کہ کہیں سکولوں ، کالجوں کی عمارتیں ہیں لیکن عملہ نہیں ہے اور کہیں عمارتیں نہیں ہیں اور بچے درختوں کے نیچے یا دھوپ میں بیٹھ کر پڑھا رہے ہیں۔ اس سے ظاہر کیا ہوتا ہے کہ چونکہ ہماری پوری قومی زندگی کے اندر پالیسی کا فقدان ہے اس لیے محکمہ تعلیم میں بھی پالیسی کا فقدان نظر آ رہا ہے۔ ہمارے علاقے میں ایک مثال دی جاتی ہے کہ "مسیت بنی نہیں ملاں پہلے آ گیا" ۔ یہاں الٹ حساب ہوا۔ کالج اور سکول بن گئے اساتذہ کرام مقرر نہیں ہوئے۔ جناب سپیکر ، اللہ مجھے معاف کرے میں کوئی بدنیتی سے بات نہیں کر رہا ہوں اس کے پیچھے جو فلسفہ ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ جو ہمارے پالیسی میکر ہیں کالج اور سکول کی عمارت کی تعمیر میں چونکہ وہ بیس پچیس فیصد کمشن لیتے ہیں اس لیے عمارت کے بنانے میں وہ بالکل ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور اساتذہ کرام کی بھرتی کے موقع پر چونکہ ان کی جیب میں کچھ نہیں جاتا اس لیے آج آپ دیکھیں

ہمارے شریف ترین وزیر تعلیم بھی بے بسی کا اظہار کر رہے تھے کہ پبلک سروس کمشن کو بار بار reminder کے باوجود وہ ہمیں اساتذہ کی اسامی پر کر کے نہیں دے رہے ۔ جناب والا ' آج آپ نے اس ضمن میں جو رولنگ دی اس پر بھی میں آپ کو مبارکباد پیش کروں گا اور مزید آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس سلسلہ میں ایک واضح اور سخت رولنگ دیں کہ اگلے اجلاس تک ' یا اگلے دو ماہ تک یا 1996ء کے آخر تک تمام اسامیوں پر کر دی جائیں گی ۔

جناب سپیکر : جی لالہ مہر لال بھیل صاحب !۔

جناب لالہ مہر لال بھیل : جناب سپیکر ! میری تجویز پر 27 سکولز پرائمری سے مڈل بن چکے ہیں جن کی عمارتیں بھی بنی پڑی ہیں۔ ریت کے ٹیلوں پر حکومت نے سات مرلہ سکیم جاری کی تھی اسی پر سکول تو بن گئے ہیں لیکن آج تک کسی بھی سکول میں کوئی ٹیچر نہیں ہے۔ بھرتی پر پابندی کی وجہ سے وہاں کوئی ٹیچر نہیں آسکا۔ اگر انھوں نے بھرتی پر پابندی ہی رکھنی ہے تو پھر یہ عمارتیں کس لیے بنائی گئی ہیں؟ وہ عمارتیں ٹوٹ پھوٹ رہی ہیں لہذا مہربانی کر کے اس بارے میں کوئی حکم صادر فرمائیں۔

جناب سپیکر : آپ تشریف نہیں رکھتے تھے میں نے اس کے بارے میں فیصلہ دیا ہے ۔ انشاء اللہ اس سلسلے میں جلد ہی کارروائی ہو جائے گی ۔ آپ اپنے سکولوں کی حد تک مہربانی سے وزیر موصوف سے ملیے اور ہم انھیں تاکید کرتے ہیں کہ وہ آپ کے سکولوں کے لیے خصوصی توجہ دیں ۔ جی مولانا سعید احمد شرقپوری صاحب !

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: واہ ! آج تو بڑی فیاضی ہے۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ جو گرلز سکولز ہیں وہ اکثر ایسے ہیں جن کی دیواریں نہیں ہیں ' وہاں پردہ نہیں ہوتا ۔ وزیر تعلیم یہاں پر فرمائیں کہ کتنے عرصے میں وہ دیواریں بن جائیں گی ۔ السلام علیکم۔

جناب سپیکر : وعلیکم السلام ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

حاجی عبدالرزاق : جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں دو سکولز ہیں ان میں ایک اقبال ہائی سکول ہے اور دوسرا جونیئر ماڈل سکول ہے۔ ان کے بارے میں کل بھی میرے پاس لوگ آئے تھے اور آج صبح بھی میرے پاس لوگ آئے ہیں۔ چونکہ یہ سکول nationalize ہو رہے ہیں اور استاد بچوں کو مارتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ گھر سے پیسے لے کر آئیں اور اپنے والدین کو جلوس کے لیے نکالیں ۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے کہوں گا کہ آپ ان سے پوچھیں کہ

وہ یہ سب کچھ کس قانون کے تحت کر رہے ہیں اور کیوں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: حاجی صاحب! آپ تشریف رکھیں اور ایسا کیجیے گا کہ اپنے ان دونوں سکولوں کے نام لکھ کر وزیر تعلیم صاحب کو دے دیجیے گا یہ اس کے بارے میں آپ کو معلوم کر کے بتا دیں گے۔

وزیر تعلیم: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چبہ پرانا کی تعمیر نو

ملکوال میں ڈگری کالج کا قیام

*2315۔حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ہر سب ڈویژن میں طلباء اور طالبات کے لئے ڈگری کالج بنانے کا منصوبہ پاس کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین کو بھی سب ڈویژن کا درجہ حاصل ہے۔

(ج) اگر جز"ب" کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ملکوال سب ڈویژن میں طلباء اور طالبات کے لئے ڈگری کالج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

(الف) یہ درست ہے۔لیکن یہ منصوبہ مرحلہ وار مکمل ہو گا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ملکوال، سب ڈویژن میں بوائز انٹر کالج پہلے سے ہی کام کر رہا ہے۔جسے ڈگری کالج کا درجہ دینے کے لئے تعمیر پنجاب پروگرام میں شامل کیا جا چکا ہے اور اس پر اخراجات کرنے کی منظوری جاری کر دی گئی ہے۔جہاں تک لڑکیوں کے لئے ڈگری کالج کے قیام کا تعلق ہے اس ضمن میں جائزہ رپورٹ تیار کی جارہی ہے۔حصول زمین اور فنڈز کی دستیابی کے بعد مزید کارروائی کی جائے گی۔

حلقہ پی پی 90 کے نئے پرائمری سکولز میں فرنیچر کی فراہمی

*2373۔ جناب ایس اے حمید ، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا حلقہ پی پی 90 میں جو نئے پرائمری سکولز قائم کیے گئے ہیں ان کے لیے فرنیچر مہیا کر دیا گیا ہے۔

(ب) اگر یہ فرنیچر مہیا نہیں کیا گیا تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) کیا حکومت ان سکولوں میں فرنیچر مہیا کرنے کے کسی پروگرام پر عمل درآمد کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا) ،

(الف) حلقہ پی پی 90 میں 1۔ جامع سکول پرائمری حصہ بوائز 2۔ گرلز پرائمری سکول نوید کالونی 3۔ گرلز پرائمری سکول شمع کالونی 4۔ گرلز پرائمری سکول راجکوٹ اور 5۔ گرلز پرائمری سکول سندر سنگھ قائم کیے گئے ہیں اور ابھی تک ان سکولوں میں فرنیچر فراہم نہیں کیا گیا۔

(ب) سکولوں کو فرنیچر کی فراہمی کے لیے مرحلہ وار پروگرام ترتیب دیا گیا ہے۔ چونکہ موجودہ وسائل میں تمام سکولوں کو فرنیچر مہیا کرنا ممکن نہیں۔ لہذا مندرجہ بالا مدارس میں اپنے استحقاق کے مطابق اس سہولت سے آئندہ سالوں میں بہرہ مند ہو سکیں گے۔

(ج) جزو "ب" کے جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

گورنمنٹ بوائز ہائی سکول پناہ میں ہیڈ ماسٹر کی تعیناتی

*2446۔ چودھری محمد ریاض ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ بوائز ہائی سکول پناہ تحصیل گوجر خان میں تدریسی عملہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اور اس وقت موجودہ عملہ کی تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کافی عرصہ سے بغیر ہیڈ ماسٹر کے چل رہا ہے جس کی وجہ سے طالب علموں کا تعلیمی نقصان ہو رہا ہے۔ اتنا عرصہ ہیڈ ماسٹر کی اسامی خالی رہنے کی وجہ کیا ہے اور حکومت کب تک اس اسامی پر ہیڈ ماسٹر کو تعینات کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

(الف) گورنمنٹ بوائز ہائی سکول پناہ تحصیل گوجر خان میں تدریسی عملہ کی منظور شدہ اسامیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

نام اسامی	منظور شدہ	موجودہ سٹاف
1۔ ہیڈ ماسٹر	1	1
2۔ ایس ایس ٹی	3	2
3۔ ای ایس ٹی	3	1
4۔ایس وی	2	2
5۔ ڈی ایم	1	1
6۔ اے ٹی	1	1
7۔ پی ٹی سی	5	4
8۔ جے /سی	1	1
9۔ CLASS IV	4	3

(ب) درست ہے کہ سکول کچھ عرصہ ہیڈ ماسٹر کے بغیر چل رہا تھا۔تبادلہ جات پر پابندی کی وجہ سے ہیڈ ماسٹر کی تقرری نہ ہو سکی۔اس وقت گورنمنٹ ہائی سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر عطاء اللہ اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔

بوائز ہائی سکول چنگا میرا کی عمارت کی مرمت

*2447۔چودھری محمد ریاض ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بوائز ہائی سکول چنگا میرا تحصیل گوجر خان کی عمارت نہایت مخدوش حالت میں ہے جس کی وجہ سے طالب علموں کو جانی خطرہ لاحق ہے۔

(ب) حکومت نے سال 95-1994ء اور 96-1995ء میں اس سکول کی عمارت کی تعمیر و مرمت پر کتنی رقم خرچ کی تھی اگر کوئی رقم خرچ نہیں کی تو اس کی وجہ کیا ہے اور حکومت کب تک اس سکول کی عمارت کی مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) مالی مجبوریوں کی بناء پر 95-1994ء اور 96-1995ء میں سکول مذکورہ کی مرمت کے لئے کوئی فنڈز مختص نہ کیے جا سکے۔اب 97-1996ء میں اس کی مرمت کے لئے فنڈز مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول درس بڑے میاں کی مخدوش عمارت کی تعمیر و مرمت کے اقدامات

*2456۔ حاجی عبدالرزاق ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول درس بڑے میاں صاحب مغل پورہ لاہور کی بلڈنگ دو منزلہ ہے اور اس میں 25 کمرے ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکول کی بلڈنگ میں صرف سات کمرے قابل استعمال ہیں اور باقی کمروں کی چھتیں مخدوش ہونے کے باعث استعمال کے قابل نہیں ہیں۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکول میں چھٹی جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک 15 سیکشن ہیں اور تقریباً500 طلباء زیر تعلیم ہیں اور 45 اساتذہ بچوں کو تعلیم دینے پر متعین ہیں؟

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکول کے طلباء کے لئے کوئی کھیل کا میدان نہیں ہے۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس مخدوش عمارت کی تعمیر و مرمت کے لئے کوئی منصوبہ بنایا ہے نیز طلباء کے لئے حکومت کھیل کا میدان مہیا کرنے کا بھی کوئی بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) سکول کرایہ کی عمارت میں واقع ہے اس لیے اس میں توسیع ناممکن ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول شاہ کمال کی عمارت میں توسیع

*2457۔ حاجی عبد الرزاق، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول شاہ کمال روڈ مغل پورہ کی عمارت صرف دو کمروں پر مشتمل ہے۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ سکول دس سیکشنوں پر مشتمل ہے اور اس میں تقریباً 700 طلباء زیر تعلیم ہیں اور دس اساتذہ تدریس پر تعینات ہیں۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول کے طلباء کے لئے کوئی کھیل کا میدان نہیں ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت طلباء کی تعداد کے پیش نظر سکول کی عمارت میں توسیع کرنے اور کھیل کے میدان کا بندوبست کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) طلباء اور اساتذہ کی حد تک درست ہے۔تاہم متذکرہ سکول میں تعینات اساتذہ کی تعداد تیرہ ہے۔

(ج) یہ بھی درست ہے۔

(د) چونکہ سکول کی عمارت کرائے کی ہے اس لیے حکومت اس میں توسیع نہیں کر سکتی اور نہ ہی گراؤنڈ کا بندوبست کر سکتی ہے جب تک سکول کے لیے زمین اور مکمل عمارت کا بندوبست نہیں ہو جاتا موجودہ صورت حال پر ہی اکتفا کرنا پڑے گا۔

مسز زبیدہ سحر ڈی ڈی ای او کے خلاف کارروائی

*2464۔ جناب احسان الدین قریشی : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مسز زبیدہ سحر ڈی ڈی ای او تحصیل خانیوال کب اور کس حیثیت سے محکمہ تعلیم میں بھرتی ہوئی۔ بھرتی کے وقت اس کی تعلیمی قابلیت کیا تھی اور اب اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے۔ بھرتی کے وقت اس کا ڈومی سائل اور مستقل رہائش کس ضلع کی تھی اور اب اس کا ڈومی سائل اور مستقل رہائش کس ضلع کی ہے۔

(ب) مذکورہ آفیسر اپنی تعیناتی سے لے کر آج تک کس کس جگہ کس کس حیثیت سے کام کرتی رہی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ آفیسر کے خلاف اس وقت محکمہ تعلیم میں متعدد انکوائریاں ہو رہی ہیں اگر ایسا ہے تو ہر انکوائری کی تفصیل بیان کی جائے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آفیسر کو تحصیل میاں چنوں سے شکایات اور کرپشن میں ملوث ہونے کی بناء پر تبدیل کیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو پھر اس کرپٹ آفیسر کو ایک جگہ سے تبدیل کر کے پھر دوبارہ ڈی ڈی ای او تعینات کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)۔

(الف) مسز زبیدہ سحر 25-5-91 کو BS-17 میں پبلک سروس کمیشن کی طرف سے بطور ہیڈ مسٹریس تعینات ہوئیں۔

(ب) بھرتی کے وقت تعلیمی قابلیت ایم اے اسلامیات، فزیکل ایجوکیشن اور B-Ed تھیں۔ 1994ء میں ایم ایڈ پاس کیا۔ بھرتی کے وقت ان کا ڈومسائل و رہائش ضلع خانیوال کی تھی۔اس کی شادی کے بعد اس کے سسرال کی رہائش ضلع خانیوال کی ہے۔جبکہ موصوفہ نے اپنے شوہر کا ڈومسائل کوئٹہ کا دیا ہے۔

(25-5-91 کو ہیڈ مسٹریس 8H/S کسی تا 15-12-91) 16-12-91 سے 28-8-93 ڈپٹی ڈی ای او پی ای خانیوال

(6/94 ڈپٹی ڈی ای او(زنانہ) کبیر والا) (7/94 سے ہیڈ مسٹریس گرلز 7/9R H/S ہومان گڑھ)

2/95 سے ڈپٹی ڈی ای او (زنانہ) میاں چنوں تا 1-6-96

2-6-96 سے ڈپٹی ڈی ای او (زنانہ) خانیوال

(ج) ان کے خلاف انٹی کرپشن میں انکوائری چل رہی ہے۔

(د) ان کو میاں چنوں سے رہائشی تحصیل کی وجہ سے ٹرانسفر کیا گیا ہے۔

خانیوال میں تعینات محکمہ تعلیم کے افسران کے خلاف کارروائی

*2465۔جناب احسان الدین قریشی ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت ضلع خانیوال میں کتنے اے ای او ، ڈی ڈی ای او اور ڈی ای او کام کر رہے ہیں۔ان کے نام عرصہ تعیناتی تعلیمی قابلیت ڈومی سائل کس کس ضلع کا ہے نیز ان کا اپنے کیڈر میں سینارٹی نمبر کیا ہے۔

(ب) محکمہ تعلیم میں رولز کے تحت ایک آفیسر ایک ہی جگہ کتنی دیر تک تعینات رہ سکتا ہے۔

(ج) اس وقت ضلع خانیوال میں تعینات کتنے ای اے او ، ڈی ڈی ای او اور ڈی ای او ایسے ہیں جن کا ڈومی سائل خانیوال کا ہے کیا کوئی آفیسر اپنے ہی رہائشی ضلع میں تعینات رہ سکتا ہے اور کس رولز کے تحت۔

(د) اس وقت ضلع خانیوال میں تعینات اے ای او ، ڈی ڈی ای او اور ڈی ای او کتنے ہیں جن کے خلاف مختلف قسم کی انکوائریاں ہو رہی ہیں تفصیل الگ الگ بیان کریں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) ڈی۔ای۔او تین (3) ڈپٹی ڈی ای او پانچ(5) اے ای او(A.E.O) چھبیس(26)

فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایک آفیسر ایک جگہ تین(3) سال تک رہ سکتا ہے۔

(ج) دو ڈپٹی ڈی ای او (زنانہ) کا ڈومیسائل ضلع خانیوال کا ہے کوئی مردانہ آفیسر اپنے ضلع میں تعینات نہیں رہ سکتا۔ البتہ زنانہ DY.D.E.O اپنی تحصیل کے علاوہ ضلع میں تعینات رہ سکتے ہیں۔

(د) ضلع خانیوال میں تعینات ایک ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او (زنانہ) کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن میں انکوائری چل رہی ہے۔اور کسی کے خلاف کوئی انکوائری نہیں چل رہی ہے۔

بوائز گورنمنٹ پرائمری سکول ڈیرہ نذر حسین شاہ کی عمارت کی تعمیر

*2468۔ملک غلام شبیر جوئیہ ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 96-1995ء میں بوائز گورنمنٹ پرائمری سکول ڈیرہ نذرحسین شاہ (پی پی 39) کی تعمیر چار لاکھ دس ہزار روپے کی رقم سے شروع کی گئی تھی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک اس پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور کتنا کام مکمل ہو چکا ہے اور کیا مذکورہ سکول کی عمارت کی مکمل تعمیر ہو چکی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا) ،

(الف) یہ درست نہیں ہے۔دراصل گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول ڈیرہ نذرحسین شاہ (پی پی39) کی تعمیر کی انتظامی منظوری سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت تین لاکھ ترانوے ہزار روپے کر دی گئی تھی۔

(ب) مالی سال 96-1995ء کے دوران مذکورہ سکول کی تعمیر کے لیے دو لاکھ چودہ ہزار روپے کے فنڈز محکمہ بلڈنگز کے سپرد کئے گئے جو کہ خرچ کئے جا چکے ہیں۔سکول مذکورہ کی تعمیر کا کام چھتوں تک مکمل ہو چکا ہے اور چار دیواری کی تعمیر بھی مکمل ہو چکی ہے۔سکول کی عمارت کی تکمیل کے لئے درکار بقیہ رقم سالانہ ترقیاتی پروگرام 97-1996ء میں مختص کی گئی ہے۔ جو کہ عنقریب جاری کر دی گئی ہے اور رواں مالی سال کے دوران یہ منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

چک نمبر 76 گ ب میں ہائی سکول کی عمارت کی تعمیر

*2475۔میاں محمد فاروق ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ سال 92-1991ء میں چک نمبر 76 گ ب تحصیل وضلع فیصل آباد گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کی عمارت کی تعمیر شروع کی گئی تھی۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکول کی عمارت کی تعمیر ادھوری چھوڑ دی گئی ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) عمارت کی تعمیر پر مبلغ 3.14 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔فنڈ کی کمی کی بناء پر مزید فنڈز مہیا نہ ہو سکے۔ جس کی وجہ سے عمارت ادھوری رہ گئی تھی۔اب اس سال فنڈز کے حصول کی کوشش کی جائے گی تاکہ تعمیر مکمل ہو سکے۔

چک نمبر 88 ج ب میں گرلز پرائمری سکول کو مڈل سکول کا درجہ دینا

*2476۔میاں محمد فاروق ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ سال 90-1989ء میں چک نمبر 88 ج ب تحصیل وضلع فیصل آباد کے گرلز پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دے کر اس کی عمارت تعمیر کرنے کے احکام جاری کر دیئے تھے۔

(ب) اگر جز"الف" کا جواب اثبات میں ہو تو آیا متذکرہ سکول کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) متذکرہ سکول کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔

جونیئر افسر کو چیئرمین ملتان بورڈ تعینات کرنے کی وجوہات

*2485۔سید تابش الوری ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چیئرمین ملتان انٹرمیڈیٹ بورڈ انیس گریڈ کے جونیئر افسر ہیں جبکہ اسامی بیس گریڈ کی ہے۔ بیس گریڈ کے آدمی موجود ہوتے ہوئے انہیں کس بناء پر تعینات کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ چیئرمین نیشلائزڈ Cadre کے ہیں جبکہ یہ Cadre 1972ء کی

نیشنلائزیشن کی مطابق Self Diminishing ہے۔ نیز جنرل Cadre میں سینکڑوں آدمی چیئرمین موصوف سے سینئر ہیں جن کی حق تلفی کی گئی ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) یہ درست ہے کہ چیئرمین بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کی اسامی بیس گریڈ کی ہے۔ کالج اور سکول کیڈرز میں گورنمنٹ جنرل کیڈر، نیشنلائزڈ اور پرونشلائزڈ کیڈر شامل ہیں۔ ہر کیڈر کی سینیارٹی علیحدہ علیحدہ ہے۔ چیئرمین ملتان بورڈ نیشنلائزڈ کیڈر سے تعلق رکھتے ہیں اور نیشنلائزڈ کیڈر کی سینیارٹی میں ان کا نمبر 3 ہے۔ اس طرح یہ کہنا درست نہیں کہ وہ انیس گریڈ جونیئر افسر ہیں۔

حکومت کی یہ کوشش ہے کہ چیئرمین بورڈ تعینات کرتے وقت تمام کیڈرز کو نمائندگی دی جا سکے۔ اس لئے موجودہ چیئرمین ملتان بورڈ کو تعینات کیا گیا ہے۔ تاکہ نیشنلائزڈ کیڈر کی نمائندگی ہو سکے۔ اس وقت دو تعلیمی بورڈ بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان میں سکول کیڈر کے سینئر افسران کو چیئرمین تعینات کیا گیا ہے۔ جبکہ ملتان، لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، سرگودھا میں کالج کیڈر کے افسران کو چیئرمین تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ موجودہ چیئرمین کا تعلق نیشنلائزڈ کیڈر سے ہے اور 1972ء کی نیشنلائزیشن کے مطابق یہ سیلف ڈیمنشنگ کیڈر ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ہے کہ سینکڑوں آدمی سینئر ہیں۔ محکمہ تعلیم میں ہر کیڈر کی سنیارٹی علیحدہ ہے اور نیشنلائزڈ کیڈر پنجاب میں موجودہ چیئرمین کا سنیارٹی نمبر تین ہے اور وہ اس کیڈر کے سینئر افسران میں سے ہیں۔ ان کی کل ملازمت 29 سال ہے اور وہ 25 سالہ انتظامی تجربہ کے حامل ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سکول کی اپ گریڈیشن کے اقدامات

681۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوشل ایکشن پروگرام کے تحت ۹۴-۱۹۹۳ء میں ضلع راولپنڈی کے حلقہ ۱۱۔ پی پی میں گرلز پرائمری سکول چک دولت اور گرلز پرائمری سکول اراضی حسنال کو اپ گریڈ

کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلے میں اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے اور کیا اس سال مذکورہ سکول اپ گریڈ کر دیئے جائیں گے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) گرلز پرائمری سکول اراضی حسنال کی بلڈنگ کی تعمیر کا کام جاری ہے۔جبکہ چک دولت کے لیے زمین حاصل کر لی گئی ہے۔سکیم منظوری کے لیے مجاز حکام کو بھجوا دی گئی ہے۔عمارات کی تکمیل کے بعد ہی سکول اپ گریڈ ہو سکیں گے۔

انسپیکشن افسران اور عملہ کے لیے فراہم کردہ گرانٹ کی تفصیل

725۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ تعلیم سیکنڈری ایجوکیشن اور ایلیمنٹری ایجوکیشن پنجاب کے ہر ضلع میں انسپیکشن افسران کی تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سیکنڈری ایجوکیشن کے ہر ضلع میں ایک ضلعی افسر (انسپیکشن سٹاف) اور ایلیمنٹری ایجوکیشن سٹاف کی تعداد ۳۰ اور ۴۰ کے قریب ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مالی سال ۹۵-۱۹۹۴ء میں ان افسران کے سفر خرچ اور دوسرے اخراجات کی مد میں سیکنڈری ایجوکیشن اور ایلیمنٹری ایجوکیشن کو کتنی کتنی رقم دی گئی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیکنڈری ایجوکیشن اور ایلیمنٹری ایجوکیشن کے ضلعی دفتر کے عملہ کے لئے اور انسپیکشن افسران کے لئے گرانٹ کی ۸۰ اور ۲۰ کی نسبت ہے اگر ہاں تو اس تفاوت کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا)،

(الف) محکمہ تعلیم سیکنڈری ایجوکیشن کے لئے ہر ضلع میں ایک ضلعی آفیسر برائے تعلیم سیکنڈری تعینات ہے۔جبکہ ایلیمنٹری ایجوکیشن پنجاب کے انسپکشن آفیسران کی کل تعداد 1418ہے۔

تفصیل ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) سیکنڈری ایجوکیشن کے لئے ہر ضلع میں ایک ضلعی آفیسر تعینات ہے۔جبکہ ایلیمنٹری ایجوکیشن میں ہر ضلع میں انسپکشن سٹاف کی تعداد مختلف ہے۔جو کم از کم سترہ اور زیادہ سے زیادہ 66ہے۔

(ج) ضلعی آفیسران سیکنڈری اور اس کے عملہ کے لئے مالی سال 95-1994ء میں مبلغ -/4880600 روپے کے گرانٹ سفری خرچ کے لئے دی گئی تھی۔جبکہ مذکورہ بالا مالی سال میں ایلیمنٹری ایجوکیشن کو سفر خرچ اور دوسرے اخراجات کے لئے -/1,26,02,000 روپے دیئے گئے۔

(د) گرانٹ کی تقسیم محکمہ خزانہ پنجاب کرتا ہے۔اور اس میں 80 اور بیس کی نسبت نہ ہے۔

پرو نشلائزڈ کالج اساتذہ کے لئے مراعات

760۔ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے فیصلہ دیا ہے کہ نیشنلائزڈ / پرونشلائزڈ سکول اساتذہ کو ان کے ہم عہدہ جنرل کیڈر اساتذہ کے مساوی مدت ملازمت کی بنیاد پر ترقی و مالی فوائد دیئے جائیں اور اس پر عمل بھی ہو رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اساتذہ کو تو مندرجہ بالا مراعات دی گئی ہیں لیکن کالج اساتذہ کو اس سے محروم رکھا گیا ہے اگر ایسا ہے تو یہ مراعات کالج اساتذہ کو کب تک دی جائیں گی؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا) :

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

قومیائے گئے کالج اساتذہ کو بھی جنرل کیڈر کے اساتذہ کے مساوی ترقی کی مراعات دی جا رہی ہیں۔

امتحان میں شرکت کرنے والے طلباء سے لی گئی رقم میں خوردبرد

780۔چودھری محمد ریاض ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل لاہور سٹی و کینٹ (زنانہ) مدارس میں ہر سال پرائمری کا سنٹر امتحان منعقد ہوتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس امتحان میں ہزاروں طلباء شرکت کرتے ہیں اور فی طلباء دس روپیہ وصول کیا جاتا ہے۔

(ج) گذشتہ دس سال سے ہر سال کتنے طلباء نے ان امتحانوں میں شرکت کی اور ان سے کتنی رقم وصول کر کے سرکاری خزانے میں جمع کروائی گئی سال وار تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس طریقہ سے موصول کی گئی رقم کا بڑا حصہ بدعنوان افسران کھا جاتے ہیں۔اگر ایسا ہے تو حکومت اس کے تدارک کے لئے کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (میاں عطا محمد خان مانیکا) ،

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس امتحان میں ہزاروں طلباء وطالبات شرکت کرتے ہیں مگر کسی بچے سے کسی قسم کی فیس یا رقم وصول نہیں کی جاتی۔اس سلسلہ میں متعلقہ اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز کا حلفیہ بیان لف ہے۔

(ج) تعداد طلباء سال وار پیش خدمت ہے۔

کل تعداد	96	95	94	93	92	91	90	89	88	1987
27985	3516	3139	3045	2916	2925	2742	2550	2475	2297	2338

کیوں کہ طلباء سے کسی قسم کی کوئی رقم وصول ہی نہیں کی گئی لہذا رقم سرکاری خزانہ میں جمع کروانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) درست نہ ہے کیوں کہ طلباء سے فیس یا رقم وصول نہیں کی جاتی اس لیے کسی قسم کی کارروائی کا جواز نہ ہے۔

"بیان حلفی"

ہم جملہ اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز لاہور کینٹ اس امر کا حلفاً اقرار کرتی ہیں کہ سنٹر امتحان برائے کلاس پنجم میں کسی بھی بچے سے کوئی فیس یا رقم وصول نہیں کی جاتی اور نہ ہی کی گئی ہے۔

S.No.	Name of Markaz	Name of Assistant Education Officer	Signature
1.	Ichhra.	Miss Sughra Chaudhry.	-Sd-
2.	Cantonment.	Mrs Nasreen Jhon	-Sd-
3.	Model Town.	Mrs. ghazala Jabeen.	-Sd-
4.	Baghbanpura	Mrs. Zahida Parveen.	-Sd-
5.	Kahna.	Mrs. Jamila Shahbaz.	-Sd-
6.	Barki.	Mrs. Fehmida Luqman.	-Sd-
7.	Manawan.	Mrs. Tasleem Firdous.	-Sd-
8.	Manawan.	Mrs Musarrat Ch.	-Sd-

Counter Signed by

Deputy District Education Officer

(W-EE) Lahore, Cantt.

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: اب تحریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب! آپ کی ایک تحریک باقی رہ گئی ہے۔

ڈی۔ایس۔پی جھنگ کا رکن اسمبلی سے توہین آمیز رویہ

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری

مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب کے موضع حویلی لال کی بیوہ خاتون کے گھر مسلح ڈکیتی کی واردات ہوئی۔ جس میں مسلح افراد بیوہ خاتون کے مویشی کھول کر لے گئے ۔ جس پر تھانہ صدر جھنگ میں مقدمہ نمبر 543/96 درج ہوا ۔ جس کی تفتیش ڈی ایس پی صدر بشیر خان نیازی کر رہے تھے ۔ مورخہ 27 اگست کو اپنے مقدمہ کی پیروی کے سلسلے میں یہ بیوہ خاتون اپنے دیگر حامیوں کے ہمراہ ڈی ایس پی مذکورہ کے دفتر میں پیش ہوئی تو ڈی ایس پی نے میرا نام لے کر اس بیوہ خاتون سے کہا کہ تمہارے مویشی ایم پی اے کے پاس ہیں ۔ جاؤ اس سے جا کر اپنے مویشی لے لو ۔ میں نے تمہارا مقدمہ خارج کر دیا ہے ۔ بیوہ خاتون نے یہ واقعہ مجھے بتایا تو میں نے مورخہ 29 اگست کی دوپہر ڈی ایس پی مذکورہ کو فون کیا اور کہا کہ یہ درست ہے کہ آپ نے مدعیہ خاتون سے اس زبان اور لہجے میں بات کی ہے تو ڈی ایس پی نے بڑی رعونت کے ساتھ کہا کہ ہاں میں نے کہا ہے ۔ جب تم پولیس کے خلاف احتجاج کر رہے ہو تو پھر ہم تمہارے بارے میں یہی رویہ اختیار کریں گے ۔ جب میں نے ڈی ایس پی سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں ایم پی اے ہوں اور عوام کا نمائندہ ہونے کے ناطے میرے بارے میں اس طرح کی زبان استعمال کرنے پر اسمبلی میں باز پرس بھی ہوسکتی ہے تو وہ کہنے لگے کہ تو نے اور تیری اسمبلی نے میرا جو " کچھ " کرنا ہے کرے مجھے اس کی پرواہ نہیں ۔ اس کے بعد ڈی ایس پی اور میرے درمیان جو گفتگو ہوئی شرافت ' تہذیب اور اس ایوان کا تقدس اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اس کا ذکر کیا جائے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

جناب والا ! میں اس میں short statement نہیں دینا چاہتا صرف آپ کی وساطت سے وزیر قانون کی خدمت میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بیوہ خاتون کے گھر ڈکیتی ہوئی ۔ پولیس کے پاس وہ مقدمہ درج کرانے گئی تو اس نے ڈکیتی کی بجائے صرف چوری کا مقدمہ درج کیا۔ اور چونکہ ڈی ایس پی صاحب ملزم فریق سے رشوت لے چکے تھے چنانچہ انھوں نے اس مقدمے کی تفتیش از خود اپنے پاس لے لی ۔ ان دنوں ایک نوجوان ہلاک ہوا اور پولیس کے خلاف احتجاج ' دھرنوں کا سلسلہ شروع ہوا اور وہ بیوہ جب اپنے مقدمے کی پیروی کے لیے گئی تو اس وقت دوسرے معززین علاقہ بھی اس کے ساتھ موجود تھے ۔ تو اسے ڈی ایس پی نے کہا کہ جاؤ تم اپنے مویشی ریاض حشمت سے جا کر لے

لو ۔ ایک طرف تو وہ ہمارے خلاف احتجاج کرتا ہے اور دوسری طرف ہم اس کے جو حامی لوگ ہیں ' اس کے جو ورکرز ہیں اور اس کے حلقے کے جو لوگ ہیں ان کے کام بھی کریں یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ میں حلفاً کہہ رہا ہوں کہ اس خاتون نے جب میرے ساتھ رابطہ قائم کیا تو ایک دن چھوڑ کر 29 اگست کو میں نے اس ڈی ایس پی کو ٹیلیفون کیا اور اسے کہا کہ کیا جناب آپ نے اس زبان اور لہجے میں بات کی ہے تو وہ کہنے لگا کہ ہاں میں نے کی ہے ۔ میں نے کہا کہ آپ نے کیوں کی ہے جبکہ آپ کو علم ہے کہ میں ایم پی اے ہوں اور ایک ایم پی اے کے بارے میں اگر آپ اس قسم کی زبان استعمال کریں گے تو ایسا ادارہ بھی اس صوبے میں موجود ہے جسے صوبائی اسمبلی کہتے ہیں وہاں آپ سے باز پرس بھی ہو سکتی ہے۔ جناب سپیکر ! میں حلفاً کہہ رہا ہوں کہ اس نے سارے ادب و آداب ' اخلاق کے سارے تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر کہا کہ تو نے اور تیری اسمبلی نے میرا جو کچھ کرنا ہے کر لو ۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے اور " کچھ " کا لفظ میں نے اخلاقاً لکھا ہے حالانکہ اس نے کچھ اور الفاظ استعمال کیے تھے۔ جناب والا! ایک تو اس نے اس بیوہ کا مقدمہ خارج کر دیا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ مجھے اس بات کی یقین دہانی کرائیں کہ اس مقدمہ کی تفتیش جسے ڈی ایس پی صاحب نے غصے میں آ کر ' اشتعالاً خارج کیا ہے کسی دیانت دار پولیس آفیسر سے کروا کر اس بیوہ عورت کے مویشی واپس دلائے جائیں ۔ یعنی اگر یہ مقدمہ سچا ہے ' درست ہے تو اس بیوہ عورت کے مویشی برآمد کرانے کی یقین دہانی کرائیں اور اس کے بعد میری اس تحریک استحقاق کو اسی خصوصی کمیٹی کے سپرد کر دیں جس میں پہلے تحقیقات ہو رہی ہیں ۔

جناب سپیکر : جی وزیر قانون صاحب ! آپ کچھ فرمائیں گے ؟

وزیر قانون: جناب والا! میں اس میں صرف یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ پہلے ہی ایک خصوصی کمیٹی بن چکی ہے جس میں ان سارے واقعات کی چھان بین ہو گی ۔

جناب سپیکر : کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ تحریک استحقاق بھی اسی کمیٹی کو چلی جائے ؟

وزیر قانون : جی ہاں اسے بھی اس کمیٹی کو بھجوا دیں ۔

جناب سپیکر : جنجوعہ صاحب ! آپ کو اس بات پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے کہ یہ تحریک بھی اسی خصوصی کمیٹی کو بھجوا دی جائے ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا ! مجھے اس بات پر تو قطعاً اعتراض نہیں ہے کہ میری اس

تحریک استحقاق کو خصوصی کمیٹی کے سپرد کیا جائے البتہ میں جناب وزیر قانون سے اس ہاؤس میں اس بات کی یقین دہانی چاہتا ہوں کہ اگر اس بیوہ خاتون کا یہ مقدمہ سچا ہے اور جسے ڈی ایس پی نے اتفاقاً میری وجہ سے خارج کیا ہے اس کے مویشی واپس کروائے جائیں۔ بے شک تحقیقات کسی بھی دیانت دار آفیسر سے کروالی جائیں۔

جناب سپیکر : وزیر قانون صاحب! اس سلسلے میں آپ کچھ مہربانی فرما سکتے ہیں؟

وزیر قانون : جناب والا! متعلقہ احکام سے، وزیر اعلیٰ صاحب اور سینئر وزیر صاحب سے اس بات عرض کر دوں گا۔ آج اتفاق سے دونوں صاحبان موجود نہیں ہیں جیسے ہی کل وہ تشریف لائیں گے میں ان سے عرض کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب دو باتوں کی گزارش کر رہے ہیں کہ اگر وہ مقدمہ سچا ہے تو اسے خارج نہ کیا جائے اور اس خاتون کے مویشی اسے واپس دلوائے جائیں۔

وزیر قانون : جناب والا! کل جب سینئر وزیر صاحب یا وزیر اعلیٰ صاحب جو بھی تشریف لائیں گے میں ان سے عرض کر دوں گا۔

جناب سپیکر : ان سے ہماری طرف سے کہیے گا کہ یہ ایوان کی خواہش ہے۔

جناب وزیر قانون : جی بہتر ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر! ہاؤس میں decorum موجود نہیں تھا اس لیے میں سمجھ نہیں سکا کہ اس خاتون کے مویشیوں کی بازیابی کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے؟

جناب سپیکر ، آج وزیر اعلیٰ اور سینئر وزیر موجود نہیں ہیں جیسے ہی ان سے رابطہ ہوتا ہے تو یہ سپیکر صاحب کی اور ایوان کی رائے بتائیں گے کہ یہ دو کام ہونے چاہیں۔ اگر اس خاتون کا مقدمہ سچا ہے تو اسے خارج نہیں ہونا چاہیے اور اس کے جو ناجائز طور پر مویشی پکڑے گئے ہیں وہ واپس ہونے چاہیں۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ، شکریہ۔

جناب سپیکر ، اگلی تحریک استحقاق سیٹھ محمد اسلم اور جناب امتیاز احمد صاحب کی ہے۔ یہ pend کروائی گئی تھی۔

وزیر قانون ، جناب والا! دونوں صاحبان یہاں پر موجود تھے اس لیے اسے آج لے لیں۔ آپ آواز

دے دیں شاید آ جائیں۔

جناب سپیکر ، اگر امتیاز احمد یا سیٹھ محمد اسلم کہیں آس پاس تشریف رکھتے ہوں تو ایوان میں تشریف لائیں ان کی تحریک استحقاق زیر بحث ہے --- لاء منسٹر صاحب یہ تو 18 تک کے لیے pend کی گئی تھی۔ اس لیے اسے کل تک کے لیے رکھ لیتے ہیں۔ میرے پاس اور کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔

وزیر قانون ، میرا خیال تھا کہ آج ہم ادھر سے سارا صاف کر لیتے۔

جناب سپیکر ، جی ہاں بالکل ۔ نیازی صاحب ---- آپ کی طرف سے مجھے پیغام ملا ہے کہ میری تحریک استحقاق کی motion جو 18 تاریخ کے ایجنڈے میں شامل ہے براہ مہربانی اسے آج ہی ایجنڈے پر رکھ لیا جائے کیونکہ کل میری کچھ مصروفیات ہیں اور آپ نے لاءمنسٹر صاحب سے بھی بات کی ہے ان کی رضامندی سے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہیں ۔ لاء منسٹر صاحب اسے آج take up کر لیں۔

وزیر قانون ، take up کر لیں۔

جناب سپیکر ، نیازی صاحب! آپ تحریک پیش کیجیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، شکریہ' جناب سپیکر۔

چودھری اصغر علی گجر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، ایک سیکنڈ میں ذرا اسے دیکھ لوں ۔ جی نیازی صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، ایک سیکنڈ یہ چھوٹا سا کام ہے ذرا یہ نمٹ جائے۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹ کو دوبارہ غور کرنے کے لیے کمیٹی کو واپس بھیجنا

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ایس ایس پی میانوالی کے اختیارات کے ناجائز استعمال اور دھمکیوں کے بارے میں پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 2 پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ کو زیر غور لایا جائے۔

جناب سپیکر ، اس پر کسی کو کوئی اعتراض ہے---- کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ ایس ایس پی میانوالی کے اختیارات کے ناجائز استعمال اور دھمکیوں کے بارے میں پیش

کردہ تحریک استحقاق نمبر 2 پر مجلس استحقاقات کی رپورٹ کو زیر غور لایا جائے۔

سید تابش الوری ، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس رپورٹ کو دوبارہ مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے کیونکہ یہ رپورٹ اگرچہ تحریک استحقاق کے حق میں ہے اور اس میں تحریک کے محرک کا مؤقف تسلیم کر لیا گیا ہے لیکن اس میں کمیٹی نے خود اپنی طرف سے کوئی سزا تجویز نہیں کی۔ اس لیے یہ بات ضروری ہے کہ بجائے اس کے کہ یہاں اس پر ایک طویل بحث ہو اسے دوبارہ مجلس استحقاقات کو بھیجا جائے تاکہ وہ محرک کی تشفی کے مطابق اور رولز کے مطابق ایک مثبت سفارش کر سکے۔

جناب سپیکر ، دیکھیں! جو یہ تحریک پیش کی گئی ہے اس کے بارے میں ہاؤس سے جو consent لی ہے اس میں تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے۔ آپ نے اس میں ایک نئی بات کی ہے۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! میں نے قاعدے کے تحت یہ تحریک پیش کی ہے اور میں نے یہ اس لیے پیش کی ہے کہ بجائے اس کے کہ اس پر یہاں ایک طویل بحث ہو اور دو گھنٹے صرف ہوں۔ چونکہ محرک یہ چاہتے ہیں کہ یہ تشنہ ہے اس میں کچھ پہلو نا مکمل ہیں۔

جناب سپیکر ، آپ نے جو تجویز پیش کی ہے میں اس پر لاء منسٹر صاحب سے رائے لیتا ہوں۔

وزیر قانون ، جو پہلے تحریک پیش ہوئی ہے کہ یہ واپس چلی جائے۔ اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن کسی بات پر کمیٹی کو پابند کر دینا یہ کوئی مناسب نہیں ہے۔ یہ رپورٹ کمیٹی میں reconsideration کے لیے جا رہی ہے' وہ جو بھی مناسب سمجھیں گے اپنی رپورٹ تیار کر کے اسے واپس بھیج دیں گے۔

جناب سپیکر ، جی نیازی صاحب۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! محرک یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ اس رپورٹ کو زیر غور لایا جائے اور کسی بھی رکن کا یہ حق ہے کہ ----

جناب سپیکر ، آپ نے بالکل قاعدے کے مطابق ہی پیش کی ہے اور میں نے اسی لیے entertain کیا ہے اور لاء منسٹر صاحب سے رائے لی ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا سوائے اس کے کہ ہم کمیٹی کو کوئی یہ حکم نہیں دے سکتے کہ وہ یہ فیصلہ کر کے بھیجے۔

سید تابش الوری ، ہم تو reconsider کرنے کے لیے بھیج رہے ہیں۔

MINISTER FOR LAW: Sir, It is open for the Committee to reconsider.

جناب سپیکر ، جی' بالکل ٹھیک ہے۔ جی نیازی صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر ! رولز میں بھی اس کی گنجائش موجود ہے اور جب ایک پولیس آفیسر کے conduct پر decision ہو چکا ہے کہ اس کا conduct غلط تھا اور اس کی دھمکیاں ثابت ہو چکی ہیں اس کے بعد اس پر اتنا نرم طریقہ رکھنا کہ محکمہ اس کے بارے میں اسے سزا دے ۔ جناب سپیکر ! میری گزارش ہے کہ ہمیں رولز بھی اس بات کی اجازت دیتے ہیں اور میں گزارش کروں گا کہ اس کو زیر غور لایا جائے اور اس کی سزا بجائے محکمہ تجویز کرے جب استحقاق کمیٹی کے پاس مکمل اختیارات ہیں کہ وہ ایس ایس پی کے خلاف اپنا decision دے کر بھیجیں ۔ میری آپ سے اور آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے صرف اتنی گزارش ہے کہ اس کو دوبارہ زیر غور لایا جائے ۔ یہ کافی نہیں ہے کہ محکمے کو بھیج دیا گیا اور محکمہ ہی اس کے بارے میں کرے ۔

جناب سپیکر ، کوئی صاحب اس پر بات کرنا چاہتے ہیں ؟ لاء منسٹر صاحب نے اپنی رائے دے دی ہے۔

وزیر قانون ، ہم کمیٹی پر اس قسم کی کوئی قدغن نہیں لگا سکتے ۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے قدغن نہیں لگاتے۔ اسے reconsideration کے لیے بھیج دیتے ہیں اور کمیٹی میں نیازی صاحب اپنا مؤقف پیش کر سکتے ہیں ۔

وزیر قانون ، جناب والا! Without any observation اس کو reconsideration کے لیے بھیج دیا جائے ۔ کیونکہ اگر کمیٹی کی recommendations ہم نے ہی تجویز کرنی ہیں تو پھر کمیٹی کی کیا ضرورت ہے ؟

جناب سپیکر ، بجا ہے۔ ہم اس تحریک کو دوبارہ استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجتے ہیں for reconsideration ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پندرہ دنوں کے اندر اندر فیصلہ دیں ۔

جناب سپیکر ، اور کمیٹی ایک مہینے کے اندر اندر اپنا فیصلہ دے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، شکریہ' جناب سپیکر۔

جناب سپیکر ، جی محترم گجر صاحب۔

چودھری اصغر علی گجر : جناب سپیکر! متعدد بار یہ کوشش کی ہے کہ ----

جناب سپیکر : جی' I call the House to order. وزیر تعلیم صاحب لابی میں تشریف لے جا رہے ہیں اب آہستہ آہستہ معزز اراکین بھی لابی میں تشریف لے جا رہے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر : کام کے آدمی باہر جا رہے ہیں یہاں کون بیٹھے گا۔

جناب سپیکر : ہم بیٹھے ہیں۔ آپ کی بات سنیں گے۔ یہ وزیر قانون ہیں' پارلیمانی افیئرز کے وزیر ہیں' وزیر خزانہ تشریف رکھتے ہیں' نیازی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں' گھر کی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں' سرور خان بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ فکر کیوں کرتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر : شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے کئی بار ضلع لیہ کے پانی کے مسئلے کو اس ایوان کے اندر اپنی مرضی سے بھی اور آپ کی مرضی سے بھی اٹھایا۔ لیکن میں کسی طرح بھی اس کو حل کرانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر میں میں نے ایک تحریک پیش کی تھی جس میں ضلع لیہ کے ہزاروں لوگوں نے ایک جلوس نکالا' سڑکیں بلاک کیں اور بہت بڑا اجتماع ہوا اس تحریک پر گورنمنٹ کی طرف سے وزیر قانون نے جو figures پیش کیے وہ بالکل اور قطعی غلط تھے۔ ہمارا ایک حصہ ہے۔ وزیر قانون نے محکمے کی طرف سے جو اعداد وشمار پیش کیے تھے وہ اس کے مطابق نہیں تھا جو پانی وہاں پر مل رہا ہے۔ تقریباً 2200 کیوسک پانی اس ضلع کو ملنا ہے لیکن وہ پورا نہیں مل رہا جس کی وجہ سے کسانوں کو بڑی تکلیف اور پریشانی ہے۔ لیکن وزیر موصوف نے کہا کہ یہ پانی مل رہا ہے۔ میں نے وہ سارا ریکارڈ بھی منگوایا ہے۔ سال میں شاید ایک دفعہ ہمیں وہ پانی پورا ملا ہو جب کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم انہیں پورا پانی دے رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے غلط ریکارڈ پیش کیا ہے یا ان کو محکمے نے غلط ریکارڈ پیش کیا ہے۔ اس لیے یہ میری ایک تحریک استحقاق بھی بنتی تھی اور میرا شاید اس سے یہ مسئلہ حل بھی ہو جاتا لیکن آپ نے یہ تحریک چیمبر کے اندر kill کر دی۔ میرا مسئلہ تو یہ ہے کہ میرا مسئلہ حل ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر : میں مسئلہ حل کرتا ہوں۔ آپ میری بات سنیں۔ irrigation system پر بحث ایجنڈے میں رکھی گئی ہے' اس دن وزیر آبپاشی بھی یہاں موجود ہوں گے' وزیر قانون تو موجود ہوتے ہی ہیں۔ آپ کو میں موقع دوں گا۔ آپ تفصیل سے اس میں اپنا موقف بیان کریں اور میں کوشش کروں گا کہ آپ کی تقریر کے بعد وزیر آبپاشی سے اس قسم کی کوئی committment لے

لیں کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر ، جناب والا! یہ آپ کی بات اپنی جگہ درست لیکن اس بحث سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ میں نے یہاں پر بڑی التواء کی اور استحقاق کی تحریکیں پیش کیں لیکن کبھی میرے موقف کو درست نہیں سمجھا گیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو بات گورنمنٹ کی طرف سے ایوان میں پیش کی گئی ہے وہ سچ ہو جائے تو میں مطمئن ہوں ۔ اگر وہ سچ نہیں ہے تو میرا تو استحقاق بنتا ہے ۔ ایک بات گورنمنٹ نے کہی ہے کہ ہم انہیں 2200 کیوسک پانی دے رہے ہیں اور میں ایوان کے اندر کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ نہیں دے رہے۔ یہ بات جھوٹ ہے' غلط ہے۔ اب پھر میرے مسئلے کا کیا بنے گا۔

جناب سپیکر ، ابھی بات۔ وزیر قانون سے پوچھتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب محترم اصغر علی گجر صاحب کا یہ مؤقف ہے کہ آپ نے یہاں یہ on behalf of the government فرمایا تھا کہ ان کو 2200 اور کچھ کیوسک پانی ملتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے اور آپ کو جو figures دی گئیں وہ درست نہیں تھیں۔ اگر وہ figures صحیح ہیں تو ان کے مطابق پانی ملنا چاہیے اور اگر figures غلط دیے گئے ہیں تو پھر ان کو صحیح کیا جائے۔ آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون ، جناب والا! کئی دفعہ یہ ہوتا ہے کہ ..... (شور و غل)

جناب سپیکر ، میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ جن دوستوں کو ایوان کے اندر خوش گپیاں کرنی ہیں ان کے لیے لابی حاضر ہے۔ وہاں کرسیاں بھی زیادہ آرام دہ ہیں وہاں آپ سگریٹ بھی پی سکتے ہیں' ہنس بھی سکتے ہیں ۔ اس لیے انہیں ایوان سے نکل کر لابی میں چلے جانا چاہیے اور جب وہ اس سنجیدہ موڈ میں ہوں اور پانچ دس منٹ کوئی بات سننی ہو یا کرنی ہو تو اس وقت وہ ہاؤس میں آ جایا کریں۔ ہاؤس کو خوش گپیوں کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ بڑی مہربانی۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں نے اس دن بھی گزارش کی تھی کہ صرف کہنے سے کئی دفعہ ایسے مسائل حل نہیں ہوتے۔ جناب چودھری صاحب میرے بھائی بھی ہیں اور محترم بھی ہیں ہم ملتے بھی ہیں۔ کسی وقت جب یہ چاہیں اجلاس کے بعد فارغ وقت میں یا اجلاس کے دوران بھی اگر موقع ملے تو یہ تشریف لائیں کیونکہ ان کے پاس ہونے سے آمنے سامنے بات ہو جائے گی اور ان کے جو اعتراضات ہیں اس کا جواب شاید اس وقت میرے پاس نہ ہو ۔ مجھ سے جو بھی ہو سکے گا وہ میں ان کے ساتھ مل کر کرنے کے لیے تیار ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر ، جناب والا! میں وزیر قانون کا بڑا شکرگزار ہوں۔ میں نہ ان کا محترم ہوں اور نہ ان کا بھائی ہوں البتہ یہ میرے محترم ہیں اور میرے بھائی ہیں۔ مجھے یہ کچھ بھی نہیں سمجھتے میں انہیں سمجھتا ہوں' اور یہ سب جھوٹ ہے۔ اب بات بڑی آسان اور سیدھی سی ہے کہ میرا مسئلہ حل ہونا چاہیے۔ میری ان سے کوئی عداوت نہیں اور نہ محکمے سے کوئی عداوت ہے۔ میں نے وہ تحریک بھی اسی لیے پیش کی تھی کہ ایوان کے اندر غلط اعداد و شمار پیش کیے گئے۔ وزیر قانون کو غلط اعداد و شمار دیے گئے اور انہوں نے یہاں ایوان میں پڑھ دیے۔ اب میرا تحریک استحقاق کا ایک genuine right بن گیا ہے۔ کیونکہ جو figures ہیں وہ black and white میں ریکارڈ میں موجود ہیں۔ اگر آپ میری تحریک استحقاق اس وقت reject نہ کرتے تو محکمہ یقیناً مجھے وہ پانی دیتا جو منظور شدہ ہے۔

جناب سپیکر ، آپ اگر مسئلہ ہی حل کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ ان سے مل لیں۔ میں انہیں تاکید کرتا ہوں کہ یہ آپ کا مسئلہ حل کرنے میں پوری کوشش کریں ۔ لیجیے جناب غلام سرور خان صاحب مسئلہ حل کروا رہے ہیں۔

وزیر صحت (دیہی) ، جناب سپیکر! یہ ہمارے پرانے ساتھی اور بھائی ہیں ہمارے لیے بڑے قابل احترام ہیں لیکن یہ ان کا کام لینے کا طریقہ واردات ہے۔ اخباروں میں بیان دیں گے بلیک میل کریں گے' اسمبلی میں تحریک لائیں گے تو بلیک میل کریں گے اور پھر under hand deal بھی کریں گے اور ہم سے کام بھی لیں گے ۔ ہم یہ کہیں گے کہ کوئی کام اگر ہے تو بغیر تحریک پیش کیے ہوئے ہمارے پاس آئیں اگر کوئی کام ہے تو میں ذمہ لیتا ہوں ۔ وزیر آبپاشی سے متعلقہ ہے ' وزیر تعلیم کے متعلقہ ہے جس کا بھی ہو کا انشاء اللہ یہ خدمت ہم کریں گے ۔

جناب سپیکر ، اصغر علی گجر صاحب! "آیا کرو ادھر بھی میری جان کبھی کبھی"۔

چودھری اصغر علی گجر ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں سرور خان صاحب کے متعلق ہمارے بہت ہی اچھے نظریات اور جذبات ہیں لیکن افسوس کہ آج انہوں نے مجھ پر بڑے غلط الزامات لگائے حالانکہ یہ مجھے یہ کہہ رہے تھے کہ میں پیپلز پارٹی سے بڑا تنگ ہوں' بڑی گندی اور غلیظ جماعت ہے اور میں بہت جلد جماعت اسلامی کو join کرنے والا ہوں۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور آج انہوں نے یہ بات الٹ کہہ دی۔

جناب سپیکر ، اور پھر بلیک میل پر اتر آئے ۔ یہ بلیک میل ہے ناں ' اسے بلیک میل کہتے ہیں۔

وزیر صحت (دیہی) یہ بھی جناب سپیکر بیک میلنگ ہے۔

جناب سپیکر ، جی ہاں' بالکل۔

وزیرصحت (دیہی) ، جناب سپیکر! ایک بات میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ جماعت اسلامی والوں کے قول و فعل میں تضاد ہے۔

جناب سپیکر ، اللہ رحم کرے۔

وزیر صحت (دیہی) ، اور جن لوگوں کے قول و فعل میں تضاد ہو انہیں منافقین کہا جاتا ہے اور منافقین کے بارے میں حکم ہے کہ ان کا ٹھکانہ بد ترین جہنم ہے اور میں اس جہنم میں نہیں جانا چاہتا۔

جناب سپیکر ، ماشاء اللہ۔

چودھری اصغر علی گجر ، جناب والا! پھر کہتے کیوں ہیں کہ میں پیپلز پارٹی پر لعنت بھیجتا ہوں ' انہوں نے یہ بات مجھ سے کیوں کہی ہے ۔ یہ بار بار ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں؟

جناب سپیکر ، اللہ رحم کرے گا۔

وزیر صحت (دیہی) ، جناب سپیکر! میں تو سوچ بھی نہیں سکتا جیسی باتیں یہ کر رہے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر ، بالکل ٹھیک ہے۔ ویسے کبھی کبھی باتیں منہ سے نکل جاتی ہیں بندے سے ایسے۔ میاں معراج دین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے جو 17 تاریخ کے لیے pend کی گئی تھی۔ پونے بارہ بج گئے ہیں اب تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب آپ نے فرمایا تھا کہ آپ 17 تاریخ تک کچھ معلومات دے دیں گے۔

وزیر قانون ، جناب والا! کل اس سلسلے میں ہماری میٹنگ ہو گئی تھی۔ اس میں میاں صاحب بھی تھے' ارشد عمران سلہری صاحب بھی تھے ' متعلقہ صاحبان بھی آئے ہوئے تھے اور پھر اس میٹنگ کے بعد ارشد عمران سلہری نے یہاں پر آ کر ایک بیان بھی دے دیا تھا۔

جناب سپیکر ، بہت اچھا۔ میاں صاحب آپ مطمئن ہیں؟

میاں معراج دین ، جناب والا! ایل ڈی اے کا مسئلہ تو حل ہو گیا ہے لیکن واسا والے تو کل آئے

ہی نہیں۔ واسا والی بات pending رہ گئی ہے۔

وزیر قانون ، جناب والا! کل جو مسئلہ زیر غور تھا وہ یہ تھا کہ ایک غلط جگہ پر ایک مکان بنا ہوا تھا encroachment تھی۔

میاں معراج دین ، جناب والا! نا جائز تجاوزات والی بات تو ہو گئی ہے۔ میری دوسری تحریک التوائے کار تھی اور وہ یہ تھی کہ کچھ آبادیوں کو پینے کا پانی نہیں پہنچ رہا۔

جناب سپیکر ، نبی بخش پارک میں پینے کے پانی کا مسئلہ تھا آپ کسی اور تحریک التوائے کار کا جواب دے رہے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 19 کا جواب مانگ رہے ہیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! اس کے لیے وقت دے دیں کیونکہ میں نے دونوں تحریکوں کو آپس میں غلطی سے ملا دیا تھا۔

جناب سپیکر ، میاں معراج دین صاحب! میاں صاحب قبلہ وہ کہہ رہے ہیں کہ غلط فہمی کی بنیاد پر دوسری تحریک کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ تحریک نمبر 19 کے لیے انہوں نے جو وقت لیا ہوا ہے-------

وزیر قانون ، جناب والا! میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار پر بات نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر ، اس کے لیے دو دن اور دے دیں؟

وزیر قانون ، جناب والا! 19 تاریخ کو شاید میں یہاں پر حاضر نہ ہو سکوں اس لیے اسے کسی اور دن کے لیے رکھ لیں۔

جناب سپیکر ، کل کے لیے رکھ لیں۔

وزیر قانون ، کل کے لیے یا اتوار کے لیے رکھ لیں؟

جناب سپیکر ، چلیے اتوار تک کے لیے موخر کر دیتے ہیں۔

وزیر قانون ، ویسے ان کا مسئلہ ہم انشاء اللہ پہلے ہی حل کر لیں گے۔

جناب سپیکر ، اتوار کو 22 تاریخ ہے۔ میاں صاحب کی تحریک التوائے کار کو اتوار تک کے لیے موخر کرتے ہیں۔ عثمان ابراہیم صاحب کی تحریک التوائے کار لاء اینڈ آرڈر میں آجائے گی 67E۔ امتیاز احمد، سیٹھ محمد اسلم، ارگیشن سسٹم پر آجائے گی۔ ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

ضلع میانوالی اور جوہر آباد میں سرکاری لکڑی کی چوری

ملک غلام شبیر جوئیہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جون 1994ء میں میانوالی اور جوہر آباد Forest Division میں ایک بڑے سکینڈل کا انکشاف ہوا تھا۔ اور لاکھوں روپے کی لکڑی پکڑی گئی تھی ممبر مافیا والے رہداری پرمٹ کے بغیر اس لکڑی کو ٹھکانے نہیں لگا سکتے تھے۔ اس سکینڈل کا مقدمہ تھانہ واں بچراں ضلع میانوالی میں درج بھی کروایا گیا تھا مگر اس پر نامعلوم وجہ کی بناء پر کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی۔ اس دوران ممبر مافیا والوں نے محکمہ جنگلات کے اہلکاروں سے مک مکا کر کے Forest Act کے قواعد و ضوابط میں حسب منشاء ترمیم کروالی اور راہداری پرمٹ کی پابندی ختم کروا کے اس طرح جنگل چور آزادانہ طور پر وہ لکڑی ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ اور محکمہ جنگلات قومی دولت کے اس زیاں پر خاموش تماشائی بن گیا۔ محکمہ جنگلات کی اس مجرمانہ حرکت سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اس کا جواب بھی دینے کے لیے تیار ہوں۔ کل متعلقہ وزیر جنگلات یہاں پر اس کے جواب کے لیے موجود تھے۔ آج وہ کسی وجہ سے نہیں آسکے اگر جوئیہ صاحب چاہیں گے تو میں جواب دے دیتا ہوں اگر وہ وزیر جنگلات سے جواب لینا چاہیں تو ان سے جواب لے لیں۔

جناب سپیکر، جوئیہ صاحب! اگر آپ پسند فرمائیں تو اسے کل تک کے لیے pend کر لیتے ہیں وزیر متعلقہ بھی آجائیں گے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، کل تک اس کو pending کیا جائے اور محکمہ جنگلات کا وزیر خود جواب دے۔ کیونکہ وزیر قانون کو پھر مجھے جنگلات کے بارے میں ساری back ground بتانی پڑے گی۔ اس کا جواب یہ صحیح نہیں دے سکیں گے۔

جناب سپیکر، ایسے ہی کرتے ہیں۔ آپ ذرا انھیں پیغام دے دیجئے گا کہ وہ کل تشریف لائیں۔

وزیر قانون، وہ مجھے کل یہ فرما کر گئے تھے۔

جناب سپیکر، بہت اچھی بات ہے۔ کل تک کے لیے اس کو pend کر لیتے ہیں۔ اب اگلی تحریک التوائے کار ہے میاں عبدالستار ' حاجی مقصود احمد بٹ ' میاں معراج دین صاحب۔ جی میاں صاحب پڑھیے۔

لاہور میں بھارتی باشندوں کی غیر قانونی سرگرمیاں

میاں معراج دین ، شکریہ' جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں اندرون دہلی گیٹ اور اس سے ملحقہ کشمیری بازار میں بھارتی کپڑے کی سمگلنگ کی آڑ میں سکھوں اور ہندوؤں نے اپنے پیر جمانے شروع کر دیئے ہیں ایک طرف ان بھارتی باشندوں نے متذکرہ بازاروں کے بیشتر تاجروں کو اپنا مقروض بنا رکھا ہے دوسری جانب کپڑے کی سمگلنگ کی آڑ میں منشیات اور بارود یہاں پہنچایا جا رہا ہے۔ یہ تمام کام سٹی ڈویژن پولیس کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے اور قانون نافذ کرنے والے کسی ادارے نے اس طرف کبھی توجہ نہیں دی۔ علاقہ کے مقیم بتاتے ہیں کہ یہ بھارتی باشندے باقاعدہ مقامی پولیس کو منتھلیاں دیتے ہیں اور یہ منتھلیاں اعلیٰ افسروں تک پہنچائی جاتی ہیں جس سے ہر پاکستانی کا سر غیرت اور ندامت سے جھک جاتا ہے۔ یہ واقعات قومی اخبارات میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر ، لاء منسٹر آپ کچھ فرمائیں گے ؟

وزیر قانون، جناب والا! اس میں اتنا عرض کروں گا کہ یہ 29 تا 34 تک کی ساری تحاریک التوائے کار مجھے آج ہی موصول ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر، یہ آپ کو آج موصول ہوئی ہیں۔ ان کے لیے آپ مزید وقت لینا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، ان پر جوابات مجھے کل تک آجائیں گے کیونکہ یہ مسئلے ایسے ہیں کہ ان پر ایسے ہی آئیں بائیں شائیں کر کے جواب نہیں دیا جا سکتا۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے میاں صاحب انھیں pend کر لیتے ہیں۔ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ انھیں

آج ہی یہ موصول ہوئی ہیں۔ وہ اس پر ذرا تحقیقات کرلیں اور اپنی رپورٹس لے لیں تاکہ بہتر واضح اور تشفی بخش جوابات ایوان میں پیش کیے جاسکیں۔ اس لیے ان کو کل تک کے لیے pend کر لیتے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ ، جناب والا! اس میں میرا بھی نام ہے میں لاء منسٹر صاحب کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو کچھ ہوتا ہے وہاں صرف پولیس کے ایماء پر ہوتا ہے۔ اور سارا دن وہ سفید کپڑوں میں اسی طرح گھومتے رہتے ہیں ویسے بھی لوگوں کو بہت پریشان کرتے ہیں اگر ان کی مرضی نہ ہو تو یہ کام وہاں نہیں ہو سکتا۔ یہ جو کچھ ہوتا ہے وہ تھانے والوں کی مرضی سے ہوتا ہے ورنہ یہ کام ہو نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: بالکل بجا ہے۔ لاء منسٹر اسی لیے چاہتے ہیں کہ اس پر تسلی بخش طور پر بات کرکے آپ کو بتا سکیں۔

وزیر قانون: چونکہ اس وقت ہمارے پاس ٹائم بھی تھوڑا ہے ۔ اس تحریک کے متعلق اگر اور نشاندہی کرنا چاہیں تو کرلیں تاکہ ہمیں پتا چل جائے اور ہم اس کے مطابق جواب دے سکیں۔

جناب سپیکر ، آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو کھل کر بات کریں اور حالات بتائیں ابھی ہمارے پاس وقت ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! پتا کر لیا جائے۔

جناب سپیکر ، پتا تو کرلیں گے چونکہ آپ تحریک التوائے کار لائے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اسمبلی---- (مداخلتیں) میں نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ جن دوستوں نے یہاں گفتگو کرنی ہے ان کے لیے لابیز بنی ہیں وہ تھوڑی سی تکلیف کر کے لابی میں چلے جایا کریں اور ہاؤس میں گفتگو کا سلسلہ جاری نہ رکھیں ۔ یہ بالکل ناقابل برداشت ہوتا چلا جاتا ہے۔ چند دوست یہاں بیٹھتے ہیں اور وہ بھی گفتگو کرتے ہیں اور کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں تو اگر وہ بھی باہر بیٹھ جائیں گے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے---- جی میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ یہ تجویز لائے ہیں کہ ہاؤس کا کاروبار بند کرکے اس کو زیر بحث لایا جائے ظاہر ہے آپ کے پاس مواد ہے آپ بتائیں اور بات کریں کہ کیا مسئلہ ہے؟

میاں معراج دین ، جناب والا! میں نے تحریک میں واضح طور پر بتا دیا ہے اور مزید عرض کرتا ہوں کہ وہاں جو کاروبار ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، وہاں کہاں؟

میاں معراج دین: یہ کشمیری بازار دہلی گیٹ کے اندر اور اس سے ملحقہ بازاروں میں بھارتی کپڑے کی سمگلنگ کا کھلے بندوں کام ہوتا ہے اور وہاں پر اب بھی کسی آدمی کو بطور کمیشن بھیج دیا جائے وہاں آپ کو بھارتی کپڑا ملے گا۔ وہاں ہندو اور سکھ دکانداروں کو سود پر قرضہ اور کپڑا دے رہے ہیں۔ نہ صرف کپڑے کی بلکہ وہاں پر اسلحہ اور منشیات کی بھی سمگلنگ جاری ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک وہاں کی پولیس اس میں ملوث نہ ہو۔ یہ بات واضح طور پر عرض کردوں کہ اگر اس بلا کو اور اگر اس مصیبت کو نہ روکا گیا تو حالات پہلے ہی خراب ہیں اس لیے مزید خراب ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر، آپ نے سٹی ڈویژن پولیس کا ذکر کیا ہے۔ آپ خاص طور پر اس بارے میں clear ہیں کہ سٹی ڈویژن پولیس اس میں کسی حد تک ملوث ہے؟

میاں معراج دین: جی ہاں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! مجھے اجازت ہو تو میں اس کو تھوڑا سا clear کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی اجازت ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: یہ سٹی ڈویژن پولیس اس لیے لکھا گیا ہے کہ یہ جتنا کاروبار ہے تقریباً یہ جتنی مارکیٹیں ہیں کپڑے کی یا دوسری جنرل مرچنٹ یا ان چیزوں کی یہ زیادہ تر سٹی میں واقعہ ہیں اندرون شہر میں اور جو اس کا حلقہ آتا ہے۔ حقیقت میں میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو سمگلنگ کا کپڑا آتا ہے یہ کس طرح آتا ہے؟ یہ ریلوے اسٹیشن سے آتا ہے اور بارڈر سے آتا ہے۔ وہاں سے جو سواریاں آتی ہیں وہ وہاں پر پیسے دے کر، رشوت دے کر clear ہوتی ہیں اور آگے چل کر جو علاقہ پولیس ہوتی ہے یہ اس کی صوابدید ہوتی ہے، اس کی مرضی سے یہ لوگ وہاں پر سامان بیچتے ہیں۔ چند دن پیشتر اخبار میں فوٹو چھپی ہوئی تھی جس پر وہ سکھ جو تھے دکان پر بیٹھے ہوئے تھے اس فوٹو کو سامنے رکھتے ہوئے یہ تحریک استحقاق دی گئی تھی کہ یہ لوگ خود دکانوں پر سارا سارا دن بیٹھے رہتے ہیں اور جو سیلی ہوتی ہے ان کو یہ ادھار مال دیتے ہیں اور پھر وہیں سے انھوں نے پیسے اکٹھے کرنے ہوتے ہیں تو میاں صاحب کا اور میرا یہ کہنا تھا کہ کپڑے کی آڑ میں صرف یہ نہیں کہ کپڑا ہی سمگلنگ ہوتا ہے بلکہ ہر وہ غلط کام ان کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ آج اگر یہ کپڑا لاتے ہیں کوئی منشیات وغیرہ کا دھندا کرتے

ہیں تو کل کو اسلحہ، بم وغیرہ کے جو دھماکے ہوتے ہیں ان میں بھی ان کا ہاتھ ہوسکتا ہے۔ ہمارا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جب تک اس میں پولیس ملوث نہ ہو یہ دھندا نہیں چل سکتا۔ اور آپ کے علم میں یہ بات بھی لانا چاہتا ہوں کہ موچی گیٹ اور اکبری گیٹ، رنگ محل اور دہلی گیٹ کے باہر جو یکی گیٹ لگتا ہے اس میں اکبری گیٹ لگتا ہے یہ چار پانچ تھانے جو ہیں اس کی پولیس اور کوئی کام نہیں کرتی۔ سارا دن سفید کپڑوں میں گھومتے رہتے ہیں۔ ویسے بھی لوگوں کو ناجائز پریشان کرتے ہیں۔ تاجروں کا مال جو اڈے سے آتا ہے اسے بھی خواہ مخواہ چیک کرتے ہیں۔ اسی چیکنگ میں دو چار روزانہ کوئی نہ کوئی بٹورنے کے لیے ان کے ہاتھ لگتے رہتے ہیں اور سارا دن ان کا یہی کام ہے اور منتھلی اس کے علاوہ ہے اور منتھلی وہ ہے جو دکاندار خود اپنی مرضی سے جا کر ان کو دیتے ہیں جن کے ساتھ ان کی بات چیت بنی ہوئی ہوتی ہے۔ جن دکانداروں سے ان کی بات چیت بنی ہوتی ہے خود اپنی مرضی سے ان کو جا کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی سارا دن پولیس اسی طرح بازاروں میں گھومتی رہتی ہے اور یہ دوسرا کام کوئی نہیں کرتے تو ہمارے کہنے کا مقصد صرف یہی تھا کہ اس آڑ میں کل کو ملکی سطح پر زیادہ نقصان بھی ہو سکتا ہے تو اس کی روک تھام ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، محترم حاجی مقصود احمد بٹ صاحب! آپ انجمن تاجران کے صدر بھی ہیں تو آپ کی جو ذمہ داری ہے اسے بھی ذرا پہچانیں۔ میں مانتا ہوں کہ یہ سارا کاروبار پولیس کی نظر میں بھی ہو گا اور اس میں پولیس کسی حد تک شامل بھی ہو گی اور اس کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتا لیکن تاجر صاحبان جن کے آپ صدر ہیں ان کے ملے بغیر بھی، ان کے ساتھ ان کے تعاون کے بغیر بھی یہ کاروبار نہیں ہو سکتا۔ نہ سمگلنگ کا کپڑا بک سکتا ہے اور نہ بارود اور اسلحہ وہاں آسکتا ہے تو ازراہ کرم تاجر برادری کے صدر ہونے کے ناطے آپ بھی ذمہ داری کو پہچانیں اور اپنے اراکین کو حب الوطنی اور وطن دوستی سکھائیں تاکہ وہ بھی ان بھارتی سمگلروں کا آلہ کار نہ بنیں تو میں وزیر قانون صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں تفصیلی تحقیق کر کے ہاؤس کو کل اپنی رپورٹ پیش کریں۔

وزیر قانون، میں آپ کی اس بات کی بھی ایک دفعہ تائید کرتا ہوں کہ یہ کام صرف پولیس کی supervision کے بجائے جیسے حاجی صاحب تاجران کے صدر ہیں وہ بھی اس چیز کا نوٹس لیں اور اس کو resist کریں۔

جناب سپیکر ، یہ ایک سماجی اور ملکی مسئلہ ہے اس میں تمام لوگوں کو اپنی ذمہ داری محسوس کرنی چاہیے۔ پولیس پر انحصار نہیں کیا جا سکتا جیسے جنگ کے بارے میں کسی نے کہا تھا کہ War is too serious a thing to be left to the Generals This is also too serious a thing to be left to the police. اس میں آپ سوسائٹی اور اپنی ایسوسی ایشن کو بھی شامل کیجیے، شکریہ۔ صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری صاحب کی تحریک التوائے کار ہے اور پھر وہ روتے ہوئے آ جائیں گے کہ جناب! میری تحریک تھی اور میں وہاں پانی پینے گیا ہوا تھا اور پیچھے سے کسی نے زیر بحث لانے میں مدد نہیں کی تو میں اعلان کرتا ہوں صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ ان کی غیر حاضری کی وجہ سے pend کر دی جاتی ہے۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب سپیکر! آپ نے بڑے خوبصورت الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ وہ پھر روتے ہوئے آ جائیں گے۔ میرا خیال ہے آپ کی اور ان کی محبت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ جب آپ یہاں پر تشریف فرما ہوتے ہیں تو وہ ہمیشہ مسکرا کر بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی یقیناً۔ اب کافی عرصے سے انھوں نے ہاؤس کو نہیں بتایا کہ انھوں نے ایک دفعہ مجھے کھانا بھی کھلایا تھا اور میں کئی دفعہ سوچتا ہوں کہ میں پیسے جیب میں رکھا کروں جب انھوں نے یہ بات کی تو میں ان کو رقم ادا کر دوں گا۔ چودھری اختر رسول صاحب، چونکہ لاءمنسٹر صاحب! آپ نے کہا ہے تو ان سب کو pend کر لیں۔

وزیر قانون ، یہ تحریک 31 ہے آپ نے لوکل گورنمنٹ کے ایجنڈے میں اس کی discussion رکھ لی ہے۔

جناب سپیکر، تو لوکل گورنمنٹ پہ زیر بحث آ جائے گی۔ اس پر 67 ای لگ گیا۔ آپ کو 25 تاریخ کو تقریر کرنے کا موقع دیں گے۔ سید تابش الوری صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

چودھری اختر رسول ، جس مقصد کے لیے یہ دی جا رہی ہے اگر وہاں کسی نے قبضہ کر لیا تو پھر کیا ہو گا؟

جناب سپیکر، نہیں، 25 تک نہیں کریں گے۔

چودھری اختر رسول، یا کارنٹی کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، کارنٹی تو وہ تب کریں کہ وہ قبضہ گروپ میں شامل ہوں وہ تو بے چارے میری طرح کے غریب آدمی ہیں۔

چودھری اختر رسول: اگر یہ قبضہ گروپ میں شامل نہیں ہیں تو قبضہ گروپ والوں کا ساتھ ضرور دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

وزیر قانون: نہ میں نے ان کے وقت ساتھ دیا تھا اور نہ اب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔ ہم تو دونوں پھسڈیوں میں ہیں۔ جی' سید تابش الوری صاحب کی سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے بارے میں تحریک التوائے کار ہے۔ لاء منسٹر صاحب! اس پہ بھی آپ ٹائم لینا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون: اس کو pending کر لیں کیونکہ یہ آج ہی ملی ہے۔

جناب سپیکر: سید محمد عارف حسین بخاری صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اسے بھی pend کر دیتے ہیں۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار برائے گورنمنٹ چوبرجی گارڈن سٹیٹ ملتان روڈ میں پینے کے پانی کی نایابی پر ہے تو سلہری صاحب! آپ کی اجازت ہے کہ یہ کل کے لیے pend کر دی جائے؟

جناب ارشد عمران سلہری: کون سی جناب؟

جناب سپیکر: نمبر 34

وزیر مواصلات و تعمیرات: اگر اجازت ہو تو 34 کے بارے میں' میں نے سلہری صاحب سے بات کی ہے اس میں کہا ہے He will call the Chief Engineer and the concerned AC اور ہم دونوں موقع پر بھی جا کر دیکھ لیں گے۔ جو انھوں نے نشاندہی کی ہے اس کی ضرورت بھی ہے کیونکہ یہ آج سے 40,45 سال پہلے کی ہے۔ ہم موقع پر بھی چلے جائیں گے اور بیٹھ کر discuss کر لیں گے۔ ہمیں funds نے جس طرح اجازت دی تو اسی طرح کر لیں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری: میرا خیال ہے پیش کر دیا جائے اور کل جا کر موقع دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر: چلیے' بڑی خوشی سے پیش کر دیجیے۔

چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ' لاہور میں پینے کے پانی کی قلت

جناب ارشد عمران سلہری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز سٹیٹ ملتان روڈ کے مکینوں سے ملا ہوں جنھوں نے بتایا کہ ہماری کالونی میں پینے کا پانی نایاب ہوتا جا رہا ہے۔ ہمارے بچے صبح کو سکول جاتے ہیں اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے ہم سخت پریشان ہیں۔ محکمہ سے کہتے ہیں تو وہ بتاتے ہیں کہ پانی کے پائپ بہت پرانے ہیں اگر ہم پانی زیادہ دیں تو پائپ پھٹ جائیں گے لہذا اس پر گزارہ کرو۔ جس سے علاقہ بھر کے عوام میں بے چینی اور غم غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ انھیں یہ آج ہی ملی ہے اس لیے وہ اسے کل تک کے لیے pend کروا رہے ہیں تو اسے کل تک کے لیے pend کیا جائے۔

چودھری اختر رسول: جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو ڈی اور پی بلاک ہیں وہ پانی سے انتہائی محروم ہو چکے ہیں اور وضو کے لیے بھی انھیں پانی میسر نہیں آ رہا تو یہ کل چونکہ وزٹ بھی کر رہے ہیں تو kindly انھیں خصوصی طور پر یہ ہدایات بھی جاری کر دیں۔

جناب سپیکر: امید ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے آپ کی بات سنی ہو گی اگر آپ ایک چھوٹی سی تحریر انھیں بھیج دیں تو ان کے لیے یاد دہانی بھی ہو جائے گی اور بہتر کارروائی ہو سکے گی۔

جناب ارشد عمران سلہری: جیسا کہ لاءمنسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ چیف انجینئر کو ساتھ لے کر اس کا وزٹ کرنا ہے تو اختر رسول صاحب بھی اس میں معاونت کریں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

چودھری اختر رسول: ویسے ان کے ساتھ چلنا بھی ایک شرمندگی ہے بہرحال پھر بھی ہم جائیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں یہ کیا بات کی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: اب میرے سامنے یہ بڑے ہوئے ہیں ان کے والد صاحب میرے استاد تھے اور ہم ان کے ساتھ چلتے ہی رہے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ کھلاڑی ہیں ناں اس لیے ایسے ہی شوشی کرتے ہیں۔ کھلاڑی ہیں ناں کبھی کبھی foul بھی کر جاتے ہیں۔(قہقہے) تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اور آج ساری تحریکیں زیر بحث آ گئی ہیں لیکن کچھ کے لیے وزیر موصوف نے وقت لیا ہے تو وہ کل زیر بحث آ جائیں گی۔ جناب سیکرٹری صاحب! آپ آگے بتایے آگے کیا کام ہے؟ آج چونکہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے گورنمنٹ کا کوئی ایجنڈا نہیں۔ پرائیویٹ ممبرز کا کام ہے۔ تابش الوری صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ ان کی ایک قرار داد پیش ہو رہی ہے۔ پتا کر لیجیے۔ آ گئے ہیں۔ تابش صاحب! آپ کی ایک قرار داد ہے۔

قراردادیں

صوبہ پنجاب میں محتسب کے ادارے کا قیام

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ،

اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ صوبہ پنجاب میں محتسب کا ادارہ قائم کیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ صوبہ پنجاب میں محتسب کا ادارہ قائم کیا جائے"۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں اور دو الفاظ بھی کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ ترمیم اس موقعہ پر پیش ہو گی یا بعد میں ہو گی؟

وزیر قانون، ترمیم تو ابھی پیش ہو گی۔ شاید وہ خود ہی کرنے لگے ہوں۔

سید تابش الوری، اس میں غلطی سے مرکزی حکومت سے سفارش کا ذکر آ گیا ہے تو اس میں ارشد عمران سلہری صاحب کی ایک ترمیم ہے کیونکہ اس سٹیج پر میں خود ترمیم نہیں کر سکتا تھا تو ارشد عمران سلہری صاحب نے ترمیم پیش کی ہے۔ اس لیے انھیں کہیں کہ وہ ترمیم پیش کریں۔

جناب سپیکر، ارشد عمران سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مذکورہ قرارداد کی سطور 1

اور 2 میں وارد ہونے والے الفاظ " مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ" حذف کیے جائیں اور سطر کے آخر میں وارد ہونے والے الفاظ " قائم کیا جائے " کی بجائے الفاظ " قائم کرے " ثبت کیے جائیں۔

جناب سپیکر، گویا اب آپ کی تحریک آپ کے خیال کے مطابق اس طرح پڑھی جانی چاہیے۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

مذکورہ قرارداد سطور 1 اور 2 میں وارد ہونے والے الفاظ " مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ" حذف کیے جائیں اور سطر کے آخر میں وارد ہونے والے الفاظ " قائم کیا جائے " کی بجائے الفاظ " قائم کرے " ثبت کیے جائیں۔

اگر ایسا کیا جائے تو آپ کی تحریک کیسے پڑھی جائے گی؟

سید تابش الوری، صوبائی حکومت ' صوبہ پنجاب میں محتسب کا ادارہ قائم کرے۔

جناب سپیکر، اچھا ' آپ اس کی کوئی مخالفت کرتے ہیں یا ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! میں یہی ترمیم پیش کرنا چاہتا تھا کہ یہ وفاقی حکومت کا subject نہیں ہے۔ یہ صوبائی حکومت کا ہے۔ یہی میری ترمیم تھی۔ اس میں' میں دوسری بات یہ کرنا چاہتا تھا کہ شاید محترم تابش الوری صاحب کو ہماری کارروائی کا پتا چل چکا ہے۔ اس کا مسودہ محکمہ وزارت قانون کے پاس آیا ہے۔ ہم نے اس کے Ombudsman کا جو قانون ہے ۔ اس کو آخری شکل دے کر آگے بھیج دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، آگے بھیج دیا سے کیا مراد ہے؟

وزیر قانون ، کہ یہ وائس ڈیپارٹمنٹ میں جا چکا ہے اور اس کے متعلق بہت جلد قانون Ombudsman کے مطابق جلد کابینہ کے ایجنڈے پر آنے والا ہے اور یہ بہت جلد قانون بن جاتا ہے۔

جناب سپیکر، گویا آپ اس کی مخالفت نہیں کر رہے بلکہ اس پر پہلے ہی کارروائی شروع کر چکے ہیں۔

وزیر خزانہ، میں جناب تابش الوری صاحب کو ان کے محکمہ جات سے تعلقات اتنے خوشگوار ہونے کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر،جب تعلقات اتنے زیادہ خوشگوار ہوتے ہیں تو پھر ناجائز کہا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ، اور تھوڑا سا اصل حالات و واقعات میرے بھی علم میں ہیں۔ میں بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا جس کے ذمے اس کی سوچ بچار لگی تھی۔ لاءمنسٹر صاحب اور میں تقریباً دو مہینے سے اس کے لاء کی تیاری میں، اس کو فائنل شکل دینے کے بعد محکمہ قانون اس کو S & GAID میں جولائی یا اگست میں بھیج چکا ہے۔ یہاں جو اصل بات میں کرنا چاہتا ہوں اور تابش الوری اور عمران سلہری صاحب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ یہ ادارہ بہت پہلے مرکز میں معرض وجود میں آ چکا تھا۔پنجاب میں اس ادارے کے معرض وجود میں آنے کے بہت عرصہ بعد تک ہمارے یہ ساتھی جو اس طرف بیٹھے ہیں۔ ان کی اس صوبے میں حکومت رہی ہے اور دوران حکومت یہ کسی کے ذہن میں نہیں آیا کہ یہ ادارہ پنجاب میں بننا چاہیے۔ آج جبکہ موجودہ حکومت اور وزارت قانون اس کے اوپر پورا کام کر چکی ہے اور ہماری پارٹی میں اس کے اوپر جو کمیٹی بنی تھی وہ تمام سفارشات مرتب کر چکی ہے اور وہ فائنل منظوری کے لیے S&GAID کے پاس پڑی ہے اور آئندہ کابینہ میں اس نے شامل ہونا ہے۔ اس بارے میں میری گزارش ہوگی کہ ایک دوسرے پر تنقید بجا ہے، ایک دوسرے کے اوپر ہر قسم کی خامیوں کی نشاندہی بجا اور یہ اپوزیشن کا حق ہے سر آنکھوں پر تسلیم لیکن اگر ایک حکومت اور اس کا ایک حصہ ایک پیشرفت کر رہا ہے تو میں یہ سمجھوں گا اور ان سے گزارش کروں گا کہ یہ کریڈٹ میاں افضل حیات صاحب کے کھاتے میں ہی رہنے دیا جائے۔ یہ ان کی کارکردگی ہے، اور میں on the floor of the House اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میں اس کی کارروائی جیسے ہوئی ہے اور جہاں پر ہے۔ آپ کہیں تو کل میں on the floor of the House وہ رکھ دی جائے گی۔

وزیر قانون، جناب والا! میں ایک بات اس میں شامل کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں سب سے بڑا جو مسئلہ تھا۔ وہ جناب سندھو صاحب نے modesty سے کام لیتے ہوئے اس کا ذکر نہیں کیا کہ اس میں جو اخراجات آئیں گے۔ محکمہ خزانہ نے ان اخراجات کی بھی منظوری دے دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، بڑی خوشی کی بات ہے۔ جی تابش صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میرا بنیادی نکتہ اعتراض تو یہ ہے کہ میں نے قرارداد پیش کی آپ نے اسے ہاؤس کے سامنے پیش کیا۔ اس کے بعد میرا یہ حق ہے کہ اس قرارداد سے متعلق، اس کے اغراض و مقاصد سے متعلق میں ابتدائی تقریر کروں اور ان کا یہ حق ہے کہ اس کے بعد جو بھی حکومت کا موقف ہے وہ پیش کریں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہمارے ہاں کسی بات کا بھی کریڈٹ

لینے کی ایک اندھی دوڑ لگی ہوئی ہے۔جہاں تک کریڈٹ کا تعلق ہے میں نے دو سال پہلے ایک سوال کے ذریعے محتسب کا ادارہ قائم کرنے سے متعلق حکومت کا موقف معلوم کیا تھا۔ اس کے جواب میں دو سال پہلے کہا تھا کہ اس پر غور کیا جا رہا ہے۔پھر چھ مہینے پہلے میں نے دوبارہ سوال کیا تو پھر بھی یہی بتایا گیا کہ اس پر غور کیا جا رہا ہے۔ اب جب میں نے اس کے لیے یہ ریزولیشن پیش کیا تو مجھے خوشی ہے کہ اگر حکومت ایک اچھا کام کرنے کی ابتداء کر رہی ہے اور اس کا آغاز میرے سوال یا میری قرارداد سے ہو جاتا ہے تو یہ اس پورے ہاؤس کا کریڈٹ ہے۔ یہ پورے ایوان کا اعزاز ہے کہ اس کی کسی نشاندہی پر حکومت ایک بہتر ادارہ قائم کرنے کی طرف پیشرفت کر رہی ہے۔لیکن اگر ایسا تھا تو یہ اس قرارداد سے پہلے اعلان کر دیا جاتا۔ یہاں تو کوئی چھپانے والی بات بھی پہلے سے افشاں ہو جاتی ہے۔ اس لیے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میری آج کی یہ قرارداد ایک انتہائی اہم اور حساس موضوع سے متعلق ہے۔ پورے ملک میں آج جب میں قرارداد پیش کر رہا ہوں تو کرپشن کے خلاف ہاہا کار مچی ہوئی ہے اور بدعنوانی اور لوٹ کھسوٹ کے کینسر کی جڑیں حکومت سے کابینہ تک ' انتظامیہ سے عدلیہ تک' بلدیات سے سماجیات تک' خود مختار اداروں سے نیم خود مختار اداروں تک' صنعت سے تجارت تک اور صحافت سے ثقافت تک پھیل گئی ہیں۔ موجودہ حکمران اور نوکر شاہی میں رشوت اور بدعنوانی نے ماضی کے سارے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ ان کے سکینڈل اب بین الاقوامی شہرت حاصل کر رہے ہیں۔ فرانس اور لندن میں ان کے محلات اور لگژری فلیٹوں کی پراسرار کہانیاں زبان زد خاص و عام ہیں۔ جن کے باعث پاکستان کو دنیا بھر میں دوسرے درجے کے انتہائی کرپٹ ملک کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ جناب سپیکر! "The Asia and Specific Review 1996" کی تازہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں کرپشن ایک طریق زندگی اختیار کر گیا ہے۔ اور "سنڈے ایکسپریس" اور "اکانومسٹ" نے کہا ہے کہ پاکستان انتہائی عیاش' شاہ خرچ اور بدعنوان ----- .

جناب سپیکر، تابش صاحب! ایک منٹ۔ یہ جو محتسب کا ادارہ ہوتا ہے' یہ سیاست دانوں کا احتساب نہیں کرتا۔ یہ سرکاری جو اہل کار ہوتے ہیں ان کا احتساب کرتا ہے۔

سید تابش الوری، میں نے عرض کیا ہے' حکمران اور نوکر شاہی۔

جناب سپیکر، نہیں' میری بات سنیے۔ مرکز میں' وفاق میں یہ ادارہ موجود ہے۔ کبھی وہاں سیاست دانوں کا احتساب ہوتا ہے؟ خواہ مخواہ کی بحث میں نہ الجھیے۔ یہ خالصتاً بیورو کریسی اور محکمہ جاتی جو احتساب ہے'

اس سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے ان میں سرے اور جو دوسری چیزیں ہیں وہ نہ لائیے۔ میں تھوڑی دیر کے لیے چیمبر میں جانا چاہتا ہوں۔ وصی ظفر صاحب جو پینل آف چیئرمین میں ہیں' تشریف رکھتے ہیں۔ انھیں درخواست ہے کہ وہ کچھ دیر کے لیے یہاں صدارت کریں۔

(اس مرحلے پر چودھری محمد وصی ظفر کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

سید تابش الوری، جناب چیئرمین! جناب سپیکر نے ابھی یہ فرمایا کہ محتسب اعلیٰ کا قانون موجود ہے اور اس میں وزراء اور حکم ران شامل نہیں ہیں۔ میرا کہنا یہ ہے کہ محتسب اعلیٰ کے قانون میں پبلک سرونٹ کا احتساب شامل ہے۔ اور پبلک سرونٹ میں وزراء' ایڈوائزرز اور پارلیمانی سیکرٹری شامل کیے گئے ہیں۔ پھر میں نے صرف حکم ران نہیں کہا' بلکہ نوکر شاہی بھی کہا ہے۔ اور اس بدعنوانی کے طوفان میں حکم رانوں کے ساتھ نوکر شاہی بھی برابر کی شریک ہے۔

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جناب سندھو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ایک قرارداد پیش کی ہے۔ قرارداد جس بات کی ہے اس کے جواب ہو رہے ہیں۔ یہ ساری باتیں اس قرارداد کے حوالے سے کیسے متعلق ہیں؟ یہ کبھی لندن پھر رہے ہیں' کبھی کہاں۔ قرارداد انھوں نے پنجاب میں پیش کی ہے۔ آپ انھیں مہربانی کر کے جو ان کی قرارداد ہے اس تک محدود رکھیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! جب ہم کرپشن کی بات کرتے ہیں تو قومی سطح پر رونما ہونے والی کرپشن کا ملک کے سب سے بڑے صوبے سے بڑا گہرا تعلق ہے۔

جناب چیئرمین، تابش الوری صاحب! جناب کی قرارداد یہ ہے،

صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ صوبہ پنجاب میں محتسب کا ادارہ قائم کیا جائے۔

اب صوبہ پنجاب میں اگر محتسب کا ایک ادارہ قائم ہوگا تو اس کا دائرۂ کار نہ تو دوسرے صوبوں کی طرف جا سکتا ہے' نہ مرکز کی طرف جا سکتا ہے۔

سید تابش الوری، صحیح ہے۔

جناب چیئرمین، نہ آپ کی اسمبلی مرکز کی طرف جا سکتی ہے' نہ آپ کی اسمبلی دوسرے صوبوں میں مداخلت کر سکتی ہے۔ آپ اگر بحث فرمائیں گے تو صرف اس بات پر کہ پنجاب میں محتسب کا کیا کردار ہو گا' اس کی کیا افادیت ہو گی۔ جو اس کے تحت آتا ہے' پھر اسی میں آپ رہیں گے ناں' یا آپ امریکہ اور انٹرنیشنل باتیں بھی ساتھ کریں گے اور مرکز کی بھی کریں گے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! مجھے اپنی limitations کا پوری شدت سے احساس ہے۔ میں نے یہ تمہیدی جملے اس لیے کہے ہیں کہ جب ملک کی کرپشن سے رسوائی ہوتی ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین ، نہیں' limitations کا نہیں' میرا خیال ہے آپ کو اپنے اختیارات کا زیادہ احساس ہے۔

سید تابش الوری، نہیں سر! اختیارات بھی آئیں گے۔ یہ بھی آنا چاہیے کہ یہ ادارہ کیوں ضروری ہے۔

جناب چیئرمین، اختیارات ابھی بھی ہیں۔

سید تابش الوری، یہ ادارہ مرکزی سطح پر کیوں بنا ہے اور اب یہاں صوبائی سطح پر کیوں بننا چاہیے۔ اس لیے کہ انتظامیہ میں اور حکومتی سطح پر جو رشوت اور بدعنوانی ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین ، میں ویسے جناب کو عرض کروں کہ جو یہ وزراء ہیں' یہ پبلک سروس میں نہیں آتے۔ اگر یہ پبلک سروس میں آجائیں تو پھر یہ الیکشن وغیرہ نہ لڑ سکیں۔

سید تابش الوری، آئین نے یقیناً استثنا دیا ہے۔ لیکن آپ اگر محتسب سے متعلق جو اصل قانون ہے وہ دیکھیں گے تو اس میں پبلک سرونٹ کی تعریف میں وزراء' ایڈوائزرز اور ۔۔۔۔

جناب چیئرمین، پڑھ دیں relevant portion

SYED TABISH ALWARI: Public servant means a public servant as defined in Section 21 of Pakistan Penal Code, 1960, and includes a Minister, Adviser, Parliamentary Secretary and the Chief Executive, Director or other Officer, employee or member of any agency.

سر! یہ اس کی definition clause ہے اور یہ میں آپ کو بھیج دیتا ہوں۔ اگر آپ دیکھنا چاہیں تو اس کو دیکھ لیجیے۔

جناب چیئرمین، بجوا دیں۔

سید تابش الوری ، جناب والا! آسائش اور امیری کی بےلگام اندھی خواہشوں نے کرپشن کو جنم دیا ہے اور خوف خدا کے خاتمے' احتساب کے فقدان' قانون اور قواعد کی بےتوقیری' بےعزتی اور سیاسی اور انتظامی چشم پوشی نے اس وبا کو سیلاب کی طرح صوبے کے شہر شہر اور گاؤں گاؤں پھیلا دیا ہے۔ جناب سپیکر! ہر چیز کی ایک انتہا ہوتی ہے۔ ہر برداشت کی ایک حد ہوتی ہے۔ لیکن ہم شاید ان تمام حدوں اور انتہاؤں کو پھلانگ کر اس موڑ پر پہنچ گئے ہیں جہاں زندگی کے ہر شعبے میں اور حکومت کے ہر محکمے میں کرپشن ایک بھوت کی طرح سامنے کھڑی ہے۔ اور ہر آدمی خوف زدہ ہو کر اس سے نجات کے لیے پکار اٹھا ہے۔ جناب سپیکر! کل ہی پلاٹوں کی کرپشن کے حوالے سے یہاں ایک اہم رولنگ دی گئی۔ اور اس سلسلے میں اراکین اسمبلی کا ۱۹۸۵ء سے لے کر آج تک کچا چٹھہ جمع کرنے کا حکم دیا گیا۔ مگر ایوان کے اتفاق رائے کے باوجود بیوروکریسی کو آپ نے بجا طور پر الگ رکھا۔ تاکہ غلط بحث کی بجائے یکسوئی سے ایک شعبے میں نیک و بد کی تمیز کی جا سکے۔ میری آج کی یہ قرارداد ایوان کے اس اتفاق رائے کی مظہر ہے جس کے تحت جناب سپیکر! آپ بھی اور یہ پورا ایوان بیورو کریسی کی بڑھتی ہوئی بدعنوانیوں کو لگام دینا چاہتا ہے اور محتسب کا ادارہ قائم کرنے کی تجویز بیوروکریسی' انتظامیہ' سرکاری محکموں' خود مختار اور نیم خود مختار اداروں اور ایجنسیوں کو رشوت' بدعنوانی' غلط کاری کا احتساب کرنے اور مظلوم عوام کی شکایات اور تکالیف رفع کرنے کے لیے ایک مشعلِ راہ اور سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

جناب سپیکر! مجھے یقین ہے کہ جو فاضل وزراء اور اراکین اسمبلی خلوص نیت اور اصرار اور تکرار کے ساتھ انتظامیہ کے احتساب کی آواز بلند کرتے رہتے ہیں وہ آج میری اس قرار داد کی پُرزور تائید کریں گے۔ ہر شخص کا ایک کھلا مشاہدہ ہے اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے میرا یہ مشاہدہ یقین کی حیثیت اختیار کر گیا ہے کہ پنجاب میں ہماری موجودہ انتظامیہ مستثنیات کو چھوڑ کر exceptions کو چھوڑ کر آئین' قانون اور قواعد سے مادر پدر آزاد نظر آتی ہے۔ حکمرانوں کی اپنی مجرم ضمیری انسدادِ رشوت ستانی کے اداروں کی اپنی رشوت ستانی خوفِ خدا اور خوفِ احتساب کے خاتمے نے نوکر شاہی کو بے لگام کر دیا ہے۔ اربوں روپے خورد بُرد ہو چکے ہیں۔ کروڑوں کے سکینڈل اور گھپلے سرد خانوں کی نذر کیے جا رہے ہیں۔ آئین اور قواعد کی دھجیاں بکھیر کر انتظامی امور اور ترقیاتی کاموں میں من

مانیاں اور بدعنوانیاں کی جا رہی ہیں۔ مالیاتی نظم و نسق اور فنانشل ڈسپلن مفلوج ہو کر رہ گیا ہے۔ رشوت اور سفارش کے بغیر کسی محکمے میں ایک روٹین کا جائز کام بھی ممکن نہیں رہا۔ جب تک رشوت اور سفارش کا پہیہ نہ لگایا جائے کوئی فائل کھسکتی ہی نہیں اور پہیہ نہ ہو تو ہر میز پر رکاوٹ موجود ہوتی ہے' پہیہ نہ ہو تو اس کام میں بے شمار اعتراضات پیدا کر دیے جاتے ہیں اور منٹوں کے کام برسوں میں نہیں ہو پاتے۔ لیکن اگر پہیہ لگ جائے' اگر اس فائل کو رواں کر دیا جائے تو ساری رکاوٹیں پلک جھپکتے دور ہو جاتی ہیں اور برسوں کے کام منٹوں میں ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ سے بہتر کس نے مشاہدہ کیا ہو گا کہ نئی نئی کالونیوں میں عالی شان کوٹھیاں' بنگلے اور مکان خود رو گھاس کی طرح اگ رہے ہیں لیکن کوئی دیکھنے والا نہیں۔ محدود آمدنیوں میں لامحدود آسائشیں اور عیاشیاں کیسے جاری ہیں؟ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کم تر وسائل میں اعلیٰ ترین معیار زندگی کے مزے کیسے لوٹے جا رہے ہیں؟ کوئی احتساب کرنے والا نہیں۔ دوسری طرف صوبے کی اکثریت انصاف سے محروم ہے۔ صوبے کی اکثریت حق رسی سے محروم ہے۔ صوبے کی اکثریت بنیادی شہری سہولتوں سے محروم ہے۔ انسانی حقوق سے محروم ہے۔ جائز مطالبات اور ضروریات سے محروم ہے لیکن غریب عوام' مفلوک الحال عوام اور استحصال زدہ عوام کا کوئی داد رس نہیں۔ کوئی دستگیری کرنے والا نہیں۔ کوئی شکایت رفع کرنے والا نہیں۔ کوئی انصاف کرنے والا نہیں۔

بنے ہیں اہلِ ہوس مدعی بھی منصف بھی
کسے وکیل کریں ' کس سے منصفی چاہیں

جناب سپیکر! مہذب معاشروں کی بنیاد عدل و انصاف ہوتا ہے۔ جہاں عدل و انصاف اساس کے طور پر ختم ہو جائے وہ جنگل کا معاشرہ اندھی طاقت کا معاشرہ بن جاتا ہے۔ پھر آج بے انصافی' ظلم اور استحصال کے جنگل میں کھڑے ہمیں اپنی تمام حسیات کو بیدار کر کے اس وحشت ناک' غیر مہذب جنگل سے نکلنا ہو گا اور تہذیب و تمدن اور حق و انصاف کی نئی وادیاں تلاش کرنی ہوں گی ورنہ ہمارا معاشرہ رس کے خاک ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! رشوت اور بدعنوانی کے خاتمے کے لیے ویسے تو بڑی انقلابی اور غیر معمولی حکمت عملی کی ضرورت ہے مگر جو کچھ ہماری دسترس میں ہے' جو کچھ ہم کر سکتے ہیں' وہ کر گزرنے میں ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ محتسب اعلیٰ کا ادارہ قومی سطح پر بڑا قابلِ رشک کام کر رہا ہے اور ہر سال

لاکھوں لوگوں کی شکایتیں رفع کر کے ان کی حق رسی کروا رہا ہے اور ہزاروں بدعنوانیوں کو چیک کرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین، آپ کی قرار داد کو جب سپیکر صاحب نے کہا کہ پیش ہو رہی ہے تو گورنمنٹ کی طرف سے کسی نے oppose کیا ہے؟ چونکہ میں تھا نہیں۔

سید تابش الوری، نہیں' oppose نہیں کیا۔

جناب چیئرمین، وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

سید تابش الوری، چلیں' oppose کریں تو ہمیں خوشی ہو گی۔

وزیر قانون، ہم نے یہ کہا تھا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ already کام ہو رہا ہے۔

سید تابش الوری، نہیں جناب' یہ تو مفروضے کی بات ہے۔ یہ تو خواب و خیال کی بات ہے۔

وزیر پارلیمانی امور، سندھو صاحب نے یہاں یہ کہا تھا کہ گورنمنٹ نے already اس پر کافی کام کیا ہے۔ انھیں اس پر خراج تحسین پیش کرنا چاہیے۔

سید تابش الوری، ہم کہہ رہے ہیں کہ ہونا چاہیے۔ انھیں جواب میں کہنا چاہیے کہ یہ ہو رہا ہے۔ بات ختم ہو جاتی ہے۔

جناب چیئرمین، وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ already ہو رہا ہے۔

رانا اکرام ربانی، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب چیئرمین، جی' رانا اکرام ربانی صاحب۔

رانا اکرام ربانی، جناب والا! میں نے ایک ترمیم کی درخواست آپ کی خدمت میں پیش کی ہے۔ اگر اسے ان الفاظ کے ساتھ ہی شامل کر لیا جائے تو تابش الوری صاحب کے لیے ایک موقع ہو گا کہ وہ اس ترمیم کے ساتھ ہی اس قرار داد پر اظہار خیال کریں۔

جناب چیئرمین، وہ تابش الوری صاحب کی شعلہ بیانی کے بعد بہتر رہے گی۔

رانا اکرام ربانی، اچھا جی۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں نہایت اختصار کے ساتھ اپنی گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کر کے اس قرار داد کو ہاؤس کے سامنے پیش کروں گا۔ میں نہ اس کے لیے زیادہ وقت لینا چاہتا ہوں

بلکہ مجھے خوشی ہے کہ ابھی تو انھوں نے کہا کہ ہم خود یہ کر رہے ہیں اور ابھی یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اس کو oppose کیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان کا confusion ان کی تک محدود ہے۔ بہرحال میں نے تو اپنی بات کرنی ہے اور مجھے اجازت دیجیے کہ میں اپنی بات کروں۔

جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ محتسب اعلیٰ کا ادارہ قومی سطح پر بڑا قابلِ رشک کام کر رہا ہے لیکن اس کا دائرہ کار وفاقی محکموں اور وفاقی ایجنسیوں تک محدود ہے۔ ہمیں اسی طرز پر پنجاب میں محتسب کا ادارہ بنانا ہو گا۔ محتسب اعلیٰ اور وفاقی حکومت نے بھی اسے ناگزیر قرار دیا ہے۔ صوبہ سندھ میں مدت ہوئے یہ ادارہ قائم ہو چکا ہے اور نہایت کامیابی سے چل رہا ہے اور عوامی شکایات کے ازالے کے لیے اس کے بڑے مثبت نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ مجھے احساس ہے کہ میرے دو سال پہلے سوال کی بنیاد پر پنجاب حکومت نے محتسب کا ادارہ قائم کرنے کے سلسلے میں غور شروع کیا اور انہوں نے اس ہاؤس میں یہ یقین دہانی کرائی کہ عنقریب کابینہ کی منظوری کے بعد ایسے ادارے کا قیام ممکن ہو سکے گا لیکن جناب والا! دو سال گزرنے کے باوجود حکومت صم بکم عمی فھم لا یرجعون کی تصویر بنی ہوئی ہے اور اس نے اس سلسلے میں کوئی اعلان اور کوئی نوید اس سے پہلے نہیں سنائی۔ کئی اعلیٰ سطح کے اجلاس بھی ہوئے لیکن اس میں کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا کیونکہ بیورو کریسی اس ادارے کا براہ راست ہدف ہے اور اس کے ذریعے اس کی غلط کاریوں اور بدعنوانیوں کے احتساب کا عمل جاری ہو سکتا ہے ------

رانا محمد اقبال خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا اس کرسی صدارت پر تشریف رکھنے والے چیئرمین یا سپیکر یا ڈپٹی سپیکر ہاؤس کے ممبران کے ساتھ آنکھوں کے اشارے سے بات کر سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین ، آنکھوں کے اشارے تو کسی کو بھی کئے جا سکتے ہیں اور آپ جیسے پیارے لوگوں کو تو ضرور کرنے چاہئیں۔

رانا محمد اقبال خان ، جناب والا! آپ آنکھوں سے باتیں کر رہے تھے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ وہ تقریر فرما رہے ہیں اور آپ اشاروں میں چل رہے تھے۔

جناب چیئرمین ، آپ کو بھی تو اشارہ میں نے کیا ہے۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ بیورو کریسی نے اس ادارے کو براہ راست سازش کا شکار کیا ہے اور ایک ناگزیر تقاضے کو مسلسل تاخیر کا شکار بنایا جا رہا ہے اور اس ادارے کے

قیام کو حیلے بہانوں سے مسلسل سرد خانے کی نظر رکھا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اگر ہمارے فاضل اراکین اسمبلی اور وزراء کرام دل سے کرپشن اور بدعنوانی کا خاتمہ چاہتے ہیں اگر وہ واقعی انتظامیہ کی purification یا تطہیر کا ارادہ رکھتے ہیں اگر وہ واقعی عام آدمی کی شکایات اور مشکلات کو دور کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر وہ واقعی انتظامی اور سماجی معاشرے کو صاف اور شفاف بنانا چاہتے ہیں تو وہ اتفاق رائے کے ساتھ نہ صرف میری قرارداد منظور کریں گے بلکہ محتسب کے ادارے کے قیام کو یقینی بنانے میں ایک مؤثر کردار بھی ادا کریں گے۔ جناب والا! محتسب کا ادارہ پبلک سرونٹس کے .....

جناب چیئرمین : رانا صاحب! یہ ڈسکشن باہر کر آئیں۔

سید تابش الوری : جناب والا! پبلک سرونٹس کے خلاف عوام کی شکایات سننے کے سلسلے میں خود مختار ہو گا۔

رانا محمد اقبال خان : جناب والا! میں نے یہ گستاخی نہیں کی۔

جناب چیئرمین : آپ کے علاوہ اور بھی ہیں۔

سید تابش الوری : جناب والا! اس وقت پنجاب میں مختلف ادارے احتساب کے لیے موجود ہیں لیکن محتسب کا ادارہ اس اعتبار سے منفرد ہو گا کہ وہ اپنی خود مختاری اور اختیار کی بنیاد پر پبلک سرونٹس کے خلاف عام آدمی کی شکایت پر احتسابی اور تادیبی کارروائی کر سکے گا۔ جناب والا! آپ دیکھتے ہیں کہ عام آدمی اس وقت سرکاری محکموں سے اتنا شاکی ہے اتنا نالاں ہے اتنا بیزار ہے کہ اسے نجات کی کوئی راہ نظر نہیں آتی ۔ خود گورنمنٹ کے محکموں میں وصولی کا مسئلہ ہو ' بلوں کی ادائیگی کا مسئلہ ہو ' ٹیکسوں کی ادائیگی کا مسئلہ ہو تو بیوروکریسی کے اہلکار ' سرکاری ملازمین سرکاری خزانے میں رقوم جمع کرنے کے عمل کو بھی ناممکن اور مشکل بنائے ہوئے ہیں۔ اس اعتبار سے اس بات کی ضرورت ہے کہ سندھ کی طرز پر پنجاب میں بھی بلا تاخیر محتسب کا ادارہ قائم کیا جائے اور اس کا سربراہ ایسے ایماندار اور صاحب کردار شخص کو متعین کیا جائے جو ہر قسم کے سیاسی اور انتظامی دباؤ سے آزاد ہو کر اپنے خدا اور ضمیر کو حاضر ناظر سمجھ کر عوام کی شکایات کا بے باکانہ اور جرات مندانہ فیصلہ کر سکے ۔

جناب والا! ابھی چند روز ہوئے آپ نے بھی بیوروکریسی کی بدعنوانیوں' ان کی سرکشیوں اور ان کی غلط کاریوں کی نشاندہی کی ہے۔ ہم سب لوگ محض تقریریں کرتے ہیں' محض تجویزیں پیش کرتے ہیں لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو خاموشی اختیار کر لی جاتی ہے ۔ آج میں نے ایک مثبت

قرارداد کے ذریعے اس ایوان کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہے کہ بیوروکریسی اور انتظامیہ کے احتساب کے لیے اور عوام کی جائز شکایات اور مشکلات کے ازالے کے لیے محتسب کا ادارہ فوری طور پر قائم کیا جائے تاکہ عوام میں یہ احساس پیدا ہو سکے کہ یہ حکومت ان کی بہبود کے لیے ان کی شکایات کو رفع کرنے کے لیے ان کے لیے آسائشیں پیدا کرنے کے لیے عملی اقدامات بھی کرتی ہے اور صرف نعرے نہیں لگاتی صرف تصور پیش نہیں کرتی صرف generalized وعدے نہیں کرتی بلکہ ان پر عمل پیرا بھی ہوتی ہے یہ موقع ہے کہ یہ ہاؤس اس قرارداد کو منظور کر کے تاریخ میں یہ اعزاز حاصل کرے کہ اس نے قانون سازی کے ذریعے ایک مثبت ادارہ قائم کر کے عوام کی فلاح و بہبود کی طرف ایک اہم پیش رفت کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میری اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے گا اور عوام کے سامنے اس ایوان کی سرخروئی کی کوئی صورت پیدا کی جائے گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : میاں عبدالستار کی طرف سے ایک ترمیم ہے۔ جی میاں صاحب۔

(فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

جناب ارشد عمران سلہری : جناب والا! ترمیم تو پیش کر دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین : رانا اکرام ربانی صاحب! آپ اپنی ترمیم پیش کرنا چاہیں گے۔ اگر پیش کرنا چاہتے ہیں تو اسے پیش کریں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب سپیکر! رول ۹۸ کو معطل کر کے محترم تابش الوری صاحب کی پیش کردہ قرارداد کے آخر میں یہ الفاظ شامل کرنے کی استدعا کرتا ہوں۔ قرار داد کا متن یہ ہے کہ :۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے --------"

جناب چیئرمین : پہلے آپ رولز تو معطل ہونے دیں۔ آپ ایک ترمیم دینا چاہتے ہیں میں اس بارے میں پہلے ایوان کی رائے لے لوں۔

رانا صاحب کی یہ قرارداد ہے کہ قاعدہ ۹۸ کو ۲۰۲ کے تحت معطل کر کے ان کی ترمیم کو اس قرارداد میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین : اب میں رانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی ترمیم ایوان کے سامنے پیش کریں جس پر ووٹنگ ہو گی۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب والا! قرارداد کے آخر میں یہ الفاظ شامل کیے جائیں کہ۔

"مزید برآں یہ ایوان اس ضمن میں اب تک کی پیش رفت پر محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے "۔

جناب چیئرمین ، رانا اکرام ربانی صاحب نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ ۔

"مزید برآں یہ ایوان اس ضمن میں اب تک کی پیش رفت پر محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے "۔

SYED TABISH ALWARI: I oppose it sir.

جناب چیئرمین ، اس کے لیے وہ فرما رہے ہیں کہ ۔

"رول ۹۸ کو قاعدہ ۲۰۲ کے تحت معطل کر دیا جائے "۔

(باتفاق رائے ایوان رول معطل کر دیا گیا)

رانا صاحب اپنی ترمیم پیش کریں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب سپیکر! مجھے اس قرارداد میں ترمیم پیش کرنے کی ضرورت اس مرحلہ پر اس لیے پیش آئی کہ اس ضمن میں ------

جناب چیئرمین ، پہلے آپ یہ پیش کریں پھر اس کے بعد اپنی تقریر فرمائیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ ۔

"مزید برآں یہ ایوان اس ضمن میں اب تک کی پیش رفت پر محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے

جناب چیئرمین ، آپ کی ترمیم carry ہو گئی کیونکہ اسے کسی نے oppose نہیں کیا۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں نے اسے oppose کیا ہے۔

جناب چیئرمین ، آپ نے نہیں کیا۔

سید تابش الوری ، جناب میں نے کیا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، انہوں نے رول کی suspension کے وقت کیا تھا۔

جناب چیئرمین ، اچھا ایک منٹ۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ رانا صاحب نے یہ

ترمیم پیش کی ہے کہ۔

"مزید برآں یہ ایوان اس ضمن میں اب تک کی پیش رفت پر محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے"۔

SYED TABISH ALWARI: I oppose it, sir.

جناب چیئرمین، جی' رانا صاحب!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! تابش الوری صاحب نے جس وقت یہ قرارداد پیش کی اور محترم وزیر قانون صاحب نے اس پر وضاحت کی کہ اس سلسلے میں already ایک exercise ہو چکی ہے پرائم منسٹر آف پاکستان نے مرکزی سطح پر محتسب کا ادارہ قائم کیا ہوا ہے اور جس کی تعریف میں تابش الوری صاحب نے بڑے خوبصورت الفاظ ادا کیے ہیں میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مرکزی حکومت کے کام تو سراہا ہے۔ اسی کو نظر میں رکھتے ہوئے محترمہ نے یہ ہدایت کی تھی کہ صوبہ پنجاب میں بھی یہ ادارہ قائم کیا جائے۔ چنانچہ ان کی طرف سے پیش کی جانے والی ہدایت سے شروع ہو کر قانون سازی کی حد میں داخل ہونے تک محکمہ قانون سے یہ تجویز vet ہو کر کابینہ میں approval کے لیے اس آئندہ اجلاس میں پیش ہو جائے گی۔ اس کے بعد یہ منظور بھی ہو جائے گی۔ وزیر قانون صاحب نے جب اس پر یہ تفصیل بتائی تو میرا یہ خیال تھا کہ تابش الوری صاحب اس بات کا علم ہونے کے بعد اپنی اس قرارداد پر زور نہیں دیں گے کہ وزیر اعظم پاکستان کی ایک بڑی واضح ہدایت کے پیش نظر صوبے میں بھی محتسب کا ادارہ قائم کیا جا رہا ہے لیکن انہوں نے اس کے باوجود اپنی اس قرارداد پر زور دیا تو میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ہمیں یا حکومت کو اس ادارے کے قائم کرنے میں نہ اعتراض تھا اور نہ ہے بلکہ حکومت کی طرف سے پہلے ہی اس سلسلے میں کافی پیش رفت ہو چکی تھی تو چنانچہ یہ ضروری تھا کہ عوام کے سامنے صحیح صورتحال لانے کے لیے یہ ترمیم پیش کی جائے کہ نہ ہمیں اس تجویز سے اختلاف ہے بلکہ اس تجویز پر محترمہ کی ہدایت کے پیش نظر کام ہو چکا ہے اور کابینہ کے اجلاس کے بعد یہ قانون سازی کی حد میں داخل ہونے والی ہے۔ اس لیے ایوان سے میری یہ استدعا ہو گی کہ عوام تک صحیح صورتحال پہنچانے کے لیے کہ یہ حکومت صوبائی سطح پر صوبائی محتسب کا ادارہ قائم کرنا چاہتی ہے اور قائم کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ قائم ہو جائے گا اور اس کا کریڈٹ وزیر اعظم پاکستان کو جانا چاہیے۔ اس لیے اس ایوان سے میری یہ استدعا ہو گی کہ یہ قرارداد اس

پوری شکل میں پاس کی جائے۔ شکریہ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مسجد ابھی بنی نہیں ملاں پہلے آ گیا ابھی قانون بنا نہیں ہے کابینہ نے اس کی منظوری دی نہیں ۔ جب یہ تمام مراحل طے ہو جاتے تو ان کا حق بنتا تھا کہ محترمہ بینظیر صاحبہ کے لیے خراج تحسین کے الفاظ یا قرارداد پیش کرتے ۔

جناب چیئرمین ، خاکوانی صاحب! آپ اتنے سینئر پارلیمنٹرین ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر تو وہی ہوتا ہے کہ اگر ہاؤس میں کوئی irregularity ہو یا ہاؤس dis-order ہو تو پھر آپ اس کو اسی موقع پر point out کریں۔ اگر آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو وقت دے دیتا ہوں۔ آپ تقریر فرمائیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب والا! میرے خیال میں یہ irregularity ہے۔

جناب چیئرمین ، نہیں۔ یہ irregularity نہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، اس لیے کہ اس کا تو ابھی وجود ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین ، یہ باتیں تو آپ اپنی تقریر میں کہیں۔ یہ irregularity اس لیے نہیں کہ اسے باقاعدہ ہاؤس میں پیش کر کے، رول کو معطل کر کے انہوں نے اپنی ترمیم پیش کی ہے اور اس پر اپنا بیان دیا ہے۔ آپ کا حق ہے کہ آپ اس کی مخالفت کریں مگر آپ اپنی تقریر میں کریں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب والا! مجھے تھوڑی سی وضاحت کی اجازت دے دیں۔

جناب چیئرمین ، جناب۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب والا! میں نے اس میں یہ الفاظ کہ "اب تک کی پیش رفت پر" بڑے احتیاط سے شامل کیے ہیں۔ مجھے معلوم تھا کیونکہ میرا خاصا پارلیمانی تجربہ ہو چکا ہے کہ کسی نہ کسی صاحب کے ذہن میں یہ بات آئے گی۔ میں نے اس کو anticipate کرتے ہوئے یہ الفاظ شامل کیے تھے کہ اب تک کی پیش رفت۔

جناب چیئرمین ، سید تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری ، جناب والا! میں اس ترمیم کی مخالفت دلائل کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں ----

جناب چیئرمین ، ذرا مختصر ہی فرما دیں تو مہربانی ہو گی۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ہر اچھے کام کی فراخ دلانہ تعریف کرنے اور ہر غلط کام کی سخت تنقید کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ جناب ربانی صاحب نے اس ترمیم میں بینظیر صاحبہ کو اس کام کے لیے خراج عقیدت پیش کرنے کا تہیہ کیا ہے جو انہوں نے سرے سے انجام ہی نہیں دیا۔ ابھی جب میں تقریر کر رہا تھا اور قومی سطح پر کرپشن کی بات کر رہا تھا تو آپ نے مجھے روکا کہ صرف پنجاب کی حد تک ہی محدود رہیے اور مرکز پر اور مرکزی حکمرانوں پر تنقید نہ کیجیے لیکن اب جبکہ پنجاب کی سطح پر یہ قرارداد محتسب کے ادارے کے متعلق پیش کی گئی ہے تو وزیر اعظم کو خراج پیش کیا جا رہا ہے اور اس صورت میں خراج پیش کیا جا رہا ہے جبکہ انہوں نے اس سلسلے میں کوئی ایک لفظ بھی کسی پبلک جریدے یا اخبار میں نہیں کہا۔ مجھے اکرام ربانی صاحب کسی ایک اخبار کا کوئی تراشہ دکھا دیں جس میں بے نظیر صاحبہ نے یہ ہدایت کی ہو کہ پنجاب میں فوری طور پر محتسب کا ادارہ قائم کیا جائے یا اس سلسلے میں انھوں نے کوئی directive جاری کیا ہو۔ جناب والا! جب ایسی بات نہیں کی گئی تو شاہ سے زیادہ وفادار بننے کی کوشش اور بلا جواز خراج تحسین کی روایت کسی طرح بھی مستحسن نہیں ہے۔ پھر جناب والا! یہ بھی کہا گیا کہ مرکزی سطح پر محتسب اعلیٰ کے ادارے کی تابش الوری نے تعریف کی ہے ۔ یقیناً میں نے تعریف کی ہے لیکن محتسب اعلیٰ کا ادارہ قائم کرنے میں بھی پیپلز پارٹی کا یا محترمہ بے نظیر بھٹو کا کوئی کردار نہیں ہے ۔ یہ 1983ء میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے ایک آرڈیننس کے ذریعے ادارہ قائم کیا تھا۔ مارشل لاء کی بے شمار برائیاں ہیں ' بے شمار لعنتیں ہیں لیکن ان کا یہ ایک ایسا کام تھا جو آج بھی احتساب کے نقطہ نظر سے ایک اہم اور موثر حیثیت رکھتا ہے اور اگر اس کا کوئی credit جاتا ہے تو وہ ضیاء الحق کو جاتا ہے ' اس زمانے کی حکومت کو جاتا ہے ۔ موجودہ حکومت کو ہرگز نہیں جاتا ۔ اس لیے جناب والا! میں یہ چاہوں گا کہ اس قرار داد میں ربانی صاحب نے جو ترمیم پیش کی ہے وہ بلا جواز اور superfluous ہے ۔ ابھی ہم یہ تجویز پیش کر رہے ہیں کہ یہ ادارہ قائم کیا جائے ' ہم سفارش کر رہے ہیں ۔ ابھی یہ ادارہ بنا نہیں ہے ' ابھی اس ادارے کے سلسلے میں قانون پاس نہیں ہوا ہے ' legislation نہیں ہوئی ہے اور خراج تحسین پہلے سے ادا کیا جا رہا ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر یہ ادارہ قائم ہو جائے ' اگر وہ legislation پاس ہو جائے تو پھر موقع ہو گا کہ وہ خراج تحسین پیش کریں اور ہمارے لیے بھی موقع ہو گا کہ ہم اچھے کام کی تعریف کریں ۔ یہ قبل از وقت واویلا ہے ' یہ قبل از مرگ یا قبل از حیات مبارک باد ہے ۔ ابھی بچے کی پیدائش ہی نہیں ہوئی ' ابھی

اس نے جنم نہیں لیا تو ہم اس کی مبارک بادیں دے رہے ہیں اور ان کو مبارک باد دے رہے ہیں جن کا بچے کی پیدائش سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے جناب والا! میں چاہوں گا کہ سنجیدگی، محنت اور merit کی بنیاد پر میری قرار داد کو اپنی original صورت میں باقی رکھی جائے اور میں اس ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس اضافی اور superfluous ترمیم کو مسترد کر دیں۔

جناب چیئرمین : جی، رانا اکرام ربانی صاحب!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (رانا اکرام ربانی)، جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ محترم تابش الوری صاحب نے اپنی تقریر میں جو نکات اٹھائے ہیں مجھے ان کا جواب دینے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین : آپ مختصر الفاظوں میں اپنی بات کر لیجیے۔ جواب در جواب کا قاعدہ نہیں ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب والا! میں نے جو دو تین points لکھے ہیں ان پر ہی بات کروں گا۔ سب سے پہلے انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی directive نہیں ہے۔ جناب والا! میں صوبائی حکومت کے ایک وزیر کی حیثیت سے اس بات کا عینی شاہد ہوں کہ انھوں نے یہ خصوصی طور پر ہدایت فرمائی تھی کہ صوبائی سطح پر بھی محتسب کا ادارہ قائم کیا جائے۔ میں پوری ذمہ داری سے اس ایوان میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ انھوں نے یہ ہدایت جاری کی تھی۔ دوسرا الوری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ابھی ادارہ بنا نہیں اور پہلے ہی خراج تحسین پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ تسلیم کہ ادارہ ابھی نہیں بنا لیکن میں نے اس قرار داد میں اسی لیے یہ لکھا تھا " کہ اس ضمن میں اب تک کی پیش رفت پر خراج تحسین پیش کیا جائے "۔ جناب والا! ایوان میں کچھ روایات اور کچھ precedents ہوتے ہیں۔ اس ایوان میں راجہ بشارت صاحب، عمران مسعود صاحب، راجہ اشفاق صاحب بیٹھے ہیں وہ میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ کشمیر کی آزادی کے سلسلے میں ایک دفعہ یہاں پر اُس وقت کی مرکزی حکومت کو یہی کہا گیا تھا " کہ اب تک کی جانے والی کوششوں پر یہ ایوان ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے "۔ تو میں محترم الوری صاحب کے علم میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں ان کے اس وقت کے تمام ساتھیوں کی گواہی کے حوالے سے کہ اس ایوان میں پہلے بھی ایسی precedents موجود ہیں اور ان کی اپنی قائم کردہ ہیں۔ تیسری بات انھوں نے قومی ادارے کے حوالے سے کی ہے۔ جناب والا! یہ ادارہ جس دور میں بھی بنا ہے میں نے اس ادارے کے بنانے کا credit نہیں لیا لیکن انھوں نے یہ تسلیم کر کے اپنے اور اپنے لیڈرز کے آج تک کے اس موقف کی نفی کی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے اداروں کو کام

کرنے سے روکا ہے یا پیپلز پارٹی کی حکومت کے دور میں ان اداروں کی overall performance پر کسی قسم کے منفی اثرات پڑے ہیں۔ میں اس کے لیے بھی ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اپنی اس بات کی خود نفی کر کے ہمیں اس الزام سے باعزت بری کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میری یہ استدعا ہو گی کہ اس ترمیم کو اس قرار داد کے ساتھ شامل کر کے پوری قرار داد کو منظور کیا جائے۔

جناب چیئرمین : اب صورت حال کچھ یوں ہے کہ میاں عبدالستار صاحب کی جو ترمیم پیش ہوئی تھی اس کو حکومت کی طرف سے oppose نہیں کیا گیا تھا وہ اس کا حصہ بن گئی اور رانا اکرام ربانی کی طرف سے پیش ہونے والی ترمیم قاعدہ معطل کر کے ووٹنگ کے بعد اس کا حصہ بن گئی------

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے وقت دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین : اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو ضرور فرمائیں لیکن مختصراً۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : شکریہ۔ جناب چیئرمین! سید تابش الوری صاحب کی یہ تحریک کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت صوبہ پنجاب میں محتسب کا ادارہ قائم کرے" اور پھر رانا اکرام ربانی صاحب کی یہ ترمیم " اور اب تک کی اس ضمن میں پیش رفت پر محترمہ وزیر اعظم صاحبہ کو خراج تحسین پیش کیا جائے"۔ جناب والا! شروع دن سے ہمارا یہ موقف رہا ہے کہ صوبہ پنجاب کو وفاق کی حکومت براہ راست اپنے کنٹرول میں رکھے ہوئے ہے، وہ ہی اس حکومت کو چلا رہی ہے اور یہاں پر ٹرائیکا کے نام پر، وزیر اعلیٰ، گورنر یا سینئر وزیر کے نام پر تمام کے تمام ذمی قسم کے لوگ بیٹھے ہیں آج نہ چاہتے ہوئے بھی رانا صاحب نے جو ترمیم پیش کی ہے دراصل وہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ صوبائی حکومت کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ صوبائی محتسب کا ادارہ قائم کرے بلکہ آج انھوں نے ہاؤس میں یہ تسلیم کیا ہے کہ محترمہ وزیراعظم کی ہدایت پر--------

جناب چیئرمین : خاکوانی صاحب! کیا آپ نے وہ قرار داد پڑھی ہے۔ سفارش تو آپ بھی مرکزی حکومت کو ہی کر رہے ہیں۔ amendment کے بعد جو صورت حال بنی ہے وہ یہ ہے -----

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : میرے پاس قرار داد کا جو مسودہ ہے وہ یہ ہے کہ " اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت صوبہ پنجاب میں محتسب کا ادارہ قائم کرے "۔

جناب چیئرمین : آپ تشریف رکھیں اور میری بات سنیں ۔ جو صورت حال بنتی ہے میں آپ کو وہ explain کر دیتا ہوں۔ پہلے جناب کی قرار داد تھی کہ " صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ صوبہ پنجاب میں محتسب کا ادارہ قائم کیا جائے "۔ اس میں میاں عبدالستار صاحب کی طرف سے ترمیم آئی " مذکورہ قرار داد کی سطور 1 اور 2 میں وارد ہونے والے الفاظ " مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ " حذف کیے جائیں اور سطر 2 کے آخر میں وارد ہونے والے الفاظ " قائم کیا جائے " کی بجائے الفاظ " قائم کرے " ثبت کیے جائیں۔ یہ بات درست ہے کہ ادھر اور لکھا ہے اور جو کاغذ آپ کے پاس ہے اس پر اور لکھا ہوا ہے جو فائل مجھے دی گئی ہے اس میں تصحیح نہیں کی گئی۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر ! یہی تو رونا رویا جا رہا ہے کہ آپ کے پلے کچھ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین ، رونا نہ روئیں یہ سیکرٹریٹ سے غلطی ہوئی ہے ۔ آپ ہر بات کا رونا نہ رویا کریں ۔ کبھی خوش بھی ہوا کریں ہر بات پر نہ رویا کریں ۔ ذرا مسکرا کر بات کریں ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر ! ساری قوم رو رہی ہے ۔

میاں عمران مسعود ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب چیئرمین ، دیکھیں یہ آپ کو تقریر نہیں کرنے دے رہے ۔ جی سلہری صاحب فرمائیں ۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا ! عمران مسعود۔

جناب چیئرمین ، جی سلہری صاحب۔

میاں عمران مسعود ، جناب آج جب آپ نے یہ کرسی صدارت سنبھالی ہے کچھ confused سے لگ رہے ہیں۔ کبھی آپ کو سنائی دیتا اور کبھی ۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین ، آپ کو دیکھ دیکھ کر ، آپ کا حسن دیکھ کر confuse ہو رہا ہوں۔

میاں عمران مسعود ، کبھی آپ کو سنائی نہیں دیتا ۔

جناب چیئرمین ، آپ جو اتنے smart ہیں۔

میاں عمران مسعود ، شکریہ۔ جناب سپیکر ! میرا پوائنٹ یہ تھا کہ ابھی تلش صاحب نے ایک قرار داد پیش کی اور آپ نے اس کو ماننے سے انکار کر دیا ۔۔۔۔

جناب چیئرمین ، میں نے تو انکار نہیں کیا۔

میاں عمران مسعود ، جو بھی ہے ۔ ہمیں آپ کا رویہ نظر آ رہا ہے ۔ دوسرا آپ نے ابھی کہا کہ میاں عبدالستار صاحب کی ایک ترمیم ہے وہ بھی accept ہو گی ۔ جناب وہ تو یہاں بیٹھے بھی نہیں ہوئے اور نہ ہی انھوں نے پیش کی ہے ۔

جناب چیئرمین ، نہیں ۔ پیش ہوئی ہے ۔

میاں عمران مسعود ، وہ تو ہاؤس میں آئے ہی نہیں ہیں ۔

جناب چیئرمین ، میرے پاس جو رپورٹ ہے سپیکر صاحب نے وہ ترمیم دی ---

میاں عمران مسعود ، وہ تو یہاں ہاؤس میں ہیں ہی نہیں جو بندے موجود ہیں ان کی بات تو آپ مان نہیں رہے اور جو یہاں موجود ہی نہیں ان کو آپ carry بھی کر گئے ہیں اور مان بھی لیا ہے۔ جناب سپیکر ! یہ کیا معاملہ چل رہا ہے ؟

جناب چیئرمین ، میاں عبد الستار کا نام سب سے اوپر ہے اس کے بعد عبدالروف مغل' میاں عبدالستار ' عبد الروف مغل اور ارشد عمران سلہری تینوں کی طرف سے اکٹھی ہے چونکہ سب سے اوپر میاں عبدالستار صاحب کا نام ہے اور میں اس ریفرنس سے پڑھ رہا ہوں۔ تین آدمیوں کی طرف سے ایک ہی ترمیم آئی ہے۔ آپ تشریف رکھیں میں درست پڑھ رہا ہوں ۔جی خاکوانی صاحب ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! تمام ترامیم اور آپ کے پاس تمام ریکارڈ سے قطع نظر میرے ہاتھ میں جو تحریک کا مسودہ ہے وہ یہ ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت صوبہ پنجاب میں محتسب کا ادارہ قائم کرے ----

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر ، میں محترم وصی ظفر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے موبل صاحب کی غیر موجودگی میں مجھے چند ضروری امور نمٹانے کا موقع دیا ۔ موبل صاحب کی آنکھ کا تھوڑا سا آپریشن ہوا ہے اس وجہ سے وہ آج تشریف نہیں لا رہے تو میں نے تھوڑی دیر کے لیے وصی صاحب کی خدمات حاصل کیں کیونکہ چیمبر میں نمٹانے کے کچھ ضروری کام تھے کچھ visitors تھے تو ان کی بڑی مہربانی۔ جی خاکوانی صاحب آپ فرمائیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! سید تابش الوری صاحب کی پیش کردہ تحریک پر بحث

جاری تھی لیکن ابھی آپ نے فرمایا کہ موہل صاحب کی آنکھ کا آپریشن ہوا۔ میں اس میں بھی وضاحت چاہوں گا کہ وہ کون سی آنکھ؛ جو اپوزیشن کو دیکھتی ہے یا جو حکومتی بنچز کو دیکھتی ہے؛ ادھر والی آنکھ یا ادھر والی آنکھ؛

جناب سپیکر، وہ آپ دونوں کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، اسی لیے خراب ہو گئی ہے۔

میاں عمران مسعود، وہ کس چیز کے کانے ہیں؛

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔

سید تابش الوری، آپ موہل صاحب کے لیے بد دعا تو نہ کیجیے۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ تمام اچھے حکمران اپنی ساری رعایا کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتے ہیں جیسے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ دیکھا کرتے تھے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! سید تابش الوری صاحب کی یہ تحریک کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں محتسب کا ادارہ قائم کرے اور انھوں نے اس کے حق میں اپنے دلائل دیے ساتھ ہی حکومتی بنچز سے رانا اکرام ربانی صاحب نے اس پر ایک ترمیم پیش کی اور انھوں نے اس میں یہ الفاظ شامل کرائے "اور اس سلسلے میں اب تک کی پیش رفت پر یہ ایوان محترمہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتا ہے" جناب سپیکر! میں نے اس سلسلے میں پھر وہی بات دہرائی کہ مسیت بنی نہیں اور ملاں پہلے آ گیا اسے۔ جناب والا! خود رانا اکرام ربانی صاحب نے فرمایا کہ اب یہ مسودہ کیبنٹ میں جائے گا کیبنٹ منظور کرے گی پھر وہ قانون کی شکل لے گا پھر اس پر عمل ہو گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ابھی وہ ہوا ہی نہیں ہے کس سلسلے میں وزیر اعظم کو خراج تحسین پیش کر دیں۔ چلو اس کو بھی چھوڑیں لیکن میں اس نکتے پر زور دے رہا تھا کہ اس ترمیم یا اس خراج تحسین کے الفاظ کی روح کو دیکھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کی صوبائی خود مختاری پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ وزیر اعظم صاحبہ کے حکم پر صوبائی محتسب کا ادارہ قائم کیا جا رہا ہے۔ وزیر اعظم صاحبہ کے حکم پر اس پر پیش رفت ہو رہی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کیبنٹ' وزیر اعلیٰ' اور سینئر وزیر کیا کرتے ہیں؛ ہم اپنے صوبے کے معاملات میں خود مختار ہیں۔ ہم نے تو یہ تجویز پیش کی کہ جس طرح

وفاقی حکومت نے مرکزی محتسب کا ادارہ قائم کر کے عوام کو ان وفاقی اداروں سے اپنی تمام مشکلات حل کرانے کے لیے ایک موقع فراہم کیا اسی طرح صوبہ بھی اپنے عوام کو صوبائی محکموں کی زیادتیوں کے بارے میں ایک ادارہ قائم کرے لیکن اس کی روح کو دیکھیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم جو پہلے سے رونا رو رہے ہیں کہ صوبہ کسی اور کی آنکھ کے اشارے پر چل رہا ہے اس کا کنٹرول کسی اور جگہ پر ہے۔ لہذا میں رانا صاحب کی اس ترمیم کے بارے میں ادب کے ساتھ یہ کہوں گا کہ یہ صوبائی خود مختاری پر ڈاکے کے مترادف ہے۔ اگر یہ ہاؤس یہ خراج تحسین پیش کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ یہ اپنی منشاء سے نہیں کر رہے صوبہ اپنی عوام کی خواہشات کے مطابق اس ادارے کو قائم نہیں کر رہا بلکہ وہ تو یہ چاہتا تھا کہ ہماری بد اعمالیاں اسی طرح ڈھکی چھپی رہیں۔ ہمارے محکموں کے جو کرتوت ہیں اور ان کرتوتوں پر پوری سات کروڑ عوام رونا رو رہی ہے اس پر پردے پڑے رہیں لیکن اب خراج تحسین پیش کر رہے ہیں وفاقی حکومت کو۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ سید تابش صاحب کی اس تحریک کو جن الفاظ میں انھوں نے پیش کیا اس کو منظور کیا جائے اور اس ترمیم کو رد کیا جائے۔

وزیر منصوبہ بندی: میں personal explanation پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔ I call the House to order.

وزیر منصوبہ بندی:

وہ بات سارے افسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات اقبال خاکوانی کو ناگوار گزری

جناب سپیکر! انھوں نے تقریر سے پہلے قرارداد کے متن کو بھی نہیں دیکھا۔ قرار داد کا متن خود یہ کہتا ہے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے"۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: میرے پاس جو مسودہ ہے اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں کیا الفاظ ہیں؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: اس میں ہیں "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت صوبہ پنجاب میں محتسب کا ادارہ قائم کرے"۔

جناب سپیکر: یہ اس وقت آئی ہے جب اس میں ایک ترمیم پیش کی گئی جو اصل قرار داد تھی وہ وہی

ہے جو اکرام ربانی صاحب پڑھ رہے ہیں۔ اکرام ربانی صاحب! آپ میری بات سنیں، اصل قرارداد وہی ہے جو آپ نے پڑھی ہے جو خاکوانی صاحب پڑھ رہے ہیں وہ قرارداد اس وقت بنتی ہے جب وہ ترمیم منظور ہو جائے گی جو عمران سلہری صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تھی ابھی اس ترمیم کے بارے میں ہاؤس نے کوئی رائے تو نہیں دی؟ یا دے دی ہے؟

وزیر قانون، کوئی رائے نہیں دی۔

سید تابش الوری، جناب والا! اس سے پہلے یہ verdict آیا ہے کہ چونکہ ترمیم پر کسی نے اعتراض نہیں کیا لہٰذا وہ اس کا حصہ بن گئی ہے۔ آپ سے پہلے جناب چیئرمین یہ رولنگ دے چکے ہیں کہ وہ حصہ بن گئی ہے اور اب قرار داد یہ ہے کہ،

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت صوبے میں محتسب کا ادارہ قائم کرے"۔

جناب والا! میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ مرکزی حکومت کا جو لفظ لکھا گیا تھا وہ غلطی سے لکھا گیا تھا، چونکہ وہ پھر ایجنڈے کا حصہ بن گیا اس لیے ہم نے اس کی تصحیح کر دی۔

جناب سپیکر، بہرحال جیسے آپ نے تصحیح کی اسی طرح اس کو بنیاد بنا کر رانا اکرام ربانی صاحب نے یہ کہا۔ مرکزی حکومت کس کی حکومت ہے؟ وہ بھی آپ ہی کی حکومت ہے کل تک آپ اس سے یہ درخواست کرنے کے لیے تیار تھے اور مرکزی حکومت پالیسی کے matters پر صوبائی حکومتوں کو ہدایات دیتی رہتی ہے۔ اس میں کوئی خود مختاری میں حملے والی بات نہیں ہے بلکہ قومی یکجہتی کے مقاصد کے تحت مرکزی حکومت سے وقتاً فوقتاً ہدایات صوبائی حکومتوں کو جاری ہوتی ہیں اور ہوتی رہنی چاہئیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! یہی میں عرض کر رہا تھا۔ قرار داد پر ترمیم بعد میں آئی۔ ابھی الوری صاحب نے فرمایا کہ مرکزی حکومت کا لفظ میں نے غلطی سے اس میں شامل کر دیا تھا۔

جناب سپیکر، جی، بالکل۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: لیکن جناب والا! الوری صاحب نے جو قرار داد in original پیش کی تھی اس کو refer کیا ہے۔ جناب والا! میں تو محتاط رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، بالکل ٹھیک ہے۔ اچھی بات ہے لیکن اب سوال کہاں آ گیا ہے؟

وزیر قانون ، جناب والا! میں عرض کر دوں ۔ قاعدہ معطل کرنے کے لیے ووٹنگ ہوئی اور اس میں قاعدہ معطل ہونے کے حق میں ووٹنگ ہو گئی۔ اب ترمیم کے حق میں ووٹ ہونا ہے۔

جناب سپیکر ، ربانی صاحب آپ تشریف رکھیں آپ کہاں جا رہے ہیں ؟توجہ چاہیے۔

یہ ترمیم پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ ،

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت صوبہ پنجاب میں محتسب کا ادارہ قائم کرنے"

سوال یہ ہے کہ اس کے آخر میں یہ ترمیم پیش کی گئی ہے کہ اس قرار داد کے آخر میں یہ الفاظ add کیے جائیں۔ اس ضمن میں اب تک جو پیش رفت ہوئی ہے اس پر وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو کو یہ ایوان خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

(ترمیم منظور ہوئی)

جناب سپیکر ، اب مکمل قرار داد کا متن یہ ہے

اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت صوبہ پنجاب میں محتسب کا ادارہ قائم کرے۔ مزید برآں یہ ایوان اس ضمن میں اب تک ہونے والی پیش رفت پر وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ اب یہ قرار داد اپنے مکمل متن کے ساتھ منظور کی جائے۔

(قرار داد متفقہ طور منظور ہوئی)

جناب سپیکر ، ایک دفعہ پھر میں پوری قرار داد سب کے فائدے اور پریس کے لیے بیان کرتا ہوں۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت صوبہ پنجاب میں محتسب کا ادارہ قائم کرے۔ مزید برآں یہ ایوان اس ضمن میں اب تک ہونے والی پیش رفت پر محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

رانا محمد اقبال خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ جس طرح خاکوانی صاحب نے بھی پہلے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اور تابش الوری صاحب نے بھی پوائنٹ آؤٹ کیا کہ وہ کیا چیز ہے جس کے لیے ہم ان کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔ آیا ان کی طرف سے ہمیں کچھ لکھ کر آیا ہے---------

جناب سپیکر ، اس کا اب وقت گزر گیا ہے۔

رانا محمد اقبال خان ، جناب والا! جب کوئی چیز ہے ہی نہیں تو خراج تحسین کس بات کا ہے؟

جناب سپیکر ، یہ قرار داد اب منظور ہو چکی ہے اس پر اب بحث نہیں ہو سکتی۔ اگلی قرار داد چودھری محمد اقبال صاحب کی ہے مہربانی سے وہ اسے پیش کریں۔

شہری حدود کے اندر ایک کنال سے زیادہ رہائشی پلاٹ کا نقشہ پاس کرنے کی ممانعت

چودھری محمد اقبال ، اس ایوان کی رائے ہے کہ،

"صوبہ بھر میں کسی بھی شہری حدود کے اندر ایک کنال سے زیادہ رہائشی پلاٹ کا نقشہ پاس نہ کیا جائے"۔

جناب سپیکر ، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ،

"صوبہ بھر میں کسی بھی شہری حدود کے اندر ایک کنال سے زیادہ رہائشی پلاٹ کا نقشہ پاس نہ کیا جائے"۔

وزیر قانون ، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، اس کی ادھر سے مخالفت آ گئی ہے لیکن میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ اپنی قرار داد کے حق میں تقریر کریں۔ جناب چودھری محمد اقبال!

چودھری محمد اقبال ، جناب سپیکر! بہت شکریہ آپ نے مجھے قرار داد پر بات کرنے کی اجازت دی۔ جناب سپیکر میں نے یہ قرار داد اس لیے پیش کی ہے کہ صوبہ پنجاب کے اندر ' اور صوبہ پنجاب وہ صوبہ ہے جس کو نہ صرف پاکستان بلکہ انڈو پاکستان کا اناج گھر کہا جاتا ہے ۔ یہاں پر اتنا اناج پیدا ہوتا ہے جو پورے پاکستان کو feed کرتا ہے اور جب انڈو پاکستان اکٹھے تھے اس وقت بھی صوبہ پنجاب پورے ہندوستان کو feed کرتا تھا۔ جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہے کہ آبادی کا flow دیہات سے شہر کی طرف ہے جس سے شہر کی حدود بہت بڑھ رہی ہے۔ جس سے صوبہ بھر میں زمین کی تعداد acreage میں کم ہو رہی ہے جس کے اثرات اناج کی پیداوار پر بھی ہوں گے۔ جناب سپیکر! اگر آپ موازنہ کریں کہ جس حساب سے آبادی بڑھ رہی ہے اس حساب سے فی ایکڑ پیداوار بھی بڑھ رہی ہے۔ جناب سپیکر!

جب اچھی زمین، بہت زرخیز زمین بتدریج زیر آبادی آتی چلی جائے گی تو اس سے زمین کا یونٹ کم ہو جائے گا اور آبادی کے پریشر کو اناج feed کرنے میں کمی واقع ہو جائے گی۔ جس سے اللہ نہ کرے صوبہ بھر میں قحط کا سماں بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے جناب سپیکر میں نے بڑی درد مندی کے ساتھ کہا کہ..... (قطع کلامیاں) .... جناب والا! پہلے ذرا ہاؤس کو in order کریں۔

جناب سپیکر: جی، I call the house to order. میں نے بڑی دفعہ گزارش کی ہے کہ ایوان کے تقدس کا خیال رکھا جائے۔ جن دوستوں کو جناب سکندر حیات صاحب، جناب چیمہ صاحب، جناب خوش اختر سبحانی صاحب، محترم میجر صاحب سے ضروری گفتگو کرنی ہے ازراہِ کرم وہ لابی میں تشریف لے جائیں۔

ملک نواب شیر وسیر: جو ضروری بات کر رہے ہیں ان کا پہلی دفعہ یہاں نام لیا ہے۔

جناب سپیکر: جی مہربانی۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ صوبہ پنجاب کے اندر آپ شہر لاہور کو دیکھ لیں کہ یہ کہاں سے لے کر کہاں تک پھیل گیا ہے اور کہاں تک پھیلتا جا رہا ہے۔ یہاں پر چار کنال چھ کنال، آٹھ کنال اور بارہ کنال تک کی کوٹھیاں بن رہی ہیں اور اتنی اعلیٰ قسم کی زمین آبادی میں آ رہی ہے جس سے سبزیاں اناج اور پوری کی پوری شہر کی جو ضروریات ہیں وہ سب کی سب اثر انداز ہوں گی۔ اس کے علاوہ آپ کسی شہر کو لے لیں، گوجرانوالہ کو لے لیں، فیصل آباد کو لے لیں وہ چالیس اور ساٹھ میل کے اندر تک پھیلتے جا رہے ہیں۔ میری اس معزز ایوان سے بڑی دردمندانہ اپیل ہے کہ اس سلسلے میں گھر کا ایک کنال سے زیادہ کا نقشہ پاس نہ کیا جائے تاکہ یہ زمین بچ سکے۔ آپ تو اس کے بڑے علمبردار ہیں تھوڑی سی حدود اور مساوات بھی ہونی چاہیے۔ آپ نے تو ماشاء اللہ پارٹی بھی مساوات بنائی تھی۔ جناب سپیکر! ایک آدمی کا پانچ دس اور چھ مرلے کا مکان ہے اور ایک آدمی چھ کنال کے گھر میں رہتا ہے اس سے لوگوں کی بڑی دل آزاری ہوتی ہے یہ بڑا درمیانہ سا راستہ ہوگا کہ چار کنال چھ آٹھ کنال کی بجائے اگر آخری لمٹ ایک کنال کی مقرر کر دی جائے تو جو پانچ چھ اور دس مرلے کے گھر میں رہنے والا آدمی ہے وہ بھی اپنے آپ کو باعزت شہری سمجھے گا اور deprive of نہیں سمجھے گا اتنا تفاوت نہیں سمجھے گا۔ اس لیے میں نے یہ قرار داد پیش کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے کسی کے خاص مرتبے میں بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس لیے

میں آپ سے اور اس ایوان سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ اس قرار داد کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی لاء منسٹر ۔ آپ نے oppose کیا تھا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! جہاں تک چودھری صاحب کی اس بات کا تعلق ہے وہ اپنی جگہ لیکن ہر کام کو قانون کے تحت اور آئین کے تحت ہونا چاہیے یہ بات fundamental rights کے خلاف ہے کہ اس قسم کی حد بندی کی جائے۔ کیونکہ آرٹیکل 23 کے یہ منافی ہے اس لیے میرے خیال میں اس کو تو put ہی نہیں ہونا چاہیے تھا باقی رہا یہ مسئلہ کہ جہاں تک حکومت کی منظور شدہ سکیمیں ہیں وہ already جو بھی اس قسم کی سکیم بنتی ہے وہ ایک کنال سے زیادہ نہیں ہوتی۔ لیکن جو حکومت کی منظور شدہ نہیں ہے آرٹیکل 23 کے تحت اس پر ایسی کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔ اس کے علاوہ جہاں تک نقشہ جات کی بات ہے اگر ایک سابقہ کا گھر دو کنال چار کنال میں ہے۔

جناب سپیکر، نہیں سابقہ کی بات نہیں کر رہے وہ تو آئندہ کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون، اگر کسی کا گھر اس میں ہے اور وہ اس گھر کو پھر سے بنانا چاہتے ہیں تو نیا نقشہ وغیرہ پھر ان کے لیے کیا ہو گا؟ اگر ان کا پلاٹ پہلے ہی چھ کنال کا ہے اصولی طور پر ایک بات ہے ہم قانون سے باہر نہیں جاسکتے۔ اور ایسی قرار داد جو کہ آئین کے منافی ہو اسے یہاں پر ہم پاس نہیں کرسکتے۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر کیا آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اگر چودھری صاحب یہ کہیں کہ حکومت کی سکیموں میں ایک کنال سے زیادہ کا پلاٹ نہیں ہونا چاہیے۔

وزیر قانون، یہ بات تو پہلے ہی سے ہے۔

جناب سپیکر، حکومت کی بہت سی سکیموں میں دو کنال کے پلاٹس بھی ہیں۔

وزیر قانون، نہیں یہ 1979ء کے Presidential Order کے تحت حکومت کی منظور شدہ سکیمیں ایک کنال سے زیادہ نہیں ہیں۔

حاجی محمد افضل چن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، حاجی چن صاحب۔

حاجی محمد افضل چن، عرض یہ ہے کہ جناب وزیر قانون صاحب میرے بڑے بھائی ہیں انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ fundamental rights ہیں اور کچھ قانون کے بھی حوالے دیئے ہیں۔ چودھری صاحب

نے بھی جو بات کی ہے وہ نہایت درست ہے۔ گو انھوں نے پہلے تھوڑا سا کچھ اور بیان کیا ہے۔ جناب اس میں حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں جدھر بھی آپ دیکھیں کوئی ممبر بنتا ہے افسر بنتا ہے جو کچھ بھی پاور میں آتا ہے سب سے پہلے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ میں چار کنال میں آٹھ کنال میں اپنا گھر بناؤں۔ یہاں پر لوگوں نے چوبیس چوبیس کنال میں بھی گھر بنائے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ جو ہمارے Human Rights ہیں وہ اسلام کے Human Rights سے مختلف ہیں۔ جناب والا! چوبیس کنال میں رہنا یہ کسی معاشرے کے لیے نہ ویسے جائز ہے اور نہ ہی اسلام اس کی کبھی اجازت دیتا ہے یہ Humen Rights بات کر رہے ہیں۔ تو جناب میری گزارش یہ ہے کہ ہماری اسمبلی کو بالکل یہ قانون بنانا چاہیے کہ ایک کنال سے زیادہ کوئی آدمی بھی گھر نہ بنائے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! یہ کون سے ایسے لوگ ہیں جو ایک کنال کے گھر میں نہیں رہ سکتے اور Human Rights کی بات کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ دیکھیں یہ لوگ حج پر جاتے ہیں تمام حاجیوں نے دیکھا ہو گا خلفائے راشدین کے گھر دیکھے ہوں گے میں نے وہاں پر کسی کا گھر بھی دو کنال یا چار کنال میں نہیں دیکھا۔

جناب سپیکر، آپ نے ان کے بادشاہوں کے محلات تو دیکھے ہوں گے؟

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! بادشاہ اور ہیں۔ اسلام کے بادشاہ اور ہیں یہ دنیاوی بادشاہ اور ہیں یہ فہد ہو یا کوئی اور ہو۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کی بات کر رہا ہوں۔ ان کے گھر دیکھیں، خلفائے راشدین کے گھر دیکھیں وہاں پر نشان بنے ہوئے ہیں، کہیں لائبریری بنی ہوئی ہے کہیں کچھ گھر بنا ہوا ہے کسی کا بھی چار کنال میں نہیں ہے یہ تو ہمارے اس مادیت کے دور میں اپنے روح اللہ خمینی کا گھر تہران میں جا کر دیکھیں دس مرلے سے زیادہ نہیں ہے۔ جس نے گورباچوف کو بھی دین کے لیے دعوت فکر دی۔ یہ اسی کو اعزاز حاصل تھا۔ جناب میری گزارش ہے کہ چودھری صاحب کی قرار داد نہایت اچھی ہے۔ اور ہاؤس کو اس قرار داد کو متفقہ طور پر پاس کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے باری باری موقع دیتے ہیں۔ سید تابش الوری صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! فاضل وزیر قانون نے آئین کا حوالہ دیا ہے۔ اور اس کے تحت یہ موقف اختیار کیا ہے کہ بنیادی حقوق کے مطابق ایک کنال زمین پر مکان بنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اور دوسری طرف یہ اعتراف کیا ہے کہ صوبائی حکومت نے سرکاری رہائشی سکیموں میں ایک کنال کی

پابندی عائد کر دی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صوبائی حکومت نے آئین اور بنیادی حقوق پامال کرتے ہوئے اپنی سکیموں میں ' میری مراد یہ ہے کہ ان کا موقف متضاد ہے اگر یہ آئین سے متصادم ہے تو نہ پرائیویٹ آدمی کو اجازت ہوسکتی ہے اور نہ سرکار کو اجازت ہوسکتی ہے کیونکہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ بنیادی حقوق سے اور آئین سے متصادم نہ کوئی قانون بن سکتا ہے نہ کوئی دائریکشن دی جاسکتی ہے۔ اب میرا موقف یہ ہے کہ انھوں نے آئین کا غلط حوالہ دیا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 23 میں ایسی کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی جس کا وہ حوالہ دے رہے ہیں وہ کہتا ہے کہ دستور اور مفاد عامہ کے پیش نظر قانون کے ذریعے عائد کردہ معقول پابندیوں کے تابع ہر شہری کو جائیداد حاصل کرنے قبضے میں رکھنے اور فروخت کرنے کا حق ہو گا۔ اب جناب والا! اس آرٹیکل کے تحت کہاں پر یہ ہوگیا کہ حکومت یا معاشرہ ایک کنال دو کنال یا سات مرلے کی پابندی نہیں ' انھوں نے کہا ہے کہ قانون کے تابع ہر شخص کو جائیداد بنانے اور رکھنے کا حق حاصل ہے اب اگر حکومت کا یہ فیصلہ ہے اور ہاؤس بھی یہ طے کرتا ہے کہ ہر شخص کو ایک کنال سے زیادہ زمین پر مکان بنانے کی اجازت نہیں ہو گی۔ تو یہ آرٹیکل اس کی کہیں ممانعت نہیں کرتا۔ قانون کے تابع ہم جو سفارش کر رہے ہیں وہ ایک قانون بنے گا۔ اور اس قانون کے تحت پھر کسی بھی شخص کو ایک کنال سے زیادہ کی اجازت نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ میجر سیف اللہ صاحب۔

جناب میجر سیف اللہ ، شکریہ جناب سپیکر! چودھری صاحب کی تجویز بہت اچھی ہے۔ کہ ایک کنال زمین پر گھر ہونا چاہیے۔ میں اس میں تھوڑی سی اور ترمیم کرنا چاہوں گا۔ کہ ہم ان لوگوں کو deprive نہ کریں Human Rights کی بات بھی ہو رہی ہے۔ جنہوں نے ابھی گھر بنانے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ ان دوستوں کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے جن کے پاس پہلے ہی چار پانچ دس بیس کنال کے گھر ہیں۔ ان کو بھی شامل کیا جائے کہ کسی کا بھی گھر ہے یا نہیں ہے سب کا ایک کنال کا ہو گا جو کہ سب کو برابر ہونا چاہیے .Everybody should be alike یہ نہیں کہ جنھوں نے بنا لیے ہیں وہ تو 4,4,10,10 کنال میں رہیں اور جن بے چاروں نے نہیں بنائے ان پر کنال کی restriction لگا دی جائے سب کو شامل کیا جائے .I am with it

جناب سپیکر، میجر صاحب! بڑے مکان کو چھوٹا کیسے کیا جائے؟ (قہقہے اور قطع کلامیاں)

میجر (ر) سیف اللہ چیمہ، ان کو چھوٹا کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، آپ خاندانوں کو تقسیم کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔

میجر (ر) سیف اللہ چیمہ، وہ گھر بیچے جا سکتے ہیں' demolish کیے جا سکتے ہیں' ان کو تقسیم کیا جا سکتا ہے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر، جی' جناب اصغر علی گجر صاحب۔

جناب اصغر علی گجر، شکریہ' جناب والا! میں اس قرارداد کے لیے یہ عرض کروں گا کہ ملک کے اندر کرپشن مالی معاملات میں race کے طور پر وجود میں آتی ہے۔ ایک فرد دوسرے پر مالی طور پر سبقت لے جانے کی وجہ سے کرپشن کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص دیکھتا ہے کہ اس کا مکان 4 کنال میں ہے' اس کی کوٹھی 10 کنال میں ہے' اس کی کوٹھی ایک ایکڑ میں ہے دوسرا آدمی اس پر سبقت لے جانے کے لیے کوشش کرتا ہے کہ میرا مکان' میرا گھر' میری کار اس سے بہتر ہو تو اس کرپشن کو روکنے کے لیے یہ بہترین تجویز ہے کہ اگر پورے ملک کے اندر چھوٹے بڑے تمام ہی لوگ ایک قسم کے گھر میں رہیں اور وہ کنال سے زیادہ نہ ہو تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کرپشن روکنے کے لیے یہ بھی ایک بہترین تجویز ہے اور جو تجویز پیش کی گئی ہے اور قرارداد پیش کی گئی ہے وہ دراصل قانون بنانے ہی کے لیے کی گئی ہے کہ ایسا کیا جائے اس کے لیے قانون تیار کیا جا سکتا ہے اگر وہ آئین کے خلاف ہے تو آئین کو اس کے مطابق بنایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، چودھری خادم حسین۔

چودھری خادم حسین، جناب سپیکر! چودھری اقبال صاحب کی تجویز سے ہمیں مکمل اتفاق ہے لیکن میں اس میں ایک ترمیم یہ کہنا چاہتا ہوں کہ افسر شاہی نے سو سو کنال پہ سر گودھا یا فیصل آباد میں حویلیاں بنائی ہوئی ہیں اور پچاس پچاس' لاکھ لاکھ روپے کی وہاں نرسری لگی ہوئی ہے ان سب کو ایک کنال یا دو کنال دے کر باقی رقبوں کی نیلامی کی جائے یا کنال کنال کے حساب سے پلاٹ بنا کر ان کو dispose of کیا جائے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہاں بھی ہمیں رہائش کا مسئلہ بنا ہوا ہے ہمیں وزیروں کے لیے جگہ نہیں مل رہی' چار چار ایکڑ' دو دو ایکڑ کی ایک ایک کوٹھی ہے۔ ان پلاٹوں کو تقسیم کر کے آپ چھوٹے چھوٹے ایک ایک کنال کنال کے پلاٹ وہاں بھی بنائیں تاکہ پنجاب کے لیے جو مسئلہ بنا ہوا ہے کہ ہمارے پاس رہائش کا بندوبست نہیں ہے یہ بھی حل ہو جائے گا اس طرح میری بھی یہ ترمیم شامل کر لیں۔

جناب سپیکر، انور سعید صاحب' ان کے بعد صاحبزادہ صاحب' پھر خاکوانی صاحب۔ آپ کو بھی موقع دیں گے کھلی بحث ہے سب کو موقع مل سکتا ہے۔

شیخ محمد انور سعید، جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں جناب چودھری اقبال صاحب کی اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی تجویز ہے لیکن میں آپ سے تھوڑا سی یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ نے ماضی میں دیکھا ہو گا کہ زمین کی اصلاحات ہوئی تھیں اور ان اصلاحات میں تمام جاگیرداروں نے جن کے پاس سینکڑوں مربعوں کے حساب سے زمینیں تھیں کسی نے اپنے بھائی کے نام' کسی نے اپنے عزیز کے نام' کسی نے اپنے ملازم کے نام کرا دی۔ آج اگر آپ ایک کنال کے پلاٹ کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کل مزید کرپشن نہیں ہو گی کہ میں اپنے ایک بھائی کے نام ساتھ والا ایک کنال کا پلاٹ' دوسرے بھائی کے نام' تیسرے بھائی کے نام اور جناب! میری جگہ چار اور چھ کنال پر ہی ہو گی۔ عزیز الرحمن چن صاحب نے بڑی اچھی بات کہی تھی میں اس کے لیے ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، حاجی افضل چن صاحب۔

شیخ محمد انور سعید ، حاجی افضل چن صاحب ہیں Sorry sir, I am very sorry. (قہقہے اور قطع کلامیاں) چلیں "چن" پھر "چن" ہی رہتا ہے "چن" تو میں نے کہا ہی ہے نا۔ (قطع کلامیاں) جناب! ان کے لیے ایک شعر ہے۔

یہ علم ' یہ حکمت ' یہ تدبر ' یہ حکومت
پیتے ہیں لہو ' دیتے ہیں تعلیم مساوات

جناب سپیکر، یہ تو اپنے لہو پلانے والے چن ہیں۔

حاجی محمد افضل چن ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میرے بھائی صاحب چونکہ تاجر ہیں صنعت کار ہیں۔

جناب سپیکر، یہ تجارت بھی کچھ اسی طرح کی کرتے ہیں جس کا خون سے بھی تعلق ہے۔

حاجی محمد افضل چن ، نہ جی بڑا گہرا تعلق ہے۔ جس کے متعلق علامہ صاحب نے بھی کہا ہے۔

یہ کارخانہ دار ہے اک مرد کہ ناکردہ کار
عیش کا پتلا ہے محنت اسے ناساز گار

حکم حق ہے لیس الانسان الاماسعیٰ

کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار

شیخ محمد انور سعید، میں چن صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا یہ بتا دیں کہ ان کا ڈیرہ کتنی زمین پر واقع ہے؟ کتنے کنال میں ہے؟ کتنے ایکڑ میں ہے؟ تو میں ان کی بات تسلیم کر لوں گا۔

حاجی محمد افضل چن، بڑی خوبصورت بات کی ہے۔ جناب! پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے 1979ء میں میں ممبر ضلع کونسل بنا' پھر 1983ء میں ممبر ضلع کونسل بنا' پھر 1985ء میں ایم پی اے بنا' 1988ء میں' 1990ء میں اور اب بھی میں اللہ کی مہربانی سے ایم پی اے ہوں۔ میں اپنے بھائی کو چیلنج کرتا ہوں میں نے کبھی وہ بات نہیں کی جس پہ میں خود عمل نہیں کرتا۔ کسی شہر میں بھی میرا بنا ہوا گھر دکھا دیں تب بھی میں جھوٹا ہوں' 20 ہزار سے زیادہ میرا بنک بیلنس دکھا دیں تب بھی جھوٹا ہوں' مال مویشی کا ڈیرہ تو میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر، ان کی نظر مال مویشی پہ زیادہ ہے۔

حاجی محمد افضل چن، جناب! انھیں کسی چغل خور نے جھوٹی بات بتائی ہے کرائے سے بڑھ کر میرے پاس کوئی گھر نہیں ہے۔

جناب سپیکر، صاحبزادہ فضل کریم صاحب۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، میں چودھری محمد اقبال صاحب کی اس قرار داد کی حمایت کرتا ہوں اور میں تھوڑی سی آپ کی سمع خراشی کرتے ہوئے یہاں کچھ عرض کروں گا کہ یہاں پر انسانی حقوق کی بھی بات ہوتی ہے اور پھر ارتکاز دولت کی بھی بات ہوتی ہے' جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے خاتمے کی بھی بات ہوتی ہے لیکن ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان کے اندر اس وقت امیر اور غریب کی یہ جو تفریق بڑھتی جا رہی ہے اس کو کیسے ختم کیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ چودھری محمد اقبال صاحب کی یہ جو تجویز ہے کہ ایک کنال سے بڑھ کر کسی کا مکان نہ ہو یہ ایک بڑی جائز تجویز ہے اور پھر اس سلسلے میں میں ایک واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے حکمرانوں کے لیے درس عبرت بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی طوطی شرق و غرب میں بولتی تھی اور آپ یہ جانتے ہیں اور میں تاریخ اسلام کے ایک ادنیٰ سے طالب علم کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں کہ جتنی فتوحات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ہوئی ہیں شاید قیامت تک آنے والا کوئی جرنل یا حکمران اتنی

فتوحات نہ کر سکے۔ شاہ حبشہ جہاں اس وقت اتھوپیا کی سٹیٹ قائم ہے اس کے ذہن میں یہ تھا کہ مسلمان میری یہ سٹیٹ فتح نہ کر لیں تو اس خوف اور ڈر کی وجہ سے اس نے اسلام قبول کر لیا تو جب وہ قاہرہ میں گیا تو اس کے ذہن میں ایک بڑا سوال تھا۔ جہاں پر جامعہ ازہر واقع ہے اس کی اولڈ کیمپس کے قریب جامع مسجد زہرا کے قریب ایک باغ ہے وہاں پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خلیفہ وقت تھا' مسلمانوں کا بڑا حکمران تھا جس کے دور اقتدار میں صبح سورج طلوع ہوتا اور شام کو غروب ہوتا تھا وہ عمر فاروق کہ جس کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! ابو جہل یا عمر میں سے کسی ایک کو مسلمان کر دے تو تاریخ دان یہ لکھتے ہیں کہ شاہ حبشہ نے 245 ہاتھیوں اور 500 اونٹوں پر مشتمل لشکر جو ہیرے اور جواہرات سے مزین تھا وہ وہاں پر چلا گیا اور اس کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ عمر کا بہت بڑا محل ہو گا لیکن جس وقت دیکھا کہ عمر فاروق ایک عام باغ کے اندر مصلہ رسول پر بیٹھے ہوئے ہیں تو اپنے آدمیوں کو کہنے لگا کہ مجھے اتنے جاہ و جلال اور لشکر کے ساتھ مسلمانوں کے اولو العزم خلیفہ کے پاس جاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے میں یہ سارا جاہ و جلال اتار کر ایک سادہ آدمی کی حیثیت میں عمر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اور پھر آپ ہی کے دور کا یہ واقعہ ہے کہ جس وقت مصر فتح ہوا تو انھوں نے سکندریہ کے اندر سمندر کے ساتھ لکڑی کا ایک محل تعمیر کر دیا اور یہ کہا کہ ہم نے آپ کے دورے کے لیے یہ تعمیر کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ یتیموں' غربا اور مساکین کے لیے کھول دو' جبکہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں کا رہنے والا نہیں سلطنت ضرور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ میں اس لیے آپ سے عرض کروں گا کہ ہم بھی کم از کم سادگی کو اپنائیں۔ آپ دیکھ لیں کہ وائٹ ہاؤس جو اس وقت پوری دنیا پر حکومت کر رہا ہے۔ ہمارا گورنر ہاؤس کئی مربعوں پر مشتمل ہے' ایوان صدر کی اراضی کئی ایکڑوں پر مشتمل ہے۔ اس کے اندر دس وائٹ ہاؤس بن سکتے ہیں۔ اخراجات بھی ہیں۔ اگر خدارا حکومت اس بات پر غور و خوض کرے اور اپنے اخراجات کو کم کرے تو پاکستان کی اقتصادی اور معاشی حالت بھی بہتر ہو سکتی ہے اور پھر یہ جو دوڑ پیسے کی لگی ہوئی ہے' یہ امیر اور غریب کی دوڑ ہے۔ اس کے خاتمے کے لیے بھی ہم اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، جناب سید عارف حسین صاحب

سید محمد عارف حسین بخاری، محترم آپ تو خیر سے داعی مساوات تھے اور ہیں۔ میرے خیال میں یہ تجویز آپ کے نظریہ کی پیروی کرتے ہوئے چودھری اقبال صاحب نے پیش کی ہے۔

جناب سپیکر، مسئلہ میرا تو نہیں ہے ' مسئلہ تو ایوان کا ہے۔میرے لیے تو دس مرلے بھی کافی ہیں۔ ایوان کو قائل کیجیے۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، آپ کی ہمدردی چاہتا ہوں۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ نہ صرف قرارداد بلکہ میں چاہوں گا کہ اس پر باقاعدہ قانون سازی کی جائے اور جب تک دولت کی اس دوڑ کو اور اس مادی دنیا میں لوگ جس انداز سے بڑے بڑے مکانات اور محلات تعمیر کر رہے ہیں ۔ ایک طرف تو پاکستان میں یہ صورت ہے کہ ایسے غریب آدمی ہیں جو فٹ پاتھ پر پیدا ہوئے اور فٹ پاتھ پر مرتے ہیں۔ ان کے پاس رہنے کا مکان نہیں ہے اور ایک طرف کئی کئی کنال میں بلکہ کئی کئی ایکڑ میں محلات کھڑے کیے جا رہے ہیں۔یہ بالکل اسلامی مساوات کے خلاف ہے۔محترم میں پچھلے سالوں میں کوفہ گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا وہ دارالعمارۃ جو مسجد کوفہ کے عقب میں ہے۔ مجھے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ محترم بہت زیادہ کہہ لیں تو پانچ مرلے کا مکان ہے ۔ اس میں ہی آپ کا مکتب ہے ' اس میں ہی آپ کے دونوں صاحبزادوں حسنین کریمین کے رہنے کے لیے ایک ایک کمرہ ہے ۔ اس میں ہی آپ کے باقی سارے گھر والوں کے رہنے کا سارا انتظام ہے۔پانچ مرلے کا ایک مکان اور اس حکومت نے اس کو محفوظ کیا ہے۔میں نے ہاتھ اٹھایا تو میرا ہاتھ اس کے شہتیروں پر لگا' بمشکل اتنی بلندی ہے اور جس مملکت پر سرکار علی کرم اللہ وجہہ حکومت کیا کرتے تھے' دو چار پاکستان کے برابر وہ خطہ تھا۔ جس پر وہاں سے حکومت ہوتی تھی۔ وہ تو دور کی بات ہے ابھی ایران میں دیکھیں کہ خمینی نے پوری زندگی ایک تین مرلے کے مکان میں فرش زمین پر بیٹھ کر گزار دی اور جو شاہی محل تھے ان کو عوام کے لیے کھول دیا۔ جو کام ایران میں ہو سکتا ہے کیا ہم نہیں کر سکتے؟ محترم اگر درد دل ہو اور اس ملک کی تقدیر سنوارنا ہو تو میرے خیال میں یہ تجویز انتہائی مناسب ہے۔اس کو قرارداد تک نہ رہنے دیں۔میں وزیر قانون سے آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ جناب آپ تو اسلامی مساوات کے داعی ہیں' آپ اپنے آپ کو غریبوں کی پارٹی کہتے ہیں آئیے ہم آپ کے ساتھ تعاون کرتے ہیں ۔ آپ اس پر باقاعدہ قانون سازی لائیں اور جو بڑے بڑے محلات والے ہیں' میں چاہتا ہوں کہ ان کے محلات چھین کر غریبوں میں تقسیم کر دیے جائیں۔ یہی سب سے مناسب ہے اور یہی قوم کی بہت بڑی خدمت ہے۔شکریہ جناب۔

جناب سپیکر، جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب' اس کے بعد خاکوانی صاحب

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میں چودھری اقبال صاحب کی طرف سے پیش کی گئی

قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے مکانات کی تعمیر کے متعلق اسلام کی تاریخ سے ایک واضح مثال علماء کی موجودگی میں پیش کرنا چاہوں گا کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ہمراہ ایک بستی سے گزر رہے تھے۔ وہاں پر ایک دو منزلہ مکان تعمیر ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے سوال کیا کہ یہ مکان کون تعمیر کر رہا ہے تو صحابہ نے عرض کی کہ فلاں صحابی کا یہ مکان ہے اور یہ مکان رزق حلال سے تعمیر ہو رہا ہے۔یہ بات کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے۔دوسرے دن وہ صحابی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے سلام کیا ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ اس صحابی نے یہ محسوس کیا کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مجھ پر نہیں پڑی' اس نے پھر سامنے سے آکر سلام کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تو اس وقت اس صحابی نے یہ محسوس کیا کہ شاید رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کسی وجہ سے مجھ سے ناراض ہیں۔اس نے دست بستہ یہ گزارش کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دے رہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بڑے مربی ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے محسن ہیں اور اس کے باوجود بھی میرے سلام کا جواب نہیں دے رہے تو روایت یہ کہتی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر جلال کے آثار نمودار ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے علم ہے کہ یہ مکان جو دو منزلہ آپ تعمیر کر رہے ہیں یہ رزق حلال سے کر رہے ہیں ۔ لیکن آپ اس بستی کا معیار خراب کر رہے ہیں۔میں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ بستی جس میں سارے مکان ایک منزلہ ہیں وہاں دو منزلہ مکان تعمیر کیا جائے۔ جناب والا!اس صحابی نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش اور حکم کے مطابق دوسری منزل گرا دی۔ جناب والا! وزیر قانون نے ہیومن رائٹس کی بات کی ہے۔انسانی حقوق کی بات کی ہے وہ حقوق جو اسلام کی تعلیم کے منافی ہیں۔ آئین پاکستان اس بات کی دلالت اور تقاضہ کرتا ہے کہ وہ حقوق جو اسلام کی روح کے خلاف ہیں وہ ہیومن رائٹس جو ہیں۔جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا ان پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارا آئین جو ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آئین کے تابع ہے۔ اس سے بالاتر نہیں ہو سکتا ' اس لیے جناب والا انہی الفاظ کے ساتھ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔شکریہ

جناب سپیکر، جناب اقبال خاکوانی!

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! تصور پاکستان کے خالق اقبال

کے اس ملک پاکستان کے اندر ایک اقبال نے ایک قرارداد پیش کی' یہ اقبال اس کو کس طرح رد کر سکتا ہے بلکہ اس کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے تاکہ اس ملک کی قوم کا اقبال بلند ہو۔

جناب سپیکر: اقبال جمع ہو گئے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر! اگر اذان ہو اور میں اپنے گھر کے اندر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ہاتھ میں میگزین پکڑے' اور اگر اس وقت ٹی وی کا ٹائم ہو تو ٹی وی دیکھ کر اپنے بچوں کو یوں مخاطب ہوں کہ بیٹا نماز پڑھو کہ نماز فرض ہے لیکن میرا عمل اس وقت یہ ہو۔ جناب سپیکر! میرا ایمان ہے کہ ان پر نہ نماز پڑھنے کا اثر ہو گا اور نہ وہ نماز پڑھیں گے۔ جناب سپیکر! اسی طرح اگر میرے ہاتھ کی انگلیوں میں ایک سگریٹ دبا ہوا ہو اور میں کش پر کش لگا کر اپنے بیٹے کو کہوں کہ بیٹا سگریٹ نوشی نہ کرو کہ اس سے کینسر ہوتا ہے۔ یقیناً اس پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔ جناب سپیکر! ہمارے اسلام کی اگر ابتدا اور روح کو دیکھیں تو جس ہستی کے لیے یہ کائنات بنائی گئی۔ ہمارے آقا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنی ذات سے' اپنے رفقاء سے اسلام کو لاگو کیا اور پھر وہ نمونہ پیش کیا: جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پھر جوق در جوق اسلام کے اندر لوگ داخل ہوتے گئے۔ آج جب ہم ایک کنال کے مکان کی بات کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! کون اس پر عمل کرے گا اگر اس ملک کا جو سب سے بڑا حاکم اعلیٰ ہے اس کا جو گھر ہے وہ کئی مربعوں پر مشتمل ہے۔

جناب سپیکر! شاید آپ کے لیے یہ ایک انفارمیشن ہو کہ میرے شہر ملتان کے کمشنر کا گھر ۶۵ کنال پر مشتمل ہے۔ شہر کے عین وسط میں ۶۵ کنال پر مشتمل ہے۔ اس وقت ملتان کی کارپوریشن نے ایک قرارداد پیش کی کہ اگر اس ۶۵ کنال میں سے چار پانچ کنال ہی کمشنر ہاؤس بنا دیا جائے اور باقی پبلک پارک بنا دیا جائے' یا گورنمنٹ ڈگری گرلز کالج بنا دیا جائے جو کہ پورے ملتان میں ایک کالج ہے۔ جناب سپیکر! آپ حیران ہوں گے۔ سوا لاکھ آبادی کے ملتان شہر میں ایک ڈگری گرلز کالج ہے۔ آپ اندازہ لگائیں۔ اور ایک ابھی اجراء ہو رہا ہے ابھی ہوا نہیں ہے۔ وہاں اگر کالج بنا دیا جائے۔ میرے ملتان کے ڈپٹی کمشنر کا گھر ۳۰ کنال پر ہے۔ ایس ایس پی کا گھر ۳۰ کنال پر ہے۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کروں گا کہ اگر واقعی یہ قانون بنانا ہے تو پہلے حکومت اپنے گھر سے ابتدا کرے۔ آپ حیران ہوں گے جناب سپیکر کہ اس کی ایک الٹ مثال یوں دیکھیے۔ مری میں ایک قانون بنا دیا گیا کہ ایک کنال سے کم پر گھر نہیں بن سکتا۔ اس وقت وہاں وہ قانون exist کر رہا ہے کہ ایک کنال سے کم پر گھر نہیں

بن سکتا۔ ایک کنال سے کم پر نقشہ پاس نہیں ہوتا۔ اس کا تلخ تجربہ یوں ہوا کہ میرے ایک عزیز نے شوق کر کے دس مرلے پلاٹ لے لیا۔ جب وہ نقشے کے لیے گیا تو اسے اس وقت معلوم ہوا کہ ایک کنال سے کم پر گھر ہی نہیں بن سکتا۔ جناب والا! یہ جو دہرا معیار ہے' یہ جو بنیادی حقوق کی بات کر رہے تھے اور بھی دوستوں نے رائے زنی کی۔ جناب والا! بنیادی حقوق اس مسلم امت کو کہاں سے ملے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں۔ ہمارے بنیادی حقوق تو وہ ہیں۔ کیا رات کو میں جب دو یا چار روٹیاں کھانے لگا ہوں میں نے اپنے ساتھ والے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے؟ اس سے پوچھا ہے کہ بھئی' آپ نے بھی روٹی کھائی ہے؟ اگر اس نے نہیں کھائی تو میرے پاس جو تین یا دو روٹیاں ہیں ان میں سے ایک میں اسے بھی دے دوں۔ اسی طرح وہ اپنے ساتھ والے دروازے کو کھٹکھٹائے گا اور پھر یہ فرائض اور حقوق ادا ہوتے ہوتے اسلامی مساوات کا بہترین نمونہ بن جائے گا۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ میں اپنے بڑے بھائی جناب "بلند اقبال" کو' جن کا بلند اقبال ہو' ان کی اس تجویز کی سو فی صد حمایت کرتا ہوں۔ لیکن خدارا' اس قانون کو اگر بنانا بھی ہے' یا اس قرارداد کو منظور کرنا ہے تو اس کو محض قرارداد یا مذاق کی حد میں نہ لیا جائے' بلکہ اس کی شروعات اوپر سے کی جائیں اور پھر لاہور کے باسی اگر یہ دیکھیں گے' لاہور میں گھر بنانے والا یہ دیکھے گا کہ واقعی ۔ کلب روڈ' یا گورنر ہاؤس' یا بڑے بڑے جو محلات' وزراء کی کوٹھیاں ہیں۔ آج کہتے ہیں کہ جی' وزراء کے لیے گھر نہیں ہے۔ جناب سپیکر! آپ کو تو ہم سے زیادہ تجربہ ہے کہ ایک ایک کوٹھی میں سے اس وقت بھی چار چار پانچ پانچ گھر بن سکتے ہیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ جی' جگہ کی کمی ہے' لہٰذا تیس ہزار کے کرایے پر وزیروں کے لیے کوٹھی لے لیں۔ جناب والا! اگر خلوص دل سے عمل کرنا ہے تو پھر شروعات اوپر سے کی جائیں۔ اس لیے اس ضمن میں میں چودھری اقبال صاحب کی قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ جی' اب کیا مسئلہ ہے؟ اس میں آپ کوئی ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، میں اس میں پھر ایک دفعہ کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر قانون، جناب والا! میرا خیال ہے کہ اس ساری بات کو کچھ غلط طریقے سے بھی سمجھا گیا ہے۔ میں نے یہاں آرٹیکل۔۲۳ کا حوالہ دیا۔ پھر یہاں اسلام کی بات بھی ہوئی۔ تو میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جس آرٹیکل کا حوالہ دینا چاہیے تھا اس کا کسی نے حوالہ نہیں دیا۔ کیونکہ میرا مقصد اس قرارداد کو اس

لیے oppose کرنا نہیں ہے کہ میں اس کے متن سے اختلاف کرتا ہوں۔ میں تو صرف اس لیے بات کر رہا ہوں کہ اس میں قانونی پیچیدگیاں نہ پیدا ہوں۔

جناب سپیکر، جی، بجا ہے۔

وزیر قانون، ہمیں کوئی ایسی قرارداد یہاں پر منظور نہیں کرنی چاہیے -----

جناب سپیکر، جو قابل عمل نہ ہو۔

وزیر قانون، قابل عمل نہ ہو، قانونی پیچیدگی ہو اور اس پر ہم اپنا ایک مذاق بنائیں۔ اگر آپ آرٹیکل۔۵۳ ۲ دیکھیں تو اس میں پراپرٹی پر limit بھی لگائی گئی ہے،

(1) Parliament may by law:-

(a) prescribe the maximum limits as to property or any class there of which may be owned, held, possessed or controlled by any person: and

(b) declare that any trade, business, industry or service specified in such law shall be carried on or owned, to the exclusion, complete or partial, of other persons, by the Federal Government or a Provincial Government, or by a corporation controlled by any such government

(2) Any law which permits a person to own beneficially or possess beneficially an area of land greater than that which, immediately before the commencing day, he could have lawfully owned beneficially or possessed beneficially shall be invalid.

یہ آرٹیکل اس حد تک بہت آگے چلا گیا ہے جس کے تحت لینڈ ریفارمز بھی کی گئی تھیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔

وزیر قانون، جناب، میں یہ کتاب بھی لایا ہوں۔ اس کے صفحہ ۲۸۴ پہ، پی ایل ڈی ۱۹۹۰۔ یہ سپریم فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ ہے۔ اگر مجھے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، ضرور، ضرور۔

وزیر قانون، یہ سینکڑوں صفحات پر ہے۔ لیکن اس کا لب لباب یہ ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، چشتی صاحب! مہربانی فرمائیے۔جی۔

وزیر قانون، آئین کے آرٹیکل۔۲۵۳ کے باوجود شریعت کو اختیار ہے کہ جائیداد کی حد بندی کے قانون کو غیر اسلامی قرار دے۔ جس چیز کا میرے سارے دوست۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، اسلام کے حوالے سے بات کر رہے ہیں آپ' شریعت کورٹ کا فیصلہ بتا رہے ہیں؟

وزیر قانون، آرٹیکل۔ ۲۵۳ جائیداد کی حدبندی کرتا تھا' اس کو نفی کر دیا ہوا ہے اور اس کے تحت لینڈ ریفارمز کو بھی بہت حد تک ختم کر دیا گیا تھا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اسلام میں یہ جو چیز ہے یہ ساری اپنی طرف سے ہے کہ قانون کے بغیر ہم اس کے اوپر عمل کریں۔

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب! اگر ہم اس قرارداد کو یہ شکل دیں کہ بجائے یہ کہنے کہ ایسا کر دیا جائے' اس میں کوئی ذکر نہیں ہے قانون کا۔ اس میں کہا گیا ہے کہ صوبہ بھر میں کسی بھی شہری حدود کے اندر ایک کنال سے زیادہ رہائشی پلاٹ کا نقشہ پاس نہ کیا جائے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ اس کو اس شکل میں پیش کیا جائے کہ صوبے میں ایسی قانون سازی کی جائے جس سے کہ جائیدادوں میں جو عدم مساوات ہے وہ کم ہو سکے اور زیادہ سے زیادہ یہ حد اس میں یہ رکھی جائے؟ لیکن قانون سازی کے حوالے سے۔

وزیر قانون، جناب' میں یہی عرض کرنے والا تھا کہ ہم قانون بھی اس کے لیے کوئی ایسا نہیں بنا سکتے جو کہ آئین کے خلاف ہو۔

جناب سپیکر، لیکن قانون سازی کرتے وقت ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھا جا سکتا ہے۔

وزیر قانون، میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس قرارداد کے لیے' چونکہ بڑی اچھی نیت کے ساتھ اور بڑے اچھے جذبے کے ساتھ یہ قرارداد آئی ہے۔

جناب سپیکر، بجا ہے۔

وزیر قانون، لیکن اس میں کچھ اپنی پیچیدگیاں ہیں۔ تو ایک کمیٹی بنا دی جائے جو کہ آئندہ ہفتے تک اس کے متعلق اس کو ایک صحیح رنگ دے کر پھر اس کو پاس کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، بجا ہے۔

وزیر قانون، اس میں جلدی کرنے کی بجائے اس کی یہ شکل اگر بنا دی جائے تو یہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر، بالکل بجا ہے۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! مجھے آپ دو منٹ دیں گے۔ میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر، آپ اس پر تیار ہیں۔

چودھری محمد اقبال، صرف دو منٹ۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیے۔ صاحب زادہ صاحب! اس کے بعد میں آپ کو وقت دوں گا۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، اس سے پہلے اجازت دیں۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیے۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، صورت حال یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب نے جس شریعت کورٹ کا حوالہ دیا ہے وہ زرعی اصلاحات کے ساتھ منسلک ہے' مکانات کے سلسلے میں نہیں ہے۔ ان کا کوئی ایسا فیصلہ نہیں آیا۔

جناب سپیکر، انھوں نے جو بنیادی بات کی ہے' شرعی کورٹ نے' وہ یہ ہے کہ جائیداد پر کوئی حد نہیں لگائی جا سکتی خواہ وہ مکان کے لیے ہو یا کسی کے لیے ہو۔ جائیداد تو وہ بھی ہے۔ جی۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ جناب والا سے لوں گا۔

جناب والا! میرے فاضل بھائی وزیر قانون خواہ مخواہ اس قرارداد میں الجھ گئے ہیں۔ میں انھیں قرارداد پڑھ کر دوبارہ سنا دیتا ہوں،

اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں کسی بھی شہری حدود کے اندر ایک کنال سے زیادہ رہائشی پلاٹ کا نقشہ پاس نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! نقشہ پاس کرنا' یہ صوبائی حکومت کا prerogative ہے۔ میں حیران ہوں کہ یہاں پر human rights کی بات کی گئی ہے۔ یہاں پہ fundamental rights کی بات کی گئی ہے۔ یہاں پر شریعت کورٹ کی بات کر دی گئی ہے۔ جناب والا! اس کے جواب میں ان ساری باتوں کی ضرورت نہیں ہے۔ میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو رجحان ہے' چار کنال' چھ کنال' آٹھ کنال' دس کنال کی سکیمیں بنتی ہے اس میں زمین ضائع ہونے کا trend ہے اس کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ اس

کے اوپر حکومت کا پورا prerogative ہے کہ ایک کنال سے زیادہ کا نقشہ پاس نہ کیا جائے۔ اتنی بے ضرر سی قرارداد کے لیے وہ اتنے قانون پیش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ بے ضرر نہیں ہے۔ آپ تو خود قانون دان ہیں۔ آپ اس کو سمجھتے ہیں۔ آپ حکومت میں رہے ہیں جو بات بھی حکومت کی طرف سے کی جائے گی کہ نقشہ پاس نہ کیا جائے اس کی تو بنیاد ہو گی۔ کل کسی کا نقشہ پاس نہیں ہو گا تو وہ سپریم کورٹ میں، ہائی کورٹ میں یا کسی اور عدالت میں جائے گا اور وہاں اس کو stay مل جائے گا۔ اس کی داد رسی ہو گی۔ پھر اس وقت حکومت کو embarras ہونا پڑے گا۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! مجھے عرض کرنے کا موقعہ دیں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! خود فاضل وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہم جو نئی آبادیاں بنا رہے ہیں یا ہم نے جو آبادیاں شروع کی ہوئی ہیں اس میں ہم نے ایک کنال سے زیادہ پلاٹ مختص ہی نہیں کیا۔ تو یہ وہاں نقشہ پاس ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو یہ اس حد تک ہی کم از کم یہ مان لیں کہ جو بھی نئی سکیم بنے گی اس میں ہم ایک کنال سے زیادہ کا پلاٹ مختص ہی نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، وہ تو کہتے ہیں کہ وہ قانون موجود ہے۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! آپ کل میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کو پی۔ اے۔ ایف کالونی میں لے چلتا ہوں۔ آپ وہاں میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کے ساتھ ہوتے ہوئے خود آپ کو دو کنال، چار کنال، ساڑھے تین کنال کے پلاٹ دکھاتا ہوں۔ پھر میں آپ کو اور بہت سی کالونیاں دکھاؤں گا کہ جہاں پر تین تین، چار چار کنال کے پلاٹس اب بھی مختص کیے جا رہے ہیں اور ان کے نقشے بھی پاس ہو رہے ہیں۔ یہ کس طرح فاضل وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کا نقشہ پاس نہیں ہوتا۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ جو پی۔اے۔ایف کا فرما رہے ہیں تو جو بھی private owned scheme ہے، جو بھی ایک خود مختار ادارے کی سکیم ہے، حکومت جو اپنی سکیمیں بناتی ہے اس میں تو وہ ایک کنال کا پلاٹ رکھ سکتی ہے، دس مرلے کا پلاٹ بھی رکھ سکتی ہے، پانچ مرلے کا بھی رکھ سکتی ہے، یہ اس کو حق ہے کہ وہ کس طریقے سے اپنے پلاٹ کو فروخت کرنا چاہتی ہے لیکن جو خود مختار

ادارے ہیں ان پر وہ پابندی نہیں لگا سکتی۔ میں نے اس لیے کہا ہے کہ اس کو ذرا سنجیدگی کے ساتھ دیکھنے کے لیے کمیٹی بنا دی جائے۔

حاجی محمد افضل چن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ آپ نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ ہم نے یہاں جو بھی کام کرنا ہے وہ صوبے کی بہتری کے لیے کرنا ہے۔ آپ نے بہت اچھی تجویز دی ہے کہ اس پر قانون سازی کی جائے تاکہ پورے صوبے کو اس کا فائدہ ہو۔ آج جو کرپشن ہوتی ہے اگر یہی آپ قانون بنا دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ ساری کرپشن ختم ہو جائے گی کیونکہ جب میں ایک کنال میں گھر بناتا ہوں تو دوسرا پھر چار کنال میں بناتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی نہ بنا سکے۔ یہ وائٹ ہاؤس ہے۔ اگر ہم نیک نیتی سے کام کرنا چاہتے ہیں تو اس پر قانون سازی کی جائے۔ میں آپ کی رائے کو appreciate کرتا ہوں کہ یہاں قانون سازی کی جائے تاکہ ایک کنال سے زیادہ گھر کوئی نہ بنا سکے تاکہ غریبوں کے بھی گھر بن سکیں۔

جناب سپیکر، جی عارف حسین بخاری صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس قرار داد کے حق میں تو ایوان میں اتفاق پایا جاتا ہے۔ تو میری آپ سے مودبانہ گزارش یہ ہو گی کہ قرار داد سے تو کچھ نہیں بنے گا' بات بنے گی قانون سازی سے۔ جس طرح ہمارے محترم وزیر صاحب نے تجویز دی ہے آپ ایک کمیٹی تشکیل دے دیں۔ وہ قانون سازی کے مراحل طے کرے۔ پھر اس مسودہ قانون کو باقاعدہ ان تمام مراحل سے گزارا جائے جو اس کے مطابق ہیں۔

جناب سپیکر، میں ایک کمیٹی تشکیل دیتا ہوں جس میں لاء منسٹر صاحب' منسٹر فار پارلیمانی افیئرز' حاجی محمد افضل چن صاحب حکومت کی طرف سے اور چودھری محمد اقبال صاحب' سید ظفر علی شاہ صاحب اپوزیشن کی طرف سے ہوں گے۔ یہ پانچ حضرات ہوں گے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! جس طرح آپ نے پانچ اقبال اکٹھے کیے ہیں اس میں اس اقبال کا نام ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی' بڑی مہربانی۔

جناب لالہ مہر لال بھیل ، جناب والا! اس میں اقلیتوں کو بھی نمائندگی دی جائے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر ، مہربانی' مہربانی۔ نہیں' نہیں' یہ کافی ہیں۔ اس میں اقلیت کا مسئلہ نہیں ہے۔ تو یہ کمیٹی جو ہے یہ اس سلسلے میں ہاؤس کے سامنے اپنی تجویز لائے گی کہ جس مقصد کے تحت یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر کیسی قانون سازی کی جا سکتی ہے اور کس طرح اس کا ایک بل لایا جا سکتا ہے کہ جس سے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے وہ مقصد حاصل ہو سکے جس کے تحت آپ نے یہ قرار داد پیش کی ہے۔ ٹھیک ہے؟

چودھری محمد اقبال ، جی' ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر ، اور ایک مہینے کے اندر۔۔۔ کر لیں گے آپ؟ ایک مہینہ کافی ہے؟

چودھری محمد اقبال، جی کر لیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ بہت اچھی بات ہے۔ تو اسے وقتی طور پر ڈسپوز آف کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! اب ضرورت اس چیز کی ہے کہ اس کمیٹی کو بلانے کے لیے آپ کو ایک کنوینر مقرر کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، میں آپ کو اس کا کنوینر مقرر کرتا ہوں۔

وزیر قانون، جی ہاں' جیہڑا بولے اوہے بوہا کھولے۔

جناب سپیکر، جی ہاں' جی ہاں۔۔۔ (قہقہے) اب اگر دوست اجازت دیں تو میں نے وعدہ کیا تھا شرقپوری صاحب سے کہ ان کی جو تحریک ہے اسے لازماً لے لیا جائے گا۔ اسے ذرا پہلے کر لیا جائے۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! قرار داد کے سلسلے میں تو فیصلہ ہو گیا ہے لیکن ریکارڈ کو درست رکھنے کے لیے میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون نے پہلے آرٹیکل 23 کا حوالہ دیا اور میں نے بتایا کہ یہ قرار داد fundamental rghts کے کسی طرح متصادم نہیں ہے۔ اس کے بعد انھوں نے 253 کا حوالہ دیا ہے۔ 253 اجازت دیتا ہے کہ آپ تحدید کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، اجازت دیتا ہے۔ انھوں نے یہی کہا ہے۔

سید تابش الوری ، آپ پابندی لگا سکتے ہیں۔ پھر انھوں نے شریعت کورٹ کا حوالہ دیا۔ وہ لینڈ ریفارمز سے اور زرعی اراضی سے متعلق ہیں۔ تو یہ تینوں حوالے صحیح نہیں ہیں۔ اس لیے ریکارڈ کو درست رکھنے کے لیے میں یہ عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، چلیے' کمیٹی میں یہ ساری باتیں زیر غور آجائیں گی۔ اب میں ہاؤس کی consent لے کر ذرا تھوڑا سا شرقپوری صاحب کی جو تحریک ہے اس کو پہلے لانا چاہتا ہوں۔

معزز ممبران ، ٹھیک ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! اس سے پہلے میری بھی ایک تحریک ہے۔

جناب سپیکر، جی' مجھے پتا ہے۔ میں نے اسی لیے آپ سے اجازت لی ہے۔ اس کے بعد آپ کی تحریک آجائے گی۔ last time ان کی تحریک کسی وجہ سے مولی صاحب نے پیش نہیں کی تھی۔ تو میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگلے اجلاس میں ضرور ان کی تحریک آجائے گی۔ جی

تحریک کہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزارات سے ملحق اراضی پر لائبریریاں قائم کرنے کا معاملہ مجلس قائمہ برائے اوقاف کے سپرد کیا جائے

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزارات سے ملحقہ جگہ پر اور اگر ملحقہ جگہ دستیاب نہ ہو تو اسی شہر میں کسی دوسری جگہ لائبریریاں قائم کرنے کے بارے میں جامع سفارشات مرتب کرنے کا کام مجلس قائمہ برائے اوقاف کے سپرد کیا جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

"محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزارات سے ملحقہ جگہ پر اور اگر ملحقہ جگہ دستیاب نہ ہو تو اسی شہر میں کسی دوسری جگہ لائبریریاں قائم کرنے کے بارے میں جامع سفارشات مرتب کرنے کا کام مجلس قائمہ برائے اوقاف کے سپرد کیا جائے۔"

وزیر اوقاف، جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر، آپ اس کو oppose کرتے ہیں؟

وزیر اوقاف، جی ہاں۔

جناب سپیکر، اچھا جی۔ انھوں نے oppose کیا ہے۔ بہرحال میں دعوت دیتا ہوں جناب سعید احمد شرقپوری صاحب کو کہ وہ اپنی اس تحریک کے حق میں مختصر بیان دیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اوقاف کی سٹینڈنگ کمیٹی کا جو انتخاب ہوا ہے وہ تقریباً چیئرمین کے ذوق کی وجہ سے دو سال بعد ہوا ہے۔ تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ دو سال چیئرمین کے ذوق رکھنے والوں نے کورم کو توڑا، بار بار توڑا اور اوقاف کا وہ الیکشن نہ ہونے دیا۔ اب سٹینڈنگ کمیٹی جب بن چکی ہے تو پھر میں نے یہ سوچا کہ سٹینڈنگ کمیٹی میں کوئی ایسے فیصلے ہوں جو کہ مفید ہوں۔ یہ قرار داد لائبریریوں سے متعلق جو میں لایا ہوں چیمہ صاحب نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں oppose نہیں کروں گا اور یہ بڑے گہرے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ آپ کی خواہش کے مطابق، آپ کے بزرگوں کے مزار پر کچھ لاکھ روپیہ خرچ کر دیں تو آپ یہ تحریک پیش نہیں کریں گے۔ اب آپ بھی وعدے سے پھر گئے ہیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، نہیں، نہیں۔ میں نے کوئی وعدہ نہیں کیا۔

جناب سپیکر، وہ مجھے بتا رہے تھے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، چیمہ صاحب، مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ بات نہ کریں۔ میں آپ کے مسئلے حل کرتا ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ آپ پر criticise کرنے والی کوئی بات نہیں۔ چونکہ انھیں یہ پتا ہی نہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹی کا کام کیا ہوتا ہے؛ چونکہ وہ ہر لحاظ سے بڑے بہترین آدمی ہیں۔ عرض یہ ہے کہ مزارات پر لاکھوں اور کروڑوں روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ تو میں نے یہ سوچا کہ مزارات پر ایسی لائبریریاں قائم کی جائیں جن سے لوگوں کی رہنمائی ہو سکے۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ شرقپور شریف کا مزار ہے۔ وہاں بھی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے مزار پر لائبریری نہیں ہے۔ متعدد مزارات پر لائبریریاں نہیں ہیں۔ یہ لائبریریاں اگر بن جائیں تو اس سے لوگوں کی اصلاح ہو گی، لوگوں کی تربیت ہو گی، لوگ علمی استفادہ حاصل کریں گے۔ میرے خیال میں چیمہ صاحب کو

oppose نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے ان پر کوئی تنقیدی پہلو نہیں نکلتا۔ ان کی سمجھ ابھی چھوٹی ہے۔ ان کو سوچنا چاہیے اور oppose نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، ان سے پوچھ لیتے ہیں۔ جی جناب چیمہ صاحب۔

وزیر اوقاف ، جناب سپیکر! ایہہ جس کم واسطے میرے کول تشریف لیائے اوہدے وچ واقعی میں ایہناں نال وعدہ کیتا سی اور انشاء اللہ میں اوس وعدے تے پابند آں۔ چیمڑی مسجد دا ایہناں نیں فرمایا سی اوہدے تے میں سیکرٹری نوں کہہ دتا اے کہ اوہدے تے فوری طور تے پیسے لائے جان۔ فیر چیمڑا ایہناں دا اگے دربار اے' بے شمار لوگ اوس دربار دے عقیدت مند نیں۔ اوہدے تے وی میں کوئی پنج لکھ روپیہ sanction کیتا اے۔ اوہدے وی ٹینڈر ہو گئے نیں اور اوہ وی شروع ہو جائے گا۔ تے ایس واسطے ایہہ گل نہیں سی ہوئی' ایس تحریک دی گل نہیں سی ہوئی۔ ایہہ تحریک ایہناں دی نوی اے۔ اج ایہناں نال گل ہوئی اے۔ میں صرف ایہہ دسناں چاہناں۔ oppose میں ایس واسطے نہیں کیتا کہ لائبریریاں نہیں ہونیاں چاہی دیاں نیں۔ لائبریریاں دا کم اسیں شروع کر دتا ہویا اے۔ ۶ ہزار اسلامی کتاباں تے مشتمل اسیں داتا صاحب دی لائبریری بنائی اے۔ ایہہ اونوں جا کے بے شک ویکھ آن۔ دوسری اک بہت وڈی لائبریری چیمڑی اے اسیں پاک پتن شریف بنا رہے آں۔ جدا افتتاح پرائم منسٹر بے نظیر بھٹو صاحبہ ممکن اے کہ ایس ای ہفتے وچ یا اگلے ہفتے وچ کرن۔ ایسے طرح ایہہ تجویز ایہناں دی اچھی اے۔ میں ایہناں نوں ایہہ دسناں چاہندا ساں کہ چیمڑا تسیں کم کرنا چاہندے او ناں او اسیں شروع کر دتا اے۔

جناب سپیکر، گویا ایوی معاملہ محتسب والا ای معاملہ اے۔

وزیر اوقاف، جی' بالکل میں حاضر آں۔ شرقپور شریف وچ وی اگر ایہہ فرمان' اوتے وی اگر لوگ پڑھ دسے نیں تے لائبریری بنان واسطے اسیں بالکل تیار آں۔

جناب سپیکر ، فیر تہانوں اعتراض کیہہ اے ۔

وزیر اوقاف، اعتراض تے نہیں اے ۔ میں ایہہ کہیا اے کہ اسیں بنا رہے آں ۔ ہور دسن تے اسیں بنا دیئے آں۔

جناب سپیکر ، اچھا !

وزیر اوقاف ، ایہاں دی ایہہ تجویز بری نہیں اے ۔ اسیں بہت بڑیاں بڑیاں لائبریریاں بنائیاں نیں۔ چھ ہزار اسلامی کتاب دی لائبریری داتا صاحب اور چھ ہزار کتاب دی لائبریری ------عمارتاں بن چکیاں نیں' کتابیں خرید چکے آں۔ ہور چھوٹے شہراں وچ وی ہین ۔ جتھے حکم کردے نیں اسیں بنان واسطے تیار آں ۔

جناب سپیکر ، اگر ایس تحریک نوں ایس طرح پیش کیتا جائے کہ جیہڑے جیہڑے مزاراں تے لائبریریاں بن گئیاں نیں اوہ تے بڑا اچھا اے تے جتھے نہیں بنیاں اوتھے وی بنائیاں جان ۔تہانوں کوئی اعتراض تے نہیں۔

وزیر اوقاف ، ساڈوں کوئی اعتراض نہیں ۔ اسیں بناواں گے ۔

جناب سپیکر ، مولانا صاحب ! ایس طرح کر کے پیش کر دیو ۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، ٹھیک اے جی ۔

وزیر اوقاف، ٹھیک اے جی ۔

جناب سپیکر ، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ درگاہیں روحانی مراکز ہیں۔

وزیر اوقاف، میری گل اجے ختم نہیں ہوئی ۔ تھوڑی جئی رہ گئی اے اوہ تے ختم کر لواں۔

جناب سپیکر ، تسیں اوہ دی ختم کر لو ۔

وزیر اوقاف، شرقپوری صاحب ' بن ایہہ دسو تسیں خوش ہو ۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، چاچا خوش آں ۔

وزیر اوقاف ، شرقپوری صاحب ' بہت اعلیٰ آدمی نیں ۔ ایہہ بابرکت انسان نیں ۔ ایہہ ادھر تشریف لے آون اسیں ایہاں دی ہر گل منے آں۔ اور مندے رہواں گے ۔ بہتر تے ایہہ ہے کہ منے آ جان ۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب والا ' یہ بات ادھر والی یا ادھر والی نہیں ہے ۔ یہ ہمارا ایک جائز حق ہے ۔ مزارات جیسے کہ پیر عارف شاہ صاحب نے کہا تھا کہ ----------

جناب سپیکر، ان کی بات پر آپ کبھی کبھی مسکرا کر بھی جواب دے دیا کریں۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، ہم مسکرا کر ہی جواب دے رہے ہیں۔ یہ ہمارا اخلاقی اور رواداری حق ہے ۔ جس حق کے سلسلہ میں شرقپوری صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے ۔ رہی ان کی یہ خواہش کہ

شرقپوری صاحب شاید ہماری اس بات پر خوش ہو کر آ جائیں۔ ایں خیال است محال است دنیا ادھر کی ادھر ہو سکتی ہے لیکن یہ شرقپوری صاحب انشاء اللہ جمعیت العلمائے پاکستان کی پالیسی کے پابند ہیں۔

جناب سپیکر : یہ شرقپور ہی میں رہیں گے۔

وزیر اوقاف : شرقپوری صاحب ' بہت با کردار انسان نیں۔ میں ایہہ نہیں کہیا کہ اونہاں نوں چھڈ کے آ جان۔ صرف دعا کرن ہاؤس واسطے کہ ایہہ ہاؤس وی قائم رہوے اور ایس ہاؤس وچ ہر بندے نوں اللہ توفیق دے پچی گل کرن دی۔ ایہہ میں استدعا کرناں۔ اینی تے گل کر دین' دعا تے منگ دین۔ اٹھو!

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: جناب سپیکر ' میں آپ کا سب سے پہلے ممنون ہوں کہ آپ کے تعاون سے یہ قرارداد منظور ہوئی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حنیف رامے صاحب جو چیز چاہیں ساری دنیا نہ چاہے وہ کام ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر : اللہ مہربانی فرمائے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: چونکہ آپ بڑے باریک ہیں ۔ آپ بڑے مزاج شناس ہیں۔ آپ نے بڑے اچھے انداز سے چیمہ صاحب کو کنٹرول کیا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ آج آپ چاہتے تھے کہ میاں سعید کی قرارداد بھی پیش ہو اور یہ منظور بھی ہو اور آپ اتنے باریک اور اتنے باریک ہیں کہ آپ کی عقل کے حوالے سے میں آپ کا اعتراف کرتا ہوں کہ آپ بڑے زیرک ہیں ' آپ بڑے دانا ہیں ۔ آج آپ چاہتے تھے کہ میاں سعید کی یہ تحریک منظور ہو اور چیمہ صاحب کے متعلق آپ سمجھتے ہیں۔ یہ بڑے سادہ مزاج ہیں اور ان کو کیسے کنٹرول کرنا ہے اور آپ نے یہ پاس کروائی ۔ آپ کا پہلے شکریہ کہ آپ نے مدد کی اور چیمہ صاحب کا بھی میں مشکور ہوں کہ آپ کی ترمیم جو ٹھیک تھی اس کو انھوں نے oppose نہیں کیا۔ اور وزیر قانون کا بھی میں ممنون ہوں کہ ان کی میز پر جا کر میں نے عرض کیا تھا کہ آپ oppose نہ کیجیے گا۔ ان کو میرا وہ کہنا یاد تھا۔ بہر حال انھوں نے وعدہ تو نہیں کیا تھا لیکن میرے خیال میں بعد میں انھوں نے وہ فیصلہ کر لیا۔ لیکن چیمہ صاحب نے ابھی مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ یہ بھول بھی جاتے ہیں۔ انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ میں oppose نہیں کروں گا۔ وہ شرقپور شریف کی مسجد کی اس میں بات شامل نہیں ہے ۔ جو کچھ بھی ہوا درست ہے ۔ اور یہ اللہ کے کرم سے ہوا ' یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ہوا ۔ اب بات اس پارٹی میں جانے کی ہے ۔ میں جمعیت العلمائے پاکستان سے تعلق رکھتا ہوں مولانا عبدالستار نیازی کا میں خادم ہوں جو کہ نظام مصطفیٰ کی

داعی پارٹی ہے۔ میں اس پارٹی کو قیامت تک نہیں چھوڑ سکتا۔ اور میں میاں نواز شریف صاحب کو بھی نہیں چھوڑ سکتا۔

وزیر قانون ، جو میاں سعید شرقپوری کی بات آتی ہے وہ چونکہ بڑی مناسب ہوتی ہے ۔ جو بات بھی جائز ہو گی ہم اس کی کبھی بھی مخالفت نہیں کرتے۔ انھوں نے آ کے اپنی خواہش کا اظہار کیا ہم نے اس کا احترام کیا۔ اب اس کے لیے میں اتنا عرض کروں گا اب ہاؤس نے ان کی اتنی بابرکت بات مانی ہے تو وہ ہاؤس کے لیے دعا بھی فرمائیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ۔ وقنا عذاب القبر ، وقنا عذاب الحشر وقنا عذاب المیزان۔ یا اللہ حضور پاک کا صدقہ جو بے ہدیتے ہیں ان کو ہدایت دے۔ یا اللہ جو کرپٹ ہیں ان کو ہدایت دے۔ یا اللہ جو لوٹ مار کر رہے ہیں ان کو ہدایت دے ۔ یا اللہ جو میرٹ پر عمل نہیں ہونے دیتے انہیں ہدایت دے انھیں ہدایت دے۔ یا اللہ جو میرٹ پر عمل نہیں ہونے دیتے انھیں ہدایت دے۔ یا اللہ ہمارے دلوں میں اپنے حضور کی اور اپنی محبت پیدا فرما۔ یا اللہ جو ظلم کرتے ہیں ان کو ہدایت دے۔ یا اللہ سب پہ کرم فرما۔ یا اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ سب پر رحم فرما۔ یا اللہ پورے پاکستان پر رحم فرما۔ یا اللہ کریم کرم فرما۔ یا اللہ کریم جو بھی دولت کی لوٹ کھسوٹ کرتے ہیں ان کے دلوں میں اپنی اور اپنے حبیب کی محبت پیدا فرما۔ یا اللہ کریم جو غریبوں کی حق تلفیاں کرتے ہیں ان کو ہدایت دے۔ یا اللہ کریم جرائم بڑھ رہے ہیں' بدمعاشیاں بڑھ رہی ہیں' ڈاکوؤں کو ہدایت دے جو قتل کرتے ہیں ان کو ہدایت دے۔ یا اللہ کریم پاکستان کی اکثریت دین سے دور ہے۔ یا اللہ ان کو دین کے قریب کر دے۔ یا اللہ تو کرم فرما' یا اللہ تو کرم فرما۔ یا اللہ تو کرم فرما۔

جناب سپیکر ! آمین ' آمین ' آمین ۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے کرم فرما ۔ یا اللہ کرم فرما ۔ صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ۔

جناب سپیکر ، اگلی قرارداد حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی طرف سے ہے ۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آج کی کارکردگی دیکھ کر مجھے تو رشک آ رہا ہے کہ کاش ہم تمام معاملات میں ایسے ہی اتفاق رائے سے اس ایوان کو چلائیں اور نیک کام تعاونوا علی البر والتقویٰ ہوتا رہے اور نیکی فروغ پاتی رہے ۔ آج کا اجلاس بھی ایک منفرد اجلاس ہے ۔ جو بات میں

عرض کرنا چاہ رہا تھا وہ یہ ہے کہ جناب درگاہیں روحانی فیوض و برکات کا مرکز، علم و ادب کے سرچشمے اور ان خانقاہوں کے بانیوں نے روکھی سوکھی کھا کے ہدایت خلق کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ درگاہ شریف کا سب سے بڑا مقصد ہدایت خلق ہے۔ مخلوق کی رہنمائی کرنا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ یہاں سے روحانیت کے جو چشمے پھوٹے ان کے انوار سے کائنات منور ہوئی۔ لیکن آج ایک تو ستم ظریفی یہ ہے کہ قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے وہ رخصت ہوئے۔

خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گور کن

ایک طرف تو ان خانقاہوں کو جائز وارث نہ ملے اور دوسرا ستم یہ ہوا کہ محکمہ اوقاف مسلط ہو گیا۔ اور محکمہ اوقاف میں اہل اور نا اہل کی کوئی تمیز نہیں رکھی۔ اب اکثر خانقاہیں جہاں علم و ادب کے سرچشمے پھوٹے تھے آج وہاں یاس و قنوط نے جگہ لے لی ہے۔ میں آپ سے دردمندانہ التماس کروں گا کہ براہ کرم اوقاف کے مسئلے میں متعلقہ وزیر صاحب بھی اس چیز سے تعاون کریں۔ ایک ایسی حکمت عملی وضع کی جائے۔ ایک داتا صاحب کے خزانے سے اتنی رقم برآمد ہوتی ہے کہ پورے پنجاب میں نہ جانے کتنے مکاتب چلا سکتی ہے۔ تعلیم کے بارے میں صبح ہم پریشان تھے۔ اگر اوقاف کی فاضل آمدن کو تعلیم کے حوالے کر دیا جائے۔ دینی تعلیم کے حوالے سے دینی سکالر پیدا ہوں۔ جو آدمی دین کے اوپر پی ایچ ڈی کرنا چاہے، تخصص کرنا چاہیں ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ تو میرے خیال میں جو دیگیں مختلف افسروں کے گھروں میں پہنچائی جائیں۔ ان سے بہتر ہے کہ آپ روحانیت کی بھوک مٹانے کے لیے پی ایچ ڈی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کریں۔ اس پر مناسب کام کیا جائے۔ لائبریریوں کے ساتھ مکاتب کو بھی فروغ دیا جائے۔

جناب سپیکر، میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ اس مرتبہ بھی سولہ دن کا اجلاس ہے۔ تقریباً تمام موضوعات پر بحث ہوئی ہے۔ تعلیم، صحت وغیرہ۔ ہر طرح کے سوالات آتے ہیں۔ وقفہ سوال ہوتا ہے۔ تحریکیں آتی ہیں۔ آپ دوست ماشاء اللہ جو خانقاہوں اور درسگاہوں سے وابستہ ہیں ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ ایجنڈے پر کبھی اوقاف کی کارکردگی بھی لے آئیے۔ اس پر بھی تفصیل سے بحث ہو جائے۔ اس پر اچھی تجاویز بھی آ جائیں۔ اور میں وزیر اوقاف سے بھی کہوں گا۔ ان کے لیے بھی اچھا ہے کہ یہ اپنے محکمے کی کارکردگی پیش کر سکیں گے۔ کسی دن اتفاق رائے سے آپ دوست تجویز تو لائیے کہ اوقاف کے محکمے کو بھی زیر بحث لے آیا جائے۔ اس میں یہ ہے کہ جتنی اچھی اچھی تجاویز ہوں گی اس کو

انشاء اللہ تعالیٰ ایوان میں لا کر اور ایوان کی رائے سے آگے بڑھانے میں بہت مدد ملے گی۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب سپیکر! آپ کی تجویز انتہائی معقول ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آج ہی آپ کسی دن کو مختص فرما دیں۔ پچیس یا چھبیس تاریخ کو اگر مقرر کر دیا جائے تو بہتر رہے گا۔

جناب سپیکر، وہ دن لوکل گورنمنٹ کے لیے رکھا گیا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ ہم کوشش کر سکتے ہیں کہ وزیر قانون اجازت دیں تو اس میں سے کچھ وقت نکال کے ہم اس کو لے سکتے ہیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، چھبیس کو رکھ لیں۔

جناب سپیکر، اس دفعہ مشکل ہے۔ بہت لمبا سیشن ہو گیا ہے۔

وزیر قانون، اگلے سیشن میں رکھ لیں گے۔

جناب سپیکر، جب بھی اگلا سیشن آئے گا تو اس میں رکھ لیں گے۔ اور تیاری بھی ہو جائے گی۔

وزیر قانون، ہم نے جتنی بھی general discussion رکھی ہیں حزب اختلاف کے احترام میں رکھی ہیں۔

جناب سپیکر، اگلے سیشن میں رکھ لیں گے۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! پہلی دفعہ میرے خیال وچ محکمہ اوقاف بنیا اے مزارات تے بدے کوئی پیسہ نہیں سی لگا۔ جس وقت میں ایس منسٹری دا عہدہ سنبھالیا۔ حالانکہ وقت تھوڑا سی لیکن 35/40 لکھ روپے دے قریب میں پہلے سال ای لگا دتے۔ دوسری دفعہ مسجداں تے مزارات تے اک کروڑ چھتیس لکھ روپیہ ایس دفعہ چھ کروڑ روپیہ اور ایسیاں مسجداں شہید ہو گیتاں سن جدے وچ جھنگ دی اک مسجد شہید ہو گئی سی اوہدے واسطے 22 لکھ روپیہ دتا۔ ایہہ تفصیل نال سوال کرن میں ایہناں نوں تفصیل نال دساں۔ باقی دینی مدرسے وی چلا رہے آں۔ فیر ایہہ وی کوشش کر رہے آں اور سو فیصد اس تے عمل پیرا ہو رہے آں کہ جیہڑے درباراں دی جتنی آمدن اے اوہدے بارے وزیر اعظم صاحبہ دا حکم اے کم از کم ستر اسی فیصدی خرچ کیتی جائے۔ چنانچہ اسیں مزاراں تے پیسہ خرچ کرنے آں۔ پنجاب گورنمنٹ مزاراں نوں کوئی پیسہ نہیں دیندی۔ ایہہ محکمہ خود کفیل اے۔ جیس وقت دا میں ایس محکمے دا وزیر بنیا واں ایس دی آمدن وی ڈیڑھ گنا ہو گئی اے۔ اسیں اک نویں سکیم دتی اے۔ یتیم بچے

جیہڑے اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکدے ہون اونہاں واسطے وظیفہ مقرر کیتا جائے۔ اوہدے واسطے دس لکھ روپیہ پچھلے بجٹ وچ رکھ دتا اے ۔ اور دینی مدرسے وی چلا رہے آں۔ غریب لوکاں نوں داتا دربار توں ہر مہینے بارہ گھراں نوں جہیز فنڈ دیتے آں۔ ہسپتال چلا رہے آں جدے تے تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ خرچ ہوندا اے۔ پاکستان دے وچ سب تو اچھا اکھاں دا اور بچیاں دا ہسپتال اے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایہہ تجویزاں دین اسیں اہدے تے عمل کراں گے ۔ کیونکہ تجویزیاں دینیاں چاہی دیاں نیں ۔ ایہاں دا حق اے ۔ جو جناب نے فرمایا بالکل ٹھیک اے لیکن میں ایہاں نوں دسنا چاہنا واں لائبریریاں دا قیام وی علم پھیلانا اے۔ اسلام اولیاء اللہ نے پھیلایا اے ۔ اسلام بادشاہاں تے حکمراناں نے نہیں پھیلایا ۔ ایہاں دیاں کتاباں جدوں دتیاں جان گئیاں تے تبلیغ ہووے گی ۔ ایس واسطے وزیراعظم صاحبہ نے حکم دتا اے کہ پاکستان دے وچ سب توں پہلے مزاراں تے لائبریریاں بناؤ ۔ ایسے طرح سندھ وچ سخی سیہون شریف تے بہت بڑی لائبریری بن رہی اے ۔ ایہاں لائبریریاں دا افتتاح انشاء اللہ تعالیٰ ایسے مہینے وچ ہووے گا۔ عمارتاں بن چکیاں نیں کتاباں خرید چکے آں۔

جناب بادشاہ میر خاں آفریدی، جناب والا ' پوائنٹ آف آرڈر' میں آپ کی وساطت سے ایک تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ ساڈے محترم وزیر شاہنواز چیمہ صاحب نے فرمایا اے کہ جد دا محکمہ اوقاف بنیا اے مزاراں تے کوئی رقم خرچ نہیں کیتی گئی سی۔ میں جناب دی اطلاع لئی عرض کرناں کہ داتا صاحب دی توسیع دا کم وی جناب نواز شریف صاحب دی حکومت دے دور وچ ہویا سی ۔ چیمڑی عالیشان مسجد بنی ایس دا کم وی اونہاں دے دور وچ ہویا ۔ ایہاں نے فرمایا اے کہ محکمہ اوقاف دی آمدن ڈیڑھ گنا ہو گئی اے۔ ایہاں نوں ایہہ پچھو کہ جد دی ایہاں دی حکومت آئی اے روپے دی قیمت کینی کوں ڈگ پئی اے۔ جناب! اگر روپے دی قیمت دے حساب نال ویکھو تے آمدن گھٹی اے وڈی نہیں۔

وزیر اوقاف : اگر آمدن گھٹی ہووے میں ہنے استعفیٰ دے دیاںگا اور محکمہ اوقاف دا پراجیکٹ داتا صاحب نے نہیں بنایا۔ ایہہ گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ پاکستان نے شروع کیتا اور ایہہ غلط منصوبہ چیمڑے بادشاہواں دی نظر دا بنیا اے اور تاریخ اوس نوں معاف نہیں کرے گی۔ ممکن اے خدا تعالیٰ اوھدی سزا دے رہیا اے ۔

جناب سپیکر : اللہ رحم کرے ' اللہ رحم کرے۔

وزیر اوقاف : جناب سپیکر! اونہاں نے ایک ایسا منصوبہ بنا دتا جیہڑا تکمیل ہون تے نہیں ہوندا ۔ چنانچہ

میں وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو نوں ایس چیز دا خراج تحسین پیش کرناں واں کہ اونہاں نے دو کروڑ پہلاڈتا اور ہن وی اونہاں کہیا ادھا روپیہ گورنمنٹ پنجاب دے باقی میں دینی واں ۔ لہذا اوہ منظور ہو چکیا اے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلدی اوہ کم شروع ہو جانے گا ۔ اور میں ہاؤس وچ کہنا واں کہ جتنی آمدن اسیں ودھائی اے اگر ثابت کر دیو تے میں تنے resign کر کے تہانوں دے دیاں گا۔

جناب سپیکر ، چودھری خادم حسین!

بادشاہ میر خان آفریدی : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : نہیں اب آپ بیٹھے۔ آپ تشریف رکھیں میں آپ کو موقع نہیں دے رہا ۔ چودھری خادم حسین صاحب!

چودھری خادم حسین : جناب سپیکر ! آج یہ بڑی اچھی بحث ہوئی ہے اور خاص طور پر ایک ولی اللہ کی اولاد سے جو دعا یہاں کی گئی ہے۔ میں اس وقت لابی میں بیٹھا ہوا تھا اس دعا کا مجھ پر بڑا اثر ہوا ہے اور میں ایک دفعہ پھر ان سے یہ درخواست کروں گا کہ عوام کا جو تقدس ہے ، جس عوام نے ہمیں منتخب کر کے اسمبلیوں میں بھیجا ہے اس کے تقدس کو پامال کرنے کے لیے ، حکومتوں کو ختم کرنے کے لیے ، اسمبلیوں کو ختم کرنے کے لیے جو لوگ کہہ رہے ہیں ان کے لیے بھی شرقپوری صاحب یہ دعا مانگیں کہ اللہ ان کو بھی ہدایت دے۔

جناب سپیکر : مہربانی۔

سید ظفر علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! چودھری صاحب نے بڑے مخصوص انداز میں یہ کہا ہے وہ لوگ جو اسمبلیوں کو ختم کرنے کے بارے میں کہہ رہے ہیں ------- آج کی تازہ ترین خبر ہے کہ ہمارے ڈپٹی سپیکر صاحب نے بھی تین سال کا منصوبہ دیا ہے تو ہم کیوں نہ ڈپٹی سپیکر صاحب کے لیے بھی دعا کروالیں؟

جناب سپیکر : شاہ صاحب ! میری تجویز یہ ہے کہ جس وقت وہ بیٹھے ہوں اس وقت دعا منگوانا ۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم : جناب سپیکر ! caretaker کے لیے تو اب کئی آدمی تیار ہو رہے ہیں۔ کچھ نام تو آپ کے علم میں بھی ہیں ۔

جناب سپیکر: اللہ رحم کرے ۔ اگلی قرار داد حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی ہے ۔ اگر وہ تشریف رکھتے

ہیں تو پیش کریں اگر نہیں ہیں تو میں ارشد عمران سلہری صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی قرار داد پیش کریں۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! اجلاس شروع ہونے سے پہلے میں نے سیکرٹریٹ میں ایک قرار داد " امریکہ کے عراق پر حملے " کے سلسلے میں جمع کروائی تھی ۔ اسے جناب نے چیمبر میں kill کرتے ہوئے یہ کہا کہ یہ مفاد عامہ کے خلاف ہے اس لیے پیش نہیں کی جا سکتی ۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب ! میں معذرت خواہ ہوں ۔ ایسا سیکرٹریٹ کی طرف سے لکھا گیا ہے ۔ بہرحال اس کا اصل جواز یہ تھا کہ چونکہ یہ foreign policy سے متعلقہ ہے اور قومی اسمبلی میں یہ باتیں ہو بھی رہی ہیں اس لیے ہم اس کے بارے میں یہاں کچھ نہیں کر رہے ۔ میرا موقف یہ تھا ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب والا! وہ تو آپ نے kill کر دی لیکن میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے جو لکھا ہوا آیا وہ یہ تھا کہ یہ مفاد عامہ کے خلاف ہے جبکہ قومی اسمبلی نے اس کو unanimous پاس کیا ہے ۔ اب میں صرف یہ سمجھنا چاہتا تھا کہ وہ کون سی بات ہے ' وہ کونسا پیمانہ ہے کہ اگر قومی اسمبلی کرے تو وہ مفاد عامہ کے حق میں ہے اور اگر ہم کریں تو مفاد عامہ کے خلاف ہے ۔

جناب سپیکر : میں نے آپ سے معافی چاہ لی ہے ۔ یہ میرے سیکرٹریٹ کی ایک language بنی ہوئی ہے۔ یہ دفتری کارروائی آپ جانتے ہی ہے۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب! از راہ کرم اپنی قرار داد پیش کریں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، شکریہ۔ جناب سپیکر ! آپ نے موقع دیا تو میں ضرور انشاء اللہ پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : میری تو ہمیشہ کوشش ہوتی ہے لیکن آپ ہی موقعے ضائع کرتے رہتے ہیں ۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! اس قرار داد سے پہلے بھی ایک اور قرار داد ہے اس کا کیا بنا ہے ؟

جناب سپیکر : چونکہ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب موجود نہیں ہیں اس لیے وہ dispose of ہو گئی۔

قرار داد

سرکاری ملازمین کی آمدن پر انکم ٹیکس سے استثناء کی حد بڑھائی جائے

جناب ارشد عمران سلہری : اس ایوان کی رائے ہے کہ :-

"صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ سرکاری ملازمین کی آمدن پر انکم ٹیکس سے استثناء کی حد 50 ہزار سے بڑھا کر 80 ہزار روپے سالانہ کر دے "۔

جناب سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ :-

" صوبائی حکومت ، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ سرکاری ملازمین کی آمدن پر انکم ٹیکس سے استثناء کی حد 50 ہزار سے بڑھا کر 80 ہزار روپے کر دے "۔

وزیر خزانہ ، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : یہ oppose ہو گئی ہے لیکن میں محرک جناب ارشد عمران سلہری صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی قرار داد کے حق میں تقریر کریں۔ایک چھوٹی سی گزارش تھی کہ ہم لفظ " مرکزی حکومت " استعمال کرتے ہیں جبکہ صحیح لفظ " وفاقی حکومت " ہے زیادہ بہتر ہے کہ وفاقی حکومت کا لفظ استعمال کیا جائے۔ جی سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! میری یہ تحریک صوبہ پنجاب کے جو ملازم پیشہ افراد ہیں ان کے بارے میں ہے ۔ جناب والا! اس وقت صوبے کے اندر جو ہمارے معاشی، اقتصادی حالات ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں اور گزشتہ تین سال سے صوبے کے اندر مہنگائی کا جس طرح سے طوفان آیا ہے کہ آج کوئی بھی تنخواہ دار ملازم، خصوصی طور پر گریڈ ایک سے لے کر 16 یا 17 گریڈ تک کے جو ملازم یا افسران ہیں جو دن رات اس حکومت کے کام چلانے کے لیے محنت کرتے ہیں ، کوشش کرتے ہیں ان کا برا حال ہے۔ جناب والا! اس مہنگائی کے دور میں جس غریب ملازم کی تنخواہ ساڑھے چھ ہزار یا سات ہزار روپے ہے وہ کیسے گزر اوقات کرتا ہو گا اور جس کی اس سے بھی کم تنخواہ ہے اس کا تو حال ہی برا ہے ۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس وقت آٹے دال کا کیا بھاؤ ہے ------

جناب سپیکر : آپ چاہتے ہیں کہ ہمیں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے ؟

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! یہ معلوم ہونا چاہیے۔ ہر وہ شخص جو خود خریدنے کا اسے تو

لازماً علم ہے۔ ایک تنخواہ دار ملازم جس کی تنخواہ ساڑھے چھ یا سات ہزار روپے ہے اس نے اپنی سفید پوشی کا ' اپنے white collar کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے ' اس نے اپنے بچوں کو تعلیم بھی دلوانی ہے اور اس نے اپنی بچیوں کو ان کے گھروں میں بھی بھیجنا ہے۔ جناب والا! اس کی تنخواہ کے اوپر جب آپ نے پہلے ہی 50 ہزار تک انکم ٹیکس کی چھوٹ دی ہوئی ہے تو میری ایک سادہ سی گزارش ہے کہ یہ صرف 30 ہزار کا معاملہ ہے یعنی اب 80 ہزار تک ان کی سالانہ تنخواہ کی آمدن پر انکم ٹیکس کی چھوٹ دے دی جائے۔ جناب والا! آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ ہمارے ایک پرائمری کے بچے کے بیگ کا وزن کم از کم آٹھ یا دس کلو ہو گا یعنی اتنی کتابیں خریدنی پڑتی ہیں اور اس وقت کتابوں کا نرخ آسمان سے باتیں کر رہا ہے' کتابیں بہت مہنگی ہو گئی ہیں میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک سفید پوش ' غریب ملازم کو آپ مہربانی کر کے کم از کم اتنی چھوٹ ضرور دیں۔ میں آپ کی وساطت سے ایوان سے ' وزیر قانون اور وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ ہم ان کو اور تو کچھ نہیں دے سکتے اور نہ ہی ابھی تک کچھ دیا گیا ہے لیکن یہاں میں یہ گزارش کروں گا کہ ان حالات کو ' مہنگائی کو اور پھر روپے کی قیمت جس طرح سے کم ہو چکی ہے ان تمام چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے میری خصوصی درخواست ہے کہ اس قرار داد پر غور کیا جائے اور میری اس مفاد عامہ کی قرار داد جو کہ خصوصی طور پر سرکاری ملازمین کے حق میں ہے کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : وزیر خزانہ صاحب ! آپ نے اسے oppose کیا ہے اور آپ اپنی opposition کے حق میں دلائل دیں۔

وزیر خزانہ(محمد افضل سندھو) : جناب سپیکر ! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ اس بات کی خواہاں رہی ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کا ہمیشہ سے یہ منشور ہے کہ تمام شہریوں کو بنیادی سہولتیں مہیا کی جائیں لیکن یہ قرار داد جو آج پیش کی گئی ہے اس کی مخالفت بنیادی طور پر میں اس وجہ سے کر رہا ہوں کہ یہ جو آج کی حد ہے یہ پچھلے سال یکم جولائی 1995ء کو طے کی گئی تھی یعنی آج صرف ایک سال گزرا ہے اس حد کو مقرر کیے ہوئے کہ کس حد تک ٹیکس کی limit ہونی چاہیے۔ اگر ہم نے ہر سال اس حد کو بڑھانا شروع کر دیا تو میں نہیں سمجھتا کہ حکومتی نظام کو چلایا جا سکتا ہے لیکن یہاں پر میں اپنے دوستوں کی توجہ اس طرف لانی چاہتا ہوں کہ سابقہ ادوار میں جس طریقے سے اس قوم کو قرضوں کے بوجھ تلے دبایا گیا ہے اور جس طریقے سے بیرونی قرضہ جات حاصل کیے گئے۔ قرضہ جات تو

بہت سی قوموں نے حاصل کیے جن میں ہندوستان ' ملائیشیا ' انڈونیشیا ' کوریا جیسے ممالک بھی شامل ہیں لیکن انھوں نے ان قرضہ جات کو اپنی قومی ترقی کے لیے اپنے قومی بنیادی اداروں کی مضبوطی کے لیے استعمال کیا اور وہ اس قابل ہوئے کہ قرضہ جات لینے کے بعد انھوں نے اپنی معیشت مضبوط کی انھوں نے قرضہ جات کے حصول سے اپنی بنیادی صنعتوں کو مضبوط کیا اور یہ بات ان کی معیشت دیکھنے کے بعد نظر آتی ہے کہ ان کا GDP کتنا اوپر گیا لیکن ہمارے ہاں بدنصیبی یہ ہوئی کہ قرضہ جات حاصل کیے گئے لیکن ان قرضہ جات کو جس بے دریغ طریقے سے استعمال کیا گیا اور ان قرضہ جات سے جو منصوبے بنائے گئے اور ان منصوبوں میں سے جس طریقے سے قومی دولت کا ضیاع کیا گیا اور جس طریقے سے اس دولت کا بوجھ قوم کے اوپر ڈالا گیا تو آپ حیران ہوں گے کہ اس وقت اگر اس Figures میں کوئی فرق ہو تو میں اس کی تصحیح کے لیے تیار ہوں میں سمجھتا ہوں کہ 186 بلین debt servicing کے لیے دیا جاتا ہے ۔ صرف وہ قرضہ جات جو کہ بیرونی قوتوں سے حاصل کیے گئے ان قرضہ جات کی جو debt servicing ہے جو ہم سود دیتے ہیں وہ اتنا ہے ۔ جس قوم کا debt servicing اس حد تک ہو اس قوم نے اگر آج بھی اپنی اقتصادی پالیسیز کو صحیح نہ کیا اور محض ہم ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے' جناب سپیکر! I would request the decorum in the House

جناب سپیکر ، وزیر خزانہ ہاؤس کے سامنے ضروری گزارشات کر رہے ہیں براہ مہربانی توجہ دیجیے ۔

وزیر خزانہ ، میں گزارش کر رہا تھا کہ ہمیں اپنی معیشت کو صحیح کرنے کے لیے ساری قوم کو اس بوجھ کو اتارنے کے لیے پاکستان کی معیشت میں بہتری لانے کے لیے نمبر ایک وہ لوگ جن کے اوپر انکم ٹیکس عائد ہے اور خاص طور پر سرمایہ داروں کو انکم ٹیکس صحیح دینا چاہیے اور ساری دنیا میں ایک نظام ہے کہ ہر شخص کا ایک انکم ٹیکس نمبر ہوتا ہے ۔ آج میرے دوست شاہ صاحب نے ذکر کیا کہ میں ایک ایئر پورٹ پر گیا اور میرے ساتھ یہ ہوا ۔ دوسری قومیں جو ایئر پورٹ پر اس تذلیل کا شکار نہیں ہوتیں ان کا سب سے بڑا یہ ہوتا ہے کہ ان کے پاس ایک قومی تشخص کا نمبر ہوتا ہے انکم ٹیکس نمبر ہوتا ہے ۔ تو میری گزارش ہے کہ اس tax base کو کم کرنے کی بجائے ہمیں اسے بڑا کرنا چاہیے اور اس میں کوئی جتنا بھی حصہ ڈال سکتا ہے اس debt servicing کا مقابلہ کرنے کے لیے اس معیشت کو صحیح طور پر چلانے کے لیے ڈالے تو میری گزارش ہے کہ اس قرارداد کو نامنظور کیا جائے۔ مہربانی شکریہ۔

جناب سپیکر ، جی کوئی اور صاحب اس پر تقریر کرنا چاہتے ہیں ۔جی انور سعید صاحب اور ان کے بعد خاکوانی صاحب ۔ انور صاحب مختصر بات کیجیے صرف پانچ منٹ ہیں ۔

شیخ محمد انور سعید ، جناب سپیکر ! ہمارے وزیر موصوف نے قرضہ جات اور معاشیات کے حوالے سے بڑی لمبی چوڑی تقریر فرمائی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے وہ ملازمین جن کی تنخواہ چھ ساڑھے چھ یا سات ہزار روپے بنے گی جن کے لیے ارشد عمران سلہری نے یہ قرارداد پیش کی ہے ----

جناب سپیکر ، جی' I call the House to order. جی انور سعید صاحب

شیخ محمد انور سعید ، لیکن وزیر موصوف نے اس تحریک کو oppose کرنے کے لیے اتنی لمبی چوڑی تقریر کی ہے لیکن انھوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ ہر سال بجٹ میں کتنے ٹیکس بڑھا دیتے ہیں ؛ سیلز ٹیکس عائد کر دیتے ہیں کھانے پینے کی اشیاء جن پر دنیا کے دوسرے ممالک میں ٹیکس نہیں لگتا ---

جناب سپیکر ، ایک سیکنڈ by the way یہ ٹیکس کہاں چلا جاتا ہے ؟ یہ ٹیکس تو ہوتے ہیں جن سے سڑک بنتی ہے ' جن سے سکول بنتا ہے ! اگر ہر کوئی ٹیکس نہیں دے گا ---

شیخ محمد انور سعید ، جناب سپیکر ! یہ اتنے زیادہ بڑھا دیئے گئے ہیں کہ وہ لوگ جن کی تنخواہیں کم ہیں ان کا گزر اوقات مشکل ہو گیا ہے ان کی تنخواہیں تو بڑھائیں ۔ یہ ٹیکس بڑھانے میں تو تیز ہیں بہت ماہر ہیں لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ ان کا گزارہ کس طریقے سے ہو گا ۔ آپ یہ دیکھیں کہ دنیا کا کون سا ملک ہے جہاں پر کھانے پینے کی چیزوں پر ٹیکس عائد کیے جاتے ہیں ؟ لیکن یہاں پر دوہرے تہرے ٹیکسز عائد کر دیے گئے ہیں ----

جناب سپیکر ، آپ نے دنیا دیکھی ہو تو آپ کو پتا چلے کہ ساری دنیا ٹیکس دیتی ہے۔ آپ کا زمیندار ٹیکس نہیں دیتا ' آپ کا صنعت کار ٹیکس نہیں دیتا ' جن کے پاس استطاعت ہے وہ ٹیکس نہیں دیتے ۔

شیخ محمد انور سعید ، جناب سپیکر! جو ٹیکس دینے کے قابل ہیں یہ ان سے تو ٹیکس وصول نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر ، ہاں ٹھیک ہے ان سے بھی کرنا چاہیے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار سکندر حیات خان) ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں میرے بھائی جو بات کر رہے ہیں اس سے پہلے ایک اور قرار داد کر لیں کہ ہم اکٹھے مل کر نکل چلیں

اور جو ٹیکس نہیں دیتے ان سے زبردستی ٹیکس لیں۔

جناب سپیکر ، ہاں ٹھیک ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ ملازمین کا فائدہ ہو۔ ہم اس کے خلاف نہیں ہیں لیکن پہلے ہمارے ساتھ آئیں اور سرمایہ داروں سے ، فیکٹری والوں اور ٹریڈرز سے اکٹھے ہو کر ٹیکس وصول کریں اور ملک اور اس صوبہ پنجاب کی خدمت کریں۔

جناب سپیکر ، آپ کی بات ہو گئی ہے۔ جی، انور سعید صاحب!

شیخ محمد انور سعید ، جناب میری تو آپ سے humble submission ہے کہ اگر آپ ان پر ٹیکس عائد کر رہے ہیں تو ان کی تنخواہیں بھی بڑھائی جائیں اور ان غریب لوگوں کی طرف توجہ دیں۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔ You have made your point. اچھی بات ہے۔

شیخ محمد انور سعید ، اور انھوں نے جو قرار داد پیش کی ہے اسے منظور کیا جائے۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! انھوں نے ابھی فرمایا ہے کہ تنخواہیں بھی بڑھائیں یہ اپنی قرارداد کو amend کر لیں۔

شیخ محمد انور سعید ، آپ کہتے ہیں تو ہم amend کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر ، خاکوانی صاحب آپ کیا کہتے ہیں۔

شیخ محمد انور سعید ، جناب والا! مہنگائی میں بے پناہ اضافہ ہو گیا----

جناب سپیکر ، آپ کا point is well made آپ نے جو بات کہنی تھی وہ سمجھ لی گئی ہے۔ موقع دیجیے میں نے اس کا ٹائم نہیں بڑھانا۔ جی، خاکوانی صاحب!

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، شکریہ۔ جناب سپیکر! آج صبح سے اس وقت تک بہت ہی اچھے اور خوشگوار ماحول میں سارا اجلاس چلتا رہا-----

جناب سپیکر ، اور میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس خوشی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ عام طور پر حکومت کی طرف سے پرائیویٹ ممبرز ڈے کو کوشش کی جاتی ہے کہ یا تو وہ ہو نہ اور ہو تو کورم پوائنٹ آؤٹ ہو جائے لیکن آج حکومت کی طرف دیکھیے کہ اس وقت بھی کتنے لوگ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ آپ کا پرائیویٹ ممبرز ڈے میں زیادہ دخل ہوتا ہے-----

آوازیں ، لابی میں ہیں۔

جناب سپیکر ،ٹھیک ہے جی ہوں گے ۔ مجھے اس سے غرض نہیں ہے بہت سے لوگ گھر بھی بیٹھے ہوں گے سوال یہ ہے کہ یہ ایک اچھی بات ہے دونوں طرف سے ایک اچھی روایت قائم ہوئی ہے ۔ اتفاق سے آج موبل صاحب نہیں تھے اس لیے مجھے خود اس کو deal کرنا پڑا ہے اور میں جانتا ہوں کہ ماحول خراب بھی ہوا کرتا ہے لیکن آج جس اچھے انداز سے یہ ہاؤس چلا ہے میں اس پر دونوں طرف کے دوستوں کو مبارک باد دیتا ہو(نعرہ ہائے تحسین) اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی اس روایت کو برقرار رکھا جائے گا۔

وزیر قانون ، جناب والا! ٹائم ختم ہو رہا ہے اس لیے قرارداد پر ووٹ کرالیں ۔

جناب سپیکر ، خاکوانی صاحب! آپ جلدی سے بات کرلیں میں پانچ منٹ کا وقت بڑھاتا ہوں۔ ایک منٹ میں آپ کی بات ختم ہو گی ورنہ آپ کی بات روک دی جائے گی ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ وزیر خزانہ نے ابھی فرمایا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا یہ منشور ہے کہ وہ اپنی عوام کو بنیادی سہولتیں مہیا کرے اور وہ کرتی ہے لیکن جناب سپیکر آپ نے اس پر ایک تاریخ ساز جملہ کہا ہے اور شاید آپ کے علم میں نہ ہو کہ بلا تفریق کسی پارٹی کی affiliation کے تمام لوگ آپ کے اس تاریخی جملے کو سرہا رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت روٹی کپڑا اور مکان تو کیا دے گی ہم آج تک اپنی عوام کے بیشتر حصے کو .....

جناب سپیکر ، اس ہم میں ہم سب شامل ہیں ' آپ کی حکومتیں بھی شامل ہیں

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب والا! ٹھیک ہے۔ لیکن ہم پینے کے لیے صاف پانی تک مہیا نہیں کر سکے۔ جناب والا! اس قرار داد کی جو back ground ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ رات کو اپنی جیب میں ایک سو روپیہ لے کر سوتے ہیں صبح جب اٹھتے ہیں حکومتی اقدام سے وہ سو روپے نوے روپے ہو چکے ہوتے ہیں۔ روپے کو devalue کر دیتے ہیں ۔ اسی طرح ہمارے جو سرکاری ملازمین ہیں جن کی نپی تلی تنخواہ ہے وہ جب رات کو سوتے ہیں یا تیس تاریخ کو جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان کی تنخواہ پانچ یا چھ ہزار تھی لیکن جب بازار میں جاتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ وہ تو باقی تین یا چار ہزار رہ گئی ہے۔ اس لیے میری گزارش یہ تھی کہ بجائے اس طرح اور اسطرح والی بات کریں۔ افضل سندھو صاحب ہمارے بزرگ

بھائی کہہ رہے ہیں کہ تنخواہ بڑھانے والی قرار داد آپ پیش کرلیں۔ حالانکہ یہ بالکل اسی طرح ہے نوالہ اس طرح کھانے والی بات ہے اگر آپ ان کی 30 ہزار روپے کی حد کو بڑھا دیں تو ان کو اس سے خود بخود کچھ فائدہ پہنچ جائے گا ۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ اس قرار داد کو منظور فرمایا جائے ۔ اور پھر آپ نے تو صرف وفاقی حکومت کو سفارش ہی کرنی ہے مزید قدم انہوں نے اٹھانا ہے اور پتا نہیں وہ ہماری سفارش مانتے ہیں یا نہیں مانتے ۔

جناب سپیکر ، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ سرکاری ملازمین کی آمدن پر انکم ٹیکس سے استثناء کی حد 50 ہزار سے بڑھا کر 80 ہزار روپے سالانہ کر دے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر ، اور اس کے ساتھ ہی یہ اجلاس .....

سید تابش الوری ، جناب سپیکر میری ایک بڑی اہم تحریک جو صرف ایک منٹ کی ہے

جناب سپیکر ، نہیں جناب نہیں۔ میں معافی چاہتا ہوں

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! آپ نے پانچ منٹ کے لیے ایوان کا وقت بڑھایا ہے ابھی پانچ منٹ نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر ، کیا تحریک ہے جائیے ۔

تحریک کہ قانون استحقاقات، صوبائی اسمبلی پنجاب 1972ء کو برائے ترمیم و نظرثانی مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کے سپرد کیا جائے

سید تابش الوری ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

قانون استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1972ء میں ترمیم اور نظر ثانی کے لیے اسے مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر ، کوئی صاحب اس کو oppose کر رہے ہیں؟

وزیر قانون ، جناب والا! ہم تو خود اس کے حق میں ہیں بلکہ.....

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

قانون انتخابات صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1972ء میں ترمیم اور نظر ثانی کے لیے اسے مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کے سپرد کیا جائے۔

چونکہ اسے oppose نہیں کیا گیا۔ اس لیے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

قانون انتخابات صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1972ء میں ترمیم اور نظر ثانی کے لیے اسے مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کے سپرد کیا جائے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب اجلاس کل صبح دس بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اڑتیسواں اجلاس)

بدھ 18۔ ستمبر 1996ء

(چہار شنبہ 4۔ جمادی الاوّل 1417ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں صبح 10 بج کر 4 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ
فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا بَلْ
تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝
يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَّاِنَّ
الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَآ
اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ
شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۝

سورۃ انفطار، آیات 6 تا 19

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے بارے میں کس چیز نے دھوکا دیا؟o (وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضاء کو) ٹھیک کیا اور (تیری قامت کو) معتدل رکھاo اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیاo مگر ہیہات تم لوگ جزاء کو جھٹلاتے ہوo حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیںo عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والےo جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیںo بے شک نیکو کار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گےo اور بدکردار دوزخ میںo(یعنی) جزاء کے دن اس میں داخل ہوں گےo اور اس سے چھپ نہیں سکیں گےo اور تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہےo پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے جس روز کوئی کسی کا کچھ بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز اللہ ہی کا ہو گا۔

وما علینا الا البلاغo

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ آب پاشی و قوت برقی)

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے آج محکمہ آب پاشی و قوت برقی کے متعلقہ سوالات کے جوابات متعلقہ وزیر صاحب پیش کریں گے۔ میں سب سے پہلے راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنا سوال پیش کریں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 1049

برنالی ذیل کے علاقے کو سیراب کرنے کے لئے اقدامات

*1049۔ **راجہ محمد جاوید اخلاص**: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اپر جہلم نہر کس سال تعمیر ہوئی تھی اور اس سے اس وقت ضلع گجرات کا کتنا رقبہ سیراب ہو رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جب یہ نہر تعمیر ہوئی تھی تو اس وقت اس نہر سے موضع پوڑانوالہ پور تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے مقام پر ایک مائنر نکاس کے لئے موضع پوڑانوالہ کے نہر بنگہ کے نزدیک ایک تختی نصب کی گئی تھی جس پر کہا گیا تھا کہ اس مقام سے ایک مائنر نکال کر برنالی ذیل کے علاقہ کو سیراب کیا جائے گا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ برنالی ذیل کو سیراب کرنے کے لئے سال 1970ء کے قریب محکمہ نہر نے ایک سروے ٹیم مقرر کی تھی جس نے اس سکیم کو قابل عمل قرار دیا تھا۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اپر جہلم نہر سے ایک مائنر نکال کر برنالی ذیل کے علاقہ کو سیراب کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)۔

(الف) نہر اپر جہلم کی تعمیر 1910ء میں مکمل ہوئی۔ اس وقت ضلع گجرات کے 98864 ایکڑ رقبہ کو سیراب کرتی ہے۔

(ب) بنگہ نہر پوڑانوالہ کے نزدیک ایسی تختی کا لگایا جانا محکمہ کے علم میں نہ ہے۔

(ج) 1975-76ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ایک سکیم بعنوان "Providing lift Irrigation to area of left side of U.J.C مرتب ہوئی جس کا تخمینہ لاگت 50 44 ملین تھا۔ مگر جون 1976ء میں یہ رقم واپس لے لی گئی۔اس لئے اس سکیم پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔

(د) جی ہاں۔برنالی ذیل کے رقبہ کو سیراب کرنے کے لئے محکمہ میں ایک سکیم زیر تکمیل ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ تھا تو اس کو التواء میں ڈالنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! funding نہ ہونے کی وجہ سے 1976ء میں اس کو withdraw کیا گیا۔ اسے ڈی پی میں یہ سکیم included نہیں تھی۔ اس وجہ سے یہ سکیم مکمل نہ ہو سکی۔

جناب سپیکر ، 1976ء کے بعد تقریباً بیس سال گزر گئے ہیں۔ دوبارہ اس سکیم کے بارے میں کبھی طے نہیں ہوا کہ اسے دوبارہ شروع کرنا چاہیے یا اس سکیم کو ہمیشہ کے لیے رد کر دیا گیا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! سکیم تو ہمارے پاس موجود ہے لیکن funding نہیں ہے۔ اس سال بھی ADP میں اس سکیم کے لیے فنڈز مہیا نہیں کیے گئے۔

جناب سپیکر ، آپ کے محکمے نے اس سکیم کے لیے funds مانگے تھے یا محکمے نے خود یہ سکیم drop کر دی ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! محکمے کو ایک block allocation ہوتی ہے۔ اس میں وزیر اعلیٰ صاحب کے کچھ priority programmes ہوتے ہیں کچھ ایم پی ایز حضرات اپنے پروگرام سے بھی دیتے ہیں۔ محکمے کے پاس اتنے فنڈز نہیں کہ اس سکیم کو شروع کر سکے۔

جناب سپیکر ، میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ محکمے نے یہ سکیم drop کر دی ہے کیونکہ بیس سال سے اس کے لیے funds نہیں ملے------

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! سکیم تو بہت پہلے کی drop ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر ، تو اس بیس سال کے دوران محکمے نے کبھی دوبارہ اس کے لیے ADP کے لیے فنڈز مانگے ہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، نہیں جناب میرا نہیں خیال------

جناب سپیکر ، اس کا مطلب ہے کہ محکمہ اس سے فارغ ہو چکا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(د) میں کہا ہے کہ جی ہاں برنالی ذیل کے رقبہ کو سیراب کرنے کے لیے محکمہ میں ایک سکیم زیرتکمیل ہے۔ زیرتکمیل سے وزیر موصوف کی کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر ، یہ کوئی اور سکیم ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، زیر تکمیل کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کوئی reassessment ہو رہی ہو گی کہ اس پر کتنے فنڈز ضرورت ہوں گے۔

جناب سپیکر ، لغاری صاحب زیر تکمیل سے یہ تاثر بنتا ہے .....

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! زیر تکمیل والا جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر ، جی اچھی بات۔ یہ غلطی سے ایسا لکھا گیا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، جناب والا! کیا وزیر موصوف اس کی باز پرس کریں گے۔ زیر تکمیل سے تو یہ مراد ہے کہ یہ on going project ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جی باز پرس کریں گے۔

جناب سپیکر ، کریں گے۔ اگلا سوال بھی راجہ محمد جاوید اخلاص کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، جناب والا! میرا اس سلسلے میں ایک ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سکیم کی اہمیت کے پیش نظر کوئی یقین دہانی کروائیں گے کہ اس سکیم کے لیے وزیر اعلیٰ کے پاس محکمہ کی طرف سے کوئی سمری بھجوائیں گے۔

جناب سپیکر ، طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ اس کی افادیت سمجھتے ہیں آپ وزیر صاحب کو ایک خط ڈالیں کہ یہ سکیم ضروری ہے اور یہ اپنے محکمے سے process کروالیں گے کہ یہ ضروری ہے کہ نہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب سپیکر! انہوں نے اگر ہمیں خط لکھا تو ہم اس سکیم کو پھر سے re-evaluate کریں گے اور پھر اس کی سمری ہم definitely وزیر اعلیٰ کو بھجوائیں گے۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی۔ راجہ محمد جاوید اخلاص!

راجہ محمد جاوید اخلاص ، سوال نمبر 1354

گوجر خان کے دیہات میں بجلی کی فراہمی

*1354۔ راجہ محمد جاوید اخلاص ، کیا وزیر آب پاشی وقوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کے دیہات درکالی خورد اور باغ فقیریاں کو محمد افضل ساہی ایم پی اے کے کوٹہ برائے سال 94-1993ء میں سے بجلی کی فراہمی منظور کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دیہات میں ابھی تک کام شروع نہیں ہوا۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ دیہات کو کب تک بجلی فراہم کی جائے گی؟

وزیر آب پاشی وقوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) ؛

واپڈا کی رپورٹ کی روشنی میں جواب حسب ذیل ہے۔

(الف) یہ درست ہے کہ دیہات درکالی خورد اور باغ فقیریاں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کے لیے جناب محمد افضل ساہی ایم پی اے کے کوٹہ برائے سال 94-1993ء سے فراہمی بجلی کی منظوری کی گئی تھی۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا دیہاتوں میں بجلی کی فراہمی کا کام ابھی تک شروع نہیں کیا جا سکا۔ کیونکہ دونوں دیہات جناب محمد افضل ساہی ایم پی اے کے اپنے حلقے کے نہ ہیں۔ بلکہ دوسرے حلقے کے ہیں۔ جہاں وفاقی حکومت کی پالیسی کے تحت مذکورہ فاضل رکن کے کوٹہ کی رقم منتقل نہیں کی جا سکتی۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلی دفعہ وزیر موصوف نے میرے ہی ایک سوال کے جواب میں یہاں کہا تھا ' بلکہ تقریباً آدھ گھنٹہ اس سوال پر بحث ہوئی تھی جس میں وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ محکمہ واپڈا کو ہر صوبائی حلقے کے لیے ہر ایم پی اے کے حلقے میں 25 لاکھ روپے دے دیے گئے ہیں اور ہر صوبائی ممبر اپنی سکیمیں دے اور ان کی سکیموں پر عمل درآمد ہوگا۔ میرا ان سے یہ سوال ہے کہ اگر دوسرے حلقے سے فنڈز منتقل نہیں ہو سکتے تو وہ 25 لاکھ جس کی وزیر موصوف نے یقین دہانی کروائی تھی کیا وہ دینے کے لیے تیار ہیں ؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ گرانٹ پنجاب گورنمنٹ

کے لیے آتی ہے۔ ہر ایم پی اے سے متعلقہ XEN حضرات خود رابطہ کرتے ہیں یا ایم پی ایز حضرات ان سے رابطہ کرتے ہیں اور پھر سکیم کا سروے کر کے ان کو بجلی پہنچاتے ہیں۔ اگر ان کو کوئی problem ہے تو یہ ہمیں بتائیں ہم واپڈا سے رابطہ بھی کریں گے اور کوشش کریں گے لیکن یہ اپنے حلقے کے لیے تجاویز دے دیں۔

جناب سپیکر : ان کی گزارش یہ ہے بلکہ اس وقت بھی بڑی وضاحت سے آپ سے یہ اپیل کی تھی اور آپ نے وعدہ بھی فرمایا تھا اب اس بات کو کافی عرصہ ہوگیا ہے ان کا خیال ہے کہ وعدے کے باوجود عمل نہیں ہوا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی : جناب والا انہوں نے اپنے XEN سے رابطہ کیا ہے؟

راجہ محمد جاوید اخلاص : جناب والا! انہوں نے اپنے حلقے کی وہ سکیمیں جن کا تخمینہ پچیس لاکھ کے اندر اندر تھا وہ کاؤں محکمے کو دیے ہیں اور process بھی ہوتے ہیں لیکن فنڈز نہ ملنے کی وجہ سے ان پر کام شروع نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر : مہربانی سے اس کی تحقیق کروالیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا! انہوں نے اس کی نشاندہی کی ہے اگر یہ تکلیف کریں مجھے لکھ کر بھی دے دیں تو میں اسے واپڈا کے ساتھ take up کر کے ان کا انشاء اللہ .....

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ آپ نے اس سلسلے میں جو کوشش کی ہے وزیر صاحب کو اس کے کوائف دے دیجیے۔ He will take it up with the WAPDA

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب یہ سوال آیا تھا میں اس وقت بھی آپ کی خدمت میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ یہ اس مسئلے پر اکیلے ہی نہیں ہیں واپڈا کے جتنے بھی کام ہیں وہ تمام ایم پی ایز کے حلقوں میں ادھورے پڑے ہوئے ہیں ۔ انہیں کوئی فنڈ نہیں ملا اس لیے وہ کوئی کام نہیں کرتے۔ جناب نے بھی وعدہ فرمایا تھا اور حکم بھی دیا تھا کہ وفاقی حکومت سے اس کی بات کر کے طے کر کے ایم پی ایز کے پیسے لے کر دیے جائیں گے۔ لیکن جناب والا! اس پر آج تک عمل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر : آپ کی بات بھی وزیر موصوف نے سنی ہے از راہ کرم ایم پی ایز صاحبان کو جو جنرل

شکایت ہو رہی ہے کہ واپڈا ان کے علاقے کے ترقیاتی کاموں کے لیے فنڈز release نہیں کر رہا براہ کرم اس مسئلے کو واپڈا کے ساتھ take up کیا جائے۔ اس کے بعد سردار حسن اختر موکل صاحب کا سوال ہے۔

سردار حسن اختر موکل ، سوال نمبر 1395

پل کی تعمیر

*1395۔ سردار حسن اختر موکل ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ نہر دیپالپور پر منڈی ہیرا سنگھ (احمد آباد) کے مقام پر پل تعمیر کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کل کتنی لاگت آئی ہے نیز اس پل کی تعمیر میں جو گارڈرز ڈالے گئے ہیں ان کی کل قیمت کیا تھی اور وہ کہاں سے خریدے گئے تھے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

یہ درست ہے کہ نہر دیپال پور پر منڈی ہیرا سنگھ (منڈی احمد آباد) کے مقام پر ۱۹۸۸ء میں پل تعمیر کیا گیا تھا۔ جس کی کل لاگت -/۲۵۴۲۱۲ روپے تھی۔ پل میں استعمال کردہ گارڈرز بذریعہ لوکل پرچیز مبلغ ۳۰،۰۰۰ روپے کے عوض بذریعہ ٹھیکیدار خریدے گئے تھے۔

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اس پل کے ٹھیکے دار کو payment کب کی گئی؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اس کا جواب اس وقت تو میرے پاس نہیں ہے لیکن میں ان کو اس کی تاریخ پتا کر کے دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر ، بہت اچھا۔

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! یہ معاملہ آپ کی خصوصی شفقت سے پچھلے اجلاس میں بھی آیا تھا اور آپ نے اسے pend کیا تھا۔ لیکن یہ دیکھ لیجیے کہ 1994ء کا معاملہ ہے 10-11-94 کو یہ سوال دیا گیا تھا اور 1996ء کو اس کا جواب موصول ہوا تھا جو پچھلے اجلاس میں آیا تھا۔ میں یہاں پر اپنے محترم بھائی سے یہ عرض کروں گا کہ یہ اس کا ضرور جواب دیں لیکن یہ سوچ کر دیں کہ محکمہ جو جواب دے یہ اس کی اچھی طرح چھان بین کرلیں on the floor of the House کوئی غلط بات نہ آجائے جیسے پہلے ہی

ان کے محکمے نے ان کو ایک غلط بات بتائی تھی۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر وزیر موصوف بہتر سمجھیں تو اس میں بہت بڑا گھپلا ہے جو میں بتانے لگا ہوں کہ یہ پرانے میٹریل کو ہی اس میں ڈال دیا گیا تھا اسی بنیاد پر اس کی دو سال تک payment رکی رہی اور دو سال کے بعد جو آج کل ایس ڈی او ہے جس کو میرے محترم بھائی نے دو بار ٹرانسفر بھی کرنے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں ہو سکا۔ اس نے یہ payment کی ہے لیکن میٹریل پرانا ڈالا گیا ہے۔ اس کے guarders کے اوپر اب بھی دور سے پڑھا جاتا ہے برلا ٹاٹا۔ کیونکہ پرانے پل کو dismantle کر کے وہی ڈال دیا گیا تھا۔ میں اس لیے یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ میرے بڑے ہی قابل احترام بھائی ہیں کہیں ان کو محکمہ پھر سے غلط جواب مہیا نہ کر دے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! انھوں نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے ان شاء اللہ اس کے بارے میں تحقیق بھی کرتے ہیں ایکشن بھی لیتے ہیں۔ ویسے ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ SDO جو ہے وہ پچھلے چند دنوں سے suspend ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر ، چلیے۔ موکل صاحب کچھ خوش نظر آتے ہیں مجھے کچھ لگ رہا تھا کہ کچھ ہو چکا ہے۔ سردار صاحب اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔

سردار حسن اختر موکل ، سوال نمبر 1396۔

موگہ جات کی تفصیل

*1396۔ سردار حسن اختر موکل ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

موضع کلس سب ڈویژن کنگن پور کو سیراب کرنے والے موگہ جات کتنے انچ منظور شدہ ہیں اور کیا یہ موگے منظور شدہ سکیل کے مطابق چل رہے ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

تفصیل موگہ جات موضع کلس، کنگن پور سب ڈویژن حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	راجباہ / مائنر	برجی نمبر	طرف	منظور شدہ سائیز		موقع پر سائیز	
				چوڑائی	اونچائی	چوڑائی	اونچائی
1۔	راجباہ کنگن پور	13561	ایل	0.20	0 30	0.20	0 30
2۔	۔ایضاً۔	18720	آر	0.20	1.10	0.20	1 08
3۔	اٹاری آکیکے مائنر	3419	ایل	0 20	0 44	0.20	0 42
4۔	۔ایضاً۔	4810	آر	0 35	1.51	0.35	1 51
5۔	راجباہ کل	14440	ایل	0.88	0 70	0 88	0 70

متذکرہ بالا تفصیل سے عیاں ہے کہ موگہ جات منظور شدہ سکیل کے مطابق چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر، اچھی بات ہے۔ اور اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو کرلیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں اپنے قابل احترام وزیر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ جواب میں انھوں نے یہ بڑے سکیلز دے کر نیچے لکھا ہے کہ متذکرہ بالا تفصیل سے عیاں ہے کہ موگہ جات منظور شدہ سکیل کے مطابق چل رہے ہیں۔ جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ کیا میرے محترم بھائی کے پاس، سوائے محکمے کی اس اطلاع کے جو انھوں نے جواب میں دے دی اپنے طور پر بھی یہ بات درست ہے کہ یہ اسی سکیل کے مطابق موگہ جات چل رہے ہیں؟

جناب سپیکر، جی۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، یہ محکمے کی رپورٹ کے مطابق جو میں نے منگوائی ہے اس میں یہ بڑی detail سے بتایا ہے اگر میرے محترم بھائی کو اس پر کوئی اعتراض ہے تو آپ بے شک اس پر کوئی کمیٹی بنا دیں جو موقع پر جا کر انکوائری کرے مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سردار حسن اختر موکل، میرے بھائی نے کیا خوب صورت بات کہی ہے۔ اس لیے کہ یہ اسی S.D.O کے گاؤں کے موگہ جات ہیں اسی کی زمینیں یہ سیراب کرنے والے ہیں اس کے رشتہ داروں کی زمینیں یہ سیراب کرنے والے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ جیسے انھوں نے فرمایا کہ آپ کمیٹی تشکیل دے دیں یا اریگیشن کمیٹی کے ذمے لگا دیں یہ دیکھ لیں یہ حقیقت ہے وہاں پر جتنے موگہ جات ہیں اول تو موگہ جات ہیں ہی نہیں اگر آج کے بعد مرمت ہوجائیں تو پتا نہیں۔ لیکن وہ پتا چل جائے گا کہ یہ مرمت کب کے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، اریگیشن کی سٹینڈنگ کمیٹی بنی ہوئی ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جی بنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، اس کو کون ہیڈ کرتا ہے کیا آپ جانتے ہیں؟

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! اس کے چیئرمین غالباً سرویا صاحب ہیں۔ جو ہمارے minority کے ایم پی اے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے پھر اس کو اس کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں اور اس کی رپورٹ ایک ماہ کے اندر آجائے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میں تو ان سے درخواست کروں گا کہ یہ اس کمیٹی کی help کریں کیونکہ یہ وہاں کے مقامی ہیں۔

جناب سپیکر، کمیٹی اس سلسلے میں سردار حسن اختر موکل صاحب سے تعاون حاصل کرے۔ انھیں co-opt کرے اور یہ ان کے ساتھ تعاون کریں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، یہ نشان دہی کریں کہ کہاں کہاں گڑبڑ ہے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں حاضر ہوں۔ میں محرک بھی ہوں اور اس کمیٹی کا ممبر بھی ہوں۔ اس لیے میں محرک کے طور پر ان کی پوری مدد کروں گا کیونکہ یہ بہت بڑا واقعہ ہے۔

جناب سپیکر، ان شاء اللہ it will be much better to settle جی' اگلا سوال چودھری احمد یار گوندل کا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل، 1438

ریلوے لائن کی نیلامی

*1438۔چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین سے ہیڈ رسول تک محکمہ نے ریلوے لائن بچھائی تھی۔ لیکن اب وہ کئی جگہوں پر ختم ہو گئی ہے اور اس کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت اس ریلوے لائن کو نیلام کرنے کا ارادہ

رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف) یہ درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین سے ہیڈ رسول تک ریلوے لائن بچھائی گئی تھی اور اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ رسول بیراج اور متعلقہ ہیڈ ورکس کو کچی سڑکوں کے ذریعے ملا دیا گیا ہے۔

(ب) اس کی ڈسپوزل کے لیے کیس محکمہ میں زیر کارروائی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ دو تین ماہ میں نیلامی کی کارروائی مکمل ہو جائے گی۔

MR SPEAKER: Any supplementary question?

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس میں کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ منڈی بہاؤالدین سے ہیڈ رسول تک جو ریلوے لائن بچھائی گئی ہے اس کے اوپر کتنا سرمایہ خرچ ہوا ہے؟

جناب سپیکر، ریلوے لائن بچھائی گئی تھی۔ اچھا۔ اس کی cost کا کوئی اندازہ ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، اس کی cost کا تو مجھے اندازہ نہیں لیکن اس کی length ایک لاکھ ایک ہزار تین سو پچپن ہے اور تقریباً اس ریلوے لائن کا weight ساٹھ پونڈ پر یارڈ ہے۔ ہمیں جو محکمے سے estimate نیلامی کے لیے آیا تھا۔ that should be about 3 975 million اس پر ہم نے agree نہیں کیا اسی وجہ سے یہ delay ہے۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ rate زیادہ ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، جی ---

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! جیسا کہ جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ اب اس کی ضرورت نہیں ہے اور اس کو dispose of کر رہے ہیں۔ وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ وہ زمینداروں کی وہ زمین وہ رقبہ جو acquire کیا گیا تھا اس ڈسپوزل کے بعد اس کا کیا بنے گا؟ یا اس کے بارے میں محکمے کا کیا لائحہ عمل ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، acquire کر چکے ہیں وہ زمیندار اس کی compensation بھی لے چکے ہیں۔ اب وہ پراپرٹی محکمہ ارگیشن کی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ رقبہ acquire ہو چکا ہے اب وہ ارگیشن ڈیپارٹمنٹ کی ملکیت ہو گا۔

جناب ارشد عمران سلہری : میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اب اس زمین کو آئندہ کسی مقصد کے لیے زیر استعمال لانے کا ان کا کوئی منصوبہ ہے ؟

جناب سپیکر: آپ کا خیال ہے کہ اس کے بھی پلاٹ بنا کر تقسیم کر دیے جائیں۔

جناب ارشد عمران سلہری : وہاں پر ان بے چاروں کو جو راستہ ملا ہے وہ ابھی تک کچی سڑکیں ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں آپ نیلامی بھی کریں گے رقم وصول ہو گی کم از کم ان کو جو کچے راستے ملے ہیں وہ پکی سڑکیں بنانے کی وزیر موصوف یہاں یقین دہانی کروائیں گے ؟

وزیر آب پاشی : جناب والا! ہم اپنی ریلوے لائن تو نیلام ضرور کریں گے۔ لیکن پکی سڑک بنانا تو محکمہ ہائی ویز کا کام ہے اور اگر وہ بنانا چاہیں تو وہ اس کے لیے محکمہ ارگیشن سے رابطہ کریں تاکہ ہم ان کو زمین مہیا کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی ہاں تاکہ اس کو consider کیا جاسکے۔ اگر کوئی سکیم کسی اور محکمے کی ہو گی ۔ جو سوال ایک اور بنتا ہے وہ بھی پوچھ لیجیے ۔ کہ یہ 1995ء میں جواب آیا تھا۔ کہا گیا تھا کہ دو تین ماہ میں نیلامی کی کارروائی مکمل ہوجائے گی کیا وہ کارروائی مکمل ہو گئی ہے ۔ یہ بھی پوچھ لیجیے ؟

وزیر آب پاشی : جناب والا! طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے وہاں سے رپورٹ آتی ہے کہ یہ اب ناکارہ ہے اور یہ ہمارے استعمال میں نہیں ہے ضرورت نہیں ہے اس کو نیلام کیا جائے جو rate انھوں نے لگا کر بھیجے تھے اس پر ڈیپارٹمنٹ نے observations لگائی تھیں کہ یہ rates قابل قبول نہیں ہیں اس کو re-assess کیا جائے اور latest position یہ ہے کہ ریٹ بڑھنے کی وجہ سے یہ delay ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ امید ہے کہ اس پر جلد ہی عمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: یعنی ابھی کارروائی مکمل نہیں ہوئی ؟

وزیر آب پاشی : ہم نے پھر واپس ان کو بھیجا ہے کہ اس کے rates صحیح بتائیں۔

جناب ارشد عمران سلہری : جیسا کہ اب اس ریلوے لائن کی افادیت نہیں ہے اس کو وہاں سے اکھاڑ رہے ہیں۔ آیا محکمہ وہ زمین ان زمین داروں کو واپس دینے کے لیے تیار ہے جو acquire کی گئی تھی؟

جناب سپیکر : نہیں وہ انھوں نے بتایا ہے کہ ان زمینداروں کو compensation مل چکی ہے۔ وہ اس

زمین کو بیچ چکے ہیں اس لیے اب ان کا کوئی مسئلہ نہیں اور وہ زمین اب اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی ملکیت ہے۔

جناب عبد الرزاق : جناب والا! وہ رقبہ جس مقصد کے لیے acqure کیا جاتا ہے وہ اسی مقصد کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے 1983ء کے رولز ہیں کہ اگر وہ سکیم ختم ہو گئی ہے تو وہ رقبہ مالکوں کو واپس چلا جائے گا۔ ان کی جو compensation پندرہ فیصد کاٹ کر بقایا ان کو رقم لے کر رقبہ مالکوں کو واپس چلا جائے گا۔

جناب سپیکر : اگر ان کی خواہش ہو گی تو تب۔ فرض کیجیے کہ ایک آدمی پیسے لے کر مطمئن ہو کر کہیں اور منتقل ہوگیا اب اس کو ڈھونڈ کر پیسے دیے جائیں۔ ان کی اگر خواہش ہے تو وہ خود محکمے کو بتائیں گے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی : اگر ان کی خواہش ہے اور وہ رقبہ واپس لینا چاہتے ہیں تو ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ apply کریں اور رقبہ لیز پر لے لیں۔

جناب سپیکر : جن لوگوں کا رقبہ acqure ہوا ہے محکمے کی طرف سے آپ نے پیشکش کی ہے کہ اگر وہ اس کو لیز پر لینا چاہیں تو اس کو بھی consider کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ تو ان کی خواہش پر ہے۔ آگے چلتے ہیں۔ سید محمد عارف حسین شاہ صاحب۔ نہیں، چودھری احمد یار گوندل صاحب کا ایک اور سوال بھی ہے 1441۔

چودھری احمد یار گوندل : 1441

پختہ سڑکوں کی دیکھ بھال

*1441۔ چودھری احمد یار گوندل : کیا وزیر آب پاشی وقوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جو پختہ سڑکیں نہر کے کناروں پر بنائی گئی ہیں ان کی دیکھ بھال محکمہ مواصلات و تعمیرات کرتا ہے۔لیکن اس حصہ پر محکمہ نہر بھی کام کرواتا ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت یہ کام ایک ہی محکمہ کے سپرد کرنے کو تیار ہے تاکہ کام کی صحیح نگرانی ہو سکے اور بے ضابطگی کو کم کیا جاسکے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) :

(الف) نہروں کے کناروں پر محکمہ مواصلات یا ضلع کونسل نے جو سڑکیں تعمیر کی ہیں ان پر محکمہ انہار

کوئی کام نہیں کرواتا۔ کیونکہ سڑک بننے کے بعد اس کی دیکھ بھال و مرمت کی ذمہ داری اس محکمہ پر ہوتی ہے جو سڑک بنواتا ہے۔

(ب) جز (الف) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

جناب! میں اس کی وضاحت کر دوں کہ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ یا ضلع کونسل کوئی سڑک بناتی ہے تو اس کے back top کی ذمہ داری ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کی ہے لیکن چونکہ اریگیشن کی embankments ہیں۔ اس کے berms ہیں' slopes ہیں ان کی ہم ضرور دیکھ بھال کرتے ہیں کیونکہ ایسا نہ ہو کہ اس سے negligence سڑک ہی تباہ ہو جائے یا ہمارا بند یا نہر ٹوٹ جائے تو اس وجہ سے دونوں محکمے اپنا اپنا کام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، کام کی تقسیم واضح ہے کہ انھوں نے کیا کرنا ہے؟ آپ نے کیا کرنا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: وہ صرف اپنے back top کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ embankments اور slopes کی ہم دیکھ بھال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، اس کا ایک جز (ب) بھی ہے۔

وزیر آب پاشی، جی' جز (ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے' کوئی ضمنی سوال؟ میرا خیال ہے آگے چلتے ہیں' سید محمد عارف حسین بخاری۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب! سوال نمبر 1565

سکارپ ٹیوب ویلوں کی تنصیب

*1565۔ سید محمد عارف حسین بخاری: کیا وزیر آب پاشی وقوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع حافظ آباد میں کتنے سکارپ ٹیوب ویل نصب کئے گئے تھے اور اب ان میں سے کتنے چالو حالت میں ہیں۔

(ب) باقی ماندہ ٹیوب ویل بالتفصیل نمبر اور جائے محال کس تاریخ سے اور کن وجوہات کے باعث بند پڑے ہیں۔

(ج) کیا ٹیوب ویلز کی بندش کے باعث متعلقہ کسانوں کو آبیانہ کی چھوٹ دی گئی ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری):

(الف) ضلع حافظ آباد میں کل 474 ٹیوب ویل سکارپ نمبر 1 کے تحت نصب کئے گئے تھے اور اب 271 ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں۔

(ب) باقی ماندہ 203 ٹیوب ویلوں میں سے 200 ٹیوب ویل مرحلہ وار سکارپ ٹرانزیشن کے تحت بند کر دیے گئے ہیں جبکہ 3 ٹیوب ویل بوجہ خرابی بور، کھاری پانی بند پڑے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ٹیوب ویلوں کے بندش کے باعث متعلقہ کسانوں کو ٹیوب ویل آبیانہ میں چھوٹ دینے کے لیے ضروری نوٹیفکیشن متعلقہ چیف انجینئر کی طرف سے جاری کی جاتی ہے۔ 141 ٹیوب ویلوں کے لیے جن میں زیادہ تر مرحلہ نمبر ایک اور مرحلہ نمبر دو کے تحت بند کیے گئے ٹیوب ویل شامل ہیں۔ نوٹیفکیشن جاری کیا جا چکا ہے جبکہ مرحلہ نمبر تین کے تحت جنوری 1995ء میں بند کیے گئے ٹیوب ویلوں کی نوٹیفکیشن کے اجراء کے لیے کارروائی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: 1565 پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: نہیں جناب! اس سوال کے جواب میں بہت سی corrections ہیں۔

جناب سپیکر: آپ چاہتے ہیں کہ اس میں کافی corrections ہیں آپ نیا جواب سن لیجیے۔ وہ نیا جواب پیش کرتے ہیں آپ تشریف رکھیں میں سوالوں کا موقع دیتا ہوں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب! میں عرض کروں گا کہ سوال پرانا ہے تو اس میں جواب بھی پرانا دیا گیا ہے۔ ضلع حافظ آباد میں کل 474 ٹیوب ویل سکارپ نمبر 1 کے تحت نصب کیے گئے تھے اور اب 48 ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا! یعنی 271 کی بجائے بات اب 48 پہ آ گئی ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب! 474۔

جناب سپیکر: لکھے ہوئے جواب میں تھا کہ اب 271 ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں لیکن بات بڑھتے بڑھتے یہاں آ گئی ہے اب صرف 48 چالو حالت میں رہ گئے ہیں۔

وزیر آب پاشی: جناب! تازہ ترین صورت حال یہی ہے یہ سوال کے جواب کو درست کر رہے ہیں اور

ان 48 میں سے بھی 6 ٹیوب ویل عارضی طور پر موٹر کی خرابی کی وجہ سے بند ہیں اور 4 ٹیوب ویل mechanical وجہ سے بند ہیں لیکن یہ ابھی بند ہوئے ہیں باقی ماندہ 426 ٹیوب ویلوں میں سے 418 ٹیوب ویل مرحلہ وار Second SCARP Transition Project کے تحت بند کر دیے گئے ہیں جب کہ 3 ٹیوب ویل بوجہ خرابی بور اور 5 ٹیوب ویل بوجہ کھارا پانی مستقل بند ہیں۔ ٹیوب ویلوں کی بندش کے باعث متعلقہ کسانوں کو ٹیوب ویل آبیانہ میں چھوٹ دینے کے لیے ضروری نوٹیفکیشن متعلقہ چیف انجینئر کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے 292 ٹیوب ویلوں کے لیے نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے۔ جناب! میں ابھی اس کا جواب دے رہا ہوں۔ جب کہ باقی ماندہ 134 ٹیوب ویل جو transition کے تحت مئی 1996ء میں بند کیے گئے ان کے نوٹیفکیشن کے اجراء کے لیے ضروری کارروائی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

سید محمد عارف حسین بخاری ، میں محترم وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جن علاقوں میں ٹیوب ویل بند کر دیے گئے ہیں ان میں متبادل آبپاشی کے ذرائع مہیا کیے جائیں گے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، پہلے بھی ٹیوب ویلوں پہ کافی بحث ہو چکی ہے۔ یہ اپنی زندگی گزار چکے ہیں ان کے کام کرنے کا وقت 15 سال ہوتا ہے لیکن یہ ٹیوب ویل اب 17،18،20 سال تک کام کر چکے ہیں اس لیے ان کی زندگی ختم ہو گئی ہے۔ گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ ان کو پرائیویٹائز کر رہے ہیں اور اس میں گورنمنٹ community ٹیوب ویلوں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے اور اس کے لیے گورنمنٹ 30 ہزار روپے فی ٹیوب ویل سب سڈی بھی دے رہی ہے اور اگر لوگ یہ ٹیوب ویل لینا چاہیں تو ہم لوگوں کو واپس کر دیں گے۔

جناب سپیکر ، جہاں جہاں ٹیوب ویل مکمل طور پہ خود بند کر دیے گئے ہیں یا وہ ناکارہ ہو گئے ہیں وہ تو کوئی لینے کے لیے تیار نہیں ہو گا لیکن وہاں کوئی متبادل بندوبست کیا گیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب! گورنمنٹ کی سب سڈی ہے اگر کوئی ٹیوب ویل لگانا چاہے اس کے لیے گورنمنٹ 30 ہزار روپے سب سڈی دیتی ہے اور community ٹیوب ویلوں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

جناب سپیکر، جی عارف صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری : ٹیوب ویل تو بند کر دیے گئے ہیں لیکن دہرا آبیانہ بدستور ضلع حافظ آباد میں ہمارے اوپر لاگو ہے۔ کیا وزیر صاحب اس کے بارے میں یقین دہانی کرائیں گے کہ جو پیسے پہلے وصول کیے جا چکے ہیں ان کو وہ واپس کریں گے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب! گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ جو ٹیوب ویل پوری فصل کے لیے اگر بند ہو تو پھر آبیانہ کی معافی کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا جاتا ہے لیکن اگر عارضی طور پر ٹیوب ویل خراب ہو اور پھر وہ چالو ہو جائے اور اس سے فصل کو بھی فائدہ ہو تو پھر گورنمنٹ آبیانہ وصول کرتی ہے ویسے اگر 600 گھنٹے سے زیادہ خراب رہے تو پھر اس کے لیے چھوٹ دے دیتی ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری : ہمارے کان بھی تھک گئے ہیں بات تو یہ تھی کہ انھوں نے نوٹیفکیشن کر دیا ٹیوب ویل مستقل بند ہو گئے دہرا آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ صاحب پالیسی کی بات کر رہے ہیں میں تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جو وصول کیا ہے وہ ہمیں واپس کریں گے یا نہیں۔

جناب سپیکر: محترم عارف صاحب! پالیسی اس لیے ضروری ہے کہ جیسے انھوں نے فرمایا کہ اگر کہیں 600 گھنٹے سے زیادہ بند رہتا ہے تو آبیانہ وصول نہیں کیا جائے گا اگر ساری فصل کے لیے بند ہے تو آبیانہ وصول نہیں کیا جائے گا اس کے باوجود اب اگر کہیں آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے تو اس کا مطلب ہے وہ اس کو معاف کرنے کے لیے تیار ہیں وہ ان کو بتایا جائے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب! میں نے تو عرض کیا کہ 292 ٹیوب ویلوں کا نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے ان کا تو آبیانہ وصول نہیں ہو گا جو باقی ماندہ 134 ٹیوب ویل transition کے تحت ابھی مئی 96ء میں بند کیے گئے ہیں ان کے نوٹیفکیشن کے اجراء کے لیے کارروائی جاری ہے ان کا بھی آبیانہ ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، جی' عارف صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، جناب! آپ کی وساطت سے ادب سے گزارش ہے کہ پہلے جن ٹیوب ویلوں کا نوٹیفکیشن ہو چکا ہے وہ جب سے بند ہوئے ہیں اس کی میعاد لکھی ہوئی ہے اس کے بعد زمیندار' کاشت کار آبیانہ دیتے رہے ہیں اور جن کا ابھی نوٹیفکیشن نہیں ہوا انھوں نے ابھی بھی آبیانہ دیا ہے میں نے خود آبیانہ دیا ہے اس طرح لاکھوں روپے گورنمنٹ کی طرف زائد چلے گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں

کہ آبیانہ دینا حق نہیں تھا لیکن جن غریب آدمیوں نے آبیانہ دیا ہے' وہ واپس ہو گا یا نہیں ہو گا' اس کی واپسی کے بارے میں میں گزارش کر رہا ہوں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اگر تو وہ ٹیوب ویل واقعی بند ہیں یہ ان کی نشان دہی کریں اور اگر ان سے ناجائز وصولی کی گئی ہے تو ضرور واپس ہونا چاہیے نہیں تو اگلی فصل میں ان کو رعایت دے دیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' لیجیے ابھی یقین دہانی آ گئی ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، وزیر صاحب خود فرما رہے تھے کہ 48 ٹیوب ویل چالو ہیں مجھے نشاندہی کرنے کی کون سی ضرورت ہے خود ہی تو فرما رہے ہیں کہ 400 میں سے صرف 48 ٹیوب ویل چالو ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' اگر آپ نشان دہی کر دیں گے تو مزید آسانی پیدا ہو جائے گی اور آسانیاں پیدا کرنی چاہییں۔ جناب رانا آفتاب صاحب! آپ ایک آدھ دفعہ پہلے بھی کھڑے ہوئے تھے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میرا بھی سکارپ ٹیوب ویلوں کے متعلق سوال 2247 ہے۔ میں کہتا تھا اس کو ساتھ ہی لے لیں وہ صفحہ 9 پر ہے۔

جناب سپیکر ، ہمارے پاس وقت ہے' ابھی آ جاتا ہے اگر نہ آیا تو آخر میں آپ کو موقع دے دیں گے۔

سید تابش الوری ، جناب! ضمنی سوال ہے۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ٹیوب ویلوں کو پرائیویٹائز کرنے کے منصوبے کی تفصیلات کیا ہیں؟ یہ ٹیوب ویل سکارپ نمبر 1 کے ہیں آپ سب سڈی تو سارے پنجاب کو دیتے ہیں۔ جو بھی ٹیوب ویل لگانا چاہے ان شرائط کے تحت انھیں سب سڈی دی جاتی ہے لیکن جن علاقوں میں آپ کے ٹیوب ویل ناکارہ ہو گئے ہیں وہاں پرائیویٹائزیشن کی کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب! منصوبہ بندی تو یہی ہے کہ جب سب سڈی مل رہی ہے اور گورنمنٹ کے ٹیوب ویل بند ہیں تو پرائیویٹ لوگ خود ٹیوب ویل لگا لیں۔

جناب سپیکر، وہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ سکارپ کے لیے کوئی سپیشل رعایت ہے یا وہی رعایت ہے جو آپ نے پورے پنجاب میں ہر جگہ کے لیے دے رکھی ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: وہی رعایت ہے۔

سید تابش الوری: جناب والا! یہ تو سالہا سال سے جاری ہے۔ انھوں نے کہا کہ اب گورنمنٹ پرائیویٹائز کر رہی ہے' ہم سمجھنا چاہتے تھے کہ وہ نئی پالیسی کیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب! ہمارے پاس جو ٹیوب ویل ہیں اگر یہ لینا چاہیں تو ہم ان کو دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جو چالو ٹیوب ویل ہیں۔ ان کو بھی اگر کوئی لینا چاہتا ہے تو گورنمنٹ ان کے ساتھ deal کر سکتی ہے کہ آپ اس کو ان شرائط کے ساتھ لے سکتے ہیں۔ اس کا کوئی طریقہ کار آپ نے مقرر کیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: نہیں جناب۔ اس کا طریقہ کار ہمارے پاس فی الحال ابھی تک کوئی نہیں آیا۔

جناب سپیکر: گورنمنٹ کو میرے خیال میں اس پر ایک پالیسی بنانی چاہیے۔اور اس کو ایڈورٹائز کرنا چاہیے کہ ان شرائط پر لوگ یہ چالوں ٹیوب ویل لے سکیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: پالیسی بنا رہے ہیں۔ جناب! اکثر تو ناکارہ ہو چکے ہیں۔ وہ تو میرا خیال ہے کہ کوئی نہیں لے گا

جناب سپیکر: ناکارہ کی نہیں میں تو چالو کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب جو چالو حالت میں ہیں۔ ان کی پندرہ سولہ سال میعاد ہے۔ اگر کوئی لینا چاہے تو ضرور ہم کریں گے۔

جناب سپیکر: لیکن وہ کن شرائط پر لے سکتا ہے۔یہ بتا دیا جائے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: یہ بتا دیں گے۔

جناب سپیکر: بہت اچھا جی۔ آگے چلتے ہیں۔ صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم۔

چودھری محمد اقبال: سوال نمبر 1619 ان کے ایماء پر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی' سوال نمبر 1619

راجباہ کی تعمیر

*1619۔ صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ دیوال تحصیل بھلوال کی تعمیر Nes Pak کے فراہم کردہ ڈیزائن اور نقشہ کے مطابق کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو ٹیل سے برجی نمبر ۷۲ تک اس کا لیول Reverse Slope کیوں کر ہو گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ آب پاشی کا فیلڈ سٹاف راجباہ کی تعمیر کے دوران لیول کی غلطی تسلیم کرتا ہے لیکن کوئی اہل کار اس غلطی کی درستی کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہ ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ٹیل راجباہ دیوال تحصیل بھلوال گزشتہ چھ ماہ سے بالکل خشک ہے اور محکمہ کے ریکارڈ میں اسے فل چلتی ظاہر کیا گیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ۵۰ لاکھ روپے سے تعمیر ہونے والی اس سکیم کی درستی کے لیے ایسے اقدامات کر رہی ہے جس سے زمین داروں کو کماحقہٗ فائدہ ہو سکے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری):

(الف) یہ درست ہے کہ راجباہ کی تعمیر نیس پاک کے فراہم کردہ ڈیزائن اور نقشہ کے مطابق ہو رہی ہے چند ایک جگہ پر لیول کا فرق تھا۔ جسے دور کر دیا گیا ہے۔

(ب) چند ایک جگہ پر لیول کی غلطی ہو گئی تھی جسے درست کر دیا گیا ہے اور ایس ڈی او اور اوورسیئر متعلقہ کی جواب طلبی کی گئی ہے۔

(ج) چند دن پانی کی سپلائی کم ہونے کی وجہ سے راجباہ فل نہ چلائی جا سکی جس کی اب سپلائی پوری کر دی گئی ہے۔

(د) راجباہ کی تعمیر نیس پاک کے فراہم کردہ ڈیزائن کے مطابق ہو رہی ہے اور کام مکمل ہونے کے بعد اس کا کماحقہٗ فائدہ زمین داران کو پہنچے گا۔

یہ جواب بھی پرانا ہے۔ اب یہ کام مکمل ہو چکا ہے اور ہمیں اب اس کی کوئی ایسی شکایت موصول نہیں ہوئی جس سے کاشت کاروں نے کہا ہو کہ پانی کی کمی ہے۔

سید تابش الوری، کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جن ایس ڈی او اور اوورسیئر کی جواب طلبی کی گئی

تھی۔ اب انھیں بری کر دیا گیا ہے یا سزا دی گئی ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: اس غلطی پر محکمہ نے ان کو وارننگ دی تھی۔

جناب سپیکر: جی اقبال صاحب۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ نقشہ بھی نیس پاک نے بنایا اور ڈیزائنگ بھی نیس پاک نے کی' کیا نیس پاک سے وہ کام کروانے میں کوئی امر مانع تھا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب، جتنی سکیمیں نیس پاک کی ہیں' اس کی تکمیل ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ خود ہی کرتا ہے۔ یہ خود بھی وزیر رہ چکے ہیں' اور ان کو خود علم ہے کہ ان کے دور میں بھی نیس پاک کے ڈیزائن ہوتے تھے اور کام یہ کرواتے تھے۔

چودھری محمد اقبال: شاید میرے بھائی بات کو سمجھ نہیں سکے کہ کہیں کہیں نیس پاک سے بھی کام کروایا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی امر مانع تھا۔ میرا سوال بڑا واضح تھا۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکا' دوبارہ کہیے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس کی ڈیزائنگ بھی نیس پاک نے کی' نقشہ بھی نیس پاک نے بنایا' کام ان سے کروانے میں کوئی ایسا امر مانع تھا کہ جس کی وجہ سے نہیں کروایا جا سکا۔

جناب سپیکر: نقشہ اور ڈیزائن وہی بناتے ہیں لیکن کام محکمہ خود کر لیتا ہے۔

چودھری محمد اقبال: یہی بات میں نے پوچھی ہے کہ کہیں کہیں نیس پاک کام بھی کرتا ہے۔ شاید وزیر موصوف کے علم میں یہ بات نہ ہو۔

جناب سپیکر: کام کرتے بھی ہیں لیکن نہیں بھی کرتے اور محکمہ خود بھی کر لیتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ کوئی خاص وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

سید تابش الوری: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ لیول کی غلطی کی وجہ سے متعلقہ اہل کاروں کو جو وارننگ دی گئی۔ اس کی وجہ سے حکومت کو کتنا نقصان برداشت کرنا پڑا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: اسی وقت اس غلطی کو دور کیا گیا' اس سے حکومت کو کیسے نقصان

ہوا۔ جب کام ہو رہا تھا تو نیس پاک نے چیکنگ کی اور لیول میں فرق تھا تو ٹھیکے داروں نے وہ دور کر دیا۔

جناب سپیکر ، یقیناً غلطی سے دیر تو ہو جاتی ہے۔ لیکن کوئی مالی نقصان as such نہیں ہوا۔ میرا خیال ہے کہ آگے چلتے ہیں۔ سید محمد عارف حسین شاہ صاحب آپ کا ایک اور سوال آ گیا ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری : 1634

ریسٹ ہاؤس کی مرمت

*1634 سید محمد عارف حسین بخاری: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع حافظ آباد کی حدود میں محکمہ آب پاشی کے کتنے ریسٹ ہاؤس ہیں اور ان میں کتنے مرمت طلب ہیں نیز ان کی آخری مرمت کب کرائی گئی تھی۔

(ب) کیا حکومت خستہ حال بنگلوں کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو ان کی کب تک مرمت کرا دی جائے گی؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) :

(الف) ضلع حافظ آباد کی حدود میں محکمہ آب پاشی کے آٹھ ریسٹ ہاؤس ہیں۔ان ریسٹ ہاؤسوں میں مرمت طلب ریسٹ ہاؤس رام کور محکمہ پولیس کے زیر استعمال ہے اور اس کی مرمت بھی انہی کے ذمہ ہے۔ باقی ریسٹ ہاؤسز کی مرمت پچھلے دو سالوں میں کرائی گئی ہے۔

(ب) حکومت خستہ حال بنگلوں کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اور وسائل کے اندر ان کی دیکھ بھال کرتی ہے۔

جناب سپیکر، آپ پڑھا ہوا تصور کر کے جلدی سے اپنا سوال پیش کر دیجیے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جو جواب دیا ہے ' اس کی صحت مشکوک ہے۔

جناب سپیکر ، پرانا جواب ہے' ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس کوئی نئی information ہو۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، پرانے وقت میں بھی مشکوک ہے اور آج بھی مشکوک ہے۔اس میں صورت یہ ہے کہ ہمارے ضلع کے جو ریسٹ ہاؤس ہیں۔۔۔

جناب سپیکر ، جی' I call the House to order. یہ فیصل آباد گروپ جو ہے۔ مہربانی سے ذرا خاموشی اختیار کریں۔ اینوں گھنٹہ گھر نہ سمجھو اے تے ہاؤس اے۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، محترم' آپ کی اجازت سے حافظ آباد ضلعی ہیڈ کوارٹر ہے۔ لیکن حافظ آباد میں کوئی ریسٹ ہاؤس نہیں ہے۔ جو ریسٹ ہاؤس تھے' ایک ایس پی نے لے لیا اور ایک ڈی سی نے لے لیا اور اس کے قریب ترین جو ریسٹ ہاؤس ہے وہ انتہائی خستہ حال ہے۔وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ پچھلے دو سالوں میں ان کی مرمت کر دی گئی ہے۔ لیکن جو تین ریسٹ ہاؤس جو مختلف علاقوں میں ہیں' ان کی مرمت ہوئی ہے اور پانچ بدستور اسی طرح برباد پڑے ہیں اور قیمتی عمارات ضائع ہو رہی ہیں۔ کیا یہ ان کی مرمت کا ارادہ رکھتے ہیں؟ پہلے تو جواب ہی غلط ہے۔

جناب سپیکر، چلیں آپ نے تو وضاحت کر دی۔ اب دیکھتے ہیں وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب! میں ان کو تفصیل پیش کر دیتا ہوں۔ یہاں پر آٹھ ریسٹ ہاؤس ہیں۔ ایک تو اس وقت پولیس کے استعمال میں ہے' اس کی مرمت بھی پولیس خود کروائے گی۔ ایک ریسٹ ہاؤس قادر آباد بیراج پر ہے۔ 95-1994ء میں اس کی مرمت پر 49082 روپے خرچ ہوئے اور 96-1995ء میں 39451 روپے خرچ ہوئے۔ دوسرا ریسٹ ہاؤس موچی والا ہے۔ 95-1994ء میں اس کی مرمت پر 84158 روپے خرچ ہوئے اور 96-1995ء میں 83773 روپے خرچ ہوئے۔ تیسرا ریسٹ ہاؤس سکھیکی ہے۔ 95-1994ء میں اس کی مرمت پر 18503 روپے خرچ ہوئے اور 96-1995ء میں کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوا۔پھر ایک نانوں آنا ریسٹ ہاؤس ہے۔ 95-1994ء میں اس کی مرمت پر 10813 روپے خرچ ہوئے اور 96-1995ء میں 19902 روپے خرچ ہوئے۔ پھر ایک ساگر ریسٹ ہاؤس ہے۔ اس پر 95-1994ء میں اس پر کچھ خرچ نہیں ہو اور 96-1995ء میں 251451 روپے خرچ ہوئے۔ ایک ریسٹ ہاؤس Q B link ہے ' اس پر کوئی خرچ نہیں ہوا اور ایک ریسٹ ہاؤس ہندوانہ ہے اس پر بھی کوئی خرچ نہیں ہوا۔یہ پوری تفصیل ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے بڑی مہربانی کی اور تفصیل بتائی۔وہ بنیادی طور پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پانچ ریسٹ ہاؤسز میں سے دو کی مرمت ہوئی ہے اور ان دونوں کو تو ڈی سی اور ایس پی نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ باقی تین جو ہیں ان پر کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ وہ بڑی خستہ حالت میں ہیں ' وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس پر کچھ ہو گا یا نہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی : جناب، میرے حساب سے تو صرف دو ریسٹ ہاؤسز پر خرچ نہیں ہوا، باقیوں پر تو ہوا ہے۔ پانچ پر ہوا ہے اور دو پر نہیں ہوا۔ میں نے یہی تفصیل ان کو بتائی ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری : بہرحال جو بھی ہیں ان کی مرمت کروائیں تاکہ حافظ آباد میں ریسٹ ہاؤس نہیں ہیں------

جناب سپیکر : یہ چاہتے ہیں کہ جن کی مرمت نہیں ہوئی اور وہ خستہ حالت میں ہیں۔ ازراہ کرم ان پر بھی توجہ دی جائے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی : جی، ضرور لیکن repair & maintenance کے لیے ایک problem یہ ہے کہ فنڈز کی بہت کمی ہوتی ہے۔ جتنا ہوتا ہے وہ حصے کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر : ذرا سا اس بات کا اندازہ کر لیا جائے۔ بعض اوقات فنڈز ہوتے ہیں۔ وہ پورے utilize نہیں ہوتے اور lapse ہو جاتے ہیں۔ اگر اس طرح سے بانٹ کر دے دیے جائیں کہ جتنا کام ہو سکتا ہے۔ اس کام کو اس کے مطابق سب کو تھوڑے تھوڑے فنڈز مل جائیں۔ بہرحال آپ اس کو دیکھ لیجیے۔ میاں امتیاز احمد صاحب کا سوال ہے۔

جناب سپیکر : سوال نمبر ۱۷۸۶

نہر کی ناقص تعمیر

*1786۔ میاں امتیاز احمد : کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لوئر صادق برانچ نہر کو محکمہ اسکارپ نے پختہ تعمیر کیا ہے جس کے لئے اینٹ کا معیار اور اس کا سائز مقرر تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ نہر کی ناقص تعمیر اور ناقص میٹریل کے استعمال کی وجہ سے نہر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس کی تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) :

(الف) جی ہاں۔ لوئر صادق برانچ نہر کو واپڈا نے سکارپ نمبر چھ پنجند عباسیہ منصوبہ کے تحت پختہ تعمیر کیا اور اس کے لئے اینٹ و دیگر میٹریل کا معیار مقرر تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔واپڈا نے لوئر صادق برانچ نہر کو پختہ تعمیر کرنے کے بعد جون 1993ء کو محکمہ آبپاشی کی تحویل میں دے دی اور اس وقت سے اس کی کارکردگی اطمینان بخش ہے۔

تاہم کچھ نقائص نوٹس میں آئے جن کی مرمت کے لئے واپڈا سکارپ سے رابطہ کیا گیا ہے۔

میاں امتیاز احمد ، جناب والا! اس کو بھی پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناب سپیکر، چلیے، سوال کیجیے آپ۔

میاں امتیاز احمد، جناب سپیکر! یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جس میں کروڑوں روپے کا گھپلا ہوا ہے۔ میں اس سلسلے میں پہلے بھی تین سوال دے چکا ہوں۔ لیکن محکمہ اس کا گول مول جواب دے دیتا ہے۔ میں اس حوالے سے یہ کہوں گا کہ یہ جو نہر تعمیر کی گئی تھی اس میں واپڈا سکارپ والوں نے بہت سا پیسہ کھایا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ وزیر صاحب اس کی تحقیقات کروانا پسند کریں گے؟

جناب سپیکر، جی۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اصل میں یہ سکیم واپڈا سکارپ کی ہے۔ اور یہ لوئر صادق برانچ کی capacity کوئی ۱۲۰ کیوسک کی جو لائننگ کی تھی واپڈا نے، اس کی سکارپ۔۶ کے تحت۔ واپڈا کی رپورٹ کے مطابق وہاں یہ کام بالکل صحیح ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کی supervision certificate نیسپاک نے دے دیا ہے اور نیسپاک کا جو ریذیڈنٹ انجینئر تھا، وہ اپنے متعلقہ سٹاف کے ساتھ وہیں رحیم یار خان میں ہی ہیڈ کوارٹر پہ based تھا اور وہ سمجھتے ہیں کہ جو لائننگ کا میٹیریل تھا وہ strictly in accordance with specification of contract documents drawing & specification. مجھے تو واپڈا سے یہی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، ان کا خیال ہے کہ میٹیریل ناقص تھا اس کی وجہ سے نہر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔ آپ کا جواب ہے، یا جو واپڈا نے آپ کو جواب دے دیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے اور کارکردگی اطمینان بخش ہے۔ اگر کوئی نقائص تھے بھی تو اس سلسلے میں واپڈا سے آپ کا رابطہ ہوا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، کچھ نقائص تھے جو ہم نے واپڈا کو contact کیا ہے اور انھیں ہم نے کہا ہے کہ ان کو درست کر دیں۔

جناب سپیکر، جناب امتیاز احمد! اگر آپ کی دانست میں آپ جانتے ہیں کہ کہاں کہاں نقص واقع ہوا

ہے تو آپ specifically اس کی کوئی نشان دہی کریں۔ تو وزیر موصوف کو اگر آپ وہ نشان دہی کر کے لکھیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد ان کے لیے زیادہ آسانی ہوگی کہ واپڈا کے ساتھ take up کر سکیں۔

میاں امتیاز احمد: جناب سپیکر! میں یہی چاہتا ہوں کہ یہ قومی پیسے کا زیاں ہے۔ اور اس کی نشان دہی میں نے کی ہے۔ میں نے تین چار دفعہ اس سلسلے میں پہلے بھی سوال دیا ہے۔ ایک تو اس میں زمین داروں کو' جب نہر متبادل بنائی گئی تو اس میں فصلوں اور ان کی زمین کا معاوضہ صحیح نہیں دیا گیا اور اس میں محکمہ سکارپ والوں نے گھپلے بازی کی۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس کا بھی ازالہ ہو جائے اور یہ جو نہر کا مسئلہ ہے' یہ بھی ان کے نوٹس میں ٹھیک طریقے سے آ جائے۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی سے زیادہ specifically اس کا میمو بنایئے اور جناب وزیر موصوف کو دیجیے اور ہم ان سے خاص طور پر تاکیداً کہتے ہیں کہ وہ اس کا نوٹس لیں اور واپڈا کے ساتھ اس issue کو take up کر کے جو چیزیں آپ نشان دہی کریں ان کو واضح طور پر دیکھ لیا جائے کہ کہاں کہاں خرابی ہے۔

میاں امتیاز احمد: ٹھیک ہے جناب۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! اس میں اگر آپ "ب" جز ملاحظہ فرمائیں تو اس کی آخری لائن جو ممبر موصوف نے پوچھا ہے' وہ یہ ہے کہ: اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس کی تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟۔ جناب والا! یہ سوال میں ہے۔ آپ جز "ب" میں جواب پڑھیں' تو اس بات کا کہیں پہ جواب نہیں ہے۔ یہ جواب بالکل نامکمل ہے۔

جناب سپیکر: نہیں' انھوں نے یہ کہا ہے کہ بھئی' ہے ہی تسلی بخش۔ تو جب تسلی بخش ہے تو پھر تحقیق کرانے کی کیا ضرورت ہے؟

سید سجاد حیدر کرمانی: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! اگر آپ اس سوال کے جواب کو دیکھیں تو محترم وزیر آب پاشی یہ فرماتے ہیں کہ ۱۹۹۳ء میں یہ نہر محکمہ آب پاشی کو منتقل کر دی گئی۔ executing agency ایک فیڈرل ایجنسی ہے جس کو واپڈا سکارپ۔۶ کہہ رہے ہیں۔ میرا سوال ان سے یہ ہے کہ کیا از راہ کرم یہ بتائیں گے کہ جب ان کو ایک سکیم واپڈا کی تعمیر کردہ منتقل کر دی جاتی ہے تو کتنے

عرصے تک ان کو یہ right رہتا ہے کہ یہ اس پہ اعتراضات کر سکتے ہیں' اس کی انکوائری کر سکتے ہیں' ان سے اس کا جواب طلب کر سکتے ہیں۔ تین برس گزر گئے' وہ آج ان کا اعتراض entertain کر سکتے بھی ہیں یا نہیں کر سکتے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: ہم نے اعتراض کیا تھا۔ اس میں کچھ معمولی نقائص تھے۔ جس کو واپڈا نے کہا ہے کہ وہ take up کرتے ہیں' repairs کر دیں گے۔

جناب سپیکر: انھوں نے یہ پوچھا ہے کہ کوئی مدت ہے۔ جب آپ کو ایک سکیم hand over ہو جائے تو کتنی مدت کے دوران آپ واپڈا یا اس محکمے سے جس نے وہ بنائی ہو اس سے باز پرس کر سکتے ہیں کہ آپ نے صحیح بنایا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب والا میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ مجھے پورا پتا نہیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ کا محکمہ آپ کو کوئی اطلاع دے تو مہربانی سے کرمانی صاحب کو بھی بتا دیا جائے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: ضرور۔

جناب سپیکر: میاں امتیاز احمد صاحب! آپ کا ایک اور سوال ہے۔

میاں امتیاز احمد: سوال نمبر 1787

یوسف کالونی میں بجلی کی فراہمی

*1787۔ میاں امتیاز احمد: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹو کے تحت یوسف کالونی رحیم یار خان کے لئے بجلی منظور ہوئی تھی۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ علاقہ میں ٹرانسفارمر کیوں فراہم نہیں کیے جا رہے۔نیز وہاں کب تک بجلی فراہم کر دی جائے گی؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) :

(الف) اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ حاصل کی گئی ہے۔جس کے مطابق یہ درست ہے کہ یوسف کالونی رحیم یار کے لئے بجلی کی منظوری وزیر اعلیٰ کے کوٹہ 1992-93ء کے تحت دی گئی۔

(ب) اس حوالے سے واپڈا نے کہا ہے کہ اس کالونی کو مکمل کرنے کے لئے چار عدد (25KVA) اور چار عدد (50 KVA) کے ٹرانسفارمر درکار ہیں۔یہ کام ٹرانسفارمر ملنے پر تقریباً ایک ماہ کے اندر اندر مکمل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، آپ ضمنی سوال کریں۔

میاں امتیاز احمد، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یوسف کالونی میں اس وقت بجلی کی صورت حال کیا ہے؟ کیونکہ یہ جواب تو پرانا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب والا! مجھے latest position کا علم نہیں۔ لیکن واپڈا نے یہی جواب دیا ہے کہ سارے ملک میں ٹرانسفارمرز کی general shortage ہے۔ اور جونہی ٹرانسفارمر available ہو گا تو بجلی مہیا کر دی جائے گی۔

میاں امتیاز احمد، جناب سپیکر! یہ تو کوئی جواب نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھے اس وقت latest position کا نہیں پتا۔ ایک تو سوال دیر سے آتا ہے اور اس کا جواب بھی صحیح نہیں دیا جاتا۔ جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ سوال کا جواب مجھے دو سال کے بعد ملا ہے۔ اور آج بھی وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ مجھے latest position کا پتا نہیں ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر اس کا کب پتا چلے گا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اگر ان کے علم میں ہے تو یہ بتا دیں۔ میں نے تو عرض کیا ہے کہ ٹرانسفارمرز کی shortage ہے۔جونہی ٹرانسفارمر available ہوں گے تو بجلی چالو ہو جائے گی۔ اگر ان کے علم میں ہے کہ ٹرانسفارمر لگ گئے ہیں تو مجھے بتا دیں۔

جناب سپیکر، اگر آپ کے علم میں ہے کہ فلاں ٹرانسفارمر specifically خراب ہو گیا ہے تو آپ ان کے نوٹس میں لائیں' اس کو بدل دیا جائے گا۔

میاں امتیاز احمد، سر! اس میں یہ ہوا ہے کہ واپڈا والوں نے کچھ بجلی لگائی ہے' ٹرانسفارمر رکھ دیے

ہیں۔ ابھی تو کچھ جگہ پول لگنے بھی باقی ہیں۔ جہاں انھوں نے کہا ہوا ہے وہاں پول ہی نہیں لگے۔ یہ کہتے ہیں صرف ٹرانسفارمر نہیں لگے۔ وہاں تو ابھی کئی جگہ پول بھی نہیں لگے۔

جناب سپیکر، اچھا' آپ specifically point out کر دیجیے۔ انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہاں کام ہو جائے گا۔

میاں امتیاز احمد، جی' ڈیرہ خوشی محمد اور میں ان کو بتاتا ہوں جی۔

جناب سپیکر، آپ لکھ کر دے دیجیے تاکہ ہاؤس کا کچھ وقت بچ جائے۔

میاں امتیاز احمد، جی' ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، آگے چلتے ہیں۔

(سوالات نمبر ۱۸۷۲ اور ۱۸۷۳، فاضل محرک' حاجی احمد خان ہرل کے موجود نہ ہونے کے باعث dispose of کر دیے گئے)

راجہ جاوید اخلاص، سوال نمبر ۲۲۱۳ میاں عمران کے ایماء پر ------

مواضع کھٹالہ چناب اور پنڈی نت کے کھاتہ داروں کو رقم کی ادائیگی

*2213۔ میاں عمران مسعود، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) موضع کھٹالہ چناب اور پنڈی نت تحصیل و ضلع گجرات کی کتنی زمین سیلاب کے حفاظتی اقدامات کے لئے حاصل کی گئی زمین مالکان کے نام ہر مالک سے کتنی زمین حاصل کی گئی اور انہیں کتنی رقم ادا کی گئی ہے مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) وفاقی حکومت نے صوبائی حکومت کو مذکورہ مالکان کو ادائیگی کے لئے کتنی رقم مہیا کی اور یہ رقم کس تاریخ کو موصول ہوئی اور کس تاریخ کو زمین مالکان کو ادا کی گئی اور اگر مذکورہ رقم محکمہ کے پاس موجود ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) آیا یہ رقم دونوں مواضع کھٹالہ چناب اور پنڈی نت کے لئے مختص تھی یا نہیں؟

جناب سپیکر، "جواب موصول نہیں ہوا۔" اب اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، سر! میرے پاس اس کا جواب ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اس کو پڑھ دوں۔

جناب سپیکر ، جی' فرمائیے۔ توجہ سے سنا جائے' کیونکہ یہ لکھا نہیں گیا' اس لیے وزیر صاحب اب بتا رہے ہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، (الف) موضع نت' ۷۹،۷ ایکڑ زمین حاصل کی گئی۔ موضع کھلالہ-----

راجا جاوید اخلاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیے۔

راجا جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو ممبران سوال دینے کے بعد وقفۂ سوالات میں یہاں حاضر نہیں ہوتے' ان کے سوالوں کو dispose of کر دیا جائے اور جو ممبران صرف سوال کرنے کے لیے یہاں حاضر ہوتے ہیں ان کے سوالوں کو پہلے take up کیا جائے۔

جناب سپیکر ، یہ صحیح ہے۔ لیکن دستور یہی ہے کہ اس کے behalf پر کوئی اور بھی سوال کر سکتا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات اس سوال میں اور لوگ بھی interested ہوتے ہیں۔ اس لیے ہمیشہ کے لیے یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ جی' ریاض صاحب۔

راجا ریاض احمد، جناب سپیکر! یہ جو تجویز ہے' میرے خیال میں اس میں ترمیم کر لی جائے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ جو ممبر حاضر ہوتے ہیں ان کے سوال تو یہاں پر پڑھے نہیں جاتے اور جو ممبر آتے ہی نہیں ان کے سوال پر بات ہوتی ہے۔ اور لوگوں کو پتا ہی نہیں ہوتا۔ صرف وہ کہہ دیتے ہیں "On his behalf" تو میری بھی یہ گزارش ہے کہ جو ممبران ہیں پہلے ان کے سوال لیے جائیں۔ اس کے بعد اگر وقت بچے تو دوسرے سوال لیے جائیں۔ مہربانی' سر۔

جناب سپیکر، بہرحال' جب تک رولز نہیں بدلتے اس وقت تک تو ایسا نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ ہے کہ جو Rules and Procedures کی ہماری کمیٹی نے revised rules پیش کیے ہیں اس کمیٹی کو اس پر توجہ دینی چاہیے۔ اگر ممبر صاحبان یہ چاہتے ہیں تو از راہ کرم اس بات پر بھی غور کر لیا جائے۔ اور جب وہ رولز اور پروسیجرز اس ہاؤس میں فائنل منظوری کے لیے پیش ہوں تو از راہ کرم جن دوستوں کو یہ شکایت ہے وہ اس وقت بھی یہ سوال اٹھائیں۔ چلیے' آگے چلتے ہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب سپیکر! میں اس پر تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ flood protection centre میں جو foreign aided projects ہیں وہ تو صرف projects کے لیے پیسے

دیتے ہیں۔ جو compensation کا پیسہ ہوتا ہے وہ گورنمنٹ آف پاکستان دیتی ہے۔ تو فیڈرل گورنمنٹ سے lumpsum میں ہمارے پاس پیسہ آتا ہے۔ ان میں سے موضع نت کے مالکان کے لیے 5,06,882 روپے کی رقم ضلعی انتظامیہ کو ہم نے بھیجی ہے۔ موضع نت کے لیے رقم کی ادائیگی ہو گئی ہے۔ صرف موضع کھنالہ کے مالکان کی عنقریب ادائیگی کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر، یہ جواب جو آپ نے دیا ہے یہ ایوان کی میز پر رکھا جائے گا۔ عمران صاحب کو بتا دیا جائے وہ یہ جواب حاصل کر لیں گے۔ آگے چلتے ہیں۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب کا سوال ہے۔

رانا آفتاب احمد خان ، سوال نمبر ۲۲۴۷

آبیانہ میں چھوٹ

*2247۔ **رانا آفتاب احمد خان** : کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع بہاولنگر میں سکارپ کے کل کتنے ٹیوب ویل ہیں۔ان میں سے کتنے ٹیوب ویل درست کام کر رہے ہیں اور کتنے خراب ہیں ہر ٹیوب ویل کی کارکردگی بتائی جائے۔نیز جو ٹیوب ویل عرصہ دراز سے خراب ہیں کیا حکومت کی طرف سے کاشت کاروں کو آبیانہ میں بذریعہ ڈی نوٹیفکیشن چھوٹ دی گئی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) :

ضلع بہاولنگر میں سکارپ فورڈ واہ صادقیہ (منچن آباد پائنٹ) پراجیکٹ کے تحت ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں ان کی کل تعداد 226 ہے۔ان میں سے 117 ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں۔باقیماندہ 109 ٹیوب ویلوں میں سے ۱۴ ٹیوب ویل بوجہ خرابی بور اور چار ٹیوب ویل بوجہ کھاری پانی مستقل طور پر بند ہیں جبکہ 91 ٹیوب ویل مختلف نقائص کی وجہ سے عرصہ دراز سے بند ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بجلی میں نقائص (ٹرانسفارمر جل جانے کی وجہ سے)	39 =
موٹر جلنے کی وجہ سے	32 =
موٹر کنٹرول (سٹارٹر) میں نقائص	12 =
بوجہ خرابی پمپ	8 =
کل	91 =

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مذکورہ سکارپ کے ٹیوب ویل گذشتہ 18/17 سال کے عرصہ سے کام کر رہے ہیں جبکہ ان کا مفید عرصہ کار کردگی (Useful Life Span) اوسطاً پندرہ سال ہے۔ٹیوب ویل پرانے ہونے کی وجہ سے ان میں نقائص بھی زیادہ واقع ہوتے رہتے ہیں۔ان کی مرمت کے لئے کثیر رقوم کی ضرورت ہے جبکہ حکومت کے مالی وسائل محدود ہیں۔ تاہم محکمہ ہرممکن کوشش کر رہا ہے کہ دستیاب مالی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹیوب ویلوں کے نقائص کو جلد از جلد درست کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ ٹیوب ویلوں کو چالو رکھا جا سکے۔

جو ٹیوب ویل مستقل طور پر بند ہیں یا مختلف نقائص کی بناء پر عرصہ دراز سے بند رہتے ہیں ان ٹیوب ویلوں کے رقبہ جات پر آبیانہ کی معافی کے سلسلے میں متعلقہ چیف انجینئر نوٹیفکیشن جاری کرتے ہیں۔مذکورہ سکارپ کے 18 ٹیوب ویل جومستقل طور پر بند ہیں اور 91 ٹیوب ویل جو عرصہ دراز سے مختلف نقائص کی وجہ سے بند رہے ہیں۔ان کے رقبہ جات پر متاثرہ فصلات کے لئے ربیع 96-1995ء تک آبیانہ کی چھوٹ دینے کے لئے چیف انجینئر نے ضروری نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسے عارف بخاری صاحب نے کہا تھا کہ اس میں more than 50% ٹیوب ویل عرصہ دراز سے بند ہیں' جو آپ نے خود لکھا ہے۔ مگر یہ ڈبل آبیانہ پچھلے دس سال سے باقاعدہ طور پر وصول کیا جا رہا ہے۔ دو سال سے میرے اپنے رقبے میں تین ٹیوب ویل ہیں' ایم ۳۱' ایم ۳۲' ایم ۳۳' تینوں کا میں نے لیٹر بھی لکھا تھا' مجھ سے آبیانہ لیا جا رہا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ assurance دلوائیں گے کہ جب سے اس علاقے میں جو جو ٹیوب ویل بند ہے اس کا جو ڈبل آبیانہ لیا گیا ہے اس کا refund ہو گا؟

جناب سپیکر : انھوں نے اس کی conditions بیان کی تھیں۔ اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اگر تو وہ ۶۰۰ گھنٹے سے زیادہ بند رہا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر! یہ عرصہ دراز سے بند ہیں۔ ادھر لکھا ہوا ہے کہ ۹۱ ٹیوب ویل مختلف نقائص کی وجہ سے عرصہ دراز سے بند ہیں۔ عرصہ دراز تو کوئی مہینہ دو مہینہ نہیں۔ اس لیے جب سے وہ بند ہیں اس پر refund ہو سکتا ہے۔ اس کو دیکھ کر یہ refund کر دیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' بجا ہے۔ وزیر صاحب بتائیے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ جو ٹیوب ویل through out the crops season out of operation ہوں ان کی چھوٹ تو ان کو مل جائے گی یا پھر ۶۰۰ گھنٹے سے کم ٹیوب ویل کام کریں تو ان کو بھی exemption مل جاتی ہے اور اگر اس کے تحت وہ سمجھتے ہیں کہ ٹیوب ویل بند ہیں اور ان سے آبیانہ چارج کیا گیا ہے تو یہ اس کے بارے میں محکمے کو apply کریں ہم اس میں آئندہ ان کو چھوٹ دے دیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ آپ اس کے مطابق ان کو درخواست دے دیجیے۔ یہ آپ کو اس کی compensation دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان، ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب۔

رانا آفتاب احمد خان ، سوال نمبر ۲۲۴۸

سپرنٹنڈنگ انجینئرز اور چیف انجینئرز کی تعیناتی کی تفصیل

*2248- رانا آفتاب احمد خان ، کیا وزیر آب پاشی وقوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

محکمہ انہار میں کل کتنے سپرنٹنڈنگ انجینئر اور چیف انجینئر صاحبان ہیں اور ان عہدوں پر کون کون صاحبان تعینات ہیں۔نیز کتنے سپرنٹنڈنگ انجینئر بیک وقت چیف انجینئر کے طور پر بھی کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

اس وقت محکمہ آبپاشی و قوت برقی میں چالیس(40) سپرنٹنڈنگ انجینئر اور ایک (1) مستقل چیف انجینئر جبکہ گیارہ(11) سپرنٹنڈنگ انجینئر عارضی طور پر بطور چیف انجینئر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ان کی تفصیل صفحہ نمبر 1 سے صفحہ نمبر 4 پر ہے جو کہ ہمراہ لف ہے(الف) اس وقت محکمہ میں چار(4) سپرنٹنڈنگ انجینئر صاحبان بیک وقت بطور چیف انجینئر بھی کام کر رہے ہیں۔ان کی تفصیل صفحہ نمبر 5 پر ہے(ہمراہ لف ہے) ۔

فہرست "الف"

سپرنٹنڈنگ انجینئر

1۔ بہاولنگر سرکل	محمد اصغر محمود
2۔ ڈائریکٹر (ریونیو) / سپرنٹنڈنگ انجینئر آئی ایس آر پی سرکل لاہور	چودھری عبدالمجید
3۔ سکارپ۔ II سرکل سرگودھا	محمد انور خان
4۔ میلسی سرکل ملتان	محمد جہانگیر خان
5۔ لوئر جہلم کینال سرکل سرگودھا	سجاد حسین نسیم
6۔ ایل بی ڈی سی سرکل ساہیوال	مظفر حسین
7۔ یو سی سی سرکل لاہور	محمد اسلم محبوب
8۔ ڈرینج کنسٹرکشن سرکل لاہور	عطا محمد ملک
9۔ ڈائریکٹر ایف ڈی آر پی لاہور	چودھری محمد علی
10۔ حویلی کینال سرکل ملتان	محمد شریف خان
11۔ مشینری سرکل لاہور	سید اعجاز الحسن
12۔ سکارپ سرکل لاہور	شفقت مسعود
13۔ اپر جہلم کینال سرکل سرگودھا	شیخ محمد الیاس
14۔ سکارپ۔ III سرکل ملتان	عبدالغفار
15۔ ایل سی سی (ویسٹ) لنک سرکل فیصل آباد	عبدالحلیم چودھری
16۔ نیلی بار سرکل، ساہیوال	جعفر کبیر انصاری
17۔ ڈیرہ جات سرکل ڈیرہ غازی خان	باغ علی شاہد
18۔ مکینکل سرکل لاہور	قاضی انور علی
19۔ بہاولپور کینال سرکل	چودھری فرزند علی
20۔ لاہور ڈرینج سرکل لاہور	نعیم احمد خالد
21۔ ایل سی سی (ایسٹ) فیصل آباد	ذکاء اللہ بھٹی
22۔ ڈائریکٹر پلاننگ، پی اینڈ آر زون لاہور	چودھری محمد صدیق

23۔ فیصل آباد ڈرینج سرکل	سید اختر حسین شاہ
24۔ ڈائریکٹر سنٹرل ڈیزائن آفس لاہور	حسن صابر وڈیرا
25۔ تھل سرکل میانوالی	چودھری محمد داؤد
26۔ سکارپ IV سرکل لاہور	محمد یونس جاوید
27۔ رحیم یار خان سرکل، رحیم یار خان	حافظ گلزار احمد
28۔ ڈائریکٹر (فلڈ) ڈی اینڈ ایف زون لاہور	خواجہ علی عباس
29۔ مظفر گڑھ کینال سرکل	محمد ابراہیم
30۔ ڈائریکٹر (انڈس واٹر ٹریٹی اینڈ ریگولیشن) ڈی اینڈ ایف زون، لاہور	شیخ عبدالسمیع
31۔ پروجیکٹ ڈائریکٹر سمال ڈیمز آرگنائزیشن اسلام آباد	محمد اسلم قریشی
32۔ دیپال پور کینال سرکل لاہور	محمد وقار خان
33۔ ڈرینج سرکل، سرگودھا	شیخ نذیر احمد
34۔ پروجیکٹ سرکل ڈیرہ غازی خان	افتخار علی بھٹہ
35۔ ڈائریکٹر ہائیڈرالوجی، ڈی اینڈ ایف زون، لاہور	اورنگ زیب چیمہ
36۔ ڈائریکٹر کالاباغ، پی اینڈ آر زون،	ملک احمد خان
37۔ سینئر اکانومسٹ، پی اینڈ آر زون، لاہور	ریاض حسین چودھری
38۔ آئی ایس آر پی سرکل II ملتان	عبدالجلیل طارق
39۔ لنک سرکل لاہور	عثمان اکرم
40۔ قادر آباد بلوکی (کیو۔بی) لنک سرکل فاروق آباد	محمد سلیم چیمہ

چیف انجینئر

1۔ چیف انجینئر (پاور) لاہور	چودھری عبدالعزیز (مستقل)
2۔ چیف انجینئر (ریسرچ) لاہور	طاہر احمد ملک (عارضی)
3۔ چیف انجینئر لاہور زون، لاہور	عطا محمد ملک
4۔ چیف انجینئر ڈویلپمنٹ زون، لاہور	محمد اختر رانا (عارضی)

5۔ چیف انجینئر (کوآرڈینیشن) لاہور	چودھری محمد اشرف (عارضی)
6۔ چیف انجینئر ڈرینج اینڈ فلڈ' لاہور	سید مبشر حسین(عارضی)
7۔ چیف انجینئر فیصل آباد زون	احسان اللہ سردار (عارضی)
8۔ چیف انجینئر سرگودھا زون	ملک احمد خان (عارضی)
9۔ چیف انجینئر ملتان زون	عبدالجلیل طارق (عارضی)
10۔ چیف انجینئر بہاولپور زون	چودھری محمد شفیع(عارضی)
11۔ چیف انجینئر (پی اینڈ آر) زون	میاں یوسف علی(عارضی)
12۔ چیف انجینئر ڈیرہ غازی خان	ریاض حسین چودھری(عارضی)

فہرست "ب"

1۔ چیف انجینئر لاہور زون' لاہور	عطا محمد ملک سپرنٹنڈنگ انجینئر
ڈرینج کنسٹرکشن سرکل لاہور	
2۔ چیف انجینئر سرگودھا زون سرگودھا	ملک احمد خان ڈائریکٹر کالاباغ' پی
	اینڈ آر زون لاہور
3۔ چیف انجینئر ملتان زون ملتان	عبدالجلیل طارق سپرنٹنڈنگ انجینئر
	آئی ایس آر پی سرکل II ملتان
4۔ چیف انجینئر ڈیرہ غازی خان زون ڈیرہ	ریاض حسین چودھری سینئر اکانومسٹ
ڈیرہ غازی خان	پی اینڈ آر زون'لاہور

جناب سپیکر ، کوئی ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس محکمہ میں ۴۰ سپرنٹنڈنگ انجینئر اور ۱۲ چیف انجینئر ہیں۔ ان میں سے 11 چیف انجینئر current charge پر ہیں۔ under the rules of government of Punjab, current charge چھ ماہ کے لیے ہوتا ہے۔ اس کی توسیع چیف منسٹر صاحب کرتے ہیں۔ آیا ان افسروں میں سے کسی کی بھی توسیع ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر ، جی۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! یہ current charge پر نہیں ہیں۔ ان کو کسی نے غلط information دی ہے۔ یہ current charge پر تھے۔ ان کی current charge کی اب توسیع نہیں ہے۔ یہ current charge پر نہیں ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جو بھی عارضی چارج ہوتا ہے وہ current charge ہوتا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: وہ look after پر ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: look after نہیں جناب' current charges پر بھی ہیں۔ یہ عارضی charge ہے۔ میرا یہ ایک ضمنی سوال بتا دیں کہ کیا یہ درست ہے کہ جو سینئر ترین افسر ہوتا ہے اس کو look after کا charge دے دیا جاتا ہے۔ یہاں پر ایک آفیسر ہیں ان کا نام ریاض حسین چودھری ہے' وہ لاہور میں ایس ای ہیں اور بطور چیف انجینئر ڈی۔ جی۔ خان میں کام کر رہے ہیں اور بیک وقت سیکرٹری ٹو دی گورنمنٹ آف پنجاب اریگیشن بھی ہیں۔ کیا وہ تین عہدوں پر ذمہ داری نبھا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں تو پہلے ہی یہ جواب درست کرنا چاہتا تھا لیکن یہ جلدی میں تھے۔ ان کی information کے لیے یہ ہے کہ ان کے پاس سیکرٹری اریگیشن کا look after کا charge ہے اور ایس۔ ای کا کوئی charge نہیں ہے اور جتنے چیف انجینئرز کے پاس charge تھا وہ سوائے ایک چیف انجینئر کے ختم ہے۔ باقی سب کے ایس۔ ای کے charge ختم ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! کیا جو لوگ گریڈ ۱۹ میں ہیں اور گریڈ ۲۰ کی پوسٹ پر کام کر رہے ہیں ان کی ترقی یا سنیارٹی کا مسئلہ کب تک حل ہو جائے گا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں سنیارٹی کا مسئلہ بہت پرانا چل رہا ہے اور یہ مسئلہ طے ہو جاتا اگر لوگ کورٹ میں نہ جاتے کیونکہ یہ مسئلہ اب کورٹ میں ہے اس لیے ڈیپارٹمنٹ اس لسٹ کو notify نہیں کر سکتا اور سنیارٹی لسٹ ہم طے نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر کورٹ میں مسئلہ ہے تو کیا محکمہ نے سپریم کورٹ میں vacation of stay کی کوئی درخواست دی ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! ابھی تو یہ مسئلہ ہائی کورٹ میں ہے۔

جناب سپیکر: ہائی کورٹ کا فیصلہ ہونے کے بعد ہی آپ سپریم کورٹ میں جا سکتے ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: ہائی کورٹ نے سٹے آرڈر دیا ہوا ہے۔ ہم نے تو بڑی کوشش کی ہے کہ یہ سٹے vacate ہو جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! vacation of stay کے لیے ہائی کورٹ کے بعد سپریم کورٹ میں move کیا جا سکتا ہے۔ میں نے تو صرف یہی کہا ہے کہ کیا وہاں پر move ہوا ہے یا نہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: نہیں' ابھی نہیں ہوا۔

رانا آفتاب احمد خان: کیا محکمہ اس کو move کرنے کے لیے interest رکھتا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جی' بالکل رکھتا ہے۔

جناب سپیکر: آگے چلتے ہیں۔ شاہد ریاض ستی صاحب کا سوال ہے۔

جناب شاہد ریاض ستی: سوال نمبر ۲۲۵۰

موضع دونوئیاں میں بجلی کی فراہمی

*2250۔ جناب شاہد ریاض ستی: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) دونوئیاں تحصیل کوٹلی ضلع راولپنڈی کے دیہات کو بجلی فراہم کرنے کا کام کب شروع کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ دیہات کا بجلی کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) اگر کام مکمل ہو چکا ہے تو حکومت بجلی کے میٹر اور کنکشن کب تک مہیا کر دے گی؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری):

(الف) دونوئیاں تحصیل کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی کے دیہات کو بجلی فراہم کرنے کا کام سال 1995ء میں شروع کیا گیا۔

(ب) ہاں۔ یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ دیہات میں بجلی کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) کنسٹر کشن ڈویژن واپڈا مذکورہ دیہات کا کام آپریشن ڈویژن نمبر دو راولپنڈی کو ہینڈاوور (hand over) کرنے لگے ہیں۔ جس کے بعد میٹر اور کنکشن لگائے جائیں گے۔

جناب سپیکر : ستی صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہد ریاض ستی : جناب سپیکر! یہ سکیم ۱۹۹۵ء میں مکمل ہو گئی تھی اور یہ جو جواب ہمیں آیا ہے یہ 30-05-1996 کو آیا ہے۔

جناب سپیکر : وزیر صاحبان ذرا مہربانی کر کے کیبنٹ میٹنگ چیف منسٹر چیمبر میں کیا کریں۔ (قہقہے) جی۔

جناب شاہد ریاض ستی : جناب سپیکر! یہ سکیم جو ہے یہ ۱۹۹۵ء میں ہی مکمل ہو گئی تھی اور کنسٹر کشن ڈویژن نے حال ہی میں اس سکیم کو آپریشن ڈویژن کو منتقل کر دیا ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس علاقے کے لوگوں کو کب تک کنکشن اور میٹر مل جائیں گے؟

جناب سپیکر : جی۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی : جناب والا! ان کا آپریشن ڈویژن نمبر ۲ جو ہے جب اس کی تسلی کر کے take over کرے گا تو اس کے بعد پھر یہ میٹر اور کنکشن مل جائیں گے۔

جناب سپیکر : کوئی اندازہ ہے کہ جلدی ہو جائے گا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی : جی انشاء اللہ جلدی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر : جلدی ہو جائے گا ستی صاحب۔

جناب شاہد ریاض ستی : جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے ان کو ایک ریکوزیشن دی ہے۔ یعنی جواب جو ہے یہ پانچویں مہینے موصول ہوا تھا۔ اس کے بعد hand over ہو گئی ہے۔ تو اب میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کتنے عرصہ میں لوگوں کو میٹر اور کنکشن مل جائیں گے؟

جناب سپیکر : جی، ان کا خیال ہے کہ hand over ہو چکی ہے۔ از راہ کرم آپ ذرا پتا کروا لیجیے تاکہ لوگوں کو کنکشن اور میٹر جلدی مل جائیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی : ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر : آگے چلتے ہیں۔ چودھری شوکت داؤد صاحب کا سوال ہے۔۔۔ امتیاز صاحب آپ بھی

on his behalf نہیں کریں گے؟ چودھری شوکت داؤد کے ایماء پر ------

میاں امتیاز احمد ، سوال نمبر 2319

جناب سپیکر، کیا دوستی ہے آپ کی؟ (قہقہے) جی ۲۳۱۹۔

نہر کی صفائی کے اقدامات

*2319۔ چودھری شوکت داؤد ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جو نہر لاہور شہر میں سے گزرتی ہے اس میں مغل پورہ اور متصل آبادیوں کا گندہ پانی نہر میں ڈالا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متصل آبادیوں کے لوگ نہر میں کوڑا کرکٹ بھی ڈالتے ہیں۔

(ج) اگر جز الف اور ب کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس نہر کو صاف رکھنے کے لئے کوئی اقدام کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) ؛

(الف) یہ درست ہے کہ نہر لاہور برانچ میں پل مصطفےٰ آباد سے لے کر جلو پارک تک متصلہ آبادیوں کا گندا پانی پائپوں کے ذریعہ نہر میں ڈالا جاتا رہا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ متصل آبادیوں کے لوگ کئی ایک مقامات پر گھریلو کوڑا کرکٹ بھی نہر میں ڈالتے ہیں۔

(ج) حکومت نے نہر میں گندہ پانی اور کوڑا کرکٹ ڈالنے کا سختی سے نوٹس لیا اور چیف سیکرٹری پنجاب کے حکم سے ڈائرکٹر جنرل ایل ڈی اے اور محکمہ انہار پنجاب کے حکام نے مناسب اقدامات اٹھائے ہیں۔نہر میں گندہ پانی لانے والے تمام پائپ مورخہ 06-05-1996 کو بند کر دیے گئے ہیں اور کوڑا کرکٹ کو اس علاقہ سے آئندہ جلد اٹھانے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

میاں امتیاز احمد ، جناب سپیکر! اس میں یہ جو جواب دیا گیا ہے کہ "یہ بھی درست ہے کہ متصل آبادیوں کے لوگ کئی ایک مقامات پر گھریلو کوڑا کرکٹ بھی نہر میں ڈالتے ہیں"۔ اس سلسلے میں محکمہ کیا کر رہا ہے۔ کیا اس پر کوئی توجہ دے رہا ہے؟

جناب سپیکر: یہ بالکل درست کہہ رہے ہیں۔ آپ نے خود بھی دیکھا ہو گا کہ لاہور میں ہم سب لوگ چلتے پھرتے اس نہر کو دیکھتے ہیں جو لاہور کی خوبصورتی کا ایک بہت اعلیٰ جزو ہے۔ اب اس کو ایک طرح سے آج کل خاص طور پر جب پانی اس میں نہیں ہوتا تو واضح طور پر پتا چلتا ہے کہ اس میں کتنا گندا پانی کتنی جگہوں پر آ رہا ہے اور disposal کے استعمال میں وہ ایک آ رہی ہے اور وہ آہستہ آہستہ ایک بدرو بنتی جا رہی ہے۔ تو اس کے لیے آپ کچھ کر رہے ہیں۔

وزیر آب پاشی: جناب والا! یہ ایک بڑا trend ہے کہ لوگوں نے اب نہروں میں گند ڈالنا شروع کر دیا ہے۔ اس کے لیے جو پائپ disposal کے لیے تھے اور جو نہروں میں جا رہے تھے وہ تو اب بند کرا دیے ہیں اور ہم نے ایل۔ ڈی۔ اے سے request کی ہے کہ یہ جو گند پڑا ہوا ہے -----

جناب سپیکر: اگر آپ ویسے ہی ایک چھوٹی سی drive کے لیے نہر کے کنارے کنارے ذرا جائیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ واضح طور پر آبادیوں کا پانی پائپوں کے ذریعے سے نہر میں آ رہا ہے۔

وزیر آب پاشی: جناب والا! وہ بند کرا دیے ہیں۔

جناب سپیکر: لیکن اب بھی آ رہا ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے۔ پھر یہ بھی مسئلہ ہے کہ ان آبادیوں کا پانی کہاں جائے تو اس کے لیے with the cooperation of WASA and جو بھی دوسرے ادارے ہیں coordinated efforts ہونی چاہییں۔

وزیر آب پاشی: جناب والا! وہ تو جو city drains ہیں ان میں جانا چاہیے اور canals میں تو یہ بالکل نہیں جانا چاہیے۔

جناب سپیکر: ہاں۔ وہ مسئلہ یہی ہے نہ کہ جب تک ان کو کوئی اور source نہیں ملتا۔ تو آپ alternative sources پیدا کروایے۔ آپ دوسرے محکموں کے ساتھ co-ordinated efforts کروایے۔

وزیر آب پاشی: اس سلسلے میں تو جناب آپ ہماری زیادہ مدد کر سکیں گے۔ واسا سے ابھی drainage کے لیے فنڈز مل رہے ہیں جب ان کی drains clear ہو جائیں گی تو لوگ لامحالہ ادھر ہی ڈالیں گے بجائے نہر میں ڈالنے کے۔

جناب سپیکر: آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں اور آپ بھی ان سے اس رخ پر بات کیجیے اور میں بھی

کوشش کرتا ہوں۔

وزیر آب پاشی ، ہمارا ان سے رابطہ ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی ۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی : جناب والا! میں اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف لاہور ہی کا مسئلہ نہیں ہے یہ مسئلہ دوسرے شہروں کا بھی ہے---

جناب سپیکر ، آپ نے اپنی آنکھیں ماتھے پر کیوں رکھی ہوئی ہیں۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی ، تاکہ آپ کا چہرہ منور مجھے پورا نظر آئے۔ (قہقہہ) جناب والا! میری عینک نزدیک کی ہے ۔

وزیر قانون ، جناب والا! یہ تو ایک محاورہ ہے۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی ، جی صحیح محاورہ ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ مسئلہ صرف اور صرف لاہور ہی کا نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ تو ہر جگہ کا ہے مثلاً کامونکی اور گجرانوالا میں بھی انہار درمیان سے گزرتی ہیں تو وزیر صاحب سے میری عرض ہے کہ جتنی بھی میونسپلٹیز یا کارپوریشنز ہیں ان کا عملہ اس کے ساتھ لگایا جائے ان سے پیسے وصول کیے جائیں اور ہمارے ہاؤس کی جو کمیٹی ہے اگر وہی اس پر بیٹھ کر کام کرے تو میرا خیال ہے کہ یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے کیونکہ پوری نہریں وہاں سے بند ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر ، جی۔ بہرحال co-ordinated efforts ہونی چاہییں۔

جناب امتیاز احمد ، جناب سپیکر-----

جناب سپیکر ، امتیاز صاحب اب آخری بات ہے ۔

جناب امتیاز احمد، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ ان نہروں کا پانی جب شہروں سے گزر کر دیہاتوں میں جاتا ہے تو دیہات کے لوگ یہ پانی پیتے ہیں اور شہروں کے لوگ ان انہار میں اپنے سیوریج کا پانی اور کوڑا کرکٹ ڈالتے ہیں تو میں اس سلسلے میں چاہتا ہوں کہ -------

جناب سپیکر، شہر لاہور کے لوگ اس میں نہاتے ہیں ۔ آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ جانور ' انسان اکثر جگہوں پر نہروں کا پانی پیتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس سوال سے متعلق میرا ضمنی سوال ہے۔ اس نہر میں میں نے اکثر دیکھا ہے کہ ایل۔ ڈی۔ اے کا اپنا عملہ جب اس نہر کے ارد گرد سے گھاس کاٹتا ہے اور خاص طور پر فیروزپور روڈ جہاں پر under-pass بن رہا ہے یہاں سے لے کر نیو کیمپس تک ایل۔ ڈی۔ اے کا عملہ تمام وہ گھاس اس نہر میں ڈال دیتا ہے تو اس سلسلے میں وزیر موصوف کیا ایل۔ ڈی۔ اے کو direct کریں گے کہ اس بات کا نوٹس لیا جائے اور ان پر پابندی لگائی جائے۔

وزیر آب پاشی : جی۔ بالکل جناب۔ ان سے رابطہ کرتے ہیں ۔ اور وہ ہمیں یقین دلائیں کہ نہر کے اندر کوئی گند نہ آئے۔

جناب سپیکر : مہربانی۔ بہت اچھی بات ہے۔

وزیر آب پاشی : شکریہ۔ جناب۔

جناب سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آب پاشی : جناب والا! بقیہ سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

مواضع کھٹانہ چناب اور پنڈی نت کے کھاتہ داروں کو رقم کی ادائیگی

*2213۔ میاں عمران مسعود : کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موضع کھٹانہ چناب اور پنڈی نت تحصیل و ضلع گجرات کی کتنی زمین سیلاب کے حفاظتی اقدامات کے لئے حاصل کی گئی زمین مالکان کے نام ہر مالک سے کتنی زمین حاصل کی گئی اور انہیں کتنی رقم ادا کی گئی ہے مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) وفاقی حکومت نے صوبائی حکومت کو مذکورہ مالکان کو ادائیگی کے لئے کتنی رقم مہیا کی اور یہ رقم کس تاریخ کو موصول ہوئی اور کس تاریخ کو زمین مالکان کو ادا کی گئی اور اگر مذکورہ رقم محکمہ کے پاس موجود ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) آیا یہ رقم دونوں مواضع کھٹانہ چناب اور پنڈی نت کے لئے مختص تھی یا نہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) :

(الف) موضع نت ، 7.29 ایکڑ زمین حاصل کی گئی (58 کنال 7 مرلہ موضع کھٹانہ، 3.0 ایکڑ 7 کنال 1 زمین حاصل کی گئی (31 کنال 1 مرلہ حاصل کردہ زمین کا خسرہ نمبر اور حاصل زمین لف شدہ

کاغذات میں درج ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

موضع نت کے مالکان کے لیے -/5,06,882 روپے کی رقم ضلعی انتظامیہ کو ادا کی گئی جو کہ ان ہی کے ذریعہ تقسیم کی گی گئی۔

(ب) وفاقی حکومت لینڈ ایکوزیشن کے لیے علیحدہ رقم مختص نہیں کرتی بلکہ ادائیگی رقم برائے اراضی حکومت پاکستان کے الاٹ کردہ بجٹ سے ہوتی ہے۔ تاہم وفاقی حکومت سے موصول شدہ رقم 07-06-92 کو کلیکٹر ریونیو گجرات کو محکمہ نے ادائیگی کر دی ہے۔

(ج) موضع نت کے لیے مختص کردہ رقم کی ادائیگی کر دی گئی ہے۔ جبکہ موضع کھٹالہ کے مالکان کو عنقریب ادائیگی کر دی جائے گی۔

آب پاشی و قوت برقی کے بجٹ کی تفصیل

*2322۔ حاجی محمد افضل چن : کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 96-1995ء میں محکمہ آبپاشی و قوت برقی کا کل کتنا بجٹ تھا۔ اس میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی فنڈز کی تفصیل الگ الگ کیا تھی اور اس کی ضلع وار تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) :

96-1995ء میں محکمہ آبپاشی و برقیات کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ غیر ترقیاتی گرانٹ نمبر 9	Rs.3,88,92,13,100
2۔ ترقیاتی گرانٹ نمبر 36	Rs,3,35,50,000
3۔ ترقیاتی گرانٹ نمبر 37	Rs.36,32,50,000
4۔ غیر ترقیاتی گرانٹ نمبر 8	Rs.1,30,82,450

(الف) غیر ترقیاتی گرانٹ نمبر 9 میں محکمہ خزانہ نے 96-1995ء کے لئے مبلغ Rs 3,88,92,13,100 روپے مختص کئے تھے جن میں سے مبلغ Rs 22,60,05,9670 روپے اب تک محکمہ خزانہ کی طرف سے جاری کئے گئے ہیں ان کی زون وار تقسیم کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 96-1995ء میں آب پاشی و قوت برقی کا کل ترقیاتی بجٹ 39 کروڑ 68 لاکھ روپے تھا۔ جس میں وقتاً فوقتاً اضافی گرانٹ شامل ہوتی ہیں جس کی وجہ سے موجودہ بجٹ بڑھ کر 47 کروڑ 44 لاکھ 9 ہزار روپے ہو گیا ہے جس کی ضلع وار تقسیم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تقسیم بجٹ برائے گرانٹ نمبر 37,36 1995-96

نام ضلع	فنڈ لاکھ میں	نام ضلع	فنڈ لاکھ میں
میانوالی	241.00	چکوال	1.00

مظفر گڑھ	36.37	جھنگ	12.70
راجن پور	283 62	پاکپتن	2.00
لاہور	155 80	بہاولپور	260 63
گوجرانوالہ	2.00	قصور	39.64
سیالکوٹ	89.00	رحیم یار خان	151.00
لیہ خوشاب	36.60	سرگودھا	22.00
گجرات	107 76	وہاڑی	6.60
بہاولنگر	67.36	بھکر	5.00
اوکاڑہ	214.54	ڈی جی خان	423.82
اٹک	6 68	خانیوال	106.97
منڈی بہاؤالدین	13 00	فیصل آباد	53 70
راولپنڈی	51 00	ساہیوال	4 00
نارووال	2 00	جہلم	2 00
شیخوپورہ	40.87	پنجاب	1971.25

(وہ سکیمیں جو سارے پنجاب سے متعلق ہیں) ٹوٹل Rs 47,44,09,000

چک نمبر 63 ڈی میں بجلی کی فراہمی

*2360۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک نمبر 63/D تحصیل و ضلع پاکپتن شریف کو تاحال بجلی سپلائی نہیں کی گئی جبکہ اس کی فراہمی کے لئے بسا اوقات اس ایوان میں یقین دہانی کرائی جا چکی ہے۔

(ب) اگر جز الف کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ گاؤں کو کب تک بجلی مہیا کی جائے گی؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

اس سلسلے میں واپڈا سے موصول شدہ رپورٹ کی روشنی میں جواب حسب ذیل ہے۔

(الف) سوال نمبر 2157 کے جواب میں یہ بتایا گیا تھا کہ چک نمبر 63/ ڈی میں سامان کی فراہمی کے بعد فراہمی بجلی کا کام مکمل کر دیا جائے گا۔

(ب) اب واپڈا نے بذریعہ چٹھی نمبری 70-3469 جی۔ایم (آر۔ای)ڈی۔(ایم) /پی۔اے کیو پنجاب ڈائریکٹر (مینٹیننس) واپڈا لاہور مورخہ 23 اپریل 1996ء اطلاع دی ہے کہ مذکورہ گاؤں میں فراہمی بجلی کا کام مبلغ/5,38,974 روپے کی لاگت سے ماہ مارچ 1996ء میں مکمل کر دیا گیا ہے۔

اٹاوہ مائنر کی لائننگ

*2366- چودھری محمد اقبال ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ اٹاوہ مائنر کے کنارے بہت کمزور ہوچکے ہیں اگر ایسا ہے تو کیا محکمہ اس راجباہ کی لائننگ کروانے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

اٹاوہ مائنر ششماہی ہونے کی وجہ سے چھ ماہ بند رہتا ہے۔جس کی وجہ سے زرعی مشینری اور مویشیوں کی آمدورفت سے اس کے کنارے کمزور ہو جاتے ہیں۔پانی کی سپلائی سے قبل اس کے کناروں کی مناسب مرمت کر لی جاتی ہے۔

فنڈز کی کمی کے باعث اس راجباہ کی لائننگ کا کوئی منصوبہ محکمہ انہار کے زیر غور نہ ہے۔

اٹاوہ مائنر کی چیکنگ

*2367- چودھری محمد اقبال ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) اٹاوہ مائنر ششماہی راجباہ میں پانی چھوڑنے کی تاریخ کون سی ہے اور سال ۱۹۹۵ء میں اس میں پانی کب چھوڑا گیا تھا۔

(ب) کیا سال ۱۹۹۵ء میں اس راجباہ کو بروقت چلایا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) سال ۱۹۹۴ء اور ۱۹۹۵ء میں کس کس افسر نے کس کس تاریخ کو اس راجباہ کی ٹیل کو چیک کیا تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

(الف) اٹاوہ مائنر ایک شمشاہی نہر ہے جو کہ صرف فصل خریف کو پانی دینے کے لئے ہے اور فصل ربیع کی کٹائی کے بعد زمینداروں کی مانگ کے فوراً بعد ہی کھول دی جاتی ہے۔سال 1995ء پہلے کی طرح فصل ربیع کی کٹائی مئی کے وسط میں مکمل ہوئی۔ اس لئے آٹاوہ مائنر میں پانی 30-5-95 کو زمینداروں کی مانگ وصول ہونے پر چھوڑا گیا۔

(ب) مذکورہ نہر میں پانی زمینداروں کی ضرورت کے مطابق وقت پر چلا دیا گیا تھا۔

(ج) تفصیل چیک درج ذیل ہے۔

مہتمم صاحب گوجرانوالہ ڈویژن	ایس ڈی او گوجرانوالہ سب ڈویژن	سب انجینئر گوجرانوالہ سیکشن
15-6-94	20-6-95	17-6-94
16-6-95	21-6-95	15-6-95

18-6-95	24-6-95	20-6-95
20-6-95	4-7-95	21-6-95
		3-7-95
		23-8-95

حلقہ پی پی 239 کی بستیوں کو بجلی کی فراہمی

*2392۔ چودھری شوکت داؤد ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال ۹۳-۱۹۹۲ء میں وزیر اعلیٰ نے حلقہ پی پی ۲۳۹ تحصیل صادق آباد میں مندرجہ ذیل بستیوں کو بجلی فراہم کرنے کے احکامات جاری کئے تھے۔

1۔ چک نمبر 183 پی' چھڑ والی

2۔ اضافی آبادی چک نمبر 158 پی

3۔ بستی کرنل عمر خان اضافی آبادی چک نمبر 150 پی

4۔ بستی مدنی خان اضافی آبادی چک نمبر 150 پی

5۔ بستی طارق اسماعیل خان اضافی آبادی چک نمبر 150 پی

(الف) اگر جز الف کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) :

اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ طلب کی گئی ہے جس کی روشنی میں جواب حسب ذیل ہے۔

(الف) اس حد تک درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سوال میں نمبر شمار ایک اور تین پر دیے گئے دیہات / بستی کی منظوری سال 93-1992ء میں دی تھی۔جبکہ بقیہ تین بستیوں کے بارے میں وزیر اعلیٰ کی طرف سے کوئی منظوری موصول نہ ہوئی تھی۔

(ب) جز(الف) کے جواب میں بیان کردہ نمبر ایک اور تین فراہمی بجلی کے لئے منظور شدہ دیہات / بستی کا ابھی سروے کا کام بھی نہ ہوا تھا کہ اس وقت کی سیاسی حکومت ختم ہو گئی اور فراہمی بجلی کا کوئی مزید کام نہ ہو سکا۔اس کے بعد آنے والی حکومت کی پالیسی کے مطابق صرف ان دیہات/بستیوں پر فراہمی بجلی کا کام جاری رکھا جا سکتا تھا جہاں پہلے ہی 25 فیصد کام ہو چکا تھا۔اس لئے ان دیہات /بستی پر کوئی اور کام فراہمی بجلی ممکن نہ ہے۔اس ضمن میں یہ بتانا ضروری ہو گا کہ اب ان دیہات /بستی میں بجلی فراہم کرنے کے لئے نئے سرے سے منظوری درکار ہو گی اس کے بغیر فراہمی بجلی ممکن نہ ہے۔

صوبے میں سکارپ کے بند ٹیوب ویلوں کو چالو کرنے کے اقدامات

*2421- میاں ریاض حشمت جنجوعہ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبہ میں سکارپ کے کل کتنے ٹیوب ویل نصب ہیں جن کا پانی آب پاشی کے مقاصد کے لئے استعمال ہو رہا ہے سکارپ کے ایسے ٹیوب ویلوں کی تعداد کتنی ہے جو بند پڑے ہیں اور ایسے ٹیوب ویلوں کی تعداد کتنی ہے جن کا ڈسچارج مقررہ حد سے کم ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سکارپ کے جو ٹیوب ویل عرصہ سے بند پڑے ہیں یا جن کا ڈسچارج مقررہ حد سے کم ہے وہاں سے محکمہ بدستور آبیانہ وصول کر رہا ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت ایسی زمینوں کے آبیانہ میں رعایت دینے پر غور کر رہی ہے جہاں ٹیوب ویل بند پڑے ہیں یا ان کا ڈسچارج مقررہ حد سے کم ہے۔

(د) کیا حکومت بند ٹیوب ویلوں کو چالو کرنے اور کم ڈسچارج والے ٹیوب ویلوں کی ری بورنگ کے لئے اقدام کر رہی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف) صوبہ میں سکارپ کے تحت زیر زمین میٹھے پانی کے رقبہ جات میں کل 8048 ٹیوب ویل نصب ہیں ان میں سے 741 ٹیوب ویل بوجہ خرابی بور، کھاری پانی مستقل طور پر بند ہیں اور 1220 ٹیوب ویل (سکارپ نمبر 1 کے) ٹرانزیشن پروگرام کے تحت مستقل طور پر بند ہو چکے ہیں باقی ماندہ 6087 ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں جن کا پانی آبپاشی کے مقاصد کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ تاہم چالو حالت کے ٹیوب ویل مشینری اور بجلی میں مختلف نقائص (جیسا کہ موٹر کا جل جانا، پمپ کی خرابی، سٹارٹر میں نقص، ٹرانسفارمر کا جل جانا یا خرابی وغیرہ) میں بند ہوتے رہتے ہیں اور انہیں مرمت کرکے چلا دیا جاتا ہے یہ ایک مسلسل عمل ہے۔ ان نقائص کی وجہ سے کل 2201 ٹیوب ویل متاثرہ ہیں مختلف سکارپوں کے تحت لگائے گئے ٹیوب ویل گزشتہ 20 سے 30 سال کے عرصہ سے کام کر رہے ہیں اور پرانے ہونے کی وجہ سے تقریباً تمام ٹیوب ویلوں کا ڈسچارج مقررہ حد سے مختلف درجات میں کم ہو گیا ہے۔

(ب) سکارپ کے جو ٹیوب ویل بوجہ خرابی بور یا کھاری پانی یا دیگر وجوہ کی بناء پر مستقل طور پر بند پڑے ہیں یا مختلف نقائص کی وجہ سے دوران فصل بند رہتے ہیں ایسے ٹیوب ویلوں کے رقبہ جات پر ٹیوب ویل آبیانہ معاف کر دیا جاتا ہے اس سلسلہ میں باقاعدہ نوٹیفکیشن متعلقہ چیف انجینئرز جاری کرتے ہیں اور یہ ٹیوب ویلوں کی دوران فصل ورکنگ کے بارے میں تصدیق

کرنے کے بعد جاری کی جاتی ہے یہ امر قابل ذکر ہے کہ آبیانہ' آبپاشی کے لئے دیے گئے پانی کے حجم کی بنیاد voluntary basis پر نہیں بلکہ فصلات کی پختگی کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے نوٹیفکیشن کے جلد اجراء اور ایسے ٹیوب ویلوں کے لیے جو مستقل طور پر بند ہو چکے ہیں ان کی فصلات کی بنیاد پر نوٹیفکیشن کرنے کی بجائے مستقل طور پر ٹیوب ویل آبیانہ کی معافی کی نوٹیفکیشن جاری کرنے کے بارے میں متعلقہ چیف انجینئرز کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں تاہم نوٹیفکیشن کے اجراء میں تاخیر ہو جانے کی وجہ سے اگر ٹیوب ویل آبیانہ لگا دیا گیا ہو تو اجراء کے بعد اگلی فصلات کے آبیانہ میں چھوٹ دے دی جاتی ہے۔

(ج) جیسا کہ جزو(ب) کے جواب میں وضاحت کی گئی ہے حکومت ٹیوب ویلوں کی بندش کی وجہ سے آبیانہ میں چھوٹ دے رہی ہے۔

(د) جو ٹیوب ویل خراب بور کی وجہ سے مستقل طور پر بند ہیں حکومت کی پالیسی کے تحت ان کو از سر نو بور نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح کھاری پانی کی وجہ سے جو ٹیوب ویل مستقل طور پر بند کر دیے گئے ہیں ان کو آبپاشی کے لئے نہیں چلایا جائے گا کیونکہ ان کا پانی فصلات اور زمینوں کے لئے نقصان دہ ہے تاہم جو ٹیوب ویل مشینری اور بجلی میں مختلف نقائص کی وجہ سے بشمول ٹرانسفارمر بند ہیں حکومت دستیاب مالی وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسے ٹیوب ویلوں کو مرمت کرکے چلا رہی ہے مختلف سکارپ کے تحت لگائے گئے ٹیوب ویل گزشتہ 20 سے 30 سال کے عرصہ سے کام کررہے ہیں جبکہ ان کا مفید عرصہ کار کردگی (Useful Life Span) اوسطاً 15 سال ہے۔ ٹیوب ویل پرانے ہونے کی وجہ سے ان میں نقائص بھی زیادہ واقع ہوتے رہتے ہیں جبکہ حکومت کے مالی وسائل محدود ہیں تاہم محکمہ کی ہر ممکن کوشش ہے کہ ٹیوب ویلوں کے نقائص کو جلد از جلد درست کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ ٹیوب ویلوں کو چالو رکھا جا سکے۔

بھڈال مائنر کے لئے فیڈنگ چینل کی تعمیر

*2437۔ سید سجاد حیدر کرمانی، کیا وزیر آب پاشی وقوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تعمیر پنجاب پروگرام کے تحت نہر لوئر سہاگ برانچ تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ پر آر ڈی ایل /64180 پر بھڈال مائنر کے لئے فیڈنگ چینل کی تعمیر کی منظوری دی

گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کا 62 فیصد کام جون 1995ء تک مکمل کرنا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 96-1995ء تعمیر پنجاب پروگرام میں اس سکیم کے لئے مزید 28.79 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قلعی پیرانوالی' بھڈال اناز اور ترسانگی کے مواضعات کو مئی 1996ء تک اس لئے فیڈنگ چینل سے پانی فراہم نہیں کیا گیا۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مقررہ وقت تک کام مکمل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز مذکورہ سکیم کب تک مکمل کر دی جائے گی اور مقررہ وقت تک کام مکمل نہ کرنے والے افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)۔

(الف) یہ درست ہے کہ تعمیر فیڈنگ چینل برائے بھڈال مائنر اور اس کی توسیع کی منظوری ماہ اپریل 1995ء میں ہوئی اور اس سکیم کا تخمینہ 28.79 لاکھ روپے تھا۔

(ب) درست ہے۔ سال 95-1994ء میں اس کام کے لئے 18 لاکھ روپے مختص کئے گئے اور فوری طور پر موقع پر کام شروع کروا دیا گیا۔ لیکن زمین کے حصول میں دشواری اور عدالت کی طرف سے حکم امتناعی جاری ہونے کی وجہ سے مختص رقم میں سے صرف 14.50 لاکھ روپے کا کام جون 1995ء تک مکمل ہو سکا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ سال 96-1995ء میں اس سکیم کے لئے 28.79 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی بلکہ اس سکیم کے لئے سال 96-1995ء میں صرف ایک لاکھ روپے مختص کئے گئے اور اس رقم سے کام موقعہ پر کر دیا گیا۔ بقایا رقم کے حصول کے لئے کوشش کی گئی تاکہ کام جلد از جلد مکمل کیا جا سکے لیکن مطلوبہ رقم دوران سال 96-1995ء میں نہ مل سکی جس کی وجہ سے کام نامکمل رہا۔

(د) یہ درست ہے۔ کیونکہ سکیم کا کام بقایا فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے مکمل نہ کیا جا سکا۔ بہر حال ماہ رواں میں مجوزہ فیڈنگ چینل کے ذریعے بھڈال مائنر میں از برجی 4816 تا 13416 پانی جاری کر دیا گیا ہے۔

(ہ) کام مکمل نہ ہونے کی وجہ صرف مطلوبہ فنڈز کی عدم دستیابی ہے۔اگلے مالی سال میں اس کام کے لئے 5 لاکھ روپے مختص کر دیے گئے ہیں جبکہ کام مکمل کرنے کے لئے مزید 9 لاکھ روپے درکار ہیں۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

موگہ 1915/آر میں پانی کی کمی

772۔ حاجی مقصود احمد بٹ ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اہلیان دیہہ موضع جاگیر بندے کی' نے افسران بالا محکمہ انہار کو متعدد دفعہ درخواستیں دیں کہ ان کی زمینوں کو سیراب کرنے والا موگہ 1915/آر بچیکی مائنر تحصیل ننکانہ صاحب سے پانی کا ڈسچارج بہت کم ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موگہ بوسیدہ اور کافی ٹوٹ چکا ہے اور اس کے علاوہ یہ موگہ جہاں واقع ہے اس کے چند فٹ نیچے کی طرف پل ہے پل کی وجہ سے موگہ سے پانی کا ڈسچارج اس کی مقررہ مقدار سے کم ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موگہ سے پانی کے کم اخراج کی وجہ سے گاؤں کی آدھی سے زیادہ زرعی زمین بنجر ہوتی جا رہی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس موگہ کو ازسر نو پل کے نیچے تعمیر کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) :

(الف) درست نہ ہے۔ محکمہ ہذا میں اس امر کی بابت کوئی درخواست منجانب زمینداران زیرغور نہ ہے۔مزید یہ کہ برجی نمبر 1915/R بچیکی مائنر پر کوئی موگہ نہ ہے بلکہ موضع جاگیر بندے کی" کو موگہ نمبر بر برجی نمبر 14915/R سیراب کرتا ہے جس کا ڈسچارج مطابق منظور شدہ ڈیزائن درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ موگہ ٹوٹا ہوا نہیں ہے۔پل موگہ کے اوپر کی طرف 15 فٹ کے فاصلے پر ہے اور ڈسچارج پر پل کا کوئی اثر نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) اثبات میں نہ ہے۔ اگر متعلقہ حصہ داران موگہ موجودہ جگہ سے موگہ کی تبدیلی کے لئے درخواست دیں تو محکمہ کو نئی جگہ پر موگہ لگانے پر کوئی اعتراض نہ ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میرا یہ نہ تو پوائنٹ آف آرڈر ہے نہ question inorder ہے۔ وزیر آبپاشی کے ہاؤس میں موجود ہونے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ میں ایوان میں کچھ عرض کروں۔

جناب والا! آج قومی اخبارات میں ایک بڑی افسوس ناک خبر لگی ہے کہ "تونسہ بیراج کے قریب چار سو فٹ لمبا پل اور چھ سو فٹ ریلوے لائن / ٹریک پانی میں بہہ گئی"۔ اس سے آگے اس کی تفصیل ہے جس میں لکھا ہے کہ اتنے مواضعات زیر آب آگئے اور اتنے ہزار ایکڑ فصلات تباہ ہوگئیں۔ وغیرہ وغیرہ تو اس بارے میں وزیر آبپاشی کو کوئی اطلاع ہے؟

جناب سپیکر، اصل میں آج بحث بھی Irrigation system and Floods system پر ہے یہ بات اس میں بھی ہوسکتی ہے۔ آپ نے چونکہ اب سوال اٹھا دیا ہے اگر وہ اس کا جواب دینا چاہتے ہیں تو دیں۔

وزیر آب پاشی، جناب مجھے اس کے بارے میں اطلاع ہے۔ جو ڈی۔ جی خان نہر میں Silt Ejector لگا ہوا تھا وہاں سے کینال میں breach ہوا ہے اور سڑک بھی ٹوٹ گئی ہے۔ ہم نے وہاں پر بلڈوزر لگا دیے ہیں۔ امید ہے کہ اس کو بہت جلد بند کر کے نہر کو دوبارہ چالو کر دیں گے۔ جناب والا! اس سے سڑک بھی damage ہو چکی ہے۔ Silt Ejector کی اصل مرمت کا جو کام ہو گا سردیوں میں جب closure ہو گا وہ تب ہو سکے گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! اخبارات میں جو خبر آئی ہے وہ یہ ہے کہ 8 گھنٹے شگاف پڑ جانے کے باوجود بھی نہر کا پانی بند نہیں کیا گیا۔ تو جناب والا! اس سلسلے میں جن افسران کی غفلت ہے کیا وزیر موصوف کا ان کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر، جی، وزیر آبپاشی صاحب!

وزیر آب پاشی، جناب والا! اخبار والوں کی خبر غلط ہے کیونکہ جہاں سے breach ہوا ہے وہ تو بالکل ہی بیراج کے نزدیک ہے۔ وہ تو انہوں نے اسی وقت گیٹ بند کر دیے۔ اگر نہر آگے سے ٹوٹتی تو پانی

چلتا رہتا۔ یہ تو انہوں نے فوراً بند کر دیا۔

جناب سپیکر ، آپ مہربانی سے صحیح صورتحال کے بارے میں ایک نوٹیفکیشن کر کے پریس کو بتا دیجیے تاکہ لوگوں کو تشویش نہ ہو۔

وزیر آب پاشی ، جناب والا! جب انکوائری آفیسر موقع پر انکوائری کر کے لائیں گے تو پھر میں پریس کو بتاؤں گا۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی۔

وزیر سمال انڈسٹریز ، جناب والا! میری بھی ایک عرض ہے کہ جو مواضعات اس نہر کی وجہ سے ڈوبے ہیں اور فصلات کو نقصان ہوا ہے کیا وزیر موصوف ان کا کوئی تخمینہ وغیرہ لگوا رہے ہیں اور کیا ان لوگوں کو کوئی reltef ملے گا؟

جناب سپیکر ، عبدالرحمٰن کھر صاحب نے پوچھا ہے کہ علاقے کے لوگوں کو جو نقصان ہو رہا ہے اور ان کی فصلوں کو جو نقصان پہنچا ہے کیا اس سلسلے میں کوئی compensation یا relief حکومت دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آب پاشی ، یہ تو جناب تحقیق کے بعد پتا لگے گا۔ ویسے بھی وہاں پر Salt Ejector کے ساتھ Escape Route ہے۔ اب یہ دیکھنا پڑے گا کہ کیا پانی اس میں سے گزر گیا ہے یا واقعی لوگوں کا نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر ، اگر لوگوں کا نقصان ہوا ہے تو کیا آپ اس سلسلے میں کوئی کارروائی کریں گے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب ہم صرف آبیانے میں چھوٹ دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر ، تو مہربانی سے اس سائڈ کو بھی دیکھ لیجیے۔ اس aspect کو بھی دیکھ لیجیے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب جب مکمل رپورٹ آئے گی تو پھر۔

جناب سپیکر ، اگر علاقے کے لوگوں کو اس طرح کا کوئی genuine نقصان ہوا ہے تو اس کے لیے مناسب compensation کا انتظام کیا جائے۔

وزیر آبپاشی ، بجا ہے۔

سینیٹر ملک محمد قاسم کی وفات پر فاتحہ خوانی

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! ملک قاسم صاحب پی ۔ ڈی ۔ ایف کے اتحادی تھے وہ انتقال کر گئے ہیں تو ان کے ایصال ثواب کے لیے دعا کی جائے۔

جناب سپیکر : یہ بھی اطلاعاً عرض ہے اور سب دوستوں کو پتا چلا ہو گا کہ پانچ بجے ان کی نماز جنازہ باغ جناح میں ہے۔ تو ان کے لیے دعائے خیر کی جائے ۔

وزیر اوقاف : جناب والا! ابھی وہ دفن نہیں ہوئے۔ لہذا دعائے خیر نہیں ہو سکتی۔

آوازیں : جناب والا! جب تک وہ دفن نہیں ہو جاتے اس وقت تک دعائے خیر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ کل کر لیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! اگر شرعاً یہ مسئلہ آڑے آ رہا ہے۔

جناب سپیکر : جی۔ شرعاً ہی ہے۔ میرے لیے تو یہی شرع ہے۔ لیکن رواج یہ ہے کہ جب تک دفنا نہیں دیا جاتا تو اس وقت فاتحہ تک نہیں کہتے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : چلیے۔ وہ بات صحیح ہے۔

چودھری محمد اقبال : جناب والا! اگر کوئی تعزیتی بات کرنا چاہتے ہیں تو بیشک کر لیں ۔

جناب سپیکر : ہم اظہار ہمدردی کر سکتے ہیں۔ انشاء اللہ ہم باقاعدہ اس کا اہتمام کریں گے۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔

جناب عبد الرؤف مغل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ضلع گجرانوالہ کا ایک اہم مسئلہ ہے اور میں اسے point out کرنا چاہتا ہوں۔ آج دس دن ہو گئے گوجرانوالہ بار ایسوسی ایشن نے ڈپٹی کمشنر گجرانوالہ کی عدالت کا بائیکاٹ کر رکھا ہے اور ضلع گجرانوالہ کے لوگ وہاں سے کوئی ریلیف نہیں لے سکتے مل نہیں سکتے اور ان کا کوئی بھی کیس سماعت نہیں ہو سکتا------ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: I call the House to order.....

جناب عبد الرؤف مغل : اس سے پہلے ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن گجرانوالہ نے کمشنر گجرانوالہ کو بلا کر ان کی اور ڈپٹی کمشنر کی موجودگی میں ڈپٹی کمشنر کی رشوت ستانی اور بدعنوانیوں کے بارے میں بڑے واشگاف الفاظ میں شکایت کر چکے ہیں اور وہ شکایت وزیر اعلیٰ اور گورنر پنجاب کو بھی بھجوا چکے

ہیں لیکن حکومت پنجاب پر جوں تک نہیں رینگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ گوجرانوالہ میں تین سال سے بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ سے ایک انتہائی راشی شخص کو متعین کیا گیا ہے ------

جناب سپیکر ، نہیں۔ نہیں۔ اس طرح نہیں۔

جناب عبد الرؤف مغل ، لہٰذا اس پر فوری طور پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ اس طرح نہیں۔ آپ باقاعدہ اس کی تحریک التوائے کار لے آئیے اور سیکرٹریٹ میں دے دیجیے۔ اب آگے چلتے ہیں۔

وزیر اوقاف ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ ڈپٹی کمشنر کے خلاف کرپشن یا بائیکاٹ کا کہتے ہیں۔ جناب والا! نہایت افسوس کی بات ہے کہ وہ اڑھائی سال تک وہاں پر رہا ہے اور اگر وہ کوئی کرپشن کرتا رہا ہے کیا کسی فرد واحد نے اس پر کوئی کیس، کوئی raid کروایا ہے تو اس سے پہلے الزام ثابت کرنا چاہیے۔ جناب والا! یہی ہم سب کی بڑی بدبختی ہے کہ ہم الزام تو زبانی لگا سکتے ہیں لیکن عملاً ہم کچھ نہیں کرتے۔ اگر وہ کرپٹ ہے تو سارے گجرانوالہ ضلع میں کوئی نہ کوئی ایکشن لیا جاتا۔ ہم سیاسی لوگ صرف الزام لگا دیتے ہیں اس کے بعد ہم پھر ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں اس طرح سے ہم خود بےعزت ہو جاتے ہیں۔ اس لیے میں فاضل ممبر سے کہوں گا کہ مہربانی کر کے اس کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت مہیا کیا جائے تاکہ حکومت بھی اس کے خلاف کوئی ایکشن لے اور ہمارا بھی وقار بلند ہو۔

جناب سپیکر ، آپ کی بات ٹھیک ہے۔

جناب عبد الرؤف مغل ، جناب والا! گجرانوالہ بار ایسوسی ایشن کے جو President ہیں وہ نہ تو مسلم لیگ کے ہیں اور نہ ہی پیپلز پارٹی کے ہیں۔ انہوں نے دونوں کو ہرایا ہے۔ وہ ایک غیر جانبدار شخص ہے اور وہ وہاں پر دوسری بار President منتخب ہوئے ہیں۔ انہوں نے یہ بات اٹھائی ہے اور وہ صحیح بات ہے۔

جناب سپیکر ، دیکھیے۔ ہم ان کی بات یہاں نہیں سن سکتے۔ آپ کی بات سن سکتے ہیں۔ تو آپ کو اگر کوئی اعتراض ہے تو آپ باقاعدہ تحریک التوائے کار لائیے اور اس میں کوئی ثبوت دیجیے۔

جناب عبد الرؤف مغل ، شکریہ۔ جناب۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر ، سینٹر محمد اسلم اور جناب امتیاز احمد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۴۷ ہے جو 18 تاریخ تک کے لیے pend کی گئی تھی۔

حاجی عرفان احمد خان ڈاہا ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! چیمہ صاحب کہہ رہے تھے کہ تحریری طور پر کوئی ثبوت لائیں۔ کیا ڈپٹی کمشنر کے خلاف کوئی raid کروایا گیا ہے۔ آج کی اخبار میں آپ نے پڑھا ہو گا کہ مشیر خاص اسلم کھچی صاحب نے گورنمنٹ کی کرپشن کے خلاف صدر اور چیف آف سٹاف کو ایک بیان دیا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کیا تحریر دی جائے۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ اس میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ انہوں نے تو صرف بیان ہی دیا ہے ناں۔

جی سینٹر محمد اسلم ، جناب امتیاز احمد صاحب، آپ کی تحریک استحقاق نمبر ۴۷ زیر غور ہے۔ وزیر قانون صاحب! آپ نے till 18th اسے pend کروایا تھا اور یہ پڑھ دی گئی تھی۔

پی۔ڈی واپڈا رحیم یار خان کا اراکین اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ

(-------جاری)

وزیر قانون ، جناب والا! پراجیکٹ ڈائریکٹر کو ادھر بلایا تھا اور سینٹر صاحب اور جناب امتیاز صاحب کے سامنے اس سے بات ہوئی پھر میں نے اس سے جواب لیا تو اس نے مجھے جو تحریری جواب دیا ہے وہ ایک معذرت ہی ہے۔ اس میں اس نے لکھا ہے ۔ " یہ حقیقت ہے کہ میاں امتیاز صاحب ایم۔ پی ۔ اے حلقہ ۲۳۷ پی پی نے مجھ سے فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ مجھے افسوس ہے کہ اگر ان کو میری وجہ سے کوئی تکلیف ہوئی ہے تو میں اس کے لیے معذرت چاہتا ہوں۔ میں نے میاں امتیاز صاحب سے ٹیلی فون پر آج رابطہ کیا تھا اور مزید رابطہ کروں گا جو کچھ بھی ہوا یہ غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اس سلسلے میں جناب میاں صاحب کو تکلیف ہوئی اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں تو جناب یہ انہوں نے معذرت کی ہے"۔

جناب سپیکر ، تو کیا آپ فراخدلی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

جناب امتیاز احمد ، نہیں، جناب سپیکر! میں اس کو معاف نہیں کرنا چاہتا کیونکہ وہ بڑا جھوٹا آدمی ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ ہماری یہ تحریک استحقاق استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے اور اس میں

ہمارا فیصلہ ہو ------

جناب سپیکر ، آپ اسے وہاں معاف کریں گے۔

جناب امتیاز احمد ، جناب وہ وہاں ہمارے مسئلے حل کریں جن مسئلوں کے سلسلے میں میں آیا ہوں پھر اس کے بعد دیکھیں گے۔

جناب سپیکر ، وہاں بھی آپ یہی کرتے ہیں۔ آپ وہاں بھی معاف کر دیتے ہیں۔

جناب امتیاز احمد ، جناب میں اسے معاف نہیں کروں گا۔ جس سلسلے میں اس نے ہمارے آدمیوں کے سامنے ہمارا استحقاق مجروح کیا ہے-----

جناب سپیکر ، اس شرط پر معاف کریں گے۔

جناب امتیاز احمد ، اس کے بعد دیکھیں گے۔ جناب۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ اگر کمیٹی میں جانے کے بغیر ہی آپ کا وہ کام کر دے اور آپ اسے معاف کر دیں تو بہتر ہے۔

جناب امتیاز احمد ، جناب آپ اسے کمیٹی کے سپرد کریں۔ یہ بہت جھوٹا آدمی ہے اس نے سب کو بہت تنگ کیا ہوا ہے۔

وزیر قانون ، جناب والا! بات یہ نہیں ہے کہ اگر کسی کا کوئی کام نہیں ہوا تو وہ تحریک استحقاق تو نہیں بنتی۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔ وہ نہیں بنتی۔

وزیر قانون ، اور میں technically نہیں کہہ رہا کہ فون پر بات ہوئی ہے پھر یہ لمبی بحث چھڑ جائے گی۔ اس نے معذرت کی ہے اگر وہ نہیں مانتے تو آپ جو حکم فرمائیں گے ہم مان لیں گے۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے جی۔ آپ نہیں مانتے!

جناب امتیاز احمد ، جناب میں نہیں مانتا۔

جناب سپیکر ، دیکھتے ہیں کہ آپ کتنے دن نہیں مانتے۔ میں اس تحریک کو in order قرار دیتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور ایک مہینے کے اندر اس کی رپورٹ آنی چاہیے۔

جناب امتیاز احمد ، شکریہ۔ جناب سپیکر!

رانا محمد اقبال خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! تحریک استحقاق کا منظور کیا جانا اور اس کے بعد اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جانا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کے ممبران کے لیے ایک بہت بہتر قدم ہے۔ لیکن آج کل اس کا جو تاثر دیا جا رہا ہے اور خصوصی طور پر چیئر کی طرف سے کہ اگر اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو پھر کیا ہو گا ۔ جناب سپیکر! یہ بات بھلی نہیں لگتی کیونکہ اسمبلی کے فورم پر ہمارے پاس صرف یہی ایک ہتھیار ہے جسے ہم استحقاق کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور پھر یہ نہیں کہ ہم کسی کو یہاں بدنام کرنے کے لیے یا کسی کے ساتھ زیادتی کرنے کے لیے یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ بلکہ ہم تو اس کو اس بات کا احساس دلانا چاہتے ہیں کہ آپ نے ہمارے معزز ممبر کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اس کے بعد آپ کا یہ فرما دینا کہ اس پر کچھ نہیں ہوتا جناب اس پر بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ آپ شاید اس وقت نہیں تھے یا شاید آپ تھے۔ ایک سب۔ انسپکٹر کے متعلق اسمبلی میں ایک تحریک استحقاق پیش ہوئی تھی جس پر اس کو سزا دی گئی تھی تو جناب سپیکر! یہ کہہ دینا مناسب نہیں لگتا۔ آپ اس پر تھوڑا سا اجتناب کیا کیجیے۔ اس کو اگر آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد فرماتے ہیں تو یہ آپ کی نوازش ہوتی ہے لیکن اگر اس کے متعلق آپ کی طرف سے comments آ جائیں کہ اس کا کیا ہو گا یہ اچھی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں بتاتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ ایک وسیع اور گہرے تجربے کا بڑی حد تک نچوڑ ہوتا ہے آپ اتنی خواہش سے ایک تحریک منظور کرواتے ہیں اور وہی آدمی جب وہاں آ کر آپ کے سامنے اپنے ہاتھ جوڑتا ہے تو آپ اسے معاف کر دیتے ہیں۔ میں تو آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ واقعی اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو پھر وہاں بھی تھوڑا دم دکھایا کریں جیسے ہی وہ وہاں آپ کو ایک salute کرتا ہے تو آپ اسے معاف کر دیتے ہیں ۔ اگر آپ نے معاف ہی کرنا ہے تو آپ یہاں ہی معاف کر دیں۔ گورنمنٹ کا ' اسمبلی کا وقت آپ کیوں ضائع کرتے ہیں سوائے اس کے کہ وہ دس پھیرے ڈالے گا وہ آئے گا اور وہ جائے گا اور وہ اپنے آٹھ دس آدمی لائے گا' حکومت کا پٹرول جلے گا' پیسے خرچ ہوں گے۔ آپ کا وقت خرچ ہو گا ultimately اگر آپ نے یہی کرنا ہے کہ اس کی تہہ میں نہیں جانا اور آپ نے راضی ہو کر کہہ دینا ہے کہ " جی چھڈو مٹی پاؤ " تو پھر ابھی مٹی ڈال دیں میں تو آپ کو پکا کر رہا ہوں کہ تحریک استحقاق تب لایا کریں جب آپ نے خود بھی اس پر stand لینا ہو اول تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ممبروں کو تحریک استحقاق نہیں لانی

چاہیے۔ "میں گیا جی تھانیدار کے پاس تھانیدار نے مجھے بھی گالیاں دیں۔ میرے آباؤ اجداد اور آپ کو بھی' سارے ہاؤس کو بھی" ۔ اب اس میں ممبر کی کتنی عزت ہے کہ جب وہ یہ بتاتا ہے کہ علاقے کا تھانیدار ان کے ساتھ یہ سلوک کرتا ہے۔ سوچ سمجھ کر تحریک استحقاق لانی چاہیے اور اگر آپ لاتے ہیں تو پھر آپ کو اس پر stand لینا چاہیے۔ میں آپ کو یہ کہہ رہا ہوں۔ میں کب کہہ رہا ہوں کہ آپ اس کی اہمیت نہ سمجھیں۔ میں تو آپ کو اس کی اہمیت بتا رہا ہوں۔ آگے چلیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : جی آفریدی صاحب ! فرمائیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی . جناب والا ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رانا اقبال صاحب نے فرمایا کہ بقول چیئر تحریک استحقاق پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ تحریک استحقاق کے بغیر بھی اگر کسی ممبر کا استحقاق مجروح ہو یا نہ ہو لیکن اثر ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً آج کے اخبار میں ایک خبر چھپی ہے کہ ایک ایم این اے کے صاحبزادے جعلی نمبر پلیٹ والی گاڑی چلا رہے تھے۔ ان کو پولیس نے ایک ناکے پر روکا اور جب ناکے پر روکنے کے بعد ان کی فیملی کو اتار کر ڈرائیور سمیت تھانے لے گئے تو اس بات کا اتنا اثر ہوا کہ وزیراعلیٰ صاحب خود فوراً تھانے پہنچ گئے کیونکہ وہ حکومت کا ایک ایم این اے تھا اور اس کے دو بھائی یہاں اس ہاؤس میں ایم پی اے ہیں۔ تین دونوں کا مسئلہ تھا اس لیے وزیر اعلیٰ ان کے استحقاق کے تحفظ کے لیے خود تھانے گئے اور تھانے دار کو معطل کیا۔ یہ کیسے کہتے ہیں کہ استحقاق کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ لیکن جب میرے جیسے لاوارث ایم پی اے کے بھائی پر تشدد ہو تو پھر استحقاق کا خیال نہیں رکھا جاتا ۔ ہم لوگوں میں یہ دوغلی پالیسی ہے اور اس بات کا آپ کو بھی کچھ خیال رکھنا چاہیے۔ میں نے آپ کی خدمت میں ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی ------

جناب سپیکر : کیا میں خیال نہیں کرتا؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جی ہاں' جناب آپ نے میری تحریک استحقاق kill کر دی تھی۔ میرے بھائی کا مسئلہ Amnesty International میں اٹھایا گیا ' پوری دنیا نے وہ تصاویر چھاپیں لیکن افسوس کہ جس ہاؤس کا میں ممبر تھا اس ہاؤس کے سپیکر صاحب یا وزیراعلیٰ صاحب نے مجھ سے پوچھنا تک گوارا نہیں کیا بلکہ الٹا میرا مذاق اڑایا گیا تو جناب استحقاق ضرور ہے لیکن اقتدار والوں کا استحقاق ہے کیونکہ آج کل ان کے ووٹوں کی ضرورت ہے ' چونکہ وزیر اعلیٰ کے اقتدار کا سنگھاسن ان کے بل بوتے پر

چل رہا ہے۔ ہم لوگ چونکہ اقتدار کے مخالف ہیں اس لیے ہمارا استحقاق نہیں ہے۔

جناب سپیکر : تشریف رکھیے۔ راجہ جاوید اخلاص صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب سپیکر! تحریک استحقاق کے حوالے سے آپ نے جو اپنے خیالات کا اظہار فرمایا میں سو فی صد بلکہ ایک سو ایک فی صد آپ کے ساتھ اتفاق کروں گا اور میری یہ گزارش بھی ہو گی کہ اس ہاؤس کو اور اس ہاؤس کے ذریعے سے پنجاب کے سات کروڑ عوام کو یہ بتایا جائے کہ ایک سال کے اندر تحاریک استحقاق پر اس پنجاب کے غریب عوام کا کتنا پیسہ خرچ ہوا ہے؟ جناب سپیکر! میرے دوست چاہے ناراض ہوں یا خوش ہوں لیکن میرا مؤقف یہ ہے کہ ایک ایک تحریک استحقاق پر اس قوم کے لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ دس بارہ ممبران آتے ہیں، سرکاری اہلکار آتے ہیں پھر پانچ پانچ، سات سات میٹنگز ہوتی ہیں اور ایک ایک میٹنگ پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں اور اس طرح ایک تحریک استحقاق اس قوم کو 25/20 لاکھ روپے میں پڑنے کے بعد اس کا جواب ایک فقرے میں ہوتا ہے کہ محرک نے اس کو معاف کر دیا۔ جناب سپیکر، یہ کہاں کا انصاف ہے؟

جناب سپیکر : میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے یہ بات کی ہے۔ میری بات اگر سمجھ میں نہیں بھی آئی تو اب شاید کچھ دوستوں کو سمجھ آ جائے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب سپیکر! میرا شروع سے یہی مؤقف رہا ہے کہ یا تو اس استحقاق کمیٹی کو اتنا با اختیار بنا دیا جائے کہ اگر وہ وہاں اس ملازم کو ملازمت سے برخاست کرنا چاہے، اس کو عہدے سے معطل کرنا چاہے یا جو بھی سزا دینا چاہے اسے اس کا اختیار ہو۔ وہاں صرف یہ اختیار ہے کہ وہ اس محکمے کے اعلیٰ حکام کو recommend کریں گے کہ اس کو ذرا دیکھیں، اس کے ذرا کان کھینچیں اور اس کے بعد نتیجہ کچھ نہیں۔ جناب والا! آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں، اس اسمبلی کا تمام بجٹ آپ کے ذریعے سے خرچ ہوتا ہے۔ آپ اس ہاؤس کو بتائیں کہ 1993ء سے لے کر آج تک موجودہ اسمبلی میں تحاریک استحقاق پر کتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جان کر ہمارے دوستوں کی آنکھیں کھل جائیں گی کہ کروڑ ہا روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن نتیجہ کیا ہے؟ وہی آپ والی

بات کہ تھانیدار نے معافی مانگ لی ' پٹواری نے معافی مانگ لی ' ایس ایس پی نے معذرت کر لی ۔ یہ کیا بات ہوئی ؟ اس لیے میں اس حوالے سے گزارش کروں گا کہ یا تو آج کے بعد ہمارے تمام دوست اس بات کا عہد کریں کہ وہ ملازم جو ان کے ساتھ زیادتی کرے اسے وہ معاف نہیں کریں گے یا پھر اس استحقاق کمیٹی کو اتنا با اختیار بنا دیں کہ وہ اسے خود سزا دے سکے ۔

میاں فضل حق : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے لیکن اب اس مسئلے پر آپ کے بعد مزید بات نہیں ہو گی ۔ آپ کی بات آخری بات ہو گی ۔

میاں فضل حق : جناب والا ! میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں اور میں نے ماضی میں بھی اس مسئلے پر آپ سے گزارش کی تھی کہ ایک تو خاص طور پر extension کے متعلق عرض ہے کہ یہ نہ دی جائے اور دوسرا ہماری استحقاق کمیٹی میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ جو آفیسرز اس میں appear ہوتے ہیں ان میں بعض کا رویہ ایسا ہوتا ہے ' وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ وہاں بھی اپنے ہی دفتر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم لوگ جب ان سے بات کرتے ہیں ' جو تحریک استحقاق آئی ہوتی ہے جب اس پر بات ہوتی ہے تو ایک یا دو میٹنگز کے بعد ہمارے ممبران یہی کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے ہم نے ان کی کھچائی کرنی تھی جو کر لی اور بات ختم ہو گئی۔ خاکوانی صاحب نے expenses کی بات کی ہے۔ لازمی طور پر خرچہ تو آتا ہے لیکن جو کمیٹی کی powers ہیں ان کو ہمیں دیکھنا ہے کہ اگر ایک تھانیدار ' ایس ایس پی ' ڈی سی یا کمشنر جس کے خلاف وہ رپورٹ ہے اور وہ prove ہو جاتا ہے تو یہ کمیٹی اتنی با اختیار ہونی چاہیے کہ وہ ہاؤس کو جو recommend کرے اس پر پھر عمل ہو۔ یہ کہہ دینا کہ معافی ہو جاتی ہے یہ تو ہو گا کیونکہ pressuretactics دونوں اطراف سے ہوتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے اور اپوزیشن کے اپنے ممبرز ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ یار اب جانے دو۔ جناب والا مجھ پر کئی دفعہ pressure آتا ہے کہ میاں صاحب ! آپ اس بات کو چھوڑیں ' آپ کیوں بال کی کھال نکالتے ہیں ' جانے دیں۔ so I personally feel کہ اب واقعی اس بات کو ختم ہونا چاہیے اور ہماری کمیٹی کو اتنا با اختیار ہونا چاہیے اور amendment آنی چاہیے جس کے تحت کمیٹی اپنے فیصلے پر ایکشن لے سکے should be able to take action and that must be implimented شکریہ۔

سید ظفر علی شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : میں نے کہا تھا کہ میں فضل حق صاحب کی اس پر یہ آخری بات ہو گی۔ اس لیے آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔ راجہ جاوید اخلاص صاحب کی تحریک استحقاق ہے وہ اسے پیش کریں۔

رکن اسمبلی کی سفارش کردہ ڈرینج سکیم کی رقم کی دوسرے دیہات میں منتقلی

راجہ محمد جاوید اخلاص : جناب سپیکر ! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں منظور شدہ ڈرینج سکیم موضع سید کی رقم غلط طور پر دوسرے دیہات کو منتقل کر دی گئی اور اصل موضع کا کام روک دیا گیا۔ جس پر میں نے SE پبلک ہیلتھ اور XEN پبلک ہیلتھ سے احتجاج کیا کہ میری سفارش شدہ سکیم اور ADP کی سکیم کو کس طرح آپ نظر انداز کر سکتے ہیں تو ان کا جواب تھا کہ ہماری نظر میں آپ کی کوئی حیثیت نہیں اور ہمارے لیے حکومتی پارٹی کا ایک عام رکن قابل احترام ہے اور ہم نے اس کی بات ماننی ہے اور اس سکیم کے بارے میں آپ ہم سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتے۔ ان کے اس جواب سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس بات کی تحقیق کی جائے کہ ایک خاص سکیم کا پیسہ بغیر کسی منظوری کے کس طرح ناجائز خرچ کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر ! میں اس پر short statement دوں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہاں تحریک استحقاق کے حوالے ہمارے دوستوں نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں تو میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں چوتھی مرتبہ اس ایوان کا ممبر منتخب ہو کر آیا ہوں اور چار مرتبہ منتخب ہونے کے باوجود آج یہ میری پہلی تحریک استحقاق ہے جو کہ میں اس ایوان میں پیش کر رہا ہوں۔ مجھے واقعی اس بات پر بڑی تشویش اور دکھ ہوا اس لیے کہ ہمارے جو عام تعمیراتی پروگرام ہوتے ہیں ان میں چھوٹے لیول پر ' ADLG لیول پر ' ڈی سی یا کمشنر لیول پر تھوڑا بہت رد و بدل تو ہو جاتا ہے لیکن اس طریقے سے نہیں۔ جناب والا ! گزشتہ دو تین سالوں سے صوبائی اسمبلی کے اپوزیشن کے ارکان کو ترقیاتی فنڈز میں کوئی حصہ نہیں دیا گیا اور اگر غلطی سے ایک ڈرینج سکیم آپ نے ایک اپوزیشن کے ممبر سے لی ہے اور وہ سکیم باقاعدہ آپ کے تعمیر پنجاب پروگرام میں by name print ہوئی ہے۔ اس سکیم پر کام شروع کیا گیا اور کام شروع ہونے کے بعد وہاں کے کسی لوکل آدمی کے

کہنے پر ملی بھگت سے اس میں ردوبدل کیا گیا یعنی اس میں پیپلز پارٹی کے کوئی اہم رکن یا آدمی شامل نہیں ' نہ ہی اس پورے علاقے میں پیپلز پارٹی کا کوئی اتنا اہم آدمی ہے جو اس میں مداخلت کر سکتا ہو بلکہ چھوٹے لیول پر SE XEN اور ٹھیکے داروں کی ملی بھگت سے انھوں نے یہ پیسہ دوسرے دیہات کو منتقل کرنا شروع کر دیا۔ میں نے تحریری طور پر بھی ان سے احتجاج کیا کہ یہ آپ نہیں کر سکتے ' یہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کی سکیم ہے یا تو اس بارے میں کسی وزیر ' سینئر وزیر یا وزیر اعلیٰ کی کوئی منظوری ہو کہ انھوں نے یہ سکیم drop کر کے یہ پیسہ کہیں اور منتقل کیا ہے تب تو کوئی بات بنتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ چھوٹے level پر XEN اور SE level پر اختیارات کا انتہائی ناجائز استعمال ہے اور انھوں نے صرف مجھے let down کرنے کے لیے یہ ردو بدل کیا ہے۔ پھر میں نے ان کو بڑے با عزت طریقے سے مخاطب کر کے کہا تو انھوں نے انھی الفاظ سے مجھے مخاطب کیا جو میں نے اپنی تحریک میں درج کیے جس سے میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونی چاہیے اور بالخصوص اس لیے کہ جو سالانہ ترقیاتی پروگرام ہے جو مختص شدہ رقوم ہیں آیا ان محکموں کو اتنا اختیار ہے کہ یہ پورے ہاؤس کی کارروائی اور پورے پنجاب کے بجٹ کو اس انداز سے تبدیل کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے بھی اس تحریک کی اہمیت ہے اور اس بات کی تحقیق ہونی چاہیے کہ انھوں نے کس وجہ سے اس سکیم میں ردو بدل کیا ہے۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں گے۔

جناب سپیکر : آپ کہہ رہے ہیں کہ موضع سید کی جو ذریع سکیم تھی یہ ADP میں منظور ہوئی تھی؟

راجہ محمد جاوید اخلاص : جی' جناب والا! ADP میں منظور ہوئی تھی اور اس وقت بھی منظور ہے۔

جناب سپیکر : اور آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ وہاں نہیں بن رہی اور اس کی جگہ اسے کسی اور جگہ منتقل کر دیا گیا ہے؟

راجہ محمد جاوید اخلاص : تھوڑی تھوڑی رقم مختلف دیہاتوں میں بانٹ دی گئی ہے۔ علاقے کے لوگ سینکڑوں کی تعداد میں ہر ہفتے میرے پاس آ جاتے ہیں کہ آپ نے ہم سے یہ وعدہ کیا تھا لیکن محکمے والے یہ کر رہے ہیں۔ لیکن محکمے والے کوئی بات سننے کو تیار بھی نہیں۔

جناب سپیکر : راجہ صاحب! یہ مسئلہ اپنی جگہ تو استحقاق کا نہیں بنتا لیکن اگر انھوں نے آپ کے ساتھ کوئی بدتمیزی کی ہے یا کوئی اور صورت ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ ان سے اچھی طرح پیش آئے

کیا خدانخواستہ انھوں نے آپ سے کوئی بد تمیزی کی یا کوئی ایسی بات کی؟

راجہ محمد جاوید اخلاص ، بالکل جناب سپیکر ! ٹیلی فون پر بھی اور ذاتی طور پر بلکہ پھر انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے دفتر بھی نہ آیا کریں کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ اپوزیشن والے ہمارے دفتروں کے چکر لگائیں کیونکہ ہم نے اپوزیشن کا کوئی کام نہیں کرنا بالکل انھوں نے انھی الفاظ سے مجھے نوازا جس وجہ سے میں یہ تحریک لایا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے انتہائی زیادتی کی ہے ایک تو سکیم تبدیل کی اور پھر میں نے ایک جائز بات کے لیے ان سے بات کی لیکن انھوں نے وہ بھی ماننے سے انکار کر دیا۔

جناب سپیکر ، جی' لاء منسٹر صاحب سے گزارش کرتے ہیں۔

جناب محمد بشارت راجہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، جی' راجہ بشارت صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔ راجہ صاحب کی مدد کے لیے راجہ صاحب آ گئے ہیں۔

جناب محمد بشارت راجہ ، جناب' Thank you very much جناب سپیکر! میں صرف ۔۔۔

جناب سپیکر ، راجہ کو راجہ ملے کر کر لمبے ہاتھ۔

جناب محمد بشارت راجہ ، شکریہ سر. جناب سپیکر! میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح جناب نے ابھی یہ observation دی ہے کہ یہ استحقاق کا مسئلہ نہیں بنتا چونکہ ایک سکیم تبدیل ہوئی ہے۔ میری صرف اتنی گزارش تھی کہ یہ نہ صرف راجہ صاحب کے استحقاق کا مسئلہ بنتا ہے بلکہ پورے ایوان کے استحقاق کا مسئلہ بنتا ہے ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر ، ہاں یہ ایک اور بات ہے ۔

جناب محمد بشارت راجہ ، وہ اس حوالے سے استحقاق کا مسئلہ بنتا ہے کہ ایک سکیم جو ADP میں reflect ہو گئی ہے ADP کی اس ہاؤس نے منظوری دی اور اس کے بعد without any other approval of the competent authority چاہے وزیر اعلیٰ ہوں چاہے متعلقہ وزیر ہوں چاہے سینئر وزیر ہوں یا متعلقہ کسی بھی محکمے کی prior approval کے بغیر اس سکیم کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا اس لیے یہ نہ صرف ان کے استحقاق کا مسئلہ ہے بلکہ یہ پورے ہاؤس کے استحقاق کا مسئلہ ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میں نے در اصل اپنی طرف سے خود یہ point raise کر

کے حکومت کو یہی جتانا چاہا ہے کہ یہ بہت بڑی violation ہے کہ پورا ہاؤس ADP کو منظور کرتا ہے اور اس کے منظور کیے ہوئے بجٹ کو آپ ایک محکمے میں کسی ایک بندے کے کہنے سے بدل دیں یہ اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے آپ کی یہ بات بجا ہے۔ لیکن personal سطح پر جو بات ہے اس بارے میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر قانون ، جناب والا ! جو آپ کی observation ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں لیکن یہ تحریک استحقاق آج ہی موصول ہوئی ہے اس میں دو پہلو ہیں ایک تو یہ ہے کہ ایک سکیم شروع نہیں کی گئی ابھی سال چل رہا ہے۔ میرے اپنے حلقے میں منظور شدہ سکیمیں ابھی تک شروع نہیں ہوئیں۔ یہ ایک administrative مسئلہ ہے اس سے متعلق متعلقہ محکمے سے یا متعلقہ وزیر صاحب سے لکھ کر یا بات کرنے کی ضرورت ہے ۔ جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے اس میں یہ اتنی بنتی ہے کہ جناب راجہ صاحب نے SDO.XEN یا چیف انجینئر سے رابطہ کیا اور انھوں نے ان کے ساتھ ناروا رویہ اختیار کیا اور ان کا صحیح احترام نہیں کیا وہ الگ بات ہے اس کا جواب تو میرے پاس نہیں آیا لیکن یہاں تک یہ question of fact ہے جو کہ کمیٹی دیکھتی ہے لیکن جہاں تک یہ کہ ابھی سکیم شروع نہیں ہوئی اس حد تک یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اور اگر یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس جانی بھی ہو تو صرف اس نکتے پر جواب آجائے تو جا سکتی ہے کہ اس کا رویہ جناب راجہ صاحب کے ساتھ صحیح نہیں تھا۔

جناب سپیکر ، کیا آپ اس سلسلے میں مزید پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں ؟

وزیر قانون ، جناب والا ! یہ ایک natural law بھی ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ پوچھ لیجیے۔ کیونکہ ہمارے پاس وقت ہے ہم ایک آدھ دن کے لیے pend کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون ، جی pend کر لیں کیونکہ یہ آج ہی مجھے ملی ہے ۔

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! میں جناب کی اجازت سے اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ استحقاقات پر بات ہو رہی ہے اور محترم خاکوانی صاحب نے بھی بڑی بات کی ہے جناب نے بھی کی

ہے۔ privilege کا جو لاء ہے کہ کسی ممبر کو یا ہاؤس کو وہ privileges جو Constitution نے دیے ہیں جو قانون نے دیے ہیں جو رولز نے دیے ہیں ان میں سے کسی کی بھی violation ہوتی ہے تو اس میں یہ ہاؤس جناب کی consent سے اس کا cognizance لے سکتا ہے۔ خاکوانی صاحب کی بات میں بڑا وزن تھا اس میں کچھ ممبران بشمول میرے میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا اور کچھ آپ بھی اور یہ ایوان بھی محبت میں بہت بڑھ جاتا ہے۔ بہت سی تحاریک استحقاق دراصل privileges نہیں بنتیں لیکن ہم ان کو منظور کر لیتے ہیں جس پر خاکوانی صاحب کی بات بالکل درست ہے کہ اس کو misuse of power کہتے ہیں یعنی ہاؤس کی جو powers ہیں ہم انھیں محض کسی ایک یا دوسرے دھڑے کی محبت میں misuse کرتے ہیں اور بیشتر دفعہ ایسا ہوا کہ جو privilege بنتا ہے لیکن ہاؤس اس کو درگزر کر دیتا ہے اس کا notice نہیں لیتا یا لاء منسٹر صاحب اس کے آڑے کوئی technicality لے آتے ہیں کہ جناب یہ تو بنتا ہی نہیں۔

جناب سپیکر! 1993ء سے یہ اسمبلی آئی ہے میں نے تین چار تحاریک استحقاق دی ہیں جن میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس کا میری ذات سے تعلق ہو۔ ایک ریلوے کے بارے میں تھی جس میں وہ پچھلے 10 سال سے 75 روپے کے حساب سے لوٹ رہے تھے 28 روپے معاف کرائے اس سے جو ہمارا privilege up grade ہوا ہے وہ الگ بات ہے لیکن جو عام لوگوں کو فائدہ ہوا وہ ایک اور الگ بات ہے ٹیلی ویژن کے بارے میں میری تحریک تھی اس میں اب جناب نے محسوس کیا کہ اس میں ہاؤس involve تھا جناب کی ذات involve تھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب ریڈیو اور ٹیلی ویژن چاروں اسمبلیوں کو مناسب کوریج دے رہے ہیں یعنی یہ ایک contribution ہے۔ اسی طرح جیل کے بارے میں تحریک استحقاق تھی تو اس میں بھی ایک point decide ہوا کہ آیا detenue کو member of the House visit کر سکتا ہے یا نہیں۔ جناب والا! اسی طرح راجہ جاوید اخلاص صاحب کے بارے میں بلکہ میں تو with due respect آپ سے بھی اور لاء منسٹر صاحب سے بھی differ کروں گا کہ جاوید اخلاص صاحب کا جو یہ مؤقف ہے یا بہت سارے ممبران یہ لیتے ہیں کہ میں گاڑی میں گزر رہا تھا اور نمبر پلیٹ پر ایم پی اے لکھا ہوا تھا اور ٹریفک کا سپاہی آگے سے ہٹا نہیں یا ٹریفک کے سپاہی نے مجھے ہاتھ دے دیا یا وزیر صاحب کا بیٹا دو نمبر گاڑی چلا رہا تھا اور اس کو پکڑ لیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ پکڑنا چاہیے اگر کوئی ممبر ٹریفک کا offence کرتا ہے تو ممبر مبرا نہیں ہے He has to face the law ممبر کو یہ

کہیں privilege نہیں ہے کہ وہ ٹریفک کے قوانین کی خلاف ورزی کرے گا۔ اسی طرح بہت سارے privilege آتے ہیں کہ جی میں گیا ہوں تو تھانیدار اٹھا نہیں ہے یا اٹھا ہے تو اس نے مجھ سے چائے نہیں پوچھی یہ وہ تحاریک استحقاق ہیں جن کو discourage کرنا چاہیے۔ جناب سپیکر! اس قسم کے چھوٹے چھوٹے privilege motions کی وجہ سے -----

جناب سپیکر: رائے اعجاز صاحب سے درخواست ہے کہ مہربانی فرمائیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! بات بڑی لمبی ہو گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہاؤس کا اور ممبران کا استحقاق زیادہ مجروح ہوا ہے۔ ہر دوسرے دن آیا ہوتا ہے کہ ظفر علی شاہ کی تحریک استحقاق ہے کہ پٹواری نے ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ بھائی پٹواری جہنم میں گیا میرا status یہ ہے کہ پٹواری مجھ سے کھانس کر بولا اور میں نے آ کر تحریک استحقاق پیش کر دی اس سے یہ ہوا کہ تمام صوبے میں تمام اداروں میں جس طرح خاکوانی صاحب کہہ رہے تھے کہ ہوتا کچھ نہیں ـــــ بھائی ہونا کیا پٹواری کو کسی نے پھانسی تو لگانا نہیں لگ سکتا نہیں چونکہ اس نے 302 تو کیا نہیں۔ اتنی بات ہوئی ہے کہ اسے معافی ہوئی ہے یا ڈانٹ ڈپٹ ہوئی ہے اس کا یہ نقصان ہوا کہ ہمارا وہ تقدس جو بھرم ہے جو myth ہے وہ سارے کا سارا damage ہو گیا اسی لیے تمام محکموں کے دماغ میں بھی یہ آ گیا کہ یہ تو کوئی فالتو سا محکمہ ہے یہ ہوتی رہتی ہے اور ممبران نے یہ تماشا بنایا ہوا ہے۔ اس لیے میری آپ سے اور ممبران اسمبلی سے یہ گزارش ہے کہ جو ذاتی سے معاملات ہوتے ہیں ان کو ہاؤس میں نہ لایا جائے۔ اگر پٹواری نے کوئی گڑبڑ کی ہے تو آپ ڈی سی کو کہہ دیں وہ اسی وقت اس کو بلا کر ڈانٹ دے گا۔ بہت بڑا کوئی پھنے خان افسر ہے سیکرٹری لیول کا ہے آپ کو ہم چیمبر میں آ کر بتا سکتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ بھائی آپ نے یہ کیا بد تمیزی کی ہے۔ بجائے اس کے کہ آپ یہاں اس قسم کی تحریک استحقاق پیش کریں اور جو آئین کے تحت protected ہے اس کی اگر کوئی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ نا قابل معافی ہے۔ جناب والا! اسی طرح جاوید اخلاص صاحب کی تحریک ہے' میں سمجھتا ہوں کہ اگر جاوید اخلاص صاحب سے انہوں نے کوئی بد تمیزی کی ہے تو جاوید اخلاص بڑا ڈاڈا راجہ اے اے گلے پے کہ بندے نوں ماردا وی اے۔ بہرحال میں نہیں سمجھتا کہ ان کے ساتھ انہوں نے کیا بد تمیزی کی ہے یہ خود بہتر سمجھتے ہیں لیکن وہ گرانٹ جس کو اس ہاؤس نے منظور کیا ہے اس کو اگر کسی افسر نے including secretary of the province نے diversion دی ہے تو اس کو قائد ایوان بھی

معاف نہیں کر سکتا۔ جناب والا! That is severe violation of law.

جناب سپیکر : میں آپ کے اس پوائنٹ کو appreciate کرتا ہوں۔ وزیر قانون صاحب نے بھی سنا ہے۔

وزیر قانون : جناب والا! جو کچھ شاہ صاحب نے فرمایا ہے میں اس کی بہت حد تک تائید کرتا ہوں، میں وزیر قانون کی حیثیت سے نہیں ایک ممبر کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں کہ کئی دفعہ ہم ایسی باتوں کو ہاؤس میں لے آتے ہیں جن کو ویسے ہمیں چھپا لینا چاہیے۔

جناب سپیکر : بالکل ٹھیک ہے۔

وزیر قانون : اور یہ بھی عرض کروں گا کہ شاہ صاحب نے دو تین تحاریک استحقاق دی ہیں جو اصولی تھیں۔

جناب سپیکر : اور اس سے سب کو فائدہ ہوا۔

وزیر قانون : انہوں نے ریلوے کے متعلق تحریک استحقاق دی، چاہے اس میں کرایہ کا بہت تھوڑا فرق تھا لیکن وہ ایک اصولی بات تھی جس کو ٹھیک کیا گیا۔ اسی طرح شاہ صاحب نے شاید ذکر نہیں کیا انہوں نے ٹیلی ویژن کے متعلق بھی ایک تحریک استحقاق دی .....

جناب سپیکر : نہیں انہوں نے اس کا بھی ذکر کیا ہے۔

وزیر قانون : اس سے ٹیلی ویژن میں بھی بہتری ہوئی۔ لیکن جو شاہ صاحب نے فرمایا ہے اس کا نہ آپ تدارک کر سکتے ہیں اور نہ میں اکیلا کر سکتا ہوں۔ ہم سب نے مل کر سوچ کر اس کا حل نکالنا ہے۔

جناب سپیکر : انسان کو خود اپنی عزت نفس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہم کیا تحریک استحقاق پیش کر رہے ہیں؟ جی میرے ساتھ پٹواری نے یہ کیا۔ آپ کی علاقے میں یہ حیثیت ہے۔

وزیر قانون : اگر جناب والا! اس نے ایسا نہ بھی کیا ہو اگر ایک ممبر ایوان میں آ کر کہتا ہے کہ پٹواری نے میرے ساتھ بدتمیزی کی ہے تو میں کون ہوتا ہوں آپ اور میں ان کو جھٹلا تو نہیں سکتے۔ یہ تو ہم سب نے مل کر کرنا ہے۔

جناب سپیکر : انہیں خود سوچنا چاہیے۔

وزیر قانون : اور اسی لیے جناب والا! ہم نے متفقہ طور پر ریزولیوشن بھی پاس کیے ہیں۔ جب

Privileges Act کمیٹی کے پاس جائے گا تو میں چاہتا ہوں کہ ان چیزوں کو بھی اس میں غور سے دیکھا جائے اور اس کا تدارک کیا جائے۔

جناب سپیکر ، بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن اب اس پر آپ کی کیا رائے ہے ؟ راجہ جاوید اخلاص کی تحریک استحقاق پر آپ مزید وقت لینا چاہتے ہیں یا اس کو dispose of کیا جائے۔

وزیر قانون ، جناب والا! اس میں دو مسئلے ہیں ایک تو میں نے جیسا کہ عرض کیا ہے کہ اس میں ملازمین کا تعلق ہے ' دوسرا یہ ہے کہ وہ سکیمیں شروع نہیں ہوئیں اور ان کو منسوخ کر کے .....

جناب سپیکر ، آپ اس کے بارے میں ذرا پتا کر کے دیکھ لیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! اس سلسلے میں منصوبہ بندی و ترقیات کے محکمے سے معلوم کر لینے دیں۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! اس کے لیے وقت نہ دیا جائے یہ clear cut آئین کی violation ہے۔

جناب سپیکر ، شاہ صاحب! وزیر قانون صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سکیم ختم کر دی گئی ہو ہو سکتا ہے کہ جو دوسرے علاقوں میں کام شروع ہوا ہو وہ کسی اور فنڈز سے ہوا ہو اور وہ سکیم ابھی شروع نہ ہوئی ہو صرف یہ پتا کرنا چاہتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، ٹھیک ہے۔

وزیر قانون ، شاہ صاحب! سے بھی میں یہ بات کرتا ہوں کہ یہ فطری انصاف کی بات ہے کہ کسی کو پتا تو لگنا چاہیے ' ویسے بھی آج وزیر منصوبہ بندی وترقیات جناب رانا صاحب بیٹھے نہیں ہیں وہ اگر ہوتے تو شاید ابھی یہ مسئلہ طے ہو جاتا۔

جناب سپیکر ، کوئی بات نہیں آپ دو دن لے لیجیے گا۔ جناب سرور خان صاحب!

وزیر صحت (دیہی) ، جناب سپیکر! یہ ہوتا اس طرح سے ہے کہ re-appropriation میں جو slowmoving schemes ہوتی ہیں انہیں روک لیا جاتا ہے اور جو fast moving schemes ہوتی ہیں پیسہ ادھر divert کر دیا جاتا ہے لیکن سکیم کو delete کرنا آئینی خلاف ورزی ہے۔ تو یہ ہو رہا ہے۔ اس لیے کم از کم یہ نہیں ہونا چاہیے۔ وزیر قانون صاحب بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں بہت ساری چیزیں جو ADP میں منظور شدہ ہیں ان سکیموں کو بھی ختم کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ ایک specific سکیم

کے بارے میں راجہ جاوید اخلاص کی تحریک بھی ہے۔ جناب والا! یہ ایک سنجیدہ معاملہ ہے ' بے شک پہلے اس کی تحقیق کر لیں لیکن اس مسئلے کو کمیٹی کے حوالے کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ اور کتنی آئینی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر ، بڑی اچھی بات آپ نے کی ہے۔ وزیر قانون صاحب اس سارے مسئلے کا آپ پتا کر لیجیے گا اور پھر ربانی صاحب بھی ہوں گے تو ان کے سامنے جس دن آپ نے جواب دینا ہے .....

وزیر قانون ، جناب والا! اسے اتوار کے لیے رکھ لیں۔

جناب سپیکر ، اتوار کے لیے رکھ لیتے ہیں اس دن ربانی صاحب کو بھی میری طرف سے کہہ دیں کہ وہ بھی اس روز تشریف رکھیں۔

وزیر قانون ، ٹھیک ہے۔ راجہ صاحب اب آگے نہ چلیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، جناب والا ٹھیک ہے ۔

جناب سپیکر ، اسے اتوار تک کے لیے pend کر لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! میں ایک رپورٹ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، جی سردار صاحب! فرمائیے۔

مجلس قائمہ برائے آب پاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

> حاجی محمد افضل چن ' سید عارف حسین بخاری ' چودھری احمد یار گوندل ایم پی ایز کے سوالات اور تحریک التوائے کار نمبر 13 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آب پاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

> حاجی محمد افضل چن ' سید عارف حسین بخاری ' چودھری احمد یار گوندل ایم پی ایز

کے سوالات اور تحریک التوائے کار نمبر 13 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کر دی گئی)

جناب سپیکر : اور کسی صاحب نے کوئی تحریک پیش کرنی ہے ؟

مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، فزیکل اینڈ انوائرمنٹل پلاننگ کی سب کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

راجہ محمد جاوید اخلاص : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

سوال نمبر 1573-1574 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے کے بارے میں سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ فزیکل اینڈ انوائرمنٹل پلاننگ کی سب کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

"سوال نمبر 1573-1574 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے کے بارے میں سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ فزیکل اینڈ انوائرمنٹل پلاننگ کی سب کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(توسیع کر دی گئی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر : تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔ ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کی تحریک التوائے کار 18 تاریخ تک کے لیے pend کی گئی تھی اور وزیر جنگلات نے جواب دینا تھا ۔ غلام شبیر جوئیہ صاحب وزیر موصوف تشریف لائے ہوئے ہیں اور وہ جواب دینے کے لیے کھڑے ہوئے ہیں آپ نے یہ تحریک پہلے پڑھی ہوئی ہے۔ رانے اعجاز احمد صاحب اس کا جواب دیں گے۔

ضلع میانوالی اور جوہر آباد میں سرکاری لکڑی کی چوری

(---------جاری)

وزیر جنگلات ، جناب والا! یہ درست ہے کہ ماہ جون 1994ء میں میانوالی ' جوہر آباد میں فارسٹ ڈویژن نے تقریباً 94 ہزار 3 سو 38 شیشم یونٹ مالیتی تقریباً 89 لاکھ 47 ہزار 140 روپے کی لکڑی کا محکمہ جنگلات کو ملازمین اور دیگر افراد کی ملی بھگت سے نقصان ہوا۔ جس سے تقریباً 38 لاکھ 85 ہزار روپے بطور قیمت مال وصول کیا جا چکا ہے۔ محکمہ جنگلات کی طرف سے مقدمات نمبر 110/94 اور 111/94 تھانہ واں بھچراں ضلع میانوالی اور مقدمہ نمبر 115/94 تھانہ گنجیال ضلع خوشاب میں ملزمان کے خلاف درج کروائے گئے۔ اس نقصان کا سخت نوٹس لیتے ہوئے متعلقہ افسران اور ملازمین جنگلات کو حکومت نے معطل کر دیا یہ نقصان اس وقت ہوا جب کہ اس علاقے میں لکڑی کی نقل و حرکت بغیر پرمٹ کے نہ ہو سکتی تھی۔ تھانہ واں بھچراں ضلع میانوالی میں درج شدہ مقدمہ نمبر 110/94-11/94 کے ملزمان کا عدالت میں چالان ہو چکا ہے۔ مقدمات زیر سماعت ہیں یہ بات کہ Forest Act میں کوئی ترمیم کی گئی ہے درست نہ ہے۔ کیونکہ ہم ترمیم نہیں کرسکتے یہ مرکز کا ایکٹ ہے۔ ماہ اگست 1995ء میں حکومت نے قومی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے کنفر سرز اور پھلاہی کے علاوہ باقی تمام درختوں کی لکڑی کی نقل و حرکت پر سے پابندی ہٹالی تاکہ زمین داروں کو زیادہ سے زیادہ درخت لگانے کی ترغیب دی جاسکے اور وہ اپنے کھیتوں سے لکڑی کسی محکمانہ پابندی کے بغیر آزادانہ جہاں چاہیں لے جا کر فروخت کرسکیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس پابندی کے اٹھائے جانے کے بعد آج تک کوئی قابل ذکر درختوں کے نقصان کا واقعہ پیش نہیں آیا۔ چونکہ لکڑی کا یہ نقصان 1994ء میں ہوا اور نقل و حرکت پر پابندی اگست 1995ء میں اٹھائی گئی اس لیے اس نوٹیفکیشن کا اس وقوعہ پر اطلاق نہیں ہوتا۔ اندریں حالات جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ یہ جو واقعہ ہے یہ میرے وزیر بننے سے قبل کا ہے اور یہ اصل میں سابقہ جو وزیر صاحب تھے ان کے دور میں فیصلہ ہوا اور انھوں نے ان سے جرمانے کی رقم وصول کر لی ہے۔ ویسے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب یہ ان کے ساتھ زیادتی ہے کہ جب محکمہ نے ان سے پیسے وصول کرلیے ہیں تو پھر کیس عدالت میں نہیں جانے چاہییں تھے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود میں نے ایک سال سے کسی بندے کو reinstate نہیں کیا ہائی کورٹ کے حکم سے Conservator ظفراللہ خان کو بحال کرنا پڑا میری مجبوری تھی کہ میں ہائیکورٹ کے حکم کے خلاف نہیں جاسکتا تھا۔ اس میں بندے جیل میں بند رہے مجھ پر پریشر آتا رہا

لیکن میں نے کوئی بندہ بحال نہیں کیا۔ جب ہائیکورٹ کا حکم آیا تو مجھے یہ بندے بحال کرنے پڑے۔

جناب سپیکر، غلام شبیر جوئیہ صاحب! آپ اس جواب سے مطمئن ہو گئے ہیں؟

ملک غلام شبیر جوئیہ، نہیں سر مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کے اطمینان کا اور کیا بندوبست ہو سکتا ہے؟

ملک غلام شبیر جوئیہ: میں عرض کرتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے جب لکڑی میانوالی ڈویژن اور جوہر آباد ڈویژن سے کٹوائی گئی تھی اس میں بھی چودھری ظفر اللہ Conservator اور چودھری احسان D.F.O، فاروقی رینج افسر اور ایوب خان بلاک افسر کے علاوہ ٹھیکیدار حاجی حیدر پٹھان قابلی، وڑائچ ٹھیکیدار سرگودھا چار پٹھان قابلی نے لکڑی لاکھوں کے حساب سے کٹوائی ان میں سے حاجی ٹھیکیدار اور حیدر ٹھیکیدار ہے یہ دونوں جب لکڑی اٹھا کر چلے گئے تھے اس وقت منسٹر صاحب نے حاجی اکرام اللہ خان نیازی نے 19 لاکھ روپیہ وصول کیا اور اس کے علاوہ جو باقی لکڑی تھی اس کی FIR کٹوا کر وہ لکڑی مال مقدمہ واں بھچراں تھانہ میں جمع کروائی گئی۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ نواب امیر محمد خان کے وقت مغربی پاکستان میں یہ لکڑی کی نقل و حمل کی راہداری کے پرمٹ کا حکم انھوں نے جاری کیا تھا۔ تاکہ اگر کوئی لکڑی لے کر جائے تو اس کو پوچھا جائے کہ یہ آپ کی لکڑی ہے یا کسی اور کی ہے اور آپ یہ لکڑی باہر کیوں لے کر جا رہے ہیں؟ اس وقت سے آج تک یہ پرمٹ جاری رہا لیکن انھوں نے بقایا لکڑی تھانہ واں بھچراں میں سے اٹھانے کے لیے 21۔ اگست 1995ء میں گورنر موجودہ سے پرمٹ راہداری کا سسٹم ختم کروا دیا۔ اس لیے کہ ہم یہ لکڑی اٹھا کر کسی بھی جگہ پر بیچ سکیں۔ پھر اس کے بعد شیخ ارشد D.F.O اور اس کے علاوہ باقی افسران جنگلات نے ملی بھگت کر کے یہ پرمٹ ختم کروایا۔ یہ بقایا جتنی بھی لکڑی تھانہ واں بھچراں میں تھی جو کہ مال مقدمہ میں جمع تھی وہ ساری کی ساری لکڑی اٹھوا کر انھوں نے فروخت کر دی ہے۔ اس وقت وہاں پر ایک روپے کی بھی لکڑی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب خود بھی کہہ رہے تھے کہ لاکھوں کے حساب سے، میرے اندازے کے مطابق اکاون باون لاکھ روپے کی لکڑی تھی جس میں سے 19 لاکھ روپیہ وصول ہوا۔ باقی اکتیس بتیس لاکھ روپے کی لکڑی تھانہ واں بھچراں میں جو جمع کروائی گئی تھی وہ بھی انھوں نے پرمٹ ختم کروا کے وہ لکڑی بھی اٹھوا دی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس پرمٹ سسٹم کا یہی فائدہ ہے کہ کوئی محکمہ جنگلات کی لکڑی ہو یا کسی زمیندار کی لکڑی ہو وہ پرمٹ زمیندار لیتا ہے تو D.F.O کی مرضی سے

لیتا ہے۔ D.F.O باقاعدہ انکوائری کرواتا ہے کہ کیا لکڑی زمیندار کی اپنی ہے یا سرکاری ہے ؛ پھر وہ پرمٹ جاری کرتے ہیں۔ محکمہ جنگلات خود مجھے اس وقت دھاڑ دھاڑ کر رپورٹیں کر رہا ہے کہ ہماری لکڑی اس پرمٹ کے بعد اس لکڑی کے علاوہ جتنا جنگلات کا نقصان ہو رہا ہے اس کا کوئی حساب نہیں ہے۔ اور نہ ہم کسی سے پوچھ سکتے ہیں کہ لکڑی آپ کی ہے یا کس کی ہے ؛ میرے اپنے حلقہ میں ایک چارٹ ڈپو ہے اس میں ان کی ایک ماہ میں دو دفعہ نیلامی ہوتی ہے اور لاکھوں روپے کی نیلامی ہر پندرہ دن کے بعد ہوتی تھی۔ اس وقت وزیر صاحب خود ملاحظہ فرمالیں۔ اس جنگلات میں بلکہ اس ڈپو میں کئی مہینوں سے نیلامی نہیں ہو رہی۔ کیونکہ کام کی لکڑی محکمہ والے بلکہ پرائیویٹ اور قابلی پٹھان محکمہ جنگلات کے بالکل درمیان میں بیٹھے ہیں ہر جگہ پر بیٹھے ہیں اور وہ حکومت کی دن رات لکڑی کاٹ کر جنگلات کا صفایا کر رہے ہیں۔ میں منسٹر صاحب کو اپنے حلقہ میانوالی میں دعوت دیتا ہوں کہ یہ خود آکر ملاحظہ فرمائیں کہ ہمارے علاقے میں اور آپ کے جنگلات میں کیا کوئی لکڑی کسی کام کی رہ گئی ہے ؛ ایک سال کے اندر جتنا نقصان ہوا ہے ان لاکھوں کا حساب چھوڑیں حقیقت میں کروڑوں کا نقصان ہو چکا ہے۔ اور میں منسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ یہ ایک سال کے اندر اندر یہ پرمٹ جو کہ امیر محمد خان کے وقت کا تھا اس کو ختم کیوں کیا گیا ؛ ختم اسی لیے کیا گیا ہے کہ جو لکڑی جمع تھی اس کو اٹھا کر کھا جائیں۔ اس میں محکمہ جنگلات اور پتا نہیں کتنوں کو approach کیا ہے وہ لکڑی بھی اٹھالی ہے اور باقی لکڑی کا بھی جو نقصان ہو رہا ہے وہ بھی میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ یہ خود وہاں آکر ملاحظہ فرمائیں۔ کہ کتنے تک کا نقصان ہو چکا ہے ؛

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے جوئیہ صاحب۔ ذرا منسٹر صاحب کو موقع دیجئے کہ وہ اس سلسلے میں اپنی وضاحت پیش کر سکیں۔

وزیر جنگلات ، جناب سپیکر! میں نے شروع میں عرض کی تھی کہ ایک ٹھیکیدار ہے اس سے ہم نے 18 لاکھ روپیہ وصول کیا اور دوسرے سے 20 لاکھ روپیہ وصول کیا اور یہ جو منسٹر صاحب میرے پاس بیٹھے ہیں میں نے ایک سال کے اندر اس کیس میں جتنا دباؤ برداشت کیا میں ان کا یہ مطالبہ جائز سمجھتا ہوں۔ یا تو محکمہ یہ رقم وصول نہ کرتا یا پھر لکڑی ان کو دی جاتی یہ تو زیادتی ان ٹھیکیداروں سے ہے یا تو یہ پیسے وصول نہ کرتے۔ لیکن میں نے ان تمام باتوں کے باوجود اپنے اوپر ایک سال سے دباؤ برداشت کر رہا ہوں۔ سیاسی لوگوں کا ان کی مظلومیت ، اگر تو یہ اس وقت 89 لاکھ تھے جب محکمے نے قیمت assess

کی تھی تو ان سے 38 لاکھ نہیں لینے چاہییں تھے۔ جب انھوں نے 38 لاکھ 85 ہزار روپے وصول کیے ہیں تو پھر لکڑی release کرنا بھی ان کا حق بنتا ہے۔ اس کے ساتھ دوسری بات یہ جو کہہ رہے ہیں کہ میں اس ہاؤس میں کھڑا ہو کر برملا یہ کہنے کے لیے تیار ہوں کہ میں نے آج تک محکمہ جنگلات سے ایک ٹائم کا کھانا کھایا ہو اگر کھایا ہے تو قیمت دی ہے ورنہ کھایا ہو تو سور کا گوشت کھایا ہو۔ اس سے زیادہ وزیر اپنی ذات کو نہیں بچا سکتا۔ میں نے ان کے علاقے کے لیے واں بھچراں کے لیے 3 کروڑ روپے کا منصوبہ تیار کیا ہے اس کو rehabilitation کرنے کے لیے۔ میں اس محکمہ میں جتنی محنت گزشتہ ایک سال سے کر رہا ہوں کہ نہروں کے لیے آج تک کوئی plantation نہیں تھی۔ پندرہ کروڑ روپے کی سرگودھا ڈویژن میں plantation کروا رہا ہوں۔ میں نے مری بلز کے لیے 35 کروڑ روپے اور یورپ والوں سے پیسہ مانگا ہے وہ سکیم بھی آ رہی ہے میں کہتا ہوں کہ میں نے اس محکمے کو لیا تھا کہ درخت عبادت کرتے ہیں اگر کوئی خامی ہے اور یہ میرے نوٹس میں کوئی بات لاتے ہیں تو میں انشاء اللہ فوری طور پر ایکشن لینے کے لیے تیار ہوں۔ اور میرا محکمہ مجھے ویسے ہی کہتا ہے کہ D F O ہٹاؤ وزیر ہے۔ وہ مجھے کوئی اچھا نہیں سمجھتے کہ میں ان کے لیے کوئی اچھے کام کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رائے صاحب! ان کی ایک تجویز تھی۔ بلکہ درخواست تھی کہ آپ میانوالی تشریف لائیں۔

وزیر جنگلات، میں جانے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر، آپ اگر ان کے ساتھ طے کریں اور ازراہ کرم جہاں آپ اور جگہوں پر جاتے ہیں میانوالی کا بھی دورہ کریں اور ساتھ غلام شبیر جوئیہ صاحب کو بھی لے لیں۔ جو یہ نشاندہی کرتے ہیں اس میں جو جو آپ کو درست اور صحیح معلوم ہو اس کا تدارک کر دیجئے۔

وزیر جنگلات، ٹھیک ہے سر میں یہاں جانے کے لیے تیار ہوں۔ میرے فاضل دوست شاہ صاحب نہیں بیٹھے ہوئے انھوں نے ایک دن مجھے پنڈی میں بتایا کہ یہاں قبرستان کی تکلیف ہے اس کے بعد محترم ناہید نے مجھے بتایا تو میں نے کہا کہ میں نے اپنے جنگلات کی اراضی سے سو ایکڑ پنڈی کے عوام کے لیے مختص کیا، میں سمجھتا تھا کہ وہاں پر لوگوں کو تکلیف ہے مجھے کوئی بھی تکلیف بتائی جاتی ہے تو میں فوراً اس کا ازالہ کرنے کے لیے ہر وقت حاضر ہوں۔ میں میانوالی جاؤں گا ان کے پاس کھانا بھی کھاؤں گا اور ان کے جو بھی مطالبات ہیں، معاملات ہیں وہ حل کر کے آؤں گا۔

جناب سپیکر، اب جوئیہ صاحب اس بات سے مطمئن ہیں؟

ملک غلام شبیر جوئیہ ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ منسٹر صاحب اب بھی ٹھیکیداروں پر مہربانی کا بڑا رویہ اختیار کر رہے ہیں کہ جس وقت ہم پیسے لے لیتے ہیں تو پھر اس کے بعد FIR کٹوانے کی کیا ضرورت تھی۔ میں کہتا ہوں کہ اتنا مال تھا جو FIR کٹی تھی حاجی اکرام اللہ خان نے دو تین ٹھیکیداروں سے جو پیسے وصول کیے بقایا مال تھانہ داں بھچراں میں اتنا جمع تھا کہ جس کی FIR بھی کاٹی گئی اور مال مقدمہ بھی بنا۔ اب یہ آپ اندازہ کریں آپ پرانے پارلیمنٹرین ہیں اور وزیر اعلیٰ بھی رہے ہیں۔ آپ اس بات کو محسوس نہیں کرتے کہ جو چالیس سال سے پرمٹ چلا آ رہا تھا اس سسٹم کو ختم کرنے کے لیے ایک سال کے اندر اگر لکڑی نہ ہوتی تو وہ اتنی کوشش کرکے گورنر سے یہ پرمٹ کیوں ختم کرواتے۔ لکڑی اتنا بقایا تھی۔ اور یہ ٹھیکیداروں پر مہربانی کرتے ہیں کہ ہم نے ان سے پیسے جب وصول کرلیے تو پھر ان کے خلاف FIR کیوں کٹواتے؟

جناب سپیکر ، یہ پرمٹ کی جو بات ہو رہی ہے یہ پرمٹ کب ختم کیا گیا ، کیوں ختم کیا گیا اور اس کی کیا پالیسی ہے ؟

وزیر جنگلات ، عالمی بنک جنھوں نے ہمیں ایک ارب چھیالیس کروڑ روپے کا loan دیا ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ اگر آپ لکڑی کی راہداری پر پابندی نہیں اٹھاتے تو زمینداروں کو problem ہے زمیندار درخت کیوں لگائیں گے ان کی طرف سے دباؤ کے تحت یہ قدم اٹھایا ہے۔ اگر یہ عوام کے فائدے کے لیے ہے تو میں یہ دوبارہ لگانے کے لیے تیار ہوں۔ یہ کمیٹی بنادیں مجھ سے بات کرلیں اور مجھے یہ بتادیں کہ اس میں فائدہ ہے تو میں انشاء اللہ لگانے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی جوئیہ صاحب ؟

ملک غلام شبیر جوئیہ ، میں عرض کرتا ہوں کہ زمینداروں کو کوئی نقصان نہیں۔ زمیندار جس وقت اپنا مال لے جاتے تھے باقاعدہ درخواست دے کر وہ پرمٹ جاری کروا لیتے تھے اور اپنا مال باہر لے جاتے تھے۔ یہ زمینداروں پر مہربانی نہ کریں 92 آدمی ایم پی اے ہیں آدھا پنجاب ہے۔ اس کو یہ فنڈز نہیں دیتے یہ زمینداروں پر مہربانی کرتے ہیں تو صرف مال کھانے کے لیے کرتے ہیں ہم ٹیکس دیتے ہیں ہمیں فنڈز نہیں مل رہے کہ ہم اپنے علاقے کے عوام کے لیے وہاں کوئی ڈویلپمنٹ کریں۔ یہ زمینداروں کے خیرخواہ نہیں ہیں انھوں نے صرف اپنا مال کھانے کے لیے اور بچانے کے لیے یہ سارا پرمٹ سسٹم ختم کروایا ہے۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ یہ اپنے محکمہ جنگلات کی فیلڈ سے پتا کریں سب جنگلات والے

ان کو بتائیں گے کہ ہماری تمام پرا گرس ختم ہو گئی ہے اور ہماری لکڑی جس کی آمدن تھی وہ ختم ہوگئی ہے مہربانی کرکے فوراً پرمٹ جاری کروائیں۔ تاکہ ہم پر کوئی پابندی ہو اور ہماری لکڑی کی کوئی نگرانی ہو۔

وزیر جنگلات ، جناب سپیکر! میں اس میں عرض کروں کہ محکمہ جنگلات اس طرح سے لوگوں سے پیسے لیتا تھا جو پرمٹ کی پابندی ہے اس کی وجہ سے لوگوں سے محکمہ پیسے لیتا تھا۔ میں پچھلے ہفتے مری گیا وہاں بھی آزادکشمیر سے لکڑی آتی ہے میں نے وہاں 50 ٹرک بند کردیئے۔ میں نے کہا کہ یہ لکڑی کیسے آتی ہے اور یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے ؟ تو وہاں کے وزیر صاحب تشریف لائے ' ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو آپ لکھیں گے پرمٹ اتنا ہی جاری کریں گے اور اس کے بعد ہم تصدیق کریں گے کہ ہم اس سے زیادہ لکڑی نہیں دیں گے اور روزانہ 60 ٹرک وہاں سے آتے ہیں۔ جب ٹرک آتے ہیں تو یہ محکمہ پرمٹ کے پیسے لیتا ہے۔ جھوٹ نہیں کہتا میرا محکمہ پرمٹ کے پیسے لیتا تھا۔ یہ پرمٹ سسٹم اس لیے ختم کیا گیا ہے کہ محکمہ مداخلت نہ کرے اور پرائیویٹ لکڑی جس کی بھی ہے ہم نے تو اپنی سرکاری لکڑی کو سنبھالنا ہے۔ اگر وہاں کوئی problem ہے تو میں انشاء اللہ اس کو دور کردوں گا۔ ویسے عوام کو حق حاصل ہے کہ جو آدمی لکڑی لگاتا ہے جب اس کو ضرورت ہو وہ اس کو فروخت بھی کرے۔

جناب سپیکر ، اچھی بات ہے ۔ اب سنئیے۔ دو کام کیجیے۔ ایک تو یہ ہے کہ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ اگر آپ انھیں یہ بتائیں کہ اس کا کوئی عوام کو اور صوبے کو فائدہ ہے تو یہ پرمٹ کی پالیسی کو revise کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ اس سلسلے میں آپ اپنے علاقے کے چند چیدہ چیدہ نمائندہ معتبر قابل اعتماد دوستوں کو ایک وفد کی صورت میں بلائیے اور وزیر صاحب سے اور ان کے محکمے کے ساتھ ان کی میٹنگ کروا دیجئے تاکہ اس کیس کا فیصلہ ہوجائے کہ کون سی چیز عوام کے اور صوبے کے مفاد میں ہے۔ دوسری چیز۔ وزیر موصوف جلد از جلد فاضل رکن کے ساتھ طے کریں اور میانوالی کا دورہ کریں اور دورے کے دوران آپ ان کو جہاں جہاں مناسب طریقے سے دو چار جو visits کروانے ہیں وہ کروا کے پوری نشاندہی کریں کہ کیا نقصان ہو رہا ہے اور کیا خرابی ہو رہی ہے اور جیسے کہ انھوں نے ابھی فرمایا ہے کہ آپ ان کا اچھا سا کھانا بھی پکائیں۔ ٹھیک ہے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ ، جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ بات اسی طرح لمبی ہو رہی ہے اس کو

میں ویسے ہی عرض کرتا ہوں کہ اس میں میرا نہ کوئی ذاتی مفاد ہے میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جو پرمٹ سسٹم تھا اس میں حکومت کے مال کی حفاظت تھی۔ براہ مہربانی ان کو کئی زمیندار بھی ملوا دیں گے۔ بلکہ صوبہ کی بات ہے یہ صرف میرے ضلع کی بات نہیں۔ اب تو میں اپنے حلقے کی نشاندہی کر رہا ہوں کہ اس میں بڑا نقصان ہو رہا ہے ۔ میں اتنی گزارش کرتا ہوں کہ انتظامی امور میں پہلے یہ نواب امیر محمد خان نے یہ پرمٹ لگایا تھا بلکہ اس وقت بھی باقی سارے صوبوں میں پرمٹ سسٹم ہے۔ صوبہ سرحد میں چلا کروا سکتے ہیں ' صوبہ سندھ میں بلوچستان میں کروا سکتے ہیں کیونکہ وہ مغربی پاکستان کے گورنر تھے انھوں نے تمام صوبوں میں یہ پرمٹ سسٹم بنایا تھا۔ اور پنجاب میں جو نقصان ہو رہا ہے میں اسی نقصان کے پیش نظر بار بار گزارش کر رہا ہوں کہ یہ نقصان اس سے زیادہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، آپ اس نقصان کے حوالے سے ایک وفد کی ملاقات ان سے کروائیں۔

ملک غلام شبیر جوئیہ ، محکمہ ' پرائیویٹ اور ٹھیکیدار یہ سارے مل کر لکڑی چراتے ہیں اور اس کی کوئی پوچھ گچھ نہیں کوئی رکاوٹ نہیں ہے ۔ میں اتنی گزارش کرتا ہوں کہ یہ پرمٹ سسٹم یا راہداری سسٹم دوبارہ جاری کیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ صرف آپ کے کہنے سے نہیں۔ جوئیہ صاحب آپ بات سننا نہیں چاہتے۔ بڑی حیرانی کی بات ہے کہ آپ بالکل محسوس نہیں کر رہے کہ میں آپ کی مدد کرنا چاہ رہا ہوں۔ آپ اس بات کو بالکل محسوس نہیں کرنا چاہتے کہ میں اس مسئلے کا حل چاہتا ہوں۔ میں نے آپ سے کہا آپ اکیلے اٹھ کر کہہ دیں کہ پرمٹ بند کر دو یہ ایسے نہیں ہوسکتا۔ آپ باقاعدہ اس بارے میں متاثرین کا ایک وفد لا کر ان کے سامنے پیش کیجیے۔ یہ محکمے کے سامنے سوال جواب ہوجائیں۔ انھوں نے ہاؤس کے سامنے وعدہ کیا ہے کہ اگر آپ انھیں arguments دیں گے ' دلائل دیں گے جواز دیں گے تو یہ پالیسی بدلنے کے لیے تیار ہیں۔ آپ اٹھ کر کہہ دیں کہ پرمٹ ختم کردو یہ پرمٹ ختم کر دیں ایک صاحب اٹھ کر کہہ دیں کہ پرمٹ جاری کردو یہ پرمٹ جاری کردیں اس طرح تو نہیں ہو سکتا۔ میں آپ کی مدد کر رہا ہوں۔ آپ توجہ دیجیے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ ، جس طرح یہ چاہتے ہیں میں اسی طرح ان کو انفرمیشن دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر ، یہ نہیں چاہتے میں چاہتا ہوں۔

وزیر جنگلات ، جناب والا! یہ خود تشریف لائیں ' وفد لائیں میں ان کے لیے اور ان کے وفد کے لیے یہاں پر رہائش کا بندوبست کروں گا۔ ان کی خدمت کروں گا یہ جب تشریف لانا چاہیں میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر، جی ہاں بالکل ٹھیک ہے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، بلکہ آپ کے محکمہ جنگلات کے ملازم خود یہ کہیں گے کہ ہمارے اس پرمٹ سسٹم یا رہداری سسٹم کے ختم کرنے سے کافی نقصان ہو چکا ہے اور مزید ہو رہا ہے۔ اور اس سلسلے میں ان سے زمینداروں کو بھی ملوائیں گے اور باقی لوگوں کو بھی ملوائیں گے۔ یہ تو ان کا اپنا فائدہ ہے میں تو اس لیے کہہ رہا ہوں کہ نقصان کا خاتمہ ہو۔

جناب سپیکر، آپ کی مہربانی ۔ لیکن اس کا کوئی طریقہ کار تو ہو گا۔ جناب خاکوانی صاحب!

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! وزیر صاحب نے اپنے بیان میں یہ فرمایا کہ چونکہ محکمہ جنگلات کو ورلڈ بنک کی طرف سے loan دیا گیا۔ ورلڈ بنک کی بھی کچھ شرائط تھیں اور ان کی شرائط یا ان کی ہدایت پر یہ پرمٹ سسٹم ختم کیا گیا ہم مجبور تھے۔ میں حیران ہوں کہ کیا چند معززین یا ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کی ملاقات کے بعد یہ ورلڈ بنک کا پریشر اٹھ جائے گا۔

وزیر جنگلات، جناب سپیکر! اگر ان کی بات جائز ہوئی تو میں بالکل اٹھا دوں گا۔

جناب سپیکر، جی ہاں ٹھیک ہے۔ میں اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ جب ایک بات وہ کر رہے ہیں اور اچھے راستے پر بات جا رہی ہے تو پھر اس کا فائدہ کیوں نہ اٹھایا جائے۔ اب اس کو dispose of کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار میاں عبدالستار ' حاجی مقصود احمد بٹ ' میاں معراج دین صاحب کی ہے۔ یہ بھی آج کے دن کے لیے ہی ملتوی ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ یہ پیش ہوگئی تھی اور اس پر آپ نے چاہا تھا کہ آپ اس پر مزید بات کریں گے اور اخبارات میں بھی اس پر کافی بات چیت ہے۔ یہ وہ انڈین سمگلرز کا اور کپڑے کا معاملہ ہے۔ جس پر میں نے گزارش کی تھی اور آپ نے کہا تھا کہ آپ کو کچھ معلومات چاہییں۔

لاہور میں بھارتی باشندوں کی غیر قانونی سرگرمیاں

(----------جاری)

وزیر قانون: جناب والا! عام طور پر سمگلرز نہیں بلکہ پاسپورٹ پر انڈینز قانونی طور پر پاکستان آتے ہیں اور کچھ قوانین کے تحت کچھ محدود مالی حیثیت کی اشیاء از قسم کی پان یا پارچہ جات کچھ ایسی چیزیں وہ پاکستان لاتے ہیں۔ جن میں کسی حد تک قانون کی اجازت بھی ہوتی ہے۔ کسٹم کے عملے اور بارڈر سے ہو کر لاہور میں آتے ہیں تو ان کے پاس پارچہ جات، پان اور اس قسم کی اشیاء ہوتی ہیں۔ یہ ایک طریقہ بنا ہوا ہے کہ وہ کشمیری گیٹ، دہلی گیٹ وغیرہ کے اندر چند دکانداروں کو بیچ کر کچھ اشیاء جو پاکستان کی ہیں اور ہندوستان میں مقبول ہیں، وہ لے جاتے ہیں۔ یہ ایک محدود حد تک بات ہوتی ہے۔ اس میں کوئی بڑے پیمانے پر یا اس میں کوئی اسلحہ یا اس قسم کی چیزیں نہیں ہوتیں۔ میں نے بھی اخبار میں ایک تصویر دیکھی تھی شاید آپ نے بھی ملاحظہ کی ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ دکانداروں کا اور ان ہندوستان سے آنے ہوئے لوگوں کا آپس میں لین دین ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جس پر میں نے کل بات کی تھی کہ دکاندار بھی ذمہ داری کا ثبوت دیں۔

وزیر قانون: یہ نہیں کہ میں پولیس کا دفاع کرنے کے لیے منتھلی کی بات کر رہا ہوں۔ منتھلی تو وہ لوگ دیتے ہیں جن کا مستقل ایک کاروبار ہو۔ ایک شخص جو چند روز کے لیے پاکستان آتا ہے اور کچھ بیچ کر اور کچھ خرید کر چلا جاتا ہے وہ تو منتھلی نہیں دے سکتا۔ اس لیے یہاں منتھلی کی بات نہیں ہے۔ لیکن کسی محدود حد تک یہ سلسلہ کافی عرصہ سے چل رہا ہے۔ یہ ہمارے اپنے فرائض میں شامل ہے، دکانداروں کی حد تک یہ بات شامل ہے اور جیسے حاجی مقصود احمد بٹ صاحب تاجروں کے صدر بھی ہیں اور بقول ان کے ان کی بات مانی بھی جاتی ہے۔ اگر وہ ہڑتال کی کال دیتے ہیں تو پورا بازار بند ہو جاتا ہے، اور جو دکان کھولنا چاہتا ہے اسے بھی نہیں کھولنے دیتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس سے زیادہ وہ خود مؤثر ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر ایسا سمجھ لیا جائے کہ جو حصہ پولیس کے کرنے کا ہے تو پولیس کو ہدایت کر دی جائے کہ وہ بھی اس کا خیال کریں اور جو حصہ دکانداروں کے کرنے کا ہے وہ اس ذمہ داری کا احساس کریں۔

وزیر قانون، اس کے لیے مزید سختی کر دی جاتی ہے۔ جب کافی عرصے کے بعد سختی نرم ہوتی ہے تو یہ کاروبار تھوڑا بڑھ جاتا ہے۔ اس کو روکنے کے لیے پورے اقدام کیے جائیں گے اور اگر اس میں پولیس کے اہلکار ملوث ہیں تو ان سے بھی باز پرس کی جائے گی۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ جی میاں صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جیسے میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ وہ پاسپورٹ کے مطابق قواعد و ضوابط کے مطابق کپڑا یا چیزیں لاتے ہیں لیکن میں یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ یہ غلط ہے۔ اگر وہ اتنا کپڑا لائیں تو وہ ایک دکان پر رکھ کر اتنا کپڑا dispose of نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ نوائے وقت اخبار میں وہ فوٹو بھی چھپا تھا اور وہ سکھ دکاندار کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ ہمارا یہ تحریک پیش کرنے کا مقصد صرف یہی تھا کہ وہ یہاں آ کر دکان پر بیٹھ کر کپڑا فروخت کرتے ہیں یا اس قسم کا کاروبار کرتے ہیں۔ وہ پاکستان کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بھی تاجر حضرات ہیں جن کے پاس وہ آتے ہیں، لیکن ہر کاروبار اور ٹریڈ میں کالی بھیڑیں ضرور ہوتی ہیں۔ اگر کسی تاجر نے ان کو اپنے ساتھ بٹھایا ہے تو ہم اس کی تائید نہیں کرتے۔ یہ غلط بات ہے۔ لیکن جس مقصد کے لیے ہم نے تحریک التوائے کار پیش کی تھی۔ اس میں یہ الفاظ بالکل صاف طور پر واضح عرض کیے ہیں کہ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں اندرون دہلی گیٹ اور اس سے ملحقہ کشمیری بازار میں بھارتی کپڑے کی سمگلنگ کی آڑ میں سکھوں اور ہندوؤں نے اپنے پیر جمانا شروع کر دیے ہیں۔ ایک طرف ان بھارتی باشندوں نے متذکرہ بازاروں کے بیشتر تاجروں کو اپنا مقروض بنا رکھا ہے تو دوسری جانب کپڑے کی سمگلنگ کی آڑ میں منشیات اور بارود یہاں پہنچایا جا رہا ہے۔

جناب والا! ایک طرف تو ہم "را" کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ "را" کے ایجنٹ ہیں۔ اس میں کچھ اور بھی قباحتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اس غرض سے ہم نے اسے پیش کیا تھا۔ جو منتھلی کی بات کرتے ہیں کہ اگر کوئی سکھ یا ہندو openly کسی دکان میں بیٹھ کر .....

(اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میاں صاحب!

میاں معراج دین، میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ جو کپڑا یا چیزیں سمگل ہوتی ہیں۔ یہ ریلوے سٹیشن سے یا واہگہ بارڈر کی سرحدوں سے ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اور بھی کئی چیزیں دیکھی ہیں۔ میری

وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے گزارش یہ ہوگی کہ ہم قطعاً کسی پر الزام تراشی نہیں کر رہے۔ہم تینوں نے اس لیے یہ تحریک پیش کی تھی کہ خدشات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ اس کا تدارک کریں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے اس سلسلے میں پہلے بھی عرض کی ہے۔ کہ جہاں تک اس کو روکنے کی بات ہے کہ یہ بات آگے نہ بڑھے مزید اقدامات کیے جائیں گے۔ میں میاں صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس طرف نشاندہی کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر موصوف کی یقین دہانی کے بعد آپ کیا کہتے ہیں۔

میاں معراج دین ، میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ اس میں جتنی احتیاط کی جائے کم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر موصوف کی یقین دہانی کے بعد میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔ اگلی صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری کی ہے۔ جناب شرقپوری تشریف نہیں رکھتے۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، اگر اسے pending کر لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ وہ آنے والے ہیں ' ابھی نیچے تھے۔ وہ ابھی آ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آ رہے ہیں کا مطلب نہیں ہے' اگر وہ لابی میں ہیں تو آ جائیں۔ کیونکہ صاحبزادہ صاحب یہاں پر تشریف نہیں لا سکے تو میں ان کی غیر حاضری کی بنیاد پر ان کی تحریک کو dispose of کرتا ہوں۔ اگلی چودھری اختر رسول کی ہے۔ چودھری اختر رسول کبھی اس ہاؤس میں نہیں دیکھے نیریت تو ہے۔

میاں فضل حق ، آج آئے ہوئے ہیں۔ منسٹر C & W سکندر حیات کے ساتھ اسمبلی میں ان کے آفس میں چودھری اختر رسول اور ارشد عمران سہری کی میٹنگ ہو رہی ہے۔ اگر کہیں اور دو منٹ دے دیں تو انھیں بلا لوں۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ جو نمبر 31 ہے اس کے سلسلے میں میں یہ عرض کر دوں کہ لوکل گورنمنٹ کو ہم نے 25 تاریخ کے لیے زیر بحث رکھا ہے۔اس لیے 61 کے تحت ویسے ہی یہ نہیں آ سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ آپ نے بحث کے لیے رکھا ہوا ہے۔؟

وزیر قانون، جی 25 تاریخ کے لیے رکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو پھر hit ہو گئی۔ یہ نشانے پر آ گئی ہے۔اب ہم آگے چلتے ہیں۔ اب 32

جناب سید تابش الوری صاحب کی ہے۔

سمال انڈسٹریز کارپوریشن پنجاب کی نااہلی اور خسارہ

سید تابش الوری ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سمال انڈسٹریز کارپوریشن پنجاب مفلوج ہو کر رہ گئی ہے مدت سے اس نے نئے صنعتی یونٹوں اور قرضوں کا کام بند کر رکھا ہے۔ وہ تقریباً ایک ارب روپے کی مقروض ہے اور اس وجہ سے قرضے دینے کی بجائے صرف قرضے واپس لینے تک محدود ہو گئی ہے کارپوریشن کی طویل و عریض انتظامیہ ترقیاتی کام کے بغیر مفت کی تنخواہیں لینے میں مگن ہے اور کروڑوں روپے کے خسارے کے ساتھ سفید ہاتھی بن کر رہ گئی ہے ۔ روزنامہ "خبریں" مورخہ 9 ستمبر 1996ء کے مطابق وزیر اعلیٰ نے کارپوریشن کے فنڈز روکے ہوئے ہیں اور کہا ہے کہ نئے فنڈز تب ملیں گے جب کارپوریشن منافع دکھائے گی۔ چھوٹی صنعتوں کے فروغ میں سمال انڈسٹریز کارپوریشن کی نا اہلی اور حکومت کی ناکامی سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور غم وہ غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی وزیر قانون ما عبدالرحمٰن کھر صاحب۔ وزیر قانون!

وزیر قانون ، جناب والا! پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے متعلق کسی غلط فہمی کی بنیاد پر یہ سمجھا گیا ہے کہ اس کا کام صرف قرضے بانٹنا اور وصول کرنا ہے۔ یہ ادارہ قرضوں کے علاوہ ایسے کاموں میں مصروف ہے جس سے چھوٹی صنعتوں کی حوصلہ افزائی ہو اور ان کو مزید ترقی ہو۔ صنعتی علاقوں کا قیام جن میں مکمل سہولیات کی فراہمی' ایسے سنٹروں کا قیام جس میں صنعت کاروں کو جدید سہولیات مہیا کی گئی ہوں جس کے ذریعے وہ مال کو تکنیکی لحاظ سے بہتر سے بہتر شکل دے سکیں اور اپنی پیداوار کو مزید بہتر کوالٹی میں تبدیل کر سکیں۔ روایتی دست کاریوں کا ترقیاتی پروگرام جس میں جدید اور پرانی طرزوں کے امتزاج سے نئے نمونے بنانا شامل ہے۔ یہ کارپوریشن اپنے چار بڑے اور اہم پروگراموں پر عمل پیرا ہے جس میں تقریباً ہر ضلعی صدر مقام پر نئی صنعتی بستیاں بنانا' سنٹروں کو چلانا۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا۔ قرضے دینے کے علاوہ اس کا یہ بھی کام ہے اس لیے اسے معطل نہیں کیا جا سکتا۔

جہاں تک قرضوں کی واپسی کی بات ہے' اس وقت تک قرضوں کی واپسی کی شرح ۶۴ فی صد ہے جو کہ باقی مالیاتی اداروں کی نسبت بہت بہتر ہے۔ جہاں تک کارپوریشن کے مقروض ہونے کا سوال ہے یہ محض مفروضہ ہے اور غلط اطلاع پر مبنی ہے۔ کارپوریشن ۳۰۔ جون ۱۹۹۶ء تک واجب الادا تمام اصل زر بمع مارک اپ ۸۰ کروڑ روپے کمرشل بنکوں کو ادا کر چکی ہے جو کہ ایک غیر معمولی کارکردگی کا مظہر ہے۔ باوجود اس کے کارپوریشن کے دوسرے مالیاتی اداروں کے برعکس کوئی واضح سرکاری سہولیات تحفظ میسر نہ ہے۔ تحریک التواء کے برعکس کارپوریشن اب بھی اپنے وسائل کے مطابق ایسی صنعتی یونٹوں کو قرضے جاری کر رہی ہے جو کہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں۔ صرف قرضوں سے متعلق عملہ قرضوں کی واپسی کے لیے پوری طرح کوشاں ہے۔

محترم محرک کا یہ کہنا غلط ہے کہ کارپوریشن ایک ارب کی مقروض ہے۔ حقیقی صورت حال یہ ہے کہ کارپوریشن نے حکومت پنجاب کی باقاعدہ منظوری اور ضمانت کے تحت سٹیٹ بنک آف پاکستان کے ذریعے اور بنک آف پنجاب سے مختلف اوقات میں قرضہ جات حاصل کیے ہیں جو کہ باقاعدہ معاہدوں کے تحت آتے ہیں۔ یہ قرضہ جات چھوٹے صنعت کاروں کو رعایتی شرح پر صنعتی یونٹ لگانے کے لیے فراہم کیے گئے ہیں۔ اور باقاعدہ ان کارخانہ جات کے اثاثہ جات کارپوریشن کے پاس رہن کی صورت میں موجود ہیں جن کی مالیت ادا شدہ قرضہ جات کی مالیت سے تقریباً دگنا ہے۔ کارپوریشن نے ایسے تمام قرضہ جات بنکوں کو مقرر کردہ شیڈول کے مطابق بروقت اصل زر بمع مارک اپ ادا کیے ہیں۔ ابھی تک اس سلسلے میں کارپوریشن بنکوں کی کسی طریقے پر بھی باقی دار نہیں ہے۔ باقی ماندہ بنکوں کے قرضہ جات کی ادائیگی کا عرصہ ۲۰۰۴ء سے آگے جاتا ہے جو کہ کارپوریشن کے قرضہ معاہدے کے مطابق' بنکوں کے شیڈول کے مطابق ادا کر دیا جائے گا۔ اگر اب تک کارپوریشن اس معاملے میں کامیاب رہی ہے تو آئندہ اس کی ناکامی کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ چونکہ اس وقت حکومت کا زور قرضوں کو بروقت اور پوری وصولی پر ہے اس لیے کارپوریشن نے بھی اپنے عملے کو ہدف دے دیے ہیں جو کہ اس وقت تک پورے ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ جہاں تک اخبار کی خبر کا حوالہ ہے' یہ سیاق و سباق سے ہٹ کر ہے۔ اس میں پوری طرح اطلاع محرک کو نہیں۔ اس کے علاوہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اب بھی اپنے وسائل کے مطابق چھوٹی صنعتوں اور دیگر چھوٹے کارخانہ داروں کو قرضے جاری کر رہی ہے۔ پچھلے دو تین ماہ کے دوران ۳۲ لاکھ روپے کے قرضہ جات دیے گئے۔ پچھلے دو سال کے

دوران گیارہ سو پچاس چھوٹے کارخانہ داروں کو چھ کروڑ اٹھاون لاکھ روپے بطور قرضہ دیے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ محترم وزیر قانون نے کارپوریشن کی جانب سے لکھی ہوئی ایک تحریر [*****] پڑھ کر سنا دی۔ جب کہ میں نے الزام یہ لگایا ہے کہ خود وزیر اعلیٰ نے سمال انڈسٹریز کارپوریشن کی نااہلی کے پیش نظر ان کے فنڈ روک دیے ہیں۔ اگر وہ سارا کام بہت عمدہ ہو رہا تھا تو وزیر اعلیٰ کو شاباش دے کر انھیں مزید فنڈ دینے چاہییں تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش صاحب! آپ تو ساری بات جانتے ہیں کہ اگر میں اس کو admit بھی کروں تو میرے خیال ۶۲ آدمی نہیں ہیں جو اس کے حق میں کھڑے ہو جائیں گے۔

سید تابش الوری، سر! میں نے آپ کی بات کو سنا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے کہا ہے کہ اگر میں اس کو in order بھی قرار دے دوں تو اس کے لیے ۶۲ آدمیوں کے کھڑے ہونے کی requirement ہے۔ یہ آپ تو جانتے ہیں۔ تو یہ مسئلہ ٹھیک نہیں ہو گا۔

سید تابش الوری، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ تحریک التواء کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس مسئلے کو آپ کے سامنے اور ہاؤس کے سامنے اور عوام کے سامنے پوری شدت سے اٹھایا جائے تاکہ اصلاح احوال ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے کافی پڑھا ہے۔ میں نے بھی سنا' آپ نے بھی۔ لاء منسٹر صاحب! آپ اس بارے میں فاضل رکن کو مزید یقین دہانی کرائیں۔۔۔۔۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کارپوریشن تو سفید ہاتھی بن چکی ہے۔ اس کو ختم کرنا ہے۔ جب کہ حکومت کروڑوں روپے اس کے اوپر صرف کیے چلی جا رہی ہے۔ محکمہ صنعت و حرفت کے ٹکڑے کر کے تین وزیر بنا دیے گئے ہیں۔ ایک وزیر صنعت ہے' ایک وزیر سمال انڈسٹریز ہے' ایک وزیر معدنیات ہے۔ اور تینوں وزیروں کے پاس کوئی کام نہیں ہے۔ جناب والا! پنجاب کا صوبہ صنعت کے سلسلے میں پس ماندگی کا شکار ہو رہا ہے۔ ۷۰ فی صد بڑے کارخانے بند ہو گئے ہیں اور تین سال سے انھوں نے ایک یونٹ بھی نیا قائم نہیں کیا اور کارپوریشن کی سربراہی ایک سیاسی خاتون کے

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

سپرد کر دی گئی ہے جن کا سمال انڈسٹریز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو یہ خزانے کو لوٹنے کا عمل ہے۔ جس پر میں چاہتا ہوں' آپ نے ہمیشہ توجہ دی ہے کہ جب ایسے اداروں کے متعلق کوئی بات سامنے لائی جائے جو محض تنخواہیں لے رہے ہیں اور مفت کی تنخواہیں لے کر کوئی کام نہیں کر رہے ان اداروں کو بند کرنا چاہیے۔ یا ان کو مفید بنانے کے لیے وہاں اصلاحی اقدامات کرنے چاہییں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات سنیں۔ اگر آپ کو ان محکموں کا نگران بنا دیا جائے تو آپ وہ قبول کرتے ہیں؟

سید تابش الوری، میں یہی عرض کر رہا ہوں جو آدمی جس کام کے قابل ہے' اس کو نگران بنایا جائے۔ مجھے افسوس ہے کہ عبد الرحمٰن کھر جیسے ایک dashing نوجوان کی شادی ایک مفلوج ادارے سے کر دی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب کی اس بات کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! محترم تابش الوری صاحب سننے کے بجائے [*****] وہ بات سنتے نہیں ہیں۔ میں نے اعداد و شمار سے یہ بات کی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش صاحب نے جو الفاظ کہے تھے' میرے خیال میں وہ اچھے الفاظ تھے۔

سید تابش الوری، میں نے تو محاورہ استعمال کیا تھا کہ [*****] کی طرح۔

جناب ڈپٹی سپیکر، [*****] کچھ بہتر پرندہ ہے [*****] سے۔

وزیر سمال انڈسٹریز (ملک عبدالرحمٰن کھر)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر سمال انڈسٹریز: جناب سپیکر! اگر مجھے تھوڑی سی اجازت دیں تو میں تابش الوری صاحب کو سمال انڈسٹریز کے بارے میں تھوڑا سا بریف دینا چاہوں گا۔ اگر یہ میرے پاس تشریف لائیں تو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے سمال انڈسٹریز میں سیلف ایمپلائمنٹ پر کتنی سکیمیں شروع کی ہیں اور کتنی sites ہم نے develop کی ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں ہم نے اسلام آباد میں منسٹر انڈسٹریز کے ساتھ میٹنگ کر کے EPZ Zone پنجاب میں ہم بنوا رہے ہیں۔ اور اس سے آپ انشاء اللہ اگلے مہینے دیکھیں

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

گے کہ کتنی انڈسٹری۔۔۔۔ اور جیسے یہ فرما رہے ہیں کہ ۷۵ فی صد انڈسٹری بند ہو چکی ہے تو سر! اس میں سمال انڈسٹری کا کوئی رول نہیں ہے۔ سمال انڈسٹری کا ایک یونٹ بھی بند نہیں ہوا بلکہ اور یونٹ لگ رہے ہیں۔ اور ہم کم از کم ہر ضلع لیول پر industrial estates بنانے کے لیے کوشش کر رہے ہیں کہ ہر جگہ پر state بنے اور لوگوں کو حکومت سے سہولیات لے کر دی جائیں جس سے لوگ انڈسٹری لگا سکیں اور دوسرا ہمارا یہ problem تھا جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے ان کے کوئی فنڈز روکے ہیں۔ یہ حقیقت نہیں ہے' یہ صرف اخباری خبر ہے۔ ہم ان کو بریفنگ دینے گئے تھے کہ ہماری جو پوزیشن ہے' جو ہم نے سٹیٹ بینک سے loan لیا ہوا ہے اس کی پوزیشن اس وقت یہ ہے کہ ہم 64 % ریکوری کر چکے ہیں۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی requirement جو تھی وہ 85% ریکوری کرنے کی تھی۔ تو ہم نے ان کو یہ بتایا کہ جب تک ہمیں آپ اور گارنٹی نہیں دیں گے تو ہم آگے loaning نہیں کر سکیں گے۔ یہ اس کی بریفنگ تھی۔ اب آپ فرما رہے ہیں اخبار میں آیا ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے and روک دی ہے۔ ہمیں تو پہلے بھی and نہیں مل رہی اور تمام انڈسٹری اپنی self finances پر کام کر رہی ہے اور ہم اس کی ریکوری کر کے کوشش یہ کر رہے ہیں کہ سمال انڈسٹری لیول پر اس قسم کے مواقع مہیا کریں کہ یہ جو jobs کی problem ہے یہ بھی حل ہو سکے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس تشریف لائیں اور میں ان کو بتاؤں کہ سمال انڈسٹری کتنا فعال رول ادا کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون اور وزیر موصوف کی اس یقین دہانی کے بعد میں ---

سید تابش الوری: جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بہاول پور سمال انڈسٹری کی سٹیٹ میں ۷۰ فیصدی یونٹ بند پڑے ہوئے ہیں۔ اگر وزیر موصوف کے پاس کوئی اختیار ہے اور کارپوریشن واقعی کوئی فعال ہے تو ان ۷۰ فیصدی مردہ یونٹوں کو تو پہلے زندہ کر لیں' جیسے بہاول پور میں ہے۔ مجھے افسوس یہ ہے کہ ہم حقائق پیش کرتے ہیں ***** جناب والا! ہمیں حقائق کو جاننے کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ لفظ بھی expunge کر دیے جائیں۔ تو اس یقین دہانی کے بعد میں اس تحریک التواء کو dispose of کرتا ہوں۔

سید تابش الوری: جناب والا! اگر یہ حذف ہوں گے تو کوے کی کائیں کائیں بھی حذف ہو گی۔ یہ

*** (حکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

نہیں ہو سکتا کہ اگر آپ ایک محاورے کو اجازت دیں تو دوسرے کو اجازت نہ دیں۔ میں نے بھی ایک محاورہ عرض کیا ہے۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں نے بھی ایک محاورہ عرض کیا ہے۔ اگر ان کا محاورہ جائز ہے تو میرا بھی یہ محاورہ جائز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے یہ سارے expunge کر دیے ہیں۔ یہ جو آوازوں کا مقابلہ شروع ہو گیا تھا وہ میں نے expunge کر دیا ہے۔۔۔۔ جی شوکت داؤد صاحب!

چودھری شوکت داؤد، شکریہ جناب سپیکر! میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے توسط سے information لینا چاہوں گا جیسا کہ کھر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم پورے پنجاب میں انڈسٹری کو develop کرنے کے لیے انڈسٹریل سٹیٹ بنا رہے ہیں۔ تو صادق آباد اور رحیم یار خان میں پچھلے دنوں ایک انڈسٹریل سٹیٹ بنائی جا رہی تھی۔ اس کے لیے انھوں نے صادق آباد تحصیل میں چک ۵ ایم۔ پی کا رقبہ مختص کیا تھا۔ وہاں کی رپورٹس آئیں تھیں۔ بعض لوگ اس کو سیاسی طور پر خانپور یا کسی اور جگہ جو non-feasible area تھا اس کے لیے کر رہے تھے۔ تو میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ اگر آپ حکم فرمائیں تو اس کے متعلق منسٹر صاحب information دے دیں۔

ایک معزز رکن، جناب والا! کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاؤس میں کورم کی نشاندہی کی گئی ہے جو معزز ممبران لابی میں تشریف رکھتے ہیں وہ اندر تشریف لے آئیں تاکہ گنتی کی جا سکے۔

(گنتی کی گئی کورم پورا نہیں تھا)

اجلاس کو پانچ منٹ کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اجلاس پانچ منٹ کے لیے ملتوی کر دیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر، پانچ منٹ گزر گئے ہیں۔ دوبارہ گنتی کی جائے۔

(دوبارہ گنتی کی گئی)

ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اجلاس پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

(کورم کی نشان دہی پر 15 منٹ کے وقفے کے بعد)

جناب ڈپٹی سپیکر : جو فاضل اراکین لابی میں ہیں وہ ہاؤس کے اندر تشریف لے آئیں تاکہ گنتی کا آغاز کیا جائے۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے۔ اس لیے اجلاس کو کل صبح 10 بجے تک adjourn کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اڑتیسواں اجلاس)

جمعرات' 19 ستمبر 1996ء

(پنج شنبہ' 5 جمادی الاوّل 1417ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بج کر 2 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ پیش کرنے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ
مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ
يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ
اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ
مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ
الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ ﴿٨٥﴾ سورۃ البقرہ آیت 85

پھر تم وہی ہو کہ اپنوں کو قتل بھی کر دیتے ہو اور اپنے میں سے بعض لوگوں پر گناہ اور ظلم سے چڑھائی کر کے انہیں وطن سے نکال بھی دیتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آئیں تو بدلہ دے کر ان کو چھڑا بھی لیتے ہو حالانکہ ان کا نکال دینا ہی تم کو حرام تھا (یہ) کیا (بات ہے کہ) تم کتاب (خدا) کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کیے دیتے ہو تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیے جائیں اور جو کام تم کرتے ہو خدا ان سے غافل نہیں۔

وما علینا الا البلاغ۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی :جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی چشتی صاحب فرمائیے۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی : جناب والا ! میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ قاری صداقت صاحب نے پوری دنیا میں ہمارے ملک کا وقار بلند کیا ہے اور جب یہاں وہ تلاوت کرتے ہیں تو معزز ایم پی اے حضرات ان کی قرأت سے وجد میں آتے ہیں۔ میں نے اور جناب شاہ صاحب نے ایک دفعہ پہلے بھی یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا اور آپ نے بڑی مہربانی فرماتے ہوئے وعدہ کیا تھا کہ ہم انھیں اعزاز دیں گے ' عزت دیں گے لیکن جناب والا ! آج تک اس پر کچھ عمل نہیں ہوا۔ لہٰذا میری عرض ہے کہ اس پر تھوڑی سی توجہ فرمائی جائے ۔

وزیر صحت : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمائیے ۔

ملک محمد قاسم سینیٹر کے لیے فاتحہ خوانی

وزیرصحت(اربن) : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ملک قاسم صاحب اللہ کو پیارے ہوئے ہیں ۔ ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے اور انھیں خراج تحسین بھی پیش کیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ابھی ان کا نماز جنازہ ملک پورے میں 11 بجے ہونا ہے۔

وزیر صحت(اربن) : نماز جنازہ تو ہو چکی اور اب فاتحہ خوانی ہو سکتی ہے کیونکہ کل بھی نماز جنازہ کے بعد دعا ہوئی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں یہاں تو ہو گیا لیکن ان کے آبائی گاؤں ملک پورے میں آج 11 بجے نماز جنازہ ہے۔ عارف حسین بخاری صاحب! ہم ملک قاسم صاحب کے لیے فاتحہ خوانی کرنا چاہتے ہیں۔ پوزیشن یہ ہے کہ یہاں ان کی نماز جنازہ ہو گئی ہے لیکن ان کے گاؤں ملک پورے میں آج 11 بجے نماز جنازہ ہو گی تو کیا ان کے لیے آج ہم یہاں فاتحہ پڑھ سکتے ہیں۔ اس بارے میں آپ اسلامی نقطہ نظر سے روشنی ڈالیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، جناب والا! صورت حال یہ ہے کہ ایصال ثواب تو کسی وقت بھی ہو سکتا ہے لیکن رواج یہ ہے کہ دفن کے بعد لوگ ایصال ثواب کے لیے فاتحہ پڑھتے ہیں لیکن شرعی طور پر

کوئی حرج نہیں کیونکہ جو بعد نماز جنازہ دعا کی جاتی ہے تو اس بعد نماز جنازہ دعا میں بھی ایصال ثواب ہی ہوتا ہے کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دے۔ اس لیے ایصال ثواب میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو ملک قاسم صاحب واقعی اس ملک میں جمہوریت پسند شخص تھے۔ ان کی struggle جمہوریت کے لیے کافی ہے۔ وہ ایک نڈر شخص اور ایک دیانت دار شخص تھے۔ وہ قومی اسمبلی کے رکن بھی رہے اور وہ اب سینٹ کے رکن اور قائد ایوان بھی تھے۔ ان کا تعلق بھی میرے ضلعے سے تھا ۔ میں ان کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ بڑے شریف النفس تھے ان کی ذات پر کسی قسم کی کوئی بدعنوانی یا انگشت نمائی نہیں کی جا سکتی لہٰذا میری درخواست ہے کہ ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

توجہ دلاؤ نوٹس کو ملتوی کرنا

جناب ڈپٹی سپیکر ، آج وقفہ سوالات نہیں کیونکہ جمعرات کا دن ہے Call Attention Notice ہوتا ہے اس بارے میں وزیر قانون صاحب! آپ بتائیں۔

وزیر قانون، جناب والا! سپیکر صاحب سے بات ہوئی تھی کہ ایک مصروفیت کی وجہ سے وزیر اعلیٰ صاحب available نہیں تھے تو انھوں نے فرمایا تھا کہ آئندہ Call Attention Notice پر double time رکھ لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یعنی پیر کو دو وہ سوال اور دو یہ چار سوال ہوں گے ۔

وزیر قانون ، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو میرے خیال میں کوئی حرج نہیں۔

جناب محمد بشارت راجہ ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی' راجہ بشارت صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

جناب محمد بشارت راجہ ، جناب سپیکر! یہ بات اس ایوان کے علم میں ہے اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ ہی نے اس سے پہلے بھی اس بات کا notice لیا تھا کہ جب بھی Call Attention

Notice کا وقت مقرر ہو تو اس وقت پر وزیر اعلیٰ صاحب کو یہاں پر تشریف لانا چاہیے اور آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر ان کی کوئی سرکاری مصروفیت ہو تو اس سے جناب سپیکر کو قبل از وقت مطلع کر دیا جائے تاکہ وہ اس سلسلے میں اپوزیشن کو بھی اعتماد میں لے لیں اور کوئی نیا وقت مقرر کر دیا جائے ۔لیکن مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ان کی آج کی مصروفیت کوئی سرکاری مصروفیت نہیں ہے ۔ آج کے اخبارات میں یہ خبر چھپی ہے کہ انھوں نے وزیر اعلیٰ سرحد کو دعوت دی ہوئی ہے اور وہ بٹیروں کا شکار کھیلنے جا رہے ہیں ۔میں یہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ سارے اخبارات میں خبر چھپی ہے اگر یہ بات غلط ہے تو پھر اخبارات سے اس بات کی جواب طلبی کی جا سکتی ہے۔ میں اپنی معلومات اخبارات کے حوالے سے عرض کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایوان چل رہا ہے اور جناب وزیر اعلیٰ کو اس بات کا علم تھا کہ آج اس ایوان میں Call Attention Notice آنا ہے۔ یہ کوئی آج کا پروگرام نہیں ہے بلکہ اجلاس کا ایجنڈا کتنے دن پہلے طے ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وقت پر آ کر وزیر اعلیٰ کا اس طرح پروگرام ملتوی کرنا اور ایوان کی کارروائی سے فرار حاصل کرنا کسی بھی لحاظ سے قابل تحسین نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : لاء منسٹر صاحب ایک بات تو یہ بتائیں کہ انھوں نے کل رامے صاحب سے کیا بات کی ؟

وزیر قانون : جناب والا ! میں ساری بات آپ کو عرض کرتا ہوں کہ آج اسلام آباد میں ایک میٹنگ تھی جس میں میں نے بھی جانا تھا لیکن اب وہ میٹنگ نہیں ہو رہی ۔ کل وزیر اعلیٰ صاحب علیل بھی ہو گئے تھے اور شاید آپ کو بھی علم ہو گا کہ وہ اسی وجہ سے ملک قاسم صاحب کے جنازے میں بھی نہیں پہنچ سکے اگر آج میٹنگ بھی ہوتی تو اس کے لیے بھی انھوں نے علالت کی وجہ سے معذرت کر لی ہوئی تھی۔ اس لیے جو adjournment مانگی تھی وہ میٹنگ کے لیے مانگی تھی لیکن علالت کی وجہ سے وہ میٹنگ پر بھی نہیں جا رہے تھے جو کہ کینسل ہو گئی اس لیے کوئی ایسی بات نہیں ہے اور نہ ہی وہ ادھر آنے سے گریز کرتے ہیں۔ یہ اصول بھی ہے اور ایک روایت بھی ہے کہ اگر قائد ایوان کسی وجہ سے نہ آ سکیں تو وہ adjourn کر دیتے ہیں۔ ہم تو اس کے لیے بھی تیار ہیں کہ اس دن وہ سب سوالوں کے جواب دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا انھوں نے راجے صاحب کو بھی مطلع کر دیا تھا؟

وزیر قانون، جی ہاں بالکل کر دیا تھا۔ انھوں نے بھی مطلع کیا پھر میں نے بھی ان کا پیغام پہنچایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو راجہ بشارت صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر اس حد تک درست ہے کہ واقعی ہمارا ہاؤس سب باتوں سے supreme ہے تو یہاں پر ہم سب کو اپنی حاضری یقینی بنانی چاہیے لیکن اگر بیماری آ جائے تو وہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ خدا ان کو صحت یاب کرے اور اسی طرح مصروفیات جاری رکھیں۔ بہر حال Call Attention Notice ہفتے میں دو دن ہی آتا ہے اس لیے وزیر اعلیٰ کو کم از کم اس دن ضرور آنا چاہیے۔ مہربانی شکریہ

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ برطانیہ کی پارلیمنٹ میں لیڈر آف دی ہاؤس کو ہفتے میں تین دفعہ سوالوں کے جواب دینے کا پابند کیا گیا ہے۔ انھوں نے تو سوالوں کے جواب کبھی دیے ہی نہیں یہ تو Call Attention Notice ہے جو لاء اینڈ آرڈر کے اہم ترین واقعات سے متعلق ہوتا ہے اگر انھیں بھی اس طرح سے نظر انداز کیا جائے تو پھر عوامی معاملات میں حکومت کی جو بے حسی ہے وہ بہت قابل افسوس ہو جاتی ہے۔ اس لیے جیسے آپ نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ ہاؤس supreme ہے اور وزیر اعلیٰ اس کے سامنے جوابدہ ہیں ہاؤس وزیر اعلیٰ کے سامنے جوابدہ نہیں ہے۔ ہم ان traditions کو بہتر بنانا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی بات درست ہے اور میں بھی اسی بات کا قائل ہوں لیکن بعض دفعہ کچھ ایسے ناگزیر حالات آ جاتے ہیں۔ بہر حال اگر بیماری ہے تو انھوں نے کل سپیکر کو بھی بتایا ہے۔ جی چیمبر صاحب!

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ برطانیہ میں قائد حزب اختلاف کتنے روز آتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی بات تابش الوری اور کھوسہ صاحب کے لیے ضروری کہوں گا کہ قائد ایوان کی تو مصروفیات بھی ہوتی ہیں لیکن آنا ان کو بھی چاہیے ضرور آنا چاہیے لیکن اب تو ہمارے قائد حزب اختلاف بھی عید کا چاند بن گئے ہیں۔ سچی بات ہے پہلے تو وہ باہر رہے اگر اب بھی آتے ہیں تو ان کا طریقہ کار بھی اسی طرح ہے جس طرح قائد ایوان شاذ و نادر آتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ کی اس observation پر مجھے اس حد تک ----

وزیر پارلیمانی امور، جناب والا!---

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! ان کو کہیں کہ پہلے یہ بول لیں - ان کو اتنی تمیز بھی نہیں ہے کہ جب آپ نے فلور مجھے دیا ہوا ہے تو وہ سیٹ پر بیٹھ کر بولے جا رہے ہیں اور بلا وجہ جناب نکئی صاحب کی خوشامد میں لگے رہتے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ نے قائد حزب اختلاف کے بارے میں کہا ہے اور میں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ شاید آپ کو علم نہ ہو کیونکہ اب آپ کا ان سے تعلق نہیں رہا کسی زمانے میں تھا۔ میاں شہباز شریف صاحب کے والد علیل ہیں اور ان کی کیفیت ایسی ہے کہ ان کو ڈاکٹرز کی constant attendance چاہیے یہاں سے ڈاکٹرز جا رہے ہیں کیونکہ انھوں نے مری میں قیام کیا ہوا ہے۔ ان کا میرے ساتھ اور باقی ممبران کے ساتھ مسلسل ٹیلی فون پر رابطہ ہے ہم انھیں کارروائی سے آگاہ کرتے ہیں تو یہاں یہ observation دینا کہ وہ ہاؤس میں نہیں آتے یہ مناسب نہیں ہے۔ ہر مسلمان کے لیے فرض اولین والدین کی خدمت کرنا ہے وہ نبھا رہے ہیں اور ہم نے ان کی غیر حاضری میں اپوزیشن کی طرف سے کوئی کمی نہیں آنے دی۔ آپ نے کل ان کا مظاہرہ دیکھ لیا کہ اجلاس ان کا بلایا ہوا ہے اور اگر ہمارے بنچز سے ایک ممبر نے کورم پوائنٹ آؤٹ کر دیا تو وزراء اپنے ایم پی ایز کو اشاروں سے باہر بھیج رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب! آپ بہتر جانتے ہیں کہ آپ نے ایک نکتے پر پوائنٹ آف آرڈر کیا لیکن آپ نے دوسرا نکتہ بھی شروع کر دیا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا کہ جو وزیر اعلیٰ بیر کے شکار پر چلا جائے اور لاءمنسٹر کی طرف سے یہاں عذر یہ پیش کیا جائے کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے یہ مناسب نہیں ہے۔ وہ رات کی کارروائیاں چھوڑ دیں تو صبح ان کی طبیعت ٹھیک ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ ایک منٹ میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ والدین کی عزت و احترام اسلام میں بہت زیادہ ہے میں اس کا قائل ہوں کھوسہ صاحب کی بات جائز ہے لیکن حقوق العباد بھی ہوتے ہیں بندوں کے حقوق انسان کے حقوق، ہم جو یہاں آئے ہیں وہ اپنے عوام کے حقوق کے لیے آئے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ ہر وقت اس حالت میں ہیں کہ شہباز شریف وہاں بیٹھے رہتے ہیں یہ بات قطعاً جائز نہیں ہو گی۔ میں آپ کو اپنی بات بتاتا ہوں کہ میں 7 تاریخ سے 17 تک سروسز ہسپتال

میں admit رہا ہوں لیکن میں admit ہونے کے باوجود بھی یہاں پر اپنی ڈیوٹی سر انجام دیتا رہا ہوں (نعرہ ہائے تحسین) لہٰذا آپ کی یہ بات جائز ہے لیکن بہر حال کچھ وقت کے لیے ہم میں سے ہر ایک کو ہاؤس میں آنا چاہیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ نے حقوق العباد کی بات کی ہے اپنے فرائض کی انجام دہی کی بات کی ہے تو میں یہ لازم سمجھتا ہوں کہ یہاں پر یہ وضاحت کر دوں کہ میاں شہباز شریف نے حتی الامکان اپنے فرائض کی انجام دہی کی ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ حالیہ بارش کی تباہیوں میں میاں شہباز شریف بحیثیت رکن اسمبلی جو لاہور شہر سے منتخب ہوئے لاہور کی ایک ایک گلی کوچے میں گئے ہیں۔ relief camp establish کیے ہیں۔ میڈیکل موبائل ٹیمیں بھیجی ہیں۔ موقع پر ادویات فراہم کی گئی ہیں کیونکہ ان کا فرض بنتا تھا۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب! وہاں ایک اور بات ہے لیکن میں نے یہاں ہاؤس کی بات کی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا آپ میری بات پوری طرح سے سن لیں۔ جناب والا! میرے قائد کے کردار پر ایک اعتراض کیا گیا ہے اس لیے میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔ آپ بتائیے کہ وزیر اعلیٰ جو اپنے آپ کو وزیر اعلیٰ کہتے تو ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں وزیر اعلیٰ یا کسی کا مقابلہ نہیں کر رہا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! آپ نے حقوق العباد کی بات کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں ابھی بات کر رہا ہوں میری بات مکمل نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری اجازت کے بغیر آپ کھڑے ہوئے ہیں۔ وزیر قانون صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! وزیر قانون صاحب' وزیر او قاف صاحب' وزیر پارلیمانی امور صاحب' کوئی بھی ان وزراء میں سے آفت زدہ علاقے میں گئے ہوں۔ حقوق العباد سب کے لیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں معزز رکن اسمبلی سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی statement میں اس حد تک ترمیم کریں' جہاں تک میاں شہباز شریف

لاہور کے طوفان زدہ علاقوں میں گئے ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں وہ گئے ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں اور انہیں جانا بھی چاہیے تھا وہ قائد حزب اختلاف ہیں لیکن جہاں تک حکومتی اراکین اور حکومتی وزراء کا تعلق ہے جس میں بشمول میرے اور میری ہماری کیبنٹ کے colleagueہم بھی سارے ایک ایک۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میری کیبنٹ کہہ رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، ہماری کیبنٹ کے اور میرے colleague کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ہم بھی لاہور کی ایک ایک گلی کوچے میں گئے ہیں ۔ عوام کو relief دیا ہے ۔ جہاں تک ان کی انکوائری کا تعلق ہے ہم نے غیر جانبدارانہ طور پر جو جو افسران اس میں ملوث پائے گئے ان کو معطل کیا ہے اور ان کے خلاف باقاعدہ کارروائی کر رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ جہاں تک وزیر اعلیٰ صاحب کا تعلق ہے ' میں نے بھی آج ایک میٹنگ میں جانا تھا actually میٹنگ نہیں ہوئی منسوخ ہو گئی ہے ' اس لیے میں یہاں آیا ہوں ۔ اصل میں وزیر اعلیٰ صاحب کی طبیعت خراب ہے۔ (قطع کلامیاں)۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خاموش No cross talk please

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، اس لیے میں آپ سے یہ درخواست کروں گا اور معزز ایوان سے بھی درخواست کروں گا کہ جس طرح قائد حزب اختلاف میاں شہباز شریف بھی بیمار ہیں اور اپنے والد کی تیمارداری پر مامور ہیں' اسی طرح قائد ایوان بھی بیماری کی وجہ سے ایک دن نہ آئیں تو کوئی بات نہیں ان کو بھی excuse کرنا چاہیے ۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرے خیال میں اب اس چیپٹر کو بند کریں اور آگے چلیں۔ وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے محترم سردار صاحب نے فرمایا ہے کہ جناب میاں شریف صاحب علیل ہیں وہ قائد حزب اختلاف کے والد محترم ہیں ہم بھی ان کے لیے دعا گو ہیں' ہمارے لیے بھی وہ محترم ہیں ہمیشہ ان کی عزت کی ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف دونوں اس ایوان کی محترم شخصیات ہیں اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ کم ازکم میں اور میرے دوسرے جو ساتھی ہیں ہم نے کبھی ان پر ایسا کیچڑ نہیں اچھالا ۔ اس لیے سردار صاحب ہم میں سے سب سے سینئر ترین پارلیمنٹرین ہیں شاید خانزادہ صاحب ان سے سینئر ہوں ' کیونکہ میں 1970ء سے آ رہا ہوں مجھ سے تو یہ سینئر ہیں ۔ اس لیے ان سے میری کم ازکم یہ گزارش ہے کہ وہ جیسے قائد حزب اختلاف کا احترام کروانا چاہتے ہیں ' اگر وہ کروانا چاہتے ہیں تو پھر قائد ایوان کا

بھی احترام کریں اور کوئی ایسے فقرے نہ کسیں جو ان کے شایان شان نہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ اب ہم تحریک استحقاق پر چلتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میں ذاتی وضاحت پر عرض کروں گا کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر : پہلے شاہ نواز چیمہ اس کے بعد کھوسہ صاحب۔

وزیر اوقاف: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بڑے افسوس دی گل اے میں اس دن وی کہیا سی کہ سانوں ایوان دے وچ جھوٹ نہیں مارنا چاہیدا۔ مینوں نہایت افسوس اے حالانکہ اے کہندے نیں قائد حزب اختلاف بہت حاضری دیندے نیں' تین سال توں اجلاس چل رہے نیں تسی حاضریاں کڈ کے دیکھ لو' دوسال تے لندن رہے نیں' چلو جو وی وجوہات سن اس توں بعد جدوں اتھے وی آئے نے او وی دیکھ لو۔ باقی اناں نے میرے متعلق وی فرمایا اے کہ وزیر اوقاف وی انہاں علاقیاں وچ نہیں گئے۔ میں اے وی دس دیاں کہ میں جیہڑی گل منہ وچوں کڈناں او پوری کرناں۔ میں اپنے علاقے وچ جتھے فلڈ آیا اے گلی گلی کوچے کوچے وچ گیاں۔ مینوں بڑا افسوس اے کہ جس وقت میاں نواز شریف صاحب نے کہیا کہ میں وزیر آباد دے اس علاقے وچ جاواں گا دورہ کراں گا۔ اتھے او غریب لوک پانی وچوں لنگ کے آئے تے سارا دن انتظار کردے رہے لیکن میاں صاحب تشریف نہ لے آئے۔ گل او کرنی چاہیدے نے جدے وچ قول و فعل دا تضاد نہ ہوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میرے فاضل دوست اور یہاں میں صحیح معنوں میں فاضل دوست کا لفظ استعمال کر رہا ہوں تکلفاً نہیں۔ میاں افضل حیات صاحب نے کہا ہے کہ ہم قائد حزب اختلاف میاں شہباز شریف کی عزت کرتے ہیں اور احترام کرتے ہیں تو ان کو بھی چاہیے کہ قائد حزب اقتدار کا احترام کریں۔ جناب والا! یہ اس لیے احترام کرتے ہیں کہ ان کا احترام ہے' جس دن نکئی صاحب اپنا احترام ثابت کر دیں گے ہم احترام کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ آج تک ان کے کسی عمل نے ہمارے دل میں احترام پیدا نہیں کیا۔ نہ ان کی ذاتی زندگی میں اور نہ ان کے سیاسی عمل نے----

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں مہربانی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! مجھے اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس اب ختم کریں۔ کھوسہ صاحب! آپ سینئر پارلیمنٹرین ہیں اور آپ اس وقت قائد حزب اختلاف بھی ہیں آپ اس وقار کا خیال کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا میں ذاتی وضاحت کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نہیں چاہتا کہ آپ کی شان جیسا شخص اس طرح کی بات میں ملوث ہو۔ آج کل ظفر علی شاہ صاحب بڑے ٹھیک ٹھاک ہیں---

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! وہاں پر اگر میاں نواز شریف صاحب پر چیمہ صاحب attack کر دیتے ہیں تو آپ اجازت دے دیتے ہیں جو اس ہاؤس میں بھی نہیں ہیں اور اب مجھے اس کا جواب دینے کی اجازت نہیں دے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان کو بھی پھر بٹھا دیا تھا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: نہیں جناب! انہوں نے ابھی بات مکمل کی اس کا جواب تو مجھے دینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہر بات کا جواب ضروری نہیں ہوتا۔ آپ کو اس وقت جواب دینا چاہیے جب قائد ایوان بولیں کیونکہ اس وقت آپ قائد حزب اختلاف ہیں۔ اگر آپ ہر شخص کا اور ہر بات کا جواب دینا چاہیں تو آپ کے لیے یہ مناسب بات نہیں ہے۔ مہربانی۔ اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آج کل کیا بات ہے؟

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! میری کچھ طبیعت ٹھیک نہیں۔ سر میں درد ہوتا ہے migraine ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈپٹی سپیکر کی جانب سے سیاسی حالات کے بارے میں پریس کانفرنس میں دیے گئے بیانات کی وضاحت کا مطالبہ

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ کچھ گفتگو کا رخ بھی بدل جانے کا اور

کچھ آپ کا یہ شکوہ کہ میں ان دنوں بول نہیں رہا وہ بھی دور ہو جائے گا۔ جناب سپیکر! پچھلے دنوں مختلف اخبارات کے ذریعے' ان کے اداریوں اور ان میں جو کالم لکھے جاتے ہیں ان کے ذریعے اور اس کے علاوہ جو whispring campaign کے ذریعے بھی ملک میں تاثر دیا جا رہا ہے' اس کے علاوہ قاضی حسین احمد کی بھی واضح statement کہ پہلے احتساب اور پھر انتخاب اور لمبی care taker حکومت کا وجود۔ جہاں تک اخبارات کے اداریوں اور کالموں کا تعلق ہے میں پڑھتا رہا کیونکہ اس میں تو ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہتی ہیں کہ public opinion اس میں فارم ہو رہا ہے پرسوں میں نے آپ کے حوالے سے بھی بات پڑھی اور قاضی حسین احمد کے بعد کسی منتخب آدمی نے اگر بات کی ہے تو آپ نے کی ہے' گو قاضی حسین احمد بھی اب منتخب نہیں رہے انہوں نے سینٹ سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ بہر حال ان کے بعد اگر کسی نے بات کی ہے تو آپ نے کی ہے اور میں آپ کی بات کو بڑا وزن دیتا ہوں۔ آپ پچھلے تین چار الیکشنوں سے ماشاء اللہ منتخب ہو رہے ہیں۔ اپنے علاقے کی نمائندگی بھی کرتے ہیں اور پھر آپ اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر بھی ہیں آپ کے حوالے سے بھی میں نے یہ پڑھا کہ تین سال تک care taker set up مقرر کیا جائے اور وہ پہلے احتساب کرے اور پھر اس کے بعد انتخاب کروائے۔ جناب سپیکر! تھوڑی بات لمبی ہو گئی ہے۔ جہاں تک حزب اختلاف کا یہ معاملہ ہے کہ حکومت اپنے mandate سے ناکام ہو گئی ہے' وہ نہ صرف ناکام ہو گئی ہے بلکہ معاشی اور سیاسی حالات میں over doing کرنے لگ گئی ہے لہذا وہ resign کرے اور کسی impartial care taker set up میں constitution کے مطابق انتخابات کرائے جائیں۔ حکومت کا مطالبہ ہے اور اس کی رٹ ہے کہ ہم 1998ء سے پہلے انتخابات نہیں کراتے۔ یہ دونوں باتیں تو جناب مجھے سمجھ لگتی ہیں لیکن جناب والا! یہ جو تیسری تھیوری ہے بڑے عرصے سے جناب والا! خود بھی پڑھ رہے ہیں کہ یہ کس انداز سے public opinion فارم کیا جا رہا ہے کہ شاید جو Constitutional set up ہے کہ اس سے ہٹ کر کسی بات کی تجویز دینا یا کسی بات کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنا یا رائے عامہ کو ہموار کرنا تو کیا جناب سپیکر! اس سے یہ نہیں ہے کہ جو سیاسی طالب علم یا سیاسی ورکر ہیں وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں کہ کوئی تیسری مشینری کوئی تیسرا set up جو کہ altogather Constitution کو بالکل ایک سائیڈ پر رکھ کر کسی اور رستے کی طرف جانا چاہتا ہے۔ جہاں تک احتساب کا تعلق ہے فلور پر لیڈر آف ہاؤس اور لیڈر آف اپوزیشن کو اور انھوں نے پوری قومی اسمبلی پارلیمنٹ کو کہا ہے کہ آپ احتساب کے کمیشن

بنائیں ابھی بنائیں اسی وقت بنائیں جس سے گورنمنٹ نے انکار کیا اور اپوزیشن نے واک آؤٹ بھی کیا۔ سر میں اس بات کو سمجھنے کے لیے جناب کے منہ سے، چونکہ یہ ایک ایسا ادارہ ہے سیاسی ادارہ ہے جس کا تعلق Constitution سے ہے ہماری نمائندگیوں سے ہے اور آئندہ آنے والے set up سے ہے۔ اس لیے میں نے دو منٹ لیے ہیں میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی آپ کا شکریہ۔ شاہ صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ وہ میں نے ایک بیان دیا۔ لیکن یہ اب اسمبلی کا اجلاس ہے اگر میں اس میں کوئی گفتگو کروں گا تو پھر دوسرا شخص بولے گا تیسرا بولے گا یہ یہاں پر ایک بحث چھڑ جائے گی۔ میں ایمانداری سے یہ محسوس کرتا ہوں آپ کی یہ بات نہیں ہے اور یہ کوئی ایسا فورم نہیں ہے جس پر میں اپنی گفتگو کروں لہٰذا آپ نے اگر مطمئن ہونا ہے تو میرے پاس چیمبر میں تشریف لائیے چائے بھی پلاؤں گا آپ کو ساری صورت حال سے آگاہ بھی کروں گا مہربانی۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! یہ ایوان کے استحقاق کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔

سید تابش الوری، آپ نے بحیثیت سپیکر حلف اٹھایا ہے کہ آئین کا تحفظ کریں گے، آئین کی پاسداری کریں گے لیکن آپ آئین سے ماورا اقدام کی کھلم کھلا بحیثیت ڈپٹی سپیکر حمایت کر کے آئین سے بغاوت کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے بھی جذبات ہیں لیکن میں اس پر کچھ نہیں بولوں گا۔

سید تابش الوری، آپ اس وقت ہاؤس کے custodian ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں کچھ نہیں بولوں گا۔ میں نے رولنگ دے دی ہے۔ میں آگے تحاریک استحقاق پر چلتا ہوں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں نے کہا ہے کہ یہ point of privilege ہے۔ آپ نے اس ایوان کے استحقاق کو مجروح کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے رولنگ دے دی ہے کہ یہ جگہ اس بحث کے لیے موزوں نہیں ہے۔ ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

سید تابش الوری، اگر آپ نے یہ بیان دیا ہے تو ------

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب! بیٹھیے اپنی سیٹ پر تشریف رکھیے۔ اب راجہ جاوید اخلاص تحریک استحقاق۔ (مداخلتیں-------) میں آپ کو اجازت نہیں دیتا میں bound نہیں ہوں آپ کی ہر بات کا جواب دینے کے لیے۔ (مداخلتیں --------) میں bound نہیں ہوں ' میں بالکل bound نہیں ہوں۔ آپ میرے پاس آئیے میں آپ کو اپنا موقف بیان کروں گا۔

سید تابش الوری، آپ عوام کے سامنے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں نہیں عوام کے سامنے تو سب ہیں۔ جیسے آپ کہہ رہے ہیں اپوزیشن کہتی ہے کہ جلدی انتخابات ہوں۔ یہ بھی کہیں آئین کے اندر لکھا ہوا ہے کہ پانچ سال سے پہلے ہوجائیں۔ قطعاً نہیں لکھا ہوا۔ یہی تو میں کہتا تھا کہ پنڈورا بکس کھل جائے گا۔ یہی میں کہتا تھا پھر ہر دوست کے خیالات مختلف ہیں وہ اس پر بحث کی اجازت مانگے گا۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ میں نے رولنگ دے دی ہے جناب راجہ جاوید اخلاص صاحب یہ آپ کی تحریک 22/9/96 تک کے لیے pending ہے۔ چودھری نذر عباس بھٹی۔ (مداخلتیں-------) یہ اس طرح سے تین آدمی کھڑے ہیں۔ ایک آدمی کھڑا ہو تو میں اس کو جواب دوں۔ ایک دو تین چار ہیں اب دو رہ گئے اب دونوں فیصلہ کریں۔ جی صاحب زادہ فضل کریم صاحب!

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، میں یہ پوچھنا چاہوں گا۔ (قطع کلامیاں------)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ضروری نہیں ہے میں بھی صورت حال کو بھانپتا ہوں' دیکھ سکتا ہوں۔ جی۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ نے آج سے جو تین روز قبل پریس کانفرنس کی تھی اس حوالے سے ذرا آپ تلخی میں نہ آئیے۔ کیا آپ نے اس کانفرنس کو کرنے کے بعد یا اس سے قبل آپ کو اپنے آئین کی پاسداری کے سلسلے میں جو حلف اٹھایا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فضل کریم صاحب! میں اس پر رولنگ دے چکا ہوں۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب والا! مختصراً عرض کرتا ہوں۔ کیا آپ نے وہ کانفرنس resign کرکے کی تھی؟ آپ اگر بحث اوپن کرنا چاہتے ہیں تو کرلیں؟ یہاں پر آپ نے آئین کی

پاسداری کا حلف اٹھایا ہے ۔ اگر اس ہاؤس کا custodian ہی آئین کی پاسداری کا پابند نہیں ہے تو پھر اس ہاؤس کا ہر ممبر آزاد ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس پر رولنگ دے چکا ہوں۔ میں آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ خواہ مخواہ ایک بات کو یہاں پر لانا چاہتے ہیں ۔ سید ظفر علی شاہ صاحب نے اس بارے میں مکمل بات کر لی ہے۔ صاحب زادہ فضل کریم صاحب کی اس تمام بات کو یہاں پر ہی ختم کر دیا جائے۔ جی اکبر علی شاہ صاحب!

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! قائد حزب اختلاف صاحب دونوں بھائی---

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ کا وقت ہے اور آپ نے آگے بارشوں پر بحث کرنی ہے اس وقت کو اس طرح ضائع نہ کریں۔ اور میں آپ کو اجازت نہیں دیتا' میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ سید ظفر علی شاہ صاحب نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ بڑی ہی مفصل تقریر کی ہے میں نے ان کو اجازت دی تھی اور پھر میں نے اس پر اپنی رولنگ بھی دے دی ہے۔

ایک معزز ممبر، شاہ صاحب نے یہ بات سنائی کہ دو نوں بھائی---

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' نہیں' یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ مہربانی کریں ۔ مہربانی کریں میں رولنگ دے چکا ہوں آپ کی بات بھی وہی ہے۔ مہربانی۔ (قطع کلامیاں -------) آپ پہلے فیصلہ کیا کریں بیک وقت چار آدمی کھڑے ہوگئے ہیں۔ میاں عمران مسعود صاحب !اگر وہی بات ہے تو پھر میں اجازت نہیں دیتا۔ اگر کوئی اور بات ہے تو بڑی خوشی سے کریں۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔ سر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کس بارے میں؟

میاں عمران مسعود ، جناب سپیکر! پچھلی اسمبلی میں وٹو صاحب کے خلاف جب ہم نے no confidence پیش کیا۔ تو اس سلسلے میں ہم پر اغوا کے کیس بھی بنا دیئے گئے اور عدالتوں میں یہ کہا گیا abrogation of the Constitution اور انھوں نے ہم پر یہ high treason نافذ کردی 124(a) جناب والا! اسی حوالے سے میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ اگر کوئی سپیکر Constitution کی

خلاف ورزی کرے، اگر کوئی ایسا بیان دے کہ جناب! کوئی ایسا interim set up آنا چاہیے یہ جو سارا Constitution ہے اس سلسلے میں بات نہیں ہے اور حکومت نہیں چل سکتی۔ آیا پھر سپیکر پر high treason یا reference نہیں بنے گا؟ میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس پر میری رولنگ یہی ہے کہ یہ بات پوائنٹ آف آرڈر کے زمرے میں نہیں آتی۔ I rule it out۔ جی میاں عبدالستار صاحب!

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! سپیکر اور ڈپٹی سپیکر ہاؤس کے custodain ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی آئین کی پاسداری کا انھوں نے حلف اٹھا رکھا ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! جناب کے بارے میں ہماری ہمیشہ یہ متفقہ رائے رہی ہے کہ آپ نے ہمیشہ آئین اور قانون کی عمل داری کے بارے میں بات کی ہے اور اسی کو ہی آگے لے کر چلے۔ جہاں تک آپ کا ماضی گواہ ہے آپ نے ہمیشہ اس ہاؤس کو بھی آئین اور قانون کے مطابق اور رولز کی مطابق چلانے کی بات کی ہے جس دن جناب کا اخبار میں بیان پڑھا حقیقت یہ ہے ----

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ تو وہی بات ہے سید ظفر علی شاہ صاحب نے بات کی ہے اور اس پر میں رولنگ دے چکا ہوں۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات تو وہی ہے۔

میاں عبدالستار، صرف ایک فقرے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! آپ کا ماضی کا جو conduct ہے وہ اتنا تابناک اور اتنا اچھا ہے لیکن آپ نے بیان دے کر جو کچھ کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ایک سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کی شان میں یہ بات نہیں آتی کہ وہ آئین اور قانون کے خلاف بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی شکریہ۔ میں رولنگ دے چکا ہوں۔ سید ظفر علی شاہ صاحب نے بڑی ہی مفصل بات کی۔ میں نے صبر سے سنی۔ جی منشاء اللہ بٹ صاحب۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ ذرا صبر اور تحمل سے سنیے گا

اور میں صرف آپ سے یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ آپ یہاں پر تشریف فرما ہیں اور اس ہاؤس کے سپیکر ہیں۔ جب آپ اپنے چیمبر میں ہوتے ہیں پھر بھی سپیکر ہیں۔ جب گھر میں ہوتے ہیں پھر بھی سپیکر ہیں۔ اگر آپ ہسپتال میں خدانخواستہ داخل ہیں تو پھر بھی سپیکر ہیں۔ جب آپ کہیں بھی کوئی بات فرماتے ہیں تو بحیثیت ایک سپیکر کے فرماتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اس ہاؤس میں بات نہیں تھی وہ باہر تھی۔ یہ بات نہیں ہے وہی ظفر علی شاہ والی بات ہے تو میں اس پہ رولنگ دے چکا ہوں۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ: آپ بحیثیت سپیکر کے یہ بات کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی خاکوانی صاحب! خاکوانی صاحب کی بات سن لیں۔ خاکوانی صاحب! شاہ صاحب کو اجازت دے دیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب! آپ کی خدمت میں میری صرف اتنی درخواست ہے کہ یہ جتنے 10، 15 یا 20 منٹ اس بات پہ لگے ہیں۔ آپ کو ہر آدمی کا پوائنٹ آف آرڈر سننا پڑا Whether that was relevant or irrelevant آپ 15، 20 منٹ میں اس issue پہ اپنا بھرپور موقف بیان کر سکتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر میں کچھ کہوں تو سارا دن لگ جائے گا۔ جی خاکوانی صاحب!

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر! میں اس موضوع سے بالکل ہٹ کر ابھی ہمارے وزیر قانون میاں افضل حیات صاحب نے بھی فرمایا کہ سردار ذوالفقار خان کھوسہ غالباً اس ہاؤس کے سینئر تین ممبر ہیں۔ سنیارٹی کا تعلق عمر سے نہیں ہوتا بلکہ وہ کتنے عرصہ سے اس ہاؤس کے ممبر آ رہے ہیں چونکہ میرے بھی بزرگ ہیں میں ذاتی طور پر بھی انھیں جانتا ہوں۔ 1962ء سے لے کر 1993ء کے الیکشن میں بھی 7 بار منتخب ہو کر آئے ہیں۔ اسی طرح میاں معراج دین صاحب بھی 1962ء سے اس ہاؤس کے ممبر بنے پھر اس کے درمیان میں کچھ وقفہ ہوا۔ میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو مختلف اوقات میں ممبر رہے یا انھوں نے اس ہاؤس میں کوئی کردار ادا کیا۔ ہماری اسمبلی کی گیلریوں میں ان کی تصاویر لگی ہوئی ہیں تو ان تصاویر کے لگانے کا criteria کیا ہے؟ اگر یہی criteria ہے کہ ان اصحاب نے اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر ایک کارنامہ یا ایک تاریخ ساز کردار ادا کیا ہے تو پھر میں آپ کی خدمت میں نہایت ہی ادب سے گزارش کروں گا کہ آپ اپنے سیکرٹریٹ کو حکم فرمائیں کہ اس ہاؤس کے اس وقت چونکہ سینئر ترین ممبر سردار ذوالفقار خان کھوسہ ہیں تو کسی گیلری میں ان کی تصویر بھی

لگا دی جائے۔(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر صاحب! اس بارے میں ان کی بات بڑی موزوں ہے آپ اس بارے میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، یہ اسمبلی سیکرٹریٹ انڈیپنڈنٹ سیکرٹریٹ ہے یہ جناب سپیکر! اور آپ کے ماتحت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے میں اور رامے صاحب بیٹھ کر اس کے بارے میں کوئی لائحہ عمل طے کرتے ہیں اور سردار ذوالفقار علی کھوسہ جو کہ واقعی اس ہاؤس کے سینئر ترین ممبر ہیں' ان کی تصویر لگنی چاہیے ایک اور بات سن لیجیے' جب میں ممبر تھا میری کارکردگی کے بارے میں چودھری محمد اقبال نے ہاؤس میں یہ گزارش کی تھی کہ منظور موہل کی کارکردگی اور باقاعدگی کے بارے میں ان کی تصویر بھی لگنی چاہیے۔ ہاؤس نے فیصلہ بھی کیا لیکن اس کے باوجود ابھی تک میری تصویر بھی نہیں لگی۔ (قہقہے)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! مجھے قطعاً کوئی شوق نہیں ہے کہ کسی گیلری میں میری کوئی تصویر لگے لیکن اس کے برعکس میں یہ درخواست ضرور کروں گا کہ جن ممبران کی تصاویر لگائی گئی ہیں چیئر سے اس کی وضاحت ہو جائے کہ کس بنیاد پہ لگائی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہی میں نے کہا کہ ہم بیٹھتے ہیں' اس میں شاید آپ کو بھی شامل کر لیں۔ اس بارے میں کوئی طے شدہ اصول بناتے ہیں۔ میرا خیال ہے آگے نہ چلیں اب۔ جی' عمران مسعود صاحب! میاں عمران مسعود، جناب! یہ بڑی معزز اور تاریخ ساز تصویریں یہاں لگی ہیں۔ جناب! تھانہ وزیر آباد میں شاہ نواز چیمہ صاحب کی تصویر لگی ہے' وہ اتروائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اصل میں آپ لابی کی بجائے کمروں میں جائیں۔ جی' چشتی صاحب!

I call the House to order.

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، جناب والا! اسمبلی نے ایک قانون پاس کیا تھا کہ دیواروں پر کوئی چیز نہ لکھی جائے لیکن آج تک اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا اس پر میں جناب سے رولنگ چاہتا ہوں کہ آپ جو قانون بنا دیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی بات میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ کی بات جائز ہے' یہاں قانون ہم نے ہی بنایا

اس کی اگر کسی جگہ پر خلاف ورزی ہو رہی ہے تو آپ ان کے نوٹس میں لائیں وہ قانون کے مطابق ایکشن لیں گے۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، جناب! میں نے ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس پی صاحبان سے بات کی ہے اور میں نے انھیں بتایا کہ یہ قانون پاس ہو چکا ہے تو انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس ابھی تک وہ کتابیں ہی نہیں آئیں، جس میں یہ قانون ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم آگے چلتے ہیں تو آپ اس کو سرکولیٹ کرائیں۔ دیکھیے، آپ سارے جہان کی باتیں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اٹھاتے ہیں۔ جب ہاؤس کے سامنے مسئلہ نہ ہو آپ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھا سکتے۔ آپ نے بیٹھے ایک بات سوچ لی اور پوائنٹ آف آرڈر کھڑے ہو گئے اسی طرح ادھر سے کوئی آدمی ملک میں جو کوئی غلط کام ہو رہا ہے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے یہاں بیان کرنا شروع کر دے یہ مناسب نہیں ہے۔ اب تحریک استحقاق چودھری نذر عباس بھٹی کی ہے۔ تشریف رکھتے ہیں؟

مسئلہ استحقاق

رکن اسمبلی کی گاڑی اور بیٹے کو لاہور کینٹ تھانہ میں بند کرنا

چودھری نذر عباس بھٹی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ کے سننے کی بات ہے۔

چودھری نذر عباس بھٹی، بہت شکریہ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 17 ستمبر 1996ء کو میرا بیٹا جنتر عباس بھٹی اپنی والدہ کے میری نئی خرید کردہ گاڑی نمبر HZ/1 جسے میرا ڈرائیور چلا رہا تھا میری رہائش آفیسر کالونی ایکسٹینشن جا رہا تھا کہ چوک کیولری گراؤنڈ کے نزدیک پولیس ناکہ لگا ہوا تھا جونہی گاڑی گزری پولیس کی دو گاڑیوں نے تعاقب شروع کر دیا اور میرے گھر کے نزدیک جا کر گاڑی کو روکا اور گاڑی کے کاغذات طلب کیے جو کہ مہیا کر دیے گئے۔ اس موقع پر میرے بیٹے نے کہا میں نذر عباس بھٹی ایم پی اے جو کہ وزیر

اعلیٰ پنجاب کے مشیر بھی ہیں کا بیٹا ہوں اس پر انھوں نے مزید سخت رویہ اختیار کیا اور میرے لڑکے مبشر عباس جو کہ نہم جماعت کا طالب علم ہے' کو پولیس نے اپنی گاڑی میں بٹھا لیا اور میری گاڑی میں سرور اعوان سب انسپکٹر میری بیوی کے ساتھ والی نشست پہ براجمان ہو گیا اور گاڑی کو بمعہ بچوں کے تھانے لے جانے کا حکم دیا۔ اس پر میری بیوی نے مذکورہ سب انسپکٹر سے احتجاج کیا کہ آپ مجھے اتر جانے دیں۔ بے شک گاڑی اور ڈرائیور کو تھانے لے جائیں' اس پر سب انسپکٹر مذکور نے زبردستی گاڑی چلوا دی۔ تھوڑی دور جا کر میری بیوی زبردستی گاڑی رکوا کر اتر گئی اور پولیس نے ڈرائیور کو بھی وہیں اتار دیا (شیم شیم اپوزیشن) اور گاڑی سب انسپکٹر خود چلا کر تھانہ جنوبی چھاؤنی لے گیا اس طرح میرے بیٹے اور گاڑی دونوں کو بغیر وجہ تھانہ میں بند کر دیا۔

میرے رابطہ کرنے پر تھانہ محرر نے بتایا کہ گاڑی اور میرے بیٹے کو ایس پی کے حکم پر بند کیا گیا ہے لہذا ہم بے بس ہیں جس پر میں نے جناب چیف منسٹر صاحب سے خود جا کر رابطہ کیا اس پر جناب چیف منسٹر صاحب نے مہربانی فرمائی اور خود بمعہ ڈی آئی جی اور ایس ایس پی کے تھانہ جنوبی چھاؤنی گئے اور تمام حالات سے آگاہی کے بعد میرے بیٹے کو جو کہ بغیر کسی جرم کے تین گھنٹے سے محبوس تھا رہائی دلوائی۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

وزیر خزانہ، میرے بڑے معزز دوست ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں جس طریقے سے انھوں نے یہ کیا ہے میرا خیال ہے It is against the decorum of this august House اگر کوئی غلطی ہو رہی ہے تو انھیں آپ کے حوالے سے ہمیں متوجہ کرنا چاہیے میرا خیال ہے اس طریقے سے ایک دوسرے کے اوپر کیچڑ اچھالنا زیب نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ پہلے چیمہ صاحب اور بعد میں کھچی صاحب۔

میجر (ریٹائرڈ) سیف اللہ چیمہ، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں اپنے محترم سینئر منسٹر ' وزیر خزانہ اور وزیر قانون سے عرض کروں گا۔ ابھی اپوزیشن کے بنچوں سے کچھ دوستوں نے ان کی توجہ دلائی ہے۔ میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو کر اپنے ان محترمین سے گزارش کروں گا کہ ایک ہمارا ممبر اپنی کتھا سنا رہا ہے اور ان کو ذرا سنانے کے لیے تھوڑا سا ٹائم تو دیں۔ بہت نوازش ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، درست بات ہے۔ جائز بات ہے۔ جی کھچی صاحب۔

حاجی غلام حیدر خان کھچی: جناب سپیکر! میری بات بھی یہی ہے کہ ایک ممبر جو وزیر اعلیٰ کے مشیر بھی ہیں' ان کے ساتھ اتنا سنگین واقعہ ہوا' ہمارے چاروں معزز وزیر صاحبان نے ایک منٹ بھی ان کی بات سننا گوارا نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات تو چیمہ صاحب نے کر دی۔ جی وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جناب نذر چنار بھٹی صاحب اپنی تحریک استحقاق کو پڑھ رہے تھے۔ میں نے تو وہ پڑھی اور دیکھی ہوئی ہے۔ اتفاق سے جناب وزیر خزانہ صاحب نے بھی ان کی بات سن کر تشویش میں مجھ سے پوچھا ہے کہ یہ کیا معاملہ ہوا ہے۔ میں ان سے یہی کہہ رہا تھا کہ آپ ذرا ان کی بات سن لیں کیوں کہ یہ بڑا اہم واقعہ ہے۔ وہ اسی مسئلے میں اپنی تشویش کا اظہار کر رہے تھے۔

وزیر پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر گھمن صاحب ہیں۔

وزیر پارلیمانی امور: میں اپنے اس پوائنٹ پر جناب کی رولنگ چاہوں گا کہ کھچی صاحب اور دوسرے فاضل ساتھیوں نے وہاں بیٹھے بیٹھے ہی ادھر ہمیں متوجہ کرنے کے لیے آواز لگانی شروع کر دی۔ میں یہ رولنگ چاہوں گا کہ کیا ممبر کو ایسے کرنا چاہیے یا سپیکر صاحب کو اپنی طرف متوجہ کر کے بات کرنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیٹھے بیٹھے کوئی ریمارکس نہیں دیئے جا سکتے۔ cross talk نہیں کی جا سکتی لیکن اکثر دونوں طرف سے ایسا ہوتا ہے جو نامناسب بات ہے۔

حاجی غلام حیدر خان کھچی: جناب! میں بھی رولنگ چاہتا ہوں کہ کیا منسٹر ہاؤس میں باتیں کر کے ہنس سکتے ہیں۔ ہاؤس کا decorum بھی ہے اور یہ مناسب نہیں کہ ہاؤس کے ماحول کو خراب کریں اور موضوع زیر بحث سے توجہ ہٹائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات سنیں کیا اس ہاؤس کا کوئی decorum ہے یہ آپ مجھے بتائیں؟

حاجی غلام حیدر خان کھچی: یہ تو آپ رولنگ دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک طرف کو نہیں کہتا۔ کہتا دونوں طرف کو کہتا ہوں' چند ایک ساتھی ہیں

جو معقول رویہ اختیار کرتے ہیں اور کارروائی میں معقول طریقے سے بیٹھتے ہیں۔ اکثر آتے ہیں' وہ سب کو پتا ہے۔ کل رامے صاحب نے بھی اس پر کافی باتیں کیں۔ جی بھٹی صاحب۔

چودھری نذر عباس بھٹی: جناب سپیکر! میرے معصوم بیٹے کو ایس پی کینٹ میجر مبشر کے حکم پر تین گھنٹے بغیر وجہ کے تھانہ میں محبوس رکھنے اور میری بیوی کے ساتھ ناروا سلوک کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ شارٹ سٹیٹمنٹ یہ ہے ۔ میں اپنے معزز ہاؤس' جس میں میرے بڑے بھائی معزز دوست صاحبان موجود بیٹھے ہیں' میں اپنے اللہ کو حاضر ناضر کر کے جو بات اس معزز ہاؤس میں کہوں اگر اس بات میں جھوٹ ہو تو مجھے روز آخرت خدا کی ذات کبھی نہ بخشے۔ یہ کہ آج بحیثیت ایک ممبر' اگر میرے بیوی بچوں کے ساتھ ایسا سلوک ہوا ہے تو پورے صوبہ کی عوام کے ساتھ بھی یہ ہو سکتا ہے۔ میرے اپوزیشن کے بھائیوں کے ساتھ بھی یہ ہو سکتا ہے۔

(شیم شیم)

اگرچہ جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق بڑی واضح ہے مگر پھر بھی میں یہ بات اس ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میجر مبشر ایس پی کینٹ نے یہ بھونڈا طریقہ اختیار کیا حالانکہ اولاد اور عزتیں سب کی برابر ہوتی ہیں۔ چاہے وہ ایس پی ہیں' چاہے وہ کچھ بھی ہیں۔ اگر پولیس نے کاغذات چیک کرنے تھے تو میرے بیٹے نے پیش کیے وہ چیک کر لیتے۔ میری بیوی جو کہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی' اس کے ساتھ پولیس آفیسر کو بیٹھ کر گاڑی چلانے کا کیا اختیار ہے؟ پھر میرے معصوم بچے اس میں موجود تھے۔ ان کو اتنا ہراساں کرنا کس ملک کی یہ روایت ہے۔ اگر ہے تو ٹھیک ہے۔

(شیم شیم)

بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جب مجھے پتا چلا تو میں نے اپنی یہ تمام داستان صوبہ کے وزیر اعلیٰ کو بتائی کہ جناب چیف منسٹر صاحب میرے بیٹے کا کیا قصور ہے کہ کیا اس کے پاس گاڑی کے کاغذات نہیں تھے۔؟ کیا اس کے پاس گاڑی چوری کی تھی۔؟ کیا اس کے پاس گاڑی "custom "not paid تھی۔؟ کیا وہ اپنی والدہ کے ساتھ جا رہا تھا۔؟ کیا وہ اپنی بہنوں کے ساتھ جا رہا تھا۔؟ یہ اس کا قصور ہے۔ پھر نویں جماعت کا طالب علم جس کو تین گھنٹے اس حوالات میں ' lock up میں بند کیا۔ کیا اس کا یہ

قصور ہے کہ وہ بیٹا کل کو ملزم بن جائے۔

(شیم شیم)

جناب سپیکر! یہاں تو 302 کے ملزم پھر رہے ہیں۔ گاڑیاں چوری کرنے والے پھر رہے ہیں۔ ڈاکے ڈالنے والے پھرتے ہیں لیکن پولیس ان کو نہیں پکڑ سکتی۔ میجر مبشر ایس پی ان کو نہیں پکڑوا سکتے۔ اگر میرے بچے کا کوئی قصور ہو تو میں بچے کو بھی اس ایوان کے سامنے سزا دلوانا چاہوں گا۔ اپنے بچے کو میں اس ایوان میں پیش کروں گا۔ میں خود پیش ہوں گا۔ جو سزا یہ ایوان تجویز کرے' میرے بیٹے کو وہ سزا دے۔ جناب سپیکر! میں اپنی گاڑی کے کاغذات پورے ہاؤس کے سامنے پیش کروں گا کہ یہ میری گاڑی کے کاغذات ہیں۔ میں نے رجسٹریشن آفس سے یہ کاغذات لیے ہوئے ہیں۔ باقی آپ چاہیں تو میں نے ایک دو ہفتہ قبل دوبئی سے چھوٹی Land Cruiser منگوائی ہے تو اس کے یہ اصل کاغذات بھی موجود ہیں۔ اگر آپ یہ بھی دیکھنا چاہیں تو دیکھ لیں۔ فیصلہ میرے اس معزز ہاؤس' معزز ایوان پر ہے کہ جیسا فیصلہ کرے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ شکریہ۔ جی لاء منسٹر۔

وزیر قانون، جناب والا! بھٹی صاحب نے جو فرمایا ہے یہ بہت ہی سنگین معاملہ ہے۔ یہ واقعہ شاید پرسوں پیش آیا۔ انھوں نے اپنی تحریک استحقاق یہاں کل جمع کرائی جس کی کاپی مجھے آج سویرے ملی ہے۔ پولیس کا کیا موقف ہے' وہ تو میں اس وقت نہیں بیان کر سکتا۔ ان کے جو الزامات ہیں' ان کی تردید بھی میں نہیں کر سکتا۔ ایک معزز رکن جو بات اسمبلی میں کہے' کسی معزز رکن نے جو بھی یہاں کہا ہے اس کو ہم جھٹلا نہیں سکتے۔ اس لیے فیصلہ آپ پہ اور ایوان پہ ہے۔ پولیس کا جواب میرے پاس ابھی تک نہیں پہنچ سکا' کیوں کہ یہ مجھے ابھی ملی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کا sense لینا چاہتا ہوں کہ ایوان کیا چاہتا ہے۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر نہیں' ویسے آپ بات کریں۔ (قطع کلامیاں) پہلے عمران مسعود' پھر چیمہ صاحب' اس کے بعد اکبر شاہ' پھر اسماعیل صاحب۔ پہلے عمران مسعود۔ میں سب کی بات سننا چاہتا ہوں۔

میاں عمران مسعود، تھینک یو سر۔ مجھے بات نہیں کرنی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ جی' چیمہ صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) سیف اللہ چیمہ ، شکریہ' جناب سپیکر! میرے فاضل دوست' میرے بھائی لاء منسٹر نے جو ہاؤس کے اندر ابھی بیان دیا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک کمزور بیان ہے (نعرہ ہائے تحسین) یہ کہنا کہ ہمارا ایک ساتھی اسمبلی کے اندر جو کہہ رہا ہے وہ سچ ہی کہہ رہا ہوگا یہ کمزور بیان ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ جبر' ظلم حکومتی ارکان کے ساتھ ہو' ان کی فیملیز کے ساتھ ہو یا اپوزیشن کے ساتھ ہو' یہ بہرحال جبر ہی ہوتا ہے۔ ظلم امیر کے ساتھ ہو یا غریب کے ساتھ ہو اس کو ظلم ہی کہا جاتا ہے۔ ظلم کو نہ دبانا اور ظلم کو چیلنج نہ کرنا کمزوری ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ آج ہو رہا ہے' سڑکوں کے اوپر جو کچھ ہو رہا ہے ' شہروں کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے' عوام الناس غنڈوں سے تو تنگ تھے ہی' ڈاکوؤں سے تو تنگ ہیں ہی ' قاتلوں سے تو تنگ ہیں ہی' یہ حکومتی مشینری سے بھی اب تنگ آنے لگے ہیں(نعرہ ہائے تحسین) پولیس جو کہ عوام کے ٹیکسوں پہ پلتی ہے' ہمارے خون پسینے سے پلتی ہے' یہ اختیار پولیس کو کس نے دے دیا ہے کہ وہ شریفوں کی عزتیں اچھالتی پھرے' جس کو چاہے مار دے اس آڑ میں کہ وہ ڈاکوؤں کو پکڑ رہے ہیں؟ جناب سپیکر! میں شاہد ہوں کل کے ایک واقعے کا۔ اسی ایس پی صاحب نے کل EMCO Tiles کے مالک' میں ان کا نام اس وقت نہیں جانتا تھا لیکن وہ انسان اس ملک کا انتہائی شریف شہری ہے۔ اسی چوک کے اندر میرا اور ان کا کراسنگ ہو رہا تھا۔ وہ ٹیکس دیتا ہے۔ naturally اس ملک کا شریف شہری ہے وہ بندہ۔ میں نے خود یہ واقعہ دیکھا ہے کہ اس کی گاڑی زیبرا کراسنگ پہ رکی۔ ٹریفک پولیس کا ایک سپاہی اس کے پاس اس کی ونڈو کے پاس آیا اور کہا' اپنی گاڑی پیچھے لے جاؤ۔ اس کی گاڑی کا ٹائر زیبرا کراسنگ سے کراس تھا۔ اُس نے کہا' پیچھے گاڑیاں ہیں' I cannot take it back. اسی اثنا میں بتی جل گئی' سبز ہوئی تو He moved on for a while. اُدھر سے ایس پی مبشر حسن صاحب' Whatever his name is. He was coming. اس نے گاڑی کی لال بتی دی کہ گاڑی روکو۔ He stopped the car. اس نے کہا' اس کو پکڑ لو۔ جناب سپیکر! میرے سامنے یہ واقعہ ہوا ہے۔ میں دیکھ رہا تھا۔ اس بندے نے کہا جی' میری بات تو سنو۔ اس نے کہا' کوئی بات نہیں سننی۔ جناب سپیکر! اس پہ ۳۲۴ لگائی گئی ہے۔ ۳۲۴ کیا ہوتی ہے؟ It is almost attempt to murder. اس کا کیا قصور تھا؟ یہ پولیس اس ملک کے اندر اپنے اختیارات کا اتنا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہے! جناب سپیکر! ان کو نہ روکا گیا تو یہ سوسائٹی رہنے کے قابل نہیں رہے گی۔ یہ سوسائٹی already رہنے کے قابل نہیں

ہے۔ مزید برداشت نہیں ہو گی۔ جناب سپیکر! اس کو روکا جائے۔ میں اپنے دوستوں سے، میں لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اتنی کمزوری مت دکھائیں۔ straightway اس طرح کی تحریک کو متعلقہ کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور یہ پتا چلنا چاہیے کہ زیادتی اگر یہاں تک آ گئی ہے کہ اگر اس ایوان کے ایک معزز رکن کی فیملی کے ساتھ یہ کچھ ہو سکتا ہے تو غریبوں کے ساتھ کیا نہیں ہوتا ہو گا۔ جناب سپیکر! There should be an end to every thing. Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ سید اکبر علی شاہ!

جناب محمد اکبر شاہ، شکریہ، جناب سپیکر! جناب نے مہربانی کی۔ ایک منٹ کی شارٹ سٹیٹمنٹ عرض کروں گا۔ جناب والا! یہ واقعہ جو بھٹی صاحب نے سنایا۔ پولیس افسر کا یہ فرض ہوتا ہے کہ کوئی ڈکیت، ملزم یا چور ایسا ہو جو بعد میں ہاتھ نہ لگ رہا ہو، یا اس کے امکانات نہ ہوں کہ اس کی جگہ کہاں ہے، رہائش کہاں ہے، کس جگہ پر ہے پھر تو اس کا حق ہے کہ اس کو پکڑے اور جہاں بھی ہے اسے بند کر دے۔ لیکن جب ایک ایم پی اے اور ایک ایم این اے کا بھتیجا، اور ایک ایم پی اے کا بیٹا اس فیلڈ میں کھڑا ہے اور ان کے گھر کا پتا ہے۔ انھوں نے کہا بھی ہے کہ ایک سو گز پہ ہمارا گھر ہے۔ ہمارے ساتھ چلیں، ہم آپ کو سارے کاغذات دیتے ہیں تو کیا اس کا فرض نہیں تھا کہ وہ اسے ایس آئی یا کسی افسر کو ساتھ اپنی گاڑی پہ یا موٹر سائیکل پہ بھجوا دیتا کہ وہ کاغذات چیک کرے۔ کیا انھوں نے بھاگ جانا تھا؟ یہ سارے اخلاقیات سے عاری ہیں۔ پولیس میں گندی فورس، جو چند بندے ہیں وہ ساری پولیس کو بدنام کرتے ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں جنھیں اخلاقیات کا پتا ہی نہیں کہ کیا ہمیں اس زمانے میں یا معاشرے میں چلنا ہے۔ صرف ان کا مشغلہ ہے کہ انھوں نے ایک شریف آدمی کی پگڑی اچھالنی ہے۔ ایسے لوگوں کا قلع قمع کرنا چاہیے۔ اس میں پولیس فورس کی بھی عزت ہے کہ ایسے آدمیوں کو crush کرنا چاہیے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں عرض کروں گا کہ جب اپنی مرضی ہوتی ہے تو پولیس والے ۳۰۲ کے ملزم کو پیسے لے کر چارپائیوں پر بٹھاتے ہیں، ساری رات بستر پر سلاتے ہیں، ان کا خیال رکھتے ہیں۔ ایک ایم پی اے کے بیٹے کو وہ تین گھنٹے لاک اپ میں بند کر دے جس کا قصور بھی نہیں ہے! یہ بہت بڑی مجرمانہ ذہنیت ہے۔ جناب والا! میں چیمہ صاحب کے ساتھ تائید کرتا ہوں کہ اس پر فوری ایکشن لینا چاہیے۔ اور میں اپنے لیڈران، ملک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے سی ایم صاحب نے مہربانی کی اور انھوں نے عزت افزائی کی اپنے ایک دوست کی کہ انھوں نے خود جا کر فوری طور پر ایکشن لیا۔ میں سمجھتا

ہوں کہ یہ ان کی بڑی بڑائی ہے۔ حالانکہ چیف منسٹر کبھی ایسا نہیں کرتے۔ وہ انکوائریاں لگا دیتے ہیں' دیکھتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بڑائی ہے' ان کی عزت ہے۔ انھوں نے ہماری عزت کی۔ انھوں نے ایوان کے اعتماد کو بحال رکھا۔ میں چاہوں گا کہ اس کو فوری طور پر کمیٹی کے سپرد بھی کیا جائے' بلکہ آٹھ دن کے اندر اندر اس کی رپورٹ مانگی جائے اور ایوان سے فیصلہ کرایا جائے۔ ایسی گندی مچھلیاں اور جو بڑے بدتمیز افسر ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے تاکہ وہ پولیس فورس کو بدنام نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' اسماعیل صاحب! اس کے بعد عارف چٹھہ صاحب۔

حاجی محمد اسمٰعیل: شکریہ' جناب سپیکر! آج ایوان میں نذر عباس بھٹی صاحب نے اپنی تحریک استحقاق پڑھی۔ آج میں نے ان کی زبان سے ان کی تحریک استحقاق سنی' میں نے کل اخبار میں پڑھا تھا کہ ایم پی اے کی فیملی سے پولیس کی بدتمیزی' اور وزیر اعلیٰ صاحب خود تھانے میں چلے گئے۔ مجھے یہ پڑھ کے بہت افسوس ہوا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب جو تمام صوبے کے بااختیار وزیر اعلیٰ ہیں' اگر چھوٹے سے مسئلے پر وزیر اعلیٰ کو ہی خود تھانے جانا ہے تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ڈی آئی جی' ایس ایس پی' آئی جی کس لیے ہیں؟ اور جو واقعہ ان کے ساتھ ہوا ہے' جس دل آزاری سے انھوں نے یہ واقعہ پیش کیا ہے میرے نزدیک تو یہ بات دوبارہ اٹھانے سے مسئلہ مزید پریشانی میں الجھ سکتا ہے۔ ان کی یہ بات سننے کے بعد ہمارے وزیر قانون کو یہ چاہیے تھا کہ فوری طور پر یہ accept کرتے بغیر کسی بحث کے اس کو منظور کیا جاتا۔ مگر اس بحث کے بعد مجھے امید ہے کہ آپ انشاء اللہ اسے منظور کریں گے کہ آپ بھی عزت دار ہیں اور تمام ہاؤس کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کے بیٹے کے ساتھ جو ہوا انھوں نے وہ بھی بات بتائی۔ افسوس یہ ہے کہ ایس۔ پی کے حکم سے ان کی بیوی کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے' ان کی بیوی' ان کی عزت' ہمارے نزدیک ہماری بہن ہے۔ اگر ہم اپنی ماؤں بہنوں کی عزت کے لیے یہاں پر پورے ہاؤس کو سنا کر اس کی حفاظت کرتے ہیں تو پھر ہمیں یہاں پر عوامی نمائندگی کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، افضل حیات صاحب' یہ آپ کی کوئی درمیان میں بات ہے؟

وزیر قانون: جناب والا! میں اپنے معزز اراکین کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اسے admit نہیں کر سکتا۔ اسے اگر admit کرنا ہوتا ہے یا اسے in order قرار دینا ہوتا ہے تو وہ جناب سپیکر نے قرار دینا ہوتا ہے۔ میں نے اس کی اسی لیے مخالفت ہی نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ حمایت بھی نہیں کی۔ مخالفت بھی نہیں کی۔ حمایت تو کریں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے صرف رپورٹ دینی ہوتی ہے۔ اب اس پر چونکہ ان کی کوئی رپورٹ نہیں آئی اس لیے میں نے ان کی مخالفت نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاءمنسٹر صاحب' مسئلہ یہ ہے کہ پولیس جو رپورٹ دے گی وہ کیا آپ کے حق میں دے گی؟ وہ تو خود ہی لکھے گی۔

وزیر قانون، جناب والا! میری ایک بات سن لیں۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ آپ کی صوابدید پر ہے اور ہاؤس کی صوابدید پر ہے۔ حاجی مقصود صاحب کی جب تحریک استحقاق آئی تھی تو میں نے اس کی بھی support کی تھی اور وہ آپ کے پاس بغیر writing کے آئی تھی۔ اس کی بھی میں نے مخالفت نہیں کی تھی۔ اسی طریقے سے میں نے اس کی بھی مخالفت نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ لاءمنسٹر صاحب۔ جی اسماعیل صاحب' آپ اپنی بات کو جلدی ختم کریں۔

حاجی محمد اسماعیل، جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو اپنی صفائی دی ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی I call the House to order please. جی آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! مجھے بھی موقعہ دیجیے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا' ٹھیک ہے۔ چیمہ صاحب آپ نے اپنے خیالات کا اظہار کر لیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

حاجی محمد اسماعیل، جناب سپیکر! انھوں نے اپنے طور پر جو کہا ہے وہ ٹھیک ہے۔ بحیثیت وزیر قانون جو ان کو کہنا چاہیے۔ مگر بحیثیت ممبر جب انھوں نے یہ بات سنی ہے تو پھر اس کے بعد انھیں اس بات کی تائید کرنی چاہیے اور فوری طور پر کہنا چاہیے کہ بغیر کسی رپورٹ کے میں اس کی تائید کروں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تائید کریں گے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اتنے اختیارات جو پولیس کو دیے گئے ہیں اگر یہی اختیارات انھوں نے پارلیمانی ممبر پر اور عوامی نمائندوں پر آزمانے ہیں' اگر یہ رویہ عوامی نمائندے سے اور یہ رویہ ایک ممبر سے ہو گا تو جیسے چیمہ صاحب نے کہا کہ پھر عام غریب آدمی کے ساتھ ان کا کیا سلوک ہو گا۔ یہ سلوک اگر عوام کے نمائندوں کے علاوہ عوام سے بھی ہو گا تو وہ عوام

تو وہی ہیں جنھوں نے ہمیں منتخب کر کے یہاں پر بھیجا ہے۔ اگر ہم اپنے تحفظ کی بات کرتے ہیں تو ہمیں ان کے تحفظ کی بات بھی ضرور کرنا ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ اسے فوری طور پر استحقاق کمیٹی کے سپرد کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ جی عارف چٹھہ صاحب' چٹھہ صاحب کے بعد کھوسہ صاحب' پھر غا کوانی صاحب۔

چودھری محمد عارف چٹھہ، جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کا یہ ادارہ قانون اور تمام انتظامی اختیارات کی بنا پر سپریم ادارہ ہے۔ ایگزیکٹو اختیارات' قانون سازی کے اختیارات اور جملہ اختیارات اس ہاؤس کو ہیں۔ ایک ممبر نے حلف پر بات کی ہے۔ آپ تحریک استحقاق پیش کریں گے اور اس کو کمیٹی کے سپرد کریں گے۔ کمیٹی کے جو اختیارات ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ وہ ماسوائے ایک کمزور سی رپورٹ کرنے یا تنبیہ کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ میجر مبشر جیسا پولیس افسر جو کہ high-handedness کا عادی ہو چکا ہے اگر یہ ہاؤس اپنے پورے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اس high-handedness کو نہیں روک سکتا اور سپیکر صاحب اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے تمام ہاؤس کے ممبران کے جذبات کو سنتے ہوئے' اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے آج فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اسی ہاؤس میں ایک مثال ہے کہ چیئرنگ کراس پر دو ممبروں کے ساتھ ایک واقعہ ہوا تھا اور آئی۔ جی کو آپ نے فوری طور پر تبدیل کیا تھا۔ آج یہ ہاؤس اتفاق رائے رکھتے ہوئے بھی' اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے بھی' ایس۔پی کو سزا نہیں دے سکتا تو میں اس ہاؤس کے اختیارات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں اور میں اپنے ممبران سے استدعا کروں گا کہ آج واک آؤٹ کرو اور ایس۔ پی کے خلاف احتجاج بلند کرو اور اس ایس۔ پی کو سزا دلواؤ اور استحقاق کمیٹی کے سپرد مت کرواؤ۔ یہ تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی کے سپرد نہ کیجیو۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ ہاؤس فیصلہ کرے اور صرف ہاؤس فیصلہ کرے۔ استحقاق کمیٹی کا کمزور فیصلہ ہم ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں' نہیں ہیں' نہیں ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی طرف سے کچھ معزز ممبران ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک مشتاق احمد اعوان)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ملک مشتاق احمد اعوان۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر

وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ اس معزز ایوان کا consensus اور جو بھی یہاں پوائنٹ آف آرڈر پیش ہوئے ہیں consensus ہے، ہمیں اس میں کوئی objection نہیں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس کی thorough investigation ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، ایک منٹ۔ ٹو کن واک آؤٹ ہو گیا ہے۔ آپ کا احتجاج رجسٹر ہو گیا ہے۔ براہ کرم میرے کہنے پر آپ ہاؤس میں تشریف لائیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ ہاؤس کے اندر تشریف لائیں کیونکہ میں فیصلہ آپ کی بالکل امیدوں کے مطابق کروں گا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: تو اس سلسلے میں، میں گزارش کروں گا کہ واقعی یہ سنگین واقعہ ہے اور جس طرح بھی، جن حالات میں بھی ہوا ہے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر کے اس کی تحقیقات ہونا ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لہذا جو ممبران احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ وہ ہاؤس کے اندر تشریف لائیں۔ میں ابھی فیصلہ کرتا ہوں۔ آپ کی موجودگی میں فیصلہ ہو گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! آج ایک ایسے سنجیدہ مسئلے پر یہاں بحث ہو رہی ہے جسے اپوزیشن کی طرف سے بارہا اٹھایا گیا ہے اور اسی فورم پر اٹھایا گیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی I call the House to order ۔ کھوسہ صاحب بات کر رہے ہیں۔ آپ ذرا توجہ سے سنیے۔ جی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: وہ ہے پولیس کی زیادتیاں اور ملک کو خاص طور پر صوبے کو پولیس سٹیٹ بنانے کی طرف جو اقدامات کیے جا رہے ہیں اس کے خلاف یہاں سے بارہا احتجاج ہوا ہے۔ کل اسی Floor پر اپوزیشن بنچز نے پولیس کی کارروائی کے حق میں کوئی بات نہیں کی، کہیں یہ غلط تاثر نہ ہو، ہم نے یہ موقف بیان کیا تھا کہ پنجاب کے چیف منسٹر کا تھانے میں چل کر جانا کسی لحاظ سے بھی مناسب نہ تھا۔ یہ ماورائے قانون تھا کہ چیف منسٹر وہاں جا کر بیٹھے۔ آج ہمیں یہ احساس ہو رہا ہے کہ شکر الحمدللہ کہ ٹریژری بنچز کو بھی پولیس کی زیادتیوں کا احساس ہو رہا ہے کیونکہ آج اس طرف سے ایک

معزز رکن کی فیملی کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! حاجی مقصود احمد بٹ صاحب اپوزیشن ممبر کے لحاظ سے یہاں پنجاب اسمبلی کی سیڑھیوں سے گرفتار کیے گئے اور یہی میرے معزز وزیر قانون اسی ایس۔ پی مبشر کی صفائیاں دے کر کہہ رہے تھے کہ نہیں جناب' یہاں سے نہیں ان کو ایم۔ پی۔ اے ہاسٹل کی جو باؤنڈری ہے وہاں سے گرفتار کیا گیا ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ لوگ پولیس کو protection دینے کے لیے کیوں مجبور ہوتے ہیں؟ جب ایک رکن نے یہاں حلفیہ بیان دے دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد اور کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اس دن بھی میں نے یہی کہا تھا۔ آج بھی میرا یہی موقف ہے کہ ہمیں ممبر کے بیان پر شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رکھنی چاہیے۔ اگر وہ حلفیہ بیان دے رہے ہیں تو ہمیں اس پر اعتبار کرنا چاہیے نہ کہ اس اہلکار پر جو سرکاری اہلکار ہے -------

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ۔ افضل سندھو اور وزیر قانون صاحب جائیں اور وہ دوست جو احتجاج کر گئے ہیں ان کو لے آئیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب مجھے بات تو مکمل کرنے دیں۔ جناب والا! آپ نے مجھے بات ہی مکمل نہیں کرنے دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ میں آپ کو موقع دے رہا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، نہیں۔ جناب والا! میں اور طرف آ رہا ہوں۔ آپ مجھے چلنے تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے انہیں کہا ہے کہ وہ ان کو لے آئیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، وہ ان کی مرضی ہے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری مرضی تو ہے ناں۔ تاکہ یہ ہاؤس پورا ہو۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آج اس ہاؤس میں متفقہ طور پر ماسوائے چند وزراء کے یہ طے ہوا جو ان ایس۔پیوں کی خوش آمد کرنے کے لیے مجبور ہیں لیکن ہاؤس میں ٹریژری بنچز اور اپوزیشن نے یہ ثابت کر دیا کہ پولیس اس ملک کے ساتھ زیادتی کر رہی ہے اور اس protest پر ہم بھی token walk out کرتے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! جاتے ہوئے ایک شعر آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ظلم حد سے گزرنے کا نتیجہ دیکھا
ہم تبسم میں ڈھلے آج وہاں تک پہنچے

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے فاضل ممبران ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر قانون، جناب والا! میں یہاں پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی جناب نذر عباس بھٹی صاحب نے فرمایا اس کی کسی نے تردید نہیں کی۔ جو بھی کسی رکن اسمبلی نے یہاں پر کہا اس کی بھی کسی نے تردید نہیں کی۔ جب حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا واقعہ آیا تھا تو آپ بھی اس کے گواہ ہیں کہ جب اس کے اصل حقائق سامنے آئے اور جب حاجی مقصود احمد بٹ صاحب نے فرمایا کہ مجھے یہاں سے گرفتار کیا گیا ہے تو آپ نے بھی اس کی حمایت کی' جناب سپیکر! نے بھی ان کی حمایت کی اور میں نے بھی ان کی حمایت کی اور ان کو اسی وقت پولیس سے رہا کروایا گیا۔ یہ بات on record ہے کہ ہم نے پولیس کی یا کسی ایس۔ پی کی رکن اسمبلی کے مقابلے میں کبھی بھی حمایت نہیں کی اور جو بھی کسی رکن اسمبلی نے یہاں پر فرمایا ہے ہم نے ہمیشہ اسی کی تائید کی ہے۔ یہ الگ بات ہے اور یہ natural justice کی بات ہے کہ دوسری طرف سے جو بات آنی چاہیے وہ آ جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو شاہ نواز چیمہ اور سکندر حیات صاحب دونوں اپوزیشن کی طرف جائیں اور ان دوستوں کو ہاؤس کے اندر لائیں اور میاں افضل حیات صاحب اور سردار غلام عباس جائیں اور ٹریژری بنچز کے فاضل ممبران کو ہاؤس میں لائیں اور میں ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میں ابھی فیصلہ سنانے لگا ہوں صرف تحریک استحقاق قبول نہیں ہو گی بلکہ اس کے علاوہ اور بھی ایکشن ہو گا آپ ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔

(اس مرحلے پر فاضل وزراء کرام ایوان سے باہر گئے ہوئے فاضل ممبران کو لانے کے لیے ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، کارروائی چلانے کے لیے میری دونوں طرف کے دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ ہاؤس کے اندر تشریف لائیں۔ آپ کے احساسات کی قدر کرتے ہوئے میں ابھی فیصلہ کروں گا۔ آپ ہاؤس میں تشریف لائیں۔ آپ کا ٹوکن واک آؤٹ رجسٹر ہو گیا ہے اور اس سلسلے میں آپ ہاؤس کے اندر تشریف لے آئیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے فاضل اراکین ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اپوزیشن کی مہربانی ہے کہ وہ تشریف لے آئے ہیں۔ اب میں حزب اقتدار سے گزارش کروں گا کہ وہ بھی اسی طرح حوصلے سے کام لیتے ہوئے ہاؤس کے اندر تشریف لے آئیں۔ ان کی بڑی مہربانی ہو گی۔ یا میں ہاؤس کو کل تک کے لیے adjourn کر دوں اگر حزب اقتدار کے فاضل اراکین ایوان کے اندر تشریف نہیں لاتے۔

چودھری محمد اقبال: جناب والا! آپ اپنا فیصلہ صادر فرمائیں۔

وزیر داخلہ: جناب والا! اس مقدس ایوان کی consensus جس میں ٹریژری بنچ اور اپوزیشن دونوں شامل ہیں کے مطابق سب انسپکٹر تو already معطل ہو چکا ہے اور ایس۔پی مبشر جس کے خلاف فاضل ممبر نے یہ چارجز لگائے ہیں میں اپنے محکمے کو آرڈر دوں گا کہ اس کو فوری طور پر معطل کیا جائے اور وہاں سے ٹرانسفر کیا جائے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: جناب سپیکر! جو ظلم ہمارے ساتھ ہوئے تھے میں نے وہ اپنی لاء اینڈ آرڈر کی تقریر میں بیان کیے تھے اور ان پر انکوائریاں ہوئیں اور وہ جھوٹے ثابت ہوئے۔ میں جناب اعوان صاحب کے پاس خود حاضر ہوا حالانکہ یہ ہمارے اپوزیشن کے mission کے خلاف تھا میں نے ان سے گزارش کی کہ ہمارے ساتھ یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ میں اب برملا یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمارے علاقے میں ڈی۔ایس۔پی صاحب برملا ظلم کر رہے ہیں' وہ زیادتیاں کر رہے ہیں۔ یہ میں بار بار ان کے نوٹس میں لا چکا ہوں لیکن انہوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اب میں یہ کہتا ہوں کہ ایک ایم۔پی۔اے کے ساتھ یہ ہوا۔ میرے گاؤں میں اتنے ظلم ہو رہے ہیں اور اتنی زیادتیاں ہو رہی ہیں اور ہم یہ ان کے نوٹس میں لا لا کے مر گئے لیکن یہ ذرا بھی ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ عام شہری کیا اس پاکستان کا شہری نہیں ہے؟ ان کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ بھی جانتے ہیں۔ میں نے ان سے ایک بات کہی تھی کہ ایم۔این۔اے یا ایم۔پی اے کو کم از کم اتنا اختیار ضرور دو کہ وہ تھانے میں جائے ------- (قطع کلامیاں) جناب سپیکر! آپ پھر حالت دیکھ لیں کہ وہ ہماری بات سننے کو تیار نہیں ہیں۔ وہ اس بارے میں ذرا بھی غور کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اب ان کی اپنی ڈسکشن شروع ہو گئی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم اپنے نمائندے کو اتنا اختیار دیں کہ اگر کوئی افسر کسی غریب سے زیادتی کرتا ہے یا کسی کو حبس بے جا میں رکھتا ہے' میں نے اپنے تھانے سے سات بے گناہ آدمی جن کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالی ہوئی تھیں چھڑوائے ان میں سے ایک بھی ملزم نہیں تھا کم از

کم ان لوگوں کو اتنا اختیار ضرور دیں کہ وہ وہاں جائیں اگر وہ غلط کو غلط کہیں تو وہ مانیں۔ آپ ان لوگوں کو کم از کم یہ ہدایت کریں۔ لوگ تو درجنوں کے حساب سے حوالاتوں میں بند ہیں۔ ان کے خلاف کوئی مقدمہ نہیں۔ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی ۔ ہر شہری بھی پاکستان میں اتنا ہی حق رکھتا ہے جتنا ایک ایم ۔پی۔اے رکھتا ہے۔ انہوں نے ہمیں یہاں بھیجا ہے۔ اللہ کے فضل سے ان کے ووٹوں سے ہم یہاں آئے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج آپ اس بارے میں کوئی نہ کوئی ٹھوس فیصلہ کریں۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! میں اس بارے میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ نے سارے ہاؤس کے جذبات سنے اور جو فاضل ممبر نے اپنی داستان غم سنائی ہے وہ بھی آپ نے سنی اور جو واقعہ ہوا ہے وہ بھی آپ نے سارا سن لیا ہے۔ جو سینئر وزیر صاحب نے یہاں پر اپنا بیان جاری فرمایا ہے جس بارے میں وزیر قانون تھوڑی سی کمزوری دکھا رہے تھے وہ مجھے تھوڑا سا کمزور نظر آیا ہے۔ تو میں جناب سے چاہوں گا کہ آپ اس ایوان میں اپنا آرڈر واضح طور پر اور categorically فرما دیں تاکہ سارے ممبران کی تسلی ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مسئلہ یہ ہے کہ ایک تحریک استحقاق پیش ہوئی۔ میں نے فاضل اراکین کی باتیں اور ان کے جذبات سنے۔ یہاں تک ہوا کہ دونوں اطراف ہاؤس سے چلے گئے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ واقعی یہ درست ہے کہ پولیس کی high-handedness عروج پر پہنچ چکی ہے۔ میری نظر میں تو ایم۔ پی۔اے کا بیٹا ہونا گناہ ہے۔ پولیس کی نظر میں اس کا سب سے زیادہ گناہ یہی ہے کہ وہ ایم۔پی۔ اے یا کسی بھی elected آدمی کا کوئی رشتہ دار ہے۔ یہ میں اتفاق کرتا ہوں۔ سینئر وزیر نے یہاں پر بیان دیا ہے۔

میں آپ کی طاقت کے ساتھ اس ایس پی مبشر کو معطل کرتا ہوں اور فوری طور پر اس کا لاہور شہر سے تبادلہ کیا جائے اور پھر اپنی زندگی میں اپنی سروس کے دوران اس کو کبھی بھی لاہور میں نہ لگایا جائے۔ یہ اور اس کے ساتھ ساتھ میں اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور میں کمیٹی کے sphere کو اور زیادہ wide کرتا ہوں کہ وہ اس پر سوچ و بچار کرے کہ پولیس کی یہ high-handedness کیوں ہو رہی ہے؟ اس کا کس طرح سے سدباب کیا جائے اور کمیٹی اس بارے میں اپنی رپورٹ ایک مہینے کے اندر یعنی اگلے اجلاس میں پیش کرے ۔ اور اس میں ہم انشاء اللہ

تعالیٰ پوری طرح کنٹرول کریں گے۔ اگر اس پر معزز ممبران نے بات کرنی ہے تو میں نے اپنی رولنگ دے دی ہے۔ اگر اور کوئی بات ہے تو کریں۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو ایک اور مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے آج بہت اچھا فیصلہ فرمایا ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اس نے حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کے ساتھ بھی جو زیادتی کی ہے اس کو بھی اگر اس کے ساتھ نتھی کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔ اور اگر اس وقت ایکشن لیا جاتا تو آج یہ واقعہ رونما نہ ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں رولز بھی سمجھتا ہوں اور دائرہ کار کو بھی سمجھتا ہوں۔ اس طرح سے یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ وہ پہلی تحریک استحقاق کمیٹی کو جا چکی ہے۔۔۔ سردار حسن اختر موکل!

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپ نے جو حکم فرمایا اس سلسلے میں اس ایوان کے تقدس کے لیے ایک تو میں یہ عرض کروں گا کہ جیسے کہتے ہیں کہ پہرہ بھی دینا پڑے گا۔ اسی پولیس افسر نے میرے بیٹے کو جو کہ آٹھویں میں پڑھتا تھا اسی ایس پی نے چھ گھنٹے تک حوالات میں رکھا۔ (شیم شیم کے نعرے) اور میں نے جناب راجے صاحب کو آ کے عرض کیا۔ سابقہ حکومت میں جو وزیر قانون چودھری فاروق صاحب تھے ان کو بھی پتا ہے۔ دونوں نے مل کر یہ بات کی لیکن آپ یقین کیجیے کہ چھ گھنٹے کے بعد اس شخص نے یہ بھی نہیں کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ اس بچے کو کیوں رکھا گیا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے اب بات جو ہونی سو ہوئی تمھیں تو سو نہ گھنٹے رکھنا چاہیے تھا کہ تم حسن اختر موکل ایم پی اے کے بیٹے ہو۔ میں اس لیے یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ایک فیڈرل منسٹر کا بھنوئی ہے۔ یہ ذہن میں رکھیے گا کہ کل کو اس مقدس ایوان کے فیصلے کے بعد پھر یہ repeat نہ ہو جائے کہ آپ نے یہاں بیٹھے ہوئے ایک انسپکٹر کو معطل کیا تھا اور وہ معطل نہیں ہوا تھا۔ جناب والا! میں اس مقدس ایوان میں کھڑے ہو کر یہ بات کرتا ہوں اور پھر آخر میں یہ بات کہتا ہوں کہ کل بھی بات ہوئی اور آج بھی ہوئی۔ پریویلج کمیٹی کے اختیارات کی بات ہے۔ میں 1985ء سے اس کمیٹی کا ممبر چلا آ رہا ہوں۔ میں یہاں پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کمیٹی کے اختیارات اتنے وسیع ہیں کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا لیکن وہ کمیٹی کیا کرے گی جب اس کو پیچھے سے حکومت کی طرف سے کمزوری کے انجیکشن لگائے جائیں گے۔ اس کمیٹی کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانا ہے تو اس کے چیئرمین کو آپ کو طاقت کے ٹیکے لگانے پڑیں گے۔ جناب والا! آپ ہندوستان کی پارلیمنٹ کے

فیصلوں کو دیکھیے۔ وہاں استحقاق کمیٹی نے جو recommend کیا کہ اس افسر کو تین مہینے کے لیے قید دی جائے ایوان نے پاس کیا۔ اس کے خلاف اپیل بھی نہیں ہے۔ جس کی وہ termination of services کا فیصلہ دے دے اور ایوان اس کو پاس کر دے تو اس کے خلاف اپیل نہیں ہے ۔ لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس کمیٹی میں جب کوئی فیصلہ آتا ہے تو پھر بات اسی پریشیر کی چلتی ہے جو کل بھی رامے صاحب کہہ رہے تھے ۔ آپ وہ پریشیر ریلیز کیجیے۔ پھر دیکھیے کمیٹی کیا کرتی ہے۔ جناب والا! کمیٹی کمزور نہیں ، کمیٹی کے قوانین ، اختیارات کمزور نہیں۔ کمیٹی کو کمزور کیا جاتا ہے تو سرکاری بنچز کی طرف سے ، وزیر اعلیٰ کی طرف اور ایڈمنسٹریشن کی طرف سے اس کو کمزور کیا جاتا ہے ۔اور آخر میں میں یہ کہتے ہوئے اجازت چاہوں گا کہ میرے معزز دوست اسمٰعیل صاحب نے کہا تھا کہ وزیر اعلیٰ کیوں گئے ۔ وزیر اعلیٰ کیوں نہ جائیں۔ وزیر اعلیٰ کو تو احساس ہے کہ اس کے کہنے پر تو حوالدار بھی نہیں مانے گا۔ تو وہ خود چل کر کیوں نہ جاتے ۔ وہاں ڈی آئی جی یا آئی جی کیا کرتا۔ آج سینئر منسٹر صاحب نے اس فلور پر یہ بات کہی ہے ۔ آپ نے یہ بات کہی ہے ۔ ہم آپ کی بات پہ بے تحاشا اعتماد کرتے ہوئے آپ کو سپورٹ کرتے ہیں اور پھر اس یقین کے ساتھ کہ انسپکٹر والی بات نہیں دہرائی جانی چاہیے ۔ شکریہ جناب والا۔

چودھری نذر عباس بھٹی، جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر ، پہلے کھوسہ صاحب کی بات سن لیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، میں آپ کی رولنگ پہ اپوزیشن بنچز کے تمام ممبران کی طرف سے آپکی تعریف نہ کروں تو یہ بخل ہو گا اور آپ کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ نا انصافی ہو گی ۔ آپ نے اس ہاؤس کے وقار کو بلند کیا ہے اور ایک ظالم اور طاقت کے نشے میں مست افسر کو ٹھکانے لگایا ہے ۔ ہم سب اپوزیشن والے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ !---- نذر عباس بھٹی صاحب!

چودھری نذر عباس بھٹی ، جناب سپیکر! اس کرسی صدارت پر بیٹھے ہوئے آپ کا ' اپنے سارے بھائیوں کا ' بزرگوں اور دوستوں کا ' پریس گیلری میں موجود دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرے معصوم بچوں کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اس پہ اتنا serious notice جناب ملک مشتاق صاحب ' وزیر

قانون صاحب اور دیگر دوستوں نے جس طریقہ، جس انداز سے لیا میں اللہ کے حضور آپ سب کے لیے صرف دعا گو ہوں کہ اللہ کرے کہ کبھی آپ کے بچوں کے ساتھ میرے بچوں جیسا واقعہ پیش نہ آئے۔ جناب سپیکر! خصوصاً اس دن وزیر اعلیٰ پنجاب جن کے پاس میں اپنے معصوم بچے کی گزارش لے کر گیا اور وہ اسی وقت میرے ساتھ تھانے پہنچ گئے اور میرے بچے کو رہائی دلائی۔ میں ان کا بھی خصوصی طور پر اور ذاتی طور پر اور اپنے بچوں کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے میرے معصوم بچے کو رہائی دلائی۔ بہت شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر، بہت مہربانی! سید محمد عارف حسین بخاری!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! سارے معزز ایوان نے اس کی حمایت بھی کی ہے اور تائید بھی کی ہے لیکن جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ عوام کو یہ تاثر نہیں ہونا چاہیے کہ اگر ایک ایم پی اے کے بیٹے کے ساتھ یا اس کی فیملی کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو پورے ایوان میں اضطراب و احتجاج کی لہر دوڑ جاتی ہے اور رولنگ بھی بہت مضبوط آ جاتی ہے لیکن اگر عام آدمی کے ساتھ اور عام شہری کے ساتھ دن دہاڑے اغوا، قتل ظلم و ستم کی لا تعداد وارداتیں ہوتی ہیں تو حکومت خاموش تماشائی بنی رہتی ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی اس رولنگ کے ساتھ ایک observation دے کر کمیٹی کو بھیجیں کہ وہ ایک جامع سفارش کرے کہ اس قسم کی عوام دشمن کارروائیوں کے خلاف، جبروتشدد کے خلاف وہ کیا تجاویز مرتب کی جا سکتی ہیں جن کے تحت ریاستی مشینری کو اس ظلم و ستم سے باز رکھا جا سکے۔ اور ایک عام شہری کو قانون اور آئین کے مطابق تحفظ دیا جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے آپ کی یہ رولنگ صرف اس ہاؤس کے ایک رکن کے حوالے سے نہیں ہو گی بلکہ پنجاب کے پورے سات کروڑ عوام کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرے گا۔ جو اس وقت ریاستی مشینری اور پولیس کے تشدد کے سامنے بے بس ہو چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب کی یہ بات جو انھوں نے کی ہے یہ میری observation سمجھی جائے اور اس کو بھی اسی کمیٹی کے پاس بھیجا جائے کہ اس کے دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے اپنی کارروائی کرے۔

چودھری اختر رسول، جناب سپیکر! یہ نہایت ہی حساس معاملہ ہے اور صوبوں میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو اگر آپ دیکھیں تو عوام کے اندر ایک مایوسی پھیلی ہوئی ہے اور معزز ممبران اسمبلی کے بارے میں افسران یہ کہتے ہیں کہ یہ ڈی ایس پی اور ایس ایچ او کی سفارشات کر کے انھیں تعینات

کرواتے ہیں اور خود آئی جی اور ڈی آئی جی بھی کسی کی سفارش پر تعینات ہوتے ہیں۔ اگر آپ نے اس صوبے کو قتل و غارت سے بچانا ہے' اگر آپ نے اس صوبے کے اندر امن و امان بحال کرنا ہے' اگر آپ نے اس صوبے کے اندر اس ملک کی عزت و وقار کے لیے کام کرنا ہے تو آئی جی سے لے کر سپاہی تک صرف اور صرف merit پر متعین کیے جائیں اور سفارشی ایس ایچ او سے لے کر آئی جی تک سب کو فارغ کیا جائے۔ ان لوگوں کو لایا جائے جو جرائم کو کنٹرول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کو نہ لایا جائے جو کسی وزیر یا مشیر کی سفارش پر تعینات ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : تابش الوری صاحب نے جو باتیں کی ہیں یا جو تجاویز دیں وہ کمیٹی کو refer کر دی گئی ہیں اور کمیٹی یہ تمام چیزیں discuss کرے گی کہ کیا کیا برائیاں ہیں۔ میرے خیال میں اب ہم آگے چلتے ہیں' تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب سپیکر! میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو کام آج سے کچھ دن پہلے ہونا تھا وہ آج آپ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے کر دیا ہے۔ جو میرے ساتھ زیادتی ہوئی تھی میں اس کا تو کوئی ازالہ نہیں چاہتا لیکن چند دن پیشتر معروف تاجر راجہ ریاض کے بیٹے فواد شہید کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا اس میں بھی حقیقتاً یہی ایس پی ملوث تھا۔ اس بے چارے نے بار بار پکارا ہے کہ میرے بیٹے کا اصل قاتل ایس پی مبشر اللہ ہے لیکن اس کی بات کسی نے نہیں سنی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج اس کے صبر کا یہ امتحان تھا کہ آج اسے آپ کی طرف سے یا پورے ایوان کی طرف سے جو سزا دی گئی ہے اس پر میں اس کی طرف سے اور اپنی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر : مہربانی۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ جی سید عارف حسین بخاری صاحب!

اوچ شریف کے مزارات کی خستہ حالی

سید محمد عارف حسین بخاری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام اوچ شریف میں بزرگان دین کے مزارات انتہائی خستہ حالی اور شکست و ریخت کا شکار ہیں۔ کسی وقت بھی کوئی حادثہ انسانی جانوں کے

ضیاع کا باعث بن سکتا ہے اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر اوقاف ، جناب سپیکر! اسمبلی کے طریق کار کے قاعدہ 65 کے تحت تحریک التوا کسی تازہ واقعے کے بارے میں پیش کی جا سکتی ہے۔ اس تحریک میں کسی ایسے تازہ واقعے کی نشان دہی نہیں کی گئی مگر اوچ شریف میں واقع مزارات سینکڑوں سال پرانے تعمیر شدہ ہیں۔ محکمہ اوقاف اپنے زیر انتظام مزارات کی مرمت، تزئین و آرائش کے لیے پوری طرح کوشاں ہے۔ سابقہ اڑھائی سالوں میں اس سلسلے میں خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اوچ شریف میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام چار مزارات بمعہ مساجد اور ایک مسجد ہدایت ہے۔ ان پر تزئین و آرائش کا کام محکمہ آثار قدیمہ سے کروایا جاتا ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ کے ذریعے شروع کیے گئے کام درج ذیل ہیں :-

(۱) مزار حضرت مخدوم جہانیاں کی بحالی کے لیے 8 لاکھ 63 ہزار روپے کی لاگت سے سکیم تیار کی گئی ہے۔ جس میں 4 لاکھ روپے کی لاگت سے دیواروں کا خصوصی پلستر، برآمدے کی تعمیر اور کاشی ٹائلز کی تنصیب کا کام کیا جا چکا ہے۔

(۲) مسجد طختہ مزار حضرت جلال الدین بخاری کی بحالی کے لیے 6 لاکھ 48 ہزار 400 روپے کی سکیم کے تحت دیواروں کی مضبوطی، چھت کی بحالی، ٹائلز کی تبدیلی اور صحن میں دوبارہ فرش لگانے کے کام کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ مسجد ہدایت کی بحالی کے لیے ایک لاکھ 42 ہزار 8 سو روپے کی لاگت سے دیواروں کی مضبوطی، پلستر، بجلی کا سامان، مرمت اور سفیدی کا کام کیا جا چکا ہے۔

جو کام ہم نے بذریعہ محکمہ آثار قدیمہ کرائے ہیں وہ 19 لاکھ 33 ہزار 10 روپے کے ہیں اور جو کام محکمہ اوقاف نے اپنے ذریعے سے کرائے ہیں وہ 10 لاکھ 62 ہزار 85 روپے کے ہیں۔ اس طرح تقریباً 30 لاکھ روپے ان کاموں پر خرچ کیے جا چکے ہیں اور کام ابھی تک جاری ہے۔ میں نے کل بھی محکمہ اوقاف کی کارکردگی کے بارے میں یہ عرض کیا تھا کہ پہلی دفعہ اتنے زیادہ روپے مزاروں پر خرچ کیے جا رہے ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری : جناب والا! میں گزشتہ جمعے اوچ شریف حاضر ہوا تھا اور میں وہاں اپنی آنکھوں سے خستہ حالی دیکھ کر آیا ہوں ۔ وزیر صاحب نے ضرور فنڈز فراہم کیے ہوں گے لیکن کیا موقعے

پر بھی کوئی پیسہ لگا ہے یا نہیں ؟ میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے عرض کروں گا کہ میں ان کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوں ' وہ میرے ساتھ اوچ شریف تشریف لے چلیں یا پھر یہاں ایک کمیٹی مقرر فرما دیں یا پھر اسے مجلس قائمہ کے ذمے لگا دیں تاکہ وہ صحیح رپورٹ دے سکے۔ اوچ شریف تاریخی آثار ہیں اور بزرگان دین کے مزارات ہمارے لیے مقدس ہیں۔ پہلے بھی شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا گنبد گرا ہے تو کتنے آدمی اس کے نیچے آ کر شہید ہو گئے ہیں بالکل وہی صورت حال اوچ شریف کی ہے۔ تابش الوری صاحب بالکل قریب رہتے ہیں ' اس ضلعے کے رہائشی ہیں ان سے بھی پوچھ لیا جائے کہ اوچ شریف کے مزارات کی کیا حالت ہے ؟ کاغذات میں انھوں نے کچھ پیسے ضرور sanction کیے ہوں گے لیکن وہاں مزارات کی جو خستہ حالی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

وزیر اوقاف: جناب والا! چار مسجدیں اور چار مزار ہیں جن کی ہم مرمت کر رہے ہیں اور کچھ مزار وہاں پر ایسے بھی ہیں جو کہ محکمہ اوقاف کے پاس نہیں ہیں۔ آپ بے شک کمیٹی بنا دیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ آیا میں صحیح کہہ رہا ہوں یا بخاری صاحب صحیح فرما رہے ہیں۔ جناب والا! جو مزار محکمہ اوقاف کے پاس ہیں ان پر 30 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ ان میں سے 19 لاکھ روپے ہم نے محکمہ آثار قدیمہ کے ذریعے خرچ کیے ہیں کیونکہ جو سینکڑوں سال پرانے مزار ہیں ان کی مرمت یا تزئین و آرائش محکمہ آثار قدیمہ کرتا ہے اور پیسے ہم دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جو مزار بخاری صاحب نے دیکھا ہے وہ محکمہ اوقاف میں نہ ہو کیونکہ کچھ گدی نشینوں کے پاس' گیلانی خاندان کے پاس اب بھی دربار ہیں۔ بہر حال میں ان کے ساتھ وہاں پر جانے کے لیے بھی حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ نے اس طرف ایک دو ماہ کے اندر کوئی visit کرنا ہے ؟

وزیر اوقاف : ہم ایسا کوئی پروگرام جلد ہی بنا لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے آپ وہاں کا دورہ کریں اپنے ساتھ عارف حسین بخاری صاحب کو بھی لے جائیں اور وہاں اوچ شریف کے جو منتخب ممبر سمیع اللہ شیخ صاحب ہیں ان کو بھی ساتھ ملا لیں۔ اس طرح یہ تین رکنی کمیٹی بن گئی ایک تو وزیر صاحب دوسرے عارف حسین بخاری صاحب جو کہ محرک ہیں اور تیسرے وہاں کے جو منتخب ممبر ہیں وہ شامل ہوں گے۔ آپ تینوں وہاں کا دورہ کریں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! وزیر اوقاف کا یہ اعلان بڑا خوش آئند ہے کہ وہ اس کے لیے ایک مخصوص رقم خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن مجھے بھی پچھلے دنوں وہاں جانے کا اتفاق ہوا اور میں

نے یہ دیکھا کہ ان مزارات کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اوچ پاکستان میں تاریخ کے خزانے کی حیثیت رکھتا ہے وہاں بی بی جیوندی کا مزار ' مخدوم جہانیاں گڑھ ' حضرت سرخ پوش بخاری وہ عظیم راہنما ہیں جنھوں نے ہندوستان کے کفرستان کو اسلامستان میں تبدیل کیا۔ میں وہاں گیا تو دیکھا کہ ان کے فرش ٹوٹے ہوئے ہیں وہاں وضو کے لیے پانی کا انتظام نہیں ہے ' وہاں اندر گئے تو قبروں ' دیواروں اور فرش پر ایک ایک انچ مٹی جمی ہوئی تھی اور وہاں پر کوئی دربان بھی موجود نہیں تھا۔ میں نے آ کر سیکرٹری اوقاف کو اور وزیر اوقاف کو یہ رپورٹ دی کہ وہاں اتنی حالت خراب ہے ----

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ میری گزارش سنیں میں نے جو یہ کمیٹی بنائی ہے کیا یہ ٹھیک نہیں ہے کہ یہ موقع پر جائے اور ساری صورت حال کا جائزہ لے ؟

سید تابش الوری ، جیسے انھوں نے تجویز کیا اگر وزیر صاحب تشریف لے جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ اوقاف کی کمیٹی اسی کام کے لیے ہے اس کے سپرد کریں اور یہ دیکھے کہ جو یہ کہہ رہے ہیں وہاں عملاً تو نہیں ہو رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ 9 , 10 آدمی نہیں میں نے یہ دو آدمی نامزد کر دیے ہیں صرف یہی جائیں گے اور ہم تابش الوری صاحب کو بھی ممبر نامزد کرتے ہیں کیونکہ یہ بھی جانتے ہیں اور ان کا علاقہ ہے یہ دو ماہ کے اندر رپورٹ پیش کریں اب یہ تحریک dispose of تصور ہوتی ہے۔

وزیر اوقاف، جناب دی بڑی مہربانی کہ تساں انہاں نوں کمیٹی وچ ممبر بنایا اے تا کہ انہاں نوں پتا لگے گا کہ اسیں ہاؤس وچ کہڑی گل کیتی سی اور موقع تے کہڑی سی۔ میں انہاں نوں انہاں درباراں تے کھلار کے کہواں گا کہ تسانوں انہاں درباراں دی قسم اے جے بھوئی گل کرو تاں۔ میں جو لکھیا اے میں جو دسیا اے انشاء اللہ تعالیٰ اس دے وچ کوئی فرق نہیں ہونے گا۔ انہاں چار درباراں دے نال نوٹ کرلیو جہڑے میں دسے نیں جنہاں تے اساں پیسہ خرچ کیتا اے ممکن اے جدوں تشریف لے کے گئے ہون اودوں نیئں سی۔ جناب سپیکر! میں خود مندا واں کہ جدوں میں وزیر نہیں بنیا اس توں پہلاں اوقاف وچ اک روپیہ وی نیئں لگیا پہلی کسے حکومت نیں وی نیئں لایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ٹھیک ہے۔ یہ dispose of تصور ہو گی۔

رانا محمد اقبال خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگر آپ کو سیلاب پر بات کرنے کی ضرورت نہیں تو میں بھی آہستہ چلتا ہوں۔

رانا محمد اقبال خان ، نہیں۔ جناب والا! میں صرف ان کی درستی چاہتا ہوں کہ انھوں نے کہا ہے کہ جو باتیں کر رہے ہیں جو میں نے کہا ہے اس میں کوئی سچ نہیں ہو گا۔ یہ ایسی بات کر گئے ہیں میں تو ذرا اس کی درستی کرنے کے لیے عرض کر رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی۔ اگلی تحریک ارشد عمران سلہری کی ہے یہ بھی 22 تاریخ تک کے لیے pending رکھی گئی تھی۔ اگلی تحریک راجہ جاوید اخلاص کی ہے انھوں نے خود ہی استدعا کی ہے کہ اس کو pending کیا جائے لہذا اس کو pending کیا جاتا ہے اگلی بھی ان کی ہے ----

وزیر قانون ، جناب سپیکر! یہ (e) 67 کے تحت آتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، راجہ جاوید اخلاص کی pending کر دیں۔ آپ کی رائے کوئی اور ہے؟

وزیر قانون ، اس کا نمبر کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، 35 اور 36 نمبر ہے۔

وزیر قانون ، جناب والا! یہ لوکل گورنمنٹ کے متعلق ہے اور ہم نے 25 تاریخ کو لوکل گورنمنٹ پر بحث رکھی ہے اس لیے یہ (e) 67 کے تحت آتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہاں ٹھیک ہے۔ تو یہ (e) 67 کے دائرہ کار میں آجائیں گی۔ لہذا یہ اس کے دائرہ کار میں آتی ہیں اس لیے dispose of تصور ہوں گی۔ مہربانی، اگلی تحریک نمبر 37 جناب ارشد عمران سلہری کی ہے یہ بھی (e)67 کے دائرہ کار میں آتی ہے لہذا یہ بھی dispose of تصور ہو گی۔ تحریک التوائے کار نمبر 38 حاجی مقصود احمد بٹ کی ہے یہ لاء اینڈ آرڈر کے متعلق ہے یہ بھی (e)67 کے تابع hit ہو گی -----

وزیر قانون ، جناب والا! آپ نے 37 کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ بھی (e)67 کے تابع ہے۔

وزیر قانون ، یہ تو فارسٹ کے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ کرپشن کے بارے میں ہے نا۔ سلہری صاحب یہ کرپشن پر ہے یا محکمہ جنگلات کے متعلق ہے؟ کیونکہ آپ نے کرپشن کے لیے ایک دن رکھا ہوا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! وزیر موصوف بھی جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، رائے صاحب! آپ بھی تیار ہیں ؟

وزیر جنگلات ، جی میں تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ جی پڑھیے۔

محکمہ جنگلات' لاہور میں سر کنڈے کی نیلامی میں بدعنوانی

جناب ارشد عمران سلہری ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈی ایف او لاہور محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کی طرف سے سر کنڈا کائی ڈی ڈی سی شرقپور سکھانوالہ بند کی نیلامی کا اعلان کیا گیا تھا جس میں علاقے کے لوگوں نے شرکت کرنے کی خواہش ظاہر کی اور ایک شخص محمد صدیق نے 21-7-96 کو Deposit Call کے طور پر بنک ڈرافٹ نمبر 1117458 الائیڈ بنک شرقپور مبلغ -/37000 روپے ڈی ایف او کے نام جمع بھی کرا دیے مگر محکمہ جنگلات کے کرپٹ اہلکاروں نے متذکرہ شخص کی پیش کش کو مسترد کرتے ہوئے ملی بھگت کر کے اپنے منظور نظر شخص منور حسین کو یہ ٹھیکہ 32000 روپے میں دے دیا۔ چنانچہ اس دھاندلی کے خلاف محمد صدیق نے وزیر جنگلات کے نام ایک درخواست دی کہ اس معاملے کی تحقیقات کرائی جائے ۔ وزیر موصوف کے پرسنل سٹاف آفیسر نے یہ درخواست محکمہ جنگلات کو روانہ کر دی مگر محکمہ نے اس درخواست پر کوئی توجہ نہ دی اور بدستور اپنے منظور نظر شخص کے نام ٹھیکہ بحال رکھا ۔ محکمہ کی اس دیدہ دلیری سے قوانین کی جو دھجیاں اڑائی گئی ہیں اس سے علاقے بھر کے عوام میں بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی وزیر جنگلات۔

وزیر جنگلات ، ڈی ڈی سی سکھانوالہ ڈسٹری بیوٹری شرقپور کا نیلام کلنہ وغیرہ مورخہ 20-7-96 بعد از مشتری بذریعہ اخبار روزنامہ "پاکستان" مورخہ 1-7-96 میں کیا گیا بولی سے قبل 17 ٹھیکے داروں نے شرائط نیلام پر دستخط کیے اور سب سے زیادہ بولی مسمی منور علی ولد محمد شریف سکنہ شرقپور شریف نے

مبلغ 32000 روپے و انکم ٹیکس مبلغ 960 روپے موقعہ پر جمع کروا دیے جس پر انھیں منظوری بذریعہ مراسلہ نمبر L C -47 مورخہ 20-7-96 جاری کر دی۔ مسٹر محمد صدیق بولی کے وقت موجود تھا لیکن اس نے جان بوجھ کر شرائط نیلام پر دستخط نہ کیے اور نہ ہی بولی میں حصہ لیا بعد ازاں اس نے مبلغ 37000 روپے کی Call Deposit مورخہ 21-7-96 الائیڈ بنک شرقپور سے جاری کروا کر بذریعہ درخواست جناب ناظم جنگلات لاہور سرکل کو دی اور ایک درخواست وزیر جنگلات کو بھی دی جس پر انھوں نے حکم فرمایا کہ اسے دوبارہ نیلام کیا جائے ۔ناظم صاحب کو جواب دیا گیا کہ ٹھیکے دار کو نیلامی کی منظوری جاری کی جا چکی ہے اور اس نے اصل رقم اور سیکورٹی جمع کروا کر معاہدہ پر دستخط کر دیے ہیں۔ اندریں حالت ٹھیکہ کی منسوخی نہیں کی جا سکتی۔ اس کے بعد محمد صدیق کی درخواست پر Call Deposit واپس کر دی گئی۔

جناب سپیکر! محمد صدیق اور منور سگے بھائی ہیں۔ ان کا آپس میں لین دین کا کوئی مسئلہ ہو گا جب ہم نے بولی کے لیے 20 تاریخ رکھی ہے اور اگر ان کی Call 20 تاریخ کی ہے تو اب بھی ہم ان کو ٹھیکہ دینے کے لیے تیار ہیں ۔ انھوں نے نیلام کے اگلے دن اپنی Call Deposit بنائی ہے اس سے پہلے ان کے پاس نیلامی کی کوئی Call نہیں ہے ۔ اس لیے محکمے نے جو کیا ہے ان حالات میں کوئی کوتاہی نظر نہیں آتی اگر اس کے علاوہ میرے فاضل دوست فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی irregularity یا کوئی problem ہے تو میں حل کرنے کے لیے تیار ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ارشد عمران سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری ، شکریہ جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے تفصیل سے جواب دیا ہے تو میں اس کے لیے مہلت چاہوں گا اور انھوں نے جو معاملات بیان فرمائے ہیں میں ان سے مطمئن بھی ہوں اور اگر مزید کوئی معاملہ ہوا تو میں وزیر موصوف سے بات کر لوں گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ان کی بات کو غور سے سن کر ان کی حسب منشا اس کا حل کیا جائے ۔

وزیر جنگلات ، جناب سپیکر ! اس میں تو دو چار ہزار کا ذکر ہے اگر دس بیس لاکھ کا ہوتا تو میں کہتا کہ محکمے نے فراڈ کر لیا ہے ۔ اگر یہ پھر بھی حکم دیتے ہیں تو میں منسوخ کر دیتا ہوں اور دوبارہ نیلام کر دیتا ہوں ۔ لیکن اس میں کوئی بد عنوانی نہیں ہوئی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ان کی حسب منشاء ان کو مطمئن کریں ۔

وزیر جنگلات ، ٹھیک ہے جی مطمئن کر دیتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے جی بڑی مہربانی۔ تحاریک التوائے کار ختم ہوئیں۔ اب ہم لاہور میں بارش سے پیدا شدہ صورت حال پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں مناظر علی رانجھا، جناب والا! میں نے استحقاق کمیٹی سے متعلق رپورٹیں پیش کرنی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانجھا صاحب! تحاریک استحقاق کے بارے میں ذرا مضبوط موقف اختیار کریں۔

میاں مناظر علی رانجھا، جناب والا! میں نے پہلے بھی آپ سے استدعا کی ہے کہ آپ استحقاق کمیٹی کا کوئی دائرہ کار بڑھائیں اور اس کو قانونی تحفظ دیں کیونکہ ہمارے معزز ممبران ہمارے پاس کافی امیدیں لے کر آتے ہیں اور پورے ہاؤس کی توجہ استحقاق کمیٹی پر ہوتی ہے۔ لیکن ہم مجبور ہیں قانون اور ضابطے کی جو آڑ ہے وہ ہمیں آگے نہیں جانے دیتی۔ اس لیے میری اس سلسلے میں آپ سے یہ استدعا ہے کہ آپ بھی اپنا کردار ادا فرمائیں۔

جناب والا! میں تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ایم پی اے کے بارے میں استحقاق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ایم پی اے کے بارے میں استحقاق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

میاں مناظر علی رانجھا، میں تحریک استحقاق نمبر 5 پیش کردہ جناب محمد منشا سندھو ایم پی اے کے بارے میں استحقاق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 5 پیش کردہ جناب محمد منشاء سندھو ایم پی اے کے بارے میں استحقاق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی۔

میاں مناظر علی رانجھا ، میں تحریک استحقاق نمبر 9 پیش کردہ جناب سید محمد عارف حسین بخاری ایم پی اے کے بارے میں استحقاق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 9 پیش کردہ جناب سید محمد عارف حسین بخاری ایم پی اے کے بارے میں استحقاق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔

میاں مناظر علی رانجھا: میں تحریک استحقاق نمبر 6 اور 18 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں استحقاق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 6 اور 18 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں استحقاق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی۔

میاں مناظر علی رانجھا: میں تحریک استحقاق نمبر 32 پیش کردہ میاں معراج دین ایم پی اے کے بارے میں استحقاق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 32 پیش کردہ میاں معراج دین ایم پی اے کے بارے میں استحقاق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی۔

میاں مناظر علی رانجھا: جناب والا! اب کچھ extensions ہیں وہ kindly grant فرما دیں۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ جناب بادشاہ میر خان آفریدی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ جناب بادشاہ میر خان آفریدی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کر دی گئی)

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> تحریک استحقاق نمبر 3 پیش کردہ جناب چودھری اختر رسول ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ

31۔ اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

تحریک استحقاق نمبر 3 پیش کردہ جناب چودھری اختر رسول ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کر دی گئی)

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ جناب ملک محمد عباس کھوکھر ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ جناب ملک محمد عباس کھوکھر ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کر دی گئی)

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

تحریک استحقاق نمبر 26 پیش کردہ چودھری اصغر علی گجر ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

تحریک استحقاق نمبر 26 پیش کردہ چودھری اصغر علی گجر ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کر دی گئی)

میاں مناظر علی رانجھا، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

تحریک استحقاق نمبر 20 پیش کردہ جناب ریاض حشمت جنجوعہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

تحریک استحقاق نمبر 20 پیش کردہ جناب ریاض حشمت جنجوعہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کردی گئی)

میاں مناظر علی رانجھا، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

تحریک استحقاق نمبر 29 پیش کردہ جناب ایس اے حمید ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کے گئی ہے کہ،

تحریک استحقاق نمبر 29 پیش کردہ جناب ایس اے حمید ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کر دی گئی)

میاں مناظر علی رانجھا، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

تحریک استحقاق نمبر 38 پیش کردہ جناب محمد منشاء سندھو ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

تحریک استحقاق نمبر 38 پیش کردہ جناب محمد منشاء سندھو ایم پی اے کے بارے

میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کر دی گئی)

میاں مناظر علی رانجھا، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

تحریک استحقاق نمبر 39 پیش کردہ جناب سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

تحریک استحقاق نمبر 39 پیش کردہ جناب سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ اکتوبر 1996ء تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کر دی گئی)

میاں مناظر علی رانجھا، بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم اب بارشوں سے پیدا شدہ صورت حال پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ حزب اختلاف کی مہیا کردہ فہرست کے مطابق قائد حزب اختلاف نے اس کا آغاز کرنا تھا لیکن میرے خیال میں وہ تشریف نہیں لائے، اب ان کی بجائے ارشد عمران سلہری بحث کا آغاز فرمائیں گے۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس سے پہلے کہ سلہری صاحب بحث کا آغاز کریں میں ایک اہم معاملے پر آپ کی خصوصی توجہ چاہتا ہوں۔ جناب والا! آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ بیماروں کا معالجہ اسلامی اور انسانی نقطہ نظر سے بے حد اہمیت رکھتا ہے۔ جناب والا! میں کل ملک قاسم صاحب کے جنازے میں شریک ہونے کے لیے جا رہا تھا میں نے دیکھا کہ ٹریفک کی ایک طویل لائن لگی ہوئی تھی، گورنر ہاؤس سے پہلے والے چوک پر طویل لائن لگی ہوئی تھی دونوں طرف۔۔۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، جناب تابش الوری آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

سید تابش الوری، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ کل میں ملک قاسم صاحب کے نماز جنازہ میں شریک ہونے کے لیے جا رہا تھا تو گورنر ہاؤس سے پہلے والے چوک پر لارنس گارڈن کے قریب دونوں طرف ٹریفک رکی ہوئی تھی اور بہت لمبی لائن تھی جس میں سارا ٹریفک جام ہو کر رہ گیا تھا۔ اسی دوران ایک ایمبولینس جس میں ایک heart کے serious مریض کو لے جایا جا رہا تھا۔ اس نے مسلسل سائرن بجائے رکھا لیکن ٹریفک کانسٹیبل نے اسے گزرنے کی اجازت نہ دی وہاں پر سارے لوگ کاروں والے اور دیگر انھوں نے شدید احتجاج کیا کہ کم از کم انھیں تو اجازت دے دی جائے لیکن ایمبولینس کو احتجاج کے باوجود گزرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور ٹریفک آدھے گھنٹے تک محض VIP کو گزارنے کے لیے روکی گئی تھی۔ جناب والا! ایک مہذب معاشرے میں ایک seriousمریض اور ایمبولینس کے لیے وہ سائرن اس لیے لگایا جاتا ہے کہ اسے بغیر کسی رکاوٹ کے گزرنے دیا جائے۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ یہاں VIP کے لیے یہ اہتمام ہوتا ہے کہ آدھا آدھا گھنٹہ پونا پونا گھنٹہ ٹریفک روک دی جاتی ہے اور بلاجواز روک دی جاتی ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ کم از کم یہ رولنگ اور آرڈر صادر فرمائیں یا یہ ہدایت فرمائیں کہ ٹریفک میں VIPs ہوں یا کوئی اور غیر معمولی صورت حال ہو ایمبولینس کو بغیر کسی رکاوٹ کے گزرنے کی اجازت ہونی چاہیے تاکہ مریض بروقت ہسپتال یا اپنی جائے مقام پر پہنچ سکے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ اس مریض بے چارے کی وہاں پر death ہی نہ ہو گئی ہو۔ کیونکہ آدھے گھنٹے تک رکے ہوئے ان کو میں نے خود دیکھا پھر ٹریفک اتنی رکی ہوئی تھی کہ میں بھی وہیں سے اتر کے چل پڑا میں نے سوچا کہ نماز جنازہ سے کہیں میں محروم نہ ہو جاؤں تو میں وہاں سے پیدل ہی لارنس گارڈن گیا اور کار چھوڑ دی۔ اس لیے میں اس انسانی مسئلے پر آپ کی خصوصی توجہ چاہتا ہوں اور آپ کی ڈائریکشن چاہتا ہوں کہ آپ ایمبولینس کو فوراً گزرنے کی ہدایت فرمائیں۔

جناب سپیکر، موقع دیجئے۔

سردار حسن اختر موکل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

سردارحسن اختر موکل، جناب والا! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ یہ جو وزیر جنگلات صاحب آپ کے اور تابش الوری صاحب کے درمیان سے گزر گئے ہیں کیا انھوں نے آپ سے اجازت لی؟

جناب سپیکر، دراصل جنگل کے قانون میں یہ سب جائز ہے۔ وزیر جنگلات ہونے کا انھوں نے ثبوت

دیا ہے۔ جی جناب وزیر قانون! ہم آپ کی توجہ چاہتے ہیں۔ محترم تاش الوری صاحب نے ایک انسانی مسئلے پر توجہ دلائی ہے چونکہ اس وقت حکومت کی نمائندگی آپ ہی کر رہے ہیں کچھ اور دوست بھی ہیں ان سب کی توجہ بھی میں چاہتا ہوں کہ یہ جو ٹریفک کے معاملات میں ایک negligence ہے خاص طور پر ایمبولینس کے سلسلے میں پرواہ نہیں کی جاتی تو اس کی مناسب پرواہ کی جائے اور ایمبولینس کا جو right ہے کہ اسے خواہ VIP ہو کوئی بھی ہو اس کو روک کر مریض کو پہلے روانہ کیا جائے گا یہ مہربانی سے اس ہاؤس کی طرف سے میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ آپ ہوم ڈیپارٹمنٹ کو اور ٹریفک پولیس کے شعبے کو خاص طور پر اپنی طرف سے ہدایت کیجئے کہ ایمبولینس کی priority کو ملحوظ رکھا جائے اور اسے کسی صورت بھی neglect نہ کیا جائے خواہ VIP کی ٹریفک روکنی پڑ جائے لیکن ایمبولینس کی ٹریفک کا passage بڑا clear ملنا چاہیے۔ مہربانی۔ ویسے میں اپنی اطلاع کے لیے جاننا چاہتا ہوں کل ملک قاسم صاحب کے لیے فاتحہ کے لیے بات ہوئی تھی یہ فاتحہ ہو گئی ہے یا ابھی ہونی ہے؟

وزیر قانون: فاتحہ ہو گئی ہے۔

لاہور میں بارشوں سے ہونے والے نقصانات پر بحث

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔ میرے پاس کاغذ پڑا تھا میں نے اس لیے پوچھ لیا۔ اب اس 19 تاریخ کے اجلاس کے لیے اپوزیشن کی طرف سے بھی بارہا یہ کوشش کی گئی ان کا خیال تھا کہ محترم شہباز شریف صاحب نے مجھے خود فون کر کے کوئی 10 تاریخ سے بھی پہلے کوئی 6 یا 7 تاریخ کو یہ فون کیا کہ صاحب اگر حکومت اجلاس نہیں بلانا چاہتی تو پھر ہم اجلاس بلالیں کیونکہ بارش سے بہت زیادہ نقصان ہوا ہے اور ہم اس نقصان پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ بہرحال میں نے آپ سے بات کی۔ جناب لاء منسٹر! آپ نے مہربانی کی اور اپنی گورنمنٹ کو confidence میں لیا اور آپ نے ایک طویل اجلاس یہاں بلایا۔ آپ کی بھی خواہش تھی میری بھی خواہش تھی اور میری خواہش ہے کہ چن صاحب ہماری بات سنیں اور منیر ازہر صاحب بھی سنیں تو اس میں یہ سوچا گیا کہ چونکہ اپوزیشن کی بڑی خواہش ہے حکومت کی بھی خواہش ہے کہ اس سلسلے میں جو کوششیں انھوں نے کی ہیں کہ بارش سے نقصانات کو رفع کرنے کے لیے اور زخموں کو مندمل کرنے کے لیے وہ بھی عوام کے سامنے پیش ہوں تو ہم نے چاہا کہ 10-9-1996 کو سب سے پہلے یہی بات ایجنڈے پر آ جائے۔ اپوزیشن نے کہا کہ نہیں اس کو ذرا بعد

میں کر لیتے ہیں۔ کرتے کرتے دس کی بجائے گیارہ بارا تیرہ چودہ پندرہ سولہ سترہ اٹھارہ اور انیس تاریخ کو یہ رکھی گئی کہ محترم شہباز شریف صاحب خود تشریف لاسکیں اور وہ آکر اس بحث کا آغاز کرسکیں بہرحال آج بھی میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ آج بھی کسی وجہ سے تشریف نہیں لاسکے۔ یقیناً بہت ناگزیر وجہ ہو گی لیکن مجھے اس بات کا بے حد افسوس ہو رہا ہے کہ اتنے اہم موضوع پر بحث کرنے کے لیے آج جب ایوان میں ہم بیٹھے ہیں تو نہ حکومت کی طرف سے زیادہ لوگ ہیں نہ ہی اپوزیشن کی طرف سے لوگ ہیں۔ اپوزیشن میں یہ دوچار اور چھ حضرات تشریف رکھتے ہیں۔ (مداخلتیں---) جی بیٹھے ہوں گے مجھے تو ہاؤس ہی نظر آتا ہے مجھے کیا پتا کچھ لوگ گھر میں بھی بیٹھے ہیں۔ جی ہاں۔ تو میں آپ کی توجہ بھی دلانا چاہتا ہوں اور پریس کی توجہ بھی دلانا چاہتا ہوں کہ اس بات کو ضرور نوٹ کیا جائے کہ یہ جو اہم ترین موضوع تھا جس پر اجلاس بلانے کی اپوزیشن کو بھی بہت ضرورت محسوس ہو رہی تھی اور حکومت بھی ازراہ کرم اس سلسلے میں بات کرنا چاہتی تھی جب بات کرنے کا وقت آیا ہے تو کتنی دلچسپی اس میں لی جا رہی ہے۔ بہرحال ان comments کے بعد میں دعوت خطاب دیتا ہوں جناب ارشد عمران سلہری صاحب کو کہ وہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی عدم موجودگی میں اس بحث کا آغاز کریں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! ہم آپ کے ممنون ہیں اور میں میاں شہباز شریف صاحب کی معذرت آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں وہ شکریہ بھی ادا کر رہے تھے کہ آپ نے اس اہم موضوع پر بحث کرنے کے لیے شہباز شریف صاحب کی درخواست پر یہ بحث ملتوی کی اور آج کا دن رکھا۔ وہ اس معاملے میں بڑی سنجیدگی کے ساتھ -----

جناب سپیکر، ایک چھوٹی سی بات کہ میں نے بھی اسی لیے اہتمام کیا' آپ نے دیکھا ہو گا کہ میں سارے اجلاس میں ابتداء کرتا رہا ہوں اور آخری حصے میں میاں منظور احمد موہل صاحب تشریف لاتے رہے ہیں۔ آج اس کو reverse کیا گیا ہے صرف اسی لیے کہ پہلے ابتدائی اوقات میں وہ تشریف لے آئیں اور میں بعد میں بیٹھوں گا تاکہ اگر شہباز صاحب آنا چاہتے ہیں تو میں بھی اس میں موجود رہوں گا۔

سید تابش الوری، یقیناً جناب سپیکر! ہمیں احساس ہے کہ آپ نے اس سلسلے میں غیر معمولی دلچسپی لی اور حزب اختلاف کے مطالبے پر اس اہم بحث کو آج کے دن رکھا۔ شہباز شریف صاحب چاہتے تھے کہ اس سنگین مسئلے پر اس اہم مسئلے پر خود بحث کا آغاز کریں۔ لیکن ان کے والد محترم کی طبیعت اتنی ناساز ہے کہ وہ اپنی شدید خواہش کے باوجود یہاں آج تشریف نہیں لاسکے۔ انھوں نے مجھے یہ پیغام دیا

کہ میں آپ تک ان کی معذرت بھی پہنچا دوں اور شکریہ بھی پہنچا دوں کہ آپ نے ان کی فرمائش پر اس بحث کو ملتوی کیا۔ بہرحال وہ جیسے بھی اس پوزیشن میں ہوئے وہ اس ہاؤس میں آئیں گے اور عوامی مطالبات اور عوامی مسائل کے سلسلے میں اپنا پارلیمانی کردار بھرپور طریقے سے ادا کریں گے۔

جناب سپیکر، ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے والد محترم کو شفاء عطا فرمائے۔ جی ارشد عمران سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! لاہور کے اندر بارشوں نے 24 اور 25۔ اگست 1996ء کو جو تباہی پھیلائی ہے اس کے اوپر بات کرنے کا آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے اس کے لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! پاکستان کے دل لاہور میں 23 اور 24۔ اگست 1996ء کو ہونے والی بارش نے PDF حکومت LDA, WASA اور لاہور کارپوریشن کے ان تمام منصوبوں کے بخیے ادھیڑ دیئے جن کے بارے میں بہت بڑے دعوے کیے جاتے تھے اور لاہور کے شہریوں کو بتایا جاتا تھا کہ حکومت اور اس کے ادارے اس شہر کو پیرس بنانے کے لیے نہ صرف ملکی وسائل سے سرمایہ خرچ کر رہے ہیں جنھیں لاہور اور پنجاب کے شہری ٹیکسوں کی صورت میں حکومت کے حوالے کرتے ہیں۔ حالانکہ ٹیکسوں کا یہ بوجھ عوام کی کمر توڑ رہا ہے اس کے علاوہ یہ بھی بتایا جاتا رہا ہے کہ حکومت کارپوریشن' LDA' WASA عالمی بنک اور دیگر بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرضے لے کر بھی شہریوں کے لیے سڑکیں اور پینے کا پانی فراہم کرنے اور نکاس آب کا بندوبست کرنے پر کروڑوں اور اربوں روپیہ خرچ کر رہی ہے لیکن جناب سپیکر! 23 اور 24 اگست کو 2 روز تک جاری رہنے والی 18۔ انچ بارش نے ان تمام دعوؤں اور منصوبوں کا پول کھول دیا۔ جناب سپیکر! آج لاہور کا ہر شہری یہ جاننا چاہتا ہے کہ یہ اربوں روپیہ کہاں خرچ کیا گیا؟ اور یہ اربوں روپیہ کس نے خرچ کیا؟ یہ سوال ہر شہری کی زبان پر اس لیے آیا کہ اس بارش نے غریبوں کے مکان اور آبادیاں ڈبوئیں تو اس کے ساتھ ساتھ امیروں کے محلوں اور جدید بستیوں کو بھی نہیں چھوڑا اگر چھوٹی چھوٹی دوکانیں جو گلیوں اور محلوں میں موجود تھیں بارش سے متاثر ہوئیں اور جہاں ماضی میں سڑکیں بارش کے باعث ندی نالے بن جایا کرتی تھیں تو اس مرتبہ مال روڈ اور اس سے ملحقہ تجارتی مراکز بھی سیلاب میں گھری ہوئی دور دراز کی بستیوں کا منظر پیش کرتے رہے۔ جناب سپیکر! شاہ عالم مارکیٹ سے لے کر بیڈن روڈ تک اور ہال روڈ سے لے کر مزنگ چونگی تک بڑی بڑی تجارتی

عمارتوں کے تہہ خانوں میں موجود ہر قسم کا تجارتی سامان فروخت کرنے والی دو کانیں پانی سے لبالب بھری ہوئی تھیں۔

جناب سپیکر! یہ پانی کہاں سے آ رہا تھا؟ کیا پانی صرف آسمان سے برس رہا تھا یا زمین سے بھی ابل رہا تھا زمین سے ابلنے والے پانی میں سارے شہر کی گندگی سیوریج' ڈرین اور نالوں سے نکل کر پورے شہر میں پھیل گئی تھی صرف یہی نہیں جناب سپیکر! لوگوں نے لاہور نہر میں بھی بی آر بی کا پانی ڈال دیا تاکہ ایک وفاقی وزیر کی زمین بارش اور سیلاب کے پانی سے بچائی جا سکے۔ جناب سپیکر! اس کے نتیجے میں پہلی مرتبہ لاہور کی نہر کا پانی کناروں سے باہر نکلا اس نے شہر میں تباہی کو وسیع کر دیا اور مسائل کو مزید سنگین بنا دیا۔ جناب سپیکر! جس وقت لاہور کے شہری اس آسمانی اور انسانی آفت کا شکار ہو رہے تھے وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی کابینہ کے ارکان' لاہور کارپوریشن کے صدر اور ان کا عملہ' ایل ڈی اے اور واسا کے سربراہان اور ان کا عملہ شہریوں کو بڑھتے ہوئے پانی میں ڈوبنے اور مرنے کے لیے چھوڑ کر اپنی اپنی رہائش گاہوں کے لان اور تہہ خانوں میں سے پانی نکالنے کے لیے تمام سرکاری وسائل کو استعمال کر رہے تھے۔ جناب سپیکر! جن کے تجارتی مراکز تھے وہاں بھی یہ سرکاری عملہ ان کے تہہ خانوں سے پانی نکالنے میں مصروف تھا۔

جناب سپیکر! عوام کو دھوکہ دینے کے لیے ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعے بتایا جا رہا تھا کہ متاثرہ شہری اپنی مدد کے لیے ان فون نمبروں پر رابطہ قائم کریں لیکن جب کوئی شہری وہاں فون کرتا تو اسے معلوم ہوتا کہ ان کا فون سننے کے لیے اور ان کی راہنمائی یا دلجوئی کرنے کے لیے کوئی شخص وہاں موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہ وہ صورت حال تھی کہ جب پریشان حال شہریوں نے فوج کو مدد کے لیے پکارا انھوں نے اعلیٰ فوجی حکام کو خود فون کرنا شروع کر دیے فوجی حکام جب شہریوں کے فون سنتے سنتے پریشان ہو گئے تو انھوں نے ضلعی انتظامیہ سے رابطہ قائم کیا کیونکہ پاکستان کے آئین نے یہ پابندی عائد کر رکھی ہے کہ فوج شہر میں اسی صورت میں داخل ہو گی جب سول انتظامیہ اپنی مدد کے لیے اسے پکارے گی۔ جناب سپیکر! سول انتظامیہ نے پہلے ہلے میں ان کی بات سن تو لی لیکن ان کو تسلی دی کہ ابھی ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر وہ خود آنا چاہیں تو شوق سے چلے آئیں اس پر فوجی حکام کی طرف سے ازخود شہر میں داخل ہونے سے انکار کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب شہر کی حالت اور زیادہ بگڑ

گئی تو پھر سول انتظامیہ نے فوجی انتظامیہ سے رابطہ قائم کیا اور مروجہ طریقہ کار کے مطابق اپنی ضروریات سے آگاہ کیا جس کے بعد فوجی یونٹ شہر کے مختلف حصوں میں پھیل گئے اور شہریوں کو مدد مہیا ہونے لگی۔ جناب سپیکر! اگر فوجی اپنے ساز و سامان کے ساتھ شہر کے مختلف حصوں سے پانی کے اخراج کا بندوبست نہ کرتے تو نہ معلوم اس شہر میں 36 سے کتنی اور زیادہ اموات ہوتیں، کتنے زیادہ گھرانے تباہ و برباد ہوتے اور نقص امن کے کتنے واقعات رونما ہوتے جیسا کہ جناب سپیکر! میرے حلقے میں الحمد کالونی میں ہوا۔

جناب سپیکر! ستم ظریفی یہ کہ واسا سے لے کر وزیر اعلیٰ تک ہر ایک نے ایک دوسرے کو بے وقوف بنانے اور گمراہ کرنے کی کوشش کی اور پھر ان سب نے مل کر صدر مملکت فاروق لغاری کو بھی بے وقوف بنانے اور گمراہ کرنے کی کوشش کی یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ گورنر ہاؤس میں صدر مملکت کو وزیر اعلیٰ اور گورنر کی موجودگی میں جو بریفنگ دی گئی اس کے بعد صدر مملکت نے خود اپنے اس ردعمل کا اظہار کیا کیونکہ ایک گھنٹہ کے لیے طے شدہ بریفنگ صدر مملکت کے پے در پے سوالات کے نتیجے میں 3 گھنٹے تک چلی گئی۔ جناب سپیکر! اپنی نا اہلی اور حماقتوں کو چھپانے کی کوششوں میں انھوں نے بارشوں کو ایک بین الاقوامی مسئلہ بنا دیا جس کی بنا پر صدر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر ہندوستان پر عاید کردہ الزام تحقیقات کرنے پر درست ثابت ہوا تو پاکستان یہ مسئلہ اقوام متحدہ میں لے جائے گا جب کہ وزیر اعظم صاحبہ نے وزیر آباد میں یہ کہا کہ حکومت پاکستان ہندوستان سے شدید احتجاج کرے گی انھوں نے یہ بات اس لیے کہی کہ وزیر اعلیٰ نے ان کو بتایا تھا کہ ہندوستان نے بم مار کر ایک بند توڑ دیا ہے جس نے پنجاب کے اندر تباہی مچا دی ہے۔

جناب سپیکر! اب آئیے ذرا دیکھ لیں کہ لاہور میں تباہی کیوں آئی؟ جناب والا! پی ڈی ایف کی یہ حکومت گزشتہ 3 سالوں سے لاہور شہر کے نکاسی آب کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے کروڑوں روپے کے منصوبوں کا اعلان کرتی رہی ہے۔ جناب سپیکر! ایک سرسری اندازے کے مطابق گزشتہ سال 30 جون تک جن منصوبوں کا اعلان کیا گیا ان پر لاگت کا تخمینہ 150 کروڑ روپے بنتا ہے یہ سارا پیسہ کہاں چلا گیا؟ صفائی اور تعمیرات کے یہ منصوبے کہاں ہیں؟ شہریوں کو جو یہ بتایا جا رہا تھا کہ نکاسی آب کے لیے محمود بوٹی اور شاد باغ میں 21 کروڑ روپے کے اخراجات سے پمپنگ سٹیشن قائم کیے جائیں گے اور سیوریج بحال کیا جائے گا۔ جناب سپیکر! وہ کہاں ہیں؟ اگر یہ کروڑوں روپے انہی مقاصد کے لیے صرف

کیے جاتے تو شمالی لاہور اس بارش میں ڈوبنے سے ضرور بچ جاتا۔ شمالی لاہور کے برساتی نالہ کی تعمیر کے لیے مختص 30 کروڑ روپے کہاں گئے؟ لاہور شہر کی نئی آبادیوں میں سیوریج کی سہولت اور برساتی پانی کے نکاس کے لیے 100 کروڑ سے زیادہ رقم مختص ہوئی لیکن یہ تمام نئی آبادیاں اس بارش میں ڈوب گئیں۔ کیونکہ ان میں سے کسی ایک میں بھی برساتی پانی کے نکاس کا بندوبست نہ تھا۔ جبکہ سیوریج بھی گندے پانی کو خارج کرنے کے لیے ناکافی تھا۔جناب والا! اس بارش نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ نکاسی آب کے لیے وحدت روڈ یا دوسرے علاقوں میں انتہائی ناقص منصوبہ بندی کے تحت جو سیوریج لائنیں بچھائی گئی ہیں۔ وہ شہریوں کو اس آفت سے بچانے میں ناکام رہی ہیں اور وہ اعتراضات درست ثابت ہوئے جو تعمیرات پر کیے جا رہے تھے مثلاً کہ ان کا ڈیزائن ٹھیک نہیں ہے' ان کو مقررہ معیار کے مطابق تعمیر نہیں کیا جا رہا اور اس طرح قومی سرمایہ کو ملی بھگت سے لوٹا جا رہا تھا۔جناب سپیکر! لاہور میں نکاسی آب کے حوالے سے ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے۔

میاں فضل حق،میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ جناب سپیکر! یہ لاہور کے متعلق سیلاب پر بحث شروع ہے اور عمران سلہری صاحب اس پر بات کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ بنچوں کی طرف سے کون سے منسٹر اس کا جواب دیں گے ۔ I don't think, that Minister for Local Government is available میرے خیال میں ان کا یہاں ہونا ضروری تھا اور لاء منسٹر صاحب بھی یہاں موجود نہیں ہیں۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! اس کا جواب میں دوں گا۔ میں اس کا جواب اس حوالے سے دوں گا کہ کابینہ نے ایک فیصلہ کیا ہے اور اس فیصلے میں ہم نے ایک Big cities package کے نام سے بنایا ہے اور میں اس کمیٹی کا چیئرمین ہوں اور خاص طور پر لاہور کے حوالے سے جو اقدامات ہوئے ہیں اور حالیہ بارشوں سے جو نقصانات ہوئے ہیں اور حکومت پنجاب اس میں جو اقدامات کر رہی ہے۔ اس میں ہم نے خصوصی انتظامات کے تابع ایک کمیٹی کے حوالے سے جس میں منسٹر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ' منسٹر پی اینڈ ڈی ' سینئر منسٹر جو لوکل گورنمنٹ کے بھی منسٹر ہیں وہ اس کمیٹی کے ممبر ہیں اور میرے ذمہ یہ فریضہ لگا ہے کہ میں اس کمیٹی کا سربراہ ہوں اور میں اس کے جوابات دوں گا۔

جناب سپیکر، بہت اچھا۔ ٹھیک ہے۔

میاں فضل حق ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اپنا موقف تو پہلے ہی بیان کر دیا ہے کہ وہ کمیٹی کا مسئلہ ہے۔ بات یہ نہیں ہے۔ جو محکمے اس کے ذمہ دار ہیں' اری گیشن کے منسٹر' ہاؤسنگ کے منسٹر اور

لوکل گورنمنٹ کے منسٹر کا یہاں ہونا ضروری ہے' انھوں نے اس کا جواب دینا ہے جو ہم بات کریں گے۔ گورنمنٹ نے پالیسی کے مسئلے پر جو فیصلہ کیا ہے یہ تو بعد میں اس پر بات کریں گے۔ I think they should be available here. ان کا یہاں ہونا ضروری ہے۔یہاں اس بات کو defend کرتے ہیں صرف defence کی بات نہیں ہے۔ The people who are responsible ان وزارتوں کے Ministers, Parliamentary Secretaries, they must be available in the House, that is the basic point. مجھے پالیسی کا معلوم نہیں ہے۔ یہ جو بیان کر رہے ہیں اس کا جو حال ہو گا وہ مجھے بھی پتہ ہے۔اس کا جواب بھی میں دے دوں گا۔ لیکن فی الحال I will not comment on what he said now. میں بھی کر سکتا ہوں۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر! میں یہاں پھر اپنے فاضل ساتھی سے گزارش کروں گا کہ کابینہ کا جو مسئلہ ہے۔ It is a joint responsibility of the members of the Cabint The C.M and all the ministers, they are jointly responsible for the working of the departments. تو اس حق کے تابع ہر بندے کی جوائنٹ ذمہ داری ہے۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ فوری اقدام کرنے ہیں اور کابینہ کے اس حوالے سے ہماری اس کمیٹی کا جو فیصلہ ہے۔ ہمارے ان فاضل رکن کا تعلق لاہور سے ہے۔ میں جب اس کے جوابات دوں گا اور جو میرے پاس آنے والے وقت کا لائحہ عمل ہے' جن میں ہم انھیں شریک کرنا پسند کریں گے۔میرا خیال ہے کہ یہ میری بات سننے کے بعد محسوس کریں گے کہ یہ ایک اچھا اقدام ہے۔ جہاں تک گورنمنٹ کے ملازمین کا تعلق ہے تو واسا سے سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ اور all the departments which are concerned with the roads and civil amenities are available. سب یہاں موجود ہیں۔ اگر کہیں تو میں ان سب کو یہاں کھڑا کر کے ایک ایک کی شکل دکھا دیتا ہوں۔ stand-up please آپ باری باری بتا دیں کون کون ہیں۔

(اس موقع پر گیلری میں بیٹھے ہوئے متعلقہ محکمہ جات کے افسران نے کھڑے ہو کر اپنی موجودگی کا اظہار کیا)

جناب سپیکر: جی جناب کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : ابھی یہاں وزیر خزانہ نے on the floor of the House یہ سٹیٹمنٹ دی ہے کہ various ministers کو جو departments allot کیے گئے ہوں۔ ان کی جوائنٹ ذمہ داری ہوتی ہے۔

I beg to differ with him, Mr Speaker! it is the joint responsibility of the Cabinet, yes, But each minister handles his own separate department. Any other minister can not be responsible for that particular department Please correct the Hon'ble Minister on this issue.

وزیر خزانہ ، جناب والا ! I again stand to correct my very senior colleague. As a minister of any department according to the Rules of Business, I am allowed to take the file of any department and I can give my observation on that file. No doubt, I won't be able to decide but as regards my indulgence in any of the matters, I can very well say do that اگر وہ اس وقت غلط نہیں تو that is with reference to Rule(30) اس بارے میں کوئی ابہام کی گنجائش نہیں ہے کہ پارلیمانی سسٹم میں یہ جوائنٹ ذمہ داری ہے۔ میں اپنے محکمے کو چھوڑ کر کسی بھی محکمے کی کوئی بھی فائل بنا کر اس پر observation as a minister دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : میں نے یہ اعتراض نہیں کیا۔ responsibility کی میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر : دیکھیے اس کو اس طرح سے لیتے ہیں کہ یہ بجا ہے کہ ٹیکنیکلی کوئی بھی وزیر صاحب جو یہاں ہیں وہ کابینہ کی نمائندگی کر سکتے ہیں۔ یہ صحیح ہے البتہ یہ زیادہ بہتر ہوتا کہ جہاں محکموں کے ہمارے سینئر آفیسر یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ اچھا ہوتا کہ ہمارے محکموں کے جو سیاسی سربراہ ہیں وہ بھی یہاں موجود ہوتے۔ اس کا اظہار میں پہلے بھی کر چکا ہوں اور بھی اچھا ہوتا کہ زیادہ تعداد میں اراکین موجود ہوتے۔ لیکن ٹیکنیکلی جو بات محترم وزیر خزانہ کر رہے ہیں۔ چونکہ وہ درست ہے اس لیے ہم آگے بڑھتے ہیں۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب والا! I am on a point of order

چودھری خادم حسین، میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

سید سجاد حیدر کرمانی، میرا خیال ہے کہ وہ وزیر ہیں انھیں پہلے موقعہ دے دیں۔

چودھری خادم حسین ، جناب سپیکر! بحیثیت وائس چیئرمین "واسا" میں موجود ہوں۔ وزیر خزانہ بھی

موجود ہیں۔ جو چیز انھوں نے پوچھی ہے ہم جواب دیں گے۔

جناب سپیکر، ماشاء اللہ، بہت اچھی بات ہے۔ جی کرمانی صاحب! آپ فرمائیے۔

سید سجاد حیدر کرمانی، آپ رولنگ تو دے ہی چکے ہیں۔ مگر میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل ساتھی جناب ارشد عمران سلہری نے ایک الزام عائد کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ مسئلہ خصوصی توجہ کا حامل ہے۔ انھوں نے اپنی تقریر کے دوران یہ کہا ہے اور مجھ سے اتفاق کریں گے، وہ فرماتے ہیں کہ بی آر بی کی نہر سے واپڈا نے پانی اس مقدار میں لاہور برانچ کے اندر چھوڑ دیا کہ وہ اپنے bank سے overflow کر گیا۔ اسے میں ایک serious allegation قرار دیتا ہوں۔ اس کی صداقت کے متعلق تو میں کچھ نہیں جانتا، لیکن اگر یہ صورت حال ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی طرف سے یہ ہدایت جانی چاہیے کہ یہ دو عملی کی صورت ہو گی کہ واپڈا کا نظام وفاقی حکومت کی تحویل میں ہے اور آبپاشی کا نظام صوبائی حکومت کے پاس ہے۔ لہٰذا وزیر آبپاشی اگر یہاں نہیں ہوں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پوری بحث تشنہ رہ جائے گی۔ اس لیے ان کو دعوت دی جائے کہ وہ تشریف لائیں اور اس بات کا جواب وہ بہتر دیں گے۔ ہمیں ہمیشہ شکایت رہی ہے کہ وفاقی حکومت، صوبائی معاملات میں مداخلت کر رہی ہے اور یہ لاہور میں بارش کا ایک سنگین نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اس کے اندر عام آدمیوں کا یہ تاثر ہے کہ نہر نے بھی بہت بڑا نقصان کیا ہے اور عمران سلہری نے bank سے پانی overflow ہونے کا بتایا ہے۔

جناب سپیکر، مہربانی! کرمانی صاحب! آپ نے ایک نکتہ پیش کیا ہے۔ امید ہے کہ وزیر خزانہ اپنی تقریر میں ان تمام پوائنٹس کو سمیٹیں گے اور اس سلسلے میں اگر وہ مناسب سمجھیں تو اری گیشن والوں سے معلومات بھی لے سکتے ہیں۔ عمران صاحب! آپ آگے جاری رکھیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں لاہور میں نکاسیٔ آب کے حوالے سے ذکر کر رہا تھا۔ جناب سپیکر! یہاں ہمارے اعتراضات کا جواب دینے کے لیے خاصے دوست اس سائیڈ سے اٹھ کر ہمیں مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن جو لاہور اور لاہور کے شہریوں کے ساتھ ہونا تھا، وہ تو جناب سپیکر ہو چکا۔ لیکن اب میں یہاں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب والا! واسا، ایل ڈی اے یا لاہور میونسپل کارپوریشن، وہ کہتے ہیں کہ اتنے بڑے شہر کی ساٹھ لاکھ کی آبادی کو صفائی اور نکاسیٔ آب کی مناسب سہولتیں ہم میسر نہیں کر سکتے۔ یہ تینوں محکمے اعتراف کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں۔ حالانکہ

جناب سپیکر! امر واقعہ یہ ہے کہ ریلوے، واپڈا، پی ڈبلیو ڈی، جی او آر اور لاہور کے اندر تمام پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمیں کالونیاں نکاسیٔ آب کے لیے واسا، ایل ڈی اے یا کارپوریشن کے اوپر بوجھ نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ ادارے ان تمام کالونیوں کو خود سروس مہیا کرتے ہیں۔ واسا، ایل ڈی اے یا کارپوریشن ان کالونیوں کو جن کا میں نے ذکر کیا ہے کسی قسم کی کوئی سہولت مہیا نہیں کرتے تو اس طرح شہر کی نصف آبادی تو ویسے ہی خارج ہو جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہر سال اربوں روپے عوام کے ٹیکسوں سے حاصل کرنے کے باوجود یہ تینوں ادارے 30 یا 35 لاکھ کی آبادی کو سروس کیوں مہیا نہیں کر سکتے؟ اس لیے کسی کو بھی لاہور شہر کی 50 سے 60 لاکھ کی آبادی کے ذکر سے کسی مغالطے کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں ایک اور قابل توجہ پہلو یہ بھی ہے کہ واسا نے شہر کے مختلف حصوں میں نکاسیٔ آب کی غرض سے آٹھ ڈسپوزل سٹیشن قائم کیے ہوئے ہیں۔ آٹھ ڈسپوزل سٹیشنوں کی صورت حال یہ تھی کہ ان میں سے ایل، ایم، پی بلاک فیصل ٹاؤن کے پمپنگ سٹیشن کی دونوں موٹریں تیئیس اور چوبیس تاریخ کی بارش کی وجہ سے چار دن تک کم از کم چار چار فٹ پانی کے اندر ڈوبی رہیں اور چار دن تک وہ پمپنگ سٹیشن چالو نہ ہو سکا۔ جناب سپیکر! جس کی وجہ سے فیصل ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن، گلبرگ III زیر آب آئے۔ اس کے علاوہ باقی ڈسپوزل سٹیشنوں پر جتنی بھی مجموعی موٹریں لگی ہوئی تھیں اس انتہائی ہنگامی صورت حال کے باوجود تمام موٹروں کو نہ چلایا گیا، بلکہ ان میں سے کم و بیش نصف تعداد ایک وقت میں چلائی گئیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ زبردست بارش اور نہر سے آنے والے پانی کے اخراج کا بندوبست نہ ہوا، کیونکہ موٹروں کی یہ تعداد عام حالات میں بھی پانی نکالنے کے لیے کافی نہیں ہوتی، چہ جائیکہ واسا کے ذمہ داران اتنی زبردست بارش سے شہر میں جمع ہونے والے فالتو پانی نکالنے کی کوشش کرتے۔ جناب سپیکر! اسی دوران لاہور کے شہری اور ان کے نمائندے اس ایوان کے اندر اور اس ایوان سے باہر بار بار اس امر کی شکایت کرتے رہے کہ شہر سے نکاسی آب کا انتظام خراب سے خراب تر ہوتا جا رہا ہے کیونکہ شہر کی سیوریج لائنوں، ڈرینز اور برساتی نالوں کی صفائی کا بندوبست گزشتہ تین برسوں میں انتہائی نچلی سطح پر چلا گیا ہے۔ سیوریج لائنوں اور ڈرینز کو ایک دوسرے سے منسلک کر دینے کا سلسلہ روک دیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سیور لائنوں اور ڈرینز کی صفائی نہ ہونے کے باعث ان میں پانی چلانے کی استطاعت مسلسل کم سے کم تر ہوتی چلی گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نکاسیٔ آب کی مجموعی صلاحیت نصف رہ گئی۔ ایسی صورت میں چوبیس اور پچیس اگست کی زبردست بارش کا پانی سنبھالنا اور

اسے خارج کرنا شہر کے سیوریج کے نظام کے لیے ممکن ہی نہ رہا تھا۔ جناب والا! اس بنا پر شہر میں تین فٹ سے لے کر دس فٹ تک پانی نہ صرف جمع ہوا بلکہ بعض حصوں میں آج اس وقت بھی چار چار فٹ پانی کھڑا ہے۔ جناب والا! ہر سال سیور لائنوں کی صفائی' ان کی مرمت پر کروڑوں اور اربوں روپے خرچ کیے جاتے ہیں۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جو کروڑوں اور اربوں روپیہ ان لائنوں کی صفائی کے اوپر خرچ کیا ہے اس کی افادیت لاہور کے شہریوں کو کیوں میسر نہ ہو سکی۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں ایک اور تشویش ناک بات یہ بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ کارپوریشن' ایل ڈی اے اور واسا کے ذمہ داران نے نالوں' ڈرینز اور برساتی نالے جیالوں کو الاٹ کرنا شروع کر دیے ہیں۔ کہیں پٹرول پمپ لگوا دیے ہیں' کہیں ان پر چھتیں ڈال کر تجارتی عمارتیں بنوا دی ہیں اور کہیں برساتی نالے بند کر کے اس پر مارکیٹ بنوا دی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ ڈرینز تنگ ہونا شروع ہو گئیں اور جگہ جگہ bottle necks وجود میں آ گئے۔ جس کی وجہ سے نکاسیٔ آب کے بہاؤ میں رکاوٹیں پیدا ہو گئیں۔ گویا ایک جانب صفائی نہ ہونے اور دوسری جانب ڈرینز کے تنگ ہو جانے اور برساتی نالوں کو بند کر دینے سے نکاسیٔ آب کی گنجائش اور کم ہو گئی جس کا مظاہرہ چوبیس اور پچیس کی اگست کے بارش کے موقع پر لاہور کے ہر شہری نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ جناب سپیکر! شہریوں نے جب اس بات پر اعتراض کیا تو جیالے پولیس کی حفاظت میں اپنا دفاع کرنے کے لیے نکل آئے اور احتجاج کرنے والوں کو گرفتار کیا گیا' تھانوں میں بند کر کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور ان پر مقدمات بنائے گئے۔ جناب والا! میرے ساتھ بھی 25 کو یہ واقعہ پیش آیا۔ الحمد کالونی نیلم بلاک کے شہری اس بات پر احتجاج کر رہے تھے کہ جہانگیر نامی اور ذوالفقار نامی شخص نے نیلم بلاک کے نالے کے منہ کے آگے ایک تجارتی بلڈنگ بنا لی ہے۔ اس پر جب لوگ احتجاج کر رہے تھے تو اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا۔ اس پر پانچ تھانوں کی پولیس وہاں پر بلوائی گئی' ہمارے اوپر لاٹھی چارج کیا گیا' ہمارے مسلم لیگی کارکن جو کہ وہاں پہ عوام کو ریلیف پہنچا رہے تھے ان کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور انھیں تھانوں کے اندر بند کیا گیا۔ جناب سپیکر! یہ میرے اور میرے ساتھیوں کے اوپر تھانہ اقبال ٹاؤن میں اس نشان دہی کے اوپر کہ یہ واسا' ایل ڈی اے اور کسی سیاسی شخصیت کی وجہ سے اس نالے کے منہ کو بند کر دیا گیا ہے جس نے یہ پانی روکا اور جس وجہ سے 30 ' 30 فٹ پانی اس آبادی کے اوپر سے گزرا۔ اس آواز کو ہم نے بلند کیا' چہ جائیکہ ایل ڈی اے اور واسا' سینئر منسٹر اور چیف منسٹر صاحبان کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیے تھا کہ یہ مقدمہ نشان دہی کرنے

والوں یا ان عوام کی بجائے جو کہ پہلے ہی بارش کے اندر ڈوبے ہوئے ہیں ایل ڈی اے کے افسران کے اوپر' واسا کے افسران کے اوپر یہ مقدمہ کیوں نہ بنایا گیا؟ جناب والا! وہ بلڈنگ آج بھی موجود ہے۔ جب کہ وہاں پہ گورنر پنجاب موقع پر جا کر کہہ چکے ہیں کہ یہ ناجائز بلڈنگ ہے۔ اس کو یہاں سے ہٹا دیا جائے۔ جناب والا! پولیس نے یہ سارا کام اس کے باوجود کیا کہ ان کو صاف نظر آ رہا تھا کہ جیالوں نے ڈرینز اور برساتی نالوں پر سراسر غیر قانونی عمارتیں تعمیر کی ہیں۔ اور یہ عمارتیں اس کے باوجود آج بھی موجود ہیں کہ گورنر پنجاب خود دیکھنے کے بعد ان کو گرانے کی ہدایات دے چکے ہیں۔ جناب والا! یہ انتہائی ستم ظریفی کی بات ہے کہ جب ہم برسر اقتدار ہوتے ہیں تو اس وقت ہم یہ سمجھ لیتے ہیں' محسوس کرتے ہیں کہ یہ پورا ملک جس کے اوپر اللہ کی حاکمیت ہے' نعوذ باللہ وہ نہیں' بلکہ میں ہی اس کے سیاہ و سفید کا مالک ہوں اور غیر قانونی اور ناجائز چیزوں کو بھی دیکھتے ہوئے ذاتی مفادات کی خاطر قوم و ملک کے شہریوں کو اس کے اندر ڈبو دیا جاتا ہے۔ ایسی حکمرانی کے اوپر ہمیں شرم آنی چاہیے۔

جناب والا! اب میں ان محکموں کی منصوبہ بندی کا تھوڑا سا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ نام نہاد منصوبہ بندی قومی دولت کی لوٹ مار کا ذریعہ بن گئی ہے۔ مثلاً سابق وزیر اعلیٰ ابھی یہاں پر تشریف فرما تھے' منظور وٹو صاحب کے دور میں شمالی لاہور کے لیے ۶ کروڑ روپے کا واسا اور ایل۔ڈی۔اے کو ایک پیکج دیا گیا اور ماہرین نے وہاں ایک ڈرین تعمیر کر کے اسے کسی اور ڈرین کے ساتھ منسلک کرنے کی بجائے سیوریج لائن میں ملا دیا جس کے نتیجے میں شمالی لاہور کے سیوریج کے نظام کا بیڑہ غرق ہو گیا۔ اسی طرح نیلم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن کے قریب ڈرین کو اس طرح تعمیر کیا گیا ہے کہ ڈرین پیچھے سے ۳۰ انچ کی آ رہی ہے اور آگے سے ۱۸ انچ کے ایک پائپ کے ذریعے ۴۲ انچ کے سیوریج سے اس کو منسلک کر دیا جاتا ہے۔ یہ ہمارے ان ایئرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھنے والے افسران کی منصوبہ بندی ہے۔ اس منصوبہ بندی کی اس سے زیادہ عبرت ناک مثال اور کیا ہو گی۔

جناب والا! ایک اور مثال میاں میر ڈرین کی ہے۔ یہ ڈرین بجائے اس کے کہ باقاعدہ ایک slope کی شکل میں دریا میں جا کر گرتی' اس کا level پیچھے سے آنے والی ڈرین سے مزید اونچا کر دیا گیا اور ان حالیہ بارشوں میں سبزہ زار کا علاقہ اسی وجہ سے ڈوبا کہ وہ ڈرین کا پانی دریا کے اندر گرنے کی بجائے واپس سبزہ زار کے اندر آتا رہا۔

جناب والا! ایک اور مثال ان اداروں کی' ان سربراہوں کی' ان حکمرانوں کی یہ ہے کہ داتا دربار

کے قریب ایک پمپنگ اسٹیشن قائم کرنے کے لیے NESPAK کو 60 لاکھ روپیہ فیس دی گئی اور اس پر 3 کروڑ روپے خرچ کر دیے گئے۔ ابھی تعمیر باقی تھی کہ میاں محمد نواز شریف کی حکومت ایک سازش کے ذریعہ ختم کر دی گئی اور اس منصوبے کو مکمل کرنے کے لیے مناسب رقم فراہم نہ کی گئی اور اب یہ سننے میں آ رہا ہے کہ یہ منصوبہ ترک کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ اس پر خرچ کیا گیا' کروڑوں روپیہ ضائع ہو جائے گا بلکہ نکاسی آب نہ ہونے کی وجہ سے دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔

جناب والا! اس سلسلہ میں ایک اور پہلو یہ بھی توجہ طلب ہے کہ پاکستان میں بالعموم' لاہور اور پنجاب کے شہروں میں بالخصوص جولائی سے لے کر ستمبر تک تین ماہ مون سون بارشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور قاعدے کی بات ہے کہ ہر سال بارش سے پہلے یہ اندازہ لگایا جانا چاہیے کہ غیر معمولی بارش ہونے کی صورت میں اس سے پیدا ہونے والی صورت حال سے نمٹنے کے لیے ہمارے پاس کیا کچھ موجود ہے اور اگر نہیں تو اس کا پھر بندوبست کر لیا جانا چاہیے۔ یہ کہانی تو ہر معمولی پڑھے لکھے نے پڑھی اور سنی ہو گی کہ "موسم برسات کے لیے ایک چیونٹی بھی کچھ نہ کچھ بندوبست کر کے رکھتی ہے" اور یہ بڑے بڑے افسر بڑے بڑے دفتروں پر سالانہ کروڑوں روپیہ' تنخواہ اور مراعات دینے کی صورت میں خرچ کرتے ہیں' یہ ایک چیونٹی جتنی عقل اور فہم سے کام کیوں نہ لے سکتے تھے؟ کیا حالیہ بارش سے نمٹنے کے لیے واسا کے پاس پانی کے نکاس کے لیے مناسب تعداد میں پمپنگ سیٹ کا نہ ہونا اس امر کا جواز پیدا نہیں کرتا کہ ان تمام افسروں کو کان سے پکڑ کر ان کے دفاتر سے نکال دیا جائے اور ان دفاتر پر بلڈوزر چلا دیے جائیں جن کی نااہلی کے سبب لاہور میں دو دنوں میں 36 قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور ایک ارب روپے کا نقصان ہوا اور کم و بیش دو ہفتوں تک شہریوں کو جس اذیت کا سامنا کرنا پڑا اس کے لیے کوئی پیمانہ ایسا نہیں کہ اس کی پیمائش کر سکے لیکن کمال ہے کہ واسا کے ذمہ داران نے اس المناک صورت حال کو بھی پیسے بنانے کا ذریعہ بنایا۔ ایک اندازے کے مطابق 50 لاکھ روپے کے نکاسیٔ آب کے پمپ فوری طور پر آن کی آن میں خرید لیے گئے لیکن ان کی اکثریت ناکارہ ثابت ہوئی کیونکہ مقصد پیسے بنانا تھا' مقصد لوگوں کو مصیبت سے نجات دلانا نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو اس معیار کو سامنے رکھا جاتا جو ایسے مواقع کے لیے درکار ہوتا ہے۔

جناب والا! ایک اور بات یہ کہ اب معلوم ہوا ہے کہ واسا' ایل۔ ڈی۔ اے اور کارپوریشن یہ تمام ادارے اس شہر کی ڈرینوں' برساتی نالوں اور سیوریج کی صفائی کرنے کے سرے سے نااہل ہیں۔ اگر ایسا

نہ ہوتا تو صرف مشاورت کے لیے ایک غیر ملکی کمپنی کو ٹھیکہ کیوں دیا جاتا۔ اگر اہلیت ہے تو پھر یہ بھی مال بنانے کا ایک اور طریقہ ڈھونڈا گیا ہے اور یہی ہمارا بڑا المیہ ہے کہ یہ تمام ادارے اور حکومت جو شہریوں کو بنیادی سہولتیں مہیا کرنے کے ذمہ دار ہیں انھیں بھی مال بٹورنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

جناب والا! آخر میں، میں آپ کی وساطت سے اپنے حلقے کی بات خصوصی طور پر کرنا چاہوں گا کہ میرے حلقہ پی پی 127 میں کل 6 افراد ہلاک ہوئے جن میں دو مکان گرنے سے ہلاک ہوئے۔ سابقہ دن یہاں وزیر ہیلتھ یہ فرما رہے تھے کہ ہمیں لاہور کے کسی ہسپتال، ڈسپنسری یا کیمپ میں ہیضہ یا ٹائیفائیڈ کا کوئی کیس رجسٹر نہیں ہوا تو میں نے اس دن اس وقت بھی اس کی نشاندہی کی تھی کہ ہماری انتظامیہ کا یہ حال ہے، ان کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ لاہور کے اندر اس بارش اور گندگی کی وجہ سے ایک تعفن پھیلا ہوا ہے، بیماریاں پھوٹ رہی ہیں اور لوگ ہیضے سے فوت ہو رہے ہیں۔ میرے حلقے میں حسینہ بی بی زوجہ مشتاق، کمبوہ کالونی، شاہ کمال روڈ 4-9-96 کو ہیضے سے فوت ہوئی۔ محمد افضل ولد محمد شفیع، کوٹھی نمبر 66، حق باہو سٹریٹ، الحمد کالونی 4-9-96 کو ہیضے سے فوت ہوا۔ غلام رضا ولد سلیم رضا، ابو بکر سٹریٹ، نزد بغدادی انوری مسجد، الحمد کالونی ہیضے سے فوت ہوا۔ یہ سب پاکستان کے غریب شہری ہیضے سے فوت ہوئے ہیں۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا اور آج بھی یہ کہتا ہوں کہ محکمہ صحت کے پاس آج بھی کسی ہسپتال میں ان بیماریوں کے لیے ویکسین تک موجود نہیں ہے۔ ابھی اجلاس شروع ہونے سے پہلے مشتاق اعوان صاحب یہاں بات کر رہے تھے کہ ہم نے لاہور کا دورہ کیا ہے، میں بتاتا ہوں کہ جس طرح انھوں نے دورہ کیا ہے۔ میرے حلقے کے اسی مقام الحمد کالونی میں تین چار دن کے بعد یوسف صلاح ایک ایمبولینس گاڑی لے کر جاتے ہیں اور میں حلفاً یہ کہتا ہوں۔ میرے پاس گاڑیوں کے نمبر موجود ہیں کہ پانچ تھانوں کی پولیس کی موجودگی میں آج کے حکمران لاہور کے شہریوں کو ریلیف دینے کے لیے وہاں جاتے ہیں اور یقین جانیں کہ وہاں پر ہماری جو مسلم لیگ کی خواتین تھیں جو کہ عوام کو وہاں پر ریلیف دے رہی تھیں ان کو کھانا دے رہی تھیں، راشن دے رہی تھیں، انہوں نے جوتیاں مار کر ان کو وہاں سے بھگا دیا۔ پھر انھوں نے دوسری گلی میں جا کر ایک گھر میں بیٹھ کر انجیکشن لگائے۔ میرے پاس ریکارڈ موجود ہے، آپ جب چاہیں میں وہ ریکارڈ پیش کر دوں گا کہ جتنے افراد کو وہ انجیکشن لگے ان کو ان انجیکشنوں کی وجہ سے انفیکشن ہوئی۔ یہ حال ہے اس انتظامیہ کا اور پھر جب مشتاق اعوان صاحب میرے حلقے میں جاتے ہیں تو یہ وہاں پر صرف محترمہ کی تصویر والا ایک آنے کا

تھیلہ دینے کے لیے جاتے ہیں۔ کارپوریشن اور ایل۔ڈی۔اے کا سینکڑوں عملہ ان کے ساتھ ہے نالے کے اوپر ایک کیمپ لگا کر یہ وہاں جاتے ہیں اور یہ اوپر سے ایک تھیلہ اٹھا کر وہاں پھینکتے ہیں ہو سکتا ہے کہ انہوں نے دو یا تین تھیلے پھینکے ہوں۔ جناب سپیکر! آپ یقین جانیے کہاں کے ساتھ ایڈمنسٹریشن بھی تھی۔ جب وہ لوگ گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے اس کے بعد راشن کا تمام کا تمام بھرا ہوا ٹرک وہ لوگ وہاں سے بھگا کر لے گئے۔ جناب سپیکر! اس کے مقابلے میں میں اپنے قائد میاں نواز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں پاکستان مسلم لیگ اور اس کے کارکنوں کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں پاکستان کی فوج کو سلام پیش کرتا ہوں کہ جب لاہور کے یہ تینوں ادارے ناکام ہو چکے' لاہور کی سول ایڈمنسٹریشن اس میں ناکام ہو چکی جب انہوں نے اس سیلاب کے دور میں' اٹھارہ انچ بارش کی وجہ سے لاہور کے شہریوں کو تکلیف میں دیکھا تو انہوں نے انہیں ریلیف دیا۔ پاکستان مسلم لیگ نے اپنے طور پر De-watering sets خرید کر ہر علاقے سے پانی نکالنے کی کوشش کی۔ ان کو کھانا مہیا کیا۔ جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف نے اتفاق ہسپتال سے اس ہسپتال کے ڈاکٹروں اور نرسوں کے ذریعے کم از کم 50 لاکھ کی ادویات لاہور کے مصیبت زدہ شہریوں کو پہنچائیں تو جناب والا! شہریوں کی تکلیف اور مصیبت میں میاں محمد نواز شریف اور پاکستان مسلم لیگ کام آئی۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے یہ استدعا کروں گا کہ ایل۔ڈی۔اے واسا اور لاہور کارپوریشن جب سے یہ ادارے منتخب نمائندوں کے ہاتھوں سے نکالے گئے ہیں اس وقت سے انکی یہ حالت ہے کہ آج ان کے پاس اپنے عملے کو تنخواہ دینے کے لیے بھی پیسے نہیں ہیں۔ لاہور شہر کے اندر کوئی بھی ایسی سڑک موجود نہیں کہ جس کے اوپر چلا جا سکے۔ کہیں بھی سٹریٹ لائٹ نظر نہیں آتی۔ صفائی کا یہ حال ہے کہ ہمارے دور میں لاہور میں جتنے containers وغیرہ رکھے گئے تھے وہ بھی نظر نہیں آتے۔ ڈسپنسریوں اور سکولوں کی تو اور صورت حال ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ مطالبہ کروں گا کہ تین سال کے اندر ان اداروں نے لاہور کارپوریشن کے شہریوں سے ٹیکسوں کی صورت میں جتنے ارب روپیہ وصول کیا ہے یہ اس کا حساب دیں کہ یہ کہاں پر خرچ کیے گئے۔ یہ ہمیں کوئی موقع تو دکھائیں۔ لاہور کارپوریشن نے سابقہ بجٹ میں لاہور کارپوریشن کے جناح ہال میں ایک پلازا تعمیر کرنے کے لیے' پارکنگ تعمیر کرنے کے لیے کروڑوں روپے مختص کیے۔ لاہور شہر کے اندر فائر سٹیشن قائم کرنے کے لیے اے۔ ڈی۔ پی میں پیسے رکھے۔ جناب والا! میں پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ مجھے یہ کوئی

بھی ایسا منصوبہ دکھا دیں کہ لاہور کارپوریشن نے سال 95-1994ء میں جو پیسے رکھے تھے وہ کہاں خرچ کیے ہیں۔ جناب حالت یہ ہے کہ لاہور کارپوریشن جو لاہور کے عوام کی فلاح و بہبود کا ادارہ ہے اس میں جیالوں کو بٹھا دیا گیا ہے جن کا کام صرف لوٹ مار کرنا ہے۔ جناب سپیکر! مجھے کل ہی اس بات کا علم ہوا ہے کہ وہاں لاہور کارپوریشن میں سٹریٹ لائٹس جو پورے لاہور کے لیے ہیں ہمارے لاہور کے آٹھ زون ہیں تو یوتھ لیگ کا کوئی نوجوان منسٹر صاحب کی چٹ پر یہ ساری کی ساری سٹریٹ لائٹس اپنے گھر لے گیا۔ جناب والا! میں آپ سے استدعا کروں گا کہ ہمیں ان تمام چیزوں کا احتساب کرنا چاہیے کہ پاکستان کے غریب شہری اس مقصد کے لیے ٹیکس دیتے ہیں اور ایک غریب شہری جو اپنی روزی کے لیے سڑک پر ریڑھی لگاتا ہے اس کی ریڑھی ایک ماہ چار دفعہ کارپوریشن والے اٹھا کر لے جاتے ہیں لیکن ایک غنڈہ اور قبضہ گروپ ملک کی پراپرٹی کے اوپر نالے کی جگہ کے اوپر کوٹھی بناتا ہے' کوئی مارکیٹ بناتا ہے تو جناب سپیکر! اس کو پوچھنے والا ہی کوئی نہیں ہے۔ جناب سپیکر! اسی کے ساتھ میں آپ کا اور اس ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ اب میں سید خلیل الرحمٰن چشتی صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

سید محمد خلیل الرحمن چشتی (پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میں بھی اسی صوبہ پنجاب کا رہنے والا ہوں۔ جتنا درد میرے ان ساتھیوں کو ہے مجھے بھی اتنا ہی درد ہے۔ اس لیے میں نے اس بحث میں حصہ لیا ہے۔ الحمد اللہ رب العالمین۔

جناب ارشد عمران سلہری ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں۔ میرے پاس چیکس کی کاپیاں ہیں۔ مورخہ ۲۸۔ اگست کو میرے حلقہ میں بارش کی وجہ سے مکان گرنے سے ایک عورت فوت ہوئی تھی اس کے ساتھ اس کا بیٹا فوت ہوا تھا۔ جب سبزہ زار میں حکومتی اہلکار گئے تھے تو انہوں نے ان کو یہ تیس تیس ہزار روپے کے چیک دیے تھے۔ اس کا باپ زخمی ہونے کی وجہ سے آج بھی سروسز ہسپتال میں داخل ہے۔ یہ چیک آج تک کیش نہیں ہوئے۔ ان چیکوں کی کاپیاں میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ چیک کیش کروا کر ان کو پیسے دیے جائیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی' چشتی صاحب!

چودھری اختر رسول ، جناب والا! میرا خیال ہے کہ ہمارے جو دوست بارش اور سیلاب کے اوپر بولنے

والے ہیں وہ پہلے اپنی بات مکمل کر لیں اگرچہ وزیر صاحب اپنی کارکردگی سنانے کے لیے بڑے بے تاب ہیں لیکن ہم بھی ان کی کارکردگی سنانے کے لیے بے تاب ہیں۔(قہقہہ)

جناب سپیکر، بہت اچھے۔ جی چشتی صاحب!

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، آمین۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، شکر ہے اللہ کا جی۔ میری کسی بات کو اچھا تصور کرتے ہوئے انہوں نے یہ مہربانی فرمائی۔ انہوں نے آمین کہی ہے تو اللہ کریم ان کی آمین قبول فرمائے۔

جناب سپیکر، آمین۔ چلیے ہم اور آمین کہہ دیتے ہیں۔ (قہقہہ)

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! صراط المستقیم پر آمین کہنے پر کس کو اعتراض ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں بالکل۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، جناب سپیکر! یہی بات میں نے صحیح کہی تھی اس پر بھی یہ اعتراض ہوا تھا تو اس پر تو کوئی کمی واقع نہیں ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ جو سیلاب آتے ہیں یہ ہماری بد اعمالی' ہماری غلطیاں اور ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے جب اللہ کریم منہ موڑ لیتے ہیں اس کی رحمت منہ موڑ لیتی ہے تو اس وقت یہ عذاب الٰہی ہم پر مسلط کیا جاتا ہے۔ میں عرض کروں گا۔۔۔

چودھری اختر رسول، جناب والا! یہ صحیح آدمی ہیں جنہوں نے صحیح بات کی ہے اور انہوں نے اپنے حکمران طبقے کے بارے میں کہی ہے۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، آگے بھی تو سن لیجیے۔

چودھری اختر رسول، اور جب انہوں نے صحیح بات کی ہے تو میں نے clapping کی ہے۔

جناب سپیکر، بہت اچھا کیا انہوں نے بھی اور آپ نے بھی۔ مہربانی۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، جناب والا! جب یہ مصیبت کے وقت آتے ہیں تو اچھے لوگ اور اچھی حکومتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں اور جب یہ عذاب مسلط ہوتا ہے تو دعا کے ساتھ اس کی امت جس پر یہ عذاب مسلط ہوتا ہے اس کی خدمت کے لیے منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ آئندہ سالوں میں اس کو روکنے کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق وہ منصوبہ بندی کرتے ہیں تو اس سلسلے

میں میری گزارش یہ ہے کہ پچھلے سال جب یہ سیلاب آیا تھا تو اس وقت بھی بڑا نقصان ہوا۔ جب جون میں ہمارا اجلاس شروع ہوا اس وقت میں نے آپ کی وساطت سے ایوان میں عرض کی تھی کہ جناب یہ جو ہمارا محکمہ آبپاشی ہے انہوں نے صوبہ پنجاب کی انہار سے منہ موڑ لیا ہے اور ہمارے بجٹ میں اس کا بہت کم حصہ رکھا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے ذہن سے سرے سے یہ بات نکال ہی دی ہے کہ ہمارے ہاں جو انہار اور جو ڈرینج سسٹم ہے وہ اتنا ناکارہ ہو چکا ہے جس کی وجہ سے یہ سیلاب آتے ہیں تو اس وقت بھی میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کی تھی اور میرے ساتھیوں اور افسران بالا نے اس پر توجہ بھی بہت دی اور وعدہ بھی کیا۔ اس وقت مخدوم صاحب ہمارے وزیر خزانہ تھے۔ اللہ انھیں غریق رحمت کرے' انھوں نے یہ فرمایا کہ چشتی صاحب کی باتیں بالکل صحیح ہیں۔ ہم محکمہ انہار کی طرف بڑی توجہ دے رہے ہیں اور انشاء اللہ العزیز اگلا سال جو 96-1995ء آئے گا اس میں کوئی کمی نہیں رہے گی لیکن اتفاق یہ ہوا کہ اس سال ہمارا جون کا اجلاس آیا تو اس وقت بھی میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر اپنے وزیر آبپاشی کی خدمت میں عرض کی کہ جناب والا' یہ سیلاب آنے والا ہے۔ بارشیں چونکہ ہمارے اجلاس کے دنوں میں شروع ہو گئی تھیں۔ تو اس وقت بھی میں نے ان کی خدمت میں یہ عرض کی کہ مہربانی فرمائیں۔ اب اس کی طرف توجہ کرنے کا وقت ہے لیکن میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہوں گا کہ اس وقت بھی توجہ نہ دی گئی۔ میں نے ضلع گوجرانوالہ کی انہار اور سیم نالوں کے سلسلہ میں بڑی کوشش کی کہ ان کی صفائی ہو جائے۔ سیالکوٹ کا پورا علاقہ اور واہنڈو ایریا کا پورا علاقہ وہاں ایک ہی نالہ ڈیک ہے جو لاہور کالا شاہ کاکو تک بڑی تباہی کا باعث بنتا ہے اور اس کا پانی پھیل جاتا ہے۔ اس کے لیے جب میں اسلام آباد گیا تو وہاں بھی میں نے عرض کی اور ہمارے موجودہ ایم این اے نے بھی وہاں بڑی کوشش کی کہ اگر نالہ ڈیک کی کھدائی ہو جائے تو یہ پورا علاقہ اس آفت سے بچ سکتا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس پر بھی کوئی توجہ نہ دی گئی۔ یہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے ایسے ہی تعریف کیے چلا جاؤں۔ اچھی باتوں پر میں انشاء اللہ تعریف بھی کرتا ہوں لیکن جو جناب وزیر خزانہ کے علم میں لانے والی باتیں ہیں وہ میں ضرور عرض کروں گا۔ میرے علاقے میں جتنی سیم نالیاں ہیں ان کے لیے پیسے بھی منظور کروائے وہاں سیم نالوں پہ مشینیں پہنچ گئیں اور تین مہینے تک وہ وہاں کھڑی رہیں۔ میں نے بار بار سیکرٹری اری گیشن سے کہا۔ میری چٹھیاں ان کے پاس موجود ہیں ان کی خدمت میں میں نے عرض کی کہ حضور اب ٹائم ہے آپ مہربانی فرمائیں

ان کی کھدائی کروا دیں۔ وہ غریب کسان جو محنت کر کے آپ تک روزی پہنچاتا ہے' گندم پہنچاتا ہے' چاول پہنچاتا ہے۔ سبزیاں اور سارا کچھ اگا کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے اس پہ آپ کچھ ترس کھائیں لیکن جناب والا! اس پر کچھ نہ ہوا۔ اب اس سال جو یہ سیلاب آ گیا ہے اور اس رات واہنڈو اور کامونکی ایریا میں سیلاب آیا اس میں تقریباً 135 گاؤں کا ہزاروں ایکڑ آٹھ آٹھ فٹ پانی میں گھرا ہوا تھا۔ وہاں کوئی حال نہیں تھا۔ میں نے فوری جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کیا۔ میں نے فون پر بات کی کہ جناب وہاں فوج کی بھی ضرورت ہے' کشتیوں کی بھی ضرورت ہے تو انھوں نے کمال مہربانی کے ساتھ اس کا بندوبست فرمایا۔ جو کسی کی اچھائی ہے وہ مجھے بیان کرنے میں قطعاً بار نہیں ہے۔ انھوں نے جو منٹوں سیکنڈوں میں کر سکتے تھے صبح ہونے سے پہلے وہاں فوج بھی چلی گئی اور ڈی سی اور ان کا عملہ بھی چلا گیا۔ انھوں نے اپنے اپنے کام کرنے شروع کر دیے۔ اس کے ساتھ 19 لاکھ روپیہ صرف ضلع گوجرانوالہ کے لیے تھا انھوں نے حکم دیا کہ آج ہی ہر جگہ خوراک پہنچائی جائے۔ جناب والا! میں گواہ ہوں کہ دو ہزار تھیلہ جس کی قیمت 325 روپے بنتی تھی اس میں ہر ضرورت کی چیز موجود تھی۔ ماچس بھی اور موم بتیاں بھی۔ ہم نے کشتیوں میں رکھ کے دور دراز علاقے میں جہاں جہاں بھی وہ لوگ موجود تھے' کوئی اپنی چھتوں پر بیٹھے تھے ہم نے تقسیم کروائے۔ ہم نے اپنا فرض اچھی طرح سے نبھایا۔ ہمیں بروقت امداد ملی اور جو دور دراز چھتوں پر بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس سامان پہنچایا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ضلع گوجرانوالہ کے ہسپتالوں کا پورا عملہ ذرا سی کوشش کرنے کے ساتھ دوائیاں اور جتنی ایمبولنسز تھیں وہ پہنچائی۔ کامونکی شہر کے محلوں میں بیس ڈسپنسریاں ہم نے قائم کر دیں۔ جہاں سے ہم نے ان کو ادویات اور دوسری چیزیں مہیا کیں۔

یہ ہماری پنجاب گورنمنٹ کا کارنامہ ہے کہ اس نے اتنی توجہ دی۔ اب میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ جناب کارواں گزر گیا بیٹھ کر لکیر پیٹنے والی بات ہے۔ اب وقت تو گزر گیا ہے۔ آئندہ کے لیے منصوبہ بندی کیجیے۔ آئندہ کے لیے سوچیے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ اگلے سال بھی سیلاب آئیں گے۔ اگلے سال کے لیے اس کی پوری منصوبہ بندی کر لی جائے۔ جناب والا! پچھلے سال حکومت نے وعدے کیے تھے کہ ہم ہر جگہ جہاں یہ سیلاب آئے ہیں ان کو آفت زدہ قرار دے دیا ہے۔ آفت زدہ قرار دینے کے بعد یہ کہا کہ مالیہ معاف کر دیں گے۔ وہاں بہت ساری سہولتیں دیں گے لیکن مجھے بہت ہی افسوس ہے کہ وزیر اعظم صاحبہ بھی وہاں تشریف لے گئیں۔ یہ تو عملے کا کام

تھا۔ اری گیشن منسٹر کا کام تھا کہ وزیر اعظم صاحبہ کو وہ بار بار یاد دلاتے کہ آپ وہاں یہ وعدے کر کے آئے تھے یہ ہونا چاہیے لیکن جناب والا! خرابی کے باوجود پچھلے سال نہ ان کو مالیہ معاف ہوا۔ جو سڑکیں خراب ہوئیں ان پر کوئی توجہ نہیں دی گئی اور اس سال بھی وہ علاقہ پورا آفت زدہ قرار دے دیا گیا۔ ان کی فصلیں تباہ ہو گئیں اور کوئی حال نہیں ہے۔ دیکھا نہیں جاتا میں نے بیس گاؤں کا دورہ خود کیا ہے اور گلی گلی میں جا کر ان سے ملا ہوں۔ اب میں وزیر خزانہ کی خدمت میں استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس پر توجہ فرمائیں۔ جناب والا! ان کا خرابہ کے باعث جو مالیہ معاف ہوا ہے۔ اس پر عمل در آمد کروا دیں اور کم از کم اس سال آپ اور کچھ نہیں دے سکتے تو ان کو صرف بیج ہی مفت مہیا کر دیں۔ وہ غریب زمیندار جو آپ کے لیے سارا دن کام کرتا ہے۔ مونجی کے ایک ایکڑ پر تقریباً اٹھائیس سو روپیہ خرچ آتا ہے۔ اب جس کو آمدن بھی کوئی نہ ہوئی اور اٹھائیس سو روپیہ فی ایکڑ بھی ضائع ہو گیا۔ اب امید یہ ہے کہ جہاں سیلاب کا پانی اتر جائے گا وہ زمینیں خشک ہو جائیں ان کو ہم سیڈ کارپوریشن کی طرف سے بیج مفت مہیا کریں۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! ایجنڈے کے مطابق لاہور سے جو سیلاب سے تباہی ہوئی اس کے بارے میں ہے۔ کل کے ایجنڈے میں پنجاب میں سیلاب کی صورت حال پر بحث ہونا تھی لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ کورم نہ ہونے کی وجہ سے یا کسی وجہ سے کل نہ ہو سکی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آج کا دن چونکہ لاہور کے لیے مخصوص ہے تو سارے پنجاب کے سیلاب سے متاثرہ علاقوں پر بحث کے لیے کم از کم ہمیں ایک دن عنایت فرمائیں تاکہ اس پر مکمل طور پر ہم بحث کر سکیں۔ یہی میری استدعا ہے۔ میں ان کی بات کو کاٹتا نہیں ہوں۔ ان کو پریشانی تھی اور انھوں نے اپنی پریشانی بھی ظاہر کی اور جو ان کو حکومت کی طرف سے مراعات ملیں وہ بھی انھوں نے بیان کر دیں۔ لیکن ہم چونکہ ایجنڈے کے پابند ہیں اور ایجنڈے کے مطابق ہی ہم نے چلنا ہے۔ تو میری یہ درخواست ہو گی کہ لاہور کے علاوہ پنجاب کے باقی صوبے پر بحث کے لیے مہربانی فرما کر ایک دن ضرور وقف کر دیں تاکہ ہمیں مزید requisition نہ کرنی پڑے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے وزیر قانون صاحب آئیں گے تو میں آپ کی خواہش ان تک پہنچا دوں گا۔ چشتی صاحب! آپ بھی wind up کرنے کی کوشش کیجیے اور ایجنڈے کے مطابق چلیں تو بہتر ہو گا۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، جناب والا! میں صرف ایک دو باتیں عرض کر کے ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر! سابقہ روایت یہ رہی ہے کہ جہاں مکانوں کی تباہی ہوئی ہو وہاں حکومت انھیں تقریباً 8 ہزار روپے ---

حاجی عبدالرزاق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج کا دن لاہور میں بارش کی تباہ کاریوں پر بحث کے لیے وقف ہے۔ پورے پنجاب کے بارے میں بحث کے لیے کوئی اور دن مقرر کر دیں اور آج ہمیں موقع دیں کہ لاہور والے بات کریں۔

جناب سپیکر : چشتی صاحب ! آپ مہربانی سے جلدی wind up کر لیجیے۔

رانا محمد اقبال خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! چشتی صاحب تو خود حکومت میں ہیں، حکومت کے مشیر بھی ہیں۔ یہاں بات کرنے کا موقع تو ممبران کو ملنا چاہیے---

جناب سپیکر : یہ بھی ممبر ہیں۔

رانا محمد اقبال خان : ٹھیک ہے ممبر تو ہیں اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے لیکن ان کے پاس مشیر کی حیثیت سے اختیارات ہیں۔ یہ ڈپٹی منسٹر کی حیثیت سے ہیں لہٰذا انھیں دوسرے دوستوں کو موقع دینا چاہیے نہ کہ خود فلور لے کر بیٹھ گئے ہیں اور جو ایجنڈا تھا اسے بھی چھوڑ گئے ہیں۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، جناب والا ! میں ایک تجویز عرض کر کے اجازت چاہوں گا۔ میں زیادہ وقت نہیں لیتا۔ میری عرض یہ ہے کہ سابقہ روایت یہ رہی ہے کہ وہ آبادیاں جو کہ flood area کا حصہ تھیں وہاں پنجاب حکومت کی طرف سے 8 ہزار روپے انھیں مکان کی تعمیر و مرمت کے لیے دیے جاتے تھے لیکن پچھلے سال سے اسے بڑھانے کی بجائے کم کر کے 5 ہزار روپے کر دیے گئے ہیں۔ آپ بتائیکہ اس وقت سیمنٹ کی ایک بوری کی قیمت 225 روپے ہے تو پانچ ہزار روپے میں مکان کی تعمیر و مرمت کیسے ہوسکتی ہے ؟ میری آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے استدعا ہے کہ اسے بڑھا کر کم از کم 10 ہزار کر دیا جائے۔ میں آپ کا اور پورے ہاؤس کا مشکور ہوں جنھوں نے میری باتیں سنیں۔

جناب سپیکر : اب میں میاں معراج دین صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

میاں معراج دین ، شکریہ' جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میں بارش اور سیلاب کی تباہ کاریوں کے متعلق بات کرنے سے پہلے حکومتی اداروں کی نااہلی اور جو ادارے صاحب اختیار ہیں ان کے کام نہ کرنے کی وجہ پر روشنی ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جناب سپیکر! جیسا کہ ہم نے ایک تحریک

اتوائے کار ایل۔ڈی۔اے' واسا اور Lahore Metropolitan Corporation کے بارے میں بھی پیش کی تھی اور اس میں یہ بات صاف طور پر واضح کر دی تھی کہ جب محکمہ موسمیات نے 19 اور 20 اگست کو یہ اطلاعات دینا شروع کر دی تھیں کہ اب مون سون ہواؤں کا دباؤ بھارت کی طرف سے شمالی علاقہ جات کی طرف بڑھ رہا ہے تو ان اطلاعات کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ محکمے اپنے آپ کو متحرک کرتے اور اپنے اپنے اداروں کے لیے ہنگامی کاموں کا کوئی خاطر خواہ انتظام کیا جاتا یا کوئی ایسی بات ثابت ہوتی جس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ یہ واقعی کامیابی سے کام کریں گے۔ جناب والا! انھوں نے اپنے ایمرجنسی مراکز تو قائم کر لیے' ٹیلیفون بھی لگوا لیے لیکن ان مراکز پر ان کی کوئی حاضری نہ رہی بلکہ جب لوگوں نے ان کے دفتروں میں رابطہ کیا تو وہاں بھی کوئی موجود نہ تھا اور پھر یہاں تک دیکھا گیا کہ وہاں ان کے دفتروں میں تالے بھی لگے رہے۔ جناب سپیکر! برسات سے پہلے بھی لاہور میں کئی جگہوں پر sewerage choke ہو چکے تھے اور اس محکمے کی نا اہلی کی وجہ سے لاہور میں کئی سڑکیں ٹوٹ چکی تھیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی اور پھر ایک تحریک کے ذریعے بھی نشان دہی کی تھی جس پر اب یہاں چودھری غلام حسین تشریف فرما نہیں ہیں' انھوں نے ابھی کہا ہے کہ میں ادھر ایل ڈی اے کی طرف سے بیٹھا ہوا ہوں تو انھوں نے بھی اس کی ذمہ داری لی' وہاں دورہ بھی کیا اور وعدہ کیا کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ یہاں پر کام کروں گا۔ یہ ادارے بجائے اس کے کہ کوئی کام کرتے بلکہ جو پشین گوئیاں ہوتی رہیں اس سے بھی انھوں نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بارش میں عوام پانی میں ڈوب گئے۔ کئی علاقوں میں آٹھ آٹھ نو نو فٹ پانی جمع ہوا۔ ابھی میرے ایک فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ ان کے ایک علاقے میں اٹھارہ فٹ پانی جمع ہو گیا۔ جناب والا! یہ سب کچھ ان محکموں کی نا اہلی کا نتیجہ ہے۔ اس پانی کی وجہ سے نہ صرف غریب لوگوں کا نقصان ہوا ہے بلکہ متوسط طبقے اور صاحب جائیداد لوگوں کا بھی نقصان ہوا ہے۔ یہاں تک کہ کئی بچیوں کے جہیز تک بہہ گئے اور لوگ چار پانچ دن تک اپنے مکانوں کی چھتوں پر بھوکے' پیاسے اور بے سہارا بیٹھے رہے اور ان کی امداد کے لیے حکومتی پارٹی یا کوئی اور نہ پہنچ سکا۔ میرے ایک فاضل دوست نے کہا ہے کہ یہاں کوئی خاص وبا نہیں پھیلی۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ وبا پھیلی ہے یہ محکمہ صحت کی کم ظرفی اور نالائقی ہے کہ انھوں نے یہ کہا ہے۔ یہاں میں یہ بھی عرض کروں گا کہ وزیراعلیٰ صاحب اور ان کے ساتھ جہانگیر بدر' اسلم گل' عزیز الرحمن چن نے جن علاقوں کا دورہ کیا اور وہاں پر جن علاقوں سے لوگ'

خواتین ' بچے اپنے گھروں سے پانی نکال چکے تھے لیکن انھوں نے اپنے مجارو اور لینڈ کروزر پر سفر کیا اور اتنی رفتاری سے گئے کہ لوگوں کے گھروں میں پانی پھر دوبارہ داخل ہو گیا اور پھر جس انداز سے ان کا وہاں استقبال کیا گیا ' یہ سب کچھ اخبارات میں بھی شائع ہو چکا ہے آپ نے بھی پڑھا ہو گا میں اپنی تقریر کے آخر میں ان اخبارات کی شہ سرخیاں پڑھ کر عرض کروں گا۔ جناب سپیکر! یہ تو ان دنوں پکنک منا رہے تھے بجائے اس کے کہ یہ لوگوں کے زخموں پر مرہم رکھتے یا لوگوں کی دلجوئی کرتے۔ واسا اور ایل ڈی اے نے جس طریقے سے کام کیا ہے وہ بھی عجیب ہے۔ ہمارے یہاں لاہور میں آٹھ disposal pumps ہیں لیکن ان میں سے صرف ایک disposal pump شمالی لاہور میں کام کر رہا ہے اور وہ disposal pump بھی بارشوں سے تین روز پہلے بند ہو گیا۔ اگر وہ disposal pump چلتا رہتا تو مجھے اس بات کا یقین ہے کہ شمالی لاہور میں کم از کم یہ حالات پیدا نہ ہوتے۔ یہ صرف اس دفعہ نہیں ہوا بلکہ جب کبھی بھی بارش آتی ہے تو واسا والے اپنے disposal pumps پہلے ہی بند کر دیتے ہیں۔ مجھے آج تک اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ وہ ان disposal pumps کو کیوں بند کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے لاہور کے لوگوں کو خصوصی طور پر شمالی لاہور کے لوگوں کو پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ جناب والا! ہمارے وزیر اعلیٰ ' جہانگیر بدر اور ان کے دوسرے ساتھیوں کو وہاں پر جن الفاظ کے ساتھ لوگوں نے نوازا وہ قابل بیان نہیں ہیں اور اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ وعدہ کیا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں چند روز ' ایک ہفتے کے بعد واپس آؤں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا پانی نکل چکا ہو گا۔ وہاں آبادی کا پانی نکلنا تو درکنار انھوں نے آج تک وہاں دوبارہ جانے کی تکلیف گوارا ہی نہیں کی۔ البتہ لوگوں نے یہ ضرور پڑھ لیا کہ یہ شکار گاہ جا رہے ہیں' شکار کھیل رہے ہیں۔ یعنی انھوں نے عوام کی فلاح و بہبود یا ان کی بہتری کے لیے کوئی کام نہیں کیا اور پھر ملک مشتاق اعوان صاحب باہر سے تشریف لائے تو انھوں نے آتے ہی اخبار میں یہ بیان دیا کہ میں اب آ گیا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ میں علاقوں کا دورہ کروں گا اور سب ٹھیک ہو جائے گا۔ جناب والا! کاغذات میں تو شاید ٹھیک ہو گیا ہو گا لیکن آج تک انھوں نے کہیں ایسی جگہ لاہور میں چکر نہیں لگایا جہاں آبادی یا لوگ پانی میں ڈوب چکے ہیں۔ ہاں البتہ انھوں نے ایک کام کر کے دکھا دیا کہ چند آٹے کے تھیلے تقسیم کرنے کے لیے تشریف لے گئے اور وہاں لوگوں کو ماسوائے لاٹھی چارج کے اور کوئی چیز نصیب نہیں ہوئی۔ اس سے لوگوں میں اور نفرت پیدا ہوئی اور ملک صاحب اس کے بعد پھر کبھی بھی کہیں نہیں گئے۔ جناب والا! گورنر صاحب

نے بھی 27 ۔اگست کی اشاعت میں منتخب نمائندوں کی کارکردگی پر عدم اطمینان کا اظہار کیا ہے' اسی طریقے سے جہانگیر بدر صاحب نے 29۔اگست روز نامہ "جنگ" کی اشاعت میں یہ بیان دیتے ہوئے کہا کہ عوام کی سوچ جائز ہے سرکاری ادارے توقعات پر پورے اترنے میں ناکام رہے ہیں ان کا یہ بیان حکومت اور حکومتی اہلکاروں کے منہ پر طمانچہ ہے ۔ وزراء کے بیان سے تو یہ لگتا ہے کہ یہ لوگ آپس میں مل کر بھی نہیں چلے ۔ میری دانست کے مطابق یہ اس لیے ہوا ہے کہ انھوں نے لاہور کے ادارے بالخصوص تین ادارے جن کا میں ذکر کر چکا ہوں میں سیاسی تقرریاں کی ہیں ۔ سیاسی تقرریوں سے میری مراد یہ ہے کہ انھوں نے ایل ڈی اے میں ' واسا میں ' وائس چیئرمین ' کو آرڈیننٹر وغیرہ تعینات کیے ہیں۔ لاہور میٹرو پولیٹن میں بھی اسی طریقے سے کو آرڈینیٹر مقرر کیے ہیں اور آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے شروع میں ایک تحریک پیش کی تھی جس میں یہ کہا گیا تھا کہ لاہور میٹروپولیٹن 8 زونوں میں تقسیم ہے اور وہاں آٹھوں زونوں میں انھوں نے اپنے اپنے ایڈمنسٹریٹر بٹھا دیے ہیں ۔تو اس وقت یہ جواب دیا گیا تھا کہ یہ بات غلط ہے اور میں نے on the floor of the House کہا تھا کہ میں یہ بات ثابت کر کے دکھاتا ہوں اور اگر آپ اب بھی تشریف لے جائیں تو وہ وہاں پر ہوں گے۔ حقیقت میں وہ اس وقت بھی بیٹھے تھے لیکن وہ آج تک 8 زونوں میں بطور ایڈمنسٹریٹر کام کر رہے ہیں یہ ان کی نا اہلی ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ وہ اپنے مفادات کے لیے اپنے نجی کاموں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ انھوں نے لاہور کے لیے یا لاہور کی عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کوئی کام نہیں کیا۔

جناب والا! بالخصوص ان اداروں کو تباہ و برباد کیا جا رہا ہے یہ صرف اس لیے کہ جب سے انھوں نے بلدیاتی ادارے توڑے ہیں عوام کے منتخب نمائندے نہیں رہے تو انھوں نے عوامی کونسلر نامزد کیے ہیں وہ عوامی کونسلر جو آج تک اپنے محلے میں بھی کسی کمیٹی میں کامیاب نہیں ہوئے ان کو کونسلر بنا دیا گیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی مفادات کے لیے اور اپنے ذاتی کاموں کے لیے اختیارات استعمال کر رہے ہیں لاہور اور لاہور کی عوام کے لیے بہتری کا کوئی کام نہیں ہو رہا۔ انھوں نے جو ایک بہت اچھا کام کیا ہے میں اس پر ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے وی آئی پی لوگوں کے لیے ڈسپوزل پمپ مہیا کیے ہیں جس پر میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ بجائے اس کے کہ غریب عوام کے لیے یا وہ آبادیاں جو پانی میں گھری ہوئی تھیں وہاں سے پانی نکلوایا جاتا یہ وی آئی پی یا وزراء کرام کی کوٹھیوں میں سے پانی نکالتے رہے جن کی تصاویر میرے پاس موجود ہیں کہ GOR اور وزیر

اعلیٰ کے پلازہ سے---- اس قسم کی تصویریں میرے پاس ہیں -----

چودھری اختر رسول ، ان کو اعتبار ہے ۔

میاں معراج دین ، میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں ۔ اس اخبار میں گورنر صاحب اور مشتاق اعوان صاحب کا بیان بھی ہے۔ "بارش اور سیلاب گورنر کا منتخب نمائندوں کی کار کردگی پر عدم اطمینان" جناب والا ! جو میں بتانا چاہتا ہوں کہ G O R میں سڑک بلاک کر کے ایک صوبائی سیکرٹری کی رہائش گاہ کے باہر رکاوٹ کھڑی کر کے پانی نکالا جا رہا ہے ۔" محکمے وی آئی پی کی ڈیوٹی پر ' غریبوں کی بستیوں میں کوئی نہ آیا کھڑے پانی نے مزید جانیں لے لیں لیکن محکمے کی کار کردگی سے وی آئی پی لوگوں کی بہتری ہوئی جس کے لیے میں ان کو پہلے بھی مبارک باد پیش کر چکا ہوں اور اب بھی کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! 30 اگست کو واسا کی طرف سے ایک اشتہار آیا ہے جس میں ہے کہ "ہنگامی صورت حال میں واسا آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے طوفانی بارشوں سے پیدا شدہ صورت حال سے نمٹنے کے لیے واسا تمام ڈسپوزل پمپنگ کے ساتھ پانی نکالنے میں مصروف ہے اس کے علاوہ واسا نے مندرجہ ذیل سب ڈویژنوں کی نشیبی جگہوں پر de-watering set نصب کر رکھے ہیں" جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا ہے کہ میں اس کا جواب دوں گا میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انھوں نے جن جگہوں کو نامزد کیا ہے کہ یہاں یہاں پمپ لگے ہوئے ہیں میں چیلنج کرتا ہوں کہ شمالی لاہور کے علاقے میں بالخصوص مصری شاہ وغیرہ میں ابھی تک کوئی ایسا کام نہیں ہوا جس سے میں یہ سمجھوں کہ محکمے کی کارکردگی بہتر ہوگئی ہے ۔ مجھے یہاں پر یہ کہتے ہوئے بھی فخر حاصل ہو گا کہ شادباغ میں بند روڈ پر ایک ڈسپوزل پمپ بن رہا تھا جو عرصہ دراز سے بند پڑا ہوا ہے وہ سابقہ حکومت کے دور میں شروع کیا گیا تھا مجھے یہ سمجھ نہیں لگی کہ جہاں سیوریج نہیں ہے یا لوگوں کے پاس سیوریج کی سہولتیں مہیا نہیں ہیں وہاں سے واسا ٹیکس وصول کرتا ہے لیکن 3 سال سے زیادہ عرصہ ہو چلا ہے اور ابھی تک اس pumping station کو مکمل نہیں کیا جا رہا۔ اس لیے کہ لاہور اور خاص طور پر شمالی لاہور جہاں ضمنی انتخاب میں بھی پاکستان مسلم لیگ کے امیدوار کامیاب ہوئے تھے اس لیے ان لوگوں کو سزا دی جا رہی ہے؟ اسی لیے ان کو ڈبویا جا رہا ہے ؟ وہاں پر جس pumping station پر کام شروع ہوا ہوا تھا خدارا کم از کم اس کو تو مکمل کر لیں تا کہ لوگ اس آفت سے بچ سکیں۔

جناب سپیکر ! آپ کو یاد ہو گا کہ آج تک ساری اپوزیشن کو ترقیاتی فنڈز مہیا نہیں کیے گئے وہ

انھوں نے اپنی دانست کے مطابق صحیح کیا ہے لیکن میں یہ بات وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر یہ ترقیاتی فنڈز دیے ہوتے تو آج بارشوں میں یہ نوبت نہ آتی۔ بالخصوص انھوں نے لاہور والوں کو ترقیاتی فنڈز نہ دے کر لاہور کی جو حالت کی ہے یہ ناقابل برداشت ہے۔ میں یہ بھی واضح کر دوں کہ جو ترقیاتی فنڈز نہیں دیے جا رہے اس سے پنجاب کی پچاس فی صدی آبادی متاثر ہو رہی ہے اور حالات خاصے خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ جناب والا! میں صحت کے متعلق بھی عرض کروں گا کہ عوام ترستے رہے کہ کوئی حکومتی موبائیل آئے یا کوئی حکومتی کارندے آئیں اور ہماری صحت کے لیے کوئی بہتری ہو سکے لیکن حکومت کو اس بات کی توفیق نہ ہوئی بلکہ میرے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب نے ہمارے قائد حزب اختلاف میاں محمد شہباز شریف صاحب کی ڈیوٹی لگائی اور انھوں نے اپنی نگرانی میں کم از کم ایک ہفتہ 30 سے 40 ایمبولینسیں مہیا کیں جو لاہور کے ہر علاقے میں جاتی رہیں اور ہر ایمبولینس میں کم از کم دو ڈاکٹر اور ایک یا دو لیڈی ڈاکٹر تھیں اور ہر ایمبولینس میں 35 سے 40 ہزار روپے کا سامان ہوتا تھا۔ اس میں patent دوائیاں بھی تھیں ٹیکے بھی تھے اور انھوں نے لوگوں کی دہلیزوں پر جا کر ٹیکے لگائے جس کا نتیجہ ہے کہ لاہور میں کوئی ایسی وباء نہیں پھوٹی جو ناقابل برداشت ہو لیکن یہ سب کریڈٹ ہمارے قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب کو جاتا ہے جنھوں نے بر وقت یہ اقدام اٹھایا۔

جناب والا! میں یہ بھی عرض کروں کہ جس وقت پانی کھڑا تھا تو لوگوں کے پاس راشن بھی نہیں تھا لیکن اس وقت بھی پاکستان مسلم لیگ نے اپنے قائد محترم کی ہدایت پر اور میاں شہباز شریف کی supervision میں راشن تقسیم کیا اور وہ راشن لوگوں کی دہلیز پر پہنچا۔ اخبارات میں بھی یہ بات واضح طور پر آ گئی ہے اور انھوں نے یہ ایڈیٹوریل بھی لکھے ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ نے عوام کی خدمت کی ہے۔ لیکن اس کے برعکس یہ ہوا کہ وزیر اعظم محترمہ جب وزیر آباد میں تشریف لائیں تو ان کے لیے لاہور آنے کے لیے موسم مناسب نہ تھا اور وہ وہیں وزیر آباد سے ہی واپس چلی گئیں۔ جو وزراء کرام ان کو لینے کے لیے لاہور ائرپورٹ پر گئے ہوئے تھے اور یہ میں وہ بتا رہا ہوں جو اخبارات میں چھپا ہے کہ چھڈو جی ہن کی لین جانا اسے بی بی تے آئی نہیں تے ہن گھرو گھری چلیے۔ یہ بھی اخبارات نے رپورٹنگ کی ہے اور اس کے بعد صرف جہانگیر بدر اور شیخ رفیق صاحب نے سبزہ زار میں جا کر وہ چیک تقسیم کیے اور وزیر خزانہ نے یہ یقین دہانی بھی کروائی ہے کہ کیش ہو جائیں گے۔ جناب والا! لاہور میں 36 اور 46 کے قریب اموات ہوئی ہیں ۔ میں ان کو یہ بات بھی باور کروا رہا ہوں کہ ان کے

لیے بھی کچھ کریں۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی میاں صاحب!

میاں معراج دین ، جناب والا! میں تھوڑا سا عرض کروں گا---

جناب سپیکر ، میاں صاحب! بہت وقت لیا آپ نے۔

میاں معراج دین ، نہیں۔ جناب والا! میں اب آپ کی وساطت سے اپنے حلقہ نیابت کے متعلق تھوڑا سا عرض کر دوں کیونکہ اس میں آپ کا حلقہ بھی خاصا متاثر ہوا ہے اور آپ ہمارے ہاؤس کے کسٹوڈین بھی ہیں اور آپ سے اس بات کی توقع رکھتا ہوں کہ جس طرح سے آپ کا حلقہ متاثر ہوا ہے اسی طرح میرا حلقہ چونکہ نشیبی ہے اس لیے وہ زیادہ متاثر ہوا ہے۔ وہاں جو نقصانات ہوئے ہیں جو مکانات گرے ہیں ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ اس کے لیے بھی میں وزیر خزانہ کو یہ عرض کروں گا کہ ان کو بھی کچھ امداد دی جائے اور آپ سے بھی یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنے حلقہ کے لیے اور میرے حلقہ کے لیے باقی لاہور کے لیے بھی کوشش کریں گے۔ جناب والا! میں ان آبادیوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی آپ کے حلقہ کے ساتھ حدیں لگتی ہیں' اس میں ڈپٹی یعقوب کالونی' ملتانی کالونی' گلبہار کالونی' جانی پورہ سکیم' گجر پورہ سکیم یہ جتنے میں بتا رہا ہوں کسی میں 35 کسی میں 30 کسی میں 50 مکانات گرے ہیں اور ابراہیم کالونی میں 20 ' اور مدینہ کالونی میں 15 اور اس طرح ٹوٹل 175 مکانات بن جاتے ہیں جو بالکل گر گئے ہیں۔ جناب والا! یہ سب سے زیادہ متاثرہ آبادی ہے۔

جناب والا میں آپ کو یہ یاد دہانی کے طور پر عرض کر دوں کہ ہمارے لوکل باڈیز کے وزیر ملک مشتاق احمد اعوان صاحب نے آپ کی موجودگی میں اس ایوان میں کہا تھا اور اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ جو گھوڑے شاہ روڈ ہے اور ساتھ comprehensive school والی سڑک ہے وہ میں بنوا دوں گا ۔ انہوں نے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ خواہ ہائی وے کی سڑک ہو 'ایل ڈی اے کی سڑک ہو یا لاہور میٹرو پولیٹن کارپوریشن کی سڑک ہو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں یہ سڑک بنوا دوں گا لیکن ابھی تک نہیں بنی ' اور سڑک بننے کی بجائے اس بارش سے اور خراب ہو گئی ہے بلکہ ضائع ہو گئی ہے اس سڑک پر جتنا سیوریج بچھایا گیا اور سیوریج کے لیے جو کھدائی کی گئی تھی اسی مٹی سے اسے بھر دیا اور جب بارش ہوئی تو وہ مٹی بیٹھ گئی' پھر انہوں نے دوبارہ ٹینڈر کیے اور کام کسی اور ٹھیکیدار کو دیا اس نے ریت اور گھسو وغیرہ ڈلوایا۔ جناب والا! اب یہ علاقہ بالکل تباہ وبرباد ہو گیا ہے اور وہ سیوریج ابھی

تک ادھورا پڑا ہوا ہے جو کہ Comprehensive School تک ڈالا گیا ہے اور یہ اگر کوٹ خواجہ سعید تک چلا جاتا تو میں یہ بات وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ حالت پیدا نہ ہوتی۔ جناب سپیکر! میں یہ اس لیے آپ کو یاد دلا رہا ہوں کہ آپ کی موجودگی میں اور آپ کی صدارت میں انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا۔

جناب سپیکر: ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ میری طرف سے ایک تاکیدی خط وزیر موصوف کو جائے گا کہ انہوں نے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا جائے۔

میاں معراج دین: جناب والا! ایک جو سب سے اہم مسئلہ ہے۔ وہ جناب والا! برساتی نالے کی تعمیر ہے۔ جو ڈرین بنا رہے ہیں وہ گجر پورہ سکیم سے شروع ہوتی ہے اور شاد باغ ڈسپوزل پمپ تک جائے گی۔ جو 52 فٹ چوڑی ہے اور 14 فٹ سے 36 فٹ گہری ہو گی اس میں آبادی کے گزارنے کے لیے صرف ایک پل بنایا ہے۔ جناب والا! یہ اتنی لمبی چوڑی آبادی ہے اگر راہ گیروں کے لیے کوئی راستہ نہ بنایا گیا تو خاصی دشواری ہوگی۔ موجودہ بارش میں وہ نالہ 75 فیصد تباہ ہو گیا ہے وہ 8 کروڑ سے زائد کا ٹھیکہ تھا' میں یہ بات کر کے محکمے کو شرم دلانے کی کوشش کرتا ہوں اور آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ وہ جو 8 کروڑ اور کچھ روپے خرچ کیے تھے وہ کہاں گئے؟ اور وہ جو نالہ بہہ گیا ہے اس کا تدارک کون کرے گا اور ذمہ دار کون ہوگا؟ ذمہ دار افراد اور انجینئرز کے خلاف کارروائی یقینی طور پر کی جانی چاہیے۔ جناب سپیکر! آخر میں' میں یہ عرض کروں گا کہ جن آبادیوں میں سیوریج نہیں بچھا ہوا اور ٹیکس بھی لیے جا رہے ہیں۔۔۔جناب والا! وزیر خزانہ کو متوجہ کریں انہوں نے جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ! معزز رکن آپ کی خصوصی توجہ چاہتے ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں انہی کے نکات نوٹ کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کا خیال یہ ہے کہ آپ اپنے بائیں ہاتھ بیٹھے ہوئے دوست کے کاغذات دیکھ رہے ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں تو فائلیں دیکھ رہا ہوں اور انہی کے نکات نوٹ کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت اچھا۔

میاں معراج دین: جناب والا! میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ اگر لاہور میں ہمارے قائد محترم میاں

محمد نواز شریف action نہ لیتے صحت کے لیے موبائل ٹیمیں نہ جاتیں اور راشن بروقت تقسیم نہ ہوتا تو لاہور کے حالات بہت خراب تھے۔ حزب اقتدار والوں کو تو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ کسی آبادی میں جا کر خاطر خواہ انتظام کرتے۔

جناب سپیکر : مہربانی۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب والا! میں بھی دو منٹ اس موضوع پر اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : مناسب وقت پر آپ کو موقع دیا جائے گا۔ خواجہ ریاض محمود صاحب اگر لابی میں تشریف رکھتے ہوں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب والا! ان کا وقت مجھے دے دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو موقع دوں گا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب والا! صرف ایک منٹ۔

جناب سپیکر: جی چودھری اختر رسول صاحب!

چودھری اختر رسول: جناب سپیکر! بہت مہربانی بہت شکریہ۔

جناب سپیکر : حافظ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب چاہتے ہیں کہ آپ ان کی تقریر سن کر پھر جائیں۔ اگر آپ بھی چلے گئے تو باقی کیا رہ جائے گا؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب والا! ہمیں بھی لاہور سے محبت ہے' انہیں تو ہے ہی ہے۔

جناب سپیکر: ضرور موقع دیں گے۔ جی چودھری صاحب!

چودھری اختر رسول: جناب سپیکر! یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ جب امن عامہ کی بات ہوتی ہے تو یہاں آئی جی صاحب نہیں ہوتے' یہاں چیف سیکرٹری صاحب نہیں ہوتے' یہاں وزیر داخلہ نہیں ہوتے اور اگر مہنگائی کی بات ہوتی ہے تو وزراء صاحبان چھٹی کر جاتے ہیں آج سیلاب کی بات جب شروع ہوئی تو وائس چیئرمین صاحب نے اٹھ کر کہا کہ واسا کا میں وائس چیئرمین ہوں' حالانکہ انہوں نے لاہور کے معاملات جہلم سے آ کر حل کرنے شروع کیے ہیں اور یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ آج وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ وہ بھی بھاگ گئے ہیں۔ اس گفتگو سے وہ اتنے شرمندہ ہوئے ہیں کہ وہ اس ہاؤس سے باہر چلے گئے ہیں۔ بہرحال میری تو دعا یہی ہے کہ یہ جو ہاؤس میں باتیں کی جاتی ہیں وہ بہتری

کے لیے کی جاتی ہیں۔ ہر کوئی اپنے اپنے گریبان میں جھانکے اور اس کے مطابق اپنی کارروائی کرے۔ بہرحال آج سیلاب کے موضوع پر بارش کے موضوع پر بحث ہے۔ جناب والا! حکمرانوں کی بے حسی کے متعلق آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں کہ،

پانی کو مت گھور کے دیکھو پانی سر سے گزرا ہے
حشر کا قصہ تم نے سنا ہے میری نظر سے گزرا ہے

جناب والا! یہ شاعرانہ بات نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے کہ لاہور شہر میں حشر برپا ہوئے ہم نے دیکھا ہے جناب والا پہلے سے یہ مسائل کا شہر، مشکلات میں دھنسا ہوا شہر، مصیبتوں کا یہ شہر پہلے ہی حکمرانوں کی بے حسی کا شکار ہو چکا ہے۔ اوپر سے ان حکمرانوں کی مجرمانہ غفلت اور نااہلی کی وجہ سے جو حشر برپا ہوا ہے اس سے تو حشر کا جو تصور ہے اس نے بھی دم توڑ دیا ہے۔

جناب سپیکر، چلو اک فائدہ تے ہویا کہ حشر دا خوف تے لتھا۔

چودھری اختر رسول، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ مذاق کی بات نہیں ہے آئیے میں آپ کو ان گھروں میں لے کر جاؤں۔ جہاں آج بھی لوگ پانی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آئیے ان غریب لوگوں کی ساری عمر کی کمائی چل کر دیکھتے ہیں۔ جنھوں نے ساری عمر دو بیٹیوں کی شادی کے لیے جہیز اکٹھا کیا وہ بھی چلا گیا۔ جناب والا! آج ہم ائیر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر یہ منصوبے تو بنا سکتے ہیں کہ ہم نے پنجاب کو کس جرم کی سزا دینی ہے کیونکہ اس نے ہمیں ووٹ نہیں دیا۔ خصوصی طور پر لاہور کو ہم نے انتقامی کارروائیوں کا نشانہ کس طرح بنانا ہے؛ کیونکہ یہاں سے ہمارے ایم پی اے اور ایم این ایز منتخب نہیں ہو سکے۔ ہم نے یہ سارے پنجاب کو اس لیے سزا دینی ہے کہ یہ علم و ادب کا گہوارہ ہے پنجاب کو اس لیے سزا دینی ہے کہ یہ ملکی دفاع میں مالی وسائل اور جانوں کی قربانی دیتا ہے۔ جناب والا! یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ لاہور شہر اور پنجاب نے اس حکمران ٹولے کو ووٹ نہیں دیئے اور وہ اپنے اصولوں پر کھڑا ہے لیکن اس کو یہ سزا دی جا رہی ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ مون سون شروع ہونے سے پہلے بارشوں کا سیزن شروع ہونے سے پہلے جو ڈرینج جو سیوریج اور جو نالے ہوتے ہیں محکمہ واسا اس کی صفائی ستھرائی کیا کرتا ہے۔ لیکن پچھلے تین سال سے ایسی کسی قسم کی کوئی صفائی نہیں ہوئی۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ یہ سرکاری تجزیئے اور رپورٹس کہہ رہی ہیں۔ نشیبی علاقوں میں پانی نکالنے کے لیے جو پمپ خریدے گئے وہ کاغذوں تک محدود رہے۔ ان کے تمام پیسے حکمرانوں کی جیبوں میں چلے گئے۔ یہ

میں نہیں کہتا خود اس ملک کی وزیر اعظم کہتی ہیں۔ اٹاری کا بند ہندوستان کے بم سے نہیں ٹوٹا بلکہ حکمرانوں کی بدعنوانی اور ہوس دولت کا شکار ہوا ہے۔ یہ میں نہیں کہتا یہ بے نظیر صاحبہ خود اس کا اعتراف کر چکی ہیں۔ تاجروں کا کروڑوں کا سامان بارش کی نذر ہوا اور ان کا کروڑوں اربوں روپے کا نقصان ہوا۔ ان کو نہیں دیکھا گیا ان کے سامان کی حفاظت نہیں کی گئی بلکہ وزیر اعلیٰ کے پلازہ کی حفاظت کی گئی جو زیر تعمیر ہے۔ یہ میں نہیں کہتا یہ اخبارات اور اس کی تصاویر آپ نے خود دیکھی ہیں۔ غریبوں کے اس بارش میں مویشی بہہ گئے، معصوم عوام کو پانی میں ڈبو دیا گیا، مال و اسباب لٹ گیا اور گھروں کی غلاظت میں ان کو غرق کر دیا گیا۔ مگر یہ حکمران ٹولہ اپنی دکانداری چمکانے کے لیے ایران سے آئی ہوئی امداد بھی، وہ تو بھلا ہو چودھری شجاعت صاحب کا کہ جنھوں نے بروقت اس کی نشاندہی کردی کہ ایران نے اس سیلاب اور پانی کی بناء پر آپ کو امداد بھیجی ہے یہ تو خود اسے بھی ڈکار مارنے کے چکر میں تھے۔ وہ تو بروقت نشاندہی ہوگئی۔ چور چوری سے جاتا ہے مگر ہیرا پھیری سے نہیں جاتا ایران کی بھیجی ہوئی امداد بے نظیر کی فوٹو لگا کر اپنے جیالوں میں تقسیم کر دی گئی۔ میری آپ سے صرف یہی گزارش ہے جناب سپیکر! وہ کمبل ان کے اوپر پڑیں گے فکر نہ کریں۔ یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ آپ نے تمام اپوزیشن کے ممبران کے ساتھ ایک انتقامی کارروائی کی۔ جتنے بھی سالوں سے تین چار سال سے یہ حکومت ہے آپ نے جتنی مرتبہ بھی بجٹ پیش کیے اتنی مرتبہ ہی جھوٹ بولا گیا کہ ہم اپوزیشن کے ممبران کو بھی اتنا ہی فنڈ دیتے ہیں اور وہ فنڈ آج تک اپوزیشن کے ممبران کو نہیں ملا۔ خصوصی طور پر لاہور کے تمام ممبران کو ڈویلپمنٹ فنڈ سے محروم رکھا گیا۔ ڈویلپمنٹ کی سکیمیں جو یہاں پڑی تھیں وہیں کی وہیں پڑی ہیں جہاں ڈرینج خراب تھا جو کہ ہم بنا رہے تھے جہاں کوئی سیوریج جہاں کوئی ڈسپوزل پمپ جہاں کہیں بن رہا تھا وہ اب بھی ویسے کا ویسا ہی ادھورا پڑا ہے۔ سزا اس بات کی دی جا رہی ہے۔ کہ لاہور کے شہریوں نے مسلم لیگ اور نواز شریف کو منتخب کیا تھا اور جناب والا! بلدیاتی نظام کو تباہ و برباد اس لیے کیا گیا کہ لاہور سے بدلہ لے سکیں۔ اگر بلدیاتی ادارے بحال ہوتے تو اس سے جو عوامی نمائندے تھے جن کو عوام نے ووٹ دے کر چنا تھا وہ جناب والا! اس مشکل کے دنوں میں اپنا اپنا فرض ادا کرتے لیکن وہ بلدیاتی ادارے بھی آپ کی سیاسی چالوں کی نذر ہوئے۔ عوام کی خدمت کرنے والے وہ ادارے اس میں چوروں ڈاکوؤں اور لٹیروں کا اس وقت قبضہ ہے۔ گزارش یہ ہے کہ آپ نے ہائی کورٹ کے احکام کی پرواہ نہیں کی، سپریم کورٹ نے ان اداروں کو بحال

کیا لیکن اس اسمبلی کے اندر سپریم کورٹ کے فیصلے کی جس طرح دھجیاں اڑائی گئیں وہ سب کچھ آپ کے سامنے ہے۔ جناب والا! میں اس عزم کے ساتھ یہاں پر یہ اعلان کرتا ہوں کہ اس ساری ملک دشمنی کے خلاف پاکستان کے اندر ملک دشمنوں کے خلاف،

اپنا قافلہ جب عزم و یقین سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے رستہ وہیں سے نکلے گا
وطن کی ریت پہ ذرا ایڑیاں رگڑنے دے
ہمیں یقین ہے کہ پانی یہیں سے نکلے گا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، پہلے ہی پانی کافی آیا ہویا جے ہور نکل آیا تے بڑی مصیبت پے جائے گی۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔ خاکوانی صاحب! تسی تقریر کرکے چلے نہ جانا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بزرگوں سے سنا تھا کہ کسی آدمی نے پوچھا کہ ایک پیر صاحب جس کے متعلق میں کچھ زیادہ نہیں جانتا ان کی بزرگی کا میں اندازہ کس طرح کروں؟ تو کسی اللہ والے نے جواب دیا کہ اس کے مریدوں کو دیکھ کر اندازہ کرو۔ جناب سپیکر! کسی بھی ملک کا، کسی بھی صوبے کا جو دارالخلافہ ہوتا ہے اس کو دیکھ کر اس ملک یا اس صوبے کی مجموعی صورت حال کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اہل لاہور پچھلے دنوں بارشوں اور سیلابی پانی سے جو متاثر ہوئے اس ضمن میں صرف میں ایک گزارش کروں گا اور اپنی بات ختم کردوں گا۔ 1965ء کی جنگ میں ہندوستان نے اپنی تمام تر طاقت، تمام تر فوجی ساز و سامان اور تمام اخلاقی اور روایتی قانون کی دھجیاں اڑاتے ہوئے رات کی تاریکی میں اس نے لاہور پر جو حملہ کیا تاریخ شاہد ہے کہ اس وقت چونکہ ہمارے حکمرانوں کی اور ہمارے جوانوں کی آنکھیں کھلی تھیں اس لیے دشمن نہ تو BRB نہر کو کراس کرسکا اور نہ BRB نہر کو توڑ سکا۔ جناب سپیکر! غفلت کس طرف سے ہوئی لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ BRB نہر ٹوٹی اس کا پانی بھی بارش کے پانی کے ساتھ شامل ہوا۔ اور پھر وہ نشیبی علاقوں میں تباہی مچاتا ہوا لاہور پر ایک آفت کی صورت میں نمودار ہوا۔ میں صرف یہی گزارش کروں گا کہ لاہور ہم سب کا ہے۔ اس لاہور سے ہم سب کو محبت ہے اگر کوئی آدمی زبان سے قرار کرے یا نہ کرے ہر کسی کی خواہش ہے کہ میرا بھی لاہور میں گھر ہو۔ جناب سپیکر! اس لاہور، اس دارالخلافے کو اس پنجاب کے دل کو بچانے کے لیے

میں سمجھتا ہوں کہ ایک جامع منصوبہ بندی کی جائے اور پھر وہی بات کی تفتیش کی حد تک نہیں یہ باقاعدہ دیکھا جائے کہ BRB نہر کس کی غفلت سے ٹوٹی انھیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ ان ہی الفاظ کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر ، آپ کی بہت مہربانی۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب!

حاجی مقصود احمد بٹ ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے انتہا شکر گزار ہوں کہ آپ نے آج مجھے شہر لاہور میں بارشوں کے پانی اور سیلاب سے ہونے والے نقصانات پر بحث کا موقع دیا۔ جناب سپیکر ! دیکھنا یہ ہے کہ لاہور کیوں ڈوبا؟ اور ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس میں کس کی ذمہ داری ہے اور متعلقہ اداروں کی کارکردگی کا جائزہ بھی لینا ہے۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ 1988ء اس ملک کے سب سے بڑے مشاورتی ادارے نیسپاک نے واسا کے انجینئروں کے ساتھ مل کر عالمی بنک کے تعاون سے ایک مکمل رپورٹ تیار کی تھی جس کی یہ ایک کاپی میں ساتھ لے کر آیا ہوں۔ جناب سپیکر! اس مکمل رپورٹ کے ساتھ ساتھ عالمی بنک نے 46 کروڑ روپے کا قرضہ دینے کا بھی وعدہ کیا تھا جو دو مرحلوں میں پورا ہونا تھا۔ جناب سپیکر! اسی 46 کروڑ میں 15 کروڑ شمالی لاہور کے لیے رکھے گئے تھے۔ ان 15 کروڑ میں آج تک اخباروں میں جو خبریں چھپتی رہتی ہیں کہ شمالی لاہور میں اتنے کروڑ روپے خرچ کر دیئے گئے' کچھ لگ رہے ہیں ' کچھ کھائے جا رہے ہیں' کچھ اسی طرح ہیرا پھیری کی جا رہی ہے یہ وہی روپیہ ہے جو کہ عالمی بنک کی طرف سے ملا تھا لیکن اصل کام آج تک مکمل نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ لاہور کے دوسرے حصوں میں بھی ماسٹر پلان کے تحت تاحال کوئی تعمیر نہیں ہوئی صرف اندرون شہر کے لیے ایک منصوبہ بنایا گیا تھا جسے سرکولر ڈرین کے نام سے اس وقت لکھا گیا تھا تو اس کے لیے بھی اس وقت موجودہ حکومت نے نیسپاک کو یہ ہدایت کی کہ جتنی جلدی ہو سکے اس پر عمل درآمد کے لیے تمام کارروائی مکمل کی جائے اور اس وقت میرے قائد محترم میاں شہباز شریف صاحب نے بھی اس کے لیے بہت محنت کی لیکن وہ منصوبہ ابھی جاری تھا تو جب حکومت بدل گئی تو واسا کے اسی ایم ڈی اقبال بیلا صاحب نے موجودہ حکومت کو اس منصوبے کو سیاسی نام دیتے ہوئے ختم کروا دیا اس نامکمل منصوبے کے نشانات اب بھی بھاٹی گیٹ کے باہر ایک بہت بڑے گڑھے کی شکل میں نظر آ رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اصل میں اس گڑھے کی جگہ پر ایک پمپنگ

سٹیشن بنتا تھا اور اسٹیشن سے پانی ذیلدار روڈ سے ہوتے ہیں آؤٹ فال روڈ کے نالے میں گر کر آگے جا کر راوی میں گرتا تھا اور اس پیپنگ سے اندرون شہر وال سٹی کے باہر جو ایک فصیل بنی ہوئی ہے اس کے اردگرد مغلیہ دور کے گارڈن کو بھی خوبصورت بنانا تھا اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اندرون شہر اور لاہور کے ارد گرد کی ٹریفک کو کنٹرول کرنے کا بھی اس میں مسئلہ تھا کہ فصیل کے ساتھ ساتھ واقع سڑک جو آج کل تجاوزات کی وجہ سے بند ہو چکی ہے اس کو بھی صاف کر کے آہستہ چلنے والی ٹریفک کو اس پر چلانا تھا لیکن اس منصوبے کو سیاسی رنگ دے کر ختم کر دیا گیا اور وہ ادھورے کا ادھورہ رہ گیا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ شہریوں کے ساتھ ظلم عظیم ہے کہ ایک اچھے منصوبے کو سیاسی منصوبے کا نام دے کر اور اس کو ختم کر دینا میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اگر وہ منصوبہ مکمل ہو جاتا تو شہری خصوصاً تاجر برادری ایک انتہا نقصان سے آج بچ جاتی۔

جناب سپیکر! اسی طرح بند پار کے علاقے میں بے شمار آبادیاں بن چکی ہیں اور بد قسمتی سے وہ حلقہ میرا ہے وہاں پر ہزاروں کی تعداد میں مکان بنے ہوئے ہیں اور وہاں لاکھوں کے حساب سے آبادی بن چکی ہے ان آبادیوں میں شبلی ٹاؤن' ابو بکر صدیق کالونی' عمر کالونی' فضل کالونی' بابو سابو' شمس آباد' کھاڑک حسن ٹاؤن' ندیم ٹاؤن' مدینہ کالونی' حیدر کالونی' مصطفے کالونی اور اسی طرح کی بے شمار کالونیاں ہیں تو جناب سپیکر! اس لاہور شہر میں جتنے گندے نالے ہیں وہ سارے کسی جگہ پختہ ہیں' ڈھکے ہوئے ہیں' کسی جگہ موٹی موٹی دیواروں میں سے یہ پانی گزرتا ہوا ان آبادیوں میں جاتا ہے تو وہاں یہ کھلے نالے بن جاتے ہیں وہاں پر اس کے ساتھ دیواریں نہیں ہیں اور یہ پانی ان آبادیوں میں جا کر پھیل جاتا ہے اور کچھ دریا میں چلا جاتا ہے تو جناب سپیکر! آج تک ان آبادیوں میں ایل ڈی اے' واسا یا کارپوریشن نے کوئی پیسہ تک نہیں لگایا اور میں نے اس ہاؤس میں پچھلی مرتبہ بھی یہ بات کہی تھی کہ راوی دریا میں معمولی سا بھی سیلاب آ جائے یا تھوڑی سی زیادہ بارشیں ہو جائیں تو یہ تمام کی تمام آبادیاں ڈوب جاتی ہیں اس کی ایک بہت بڑی وجہ ہے جو جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ شبلی ٹاؤن اور اس سے ملحقہ جتنی آبادیاں ہیں ان کے آگے جا کر دریا کے پانی کو روکنے کے لیے "T" کی صورت میں وہاں چھوٹے بند بنائے گئے ہیں وہ بند تو جگہ جگہ مکمل ہیں لیکن شبلی ٹاؤن کے کچھ حصے میں 200یا 300 فٹ کے برابر ایک جگہ "T" نہیں بنی ہوئی اگر وہاں "T" بنا کر آپس میں ملا دیا جائے اور اس بند کو مکمل کر دیا جائے تو میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں اور میں آپ کو اس بات کا

یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آئندہ معمولی سیلاب اور بارشی پانی سے ان آبادیوں کا نقصان نہیں ہو سکتا تو خصوصی طور پر میں اس کا آج کے اس اجلاس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! ذرا مختصر رکھیے میرے پاس بہت لمبی لسٹ ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں بڑے مختصر سے انداز میں عرض کرتا ہوں۔ ہمارے شہری ترقیاتی اداروں میں واسا ایک ایجنسی کے طور پر کام کرتے ہیں اور ان کی ناکامی اور کامیابی کا احتساب براہ راست ممکن نہیں ہے یہ کروڑوں روپے کی رقم کو ہڑپ کر جاتے ہیں اور ان کا محاسبہ شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اس کے ساتھ میونسپل کمیٹیاں، کارپوریشنیں بھی شہری سہولیات میں ہاتھ بٹانے سے قاصر رہتی ہیں۔ دیگر ممالک کی طرح تمام واساؤں اور اسی قسم کے اداروں کو شامل کر کے صوبائی سطح پر Water and Sanitation Board بنا دیا جائے جن میں چیف ایگزیکٹو کوئی ماہر انجینئر بطور منتظم وسیع تجربہ کی بنا پر رکھے جائیں اور اس بورڈ کا چیئرمین صوبائی وزیر کے درجے کے برابر ہو اور یہ بورڈ اپنے محصولات خود اپنی آمدنی کے تحت کام کرے قرضوں پر گزارا نہ کرے ورنہ کروڑوں روپے کے قرضے ان کے ذمے چڑھ جائیں گے تو اس قسم کا بورڈ پہلے بلوچستان میں بھی موجود ہے جس کی اپنی ایک اتھارٹی ہے اور اس کا دائرہ عمل پورے صوبے پر محیط ہے اس لیے جناب سپیکر! اگر آپ کہیں تو میں اس کا ایک ورکنگ پیپر تیار کر کے آئندہ اس معزز ایوان میں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر! لاہور کی ڈرینیں جہاں جہاں واقع ہیں اور وہاں جو تجارتی مارکیٹیں آتی ہیں مثال کے طور پہ شادمان، ہال روڈ، مال روڈ، علامہ اقبال ٹاؤن اور ایمپرہ ان جگہوں پر اگر تجارتی پلازے بنا دیے جائیں اور اتنی رقم اکٹھی ہو جائے گی کہ محکمے کو اپنے پاس سے کوئی رقم لگانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی اس کی مثال نیسپاک کے ڈیزائن برائے میاں میر ڈرین، جہاں پہ ڈرین کو کور کر کے اخراجات پہ ملحقہ زمین کمرشل پلاٹوں کی صورت میں ملتی ہے جن کی قیمت ڈرین کی لاگت سے کئی گنا زیادہ ہے اور جناب سپیکر! اس کی دوسری مثال گلبرگ کی ڈرین کو بھی اسی طرح کور کر کے وہاں دکانیں بنائی گئی ہیں وہاں ایک تو ناجائز تجاوزات ختم ہو گئیں دوسرا کوڑا کرکٹ جو وہاں ڈالا جاتا تھا وہ بھی بہت حد تک بہتر ہو گیا۔

جناب سپیکر! حالیہ بارشوں میں آپ نے دیکھا کہ لاہور پورے کا پورا ڈوب گیا تھا اخباروں میں تو چند ایک آبادیوں کے نام آتے رہے ہیں لیکن وہ علاقے جیسے ماڈل ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن، مسلم ٹاؤن اور

خصوصاً ریواز گارڈن اور چوبرجی، گلشن راوی یہ تمام کے تمام علاقے ڈوبے ہوئے تھے اور ان میں لوگوں کا لاکھوں کروڑوں روپے کا نقصان ہوا لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو تاجر برادری کا نقصان ہوا ہے جس میں خصوصاً رحمان گلیاں، براندرتھ روڈ، دل محمد روڈ، ہال روڈ، انار کلی، شاہ عالم مارکیٹ، پیپر مارکیٹ، اردو بازار، اچھرہ، علامہ اقبال ٹاؤن میں لاکھوں روپے کے نقصان ہوئے ہیں لیکن جناب سپیکر! آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ حکومتی سطح پر کسی وزیر کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ جا کر اس تاجر برادری کے ساتھ تھوڑا سا بھی افسوس کر لیتا یا ان کو تھوڑی بہت تسلی دے دیتا۔ میں آج اس ہاؤس میں خراج تحسین پیش کروں گا اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کو کہ جناب سپیکر! وہ تمام مارکیٹوں میں گئے ہیں۔ ایک ایک جگہ رحمٰن گلیوں میں تین تین فٹ گہرا جو کار آلود پانی تھا۔ اس میں بھی چل کر انھوں نے دکانداروں سے جا کر ازراہ ہمدردی کے جو چند بول بولے ہیں آج وہ لوگ ان کے بے انتہا شکر گزار ہیں۔ جناب سپیکر! آخر میں میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ آج روزنامہ "پاکستان" میں یہ خبر چھپی ہے کہ وزیر اعظم صاحبہ نے حکومت پنجاب کو واسا کے لیے 20 کروڑ 80 لاکھ روپے کی منظوری دی ہے۔ جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں یہ تجویز ہے کہ حکومت اسے اپنے اللے تللوں اور کمیشنوں پر ہی خرچ نہ کر دے۔ بلکہ مخلص ہو کر نیس پاک کے اس تیار کردہ اور پھر میں آپ کے علم میں دوبارہ یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اس لاہور اربن ڈرین پراجیکٹ کی فائنل رپورٹ پر اگر عملدرآمد کر لیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آنے والے وقت میں، آنے والے ان بارشی حالات کے پیش نظر لاہور ان آفتوں سے بچ سکتا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے آپ کا بہت سارا وقت لیا ہے۔ لیکن جیسا کہ ابھی میرے بھائی ارشد عمران سلہری صاحب نے آپ کو یہ بات بتائی کہ ان کے حلقے کے تین لوگوں کو سبزہ زار میں جا کر تین چیک دیے تھے جو کیش نہیں ہوئے۔ وہ سبزہ زار کا حلقہ میرا حلقہ ہے اور ارشد عمران سلہری صاحب کے حلقے سے تقریباً آٹھ دس کلو میٹر دور ہے۔ اس علاقے میں کئی دن تک یہ خبر چلتی رہی کہ یہاں وزیر اعظم صاحبہ آ رہی ہیں اور یہاں کے متاثرین کو مالی امداد دی جائے گی۔ لیکن وزیر اعظم صاحبہ تو نہ آ سکیں تو ہمارے محترم وفاقی وزیر خالد کھرل صاحب ہیں وہ تشریف لائے اور انھوں نے وہاں صرف 19 چیک دیے جس میں سے صرف تین چیک میری آبادی والوں کو ملے باقی لاہور کے تمام حلقوں کو ملے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ لاہور میں 46 کے قریب اموات ہوئیں اور ایک دن اسی طرح مختلف وزراء صاحبان تو جاتے رہے لیکن محترم وزیر اعلیٰ صاحب بھی وہاں تشریف

لے گئے اور اپنے ساتھ ایک آٹے کا ٹرک لے گئے۔ اس آٹے کے ٹرک میں سے صرف ایک تھیلا ایک متاثر کو دیتے ہوئے فوٹو اتروائی اور آٹے کے تھیلے پر لکھا ہوا تھا کہ جشن آزادی مبارک ہو اور وہ فوٹو اتروانے کے بعد جیسے ہی وزیر اعلیٰ صاحب گئے' ان کے پیچھے پیچھے وہ ٹرک بھی چلا گیا۔جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میرا جو حلقہ ہے' بند پار کی تمام آبادی جو ہے وہ بیچارے پہلے ہی بہت غریب ہیں اور انھیں اس بارشی سیلاب کی وجہ سے بے انتہاء پریشانی ہوئی ہے' ان کے بے شمار مکان گر چکے ہیں۔ حکومت نے بار بار یہ اعلان کیا ہے کہ ان کی مالی امداد کی جائے گی لیکن آج تک کسی کی وہاں مالی امداد نہیں ہوئی۔میں آپ کی وساطت سے یہ اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آئندہ کوئی پروگرام بنتا ہے تو خصوصاً میرا حلقہ جو سبزہ زار' مدینہ کالونی اور بند پار کی جتنی آبادی ہے' ان کا خصوصی خیال رکھا جائے اور جو میں نے گزارش کی ہے کہ جو معمولی سے سیلاب سے بھی نقصانات ہوتے ہیں' اس کا بھی ازالہ کیا جائے۔ میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر، مہربانی' آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں امید کرتا ہوں کہ وزیر خزانہ کے علاوہ محکمہ سے تعلق رکھنے والے حضرات جو یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ انھوں نے فاضل اراکین کی تجاویز اور ضروریات کو نوٹ کیا ہوگا اور وہ آئندہ منصوبوں میں ان کا خیال رکھیں گے۔ اب میں ایک گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ وقت تنگ ہوتا جا رہا ہے اور فہرست کافی طویل ہے اور وزیر خزانہ نے بھی جواب دینا ہے۔اس لیے مہربانی سے ذرا اپنی گفتگو کو مختصر کیجیے تاکہ دوسرے دوستوں کو بھی موقعہ مل جائے۔میں دعوت خطاب حاجی عبدالرزاق صاحب کو دیتا ہوں۔

حاجی عبدالرزاق، شکریہ سپیکر صاحب! آپ نے مجھے بات کرنے کا موقعہ دیا۔ جناب سپیکر! مئی کے مہینے میں محکمہ موسمیات نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ اس موسم میں معمول سے زیادہ بارشیں ہوں گی۔ اس کے بعد یہ چاہیے تھا کہ گورنمنٹ کے جو مختلف محکمے ہیں' جو لاکھوں اور کروڑوں روپے رشوتوں اور تنخواہوں کی صورت میں کھا رہے ہیں اور ہڑپ کر رہے ہیں۔ ان کو نوٹس لے کر اس کا انتظام کرنا چاہیے تھا۔اس کی کوئی پیش بندی کرنی چاہیے تھی۔ بجائے اس کے کہ انھوں نے کوئی نوٹس نہ لیا اور جب دو دن بارش ہوئی ' اور اس سے جو تباہی لاہور میں پھیلی وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ جناب سپیکر! اس تباہی میں میں سمجھتا ہوں کہ بارش کا اتنا حصہ نہیں ہے جتنا مختلف محکموں کی غفلت اور ان کی نالائقی اور نااہلی کا ہے۔ آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ میں کتنی مرتبہ آپ کے پاس آیا' کتنی مرتبہ میں

ڈی جی واسا کے پاس گیا۔ کیونکہ میں ایک بدقسمت حلقے میں ہوں ' یہاں سب سے زیادہ کچی آبادیاں ہیں' اور غریب لوگ رہتے ہیں' وہاں نہ کوئی صفائی کا انتظام ہے' نہ سیوریج کا صحیح انتظام ہے' نہ ڈرینج کا صحیح انتظام ہے۔ ریلوے کالونیاں ہیں میں ان سے بھی بار بار ملتا رہا' آپ سے بھی ملتا رہا کہ خدا کے لیے آپ اس کی صفائی کا بندوبست کریں۔جب تک یہ نالے صاف نہیں ہوں گے' پانی کے ڈرینج کا بندوبست نہیں ہو گا۔ لیکن کسی نے توجہ نہ دی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آپ پنجاب اسمبلی کے سپیکر اور کسٹوڈین ہوتے ہوئے بھی کچھ نہ کر سکے۔ آپ اس سے اندازہ کیجیے کہ ان محکموں کی کیا کار کردگی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ آپ نے میرے سامنے کئی دفعہ لیٹر لکھے لیکن اس کے بعد کچھ بھی نہ ہوا۔ آپ ان محکموں کی کار کردگی کا اندازہ کیجیے کہ اس کے باوجود وہاں کسی نالے کی صفائی نہ ہوئی' کسی گٹر کی صفائی نہ ہوئی اور نہ کسی سڑک کی مرمت کی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرے حلقہ میں ایک آبادی پوری نیست و نابود ہو گئی ' میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ پچاس ساٹھ گھروں پر مشتمل تھی وہ پچاس کے پچاس گھر تباہ ہو گئے۔ آج تک کسی گورنمنٹ کے محکمے کو ' کسی افسر کو' کسی وزیر کو اور کسی مشیر کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہاں جا کر ان کا حال ہی پوچھتا۔ وہ بیچارے کل میرے پاس آئے تھے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں نوٹس مل گیا ہے کہ جناب انھوں نے رات دن ایک کر کے انھوں نے چھتیں تیار کیں ' اب ریلوے والے نوٹس دے رہے ہیں کہ جناب اس آبادی کو فوراً گرا دیا جائے ورنہ ہم گرا دیں گے۔ یہ کتنے ظلم کی بات ہے۔ ایک طرف وہ برباد ہوئے اور دوسری طرف ان کو الٹا یہ نوٹس دیا گیا ہے۔ اب میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کا نوٹس لیا جائے اور ان کو تنبیہہ کی جائے کہ جو غریب آج سے دس پندرہ سال پہلے سے رہ رہے ہیں' ان کو نوٹس کیوں دے رہے ہیں۔ یہ تو اس وقت چاہیے تھا جب یہ آبادی بن رہی تھی۔اس وقت گورنمنٹ کہتی کہ یہ غلط ہے' ہم آبادی کی اجازت نہیں دیتے کہ یہاں بنے۔ لیکن اب جو لوگ رہ رہے ہیں ان کے میٹر لگے ہوئے ہیں' ان کے نمبر لگے ہوئے ہیں' وہ ایل ڈی اے کو ہر قسم کے واجبات ادا کر رہے ہیں۔اس کے بعد ان کو یہ کہنے کا کیا جواز ہے کہ وہ یہاں سے چلے جائیں۔میں عرض کروں گا کہ ہمارے اور جتنے محکمے ہیں ان کی اتنی نااہلی اور نالائقی ہے کہ وہاں ایل ڈی اے ' واسا اور کارپوریشن میں ایک ریس لگی ہوئی ہے کہ جو من پسند افسران ہیں یا جن سے ان کو مفادات حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان کی ٹرانسفروں میں اور پوسٹنگ میں یہ سب لگے ہوئے ہیں۔ کسی بھی محکمے کو یہ فکر نہیں ہے کہ بیچارے عوام کا کیا حال ہے۔ان کا کوئی پرسان

حال نہیں ہے۔ آپ یقین کریں کہ اس سیلاب کے دوران میں شٹل کی طرح چلتا رہا' کبھی وہاں ان کی امداد کے لیے جاتا تھا' کبھی میں واسا کے دفتر میں جاتا تھا کہ وہاں لوگوں کے مکان گر رہے ہیں۔ بارش ہونے کے بعد پانچ پانچ' چھ چھ دن ان کے گھروں میں پانی کھڑا رہا اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں تھا' کوئی ان کو پمپ مہیا کرنے والا نہیں تھا۔ میں واسا کے دفتر میں گیا' میں نے ان سے کہا کہ پمپ کو چلانے کے لیے اس کے ساتھ ایک چابی ہوتی ہے اگر پمپ بند ہو جائے تو اسے چلایا جا سکے۔ وہ چابی ہمیں دے دیں اگر رات کے وقت پمپ بند ہو جائے تو ہم پمپ کو چلالیں تو وہ کہنے لگے کہ جناب پندرہ پمپ کام کر رہے ہیں اور ہمارے پاس دو چابیاں ہیں۔ یہ کتنی شرمناک بات ہے کہ پندرہ پمپوں کو چلانے کے لیے صرف دو چابیاں تھیں۔ یہ حال ہے۔ اس کے بعد راتوں رات گورنمنٹ کے فنڈز کو ہڑپ کرنے کے لیے انھوں نے پمپ خریدے۔ کسی کی لات نہیں ہے' کسی کی ٹانگ نہیں ہے' کسی کا سر نہیں ہے اور نامکمل پمپ خریدے جو بیکار ہو گئے۔ وہ بیکار پڑے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ کا سارا روپیہ جس سے ہنگامی حالات میں چیزیں خریدیں ان پر وہ سارا ضائع ہو گیا۔ وہ کسی کام نہیں آیا۔ جب مئی میں یہ بات کی گئی تھی کہ بارشیں ہوں گی تو اگر یہ پیسہ اس وقت خرچ کیا جاتا تو یہ کارآمد ہوتا اور اس کے لیے انتظامات کیے ہوتے' گٹروں کی صفائی کی ہوتی' نالوں کی صفائی کی ہوتی اور سڑکوں کی مرمت کی ہوتی تو اتنی تباہی نہ پھیلتی۔ جتنی تباہی اس نااہلی کی وجہ سے پھیلی ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کا ایک کمیشن بنایا جانا چاہیے وہ اس بات کی تحقیقات کرے کہ کون لوگ ملوث ہیں۔ دو افسروں کو ریٹائر کرنے یا معطل کرنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں جتنے وزیر مشیر ہیں انھوں نے کیا کارروائی کی؟ کیوں نہیں اس کا نوٹس لیا؟ اتنی تباہی ہوئی ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ کوئی ذمہ دار نہیں ہے! دو افسروں کو معطل کر دیا۔ چلو جی' ساری کارروائی ان پر ڈال دی کہ اب وہ بھگتیں گے۔ ہم نے تو جی کارروائی کر دی ہے۔ جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اتنے کام ہیں۔ میں آئندہ کے لیے کہتا ہوں' محکمے کے لیے' کہ اب تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ کم از کم خدا کے لیے جن کے گھر برباد ہوئے ہوئے ہیں۔ میرے حلقے میں ایک نوجوان لڑکا کرنٹ لگنے سے بےچارا مر گیا۔ اس کے گھر میں بجلی آ گئی تھی۔ اسے پتا نہ چلا' اس نے ہاتھ لگایا اور وہ بےچارا مر گیا۔ بجلی کا اتنا ناقص انتظام ہے' خاص طور پر جو سک نہر کا علاقہ ہے جو آدھا حصہ آپ کا ہے اور آدھا میرا' وہاں سرے سے کوئی پول ہی نہیں ہے۔ میں کئی دفعہ ایکسیئن کے پاس گیا کہ بھائی' خدا کے لیے پول لگاؤ' یہاں

کبھی بارش ہوتی ہے تو کبھی ایسا انتظام ہوتا ہے کہ بےچارے لوگوں کو تکلیف پہنچی ہے۔ آخر ہم مدت دراز سے اس ملک میں' اور اس شہر میں رہ رہے ہیں۔ پچاس ساٹھ سال سے کئی دفعہ بارشیں ہوئی ہیں۔ سیلاب آئے ہیں۔ کبھی اتنی تباہی نہیں ہوئی۔ محکمے والوں کو پتا ہے کہ یہ برسات کا موسم ہے۔ وہ اس سے پہلے اس کی تیاری کرتے ہیں اور پھر ان کو اتنی پرابلم نہیں ہوتی۔ چالیس سے زیادہ قیمتی جانیں ضائع ہو گئی ہیں۔ اور لوگوں کا کروڑوں روپے کا سامان' لاہور میں جتنے گودام تھے سب میں تجارتی سامان پڑا تھا' وہ ضائع ہو گیا اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ میں عرض کروں گا کہ حکومت بحالی کے جو انتظامات کر رہی ہے' جو بھی پیکج کر رہی ہے ان میں ان چیزوں کو شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر، مہربانی' بہت شکریہ۔

حاجی عبدالرزاق، ابھی میں نے بات ختم نہیں کی۔ مجھے موقع دیجیے۔(مداخلت) یہ میرے ہمسائے ہیں۔ میں تو ان سے کہہ چکا ہوں۔ میں نے ان سے کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ آپ خدا کے لیے اس سلسلے میں کوئی مدد کریں۔ اتنی تباہی ہے کہ شالامار سے لے کر نہر کے درمیان جتنا علاقہ ہے وہ سارا علاقہ بہت متاثر ہوا ہے اور وہاں سرے سے بجلی کا پول نہیں۔ دیواروں کے ساتھ بجلی کی تاریں انھوں نے لگائی ہوئی ہیں۔ اتنا خطرناک کام ہے کہ وہاں آئے دن حادثے ہوتے رہتے ہیں۔ جناب والا! اس نالے کے اندر بارہ بارہ فٹ گندگی ہے۔اٹھارہ فٹ اس کی گہرائی ہے۔ آپ اندازہ کریں' اٹھارہ فٹ گہرائی میں بارہ فٹ اگر کیچڑ اور گار ہوگی تو پانی کہاں سے گزرے گا؟ اگر موقع پر اس کی صفائی ہو جاتی تو اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ ہوتا یہ ہے کہ جب بارش ہوتی ہے' وہ بھر جاتا ہے تو پانی بجائے گزرنے کے لوگوں کے گھروں میں چڑھ جاتا ہے۔ آپ اندازہ کیجیے واسا کی نااہلی کا کہ لاہور کے اندر ایک نہر تھی جو خوبصورتی کا ایک مظہر تھی اور میں کہتا ہوں کہ لاہور کے لیے ایک نعمت تھی۔ گندے گٹروں کا پانی ڈال ڈال کر اس کو گندگی کا جوہڑ بنا دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ یہ صرف نااہلی ہے' بدانتظامی ہے۔ اس بات کا کوئی نوٹس نہیں لیتا۔ نہ ان کے لیے متبادل راستہ ہے کہ وہ پانی کو کہاں نکالیں۔ لوگوں نے نہر کے اندر گٹروں کو ڈال دیا ہے اور محکمہ آرام سے بیٹھا ہے۔ اس دوران بجلی بند ہونے سے لوگوں کو جو تکلیف ہوئی ہے کہ لوگوں کو پینے کا پانی میسر نہیں ہوا۔ لوگ کہتے تھے کہ بھائی' پانی ہمارے گھروں میں رہنے دو' ہمیں خدا کے لیے پینے کا پانی میسر کرو۔ کوئی ایسا کرو۔ یہ میری آبادی ہے' ایم پی۔ ۱' ایم پی۔۲' جمیل آباد' بیری والا احاطہ۔ ان بےچاروں کو پینے کا پانی میسر نہیں ہے اور اتنی دفعہ توجہ دلائی

گئی ہے' انھوں نے اتنی منتیں کیں کہ ہمیں پانی میسر آجائے۔ میں نے ان سے رابطہ کیا کہ بھائی' ان کو پانی چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ ہم ان حالات میں پانی نہیں میسر کر سکتے۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ان آبادیوں کے لیے پانی کے لیے بندوبست کہیں سے بھی کیا جائے۔ ان کو پانی ملنا چاہیے۔ پانی کے بغیر زندگی بے کار ہے۔

جناب سپیکر، بہت مہربانی' بہت شکریہ۔ مولانا صاحب! کافی ہو گیا ہے۔

حاجی عبدالرزاق، میں عرض کرتا ہوں جی تھوڑا سا۔ جمیل آباد کی آبادی' ملت کالونی' محمدی کالونی' مغل پورہ کا ریلوے کوارٹر' ان میں لوگوں کے پورے کے پورے مکان damage ہو گئے ہیں۔ ان کیامداد کے لیے معقول بندوبست ہونا چاہیے۔ حکومت جو پیکج بنائے اس میں ان لوگوں کو شامل کرے۔ جتنا ہو سکے ان کو compensate کرنا چاہیے۔ وہ بےچارے اب تک میرے گھر میں آتے ہیں کہ جناب' ہمارا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ تو میں اب کہتا ہوں' آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ جب حکومت کوئی بحالی کا بندوبست کرے تو ان کو بھی معاوضہ ملنا چاہیے۔

جناب سپیکر، بہت مہربانی۔ دیکھیے' اور لوگوں نے بھی تو آخر بات کرنی ہے۔

حاجی عبدالرزاق، جناب والا! میں آخری بات کہہ کر ختم کرتا ہوں۔ جناب والا! اگر ایم پی ایز کو فنڈ دیے جاتے' ایک لاکھ یا دو لاکھ' تو وہ اپنے علاقے کو بہتر جانتے ہیں وہ اپنے علاقوں میں ان فنڈز کو استعمال کرتے اور لوگوں کو اس کا فائدہ پہنچتا۔ اس میں بھی بربادی ہوئی ہے۔ کارپوریشن کے ممبر نہ ہونے سے بھی بربادی میں اضافہ ہوا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کے لیے بھی ممبرز کو فنڈ دیں تاکہ وہ اپنے علاقوں کی بہتر طور پر خدمت کر سکیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ میاں عبدالستار صاحب!

میاں عبدالستار، صرف پانچ منٹ میں ختم کروں گا۔

جناب سپیکر، مہربانی' مہربانی۔ میں بہت شکر گزار ہوں گا۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! آپ کی شفقت کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر، اس شرط پہ کہ آپ مختصر بولیں گے۔

میاں عبدالستار، میں کوشش کروں گا جی' بہت مختصر' پانچ سات منٹ کے اندر اندر ہی ختم کر دوں۔

میں اپنے بھائیوں کو بھی موقع دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' بالکل۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! اکیس بائیس اگست کی رات سے شروع ہونے والی بارش' جو تیس اگست تک جاری رہی اس کی محکمہ موسمیات نے پیمائش کی تو اٹھارہ انچ بارش کئی سالوں کے بعد ریکارڈ کی گئی۔ اس بارش کے نتیجے میں جو لاتعداد مکان گرے اس میں ۴۶ افراد ہلاک اور سینکڑوں کی تعداد میں زخمی ہوئے۔ جناب سپیکر! لاتعداد مکان جو گرے ان سے کروڑوں کا نقصان ہوا اور پھر یہی کچھ نہیں۔ اتنی تباہی تھی کہ سول انتظامیہ مفلوج ہو کر رہ گئی۔ نہ واسا نظر آتا تھا' نہ ایل ڈی اے کا محکمہ نظر آتا تھا' نہ کارپوریشن کے اہل کار تھے اور مجبوراً فوج کو یہاں پر لاہور میں آنا پڑا اور شہریوں کی مدد کرنا پڑی۔ جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے لاہور کو آفت زدہ علاقہ قرار دے دیا اور یہ اس لیے ہوا کہ اس بار محکمہ موسمیات کے کہنے کے باوجود کہ اس بار معمول سے زیادہ بارشیں ہوں گی لیکن ہمارے واسا کے' کارپوریشن کے اور ایل ڈی اے کے جو محکمے تھے انھوں نے اس ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر واسا' ایل ڈی اے اور کارپوریشن کے حکام سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب محکمہ موسمیات نے بتا دیا تھا کہ اس بار ضرورت سے زیادہ بارشیں ہوں گی تو برسات کے موسم میں جو ہر سال گٹر' سیور اور نالوں کی صفائی کی جاتی تھی وہ کیوں نہیں کی گئی۔ جناب سپیکر! ان تینوں محکموں کے پاس de-watering کرنے کے لیے پمپ ہوتے ہیں۔ جس وقت بارش کا اٹھارہ انچ پانی مختلف علاقوں میں پھیل گیا اور تین تین چار چار فٹ سے لے کر اٹھارہ اٹھارہ فٹ تک پانی لاہور میں آ گیا تو اس وقت لوگوں کے لیے تباہی کا سامان پیدا کر رہا تھا۔ تو وہاں پر de-wateringg پمپوں کی ضرورت تھی۔ لیکن واسا کے پاس' کارپوریشن کے پاس معدود چند پمپوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ اور وہ پمپ جو تھے' ان کو بجائے اس کے کہ مصیبت زادہ لوگوں کے پاس لے جاتے اور وہاں پر سے پمپوں کے ذریعے پانی نکالتے' وہ ہمارے وزراء صاحبان' ہمارے وی آئی پیز' ہمارے بیورو کریٹس کے گھروں میں' ان کے لانوں میں سے پانی نکالنے کے لیے وہ پمپ استعمال کیے گئے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سرکاری طور پر کرپشن کی گئی ہے اور اس کا حساب ان سے لیا جانا ضروری ہے۔

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔ جناب سپیکر! یہ میرے بھائی ہیں' بزرگ ہیں۔ لوگوں کو جو تکلیف ہوئی یہ وہ ضرور عرض کریں لیکن غیر ضروری طور پر malign کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ یہ

نہیں آئے اور اپوزیشن کے ممبر جو ہیں میرے گھر آئے ہیں۔ میرا گھر بھی ڈوبا ہوا تھا۔ میرے گھر کے اندر پانی تھا۔ میں نے اپنے گھر میں تیسرے چوتھے دن بجلی کی موٹر لگوا کر اور وہ بھی باہر سے منگوا کر پانی نکالا ہے۔ آپ یہ نہ کہیں کہ چونکہ منسٹر ہیں اور ان کا پانی نکل رہا تھا۔ ہم نے یہ دیکھا۔ میں ہسپتال سے نکلا۔ یہ ریکارڈ پر موجود ہے I was on oxygen. I went from spot to spot. پسرور گئے، نارووال گئے، گوجرانوالہ گئے، مرید کے گئے، کاموکی گئے، ان سارے علاقوں میں ہم خود گئے ہیں اور جہاں تک ہم کام کر سکتے تھے کرتے رہے ہیں۔ ایک چیز تھی، بارش آئی، نقصان ہوا، ہمیں رنج ہے، دکھ ہے۔ یہ درست بات ہے کہ اتنے پمپ نہیں تھے جو ساری جگہوں پر جا سکتے۔

جناب سپیکر، جی بالکل، بڑی مہربانی، بڑی مہربانی۔ عبدالستار صاحب! اس کے بعد اب آپ جلدی ختم کیجیے۔

میاں عبد الستار، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے تو سکندر حیات صاحب کا ابھی نام بھی نہیں لیا تھا تو انھیں پتا نہیں کیسے پتا چل گیا کہ میں ان کا نام لینا چاہتا ہوں۔ جناب سکندر حیات صاحب صرف آپ ہی ایک منسٹر نہیں ہیں یہاں پر پنجاب میں اور بھی بہت سے منسٹر ہیں اور بہت سے افسران ہیں جن کے گھروں میں یہ پمپ استعمال کیے گئے ہیں اور یہ حقیقت ہے۔ اس سے کوئی آدمی انکار نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا تھا کہ وہ پمپ جو کہ de-watering کے لیے غریب بستیوں میں استعمال ہونے چاہیے تھے وہ بڑے افسروں کے گھروں میں استعمال کیے گئے۔ اس کی باقاعدہ انکوائری کی جانی چاہیے اور جو وزیر موصوف یہاں پر اس کا جواب دیں گے میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس کا جواب دیں کہ وہ کیوں ایسا کیا گیا اور ان کی انکوائری اگر کی گئی ہے تو اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے!

جناب سپیکر! بارشیں شروع ہونے سے پہلے چھوٹی موٹی بارشوں میں شمالی لاہور جو ہے وہ ہمیشہ بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ ان 22۔ اگست کی بارشوں سے پہلے جو بارشیں ہوئیں وہاں پر جو پانی کھڑا تھا اس کو نکالنے کے لیے ایم۔ ڈی واسا گئے۔ لوگ اتنے بپھرے ہوئے تھے، اتنے ناراض تھے کہ انھوں نے ایم۔ ڈی واسا کو اور ان کے دیگر افسران کو وہاں پر پانی میں پھینکا، پانی میں ان کو جھنجھوڑا اور ان کے کپڑے گندے ہو گئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی ایک خبر تھی ان لوگوں کے لیے جو کہ واسا، ایل۔ ڈی۔ اے اور کارپوریشن کے افسران تھے۔ ان کو چاہیے تھا کہ اس کا باقاعدہ پہلے سامان کر لیتے لیکن افسوس کی بات ہے کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا۔

جناب سپیکر! اندرون شہر لکشمی چوک سے گزرنے والا نالہ، سمن آباد سے گزرنے والا نالہ اور بھی بہت سارے نالے جو لاہور میں سے گزرتے ہیں برساتی نالوں کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں آج بھی دس سے پندرہ پندرہ فٹ تک slush پڑی ہوئی ہے۔ اس کی صفائی کرنے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر ان نالوں کی صفائی کروالی جاتی تو لاہور میں یہ تباہی ہرگز ہرگز نہ آتی۔ میں یہاں پر یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ لاہور میں جو بستیاں زیر آب آئیں ان میں ونڈالہ نہر کے پاس کا علاقہ، مصری شاہ، شاد باغ، شمالی لاہور کے باقی علاقے، سمن آباد، اقبال ٹاؤن، اسلامیہ پارک، گرین ٹاؤن، ٹاؤن شپ، اسلام پورہ، مجاہد کالونی مغل پورہ، ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ ملحقہ آبادیاں، والٹن روڈ میرے بھائی فضل حق کا علاقہ یہ سب کے سب علاقے زیر آب آئے ہیں اور ابھی یہ چند علاقوں کے نام بتائے ہیں۔ آدھے سے زیادہ لاہور ڈوبا ہوا تھا اور ان کی مدد کرنے کے لیے واسا، ایل۔ ڈی۔ اے، کارپوریشن کا کوئی بھی عملہ وہاں پر نہ پہنچا اور اگر توفیق ہوئی تو صرف پاکستان مسلم لیگ کے کارکنوں کو ہوئی وہ وہاں پر گئے اور جا کر de-watering pump سپلائی کیے۔ مسلم لیگ نے پمپ خود خریدے، کرایہ پر لیے اور جا کر وہاں سے de-watering شروع کی۔ وہاں پر مریضوں کے علاج کے لیے کوئی دوائی نہیں تھی۔ یہ بھی توفیق مسلم لیگ کو ہوئی کہ وہاں پر موبائیل میڈیکل یونٹ بھیجے گئے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ صحت کا عملہ اس وقت کہاں تھا، دیگر محکمہ جات کے عملہ کے لوگ کدھر تھے، ان کو چاہیے تھا کہ وہاں پر میڈیکل کی سہولت فراہم کرتے لیکن سوائے چند ایک محکمہ صحت کی گاڑیوں کے محکمہ کا کوئی بھی آدمی نظر نہیں آیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے پاس سوائے چند ڈسپرین اور اسپرین کی گولیوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔

جناب سپیکر! یہی کچھ نہیں بلکہ ہمارے تاجر بھائیوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ بھی قابل مذمت ہے۔ پینوراما سنٹر کا جو بیسمنٹ ہے وہاں پر پانی آ گیا اور لوگوں نے دہائی ڈالی کہ یہاں سے پانی کو نکالا جائے لیکن وہاں پر کوئی پمپ نہ پہنچایا گیا۔ واسا نے ایک پمپ بھجوایا جو صرف چند گھنٹے چلنے کے بعد وہاں سے اٹھا لیا گیا اور کسی منسٹر کے گھر پہنچا دیا گیا۔ پینوراما سنٹر کے جو تاجر تھے ان کا قصور صرف اتنا تھا کہ وہ بیچارے باہر نکل کر کھڑے ہو کر احتجاج کرتے رہے کہ ہمیں de-watering pump دیے جائیں تاکہ یہاں سے پانی نکالا جا سکے۔ ان کا کروڑوں کا نقصان ہو گیا ہے۔ اردو بازار کے تاجروں کا کاغذ اور گتہ سب کا سب تباہ ہو گیا ہے۔ ان کا کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میرے بھائی ابھی الحمد کالونی کے بارے میں بتا رہے تھے۔ مجھے بھی وہاں پر جانے کا اتفاق ہوا جس وقت یہ پتا چلا کہ وہاں پر پولیس لاٹھی چارج کر رہی ہے۔ الحمد کالونی علامہ اقبال ٹاؤن کے پاس ایک آبادی ہے جو کہ نشیبی جگہ پر بنی ہوئی ہے اور وہاں پر قریب سے گزرنے والا نالہ جو ہے اس پر پیپلز پارٹی کے ایل۔ڈی۔اے کے وائس چیئرمین اسلم گل کے no objection certificate پر مارکیٹ بنائی گئی۔ وہاں پر پہلے ایل۔ڈی۔اے نے ان کے کہنے پر پلاٹ بنائے اور وہ پیپلز پارٹی کے جیالوں کو دیے گئے۔

جناب سپیکر، میاں صاحب!۔۔۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! یہ بڑی اہم بات ہے جو میں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! نہیں۔ یہ آج دس دفعہ بات ہو چکی ہے۔ اب اسے بار بار نہ دہرائیں۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ میں صرف یہ بات کہنا چاہتا تھا کہ وہ جو نالہ وہاں سے گزرتا ہے وہاں پر سے تجاوزات کو فی الفور ختم کیا جانا چاہیے اور وہ لوگ جنھوں نے ایل۔ڈی۔اے کو رقم ادا کی ہے ان کو compensate کیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ بڑی مہربانی میاں صاحب! اب ہم دعوت خطاب دیتے ہیں عبدالواحد ہمایوں صاحب!

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میں صرف چند تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ لاہور کا سروے ایک بار پھر کیا جانا چاہیے اور جہاں پر بھی اونچی نیچی جگہ ہے وہاں پر flow کے مطابق نالیاں اور سیور بنائے جانے کی پلاننگ کی جانی چاہیے۔ دوسرا جو ہمارا لاہور کا ڈرینج سسٹم ہے اسے ٹھیک کیا جانا چاہیے۔ برساتی نالوں کی تعداد دیکھا یہ گیا ہے کہ بہت کم ہے ان کو مزید بنایا جانا چاہیے۔ جو نالے موجود ہیں ان کی صفائی کرائی جانی چاہیے۔ ایمرجنسی پمپنگ اسٹیشن بنائے جانے چاہییں اور میں یہاں پر یہ بات کہے بغیر نہیں رہ سکوں گا کہ میرے علاقے میں اس وقت محترم وزیر اعظم میاں نواز شریف تھے۔ اندرون شہر سے جو گندہ نالہ گزرتا تھا اس کے آخر میں پمپنگ اسٹیشن بنانے کی باقاعدہ ایک پلاننگ ہوئی تھی۔ اس پر 60 لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا لیکن پھر اس پمپنگ اسٹیشن کو بند کر دیا گیا وہ اس لیے کہ انھیں کہا گیا کہ یہ سرکاری طور پر سیاسی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر وہ پمپنگ اسٹیشن بن جاتا تو ارد گرد کے علاقوں کو فائدہ پہنچ سکتا تھا۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! میں آپ سے گزارش کروں کہ میں نے پونے تین بجے وزیر خزانہ کو Floor دینا ہے۔ آپ کے دو تین دوست ابھی رہتے ہیں اس طرح وہ محروم رہ جائیں گے۔ آپ شفقت فرمائیں۔۔۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میں صرف تجاویز دے رہا ہوں۔ میں آخری دو منٹوں میں تجاویز دے کر اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں' دو منٹ۔ دو منٹ تو انھوں نے بات کرنی ہے۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! واسا کارپوریشن کے پاس پمپوں کی تعداد بڑھائی جائے۔ نالوں پر سے تجاوزات ہٹائے جائیں۔ مرنے والے لوگوں کا معاوضہ دیا جانا چاہیے۔ جن کے مکانات گر گئے ہیں انھیں مرمت کے لیے امداد دی جانی چاہیے اور یہ جو وزیر اعظم کا پیکج دیا گیا ہے' شاید ابھی وزیر موصوف اس پر بات کریں گے تو میری یہ گزارش ہے کہ لاہور کی سڑکوں کی مرمت priority wise کی جائے۔ بانسانوالہ بازار' ہسپتال روڈ' نسبت روڈ یہ وہ سڑکیں ہیں جہاں سے تین سال سے نیچے سے پانی نکل آیا ہے اور اتنے بڑے بڑے کھڈے پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے واسا کے وائس چیئرمین سے یہ بات کی اور انہیں جنگ فورم میں یہ کہا کہ ان سڑکوں کی مرمت کی جانی چاہیے جس پر انہوں نے کہا کہ جناب ان کو مرمت کرنے کا ہمارے پاس تو کوئی اختیار نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔۔۔ عبدالواجد ہمایوں صاحب۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ لاہور کا مسئلہ ہے اور بڑا اہم ہے ابھی کافی مقرر رہتے ہیں اس لیے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ وقت کو کم از کم دس منٹ آگے کر دیں تاکہ ہمیں پانچ' پانچ ۔ سات' سات منٹ مل جائیں تو ..... I would request you to kindly

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ بس یہی وقت ہے ۔ جناب عبدالواجد ہمایوں۔

جناب عبدالواجد ہمایوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپکو یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ یہ وہی حلقہ ہے جہاں سے آپ نے اپنی سیاست کا آغاز کیا ۔ میرے حلقے میں بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے جو تباہ کاریاں ہوئی ہیں میں ان کو بیان کرنے سے پہلے حکومت پنجاب نے جو کارکردگی کی ہے ان کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ محکمہ ایل۔ ڈی۔ اے

کی کار کردگی یہ ہے کہ جب بارشیں ہوئیں اور ہم جب اپنے حلقہ احباب میں پہنچے وہاں کوئی پمپ نہیں تھا۔ کوئی بھی چیز نہیں تھی۔ ہمیں میاں صاحب نے کہا کہ ان علاقوں میں پہنچیں لہذا جب ہم پمپ لے کر وہاں پہنچے تو اس کے بعد حکومت پنجاب کے نمائندے وہاں ناکارہ پمپ لے کر پہنچے۔ کوئی بھی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں پر سیوریج بند نہیں تھے اور وہاں پر گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے تھے وہ ایک طوفان تھا۔ ہم ان کو یاد دہانی کراتے رہے مگر اس پر کچھ بھی عملدرآمد نہ ہوا۔ نالوں کے اوپر انہوں نے encroachment کی ہوئی ہے۔ بجلی کا یہ نظام تھا کہ قاضی پارک میں جو ڈسپوزل پمپ تھا اس کا ٹرانسفارمر جل چکا تھا۔ برکت ٹاؤن کا ٹرانسفارمر بھی جل چکا تھا۔ ہم نے میاں نواز شریف سے رابطہ کیا جنہوں نے اوپر ٹیلیفون سے رابطہ کیا اس کے بعد یہ درست کروائے۔

جناب والا! کارپوریشن کی صفائی کا یہ نظام ہے کہ وہاں پر جتنے بھی بند تھے وہاں پر کارپوریشن والوں نے گندگی کے ڈھیر لگوا دیے۔ اب وہاں پر بیماری کے پھیلنے کا خدشہ پیدا ہو چکا ہے۔ صحت کا ابھی تک وہاں پر کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! میاں فضل حق صاحب باہر تشریف لے جا رہے ہیں۔ جناب والا! سعید پارک ایک آبادی ہے وہاں ایک بند ہے وہ بند سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ تو سکتا ہے۔ محکمہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی سے رابطہ کیا گیا ہے مگر ان کے کان پر ابھی تک جوں تک نہیں رینگی---

جناب سپیکر، میاں فضل حق ---- پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ---- آپ بیٹھیں۔ آپ کو وقت دیں گے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن آپ سے میری گزارش ہے کہ ہمارے لاہور کے جو ساتھی ہیں شاید میں کوئی اچھی بات کروں اور آنے والے وقت کے لیے ہم کوئی اچھی کوشش کر سکیں میری ان سے گزارش ہو گی کہ وہ تشریف رکھیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب ہم بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو ضرور سنیں گے۔

میاں فضل حق، سپیکر صاحب! ہم ان کو ضرور سنیں گے۔

جناب عبدالواجد ہمایوں، جناب سپیکر! حکومت کی طرف سے آج تک کوئی ڈاکٹر یا کوئی دوائی میرے حلقہ پی پی۔ ۱۱۶ میں نہیں پہنچی۔ سنتے ہیں کہ یہ وہاں جاتے تھے اور پتہ چلتا تھا کہ یہاں جی سینئر

منسٹر صاحب آئے ہیں عزیز الرحمٰن چن صاحب آئے ہیں۔ یوسف صلاح الدین صاحب آئے ہیں۔ جب پتہ چلتا تھا تو اسی وقت یہ بجارو میں بیٹھ کر گزر جاتے تھے اور جب پبلک ان کو کہتی تھی کہ نیچے آئیں تو یہ کہہ دیتے تھے کہ پھر آئیں گے۔ یہاں تک ہے کہ چھٹہ پارک ایک جگہ ہے اور انہوں نے کہا کہ ہمیں وہاں کا دورہ کروا دیا جائے۔ وہاں پر عزیز الرحمٰن نے خود ایک آدمی کو تھپڑ مارے ہیں وہاں پر پولیس موجود تھی۔ یہ جہاں بھی جاتے تھے یہ پولیس کے بغیر نہیں جاتے تھے تو کیا یہ عوامی نمائندے ہیں۔ کیا یہ غریبوں کی جماعت ہے۔ کیا یہ مزدوروں کی جماعت ہے کہ آپ پولیس کے زور پر جا رہے ہیں۔ ہمارے قائد میاں نواز شریف اور ہمارے دوسرے دوست دن رات دورے کرتے تھے اور پولیس کے بغیر کرتے تھے۔ میاں صاحب تو سرے عام گھوم رہے تھے اور ہم اور میاں صاحب چھ چھ فٹ پانی میں چلتے تھے اس وقت کیا تھا جی۔ ہم تو خود چلتے تھے یہ سب حکومت پنجاب کی نااہلی ہے کیونکہ جتنے بھی محکمے ہیں یہ سب کے سب حکومت پنجاب کے ماتحت ہیں۔ یہ صرف حکومت پنجاب کی اس وجہ سے نااہلی ہے کہ لاہور مسلم لیگ کا قلعہ ہے۔

جناب والا! اب میں اپنے حلقے کی طرف آتا ہوں۔ میرا حلقہ پی پی ۔ ۱۱۶ ہے دس وارڈوں پر مشتمل ہے۔ میرے وارڈ نمبر ۱ کا جو حلقہ ہے اس میں آبادی کامران پارک ہے۔ وہاں پر پہلے بارش ہوئی پھر سیلاب آ گیا ۔ فرخ آباد میں بھی فلڈ آیا ۔ سگیاں نین سکھ وغیرہ یہ کچی آبادیاں ہیں اور یہاں پر غریب آدمیوں کے کم از کم دو سو کے قریب مکانات گر چکے ہیں اور تین بچے ڈوب کر مر چکے ہیں۔ شمس آباد ' ملک پارک ' عنایت پارک ' بونا پارک ' یوسف پارک ' بشیر کالونی اور عبداللہ پارک میں گٹروں کا نظام خراب ہونے کی وجہ سے دو ' دو۔ تین ' تین فٹ پانی کھڑا تھا اور اس کی طرف ابھی تک حکومت پنجاب نے کوئی توجہ نہیں دی۔

نمبر ۳ ۔ حمید پارک ' فیروز پارک اور چھٹہ پارک میں اب بھی کوئی چھ ' چھ فٹ پانی کھڑا ہے اور یہاں پر کم از کم تین چار سو کے قریب مکانات damage ہو چکے ہیں ۔ دو سو تو بالکل تباہ ہو چکے ہیں اور وہاں پر بیماری پھیلنے کا خدشہ پیدا ہو چکا ہے مگر حکومت نے ابھی تک کچھ نہیں کیا۔

نمبر ۴۔ کالا خطائی روڈ پر بھی سیلاب آیا اور وفاقی وزیر صاحب نے اپنی زمینیں بچانے کے لیے بی۔ آر۔ بی نہر تڑوا دی اور حاجی کوٹ ' کوٹ محمد حسین ' جاوید پارک ' جمیل پارک ' مسلم کالونی ' ندیم پارک میں بارہ بارہ فٹ پانی کھڑا ہے اور یہ وفاقی وزیر صاحب کی مہربانی ہے۔ ان علاقوں میں کم از کم

پانچ آدمی ہیضے سے مر گئے اور یہاں پر غریب آدمیوں کے کم از کم پانچ سو مکانات تباہ ہو گئے۔

جناب والا! شمس آباد، نصیر پارک، قاضی پارک میں بارشوں سے نقصان ہوا ہے وہاں پر سات کچی آبادیاں ہیں وہاں پر ابھی پانی کھڑا ہے اور حکومت نے وہاں پر کوئی انتظام نہیں کیا کہ یہاں پر کوئی ادویات ہوں یا یہ چیزیں ہوں۔

جناب والا! بلدامی باغ، علی پارک، صدیق پورہ، جنرل بس سٹینڈ، بیرون شیراں والا گیٹ، حبیب گنج، فاروق گنج، عثمان گنج، صدیق گنج، بدر کالونی، محبوب روڈ مسجد والی مارکیٹ میں آپ خود جائیں یا ٹریژری کا اپنا کوئی آدمی میرے ساتھ بھیج دیں تو وہ آپ کو آ کر بتا دیں گے کہ وہاں پر کیا ہے۔ وہاں پر واسا بیکار، کارپوریشن بیکار۔ وہاں پر جو مقامی کونسلر منتخب کیے ہوئے ہیں ان کا تو صرف یہ کام ہے کہ وہ کس طرح لوٹ سکتے ہیں ان کو پیسے کس طرح سے مل سکتے ہیں ان کو کوئی غرض نہیں کہ گٹر بند ہیں، وہاں پر بجلی کا نظام نہیں ہے، وہاں پر صفائی نہیں ہے غرض کہ وہاں پر کچھ نہیں ہے وہاں کا بہت زیادہ برا حال ہے۔ میں یہاں پر بات کروں کہ تقریباً پانچ چھ دن ہو گئے ہیں کہ میں ساری ساری رات اپنے آدمیوں کے ساتھ وہاں گھومتا رہتا ہوں اور میں کوشش کرتا ہوں کہ واسا والے اپنا کام سر انجام دے سکیں واسا والے تو کہتے ہیں کہ ہمارے پاس سٹاف نہیں ہے۔ ہمارے پاس مشینیں نہیں ہیں ہمارے پاس پریشر مشینیں نہیں ہیں آپ ہمیں خرید کر دے دیں تو پھر یہ کام ہو سکے گا۔ میرے قائد صدر پاکستان مسلم لیگ میاں نواز شریف دس دن تک گیارہ موبائل ایمبولینسز ڈاکٹروں اور ادویات کے ساتھ میرے حلقہ احباب میں رہے۔ چار لاکھ روپے کی دوائی ایک دن میں غریب متاثرین کو بہم پہنچائی۔ اس کے علاوہ میاں شہباز شریف صاحب ہمارے ساتھ روزانہ پورے حلقے کا راؤنڈ کرتے تھے اور جہاں بھی پبلک کہتی تھی چاہے کیچڑ ہو، پانی ہے بغیر کسی حیل و حجت کے میاں صاحب ساتھ چلتے تھے۔ یہ بات ہونے کے بعد 45 لاکھ روپے کی خوراک میاں صاحب اور میں نے حلقہ احباب میں اپنے ہاتھ سے عوام میں تقسیم کی۔ اور ابھی تک میرے پاس خوراک پڑی ہے۔ جہاں ضرورت پڑتی ہے وہاں میں لے جاتا ہوں۔

جناب سپیکر، مہربانی، اب میاں فضل حق صاحب کو خطاب کی دعوت دی جاتی ہے۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے اپنا بستہ اٹھاتے دیکھ کر جو کہا۔۔۔ خیر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت لاہور کے متعلق سیلاب پر جتنی بھی باتیں ہوئی ہیں میرے ساتھیوں نے

بڑی حد تک اور بڑے مناسب اور اچھے طریقے سے اس پر روشنی ڈالی۔ حکومت کی کمزوریاں اور حکومت کی نا اہلی سب پر باتیں کیں۔ لیکن میں ایک پوائنٹ جو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ اور چیف منسٹر کے ساتھ co-ordination میٹنگ میں اداروں کی نا اہلی کو دیکھنا چاہیے۔ مثلاً میں آپ سے کہتا ہوں کہ پرائم منسٹر صاحبہ نے پہلے اس کے اوپر بیان دیا کہ اگر یہ بند ہے We will take up this matter on international forum وہ بھی یہی بات کرتے ہیں۔ نکئی صاحب فرماتے ہیں کہ بارشوں کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہماری ذمہ داری نہیں۔ دس دن میں پانی خشک ہو جائے گا۔ یہ مختلف بیانات آئے اور جس کی وجہ سے پہلے یہ تاثر دیا گیا کہ شاید گورنمنٹ نے سب انتظامات کیے ہوئے تھے۔ کوئی انتظامات نہیں تھے۔ یہاں منسٹر ابھی کہہ رہے تھے کہ ہمارے گھر پمپ نہیں آئے یا سرکاری آفسران کے گھر نہیں گئے۔ میں کہتا ہوں کہ اخباروں کی خبریں ہیں کہ کس طریقے سے سیکرٹری ایجوکیشن کے گھر de-watering pumps گئے۔ اخباروں کی تفصیل میرے پاس ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ de-watering sets being used to ..... کون ہے۔ سرکاری محکمے کے لوگ یا سیکرٹری لیول کے لوگ انھوں نے واسا ' ایل ڈی اے کو پریشرائز کیا اور جو پمپ سیلاب میں ڈوبی ہوئی آبادیوں کے لیے خریدے گئے تھے لیکن یہ جی او آر 1 اور جی او آر II اور گلبرگ سے پانی نکالتے رہے۔ اب بات یہ ہے کہ کیا وجہ ہوئی کہ پندرہ انچ بارش ہوئی اور اس کے بعد سارے لاہور میں سیلاب آ گیا۔ What happened? basic point یہ تھا کہ نہر overflow ہوئی اور اس overflow سے جس طرح 1965ء میں پہلی دفعہ ماڈل ٹاؤن اور گلبرگ submerged into water upto two to three feet لاہور میں تین تین چار چار دن بارشیں ہوتی رہی ہیں اور کبھی ایسا سیلاب نہیں آیا۔ نالے اوور فلو ہوتے رہے۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن یہ کس کی کوتاہی تھی اس کی نشاندہی کرنی چاہیے تھی۔ پرائم منسٹر لاہور آتی ہیں اور کہتی ہیں کہ MDA WASA should be arrested , the Secretary Irrigation should be kicked out and she says why they have not been arrested. کیا وجہ ہے کہ ایم ڈی اے واسا کا عہدہ ایسا اہم ہے جس پر آج تک کوئی ایکشن نہیں ہوا۔ That is not his problem. The problem lies with the system which is already laid in the Lahore. یہ آپ کا سیوریج سسٹم بنا ہوا ہے اور 9 انچ کے پائپ کے اندر 6 انچ کی سلٹ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت نے لاہور کے اندر جس طریقے سے اس صورت حال کو handle کیا It is a unique

example اور it is fact کہ جس طرح میاں شہباز شریف نے اس صورت حال کو handle کیا ہم لوگوں نے پچاس سے ساٹھ لاکھ کی ادویات لوگوں کے گھروں میں پہنچائیں۔ ایک ایک گولی نہیں تھی بلکہ آٹھ آٹھ دن کی دوائیں تھیں تاکہ بعد میں جو بیماریاں پھیلیں ان سے تحفظ دیا جا سکے۔ میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں کہ تقریباً ساڑھے تین ہزار لوگوں کو ہم نے ان کے گھروں میں دوائیاں دیں اور اللہ کا شکر ہے کہ وہاں ابھی تک لوگ بیماریوں سے بچے ہوئے ہیں۔ میں اپوزیشن کا بندہ ہوں۔ میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس کی نشاندہی کروں۔ اس سے پہلے جب میں نے بات کی تھی تو میرا نقطہ نظر یہ تھا کہ کچھ constructive بات بھی ہونی چاہیے۔ کیوں نہیں! ہماری مثبت تجاویز بھی آنی چاہییں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کیا اس کا صحیح مصرف ہو گا۔ کیا جو وہ لاہور کے لیے طویل المیعاد پیکج دے رہے ہیں اس کی utilization صحیح ہو گی۔ میری تجویز یہ ہے کہ جو پہلے آپ کا سیوریج سسٹم موجود ہے پہلے اس کو in order کیجیے۔ یہ ایک بہت اہم بات ہے۔ پورے لاہور میں صرف پانچ سلٹنگ مشینیں ہیں۔ آپ اندازہ کیجیے کہ ساٹھ لاکھ کی آبادی کے اندر چار مشینیں کیا کام کریں گی۔ لاہور کی گنجان آبادی اتنی ہے کہ وہاں یہ مشینیں جا ہی نہیں سکتیں۔ they can't enter the walled city جب وہ silung machine اس شہر کے اندر ہی نہیں جائے گی تو وہ سیوریج سسٹم کو کیا صاف کرے گی۔ میں سندھو صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ This is very important کہ جتنے بھی چھوٹے چھوٹے ایریاز ہیں وہاں باہر سے مشینیں منگوائی جائیں جو کہ ان ایریاز میں جائیں اور جا کر اس سیوریج سسٹم کو صاف کریں۔ that is very important جب تک آپ یہ نہیں کریں گے اور سو نئی سکیمیں دے دیں سو کچھ کر لیں آبادیوں کا پانی اوورفلو ہو گا۔ بارش ہو گی اور مین سڑکیں جو کروڑوں روپے سے بنائی ہوں گی وہ دنوں کے اندر بیٹھ جائیں گی اور بعد میں بدنامی آپ کی ہو گی۔ the basic point is کہ جو سسٹم آئندہ آپ لانا چاہ رہے ہیں واسا ایل ڈی اے کی آپس میں co-ordination نہیں ہے۔ They don't have any co-ordination at all Why not, یہ کون کرے گا۔ چیف منسٹر صاحب کے پاس شاید اتنا وقت ہی نہیں ہوتا یا I don't know whether he is capable of handling this situation or not . I have no ideas about it. اگر منسٹر انچارج سندھو صاحب جو ایوان میں بات کریں kindly come with the constructive proposals for the betterment of Lahore. اس کے بعد آپ کام دکھائیں گے تو people will appreciate لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ

ماضی کے ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے ابھی تک جو چیزیں ہمارے سامنے آئی ہیں وہ نہیں ہوئیں ہیں۔

Get sincere people who want to serve the people or no matter whether it is question of Lahore or it is question of Wazirabad or any where else. Wherever you are spending money this mony you get from the taxes of the people.

ہمارے علاقے میں وہ لوگ رہتے ہیں جو سیوریج کے لیے پیسہ دیتے ہیں لیکن وہاں سیوریج سسٹم نہیں ہے۔ They are paying for the sewerage but there is no sewerage system at all. میرا کہنے کا مقصد ہے اور میں اس ایوان میں یہ بات کرنی چاہتا ہوں کہ آج لاہور سے جو بھی سیلاب سے تباہی ہوئی اور جس طریقے سے گورنمنٹ نے اس کو handle کیا اس کی ذمہ داری آپ واسا پر ڈالیں آپ ایل ڈی اے پر ڈالیں یا اپنے منسٹروں پر ڈالیں. but it has happened. اور اگر آپ آئندہ کے لیے چاہتے ہیں کہ یہ نہ ہو تو مہربانی فرما کر ان چیزوں کو آپ مدنظر رکھیں۔ بڑی بڑی مہربانی، بہت شکریہ!

MR SPEAKER. I must say that Mian Fazal Haq has made a very constructive contribution to this debate, I appreciate it personally.

شیخ محمد انور سعید!

شیخ محمد انور سعید، جناب سپیکر! بہت شکریہ، میں تھوڑی سی گزارش کرنی چاہتا تھا کل میں اسمبلی آیا تو اتفاق سے میرا پیر مڑا اور میں گر پڑا اور میرے پیر میں فریکچر ہو گیا۔ لیکن آج مجھے بتایا گیا کہ لاہور کے بارے میں بحث ہے تو میں نے تیاری تو کوئی نہیں کی تھی لیکن چونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ تھا اور لاہور کا تھا۔ اس لیے اس کی نمائندگی کرنے کے لیے میں نے ہر حال میں یہاں پہنچنا ضروری سمجھا۔ اور آپ نے مجھے جو یہ ٹائم دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر، میں وقت پندرہ منٹ کے لیے بڑھاتا ہوں لیکن وہ پندرہ منٹ آپ کے لیے نہیں ہیں۔ آپ کے لیے دو تین منٹ ہی ہیں۔

شیخ محمد انور سعید، جناب سپیکر! اصل میں جب آپ دو تین منٹ کا نام لیتے ہیں تو جو چیزیں ذہن میں ہیں وہ بھی نکل جاتی ہیں۔ لاہور کی حالت کے بارے میں تمام دوستوں نے بڑے مفصل طریقے سے باتیں کی ہیں اور کچھ وزراء یا وزیر اعلیٰ پر یہ ذمہ داریاں ڈالیں لیکن درحقیقت میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ

تمام تر جہاں وزراء، وزیر اعلیٰ اور پنجاب کی انتظامیہ کی ذمہ داری ہے وہاں یہ واسا اور کارپوریشن کی ذمہ داری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایل ڈی اے کا کیا تعلق ہو گا لیکن واسا اور کارپوریشن کی آپس میں co-ordination نہ ہونے کی وجہ سے یہ تمام حالات پیدا ہوتے ہیں۔ میں مختصراً یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس بارے میں ہم نے کارپوریشن اور واسا کو متعدد بار یہ بات کہی کہ تمام علاقے کے۔۔۔ بات تو پورے لاہور کی ہو رہی ہے اور پورے لاہور کی ہی یہ کیفیت ہے لیکن میں یہاں تھوڑی سی اپنے حلقے کے بارے میں عرض کروں گا، جناب والا! میں نے متعدد بار واسا کے ایم ڈی صاحب جنھیں میں بیلا نہیں بلکہ لسبیلہ کہوں گا۔ یہ تمام تر ذمہ داری ان پر عاید ہوتی ہے اور اگر انھیں اس سیٹ سے اٹھایا گیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت نے اگر کوئی ایک اچھا اقدام کیا ہے تو وہ یہی کیا ہے اور اگر اس سے مزید اچھا کرنا چاہتے ہیں تو انھیں فوراً جیل میں ڈال دینا چاہیے۔ کیونکہ میں نے ان سے بار ہا یہ بات کہی کہ جناب یہاں پر sewerage system کی یہ حالت ہے، گٹرز خراب ہیں، بے شمار جگہوں کی انھیں نشان دہی کی گئی، اس بارے میں یہاں پر ایک تحریک التوا بھی پیش کی گئی لیکن ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور کبھی بھی انھوں نے اس بات کی پرواہ نہیں کی۔ جناب سپیکر! لاہور کے جتنے بھی نالے ہیں ان سب کے پیچھے ناجائز تجاوزات بن چکی ہیں اور وہ کارے سے بھر چکے ہیں۔ بارش کا پانی ان نالوں اور drainage system کے ذریعے ہی نکل سکتا ہے۔ جب لاہور کا تمام کا تمام drainage system ختم ہو چکا ہے اور اس میں بالکل گنجائش نہیں ہے تو پھر اتنی زیادہ بارش کے پانی نے کہاں جانا تھا۔ چنانچہ اس تمام پانی نے سارے لاہور کو اپنی لپیٹ میں لیا اور لاہور کی کوئی جگہ ایسی نہیں تھی کہ جہاں پر یہ پانی نہ ہو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ پورے لاہور کا کوئی سا بھی area لے لیں، لاہور میں کوئی بھی basement نہ بچ سکی۔ اس سے تاجروں کا نقصان ہوا، گھروں کا نقصان ہوا، جماعت اسلامی کے دو رکن اس حادثے میں ہلاک ہوئے، اس کے علاوہ بھی بے شمار ہلاکتیں ہوئیں۔ مکانوں کا گرنا تو ایک الگ بات ہے کہ جناب وہ مکان گرے، خستہ حال تھے، مخدوش تھے، کارپوریشن والے بالکل اس طرف توجہ نہیں دیتے کہ اگر کوئی ایسے مخدوش حالت کے مکانات ہیں تو وہ ان کو جا کر دیکھیں اور صحیح کریں۔ جناب سپیکر! لاہور میں پانی کے جتنے بھی یہ حادثے ہوتے ہیں کم از کم میں یہ سمجھتا ہوں کہ واسا اور کارپوریشن اس کی مکمل ذمہ دار ہے اور ان کے لیے اس بارے میں آپ جو بھی سزا تجویز کریں وہ صحیح ہو گی اور ضرور کرنی چاہیے تاکہ آئندہ وہ اس بات کا خیال رکھیں۔ جناب والا! عالم یہ ہے کہ یہ پورے

لاہور کے ساتھ اتنا بڑا حادثہ گزر گیا لیکن ان کو اب تک بھی اس بات کا احساس نہیں ہوا اور آج بھی یہ حالت ہے کہ اگر کہیں سے انھوں نے کوئی نالہ صاف کیا ہے' گارا نکال کر باہر رکھ دیا ہے تو بارش ہونے سے وہ گارا پھر واپس نالے میں چلا گیا۔ جناب سپیکر! ابھی تک ایسے علاقے موجود ہیں' آپ پرانی بستیاں' نشیبی علاقوں کو چھوڑیں میں ان علاقوں کا ذکر کرتا ہوں جو کہ میرے علاقے میں نہیں ہیں۔ پوش علاقے ہیں یہ ہمارے ارشد عمران سلہری صاحب کا حلقہ ہے۔ گارڈن ٹاؤن جہاں جناب والا! میرے گھر کے باہر آپ آج جا کر دیکھ لیں تو وہاں آج بھی ایک ایک فٹ پانی کھڑا ہے۔ جب میں نے واسا کے ایم ڈی سے یہ بات کی تو کہنے لگے کہ جی ہم کیا کر سکتے ہیں؟ کوشش کرتے ہیں' یہ کہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ ہم نے ایس ڈی او اور XEN کو بارہا مرتبہ فون کیے لیکن خدا گواہ ہے کہ انھوں نے کبھی یہ محسوس تک نہیں کیا۔ اب اس کے لیے ہمارے پاس یہ حل تھا کہ میں یہاں آ کر ایک تحریک استحقاق دے دیتا کہ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے لیکن جناب سپیکر! ان معمولی معمولی باتوں پر ہم یہاں تحریک استحقاق دینا شروع کر دیں تو کوئی اچھی بات نہیں ہو گی۔ جناب والا! میرے ہی حلقے میں ہری شاہ اور نور شاہ روڈ ایک ایسی جگہ ہے جس کے لیے میں ایک سال سے مسلسل ایم ڈی واسا اور ایس ڈی او کو کہہ رہا ہوں لیکن آپ یقین کیجیے کہ آج تک ایس ڈی او نے یہ گوارا نہیں کیا کہ وہ آ کر اس حلقے کو دیکھ ہی لے۔ ہم نے اپنے طور پر کسی نہ کسی طریقے سے وہاں پر مزدور لگا کر کوشش کی کہ اس علاقے کو صاف کریں۔ آپ بے شک آج بھی جا کر دیکھ لیں وہاں ایک ایک ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ پانی کھڑا ہوا ہے اور خدا کی قسم حالت یہ ہے کہ غازی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے نہیں جا سکتے۔ واسا کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ کارپوریشن کا علاقہ ہے کیونکہ اس نے یہ drain بنائی ہے اور جب کارپوریشن کے پاس جاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ جی یہ واسا کا sewerage system ہے۔ جناب والا! جب واسا والے sewerage کا بل دیتے ہیں اور پھر کسی گھر میں sewerage system ہے یا نہیں ہے لیکن بل ان کے گھر میں پہنچ جاتا ہے لیکن facilities کا یہ عالم ہے۔ جناب سپیکر! میں اپنے وزیر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس بارے میں ضرور توجہ دیں کہ میں اپنے ہاتھ سے واسا کے دفتر میں جا کر شکایات درج کر کے آیا ہوں تو انھوں نے آج تک اس بات کا نوٹس کیوں نہیں لیا؟ اگر ایک علاقے کا ایم پی اے آ کر اپنے علاقے کے بارے میں بات کرتا ہے' شکایت کرتا ہے تو وہ اس کا نوٹس تو لے لیں' آ کر دیکھ تو لیں لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے۔ ان بارشوں کی وجہ سے جو وبا پھیلی تھی وہ اللہ

تعالیٰ کے کرم سے اتنی نہیں پھیلی اور ہمارے قائد حزب اختلاف میاں شہباز شریف صاحب نے اتفاق ہسپتال کی تمام ambulances تمام ڈاکٹرز اور بے شمار ادویات جو کہ لاکھوں روپے کی تھیں لوگوں میں تقسیم کیں۔ میرے ہی حلقے میں اکرم پارک ایک ایسی جگہ ہے جہاں لوگوں کے گھروں میں پانی آیا، بیماری پھیلنے لگی تھی لیکن ہم نے وہاں پر کیمپ لگا کر روزانہ پانچ سو، سات سو آدمیوں کو ادویات دیں۔ جناب والا! یہ کام وزارت صحت یا انتظامیہ کا تھا کہ پورے لاہور کو، پورے علاقے کو ڈاکٹرز ambulances اور انتظامیہ کے ذریعے اس طریقے سے گھیر لیتے جیسا کہ ہم نے کیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنے نقصانات نہ ہوتے۔ یہ کارنامہ ان کی بجائے اگر کسی نے انجام دیا تو وہ ہمارے قائد حزب اختلاف نے دیا کہ انھوں نے اپنے ہسپتال کی تمام ambulances اور ڈاکٹرز کو عین موقع پر بھیجا اور میرے حلقے میں روزانہ پانچ سو، سات سو مریضوں کو ادویات دی جاتی رہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خدا کا کرم ہے کہ اگر ہم یہ سب کچھ فوری طور پر نہ کرتے تو معلوم نہیں کتنی بیماریاں پھیلتیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی آج آپ دیکھ لیں کہ لاہور میں آپ کو ہر تیسرا، چوتھا، پانچویں آدمی عینک لگائے نظر آئے گا۔ یہ وائرس بھی اس پانی کی وجہ سے، اس گندگی کی وجہ سے پھیلا ہے۔ جناب والا! میں اس دن کی بات نہیں کرتا کہ جس دن بارش کی وجہ سے یہ حالات پیدا ہوئے تھے بلکہ آپ آج جا کر دیکھ لیں، میں عرض کرتا ہوں کہ آپ وزیر موصوف کی ڈیوٹی لگائیں وہ گارڈن ٹاؤن جا کر دیکھیں کہ وہاں پر آج بھی ایک ایک فٹ، ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ پانی کھڑا ہے۔ میرے گھر کے باہر یہ عالم ہے کہ دیوار تک گٹر کا پانی کھڑا ہے اور جو وہاں پارک ہے وہاں بھی آج تک دو دو فٹ گٹر کا پانی کھڑا ہے۔ واسا والوں کو مسلسل کہتے ہوئے ایک سال ہو چکا ہے لیکن انھیں کوئی پرواہ نہیں ہے اور پورا علاقہ ایک عذاب میں مبتلا ہے۔ آج تک ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگی اور جب زبردستی واسا کے XEN/SDO کو لایا گیا تو کہنے لگے کہ جی آپ فکر نہ کریں۔ ہم یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں لیکن وہ دن اور آج کا دن کچھ بھی نہیں ہوا اور بارشوں سے اب حالات مزید ابتر ہو گئے ہیں۔ جناب والا! میں جو باتیں کر رہا ہوں اس کے جواب میں شاہنواز چیمہ صاحب گردن ہلا رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری چیزیں جانتے ہیں اور انھوں نے وہاں دیکھیں ہیں اس لیے ان کی ڈیوٹی لگا دیں۔

جناب سپیکر: واسا والے بھی بیٹھے ہیں، وزیر صاحب بیٹھے ہیں آپ تسلی رکھیں۔

شیخ محمد انور سعید: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ میرے حلقے میں، اسلام پورہ میں جو بازار ہیں وہ

تمام کے تمام پانی میں ڈوبے ہوئے تھے اور دکانداروں کا وہاں اس قدر نقصان ہوا ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے لیکن حکومت نے یا انتظامیہ نے ان کے لیے یا جن کے ساتھ یہ حادثات گزرے کچھ نہیں کیا، ان کی کوئی مدد نہیں کی، ان کے ساتھ کسی قسم کی کوئی ہمدردی نہیں کی اور ان کو کوئی compensate نہیں کیا۔۔۔

جناب سپیکر۔ بس اب شکریہ۔ اب میں جناب افضل سندھو، وزیر خزانہ پنجاب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

وزیر خزانہ (محمد افضل سندھو)۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! آج ہم جس بارے میں یہ بحث کر رہے ہیں یہ یقینی طور پر بڑی اہمیت کی حامل بات ہے، لاہور کی اس حالیہ بارشوں کے نقصانات کے اوپر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ ان حالیہ بارشوں میں لوگوں کی جانیں ضائع ہوئیں، قومی ملکیت کا نقصان ہوا اور لوگوں کے لیے بہت مشکلات، بہت مسائل پیدا ہوئے بلکہ میں ایسے کہوں گا کہ لاہور شہر ابتلا سے گزر رہا تھا۔ آج اس ہاؤس میں میرے ساتھیوں نے تقاریر کی ہیں اور خاص طور پر میاں فضل حق صاحب نے ایک بات کی ہے اور دوستوں نے بھی باتیں کی ہیں لیکن میں سب کی اس ایک بات کو یقینی طور پر خوش آئند سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ لاہور کے معاملات میں انھوں نے جو اپنی دلچسپی کا اظہار کیا ہے یقینی طور پر ان کی لاہور سے دلچسپی ہے۔ وہ لاہور کے منتخب نمائندے ہیں لیکن لاہور کے معاملات میں لاہور کے اس ابتلا کے دور سے نمٹنے کے اقدامات کے متعلق انھوں نے جس دلچسپی کا اظہار کیا ہے یا جس طریقے سے سب دوستوں نے توجہ مبذول کرائی ہے اور ان معاملات میں اپنی مشاورت شامل کی ہے تجاویز دی ہیں تو میں اس سے حوصلہ پکڑتے ہوئے یقینی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس سمت ایک سفر ہے کہ آج ہم جس کٹھن وقت سے گزر رہے ہیں شاید اس میں کوئی پیش رفت کر سکیں۔ تو میں آج یہاں پر لاہور کے ساتھیوں کو جو صوبائی اسمبلی کے ممبران ہیں ان کو بڑے کھلے دل سے دعوت دیتا ہوں کہ آنے والے وقت میں، میاں صاحب نے جو پیکج کی بات کی ہے اور ایک بات کہ لاہور کے ہمارے منتخب نمائندے جو شکایت کر رہے ہیں کہ ان کو ترقیاتی فنڈز نہیں دیے تو میں بات بعد میں کروں گا لیکن پہلے ان کو دعوت دیتا ہوں کہ لاہور کا جو 42 کروڑ روپے کا پیکج ہے یہ میرے ساتھ بیٹھیں میرے ساتھ میٹنگ کریں یہ جس جگہ پر پسند کریں یہ اپنے مسلم لیگ کے دفتر میں مجھے دعوت دیں تو میں وہاں آ کر ان کے ساتھ یہ بات طے کرنے کے لیے تیار ہوں کہ لاہور کے

کنکن علاقہ جات کو کن کن چیزوں کی ضرورت ہے اور وزیر اعظم صاحبہ کا جو یہ 42 کروڑ روپے کا پیکج ہے میں ان کے ساتھ بیٹھ کر مشورے سے لاہور کی ترقی کی طرف لے جانے کے لیے تیار ہوں اور اس کے لیے قطعی طور پر میری کوئی شرط نہیں ہے کہ یہ کس جگہ پر تشریف لائیں یہ مجھے بلائیں اگر یہ میری بات مانیں تو جس جگہ یہ تجویز فرمائیں میں وہاں پر میٹنگ کرنے کے لیے تیار ہوں ایک میٹنگ نہیں یہ ایک دن کا مسئلہ نہیں ہے یہ کوئی آج کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ 25/20 سال کا مسئلہ ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے میں سیاسی رنگ استعمال کرنے کے لیے یا یہ کہنے کے لیے کہ یہ سابق حکومتوں کی ناقص منصوبہ بندی کے نتیجے میں ہوا ہے میں یہ باتیں کرنے کے لیے آج قطعی طور پر اس فورم کو استعمال نہیں کر رہا لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اس وقت لاہور میں جو سیوریج سسٹم ہے یا ڈرینج سسٹم ہے وہ صرف اور صرف چار انچ بارش کو اتنے وقت میں برداشت کر سکتا تھا اس سے زیادہ بارش کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک ناگہانی آفت جس کے متعلق میں قطعی طور پر یہ کہنے کو تیار نہیں ہوں کہ ہماری انتظامی مشینری اس کے لیے تیار تھی۔ میں یہ بات قطعی طور پر نہیں کہہ رہا اس سلسلے میں جناب وزیر اعظم صاحبہ نے جو stand لیا جو جناب گورنر صاحب نے، جو وزیر اعلیٰ صاحب نے stand لیا اور جو لوگ ذمہ دار تھے جنھوں نے اس سلسلے میں کوتاہیاں کی تھیں آپ کے سامنے ہے کہ ان کے خلاف action لیا گیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت لاہور کا جو سسٹم ہے جو کہ آنے والے ایک دو سال میں بھی شاید ہم اس نج پر نہیں لے جا سکتے جس نج پر اس civilized قوم میں جن کے اتنے بڑے صوبے کے دارالخلافے کو ہونا چاہیے۔---

جناب سپیکر، میں وقت میں پندرہ منٹ کا اضافہ کرتا ہوں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں ایسی باتیں کر رہا ہوں جو کہ آج لاہور کے لیے یا ہمارے ملک کے لیے تعمیری ہیں۔ میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ آنے والے ایک یا دو سال میں بھی شاید ہم یہ تمام تر باتیں طے نہیں کر سکتے اور یہ بات اپنے طور پر ہمارے لیے باعث ندامت ہے کہ ہمارے ملک کا سب سے بڑا صوبہ اور اس کا دارالخلافہ، پاکستان کا دل، تہذیب و ثقافت کا گہوارہ اور ایک ایسا تاریخی شہر کے لیے ہمارے پاس وہ منصوبہ بندی نہیں ہے جس کا لاہور شہر مستحق ہے۔ جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ میں اپنے دوستوں سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس سلسلے میں میرے ساتھ تعاون کریں اور انھوں نے جو بھی تجاویز دی ہیں میں نے ان سب کو note کیا ہے محکمے کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں

نے جس کمیٹی کا پہلے ذکر کیا ہے اس کے حوالے سے ہم نے آج بھی کچھ موقعوں کے اوپر at the spot جا کر دیکھنا ہے اور ہم نے یہ سلسلہ چلانا ہے۔ وزیر اعظم کا ایک ڈائز کیٹو صرف بیس دن کے لیے ہے۔ ہم نے 20 دن میں لاہور شہر کا garbage remove کرنے کا ازم کیا ہے اور ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے اس کے لیے ایک خاص رقم بھی مختص کی ہے اور اس رقم سے انشاء اللہ ہم نے 20 دن کے اندر اندر یہ کام کرنا ہے۔ وزیر اعظم صاحبہ یہاں پر اعلان کر کے گئی ہیں اور اس کے لیے ہماری متواتر میٹنگز ہو رہی ہیں ہم اس کے لیے جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس سلسلے میں بھی دوستوں سے میری گزارش ہو گی کہ ہمارے ساتھ تعاون کریں اور جس جگہ پر ہمیں نشاندہی کریں گے ہم ان کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے ۔ لیکن میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ اس وقت لاہور کا جو نظام ہے جو سسٹم ہے وہ اتنی بارش کا متحمل نہیں تھا اور یہ سیاسی explanation یا سیاسی فائدہ حاصل کرنے کے لیے میں بات نہیں کر رہا بلکہ میں یقینی طور پر دوستوں کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں میں تصدیق کرنے کے بعد بات کر رہا ہوں کہ اگر دو انچ بارش چھ گھنٹوں میں ہو تو پانی کتنا نکل سکتا ہے میں یہ سارا کام کرنے کے بعد on the floor of the House اپنے دوستوں کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں۔ جس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ جو یہ واقعات ہوئے یہ ایسے تھے جس میں اللہ کا اختیار بھی تھا جو کہ انسانوں کے بس میں نہیں تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی اپنے تئیں ایک حقیقت ہے کہ حکومت کے بس میں جو کچھ تھا حکومت کے ذرائع میں جو کچھ تھا ـــــ پانی کا یہ عالم تھا میں سمجھتا ہوں کہ کوئی گھر ایسا ہو گا جو محفوظ رہا ہو گا جیسے سکندر صاحب نے کہا یا میاں فضل صاحب یا جن دوستوں نے بھی کہا حتیٰ کہ میں یہ بات نہیں کہنا چاہتا تھا لیکن آپ دوستوں کے علم میں ہو گا کہ میرا گھر جو کہ پارک کے بالکل ساتھ ہے اگر ہم پارک کی دیوار نہ توڑتے تو میرا گھر بھی ڈوب جاتا کیونکہ پارک نیچے تھا اور میرے ایک دو کمرے effect ہوئے ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ اس magnitude کی بارش تھی کہ لاہور کا سسٹم اس کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں خود ایسی بستیوں میں گیا ہوں ' میں آصف زرداری صاحب کے ساتھ گیا ہوں میں دوسرے لوگوں کے ساتھ گیا ہوں اور ہم نے وہاں موقع پر جا کر لوگوں کے لیے جو بھی کوشش کی جا سکتی تھی ہم نے' لیکن جیسے میں بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ ابتلا اتنی تھی بارش اتنی تھی اور مجھے اتنا پتا ہے کہ جب میں نے پتا کیا کہ میرے سٹاف کے لوگ کہاں ہیں تو مجھے یہ بتایا گیا کہ ان کے گھر میں پانی ہے اور ان کا سارا سامان ڈوب گیا ہے۔ ہر آدمی اس ابتلا کا شکار

ہوا اور ہر آدمی اس مشکل میں پھنسا ہوا تھا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اب بارشوں کا پانی کم ہوا ہے جہاں تک dc-watering pumps کی بات ہے تو آپ یقین کریں کہ 165 نئے پمپ فوری طور پر خریدے گئے اور 70 پمپ پہلے تھے لیکن میں ایک اور بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے لاہور کی جو منصوبہ بندی ہوئی ہے لاہور کے جس علاقے کو ہم شمالی علاقہ کہتے ہیں یہ شمالی علاقہ وہ ہے جب کہ یہاں پر بستیاں آباد نہیں تھیں تو لاہور کی بارش کا پانی ادھر جایا کرتا تھا۔ آپ لوگ لاہور کے بسنے والے ہیں میں نے کتابوں سے یا اس دوران جو علم حاصل کیا ہے کہ پانی ادھر جایا کرتا تھا۔اب وہاں پر بستیاں آباد ہو گئی ہیں اور بستیاں بھی ایسی آباد ہوئی ہیں کہ پانچ پانچ فٹ کی سڑکیں ہیں اور باقی ساری آبادیاں ہیں۔ اب 36 گھنٹے میں18 انچ کی جو بارش ہوئی ہے ' آپ اندازہ کریں جہاں پانی سمویا کرتا تھا وہاں ساری آبادیاں بن گئی ہیں۔ لاہور کا سسٹم اتنی بارش کو برداشت کرنے کا متحمل نہیں تھا۔ اب پانی نے جانا کہاں تھا چھتوں کا پانی بھی انہی پانچ فٹ سڑکوں پر آ گیا۔ اس میں جو نقصانات ہوئے حکومت نے اپنی تمام تر کوشش کی۔ ایک گھر میں چار بچے اپنی ماں سمیت چھت کے نیچے دفن ہو گئے۔ میں اور زرداری صاحب خود اتنے اتنے پانی میں وہاں پر گئے لیکن میں نے وہاں پر تصویر بنانے کی اجازت نہیں دی کیونکہ میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا۔ میں اور زرداری صاحب خود وہاں پر معاوضہ جات کی بات کر کے آئے ہیں اور اس جگہ کو بھاٹا یا نصیر آباد کہتے ہیں۔ یہ میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ اس میں ہر وہ انسان جو درد دل رکھتا ہے اس کو اس میں ایک ایسا احساس تھا ایسی مشکلات تھیں جس میں کہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومتی جماعت یا اپوزیشن کی جماعت کو اس مسئلے پر divide نہیں ہونا چاہیے۔ اور نہ آئندہ کسی ایسے مسئلے پر divide ہونا چاہیے۔ جناب والا!اس سلسلے میں ہم اپنی طرف سے جو کوشش کر سکتے تھے وہ کی۔ ہمیں جو اطلاع ملی اس کے مطابق 41 آدمیوں کو ہم نے چیک issue کیے جس کی---

شیخ محمد انور سعید : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں ایک مختصر سی بات کروں گا۔ ابھی وزیر موصوف نے کہا ہے کہ اس مسئلے کو سیاسی بنیادوں پر نہیں سوچنا چاہیے۔ ہم نے جب امدادی کام شروع کیے تھے تو میاں شہباز شریف صاحب کی سختی کے ساتھ یہ ہدایات تھیں کہ آپ نے ادویات دیتے وقت، راشن تقسیم کرتے وقت یہ نہیں دیکھنا کہ یہ شخص پیپلز پارٹی کا ہے جماعت اسلامی کا ہے یا یہ مسلم لیگ کا ہے بلکہ آپ نے تمام لوگوں کو adjust کرنا ہے۔ جناب سپیکر! یہ بھی حقیقت ہے کہ

جتنے ہمارے امدادی کیمپ لگے ہوئے تھے کسی نے یہ چیز نہیں دیکھی۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ مہربانی۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وزیر موصوف بڑی اچھی باتیں کر رہے ہیں میں ان کو interrupt نہیں کرنا چاہتا۔ جیسا کہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آصف زرداری صاحب کے ساتھ انہوں نے لاہور کا سروے کیا تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ جنرل ہسپتال میں گئے تھے اور اگر وہاں پر گئے ہیں تو کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ اس ہسپتال کے اندر زرداری صاحب داخل ہوئے تھے؟ کیونکہ جناب والا! وہاں پر آج بھی یہ صورت حال ہے کہ 15 تاریخ کو وہاں پر 4 آپریشن ہوئے کاٹنی کی ایک مریضہ فوت ہو گئیں کیونکہ anaesthesia کی مشین آٹھ دن گندے پانی میں رہی اور اس کو ہسپتال کے ایم ایس اور انتظامیہ نے خصوصی طور پر وزیرصحت کے کہنے پر اسے شروع کر دیا۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا جنرل ہسپتال میں بھی آپ لوگ گئے؟ اب وہاں کی کیا صورت حال ہے؟

جناب سپیکر، مہربانی۔ اب آپ اپنی باتیں کر چکے ہیں اب اس طرح ایک ایک بات کا یہ پوچھنا کہ آپ اس محلے میں گئے؟ اس گلی میں گئے اس ہسپتال میں گئے درست نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیرخزانہ، جناب سپیکر! سلہری صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کا خصوصی طور پر عرض کروں گا کہ ہم وہاں پر یقینی طور پر گئے اور یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ ہم جنرل ہسپتال کے سامنے گئے لیکن جنرل ہسپتال کے اندر پانی تھا وہاں کے مریضوں کو صاف جگہ پر اور حفاظتی جگہ پر پہنچا دیا گیا تھا۔ جہاں تک یہ مشینوں کی بات کر رہے ہیں، میں اس کا جواب بعد میں دینا چاہتا تھا لیکن اب سلہری صاحب نے پوچھا ہے تو عرض کرتا ہوں ۔ وزیر اعظم صاحبہ نے اس دن ساڑھے تین کروڑ روپیہ صرف جنرل ہسپتال کی renovation اور مشینوں کی مرمت کے لیے اعلان کر کے گئی ہیں۔

جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ بات میں اس مقدس ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ فروری کے مہینے میں ہم نے لاہور کی جو صورت حال تھی یا پاکستان اور پنجاب کے سات بڑے شہر تھے ان کے متعلق ہم نے خصوصی طور پر وزیر اعظم کی زیر صدارت، چونکہ وہ ہماری پی ڈی ایف کی بھی چیئر پرسن ہیں، ہم نے ایک پیکج کے حوالے سے میٹنگیں کیں اور اس کے اوپر ہم نے فروری میں کام شروع کیا تھا۔ آج سے سات مہینے پہلے وزیر اعظم کے احکامات پر پنجاب گورنمنٹ نے اس پر

کام شروع کیا تھا ، ہمیں اور ہمارے قائد کو اس وقت اس بات کا ادراک تھا کہ لاہور کی جس طرح سے آبادی بڑھ رہی ہے موجودہ سسٹم اس کا متحمل نہیں ہے ۔ اس سلسلے میں ہم نے اس کا بہت پہلے احاطہ کرنا شروع کر دیا تھا اور اسی لیے ہم نے اس کے اوپر بہت زیادہ محنت کی ۔

جناب سپیکر! ایک بات جو میں آپ دوستوں کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہر وقت ایسی بات ہوتی ہے کہ پنجاب میں باہر سے حکمرانی ہو رہی ہے لیکن یہ بات میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہو رہی ہے اور لاہور کے حوالے سے میں آپ کی خدمت میں جو عرض کر رہا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے وہ کمیٹی کے جس کا سربراہ ایک صوبائی وزیر ہے جس کے تین صوبائی وزراء بھی ممبر ہیں اس کمیٹی کے تابع وزیر اعظم صاحبہ نے وہ فنڈز رکھے ہیں اس میں سے 13.5 billion telecommunication کے لیے ہیں اور 2 billion سوئی ناردرن کے لیے ہیں۔ 3 6 billion واپڈا کے لیے ہیں۔ جناب والا! یہ میں ان فنڈز کی بات کر رہا ہوں جس کے حوالے سے وزیر اعظم صاحبہ نے یہاں تک کہا تھا کہ ان کے ٹنڈر کی scrutiny بھی سندھو صاحب آپ خود کریں گے۔ کہاں یہ بات کہ اس صوبے کو ریموٹ کنٹرول سے چلایا جا رہا ہے۔ کہاں یہ بات کے محکمہ جات کے اربوں روپے کے جو فنڈز ہیں وہ بھی ایک ایسی کمیٹی کے تابع رکھ دیے گئے جس کے کہ صوبائی وزراء ممبر ہیں اور ایک صوبائی وزیر جس کا چیئرمین ہو۔ جناب والا! یہ بات بھی میں تمام دوستوں کے علم میں لانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، حالانکہ یہ سارے محکمے مرکزی ہیں

وزیر خزانہ : جی ہاں۔ جناب والا! وقت پھر مختصر ہوتا جا رہا ہے۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے لاہور کی جو صورت دیکھی اسکے لیے میں جناب سپیکر! آپ کی مدد سے اپنے ساتھیوں کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ لاہور کی کمیٹی نے جو main problems دیکھی ہیں وہ میں ان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں،

Adequate sewerage and Drainage..... ....And inadequate waste (disposal)... . management, low water supply level, ... poor roads and traffic congestions.....poor streets and street lights. .. . power supply break downs.....and lack of public transport.

کمیٹی نے لاہور کے بارے میں جو بنیادی مسائل تھے ان کو اس طریقے سے دیکھا ہے اور اسی حوالے

سے ہم نے اس پر محنت کی ہے۔

جناب سپیکر، اب میں وقت میں آخری طور پر 15 منٹ کا اور اضافہ کرتا ہوں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! مہربانی۔ جناب والا! میں شکر گزار ہوں دوستوں کا بھی۔ جناب والا! اب ہم نے ان مشکلات کا یہ کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سات آٹھ نکات جو میں نے ہاؤس کی خدمت میں پیش کیے ہیں اگر ہم ان کو صحیح کر لیتے ہیں اور اس کے لیے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ میں نے لاہور کے شہریوں سے بھی میٹنگ کی ہے اور میں نے لاہور کی متعلقہ ایجنسیوں سے بھی بات کی ہے اور میں نے اس حوالے سے ہمارے جو پارٹی کے عہدیداران ہیں ان سے بھی میٹنگ کی ہے۔ (مداخلتیں) جناب سپیکر! میں بڑے ادب اور معذرت کے ساتھ عرض کروں کہ وقت بہت تھوڑا ہے۔

جناب سپیکر، مہربانی کرکے سنجیدگی سے توجہ دیجئے۔

وزیر خزانہ، ہم نے فوری طور پر جو فیصلہ کیا ہے میں اس میں یقینی طور پر ان کی شمولیت چاہتا ہوں۔ یہ 70 کروڑ روپے کی لاگت کے قریب کا منصوبہ ہے۔ جس میں پہلے آئٹم کا ٹارگٹ صرف بیس دن کا رکھا ہے۔ Removal of garbage, solid wastes to clean the city within twenty days. اس کے لیے ہم نے 8 ملین رکھا ہے۔ جناب والا! دوسرا renovation of street lights جو ہیں اس کے علاوہ میں جتنے بھی منصوبے عرض کر رہا ہوں ان سب کا ٹارگٹ چھ ماہ کا ہے۔ health coverage کے لیے 5 ملین۔ renovation of 349 badly damaged Roads یہ میں اس لیے بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ دوست ہمیں نشاندہی کرسکیں گے جو ہم نے کی ہیں وہ لاہور میں اس وقت 349 سڑکیں ہیں جو کہ badly damage ہوئی ہیں۔ اس کے لیے ہم نے 250 ملین رکھا ہے۔ یعنی 25 کروڑ روپیہ بنتا ہے۔ اس کے علاوہ renovation and improvement of General Hospital۔ اس کی طرف ہمارے ساتھی توجہ دے رہے تھے اس کے لیے ہم 35 ملین یعنی ساڑھے تین کروڑ روپیہ رکھا ہے۔ improvement of damage roads TIPA اس کے لیے 50 ملین۔ improvement of roads in Housing schemes of LDA 50 ملین۔ improvement of drains یہ جو ڈرینز کی improvement ہے یہ ایسی short terms کے لیے ہم نے رکھی ہے جو ہم نے صرف چھ مہینوں کے اندر اندر ہم نے کرنی ہے۔ 'this is 146 million 14 کروڑ 60 لاکھ روپے کا یہ منصوبہ ہے۔ اس کے بعد improvement of sewerage system جو ہے اس کے لیے ہم نے 82 ملین رکھے ہیں اور

improvement of accommodation/ water supply کے لیے 60 ملین رکھے ہیں۔ 692.70 یعنی کہ69 کروڑ 27 لاکھ روپے کی رقم اس فلور پر بیان کر رہا ہوں کہ یہ رقم ہمارے پاس ہے۔ یہ زبانی اور لفظی بات چیت نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) یہ رقم میں بطور فائنانس منسٹر اور This money is in my possession. Chairman of thus Committee. کرتا ہوں۔ جس میں کوئی ایسی بات یا کوئی ایسا ڈائریکٹو نہیں ہے جو کہ eye wash کے طور پر ہوگا اور میری گزارش ہے کہ اس رقم کو جو کہ آپ کی' ہماری اور قوم کی مشترکہ ہے آپ دوستوں کی موجودگی میں ایک بات کا میں اور اعلان کرتا ہوں اور یہاں پر میں آپ دوستوں سے تعاون حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے نہیں پتا میں نے اپنے طور پر کوشش کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے رزق حلال تک محدود رکھے میری ہمیشہ یہ دعا ہوتی ہے اور کوشش کرتا ہوں۔ میں آپ کو یہاں برملا ایک بات کہنی چاہتا ہوں کہ اس پیسے کو ایک ایک پیسے کو میں اپنی زیر نگرانی خرچ کروں گا اور جہاں پر آپ لاہور کے ساتھی' پیپلز پارٹی کے یا اس طرف بیٹھے ہوئے لوگ اگر محسوس کریں کہ کسی جگہ پر کسی قسم کی گڑبڑ ہے تو بخدا آپ مجھے گلے سے پکڑیں اور مجھے بتائیں تو پھر آپ کو بتاؤں گا کہ میں ٹھیکیدار کا حشر کیا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین---) یہ باتیں میں بڑے درد دل سے کر رہا ہوں۔ یہ آپ کا ہمارا سب کا پاکستان کا دل لاہور ہے جس کے ساتھ یہ حشر ہوا ہے۔ جناب والا! یہ تھا وہ short term package جس کی میں بات کر رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں بتانا چاہتا ہوں کہ کل لاہور کی جو بات ہے اس کی طرف میں آپ ساتھیوں کی توجہ لانا چاہتا ہوں۔ جو کہ بہت بڑا پیکج ہے میں جس کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو لاہور کا ٹوٹل پیکج ہے یہ 64.17 billion کا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جس میں سے 19.77 یعنی 20 ارب کے قریب یہ پیسے فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں دیئے ہیں جس کی انھوں نے ہمیں یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ ہمیں یہ پیسے دیں گے۔ اور ہمیں اپنی وزیر اعظم صاحبہ سے امید ہے کہ انھوں نے یہاں پر جو وعدے کیے ہیں اور جس طریقے سے اس بریفنگ میں جو آپ لوگوں نے یقینی طور پر اخبارات میں پڑھی ہوگی اور تقریر بھی سنی ہوگی۔ وزیر اعظم صاحبہ نے جس طریقے سے ان افراد کو حکومتی اہلکاروں کو جن کے متعلق انھیں یہ بتایا گیا تھا کہ ان سے غفلت ہوئی ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ وہ جذبات میں اس حد تک چلی گئیں تھی کہ یہ غریبوں کے پیسے کو جس طریقے سے برباد کیا گیا ہے ان لوگوں کو آپ نے صرف suspend کیا ہے ان کے اوپر آپ نے قتل کے مقدمے کیوں نہیں بنائے؟ یہ الفاظ یہ پرائم منسٹر کے وہ اس حد تک جذبات میں

آئی ہوئیں تھیں۔ اور ان کی اس حد تک سوچ تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہماری کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیے کہ پیپلز پارٹی کیا ہے اور مسلم لیگ کیا ہے یہ ایک ایسی بات ہے جس کی طرف ہمیں بلکہ اگر میرے دوست اجازت دیں تو میں تھوڑا سا فائدہ اٹھاتے ہوئے چاہوں گا ہم اور آپ سب مل کر اپنے اپنے لیڈران کو مجبور کریں کہ ان مشکلات میں یہ جو اس وقت پاکستان پر مشکل وقت ہے یہ اوپر کی سطح پر بھی آپس میں بیٹھ کر مذاکرات کریں اور بیٹھ کر ان معاملات کو طے کریں۔ جناب والا! میں یہاں پر ایک بات اور بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ بہت سی وہ چیزیں جو ہمارے بس میں نہیں ہیں ہم ان میں بھی آپ سے مشاورت کرنی چاہتے ہیں۔ کہ ہم ان کو پرائیویٹ سیکٹر میں لے جانا چاہتے ہیں اور یہ ایک ایسی پالیسی ہے کہ جو کہ اس وقت انٹر نیشنل فورم کے اوپر یا بین الاقوامی طور پر ہو رہا ہے حکومتیں اس قدر ذرائع نہیں رکھتیں۔ وہ دور جو کولڈ وار کا تھا جب روس اور امریکہ آپس میں لڑتے تھے تو گرانٹس ملتی تھیں، امداد ملتی تھی فنڈز ہر طرف سے آتے تھے وہ وقت اب ختم ہو چکا ہے۔ اب ہمیں قوم کے سامنے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں اب اس پلیٹ کے اندر ہی گزارا کرنا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ It is a blessing in disguise یہ جناب سپیکر! ہماری قوم کے لیے ایک غیرت مند قوم کے لیے اس سے نجات حاصل کرنے کا ایک ذریعہ بن گئی ہے۔ کہ ہم ان قوموں کی طرف دیکھنے کی بجائے ہم اپنے حالات کو ٹھیک کریں اس کے لیے خواہ ہم سب کو اپنا زیادہ سے زیادہ contribute کرنا پڑے۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ اس میں ٹیکس ادا کرنے پڑیں ہمیں اس میں زیادہ سے زیادہ قربانی دینی پڑے۔ اس سلسلے کو جس کو ہم کہتے ہیں کہ خود انحصاری کی طرف جانا چاہیے تو جناب والا اس کے لیے ہم بیرون ملک سے قرضہ جات بھی حاصل کریں گے ڈونر ایجنسیز کے پاس بھی جائیں گے اور پرائیویٹ سیکٹر میں بھی جائیں گے۔ اور ضرورت پڑی تو جیسے کہ میں نے کہا تھا کہ بہت سارے معاملات ایسے ہیں کہ حکومت میں آپ بھی بات کرتے ہیں ہم بھی بات کرتے ہیں کہ بیوروکریٹس یہ کرتے ہیں بیورو کریٹس red-tapeism کا شکار کر دیتے ہیں تو آئیں ہم مل کر دیکھیں کہ کون سی چیز ہے جو بیکار پڑی ہے کون سی زمین ہے جو LDA کی ہے اور وہ بیکار ہے تو اس کو اس طریقے سے ہم کیوں نہ استعمال میں لائیں کہ ہم اپنی وہ وہ ضرورتیں پوری کر سکیں جو کہ اس وقت از بس ضروری ہیں۔ جناب والا! میں یہ باتیں صدق دل سے عرض کر رہا ہوں اور میں اس لیے کر رہا ہوں کہ ہم ایک نہج پہ اکٹھے ہو سکیں اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا یہ پیکج 6 مہینے کے اندر ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! محترم فنانس منسٹر صاحب کو لاہور کے اس پیکج کو پریس کانفرنس کے ذریعے سے پبلش کروانا چاہیے اور ہم نے یہاں پہ جو باتیں کی ہیں ان کا ہمیں جواب دیا جائے کہ جیسے کہ میں نے ذکر کیا کہ ایک نالے کے اندر زبردستی بلڈنگ بنا دی گئی ہے ہم آپ کے علم میں اس کا نوٹس لائے ہیں ان باتوں کا یہاں پہ ذکر کریں کہ لاہور کے شہریوں کے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر، میری بات سنیے انھوں نے آپ کو ایک پیشکش کی ہے کہ ان تمام معاملات پر آپ ان کے ساتھ بیٹھیں انھیں بلالیں اور آپ جہاں جہاں نشاندہی کریں گے جو معاملات غور طلب ہیں ان سب پر وہ توجہ دینے کے لیے تیار ہیں۔ اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ ادھر سے یہ فقرہ کہیں ادھر سے یہ کہہ دیں کہاں یہ ہو گیا اس کے لیے تھوڑی سی گفت و شنید کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس میں خدانخواستہ اس دن بھی کھوسہ صاحب نے بہت بات کی کہ میں وہاں گیا تھا اور ہم کیسے گئے تھے؟ اور یہ نہیں کرنا چاہتے۔ جناب! جمہوریت تو باہمی افہام و تفہیم سے چلتی ہے' گفت و شنید سے چلتی ہے' مکالمے سے چلتی ہے خدا کے لیے آپ اس مکالمے کو مت توڑیں اور اس میں آپس میں جو بول چال ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے دنیا آپ کی طرف دیکھ رہی ہے کہ آپ کب تک ایک دوسرے کی طرف سے منہ موڑے بیٹھے رہیں گے اور ملک تباہ ہوتا رہے گا۔ ازراہ کرم انھوں نے جو پیشکش کی ہے اسے سنجیدگی سے لیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، ہمارے جن دوستوں نے یہاں نشاندہی کی ہے کہ جن علاقوں میں' جن آبادیوں میں' جن عوام کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے وزیر موصوف ان کا یہاں پہ جواب دیں۔ جہاں تک پیکج کا تعلق ہے اس کے لیے پریس کانفرنس کرو اور اس میں پیکج کا اعلان کر دو۔

جناب سپیکر، انھوں نے جواب دیا ہے اب میرے حساب سے ان کے پاس 2 منٹ باقی ہیں انھوں نے بھی جو کچھ کہنا ہے وہ اسی 2 منٹ میں کہیں گے میں اس وقت ٹائم نہیں بڑھا رہا۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! وقت بہت کم ہے لیکن میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس طریقے سے ہم نے immediate پروگرام بنایا تھا وہ چھ مہینے کا تھا۔ میں میاں فضل حق صاحب کی توجہ چاہوں گا ہمارا دوسرا پیکج 2 سال کے لیے ہے 2 سال کے اندر اندر ہم ذریع کے اس نظام کو یقینی طور پر کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے ہم نے اربوں روپے رکھے ہیں اور باقی ہم نے پانچ سال کے لیے رکھے ہیں۔ جناب سپیکر! ہم نے

ایک اور فیصلہ کیا ہے کہ لاہور میں یا کسی جگہ پہ کوئی ایسی سڑک آئندہ نہیں بنے گی جس کے ساتھ ڈرین نہیں ہو گی۔ جناب سلہری صاحب نے مجھے فرمایا ہے کہ میں یہ بات پریس کانفرنس کے حوالے سے بات کر لینا۔ جناب والا ! آپ یقین کریں کہ پریس کے میرے دوستوں نے انھوں نے مجھے یہ مشورہ دیا تھا مجھے ٹیلی ویژن سٹیشن سے بھی دعوت آئی تھی کہ وہاں پہ جاؤں لیکن جب وزیر اعظم صاحب نے یہاں پہیہ اعلان کیا تو چونکہ آپ کے کمرے میں یہ بات طے ہو چکی تھی کہ ہمارے اجلاس میں بارشوں کے حوالے سے بات ہو گی تو میں نے یہ بات آپ بھائیوں کے ساتھ اس ہاؤس کے اندر بیٹھ کر کرنے کو ترجیح دی اور اس میں میں نے یہ ترجیح اس لیے دی کہ میں آپ کو پھر وہی دعوت دینی چاہتا ہوں کہ دو سال کے short term programme میں آپ فوری طور پہ ہمارے ساتھ شامل ہوں تو جناب سپیکر! اس بارے میں مجھے جو سب سے زیادہ کہا جا رہا ہے کہ انھوں نے جو باتیں کہی ہیں میں ان کا جواب دوں۔ میں نے آپ کی یہ تمام باتیں نوٹ کی ہیں کہ آپ کی کون سی ڈرینج تھی کہ جس کو بنانا تھا کیوں رک گئی؟ پانی نہیں گیا' پیسے بند کر دیے۔ میں نے آپ کے ساتھ یہ سب کے سب نوٹس لیے ہیں۔

جناب سپیکر، اور انشاء اللہ آپ اپنے محکموں کے ساتھ مل کر عمل درآمد بھی کرائیں گے۔

وزیر خزانہ، گوجر پورہ سے شادی پورہ کی اوپن ڈرین کا میں نے پورا پورا نوٹس لیا ہے' شاد باغ disposal سٹیشن کا میں نے پورا پورا نوٹس لیا ہے اس کے علاوہ وال سٹی کے ڈرینج کی remodeling کا میں نے پورا نوٹس لیا ہے۔ اس کے بعد نیسپاک والے پمپنگ سٹیشنز کا میں نے مکمل نوٹس لیا ہے' جناب والا! بارشوں کے بعد پمپس کا جو آپ نے حکم دیا تھا میں نے اس کی تعداد بتائی ہے تو جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ساتھیوں کو یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میں نے ان تمام چیزوں کا نوٹس لیا ہے اور ان تمام چیزوں کا مداوا جو 6 مہینے کے اندر ہے وہ کریں گے اور باقی ایک مثالی شہر کا نمونہ جو کہ مہذب قوموں کے دارالخلافہ کا ہونا چاہیے وہ میں ان کو یقین سے کہتا ہوں کہ 2 سال کے اندر اندر اس کی شکل میں انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ دکھاؤں گا' بہت مہربانی' بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، اب یہ اجلاس اتوار 3 بجے سہ پہر تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اڑتیسواں اجلاس)

اتوار 22۔ ستمبر 1996ء

(یک شنبہ 8۔ جمادی الاوّل 1417ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں سہ پہر تین بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا
تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا
اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا
الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

سورۃ الانعام آیت 152

کہو کہ (لوگو) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کر دی ہیں (ان کی نسبت اس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ ان کے پاس نہ پھٹکنا اور کسی جان (والے) کو جسے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا۔ مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کی وہ تمہیں تاکید کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

وما علینا الا البلاغ ۝

تعزیت

جناب غلام مرتضےٰ بھٹو کی وفات پر فاتحہ خوانی

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک مشتاق احمد اعوان) : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے ۔

سینئر وزیر : جناب سپیکر ! جناب مرتضیٰ بھٹو صاحب کی جو المناک وفات ہوئی ہے اس سلسلے میں میں ہاؤس سے درخواست کروں گا کہ فاتحہ خوانی کی جائے ۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے دعائے خیر کی جائے ۔

(اس مرحلے پر دعائے خیر / فاتحہ خوانی کی گئی)

میاں محمد شہباز شریف (قائد حزب اختلاف) جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے ۔

میاں محمد شہباز شریف : جناب سپیکر ! میں نے آپ جناب کو درخواست بھجوائی تھی کیونکہ ہماری پارٹی کا آج ایک اہم اجلاس ہو رہا تھا اور ہم نے آپ کو request کی تھی کہ ہاؤس کا اجلاس ساڑھے تین بجے تک مؤخر فرما دیں ۔ آپ تشریف نہیں رکھتے تھے ڈپٹی سپیکر صاحب سے بات ہوئی تھی اور انھوں نے بالکل اتفاق فرمایا کہ ہم اجلاس کو ساڑھے تین بجے شروع کریں گے ۔ ہمارا اجلاس جاری تھا اور ہمارے ممبران نے ابھی کھانا بھی نہیں کھایا تھا کہ ہمیں معلوم ہوا کہ اجلاس شروع ہو گیا ہے اور ہم دوڑ کر یہاں پہنچے ہیں ۔ جناب والا ! ابھی سوا تین بجے ہیں جبکہ ہمیں from Deputy Speaker clear cut یہ indicate کر دیا گیا تھا کہ بالکل ٹھیک ہے ہم اجلاس ساڑھے تین بجے شروع کریں گے ۔ اس کے لیے محترم میاں معراج دین صاحب اور میاں عبدالستار صاحب تشریف لے گئے تھے اور یہ پیغام انھوں نے ہمیں آ کر convey کیا کہ بات ہو چکی ہے اور اجلاس ساڑھے تین بجے شروع ہو گا ۔

جناب سپیکر : میں معافی چاہتا ہوں ۔ آپ کو علم ہے کہ اجلاس بروقت شروع ہوتا ہے اور جب میں آیا تو میں نے خاص طور پر آپ کو پیغام بھی بھجوایا کہ میں اجلاس میں جا رہا ہوں ۔

(اپوزیشن کی طرف سے آوازیں آئیں کہ ہمیں کسی نے نہیں بتایا)

میاں محمد شہباز شریف : مجھے کسی نے آ کر یہ نہیں بتایا، کسی نے آ کر نہیں بتایا ۔

جناب سپیکر : اب یہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ تک یہ پیغام کیوں نہیں پہنچا ۔ البتہ میں نے آپ کو پیغام بھیجا تھا ۔

میاں محمد شہباز شریف : آپ بے شک پوچھ لیجیے کہ میرے پاس آپ کا پیغام لے کر کوئی نہیں آیا۔

جناب سپیکر : میں نے تو بھیجا ہے بہرحال ہم اس بحث میں نہیں پڑتے ۔ اجلاس وہ بروقت شروع ہوتا ہے اور ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ آج کا دن ایسا ہے کہ خواہ مخواہ کی controversy میں نہ پڑا جائے ۔ وزیر قانون صاحب ! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے ؟

میاں محمد شہباز شریف : جناب سپیکر! ہم یہی تو کہہ رہے تھے کہ آج کا دن ایک ایسا دن ہے جس پر ہمیں ایک اہم موضوع پر بات کرنی ہے اور اسی لیے ہم نے آپ سے درخواست کی تھی کہ جناب سپیکر آپ ہمیں کچھ وقت عنایت فرما دیجیے ------

جناب سپیکر :جناب قائد حزب اختلاف ! ہم بھی آپ کا بہت دن انتظار کرتے رہے ہیں ۔ ہر روز ہی بہت اہم موضوعات پر گفتگو ہوتی ہے اور آپ کی خاطر کئی مرتبہ اجلاس کا ایجنڈا تبدیل کیا ہے لیکن میری آپ سے درخواست ہے کہ -------

میاں محمد شہباز شریف : جناب سپیکر ! میرے والد محترم بیمار تھے آپ کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ آپ یہ فرماتے ۔ میرے والد محترم بیمار تھے اور میں ان کی تیمار داری کے لیے مری میں تھا ۔

جناب سپیکر : ہم سب نے ان کے لیے دعا کی ہے ۔ آپ میری بات سنیے -----

میاں محمد شہباز شریف : آپ کیسی بات کر رہے ہیں ؟ یہ مناسب بات نہیں ہے ۔

جناب سپیکر : The Speaker is speaking. آپ میری بھی بات سنیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن ایسا ہے کہ اس میں ہم ایک خواہ مخواہ کی تلخی میں نہ جائیں ۔ وزیر قانون صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے؟

چودھری محمد وصی ظفر : جناب سپیکر ! وزیر قانون صاحب سے پہلے میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے----

جناب سپیکر : نہیں میں نے وزیر قانون کو فلور دیا ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب سپیکر ! اپوزیشن والے ابھی تشریف لائے ہیں اس لیے فاتحہ خوانی

دوبارہ کر لیں۔

میاں محمد شہباز شریف: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آج ایک اہم موضوع کے بارے میں آپ سے دو منٹ کی اجازت چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میں معافی چاہتا ہوں۔ میں ابھی کسی اہم یا غیر اہم موضوع پر بات نہیں کر رہا۔ میں نے فلور وزیر قانون کو دیا ہے۔

میاں محمد شہباز شریف: جناب سپیکر! یہ قضیہ بھٹو کراچی میں پولیس کے ہاتھوں قتل ہو گئے ہیں۔ میں نے اس بارے میں آپ سے اجازت لینی ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں میں نے آپ کو ابھی وقت نہیں دیا۔ آپ ذرا ایک منٹ صبر کریں۔ میں نے آپ کی بات سنی ہے اور اس کا جواب بھی دیا ہے اب میں نے وزیر قانون کو پہلے فلور دیا ہے۔ جی وزیر قانون صاحب!۔

وزیر قانون (میاں محمد افضل حیات): جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ آج ادھر ہاؤس میں دعائے مغفرت ہوئی ہے۔ جیسا کہ قومی اسمبلی نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا تھا اور ہماری آج قانون سازی کا دن تھا، قانون سازی ہونی تھی اس کے باوجود میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آج جو باقی ماندہ کارروائی ہے اسے ختم کر دیا جائے کیونکہ ہمارے بہت سے ممبران نے ساڑھے چار بجے فلائٹ بھی لینی ہے، کئی ادھر چلے بھی گئے ہیں، کئی ادھر پہنچے ہوئے ہیں اور ایک دو دن واپس آنے میں بھی لگیں گے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس دعائے مغفرت کے بعد آج کی کارروائی ختم کر دی جائے۔

جناب سپیکر: میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور میرے پاس اس ہاؤس کو prorogue کرنے کے آرڈرز بھی آ چکے ہیں۔

In exercise of the powers conferred on me under Article (109) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Lt. Gen. (Retd.) Raja Saroop Khan**, *Governor of the Punjab*, hereby prorogue the Assembly w.e.f. September 22, 1996, after the proceeding of the day.

اجلاس کی طلبی کا فرمان

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Lieutenant General (Retired) RAJA SAROOP KHAN, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 10th October, 1996 at 3.00 p. m in the Assembly Chambers, Lahore

Dated Lahore, the
3rd October, 1996.

LT. GEN. (RETD) (RAJA SAROOP KHAN)
Governor of the Punjab

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا انتالیسواں اجلاس)

جمعرات 10۔ اکتوبر 1996ء

(پنج شنبہ 26۔ جمادی الاول 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر تین بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا
وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا
تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ
اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا
مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا
اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

سورۃ البقرہ آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا برے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول چوک ہوگئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر۔ اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب کر۔

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سیکرٹری! صدر نشینوں کے اسمائے گرامی پڑھ کر سنائے جائیں۔

چیئرمینوں کا پینل

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۲ء کے قاعدہ ۔ ۱۴ کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے،

1۔ چودھری محمد وصی ظفر (پی پی۔۵۴)

2۔ رانا آفتاب احمد خان (پی پی۔ ۵۲)

3۔ جناب تاج محمد خان زادہ (پی پی۔ ۱۳)

4۔ چودھری محمد منیر ازہر (پی پی۔ ۱۸۵)

شکریہ۔

توجہ دلاؤ نوٹس کو ملتوی کرنا

جناب سپیکر، نوٹس ہائے برائے طلبی توجہ کا وقت ہے۔

وزیر قانون، جیسا کہ انھوں نے تحریری طور پر بھی آپ کو اطلاع فرمائی ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ مجھے انھوں نے اپنی حالات کی اطلاع بھیجی ہے۔

وزیر قانون، جناب قائد ایوان کی طبیعت ابھی تک ٹھیک نہیں ہے، علیل ہیں اور ڈاکٹر نے انھیں مکمل آرام کا مشورہ دیا ہے، اس لیے وہ تشریف نہیں لا سکے۔ جب وہ آئندہ اجلاس میں تشریف لائیں گے۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، اجلاس تو ابھی چلے گا۔ تیرہ تاریخ کے لیے رکھ لیتے ہیں۔

وزیر قانون، تیرہ کو وہ اگر تشریف لے آئے تو وہ جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر، تیرہ تک کے لیے اس کو ملتوی کرتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ انھیں صحت دے۔ لیکن اس سوال کو تیرہ تاریخ تک کے لیے 'next day' کے لیے، ملتوی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

تعزیت

مسجد الخیر ملتان میں فائرنگ سے شہید ہونے والوں کے لیے فاتحہ خوانی

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! میری نہایت عاجزانہ گزارش ہے کہ مسجد الخیر میں پچھلے دنوں ملتان میں جو فائرنگ کے نتیجے میں مسلمان شہید ہوئے ان کے لیے دعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی فرما لیں۔

جناب سپیکر، ہاؤس کو منظور ہے تو بڑی خوشی سے ــــ دعائے خیر کیجیے۔(فاتحہ خوانی کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، تحریک استحقاق کا وقت ہے۔ سید تابش الوری صاحب کی تحریک استحقاق ۵۳ پچھلی دفعہ نہیں آسکی تھی۔ شاید آپ نے دوبارہ نوٹس دیا ہے۔

دیہات میں بجلی کی فراہمی کے پروگرام میں رکن اسمبلی کے سفارش کردہ منصوبے کی عدم تکمیل

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے 94 - 1993ء کے ویلج الیکٹریفکیشن پروگرام کے تحت اپنے منصوبے صوبائی حکومت کو پیش کیے تھے جو قاعدے کے مطابق منظور کرنے کے بعد عمل درآمد کے لیے واپڈا کو بھیج دیے گئے۔ اس کے بعد 95 - 1994ء میں بھی میں نے اپنے حلقہ کے صوبائی ترقیاتی فنڈ سے بجلی کی فراہمی کے لیے 4 لاکھ روپے کی رقم صوبائی حکومت کے توسط سے واپڈا کے سپرد کر دی تاکہ وہ ڈیپازٹ ورک کے طور پر مجوزہ سکیموں کی تکمیل کرا سکے۔ اس سلسلے میں مسلسل رابطہ کر کے پروجیکٹ ڈائریکٹر واپڈا ملتان چودھری فقیر نذیر سے کہا گیا کہ وہ ان منصوبوں کے لیے مطلوبہ میٹریل فراہم کر کے ان کی جلد تکمیل کرائیں۔ حال ہی میں جب انھیں یاد دہانی کرائی گئی تو ان کی طرف سے جواب ملا کہ وہ "اوپر" کی ہدایات پر صرف پیپلز پارٹی کے ارکان اسمبلی کے منصوبے مکمل کرا رہے ہیں اور اپوزیشن کے ارکان کے منصوبوں کی تکمیل سے انھیں روک دیا گیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ تین سال گزرنے کے باوجود ایک

کے سوا باقی تمام سکیمیں سرد خانے کی نذر ہیں۔ پچھلے چند دنوں میں، میں نے ایک درجن مرتبہ ان سے فون پر رابطے کی کوشش کی مگر ان سے بات کرنے میں ناکام رہا۔ پروجیکٹ ڈائریکٹر کا یہ طرز عمل نہ صرف اپنے اختیارات سے تجاوز اور امتیازی و انتقامی نوعیت رکھتا ہے بلکہ میرا آئینی اور قانونی استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔

MR SPEKAER: Any short statement?

سید تابش الوری، جناب والا! میری تحریک استحقاق اپنی نوعیت میں خود بڑی واضح ہے اور اس سے پہلے بھی آپ اسی نوعیت کی دو تحریکیں مختلف اراکین کی طرف سے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر چکے ہیں۔ یہ میری یا کسی رکن کی ذات کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ علاقے کی ترقی کا مسئلہ ہے۔ علاقے میں روشنی پھیلانے کا مسئلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے پر دو رائے نہیں ہوسکتیں کہ پنجاب کے ہر شہری کو روشنی بلاامتیاز ملنی چاہیے اور اس کے لیے حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے درمیان کسی قسم کا امتیاز نہیں برتا جانا چاہیے لیکن بدقسمتی سے سیاسی سطح پر بھی اور اب انتظامی سطح پر بھی، محکمانہ سطح پر بھی مختلف محکموں کو سیاسی آلہ کار بنا کر عوام کو بنیادی ضرورتوں اور سہولتوں سے محروم رکھنے کی ایک منتقمانہ پالیسی اختیار کی جا رہی ہے جو کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر آپ کا ذہن بھی صاف ہے کہ ترقیاتی کاموں کے سلسلے میں بھی اور یہ جو ویلج الیکٹریفکیشن کا پروگرام ہے یہ ورلڈ بینک اور مختلف جو مالیاتی عالمی ادارے ہیں ان کا donated ہے اور ان کا بھی اصرار یہ ہے کہ اسے میرٹ کی بنیاد پر جہاں جہاں بجلی کی ضرورت ہو وہاں خرچ کیا جانا چاہیے۔ اس عالمی ادارے کی واضح ہدایت کے باوجود اسے ایک مخصوص پارٹی اور اس کے ارکان کے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنا بین الاقوامی معاہدے کی بھی خلاف ورزی ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو جس طرح سے پہلے آپ نے سنجیدگی سے لیا ہے اسی طرح سے اب بھی اس کی اہمیت کے پیش نظر آپ اسے فوری طور پر زیر بحث لانے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلے میں پروجیکٹ ڈائریکٹر نے کچھ تفصیل بھیجی ہے کہ جناب تابش صاحب کو 1993-94ء کے کوٹہ میں 20 لاکھ کے سات منصوبے دیے تھے جن میں سے مندرجہ ذیل دو مکمل ہو گئے ہیں۔ بستی گڈیاں موضع جہانگیر والا، بستی اوڈاں والی موضع باسط پور۔ تین بستیوں کو کھمبے

دے دیے گئے ہیں جبکہ دو ورک آرڈر کے لیے دیے ہوئے ہیں۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ حلقہ پی پی 222 میں ویلج الیکٹریفکیشن پروگرام کے تحت صوبائی حکومت کی طرف سے 4 لاکھ روپے کی بجائے 3 لاکھ روپے کی منظوری موصول ہوئی اور 8 سکیمیں موصول ہوئیں جن میں سے ایک سکیم مجید کالونی مکمل ہو چکی ہے۔ باقی 6 بستیوں کو جو کھمبے دیے ہیں وہ موقعہ پر پہنچ چکے ہیں اور سکیم کا estimate ابھی ایکسیئن نے منظور کیا ہے۔ مزید یہ کہ ایم۔ پی۔ اے صاحب نے مجھ سے رابطہ کیا اور اپنے کاموں کے متعلق پوچھا۔ ان کے تمام کاموں کی تفصیل بتائی گئی اور میں نے ان کو پرانے کاموں کے متعلق بتایا کہ اوپر سے ہدایت ہے کہ ان کو بند کر دیا جائے۔ اس فقرے کو mis-understand کر گئے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام جو 1988ء سے لے کر 1993ء تک منظور ہوئے تھے ان کے فنڈز ختم ہو چکے ہیں اور ان کے متعلق آرڈرز کو بند رکھا گیا ہے جب تک فنڈز مہیا نہیں کیے جاتے۔ ان کاموں کی تعداد 451 ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت 1673 کام 13 ضلعوں میں ہو رہے ہیں۔ ان کاموں کو مکمل کرنے کے لیے کچھ وقت درکار ہے۔ مزید یہ کہ میری طرف سے ان کو کوئی تکلیف ہوئی ہے تو میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر، جی، تابش صاحب! آپ نے لاء منسٹر صاحب سے سن لیا ہے۔ اب آپ کیا کہتے ہیں؟

سید تابش الوری، جناب والا! آپ نے خود ہی ملاحظہ فرما لیا۔ اس میں انھوں نے جزوی طور پر ایک ہی بات تسلیم کی ہے۔ میں نے کہا ہے ایک کے سوا۔ انھوں نے کہا ہے کہ ایک ہی مکمل ہوئی ہے اور باقی ایک جگہ ایک کھمبہ لگایا ہے۔ تو یہ 1993-94ء کا منصوبہ ہے۔ یہ کوئی آج کا منصوبہ نہیں ہے۔ اب 1993-94ء سے اب تک اگر یہ سکیمیں منظور نہیں ہوتیں تو آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس میں یقیناً کوئی مشوق ہے اس پردہ زنگاری میں۔ کوئی نہ کوئی ایسی بنیادی وجہ موجود ہے کہ یہ 1996-97ء کے ہو گئے۔ تو ہمارے 1993-94ء میں ایک ہی دفعہ انھوں نے یہ مہربانی کی تھی کہ تمام اراکین کو اس کا مستحق سمجھا تھا اور یہ فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کے تحت یہ ایک کارروائی ہوئی تھی جو ابھی تک نامکمل ہے اور ہم شرمندہ ہیں۔ اگر یہ اعلان کر دیں کہ وہ ہم نے اب withdraw کر لیے ہیں تو ہم کم از کم لوگوں کو بتا دیں گے کہ جناب! انھوں نے جو مہربانی کی تھی وہ withdraw کر لی ہے اور ظاہر ہے کہ ہم ایسی صورت میں ان کے سامنے سرخرو ہو جائیں گے۔

وزیر قانون، جناب والا!

جناب سپیکر، جی' ان کی بات مکمل ہو جائے۔

سید تابش الوری، جناب والا! اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جیسے پہلے اسی نوعیت کی اور بالکل اسی انداز کی دو تحریکیں منظور ہوئی ہیں یہ بھی وہاں چلی جائے۔ مقصد صرف تکمیل کرانا ہے۔ نہ ہم نے انھیں زچ کرنا ہے اور نہ ہی ہم نے ان کی تحقیر کرنی ہے۔ ہم ان سب کا احترام کرتے ہیں۔ پھر آپ کو معلوم ہے کہ میں ذاتی معاملات پر تحریکیں دیتا نہیں ہوں لیکن مجبور ہو کر کے مجھے ایسا کرنا پڑ رہا ہے۔

جناب سپیکر، جی' لا منسٹر صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں صرف یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ جناب تابش صاحب کے کاموں کی جو تکمیل ہے وہ میرے کاموں کی تکمیل سے بہتر ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، نہیں' اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ کو بھی شکایت ہے؟ آپ بھی کہیں تحریک استحقاق تو نہیں لا رہے؟

وزیر قانون، نہیں' میں نہیں لا رہا۔ میں ویسے ان پر رشک کر رہا ہوں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، اچھا' پھر ان کی مختصر سی گزارش ہے۔ اسی طرح کی پہلے بھی ایک آدھ منظور تو کی ہے۔ تابش صاحب حالانکہ معذرت تو انھوں نے کر لی ہے لیکن آپ کی اگر تشفی اس بات سے ہوتی ہے تو پھر آپ بات کریں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں تو اس کی تکمیل چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، تو تکمیل کیسے ہو سکتی ہے؟

سید تابش الوری، تکمیل ایسے ہی ہو گی۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ جیسے ہی آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں گے تکمیل شروع ہو جائے گی۔ اب یہ طریقہ کار خاصا رائج ہوتا جا رہا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! کوئی نہ کوئی طریقہ تو ہوتا ہے۔ ویسے This is misuse of privilege motion.

جناب سپیکر، یہ صحیح ہے۔ لیکن یہ ہے کہ اس کے بغیر لگتا ہے کہ لوگوں کے کان پہ جوں نہیں رینگتی یا تو آپ ہاؤس میں وعدہ کریں کہ آپ ان کا یہ جو رکا ہوا کام ہے' ضروری ہے' اس کی تکمیل کے لیے

آپ کہیں گے، تاکید کریں گے وہ ہو جائے گا۔ سینئر منسٹر صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ تو پھر تو ہم اس کو چھوڑ دیں۔

وزیر قانون، میں بغیر کسی سے پوچھے وعدہ اس لیے نہیں کر رہا کیونکہ میں ہاؤس میں یہ بالکل صحیح بات کہہ رہا ہوں کہ اگر میں یہ کروا سکتا تو پہلے میں اپنا تو کروا چکا ہوتا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اس کو چھوڑیں آپ تو کمزور آدمی ہیں۔ آپ اپنا نہیں کروا سکتے۔ شریف آدمی اپنا کام کہاں کروا سکتا ہے لیکن دوسروں کا کروا سکتا ہے۔ اچھا آپ ایسا کریں کہ ۱۲ تاریخ تک آپ اس کا پتا کر لیں۔ یہ ہونے کے لائق ہے آپ وعدہ کرتے ہیں اگر آپ assurance دے دیں گے تو ہم اس کو assurance کے طور پر لے لیں گے۔ اگر یہ assurance نہیں دیں گے تو پھر اس پر غور کر لیں گے کہ اسے admit کرنا ہے یا نہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ اسی نوعیت کے تحریک پہلے admit کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ بجا ہے۔

سید تابش الوری، دوسرے جناب والا! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ واپڈا تو ان کے ماتحت ہے نہیں۔ اگر واپڈا ان کے ماتحت ہوتا اگر واپڈا صوبائی ہوتا تو میں شاید یہ پیش بھی نہ کرتا۔ یہ اپنے معاملے میں کہہ رہے ہیں کہ میں بے بس ہوں تو پھر یہ میرا کام کیا کروا کر دیں گے۔ جناب سپیکر! جو اپنے معاملے میں بے بس ہو اور کہہ رہا ہو کہ آپ کے معاملے میں میرا کام بہت ہی پیچھے ہے تو میں کیسے توقع کر سکتا ہوں کہ یہ میرے کام کی تکمیل کروا سکیں گے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اسے Privilege Committee کو refer کر دیں گے تو آپ یقین جانیے کہ کام ہو جائے گا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم الوری صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ کسی ورکنگ ڈے پر میرے پاس تشریف لے آئیں میں خود ان کے ساتھ واپڈا کے آفس میں جا کر ہر اس مرحلے سے گزرنے کے لیے تیار ہوں جس سے ان کا یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہو۔

جناب سپیکر، تابش صاحب! کیا آپ کو ربانی صاحب کی تجویز قبول ہے؟

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں نے ان کی بات سنی نہیں۔

جناب سپیکر، چلو ان کو دوبارہ بتا دیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے الوری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کسی بھی ورکنگ ڈے پر میرے پاس تشریف لے آئیں یا مجھے بلا لیں میں ان کے ساتھ واپڈا کے دفتر میں جانے کے لیے تیار ہوں اور میں ہر اس مرحلے پر ان کا ساتھ دوں گا جس سے ان کا معاملہ جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچ سکے۔ تابش صاحب! کیا ابھی بھی آپ کو سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں یہ بہتر رہے گا۔

سید تابش الوری، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی اس assurance پر اسے dispose of کرتے ہیں۔ سید خلیل الرحمٰن چشتی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۵۴ ہے۔ جی چشتی صاحب!

سید محمد خلیل الرحمٰن (پارلیمانی سیکرٹری)، جناب والا! آپ اسے کل کے لیے pending کر لیں۔

جناب سپیکر، اسے ۱۲ تاریخ تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ جی رانا صاحب!

پنجاب اسمبلی بلڈنگ پر مشتعل ہجوم کا حملہ

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ ۷۔ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو حکومت کے خلاف ایک احتجاجی ریلی کے اختتام پر قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف میاں نواز شریف صاحب کی تقریر کے دوران مشتعل ہو کر ان کے کارکنوں نے پنجاب اسمبلی کی عمارت پر حملہ کر دیا' دروازے توڑ کر اندر داخل ہو گئے' زبردست توڑ پھوڑ کی حتیٰ کہ بابائے قوم بانی پاکستان حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر اتار کر پاؤں تلے روندی گئی۔

اس باوقار اور محترم ایوان جس کے لیے مقدس کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے کی اس بے حرمتی سے نہ صرف میرا بطور رکن صوبائی اسمبلی پنجاب بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو روزانہ میٹنگ کر کے اس

واقعہ کے ذمہ دار لوگوں کے خلاف بلا تفریق حیثیت اور عہدہ قانون کے مطابق کارروائی ensure کرے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر، ایک منٹ ۔ ان کی short statement بھی سن لی جائے ۔ اس issue پر اور بھی کئی دوستوں کی تحریکیں ہیں ۔ انعام اللہ خان نیازی کی ہے ' جناب غلام سرور خان صاحب کی تحریک ہے۔ میرے پاس اس وقت یہ دو ہیں ۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! اس کے واقعہ کے سلسلے میں ایک Adjournment Motion بھی دی گئی ہے ۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! سید ظفر علی شاہ صاحب کی طرف سے ایک جامع تحریک استحقاق آپ کے پاس ہے میں چاہوں گا کہ آپ اسے بھی منگوا لیں ۔

جناب سپیکر، وہ میری فائل میں نہیں ہے ۔ اگر یہ circulate ہو جاتی ہے تو یہ میرے پاس آ جائے گی ۔ فی الحال ان کا short statement ہو جائے ۔

سید تابش الوری، جناب والا! یہ اتنا سنگین اور اہم مسئلہ ہے اور ہم چاہیں گے کہ آپ اسے فوری طور پر لیں ۔

جناب سپیکر، آپ اسے سنجیدگی سے لیں ۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! صرف ایک بات سن لی جائے ۔

جناب سپیکر، فرمائیے ۔

چودھری پرویز الٰہی، اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہو گی کہ اسی واقعے کے سلسلے میں تحاریک استحقاقات بھی ہیں ۔ تحاریک التوائے کار بھی ہیں اور اپوزیشن کی طرف سے ایک resolution بھی جناب کے دفتر کو کل ہی ہم نے دیا ہے ۔ یہ جو ایک اہم issue ہے کیوں نہ آپ اس کے اوپر ایک گھنٹہ مقرر کر دیں تاکہ اس پر مکمل بحث ہو جائے ۔ ہماری اپوزیشن کی تو یہ رائے ہے کہ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ سارے کام چھوڑ کر اس پر بحث ہونی چاہیے اور اس کی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کروائی جائیں ۔ جناب سپیکر! یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور ثبوت موجود ہیں کہ یہ سارا کام ایجنسیوں نے کیا اور حکومت کی طرف سے پلاننگ کے تحت ہوا ہے اور حکومت کے کہنے پر یہ سارا کام ہوا ہے ۔

جناب سپیکر، مہربانی---- میرا خیال ہے کہ جس طریقے سے یہ کام چل رہا ہے کارروائی کو اس کے مطابق چلائیں ۔ (قطع کلامیاں) دیکھیے میری بات سنیے ۔ میں بات کر رہا ہوں ۔ Please, you have to listen to me ربانی صاحب ! آپ سمیت ۔ شاہ صاحب! آپ کو بھی میری بات سننی ہو گی ۔ آپ تشریف رکھیے ۔ آپ بیٹھیے۔ گزارش یہ ہے کہ تحریک استحقاق آپ کی بھی ہے اور دوسرے دوستوں کی بھی ہے۔ تحاریک التوائے کار بھی ہیں۔ Resolution کا نوٹس مجھے ملا تھا جو چیمبر میں میں نے نامنظور کیا ہے ۔ پہلے تحریک استحقاق آ گئی ہے اور انہوں نے پڑھ دی ہے ۔ اب انہیں short statement کا موقع دیجیے پھر اس سے آگے چلتے ہیں ۔ دوسری تحریکیں تو اس کے ساتھ ہیں وہ بھی میرے نوٹس میں ہیں ان کو بھی موقع دیں گے ۔ آپ تسلی رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اس موقع پر یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ پیشتر اس کے کہ فاضل وزیر صاحب اس پر اپنی short statement دیں انہوں نے موشن تو پڑھ دی --- (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ ہاؤس کو in order کریں ۔

جناب سپیکر، میں فاضل اراکین سے گزارش کرتا ہوں کہ خدا کے لیے کبھی کبھی سنجیدہ بھی ہوجائیں اجلاس کی کارروائی میں بھی دلچسپی لیں اور میں نے بارہا کہا ہے کہ دوستوں نے آپس میں اگر کوئی ضروری بات کرنی ہے تو کیا اتنی آواز سے کرنی ہے کہ ہاؤس کی کارروائی رکے لابی اسی لیے بنی ہے آپ لابی میں جا سکتے ہیں ۔ جی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ short statement میں چونکہ انہوں نے اپنا mind دینا ہے اور یہ کسی طریقے سے بھی دینا ہے ۔ اسی مسئلے پر تحریک التوائے کار بھی move ہو چکی ہے---

جناب سپیکر، لیکن Adjournment Motions کی باری بعد میں آئے گی ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب میں آپ سے عرض کرتا ہوں ۔ باری کی الگ بات ہے ۔ میں اور بات عرض کرنے لگا ہوں۔ یہ جو تحاریک استحقاقات ہیں جو ایک سے زیادہ ہیں آپ انہیں in tact رکھیں اس معاملے کی نوعیت کے پیش نظر اور related matter ہونے کے پیش نظر آپ تحاریک التوائے کار پر

پہلے فیصلہ کر لیں ممکن ہے آپ اس کو accept کرتے ہیں یا اس کو reject کرتے ہیں۔ Privilege Motion پر تو آپ Adjournment Motion پر بحث سننے کے بعد بھی فیصلہ دے سکتے ہیں کہ All right it is a fit case for Privilege Committee اس لیے میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ تحاریک التوائے کار جو اسمبلی matter سے related ہیں ان کو آپ for the time being pending کر کے adjournment motions کو پہلے لیں اس کے بعد privilege motion کے مسئلے کو لیں۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ میں اس suggestion کو قبول نہیں کر رہا۔ میں تحریک استحقاق شروع کر چکا ہوں۔ تحریک استحقاق آ چکی ہے ۔ اس کے مطابق ہم کارروائی کو چلائیں گے ۔ ابھی سارا دن پڑا ہے۔ اور بہت وقت ہے ۔ آپ آگے چلیے۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! رانا اکرام ربانی صاحب کی جو تحریک استحقاق ہے۔ اسی سے identical تحاریک استحقاق ہماری بھی ہیں ۔ میری یہ گزارش ہے کہ ان سب کو اکٹھا کر کے ایک دفعہ فیصلہ کر لیا جائے یہ زیادہ اچھی بات ہو گی۔

جناب سپیکر، جی ۔ آپ فکر نہ کریں ۔ میں سب کو اکٹھا کر رہا ہوں ۔ آپ فکر نہ کریں ۔ موقع تو دیجیے۔ بات تو کرنے دیجیے۔

میاں عبدالستار، تو پھر رانا صاحب کی بات کے بعد ہماری تحریک استحقاق کو لیجیے۔

جناب سپیکر، آپ اطمینان رکھیے ۔ جس جس کی بھی تحاریک استحقاقات ہیں جو میری فائل میں ہیں اور جن جن کی باری ہے میں اسے موقع دوں گا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ایک بڑے اہم واقعہ کے حوالے سے اپنا نقطہ نظر ایوان کے سامنے پیش کرنے کا موقع دیا ہے۔ یہ جو میرے دوستوں نے اعتراضات اٹھائے ہیں میری بات پوری ہونے کے بعد ان کی شاید ضرورت محسوس نہ ہوتی اس افسوس ناک ، شرم ناک اور قابل مذمت واقعے کے حوالے سے میں بڑے دکھی دل کے ساتھ یہ باتیں یہاں پر عرض کر رہا ہوں ۔ آج اس نشست پر میاں شہباز شریف صاحب اور اس وقت چودھری پرویز الٰہی صاحب تشریف فرما ہیں مجھے بھی اس نشست پر بلاشبہ ایک بہت بڑا اعزاز حاصل رہا۔اور

اس اسمبلی کے درو دیوار اور یہاں پر بیٹھے ہوئے تمام وہ دوست جو 1990ء سے 1993ء تک ہمارے ساتھ اس exercise میں شامل رہے اس بات کے گواہ ہیں کہ میں نے کبھی اپنی زبان سے کوئی ایسا لفظ ادا نہیں کیا۔ جو اس ایوان کے احترام کے خلاف سمجھا گیا ہو۔ حالانکہ اسی طرح اسمبلی کے سامنے مجھے بھی آنسو گیس کا شیل لگا تھا لیکن میں نے اس کے باوجود اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھتے ہوئے اس ایوان کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھا تھا۔

جناب سپیکر! میں اپنی تحریک استحقاق کے سلسلہ میں شارٹ سٹیٹمنٹ عرض کروں گا لیکن مجھے اجازت دیجیے کہ جہاں جہاں مجھے انگریزی اخبار کے حوالے سے انگریزی زبان کا سہارا لینا پڑے یا وہ رپورٹنگ جس پر میں نے انحصار کیا ہے' ان کو میں مختصراً یہاں پڑھ سکوں۔

جناب سپیکر، سٹیٹمنٹ کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ انگریزی چھوڑ فرانسیسی quote کر دیں۔ مجھے کیا اعتراض ہے؟ لیکن مختصر کیجیے گا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ،جناب سپیکر! میں نے اس پر حکومت کا کوئی موقف پیش نہیں کیا۔ نہ پیش کروں گا۔ جو حکومت کی طرف سے پریس نوٹ آیا ہے میں اس کا حوالہ بھی نہیں دوں گا۔ لیکن میں یہ بات ضرور عرض کرنی چاہوں گا کہ میں پریس کے دوستوں کا شکرگزار ہوں۔ پنجاب کے عوام ان کے ممنون ہیں کہ انھوں اپنے الفاظ میں اور کیمرے کی آنکھ سے اس واقعے پر اتنی تفصیلی روشنی ڈالی ہے کہ جس وقت اس کمیٹی میں اس واقعہ کے حوالے سے تحقیق شروع ہو گی تو تمام چہرے سامنے آجائیں گے۔

جناب سپیکر! مجھے معلوم تھا کہ counter allegations بھی آئیں گے۔ کہا جائے گا کہ گورنر ہاؤس میں بیٹھ کر یہ سکیم تیار ہوئی۔ کبھی کہا جائے گا کہ جناب سپیکر نے یہ سکیم تیار کی تھی۔ اگر میرے دوست میری بات کو غور سے سننے کی تکلیف گوارا کر لیتے تو انھیں احساس ہو جاتا کہ میں نے اس میں لکھا ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے جس میں حکومت کی نمائندگی بھی ہے اور اپوزیشن کو بھی اپنا نقطۂ نظر بڑے کھلے طور پر بیان کرنے کا' ثابت کرنے کا موقع ملے گا۔ جناب سپیکر! میں الفاظ دہرانا چاہتا ہوں کہ اس واقعے کہ ذمے دار لوگوں کے خلاف بلا تفریق حیثیت' میں نے حکومت کے کسی عہدے کا ذکر نہیں کیا' میں نے اپوزیشن کے کسی لیڈر کو allege نہیں کیا۔ قانون کے مطابق کارروائی ensure کرے۔ مجھے اس بات کا بھی احساس تھا کہ میں اس کی ڈرافٹنگ

کرتے وقت لکھوں کہ "محترم نواز شریف صاحب کی تقریر سے مشتعل ہوکر۔" لیکن میں نے احتیاط اس حد تک کی کہ میں نے وہ "سے مشتعل" کے الفاظ نکال کر "کے دوران مشتعل" کے الفاظ استعمال کیے۔ حالانکہ اخبارات اس بات کے گواہ ہیں۔ فرداً فرداً اخبارات اس لیے میں پڑھنا چاہتا ہوں کہ وہ آپ کے پاس رہے۔ اگر میری تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہوتی ہے تو کمیٹی کے سامنے یہ facts and figures رہیں۔ "روزنامہ پاکستان" ہے۔

"پنجاب اسمبلی پر حملہ ----- زبردست توڑ پھوڑ پاکستان بچاؤ ریلی کے اختتام سے کچھ دیر قبل پاکستان مسلم لیگ (ن) کے بعض کارکنوں نے پنجاب اسمبلی پر حملہ کر دیا۔ اسمبلی کے اندر داخل ہو کر سارا سامان تلپٹ کر دیا۔ اور گیٹ کو آگ لگانے کے بعد موزروں سے اندھا دھند فائرنگ کی۔ نجی کارکنوں نے اسمبلی پر قبضہ کر کے مسلم لیگ کا جھنڈا لہرا دیا اور نواز شریف کی تصویر والے پوسٹر بھی اسمبلی کی دیواروں پر چسپاں کر دیے۔"

یہ "پاکستان" اخبار کی رپورٹنگ ہے۔ کسی وزیر کا بیان نہیں۔ روزنامہ "جنگ" میں دیا گیا ہے"

"ریلی کے متعدد شرکاء پنجاب اسمبلی میں گھس گئے۔ توڑ پھوڑ۔"

اس کے بعد روزنامہ "صحافت" ہے۔ اس میں یہ allege کیا گیا ہے کہ "وہ پولیس کانسٹیبل جو پنجاب اسمبلی کی عمارت پر متعین تھے وزیر اعلیٰ پنجاب سردار عارف نکئی نے گزشتہ روز اپوزیشن کی ریلی کے دوران تعینات ایسے پولیس اہلکاروں کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کا حکم دے دیا ہے جو پنجاب اسمبلی کے سامنے اپنی پوزیشنیں چھوڑ کر بھاگ گئے جس کے باعث ریلی کے شرکاء کو پنجاب اسمبلی کے اندر جا کر توڑ پھوڑ کرنے کا موقع ملا۔"

"روزنامہ صداقت" میں ہے۔ "پھر لیگیوں نے پنجاب اسمبلی کو آگ لگا دی"۔ اپوزیشن کی طرف سے رپورٹنگ ٹیم کی یہ رپورٹ ہے It is not a statement by the minister or a press note. عوامی ریلی فیصل چوک پہنچ کر ہنگامے کا شکار ہو گئی۔ قائد حزب اختلاف میاں محمد نواز شریف کی تقریر کے دوران مسلم لیگ(ن) کے سینکڑوں کارکنوں نے پنجاب اسمبلی کی عمارت پر ہلہ بول دیا انھوں نے اسمبلی کی عمارت میں داخل ہو کر توڑ پھوڑ شروع کر دی۔ کھڑکیاں اور دروازے توڑ دیے۔ عمارت میں موجود فرنیچر کو آگ لگا دی اور مسلم لیگ کے کارکنوں نے دیوار پر چسپاں قائد اعظم

کی تصویر کو نیچے گرا دیا۔ روزنامہ "خبریں" میں ہے۔

"عوامی ریلی پنجاب اسمبلی پر حملہ، فائرنگ، کارکنوں نے اسمبلی ہال میں فرنیچر توڑ دیا تصاویر اتار پھینکیں، شیشے توڑ دیے، فائلوں کو آگ لگا دی۔ "دی نیوز" میں دیا گیا ہے۔

"The activists ransacked Assembly Building". کو میں دہرانا نہیں چاہتا۔ لیکن اس میں انھوں نے ایک بڑی دلچسپ چیز لکھی ہے۔

"All the photographs except of Zia ul Haq and Nawaz Sharif were completely destroyed".

جس سے ان کارکنوں کی وابستگی کا اندازہ ہوتا ہے کہ کن تصویروں کو بخشا گیا اور کن کو نہیں بخشا گیا۔ ان تصویروں میں قائد اعظم کی تصویر بھی شامل تھی۔ جن کے وارث ہونے کا دعویٰ میرے یہ دوست کرتے ہیں۔ Frontier Post: Angry mob ransacked Punjab Assembly Building میں یہ بات ریکارڈ پہ لانا چاہتا ہوں کہ میں نے کسی وزیر کا بیان quote نہیں کیا میں نے پریس نوٹ کا حوالہ نہیں دیا۔ یہ اخباری خبریں ہیں جو رپورٹنگ ٹیم نے موقع پر تصویریں بنائی ہیں۔ اور ان تصویروں میں وہ چہرے بڑی وضاحت سے سامنے آجاتے ہیں جو اسمبلی کے اندر موجود تھے اور تصویریں اتار رہے تھے۔

"The Assembly Building attacked" "The Nation."

"The Pakistan Times". "The PML and the Activists ruined Punjab Assembly Building". "Dawn": A group of PML Workers attacked the Assembly building, badly damaging it . At least 3 PML workers and 5 police officials including three Deputy Superintendents of Police and Area Magistrates sustained injuries...

MR SPEAKER: I call the House to order please.

MR IKRAM RABBANI: ". . . . sustained injuries during the firing and stoning by a crowd and tear gassing by the police. One of the PML Activists stated to be an Assistant of Mr Akhtar Rasul, MPA, received a serious bullet injury. He

was admitted to the hospital. They ransacked the security office and couple of other rooms containing the Assembly Records. "

جناب والا! اس میں تصویریں دی گئی ہیں۔ جس وقت میں نے بات شروع کی میرے سب دوستوں نے "نوائے وقت" "نوائے وقت" کی بات کی ۔ میرے پاس نوائے وقت بھی ہے ۔ انھوں نے بڑی کوشش سے شاید اس میں کوئی menouver کرنے کی کوشش کی ہو گی مگر اتنی گہرائی سے انھوں نے کبھی معاملے کو دیکھا ہی نہیں۔ یہ "نوائے وقت" ہے اور اس کے پچھلے صفحے پر جو خبر لگی ہے۔ یہ کسی وزیر کا بیان نہیں ہے۔ (وقائع نگار خصوصی) اپوزیشن کی ملک بچاؤ ریلی کے موقع پر ---" اس سے اس ریلی کے شرکاء کے mood کا اندازہ ہوتا ہے کہ ملک کو بچانے کے لیے ان میں کس حد تک دلچسپی ہے ' قائد اعظم کی شخصیت سے ان کی کس طرح سے وابستگی ہے یا وہ کس ذہن کی پیداوار ہیں ' کس دور کی پیداوار ہیں ' کس سوچ کی پیداوار ہیں ' ان کے دورِ اقتدار میں اس ملک کے ساتھ کیا ہوا اور اگر خدا نخواستہ ان کو دوبارہ موقع ملا تو یہ کیا کریں گے ۔ اس کی ایک جھلک نوائے وقت نے دکھائی ہے ۔ میرے اپوزیشن کے دوست بھی بار بار نوائے وقت 'نوائے وقت کہہ رہے تھے تو میں نوائے وقت کی ہی خبر عرض کرتا ہوں۔ لکھا ہے کہ "اپوزیشن کی ملک بچاؤ ریلی کے موقعے پر پاکستان مسلم لیگ کے کارکنوں کی ایک ٹولی نے بیڈن روڈ پر حکومت کے خلاف ایک انوکھا احتجاج کیا۔ یہ کارکن اچانک نمودار ہوئے اور "پاکستان بچاؤ آئس کریم کھلاؤ " کے نعرے لگاتے ہوئے بیڈن روڈ پر واقع معروف آئس کریم کی دکان پر دھاوا بول دیا اور زبردستی آئس کریم چھیننا شروع کر دی " یہ نوائے وقت ہے ۔ کاش اس کی بھی تحقیقات کر لی جائیں۔

میاں محمد ثاقب خورشید : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

میاں محمد ثاقب خورشید : جناب والا! معزز فاضل وزیر صاحب اپنی بڑائی کے بڑے بڑے دعوے کر رہے ہیں ۔ میں ان کی تحریک استحقاق میں سے دو points پر گزارش کرنا چاہتا ہوں ----

جناب سپیکر : پہلے رانا اکرام ربانی صاحب اپنی short statement مکمل کر لیں پھر اس کے بعد آپ کو بھی موقع دوں گا۔

سید ظفر علی شاہ : جناب والا! یہ short statement ہے یا کہ ٹی وی پر اظہر سہیل کا پروگرام شروع ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر : یہ کوئی اظہر سہیل صاحب کی monoply تو نہیں ہے۔

چودھری اختر رسول. یہ اظہر سہیل کا ہی پروگرام ہے فرق صرف یہ ہے کہ وہ گورا ہے اور یہ کالے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا آپ کے خیال میں وہ گورا ہے۔ میرا خیال ہے کہ بات کو سنجیدہ ہی رہنے دیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : آپ ایک منٹ ٹھہریے میں آپ کو موقع دوں گا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب والا! آپ میرا صرف ایک فقرہ سن لیں۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب سپیکر! رانا اکرام ربانی صاحب تحریک استحقاق پیش کر رہے ہیں اور ہماری طرف سے بھی پیش ہوں گی۔ جس طرح کہ آپ نے فرمایا ہے کہ پورا موقع دوں گا' باتیں بھی ہوں گی۔ میں اس سلسلے میں سو باتوں کی ایک بات کرتا ہوں کہ " یا اللہ جنھوں نے قائد اعظم کی تصویر اور اس ہاؤس کا تقدس پامال کیا ہے ان کا اور ان کے ساتھیوں کا بیڑہ غرق فرما "۔

(ایوان سے آمین آمین کی زور دار آوازیں آئیں)

چودھری پرویز الٰہی : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! مجھے صرف اتنا وقت دیں کہ ہمارے وزیر صاحب نے جن اخبارات کے حوالے سے یہاں پر اظہار خیال کیا ہے انھی اخبارات کے حوالے سے میں چند ایک چیزیں آپ کے گوش گزار کروں۔ ہاؤس کے ریکارڈ کے لیے میں اسی "نوائے وقت" کا حوالہ' editorial اور اسی "نیوز" کا حوالہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جس کو انھوں نے بڑے غلط طریقے سے بیان کیا ہے اور صرف ایک دن کی اپنے مطلب کی خبریں جو انھیں سوٹ کرتی ہیں وہی یہاں بیان کی ہیں۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو بھی موقع دیں گے۔ جی! کرام ربانی صاحب! آپ اپنی

short statement مکمل کیجیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر ! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ جتنا وقت ہمارے فاضل وزیر کو دیا جا رہا ہے اتنا ہی وقت ہم بھی اپنی تحریک استحقاق پر لیں گے۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔ آپ ہی کا وقت ہے جتنا چاہیں لیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جی رانا صاحب !۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب سپیکر ! میں حوالے کے طور پر آخری بات عرض کرتا ہوں۔ یہ اخباری بیانات جس قسم کے مرضی دیں لیکن انھیں خود بھی علم ہے کہ ان کے کون کون سے کارکن اس میں ملوث تھے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No cross talk please I call the House to order Mr. Ikram Rabbani! Please conclude your statement

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر ! میں آخر میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس مطالبے کو بنیاد بنا کر یہ ریلی کی گئی کہ دوبارہ الیکشن ہونے چاہییں۔ الیکشن کے بعد بھی کوشش یہی ہوتی ہے کہ انھی ایوانوں میں نمائندگی لی جائے لیکن ان ایوانوں کے ساتھ انھوں نے اگر یہی سلوک کرنا ہے یا جن لوگوں نے بھی کرنا ہے میں اپنے الفاظ میں تھوڑی سی تبدیلی لاتا ہوں۔ تو جن لوگوں نے بھی یہ کیا ہے اگر ان ایوانوں کے ساتھ انھوں نے یہی کچھ کرنا ہے تو پھر یہ سارے ڈرامے کرنے کی ضرورت کیا ہے؛ قوم کا وقت ضائع کرنے کی ضرورت کیا ہے؛ جناب سپیکر! اس سے بڑھ کر وہ ہستی جس نے ہم سب کو اس قابل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے بعد جس کی کوششوں سے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اپوزیشن کے دوستوں میں سے کل کچھ وزیر تھے' آج ہم وزیر ہیں اور کل کو کوئی اور تبدیلی بھی آ سکتی ہے لیکن جناب والا ! اس ایوان کا احترام اور قائد اعظم کی شخصیت کا اپنا احترام سب سے بڑھ کر ہے لیکن جس بات پر میں زور دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے اس میں یہ تجویز دی ہے کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جس میں دونوں طرف سے نمائندگی ہے اور میں نے اس میں allege نہیں کیا۔ جناب والا ! ایک تو ان کے ساتھ یہ problem ہے کہ یہ ابھی تک اپنے آپ کو mentally reconcile نہیں کر سکے کہ یہ اپوزیشن میں ہیں حالانکہ میں نے انھیں offer بھی کی تھی کہ مجھے تھوڑا سا خدمت کا موقع دیں۔ جناب سپیکر ! میری آپ سے یہ

گزارش ہو گی کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس کے جو ذمہ دار لوگ ہیں چاہے وہ کوئی بھی ہیں انھیں قرار واقعی سزا دینی چاہیے۔ اگر اس میں میرا نام بھی آئے تو میں voluntarily کہتا ہوں مجھے اس اسمبلی کے سامنے پھانسی پر لٹکا دیا جائے ۔ کہ میں رکن پنجاب اسمبلی بھی ہوں ، جمہوریت کا دعویٰ بھی کرتا ہوں ، سیاسی کارکن بھی کہلاتا ہوں اور میرے حوالے سے میرے کارکن یا میری اس میں رائے شامل ہو جس سے اس معزز ایوان کا احترام مجروح کیا جائے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر : میں رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 55 کو in order قرار دیتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور اس کی رپورٹ ایک ماہ میں آنی چاہیے۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔ آپ نے تحریک استحقاق سے متعلق جو روایات ہیں ان سے ہٹ کر فیصلہ دیا ہے ۔ یہ ایک رکن نے تحریک استحقاق پیش کی ۔ آپ ہمیشہ وزیر قانون کو کہتے ہیں کہ وہ اس سلسلے میں اپنا نقطۂ نظر بیان کریں جب کہ آج آپ نے وزیر قانون کا نقطۂ نظر نہیں سنا' آپ نے ہمارا نقطۂ نظر بھی نہیں سنا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر : وہ ممبر کے لیے ہے جبکہ He is member of the Cabinet. He represents the Government.

SYED TABISH ALWARI: Member of the Cabinet has no priority on members. He has the equal rights. All members are equal. He is not superior.

جناب سپیکر : آپ میری رولنگ کو challenge نہیں کر سکتے۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے ہمیں بھی موقع نہیں دیا کہ ہم اس سلسلے میں جو حقائق مسخ کیے گئے ہیں' انھوں نے جو غلط الزامات لگائے ہیں اور جھوٹی رپورٹنگ کی بنیاد پر جو تحریک پیش کی ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں میں آپ کو موقع دوں گا۔ (قطع کلامیاں) جی آپ آرام سے بیٹھیں' آپ میری رولنگ کو اس طرح challenge نہیں کر سکتے ۔ آپ تشریف رکھیں کیونکہ میں بات کر رہا ہوں ۔

سید تابش الوری : جب روایت یا رول سے ہٹ کر بات ہو گی تو ہم آپ کو روکیں گے ، ہم آپ کو بتائیں گے ، ہم آپ کو ٹوکیں گے۔

جناب سپیکر : میں بات کر رہا ہوں آپ تشریف رکھیں ۔ آپ میری رولنگ کو challenge نہیں کر سکتے۔

سید تابش الوری : آپ ہمیں کوئی ایک مثال بتا دیں کہ کسی رکن اسمبلی نے تحریک استحقاق پیش کی اور آپ نے وزیر قانون سے کوئی رائے نہیں لی اور اسے admit کر لیا۔

جناب سپیکر : آپ آرام سے بیٹھیے اور میری بات سنیے ۔ وزیر قانون کابینہ کی نمائندگی کرتے ہیں اور اکرام ربانی صاحب بھی کابینہ کے رکن ہیں------- (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ I call the House to order. جی رانا اکرام ربانی صاحب!

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : آپ ایک منٹ ٹھہریے کیونکہ میں نے رانا صاحب کو فلور دیا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر ! اس ایوان میں کچھ رولز اور کچھ precedents کی بنیاد پر کارروائی چلتی ہے۔ ایک دفعہ اس ایوان میں ------

سید تابش الوری ، یہ آپ کی رولنگ پر تقریر کر رہے ہیں ۔ آپ نے اسے re-open کر دیا ہے ؟

جناب سپیکر ، نہیں ۔ میری رولنگ پر تقریر نہیں کر رہے ۔ آپ انھیں بات کرنے کا موقع دیں میں آپ کو بھی موقع دوں گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں ۔وہ اپنی سٹیٹمنٹ مکمل کر چکے ہیں اور اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، وہ تو ویسے کھڑے ہو گئے ہیں ۔ انھوں نے پوائنٹ آف آرڈر نہیں کہا ۔

جناب سپیکر ، انھوں نے پوائنٹ آف آرڈر کہا ہے ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ' جناب پرویز الٰہی ' جناب اختر

رسول ، راجہ اشفاق سرور اور یہاں پر جتنے لوگ موجود ہیں یہ اس بات کے گواہ ہیں اور ان کی اپنی حکومت تھی۔۔۔

جناب سپیکر ، رانا صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا نہیں ؟

وزیرمنصوبہ بندی و ترقیات، جی میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا ہوں اور آپ نے مجھے اجازت دی ہے ۔

جناب سپیکر، اسی لیے میں نے رانا صاحب سے پوچھا ہے کہ آپ کی تسلی ہو جائے ۔بہر حال میں نے ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا ہے ۔جی رانا صاحب!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! بجٹ اجلاس کے دوران ایک رکن اسمبلی اور ایک ٹریفک اے ایس آئی کا جھگڑا ہوا تھا اور یہ سارے دوست گواہ ہیں یہ اس وقت حکومت میں تھے۔ یہ قائد اعظم کی تصویر کی بات ہے اور مسلم لیگی اس پر اعتراض کر رہے ہیں' یہ اس ایوان کے تقدس کی بات ہے۔۔۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، ہم قائد اعظم کی تصویر کے خلاف نہیں ہیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، اس کے ذمہ دار سپیکر ہیں ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب سپیکر ! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں (قطع کلامیاں)

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! یہاں پر یہ بالکل غلط بات ہو رہی ہے۔جس طرح پلاننگ کے ساتھ قائد اعظم کی تصویر کے ساتھ کیا گیا ویسے ہی پلاننگ کے ساتھ یہ کارروائی چلائی جا رہی ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ اپنا موقع کیوں ضائع کر رہے ہیں ؟ میں آپ کو موقع دینا چاہتا ہوں ۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی، آپ ہمیں موقع دے ہی نہیں رہے ۔

جناب سپیکر ، آپ اطمینان رکھیں میں آپ کو موقع دے رہا ہوں ۔ ان کی بات ختم ہو گئی ہے اب آپ اپنی بات شروع کر سکتے ہیں ۔ آپ وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں؟

چودھری پرویز الٰہی، آپ ان کو پورا موقع دے چکے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، چودھری پرویز صاحب اپنی سیٹ پر نہیں ہیں۔

سید تابش الوری ، وہ آپ کی رولنگ کے بعد کس موضوع پر بول رہے ہیں ؟ ہاں یا تو آپ اپنی

رولنگ واپس لیں تو پھر وہ دلیل دیں۔

جناب سپیکر ، رانا صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ جلیئے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب سپیکر ! میرے دوستوں نے اس بات پر اعتراض کیا تھا کہ لا منسٹر کا موقف سنے بغیر یہ تحریک کس طریقے سے استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو گی ۔ میں ان کی سمجھ میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر ، نہیں آپ مہربانی فرمائیں میں نے رولنگ دی ہے اور میرا فرض ہے کہ میں اپنی رولنگ کو maintain کرواؤں ۔ بڑی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد عارف چٹھہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ایک منٹ میں نے کھوسہ صاحب کو ٹائم دیا ہے ۔چٹھہ صاحب آپ اطمینان رکھیں پہلے وصی صاحب پھر آپ کو موقع دوں گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر ! اسی ایوان میں ایک مرتبہ نہیں بار ہا اسی قسم کی تحاریک اخبار کے حوالے سے پیش کی گئی ہیں اور آج بھی صرف اور صرف اخباری حوالوں سے جناب رانا صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے ۔ اسی قسم کی تحریک پر ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہمیشہ لا منسٹر اٹھے اور انھوں نے اس بنیاد پر oppose کیا کہ جناب اخبار کی خبر ہے۔۔۔

جناب سپیکر ، نہیں نہیں ۔ اب یہ بات ہو گئی ہے اب آگے چلتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے آپ بے شک اسے rule out کر دیں ----

جناب سپیکر ، میں rule out کرتا ہوں ۔ After the ruling of the Speaker there cannot be any discussion on that - - - -

سردار ذوالفقار علی خان ، جناب سپیکر ! آپ میری مکمل بات سنیں۔

جناب سپیکر ، اگلی تحریک استحقاق جناب انعام اللہ خان نیازی کی ہے ۔(قطع کلامیاں)

چودھری اختر رسول ، جناب سپیکر ! آپ روند مار رہے ہیں۔

جناب سپیکر ، یہ روند مار رہا ہوں کہ آپ کے بندے کو ٹائم دے رہا ہوں۔ اچھا' آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا ! آپ نے تو مجھے فلور دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر ، پوائنٹ آف آرڈر تو کسی وقت بھی آسکتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! میری بات رولنگ کے بارے میں نہیں ہے ۔ جناب والا ! میں اس ہاؤس کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ تابش الوری صاحب اٹھ کر حلف دے دیں کہ وہ 6.25 پر اسمبلی کی حدود کے اندر نہیں تھے اور کیا وہ لوگ ان کی موجودگی میں توڑ پھوڑ نہیں کر رہے تھے؟ ان کو چند لوگوں نے کہا کہ تابش صاحب یہ کیا ہو رہا ہے' تو انھوں نے کہا کہ میرے بس کی بات نہیں۔ میاں صاحب پہنچنے والے ہیں وہ بلائیں گے تو یہ لوگ جائیں گے یہ میرے کنٹرول سے باہر ہیں ۔ یہ اسمبلی میں قرآن اٹھائیں کہ یہ غلط ہے۔ (شیم شیم کے نعرے)۔ یہ خود موجود تھے یہ خود ملزم ہیں ان کو تو شرم کے مارے آنکھیں نیچے کر کے آنا چاہیے تھا۔ انھوں نے چوری بھی کی ہے اور سادھی بھی کر کے دکھانا چاہتے ہیں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! میں point of personal explanation پہ بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، تابش صاحب کو explanation کا حق ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! چودھری صاحب سے کہیں کہ یہ اپنی سیٹ پر آ کر بات کریں۔

جناب سپیکر ، دیکھیں ایک منٹ۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا ! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔

جناب سپیکر ، جی میرا وعدہ ہے آپ تسلی رکھیں ۔ انھوں نے الوری صاحب کا ذکر کیا ہے اور میں الوری صاحب کو ذاتی explanation کا right دے رہا ہوں ۔ I call the House to order

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ تسلی رکھیں۔ میں آپ کو موقع دے رہا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! چودھری صاحب اپنی سیٹ پر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، وہ قائد حزب اختلاف ہیں وہ کسی وقت بھی بات کر سکتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، تو کیا شہباز شریف فارغ ہیں؟

سید تابش الوری، جب وہ نہ ہوں تو قائم مقام ہوتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، فارغ آپ لوگ ہونے والے ہیں۔ ان شاء اللہ جلد فارغ ہونے والے ہیں۔

جناب سپیکر، جی تابش صاحب۔

چودھری محمد عارف چٹھہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ اطمینان رکھیں۔ جی تابش صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ محترم وصی ظفر صاحب نے اپنے دوستوں کے حوالے سے مجھ سے انتہائی غلط اور سفید جھوٹ پر مبنی باتیں منسوب کی ہیں (اپوزیشن کی طرف سے شیم شیم کے نعرے)۔ میں 7۔ اکتوبر کو اسمبلی کی حدود میں داخل ہی نہیں ہوا۔ میں الفلاح بلڈنگ کے پاس ضرور کھڑا رہا لیکن عمارت میں نہ داخل ہوا اور نہ ہی بات کی۔ اس لیے میں اس سفید جھوٹ کی تردید بھی کرتا ہوں اور مذمت بھی کرتا ہوں اور ان لوگوں پر لعنت بھیجتا ہوں جو اس قسم کے جھوٹ گھڑتے ہیں اور ایوان کی رسوائی کا باعث بن رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اب مجھے اجازت دی جائے کہ میں وہ تحریک استحقاق پیش کروں جو قائد حزب اختلاف اور دس ارکان کی طرف سے آپ کی خدمت میں بھیجی گئی ہے۔ وہ اس اہم واقعے سے متعلق ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اسے out of turn take up کریں اور مجھے اجازت دیں کہ میں پیش کروں۔ کیونکہ رانا صاحب نے جو تحریک پیش کی وہ حقائق کے خلاف ہے اور یہاں پر غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ اس پر یک طرفہ موقف پیش کیا گیا ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ آپ ہمیں اجازت دیں اور یہ تحریک ایک آدمی کی نہیں، پندرہ اراکین اسمبلی کی تحریک استحقاق ہے۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میں ابھی اجازت نہیں دے رہا۔

سید تابش الوری ، اس میں ہم نے کہا ہے کہ یہ سرکاری ایجنسیوں نے سازش کی ہے اور ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب سپیکر، اس کی ابھی اجازت نہیں آپ بیٹھیے۔ جی، چٹھہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، میں پہلے چٹھہ صاحب کو موقع دیتا ہوں اس کے بعد دیکھیں گے ۔ اس وقت چٹھہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ـــــــ آپ اطمینان رکھیں میں آپ کو موقع دوں گا ۔ جی چٹھہ صاحب!

چودھری محمد عارف چٹھہ، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن نے مسلم لیگ کا غلط نام استعمال کیا ہے ۔ یہ مسلم لیگ کے وارث نہیں ہیں ' قائد اعظم کی تصویر کے ساتھ جو کچھ کرتے ہیں (قطع کلامیاں) محمد خان جونیجو کی تصویر کے ساتھ جو کچھ کیا گیا ہے آپ نے دیکھ لیا ہے۔ محمد خان جونیجو کی وفات پر جو کچھ انھوں نے کیا تھا وہ بھی آپ نے دیکھ لیا تھا۔ ابھی مرحوم کی لاش پڑی تھی اور یہ کہتے تھے کہ صدارت کا فیصلہ کرو ۔ محمد خان جونیجو کے ساتھ خوشاب میں جو کچھ کیا وہ بھی آپ کے سامنے ہے اور محمد خان جونیجو اور قائد اعظم کے ساتھ جو ان کی محبت ہے وہ بھی آپ نے دیکھ لی ہے۔ جناب والا! یہ دو نمبر مسلم لیگ ہے۔ (قطع کلامیاں)۔ اصل مسلم لیگ قائد اعظم کی جانشین مسلم لیگ اور محمد خان جونیجو کی مسلم لیگ اس وقت حکومت میں بیٹھی ہے اور یہ شر پسند مسلم لیگی ٹولہ ہے ۔ اگر یہ اصلی مسلم لیگی ہوتے تو قائد اعظم کی تصویر کے نیچے جانثار ہو جاتے اور اس کی بے حرمتی نہ کرتے ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جی I call the house to order. دیکھیے اگر آپ ہاؤس کو in order نہیں رکھیں گے تو مجبوراً مجھے اسے بند کرنا پڑے گا ۔ (قطع کلامیاں) I call the house to order. چٹھہ صاحب آپ بیٹھ جائیں آپ کی بات ہو گئی ۔

چودھری محمد عارف چٹھہ ، جناب والا! میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر ، آپ بیٹھ جائیں۔

چودھری اختر رسول ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، میں محترم پرویز الٰہی صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اس بات کو ترجیح دیں گے۔۔۔

چودھری اختر رسول، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں میری بات سنیے اب میں بات کر رہا ہوں آپ بیٹھیں ۔ یار تم کیپٹن رہے ہو ہاکی کے ! کوئی تھوڑا بہت ڈسپلن تو ہونا چاہیے ۔ ڈسپلن کو بالکل ہی بھول گئے ہو؟

چودھری اختر رسول ، جناب والا! جو قائداعظم کی بات کر رہے ہیں ان کی شکل دیکھیں۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں آپ تشریف رکھیں۔ محترم پرویز الٰہی صاحب میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ باری ہے انعام اللہ خان نیازی صاحب کی تحریک استحقاق کی' اپنی جگہ وہ تحریک بھی پیش کر سکتے ہیں' شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کا بھی ان کو حق ہے ۔ آپ پہلے انہیں موقع دینا چاہتے ہیں یا خود بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری پرویز الٰہی، نہیں جناب والا! آپ پہلے انہیں موقع دے دیں اس کے بعد پھر ہمیں وقت دے دیں۔

جناب سپیکر، چلیے' انعام اللہ خان نیازی تحریک استحقاق پیش کریں گے ۔

وزیر اوقاف ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، فرمائیے ۔

وزیر اوقاف ، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! یہ کیا ہے؟

جناب سپیکر ، میں کیا کر سکتا ہوں؟ آپ نہیں پوائنٹ آف آرڈر کرتے ؛ اب وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو گئے ہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ میں کیا کہوں ان کو؟

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! یہ unfair ہے۔ میں پندرہ منٹ سے آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر ، اس کے بعد آپ بات کر لیں ۔ یہ unfair نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں) دیکھیں شاہ صاحب! میری بات سنیے۔ میں نے آپ کے لیڈر سے پوچھا ہے۔۔۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! آپ نے پہلے مجھے کہا کہ عارف چٹھہ کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا لیکن جب نیازی صاحب کو آپ نے وقت دیا تو میں خاموش ہو گیا لیکن اب آپ نے چیمہ صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی تو پھر میں بولا ہوں ۔ اصولی طور پر مجھے پہلے موقع ملنا چاہیے تھا۔ (قطع کلامیاں) جناب والا! آپ کرسی کو صحیح طور پر استعمال کریں ۔ افسوس ہے مجھے، بہت افسوس ہے سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر ، مجھے بھی بہت افسوس ہے آپ پر ۔ میں آپ کو سننا چاہتا ہوں ۔ (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، جو behave کر کے آپ سے بات کرتا ہے وہ آپ کو پسند نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر! پندرہ دفعہ میں نے کہا کہ پوائنٹ آف آرڈر ۔ اس لیے کہ یہ زبان یہ سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر، ماشاء اللہ ۔ ماشاء اللہ ۔ یہ ہمارے محترم قانون دانوں کا رویہ ہے۔ (قطع کلامیاں) چودھری صاحب! آپ طے کریں جس کی بات کروانا چاہتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! میں نے تو بتا دیا ہے۔

جناب سپیکر، میں تو موقع دے رہا ہوں لیکن اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوتا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) I call the house to order. چیمہ صاحب بیٹھ جائیں تھوڑی دیر صبر کیجیے ۔ نیازی صاحب آپ کے لیڈر کے فیصلے کے مطابق میں نے پوچھنا چاہا تھا کہ آپ میں سے کون بات کرنا چاہتا ہے ؟ طے ہوا کہ آپ بات کرنا چاہتے ہیں اب میں آپ کو موقع دے رہا ہوں کہ آپ اپنی تحریک استحقاق نمبر 56 پیش کریں اور جب تک تحریک پیش کی جا رہی ہے تھوڑی دیر صبر کریں اس کے بعد پھر پوائنٹ آف آرڈر سنیں گے ۔ (قطع کلامیاں)

مسلم لیگ (ن) کی ریلی پر پولیس کی طرف سے آنسو گیس کا استعمال

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 7 ۔ اکتوبر 1996ء کو مسلم لیگ (ن) اور اس کی اتحادی جماعتوں کی پر امن اور کامیاب ریلی کے شرکاء پر فیصل چوک لاہور میں اسمبلی بلڈنگ کی چھت سے پولیس کی طرف سے فائرنگ اور

آنسو گیس کی شیلنگ اور اسمبلی کے اندر توڑ پھوڑ اور قائداعظم کی تصویر کی بے حرمتی ایک سنگین اور ناقابل معافی واقعہ ہے۔ جب ریلی ختم ہو گئی اور تمام لوگ چلے گئے تو مجھے کچھ ورکروں نے کہا کہ اسمبلی کے سامنے والی سڑک پر کچھ ورکر زخمی اور بے ہوش پڑے ہیں۔ میں اُن کو اٹھانے کی غرض سے اس طرف گیا تو پولیس نے دوبارہ فائرنگ اور آنسو گیس کی شیلنگ شروع کر دی' میں بمشکل ایک زخمی کو اٹھوا سکا اور اسے ایمبولینس کے ذریعہ ہسپتال پہنچایا مگر آنسو گیس کی وجہ سے وہاں میرا ٹھہرنا مشکل ہو گیا۔ اس واقعہ سے جو اسمبلی' جمہوری اقدار اور پاکستانی عوام کے خلاف گھناؤنی سازش کی گئی ہے اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر اوقاف ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! آپ نے ہمیں بھی ٹائم دینا ہے۔

جناب سپیکر ، ایک پوائنٹ آف آرڈر ابھی شاہ صاحب کا بھی باقی ہے۔ وہ پہلے بہت زیادہ ناراض ہیں اور پھر شاہ صاحب کہیں گے کہ ناانصافی ہوئی ہے۔

چودھری پرویز الٰہی ، شاہ صاحب کے بعد دے دیں لیکن آپ نے وعدہ کیا ہوا ہے ۔

جناب سپیکر ، جی میں نے وعدہ کیا ہوا ہے آپ سے ۔

سید ظفر علی شاہ ، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب سپیکر ، اچھا۔ شاہ صاحب نہ روٹھا کریں آپ۔

سید ظفر علی شاہ ، نہیں جناب کوئی ایسی بات نہیں۔

جناب سپیکر ، آپ بات کر لیں ۔

سید ظفر علی شاہ ، نہیں جناب میں نے کوئی بات نہیں کرنی۔

جناب سپیکر ، چلیے ۔ آپ نے ناراض ہی ہونا تھا۔

سید ظفر علی شاہ، ابھی اسمبلیوں کے جانے میں کچھ دن باقی ہیں۔ کر لیں گے پھر بات' کوئی ایسی بات نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں تو آپ نے صرف ناراض ہی ہونا تھا پوائنٹ کوئی نہیں تھا؟

سید ظفر علی شاہ ، نہیں جناب میں ناراض نہیں ہوں۔

جناب سپیکر ، اچھا چلیے ۔ اب آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر بتا دیجیے ۔ (قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! انہوں نے اسمبلیوں کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ دم لیں میں آپ کو موقع دوں گا ۔ آپ فکر نہ کریں آپ کو موقع دے رہے ہیں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! آپ اسمبلیوں کو release کر دیں۔

جناب سپیکر ، بہت اچھی بات۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! سارا ہاؤس شاہد اے۔ تحریک استحقاق وچ ناں اے مسلم لیگ (ن) دا۔ جیہڑے شخص اپنے ماں باپ نوں' اپنے قائد نوں بھل جاندے نیں اور نویں ناں تشکیل کر لیندے نیں انہاں نوں اپنے ماں باپ دی عزت نہیں رہندی۔ (قطع کلامیاں) اگر جناب سپیکر! اے قائد اعظم نوں منن والے ہندے تے اے قائد اعظم دا ناں لیندے' (ن) لیگ ناں کیندے ۔ جناب سپیکر! ضیاء الحق دی تصویر نہیں ڈھی' کسی ہور دی تصویر وی نہیں ڈھی' کیونکہ ہر آدمی دی فطرت اے کہ او اپنے ماں باپ دی حفاظت کردا اے ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، تشریف رکھیں ۔ نیازی صاحب! شارٹ سٹیٹمنٹ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! زبردستی حکومت کی طرف سے ایک الزام حکومت پر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس الزام کی وجہ ان کے ایوانوں میں مچا دینے والی وہ ہل چل ہے جس نے ان کی راتوں کی نیندیں حرام کردی ہیں۔ جناب سپیکر! ابھی ہمارے وزیر موصوف جناب رانا اکرام ربانی صاحب جو کہ بہت اچھے پارلیمنٹیرین ہیں' میں سمجھتا تھا کہ پارلیمنٹ کے فلور پر جناب رانا اکرام ربانی صاحب حق و انصاف کی بات کریں گے' وہ بات کریں گے جس میں سچائی ہو۔ میرا ذاتی طور پر یہ یقین تھا کہ رانا صاحب ایک صحیح اور سچے پارلیمنٹیرین ہیں لیکن آج مجھے افسوس ہوا جب اخباروں کی آدھی آدھی خبریں پڑھ کر سنائی گئیں۔ انصاف کا تقاضا تو یہی تھا کہ سچائی ان کو اس بات پر مجبور کرتی کہ سارے حالات ایوان کے اندر بیان کیے جاتے۔ ساری باتیں ہو رہی ہیں۔ توڑ پھوڑ کی بات ہوئی ہے اور یہاں پر مسلم لیگ کے نام پر گھناؤنے الزامات لگائے گئے۔ ان کا ہم حقیقت میں تو کیا خوابوں میں بھی تصور

نہیں کر سکتے۔ جناب سپیکر! یہ اسمبلی جس کو ہمیشہ آپ کی موجودگی میں ایک ریاستی دہشت گردی کی علامت بنایا گیا۔ جناب سپیکر! مجھے وہ دن یاد ہیں جب ان گیلریوں کے اندر آپ کے پیچھے ان گیلریوں میں باوردی پولیس والے دندناتے پھرتے تھے۔ مجھے وہ دن یاد ہیں اور مجھے آپ کا بیان پڑھتے ہوئے بڑی حیرانی ہوئی جس میں آپ نے کہا کہ آپ کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس دور کو یاد کریں جب خواجہ رفیق شہید کو یہیں پر قتل کیا گیا۔ اس وقت آپ کا دل کہاں گیا ہوا تھا؟ جب مجھے اسی اسمبلی کے احاطے سے اور جناب مقصود بٹ کو اسمبلی کی سیڑھیوں سے اٹھایا گیا تو آپ کا دل خون کے آنسو کیوں نہ رویا؟

جناب سپیکر، مقصود بٹ کو میں واپس لایا تھا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، وہ تو ہماری کوششیں تھیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں اسی کا نام احسان فراموشی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! ہماری کوششیں بھی تھیں۔ آپ کو جاگنے کی عادت نہیں۔ ہم نے اس وقت آپ کو جگایا تھا۔ یہ اسمبلی اگر اسی طرح سے بلڈوز ہوتی رہی تو جناب سپیکر! آپ زیادہ دیر تک اس کو نہیں چلا سکیں گے۔ جناب وزیر موصوف آدھی آدھی خبریں پڑھ کر فرماتے ہیں کہ مسلم لیگ کے کارکنوں نے اسمبلی میں توڑ پھوڑ کی۔ جناب سپیکر! "نوائے وقت" کی وہ تصویر "بوجھو تو جانیں" کے عنوان سے چھپی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ضمیر والی حکومت کے لیے منہ پر وہ ایک طمانچہ تھا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، نکتہ ذاتی وضاحت۔

جناب سپیکر، جی۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب ولا! آپ نے مجھے بھی ٹائم دینا ہے اس کے بعد یہ بے شک بات کرلیں۔ یہ تو اپنی بات پہلے کرچکے ہیں۔

جناب سپیکر، ان کا ذکر خیر آیا ہے۔ اسی طرح تابش صاحب کو بھی موقع دیا تھا اور وصی ظفر صاحب نے ان کا ذکر خیر کیا تھا۔

چودھری پرویز الٰہی، بہرحال میں معذرت سے عرض کروں گا البتہ آج آپ کو کچھ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، میں البتہ اراکین سے یہ کہتا ہوں کہ ازراہ کرم زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ ایک دوسرے کی بات زیادہ تحمل سے سن لی جائے ۔ آپ فرمائیے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں نے اپنی تحریک میں جو الفاظ استعمال کیے ہیں شاید فاضل رکن کی نظر سے وہ نہیں گزرے ۔ میں نے یہاں پر جو کہا ہے وہ شاید فاضل رکن نے سنا نہیں۔ میں نے یہاں پر یہ بات بھی کی کہ اپوزیشن کی طرف سے یہ الزام لگایا گیا کہ یہ سازش گورنر ہاؤس میں تیار ہوئی۔ میں نے یہاں پر یہ بات بھی کی اور میں آپ کی وساطت سے نیازی صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ توجہ سے میری بات سنیں پھر شاید انھیں میرا نام لینے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ میں نے یہاں پر یہ بات بھی کی کہ اپوزیشن کی طرف سے یہ الزام لگایا گیا کہ جناب سپیکر نے یہ سازش تیار کی ۔ میں نے جناب والا! یہ دو حوالے دینے کے بعد انھیں یاد دلایا تھا کہ میں نے تحریک میں یہ لکھا ہے کہ بلا تفریق حیثیت و عہدہ جو شخص بھی اس کا ذمہ دار ہے اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ جہاں تک جذبات کا تعلق ہے میرا حق ہے اور میں یہ بات کروں گا کہ میں بھی اسی نشست پر تین سال تک رہا ہوں اور اسی پنجاب اسمبلی کے سامنے مجھے بھی آنسو گیس کا شیل لگا تھا میں بھی بے ہوش ہوا تھا۔ لیکن جس وقت میں نے بات کی تو میں نے اپنے جذبات کو ایوان کے احترام پر غالب نہیں آنے دیا۔ آپ کی وساطت سے دوستوں سے میری یہ استدعا ہوگی کہ جذبات، غصہ اپنی جگہ پر، لیکن یہ ایوان جس کی خاطر ہم یہ ساری باتیں کر رہے ہیں اس کے تقدس کو ضرور ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

چودھری پرویز الٰہی، بار بار میرے بھائی رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ اس سیٹ پر بیٹھا تھا۔ جناب تین سال کے عرصے میں جہاں سے آپ اس سیٹ سے حکومت کے خلاف بولتے رہے ہیں حکومت پر تنقید کرتے رہے ہیں آپ ثابت نہیں کر سکتے کہ آپ پر ایک کیس بھی بنایا گیا ہو ۔ لیکن اس حکومت میں یہاں پر بیٹھنے والوں پر سب کے سب جھوٹے کیسز بنائے جاتے رہے ہیں اور اب بھی بنائے جا رہے ہیں اور وہ چل رہے ہیں ۔

جناب سپیکر، جناب نیازی!

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں اپنی بات جاری رکھتے ہوئے، ناصر باغ سے لے کر، میں

باقی عوامی سیلاب کی بات نہیں کر رہا جس نے لاہور کا رخ کیا ہوا تھا' ناصر باغ سے لے کر اسمبلی چوک تک کسی ایک جگہ پر کنکری نہ لگی 90 شارع فیصل نشانے پر تھا اس کو کسی نے نہ چھیڑا۔ واپڈا ہاؤس کو کسی نے نہ چھیڑا لیکن اسمبلی ٹوٹ گئی۔ جناب سپیکر! میں ایم پی اے ہونے کی حیثیت سے ابھی تک یہ نہیں جانتا کہ اسمبلی کا مین سوئچ کہاں لگا ہوا ہے۔ اسمبلی کا سوئچ کس نے آف کیا؟ جناب سپیکر! حالات و واقعات میں آپ ملوث نظر آتے ہیں اور اگر قانون نے اجازت دی تو جناب سپیکر! آپ کو استحقاق کمیٹی میں حاضر ہونا پڑے گا۔ جناب سپیکر! میں لمبی بات میں نہیں جا رہا جس طرح اسمبلی کو بیسیوں دفعہ بجٹ کے دوران اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے بار بار بلڈوز کیا جاتا رہا اور اس اسمبلی کو پولیس اسٹیٹ بنا دیا گیا۔ جناب سپیکر! ہم اپوزیشن والے یہی ساری بات کا رونا روتے تھے کہ خدا کے لیے اپوزیشن اور اسمبلی کے تقدس کا خیال رکھیں۔ جناب سپیکر! میں جانتا ہوں کہ اس اسمبلی کو توڑنے اور اس کی عزت سرعام نیلام کرنے کے ذمہ دار کون ہیں؟ جناب سپیکر! آپ کی باری بھی آئے گی لیکن میں واضح کردوں کہ چھت پر باوردی پولیس والوں کو اور سادہ کپڑے والوں کو کس نے بٹھایا؟ شیلنگ کس نے کروائی؟ گولیاں کس نے چلوائیں؟ پچھلا دروازہ کس نے کھولا جو کہ لوہے کا لگا ہوا ہے؟ اڑھائی سو اہل کار جو کہ گورنر ہاؤس میں بیٹھ کر اس دہشت گرد طارق لودھی کی نگرانی میں اور ہمارے نام نہاد سینئر وزیر کی نگرانی میں وہاں پر کمانڈوز کا ایک دستہ تشکیل دیا گیا جن کی ڈیوٹیاں سیکرٹریٹ میں لگیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آ جائیں' میں پانچ سو یا ایک ہزار بندہ بلا لیتا ہوں۔ یہ اسمبلی کے لوہے کے دروازے بند کریں کوئی مائی کا لال مجھے ان دروازوں کو توڑ کر دکھا دے۔ جناب سپیکر! یہ ساری باتیں سمجھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ قائد اعظم کی تصویر گری۔ میں اس خبیث پر لعنت بھیجتا ہوں جس نے قائد اعظم کی تصویر کی طرف میلی آنکھ سے دیکھا۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں جب تصویر گر گئی تو تصویر کھینچنے والے بے غیرتوں کو وہ تصویر کیوں نظر نہ آئی؟ وہ تصویر اسمبلی کے عملے کو نظر کیوں نہ آئی؟ اور انھوں نے وہ اٹھا کر اوپر کیوں نہ رکھی؟ وہ تصویر نیچے پڑی رہی اور پھر اس کی فوٹو گرافی ہوتی رہی اور آپ کی نوکری پکی ہوتی رہی۔

جناب سپیکر، آپ ذرا مہربانی رکھیں۔ آپ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ سپیکر کے متعلق اس طرح کی غلط بات بیان کریں۔ آپ اپنے دائرے میں رہیں۔ آپ کو بالکل اس کی اجازت نہیں ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! آپ اس اسمبلی کے custodian ہیں۔ جو بھی واردات

ہو گی جو بھی دہشت گردی ہو گی تو آپ کے چوکی دارے کو چیلنج کیا جائے گا۔ جناب سپیکر! طارق لودھی نامی شخص اپنے ہی حکومتی ارکان کی عزت اچھالنے کے بعد سچ ہے یا جھوٹ ہے وہ بعد کی بات ہے دوبارہ منظر عام پر آ گیا ہے۔ مجھے "نوائے وقت" کی اس تصویر کے بارے میں بتایا جائے جس پر ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب نے باقاعدہ طور پر بیان دیا ہے۔

ایک فاضل ممبر، پریس والے چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، میرے پاس کوئی اطلاع آئے گی تو میں پھر اس کا نوٹس لوں گا' آپ آگے چلیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! یہاں پر وہ اہل کار دکھائے گئے جو بیرئیر کو اٹھا کر پھینک رہے ہیں اور پتھراؤ کر رہے ہیں ان کے بارے میں میاں نواز شریف صاحب نے اپنی پریس کانفرنس میں کہا۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ فلاں فلاں نام کے تھانیدار' ہیں یہ سپیشل برانچ سے ہیں۔ لیکن اس طرف کسی کی نظر نہیں جا رہی۔ جن کو آپ نے اس اسمبلی کو توڑنے کا موقع مہیا کرایا انھی لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر آپ نے ایک تفتیشی کمیٹی بنا دی۔

جناب سپیکر! آئیں بات کریں کہ قائد اعظم کی تصویر کی بے حرمتی کرنے والے کو فیصل چوک میں پھانسی پہ لٹکائیں گے۔ اگر آپ مخلص ہیں' اگر آپ وفادار ہیں یا آپ کے دل میں قائد اعظم کا تھوڑا سا بھی احترام ہے۔ جناب سپیکر! چلیں چل کر ہائی کورٹ کے جج کا پینل بنائیں اور ان واقعات سے پردہ اٹھنا انتہائی ضروری ہے جن کے تحت اسمبلی کی بے حرمتی ہوئی۔

جناب سپیکر! اسمبلی کی بے حرمتی کے قصے کو ایک طرف رکھیں۔ مجھے چھت پر جانے والے ان اہلکاروں کا اجازت نامہ دکھا دیں جو کس کی اجازت سے عوام پر گولیاں برسا رہے تھے عوام پر آنسو گیس کے شیل پھینک رہے تھے۔ لوگ شیل لگنے کی وجہ سے گر گر کر مر رہے تھے۔ میں نے یہ بیان دیا تھا کہ ایسی اسمبلیوں کا وجود ختم کر دینا چاہیے جو اپنے عوام پر گولیاں چلوائے' جو اپنے عوام پر شیل پھینکے۔ جناب سپیکر! اسی ایوان کے اندر یہی بیانات جاری کیے گئے کہ بھٹو قائد اعظم سے بڑا لیڈر تھا اس وقت آپ لوگوں نے سارا موقع اس بیان کا دفاع کرنے پر لگایا۔

جناب سپیکر! طارق لودھی کون ہے؟ یہ کیوں اتنی کھلی دہشت گردی کرتا پھر رہا ہے؟ کبھی مجھے دھمکی کا فون جاتا ہے کہ آپ باز آ جائیں ورنہ آپ کو سبق سکھا دیا جائے گا۔ خدا کی قسم' اس جیسے دلالوں کے لیے میں 10 دفعہ مر کر جی پڑوں گا۔ جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں طارق لودھی انڈیا

سے آنے والے "را" کے ایجنٹوں کی سرپرستی کرتا ہے' طارق لودھی ان دھماکوں میں ملوث تھا۔ میں نے طارق لودھی کے خلاف بار بار بیانات دیے' فلور آف دی ہاؤس پر بات کی' اسمبلی تک ہاتھ پہنچ گئے جمہوریت کا نام لینے والو! جمہوریت کے گریبانوں تک ہاتھ پہنچ چکے ہیں اب بھی جاگو! بجائے اس کے کہ آپ لوگ اصل لوگوں کو بے نقاب کرنے میں اپوزیشن کا ساتھ دیتے۔ کہتے صحیح ہے قائد اعظم کے پورٹریٹ کی بے حرمتی ہوئی' اسمبلی کے ساتھ زیادتی ہوئی لہٰذا جن لوگوں نے یہ سکیم بنائی سب سے پہلے ان لوگوں کو تختہ دار پر لٹکایا جائے۔

جناب سپیکر! یہ کیسے ہوا؟ یہاں پہ جماعت اسلامی کا دھرنا تھا پوری اسمبلی کو تاروں سے کور کر دیا گیا تھا۔ سیلاب آ رہا تھا اور پولیس کو کس کی اجازت سے ہٹا دیا گیا؟ وہ ڈی ایس پی کس کی اجازت سے یہاں سے ہٹ ہو کر چڑیا گھر میں گیا؟ جناب سپیکر! باتیں بہت لمبی ہیں کھلیں گی تو شاید آپ کے پاس بھی کچھ نہ رہے۔ پچھلے دروازے سے جب ان اہل کاروں کو داخل کرایا جا رہا تھا اور مجھے الہام نہیں آیا مجھے یہ باتیں اسمبلی کے ملازمین نے بتائی ہیں۔ وہ اپنی مجبوری بتاتے ہیں کہ ہماری نوکری کا مسئلہ ہے اور ہم سچ بتا رہے ہیں کہ سپیشل برانچ والوں نے مین دروازہ کھولا' پچھلے دروازے سے داخل ہوئے' چھت پر گئے' چھت پر بیٹھنے کے لیے اپوزیشن آفس کی کرسیاں اٹھا کر لے گئے۔ جناب سپیکر! ابھی تک پیپلز پارٹی کو اس بات کی عقل نہیں آئی کہ اپنے قائد کے خون سے ہاتھ رنگنے والی ایجنسیاں' سپیشل برانچ' آئی بی کے بے لگام گھوڑوں پر ابھی آنکھیں کھول لو۔ تم لوگوں پر وقت ہے کہ خیال کرو جب وزیر اعظم کا بیٹا' وزیر اعظم کا بھائی سامنے سڑک پر جس طریقے سے خون میں لت پت کر دیا گیا۔ جناب سپیکر! اب بھی آنکھیں کھول لیں یہ سپیشل برانچیں' یہ آئی بی کے دندناتے ہوئے کتنی باہنی کے غنڈوں کو اتنی کھلی چھٹی نہ دیں کہ بعد میں ان کا ہاتھ آپ کے گریبان تک بھی پہنچ جائے۔

جناب سپیکر، پلیز' وائنڈ اپ کیجیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میں چھوٹی سی گزارش کروں گا براہ مہربانی اپنی نوکری نہ پکی کیجیے۔

جناب سپیکر، میں نوکری نہیں کیا کرتا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! ایک بے حرمتی سپیشل برانچ اور آئی بی کے لوگوں [illegible]

کی' دوسری بے حرمتی ان لوگوں نے کی جن کے ہاتھ جونا گڑھ کی سازش میں شامل ہوں' جن لوگوں کے ہاتھ مشرقی پاکستان کے ٹکڑے کرنے میں شامل ہوں۔ جن لوگوں کے ہاتھ اپنے بھائی کے قتل میں شامل ہوں وہ قائد اعظم کی تصویر کو ہاتھ لگائیں' تاریخ کبھی آپ کو معاف نہیں کرے گی۔

جناب سپیکر، آپ اپنے دائرے سے نکل گئے ہیں یہ غلط بات ہے۔ تاریخ کسی مجرم کو بھی معاف نہیں کرے گی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! اسمبلی کی جہت سے مجھ پر فائرنگ ہوئی ہے میری گزارش ہے ------

جناب سپیکر، آپ کیا چاہتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، میری گزارش ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس پہ مناسب کارروائی کی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، بہت اچھے' آپ بیٹھیں۔ وزیر قانون صاحب! آپ اس پہ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ ایک منٹ ٹھہر جائیے' میں نے وزیر قانون کو فلور دیا ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ کابینہ کا کوئی وزیر پیش کرے گا تو وزیر قانون سے نہیں پوچھا جائے گا۔

جناب سپیکر، وزیر قانون اور اس وزیر میں کوئی فرق نہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! ہم آپ سے سیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمیں بتایا جائے کہ یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر، آپ فکر کیوں کرتے ہیں؟ آپ اطمینان رکھیں یہی صحیح طریقہ ہے جو میں کر رہا ہوں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! آپ مجھے ان سے پہلے صرف 10 منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر، ہم نے آپ کو وقت دینا ہے تو آپ جب چاہیں وقت لے سکتے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں میں آپ کو وقت دوں گا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! حقائق میں گئے بغیر جیسے کہ جناب نے رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک' استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی ہے میں یہ چاہوں گا کیونکہ ان ساری تحریکوں کا تعلق اسی مسئلہ سے ہے

لہٰذا اس سلسلہ میں جتنی بھی تحاریک استحقاقات آ چکی ہیں انھیں استحقاقات کمیٹی کے سامنے بھیج دیا جائے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

جناب سپیکر، میں انعام اللہ خان نیازی صاحب کی طرف سے پیش کی گئی اس تحریک استحقاق کو in order قرار دیتا ہوں اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں' ایک ماہ کے اندر رپورٹ آنی چاہیے۔ بہت دیر سے مجھ سے جناب پرویز الہیٰ صاحب وقت مانگ رہے ہیں۔ سرور خان صاحب! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو بھی پورا موقع دوں گا۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ انعام اللہ خان کی تحریک استحقاق کے بعد فوری take up ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، میں آپ کو اس کے بعد موقع دے رہا ہوں۔ جی پرویز الہیٰ صاحب! آپ فرمائیے۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب سپیکر! یہاں پر رانا اکرام ربانی صاحب نے چند ایک ایسی باتیں کی ہیں۔

جناب سپیکر، ایک منٹ آپ کی بات کاٹ رہا ہوں کہ ایک ضروری نوٹس پریس کی طرف سے آ گیا ہے۔

"جناب سپیکر صاحب ابھی اپنی تقریر کے دوران انعام اللہ خان نیازی نے ریمارکس دیے ہیں کہ جن بے غیرتوں نے قائد کی تصویر کی تصویریں اتاریں' انھیں دھیان نہ آیا۔ ہم احتجاج کرتے ہیں کہ فوٹو گرافرز کا یہ پروفیشن ہے۔ اس طرح صحافیوں پر زبانی حملوں پر ہم احتجاج کرتے ہیں اور اس لیے کارروائی کا بائیکاٹ کرتے ہیں"۔ (اراکین پنجاب اسمبلی پریس گیلری)

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں نے ٹی وی کیمروں کی بات کی ہے۔ فوٹو گرافر تو ویسے بھی اسمبلی میں منع ہیں۔ اگر میرے الفاظ سے پریس کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ نیازی صاحب نے معذرت کی ہے۔ میں پریس کے احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مہربانی سے کارروائی میں شریک ہوں۔ جی جناب پرویز الہیٰ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے؟

چودھری پرویز الہیٰ، جناب سپیکر! ابھی تابش صاحب کہہ رہے تھے کہ ایک تحریک استحقاق اسی سلسلے میں ان کی بھی تھی۔ اگر ان کو صرف پڑھنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر، میرے پاس ابھی نہیں آئی۔ آ جاتی ہے تو میں اسے بھی لے لوں گا۔ آپ کیوں فکر

کرتے ہیں؟ آپ میرا رویہ دیکھ رہے ہیں۔پرویز الہیٰ صاحب! آپ میری بات سنیں۔ جب میں نے نیازی صاحب کی تحریک استحقاق لے لی یہ بھی آجائے گی تو لے لوں گا۔

چودھری پرویز الٰہی، ساتھ ہی لے لیں ' آپ نے فیصلہ تو کر لیا ہے۔

جناب سپیکر، کیوں فکر کرتے ہیں۔ Let it come to me میرے پاس نہیں ہے ۔ کاپی جب میرا عملہ مجھے دے گا تو میں لے لوں گا۔ جی سرور صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

سید تابش الوری، وہ دونوں مختلف نوعیت کی ہیں۔ ہماری جو تحریک استحقاق ہے یہ بالکل مختلف نوعیت کی ہے۔

جناب سپیکر، اگر کاپی تابش صاحب کو دی ہے تو میری فائل میں بھی کاپی لگائیں۔ جی وصی صاحب فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ نکتہ مجھے جناب انعام اللہ خان نیازی کی تقریر کے دوران اٹھانا چاہیے تھا' لیکن جناب نے منع فرمایا تھا تو میں تقریر کے اختتام پر کہہ رہا ہوں کہ انھوں نے جو کچھ فرمایا ہے وہ عبارت میں نے یہاں بیٹھ کر سنی' وہ self contradictory ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ خفیہ ایجنسی والوں نے کیا ہے ' انھوں نے ساتھ ہی فرمایا کہ جو لوگ ادھر یہ کر رہے تھے ان میں سے ایک زخمی ہوا تو میں اس کو اٹھانے کے لیے آیا تھا۔ تو وہ مسلم لیگی جو زخمی ہوا وہ کہاں سے آ گیا' جس کو یہ اٹھانے آئے تھے؟

جناب سپیکر، اچھا آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، یہ وکالت والے پوائنٹ لے کر بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر، میں نے اس پوائنٹ کو قبول نہیں کیا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، اسمبلی کے سامنے تو ہمارا کوئی بندہ ہی نہیں تھا۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب کھڑے ہیں۔ اس دفعہ ان کو ناراض ہونے سے پہلے پہلے ان کو موقع دینا چاہتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر reserve رکھتا ہوں۔ اس پر بھی بات کروں گا۔ میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ بعض اوقات غالباً جناب کو یاد نہیں رہتا یا کیا ہے۔ ابھی

آپ نے سرور خان صاحب کو فلور دیا' وہ بات وہیں پر رہ گئی ' دوسری طرف چلا گیا' وہ وہیں رہی تیسری طرف چلا گیا تو سر! یہ ابہام اسمبلی میں صرف اسی لیے پیدا ہو جاتا ہے۔ آپ ماشاء اللہ کافی حد تک اسمبلی کے ساتھ صحیح سلوک کر رہے ہیں۔لیکن میں اس لیے یہ عرض کر رہا ہوں کہ جس انداز سے چلنا چاہیے ۔ ابھی آپ سرور خان صاحب کو سن لیں پھر میرے پوائنٹ آف آرڈر پر جناب نے اجازت دی تو پھر میں بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ جی پرویز صاحب! کیا آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جی میں بالکل بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی کیجیے۔

چودھری پرویز الٰہی، لیکن اس سے پہلے تابش صاحب تحریک استحقاق پڑھ دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب میرا مختصر سا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، ان کا مختصر سا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ وہ سن لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں دونوں اطراف کو درخواست کرتا ہوں کہ ہم پاکستانی پہلے ہیں اور کچھ بھی اس کے بعد ہیں۔چاہے وہ مسلم لیگ ہے ' چاہے وہ پیپلز پارٹی ہے ' چاہے وہ جماعت اسلامی ہے یا کوئی اور ہے۔ بات یہ ہے کہ بے حرمتی ہوئی ہے۔ کس نے کی ہے وہ اللہ جانتا ہے۔ جیسے عاکوانی صاحب نے کہا ہے کہ ان کا اللہ بیڑہ غرق کرے اور اس سے بھی زیادہ بددعا کے۔ صرف یہ درخواست ہے کہ اس میں مزید اور الزامات نہ لگائیں۔ بات جتنی ہو گئی ہے اسی پر ختم کریں اور باقاعدہ ایک مشترکہ کمیٹی بنا دیں۔ اگر اس میں کورٹ کے ججوں کو رکھنا ہے تو رکھ لیں۔ اتنا بڑا ظلم ہوا ہے۔ اتنی بڑی بات ہوئی ہے تو ہمیں کوئی highest level کی کمیٹی سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، بجا ہے ۔ آپ بیٹھ جائیں۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! بہت مشکور ہوں کہ جناب نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کرنے کی اجازت دی ہے اور بات اسمبلی کے اس واقعے کے متعلق ہے جو کہ اپنی نوعیت کا برصغیر میں ایک

نہایت اہم واقعہ ہوا ہے۔ جس پر تحاریک استحقاق بھی آئی ہیں۔ آپ نے ان کو in order بھی قرار دیا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ تحاریک استحقاق وہ بنتی ہیں یا نہیں بنتی۔

جناب سپیکر، بنتی ہیں۔ پارلیمنٹ کی discretion بھی استحقاق کا حصہ ہے۔

سید ظفر علی شاہ، سر! میری بات آپ سن لیں۔ میں قطع نظر اس کے بات کر رہا ہوں۔ میں تو ویسے ان پڑھ آدمی ہوں، آپ کا تو ماشاء اللہ ادب اور شاعری میں بہت نام ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ قطع نظر اس کے کہ آپ نے وہ ساری باتیں مان لی ہوں گی۔ میں تو آپ کی ایک admissibility سے بھی آگے جا رہا ہوں۔ جناب سپیکر! بطور رکن کے، بطور شہری کے میں آپ سے اب جو بات کرنے والا ہوں، وہ آپ کے غور سے سننے والی ہے۔ جہاں تک اسمبلی کے استحقاق کا تعلق ہے۔ وہ تو اسی دن جس دن، جس کسی شیطان آدمی نے چاہے وہ سیاسی کارکن تھا چاہے وہ کسی گورنمنٹ ایجنسی کا رکن تھا۔ اس نے یہ حرکت کی، آپ ٹی وی پر آئے، اخبارات میں عوام نے دیکھا، استحقاق تو اسی دن مجروح ہو گیا تھا۔ یہ مسئلہ تو کمیٹی تک جانے والا ہی نہیں۔ آپ نے اسی دن اسمبلی کا اجلاس نہیں ہو رہا تھا تو آپ نے ٹیلی ویژن پر کہہ دیا تھا۔ جناب سپیکر! یہ بات ایک طرف میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ استحقاق مجروح ہونے سے اور بات بھی ہوئی ہے۔ یہ ایک دن دیہاڑے ننگا کرائم ہوا ہے۔ یہ ایک جرم ہوا ہے۔ اس ادارے پر جو گورنمنٹ کا symbol نہیں ہے۔ یہ اسمبلی کی عمارت constitutional symbol ہے۔ گورنمنٹ کے symbol پر حملے ہوتے رہتے ہیں۔ جناب سپیکر! اسی مال روڈ کا واقعہ ہے، اور چند دنوں کا واقعہ ہے، ایف آئی آر بھی کٹی ہو گی۔ بٹ صاحب کو نمبر پتہ ہو گا۔ جناب کی یادداشت کے لیے کہ جن دنوں تاجروں نے ہڑتال کی ہوئی تھی۔ تاجروں کی ہڑتال میں کسی سٹور کا کوئی دروازہ ٹوٹتا ہے تو suo moto ایف آئی آر لکھی جاتی ہے اور جو مدعی ہے وہ کوئی ایس ایچ او، اے ایس آئی یا کوئی سپاہی ہے۔ اسمبلی کی بلڈنگ کے اندر مداخلت بے جا ہوتی ہے اور اس پر کسی طرف سے کوئی ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر، ہوتی ہے۔ ہماری اسمبلی کی طرف سے ہوتی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔ آپ کی طرف سے یہ اعلان سن کر میں حیران ہوا کہ آپ نے کہا کہ اس بارے میں ہم کوئی پرچہ درج نہیں کراتے۔

جناب سپیکر، پرچہ درج کیا گیا ہے۔ اسی دن رات کو کیا گیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، اچھی بات ہے کہ کیا گیا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جناب کو میں ٹی وی پر سن رہا تھا۔ جناب سپیکر! استحقاق کا مسئلہ اپنی جگہ پر ہے۔ لوگ روزانہ ہماری اس قسم کی بانسری سنتے ہیں کہ ممبروں کا استحقاق مجروح ہو گیا ہے۔ یہ پولیٹیکل مسئلہ ہے اور پولیٹیکل ڈویژن میں یہ ایک اور بات آ گئی ہے کہ میں ادھر ملبہ پھینک رہا ہوں' ادھر والے ادھر ملبہ پھینک رہے ہیں۔ ایک تو وہ investigation اپنے انداز سے کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! Assembly dissolution کی باتیں تو ہوتی ہیں' اسمبلی تحلیل تو ہوتی ہے' dissolve تو کی جاتی ہے۔ اس کے مطالبے بھی کیے جاتے ہیں' لیکن اسمبلی بلڈنگ democracy کا ایک symbol ہے۔ اس کے کسی بیرے کو یا کسی ستون کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جاتا۔ جناب سپیکر! میں اسمبلی میں دونوں ڈویژنز کی بات کر رہا ہوں اور جناب کو بھی میں adress کر کے کہتا ہوں کہ اگر آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں کہ واقعی یہ واقعہ ایسا ہے کہ جس میں آپ خون کے آنسو روئے ہیں۔ میں پانی کے آنسو رویا ہوں اور وہ پتہ نہیں پسینے کے آنسو روئے ہیں' یا پتہ نہیں کس چیز کے روئے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ treasury benches سے یہ کہیں' آپ لیڈر آف دی ہاؤس سے یہ کہیں کہ یہ impartial inquiry کے لیے کوئی ہائی کورٹ کا جج مقرر کروائیں ورنہ میں ملبہ اکرام ربانی پر پھینکوں گا' وہ مجھ پر پھینکے گا۔ آپ ہائی کورٹ کے کسی سینئر جج سے انکوائری کروائیں۔

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! ان کو دے دیں انکوائری۔ ان کے بھائی کو مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، میں بات کر رہا ہوں اور وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔

وزیر صحت (دیہی)، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب سپیکر، چلیے' میں اجازت دے رہا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، بےشک' اگر نہیں ہے تو اس کو over rule کر دیں۔ ٹھیک بات کی خان صاحب نے' کہ پتا نہیں یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ ادھر سے سارے پوائنٹ آف آرڈر ملتے ہیں' ادھر سے پتا نہیں کیا بنتا ہے۔

جناب سپیکر، ذرا لمبا ہو گیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، میں اس کی معافی چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! اس کی جوڈیشل انکوائری سینئر جج آف دی ہائی کورٹ سے کرائیں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ جناب سپیکر! کامن شہری جب اسمبلی کے اس واقعے کی طرف دیکھتا ہے' وہ اندر نہیں آ سکتا' یہاں پر بات نہیں کر سکتا اور ہم ذرا گلے پھاڑ لیتے ہیں' جناب سپیکر! کامن شہری یہ پوچھتا ہے کہ ایک طرف تو پاکستان کی پولیس اتنی vigilant ہے کہ اگر لائن کھینچ دے تو مرتضیٰ بھٹو کراس نہیں کر سکتا۔ اور اگر لائن نہ کھینچنا چاہے تو اسمبلی اڑ جائے تو اس کو پتا نہیں ہوتا! جناب سپیکر! اس لیے یہ میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ معاملہ تبھی حل ہو گا کہ اس پر جوڈیشل ہائی کورٹ کے سینئر جج کو مقرر کریں انکوائری پر۔ Thank you very much.

جناب سپیکر، تشریف رکھیے۔

چودھری اختر رسول، اگر واقعی آپ کا دل خون کے آنسو رویا ہے تو اس کو ہائی کورٹ کے سینئر جج کو دیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر صحت (دیہی)، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، آپ کی باری آ رہی ہے۔ آپ کیوں فکر کر رہے ہیں؟ آپ کو کوئی جلدی ہے؟ آپ کی باری آ رہی ہے۔ سرور خان صاحب! آپ اطمینان سے بیٹھیں۔ آپ کو بلایا جائے گا۔ جی' افضل سندھو صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! اس سلسلے میں جناب ظفر علی شاہ صاحب نے اور دوسرے دوستوں نے کچھ اس قسم کی بات کی ہے کہ اس کی جوڈیشل انکوائری کرائی جائے۔ جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کا ممبر ہونے کے ناتے' اس ہاؤس کو law giver ہونے کے ناتے سمجھتے ہوئے اس ہاؤس کو legislation پاس کرنے کی حیثیت رکھتے ہوئے میری دانست میں یہ اس ہاؤس کی تضحیک ہے کہ اس ہاؤس کے اوپر اعتماد کرنے کے بجائے' میں سٹیٹ کے تمام اداروں کی عزت کرتا ہوں' ان تمام کا احترام کرتا ہوں اور ان تمام کی مضبوطی کا خواہاں ہوں۔ لیکن اس کے باوجود یہ بات کہ اس ہاؤس کا اپنا ایک پروسیجر

ہے۔ اس کا ایک طریقہ کار ہے۔ اس کی اپنی ایک حیثیت ہے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس ہاؤس کے اوپر کسی کو مسلط نہ کریں۔ یہ وہ ہاؤس ہے جو تمام حکومتی اداروں کے لیے قانون سازی کرتا ہے۔ اگر ہم اس ہاؤس کے ممبر ہوتے ہوئے اور اس ہاؤس میں ایک کمیٹی جس میں اپوزیشن کے لوگ بھی ممبر ہیں اور جس میں حکومت کے لوگ بھی ممبر ہیں' اگر ہم اپنے اوپر اعتماد نہیں رکھتے' تو اپنے اوپر بے اعتماد ہوتے ہوئے اس ملک میں بہت دفعہ اس نظام کو برباد کیا گیا ہے۔ اس نظام کو ختم کیا گیا ہے اور اس نظام کو ختم کرنے کی مہر ہمیشہ ہمارے ہی ماتھے پر لگائی گئی ہے۔ میں اپنے دوستوں سے' اپنے ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس کی عظمت' اس ہاؤس کی برتری' اس ہاؤس کی عزت کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے اوپر اعتماد کرتے ہوئے' اپنی ساکھ کو بحال رکھتے ہوئے اسی ہاؤس کی کمیٹی سے اس کی تحقیق کرائیں اور اسی کے سپرد جیسے آپ نے کیا ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہت اچھا فیصلہ ہے۔ میں دوستوں سے گزارش کروں گا کہ اسی ہاؤس کے اندر رہنے دیں۔

SYED ZAFAR ALI SHAH: Self explanation.

جناب سپیکر، آپ کے لیڈر بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے فلور قائد حزب اختلاف کو دیا ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! یہاں پر میرے بھائی اکرام ربانی صاحب نے چند ایک باتیں کی ہیں جن کا کہ حقائق کے ساتھ بالکل تعلق نہیں ۔ تو میں مختصر یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ انھوں نے " نوائے وقت" کا حوالہ دیا ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں "نوائے وقت" ہے۔ اسی "نوائے وقت" نے ایڈیٹوریل میں-----

وزیر صحت (دیہی)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، یہ روایت ہے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن بات کر رہے ہیں۔

وزیر صحت (دیہی)، قواعد و ضوابط کے مطابق اس معزز ایوان کو چلانا ضروری ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے فاضل لیڈر آف اپوزیشن اگر بات کرنا چاہتے ہیں تو تحریک استحقاق انھوں نے دی ہے۔ اپنی باری آنے پر ضرور بات کریں۔

جناب سپیکر، نہیں' انھوں نے تحریک استحقاق نہیں دی۔

وزیر صحت (دیہی)، اگر انھوں نے تحریک استحقاق نہیں دی تو میری تحریک استحقاق پینڈنگ ہے۔

جناب سپیکر، وہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر صحت (دیہی)، جناب سپیکر! سارے دوست اس پر بات کر چکے ہیں۔ irrelevant بات کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر، میں نے اجازت دی ہے۔ میں نے فلور دیا ہے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن' لیڈر آف دی ہاؤس کسی وقت بھی بات کر لیا کرتے ہیں۔ سرور خان صاحب! آپ ذرا تحمل سے کام لیجیے۔ جی۔

چودھری پرویز الٰہی، میرے خیال میں آج وزراء کو special instructions دی گئی ہیں کہ آپ بار بار نمبر بنائیں' کیونکہ محکمے ان کے جا رہے ہیں۔ آدھوں کے محکمے چلے گئے ہیں' کچھ کی کھینچا تانی ہو رہی ہے۔ کچھ تقسیم ہو گئے ہیں۔ تو یہ محکمے بچانے کی فکر میں آج ذرا کارروائی ڈال رہے ہیں۔ تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ "نوائے وقت" کے اداریے میں یہ کہا گیا ہے کہ اتنی بڑی ریلی اور اتنی پر امن ریلی تھی۔ جناب سپیکر! اس ریلی کے دوران جہاں کہ لاکھوں کا مجمع تھا اور سارے راستے میں ٹریفک لائٹس تھیں' بنک تھے' سارے راستے میں دو جگہ پولیس کی چوکیاں تھیں۔ کسی جگہ پر نہ کوئی شیشہ ٹوٹا' نہ ٹریفک لائٹ ٹوٹی۔ تو جناب سپیکر! یہ پورے کا پورا کام سراسر ایک منصوبہ بندی کے تحت' جو کہ گورنر ہاؤس میں کی گئی اور اس منصوبہ بندی کے تحت یہ کارروائی اسمبلی کے اندر کی گئی اور یہاں پر ڈیوٹی تھی ڈی ایس پی نظام اور طارق مجسٹریٹ کی۔ جناب سپیکر! اس کی حفاظت پر ان کو مامور کیا گیا تھا۔ تو کیا وجہ ہے کہ اس واقعے سے آدھ گھنٹا پہلے ہی وہ اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر چڑیا گھر کے پاس چلے جاتے ہیں تاکہ یہاں کھلا موقع ملے اور جو کارروائی ڈالنی ہے وہ ڈال دی جائے۔ جناب سپیکر! یہی اخبار' جس کا حوالہ میرے بھائی نے دیا ہے' ۹ تاریخ کا "نوائے وقت"' ان کی تحقیقاتی رپورٹ کیا کہتی ہے۔ جناب سپیکر! ، "محافظ کہاں تھے' دروازے کیسے ٹوٹے؟ پنجاب اسمبلی پر حملہ ایجنسیوں نے کرایا' ثبوت مل گئے"۔ ساتھ ہی یہ لکھا ہے۔ "اسمبلی سٹاف نے بتایا دروازہ پولیس نے توڑا' پر امن کارکن مذموم حرکات نہیں کر سکتے۔" جناب سپیکر! آگے لکھا جاتا ہے۔ ۔۔۔ مضبوط آہنی دروازے عام آدمی نہیں توڑ سکتا۔ بجلی کس نے بند اور بحال کی؟ روشنی میں قائداعظم کی تصویر گرائی گئی اور ٹی وی ٹیم' اور اس کے بعد پولیس طلب کر لی گئی۔

جناب سپیکر! یہ "نوائے وقت" لکھ رہا ہے۔ ان کی تحقیقاتی ٹیم لکھ رہی ہے اور جس اخبار کی نیوز کا حوالہ دیا تھا' میں اسی کے نیوز کا حوالہ دے رہا ہوں۔ نصرت جاوید صاحب جو آرٹیکل لکھتے ہیں انھوں نے

صاف لکھا ہے کہ میاں نواز شریف کے ساتھیوں کو اسمبلی پر حملہ کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ جس کے اوپر وہ ڈیمانڈ کر رہے ہیں کہ جلد الیکشن ہوں تاکہ مسلم لیگ یہاں آئے۔ اور وہ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں اور وہ کیسے یہ خیال کر سکتے ہیں کہ ہم اسی اسمبلی کو توڑیں جہاں پر ان شاء اللہ، خدا کے فضل و کرم سے جلد ہی ہم اکثریت میں آ کر حکومت بنانے والے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جناب سپیکر! "دی نیوز" کا تبصرہ میں آپ کو پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آج یہ کس منہ سے قائد کی بات کرتے ہیں۔ آج یہ کس منہ سے پیپلز پارٹی والے قائد اعظم کی بات کرتے ہیں۔ اسی قائد اعظم کے ملک کو انھوں نے اقتدار کی خاطر دو ٹکڑے کر دیا۔ جناب سپیکر! "اِدھر ہم، اُدھر تم" کا نعرہ لگانے والے اقتدار کو بچا لیتے ہیں لیکن قائد کے پاکستان کو نہیں بچاتے۔ آج یہ تصویر کی بات کر رہے ہیں۔ یہ صرف اس ریلی کا جو خوف تھا ان کے ذہنوں پر، جو اس ریلی نے حکومت کے ایوانوں میں ہل چل مچا دی تھی یہ مذموم کوشش ایجنسیوں نے اور ایک خاص شخص نے پروگرام کے مطابق کرائی تاکہ خبروں کے ساتھ جب ریلی کی خبر چھپے گی تو ساتھ اس طرح کی خبر چھپوا کر ریلی کے اثر کو زائل کرنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن اب عوام نے فیصلہ کر لیا ہے خدا کے فضل و کرم سے اور یہ ریلی گواہ ہے کہ پیپلز پارٹی سے چھٹکارا، آپ پڑھ لیں، اب ہر ایک کو نظر آ رہا ہے کہ پیپلز پارٹی سے چھٹکارا ہونے والا ہے۔ جناب سپیکر! قائد کے ساتھ ان کی محبت کیا ہے؟ قائد کے ملک کے ساتھ انھوں نے کیا کیا ہے؟ آج ان کے بارے میں آپ کے صبر کیا کہہ رہے ہیں؟ قائد اعظم کا انھوں نے چھوڑا کیا ہے؟ جب 1988ء میں محترمہ پہلی دفعہ وزیر اعظم بنتی ہے تو قائد کی تصویر ہٹوا دی جاتی ہے اور ذوالفقار بھٹو کی تصویر لگوا دی جاتی ہے۔ ان کو قائد کے ساتھ کیا محبت ہے؟ (شیم شیم) یہ سراسر ایک ڈرامہ رچایا گیا ہے اور قائد کے ملک کو توڑنے والے قائد کے ساتھ آج صرف یہ تصویر والی بات کر کے اپنے جرائم کو نہیں چھپا سکتے۔

جناب سپیکر، جناب غلام سرور خان صاحب، آپ کی تحریک استحقاق ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ ان کی تحریک کے بعد ہماری طرف سے بھی اسی طرح کی ایک تحریک ہے اسے بھی لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ نے میرے پاس بھیجی ہے؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جی۔

جناب سپیکر، یہ مجھے نہیں ملی۔

چودھری محمد منیر ازہر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی منیر صاحب فرمائیے۔

چودھری محمد منیر ازہر، جناب سپیکر! محترم ڈپٹی قائد حزب اختلاف نے کچھ معروضات پیش کی ہیں جن میں انھوں نے اپنے وکیل صفائی روزنامہ "نوائے وقت" کا ذکر کیا ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ انھوں نے جتنے سوالات اٹھائے ہیں ان کے جواب میں اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ،

جس گھر کو بنانے میں کوئی ہاتھ نہیں تھا
اس گھر کو گرانے میں رضاکار بہت ہیں

جناب سپیکر، چلیے۔ جی' سرور خان صاحب!

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میری یہ تحریک استحقاق بھی identical ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ تحریک پڑھنا نہیں چاہتا بلکہ میں اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ پہلے اسے پڑھیے۔

جناب غلام سرور خان، جی' ٹھیک ہے۔ میں پڑھ دیتا ہوں۔

پنجاب اسمبلی کی عمارت پر مشتعل ہجوم کا حملہ اور قائد اعظم کی تصویر کی بے حرمتی

جناب غلام سرور خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 7۔ اکتوبر 1996ء کو حکومت کے خلاف ایک احتجاجی ریلی میں شامل مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں نے پنجاب اسمبلی کی عمارت پر حملہ کر دیا' دروازے توڑ کر اندر داخل ہو گئے' زبردست توڑ پھوڑ کی۔ حتیٰ کہ بابائے قوم بانی پاکستان حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر اتار کر پاؤں تلے روندی گئی۔ اس کے علاوہ اسمبلی کی عمارت کو بھی زبردست نقصان پہنچایا گیا۔ اس باوقار اور محترم ایوان کی اس بے حرمتی سے نہ صرف میرا بطور رکن اسمبلی بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' ذرا شارٹ سٹیٹمنٹ تو ہو جانے دیں۔ اس کے بعد تاج خانزادہ صاحب کی باری ہے اور پھر اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! میں اسی بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں' ابھی نہیں' ابھی نہیں۔ ایک منٹ ذرا ہولڈ کیجیے۔ جی۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! مجھ سے پہلے میرے دو فاضل دوستوں نے اسی قسم کی تحاریک استحقاق پیش کی ہیں۔ رانا اکرام ربانی صاحب نے حکومتی بنچوں کی طرف سے اور انعام اللہ خان نیازی صاحب نے اپوزیشن کی طرف سے۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں اتنی گزارش کروں گا کہ ہاؤس کا اس پر consensus بڑا واضح ہے کہ اس تحریک استحقاق کو یا اس معاملے سے متعلقہ جتنی بھی تحاریک استحقاق مزید آئی ہیں ان ساری تحاریک استحقاقات کو استحقاق کی کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس معاملے کی گہرائی کی چھان بین کی جائے اور جو ملزمان ثابت ہوں' چاہے ان کا تعلق کسی بھی ادارے کے ساتھ ہو' چاہے وہ جس بھی حیثیت کے مالک ہوں' چاہے ان کا تعلق کسی بھی سائیڈ سے ہو' انھیں قرار واقعی سزا دی جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں یہ رواج بن چکا ہے اور ہم سیاستدانوں کے مزاج میں یہ بات رچ بس چکی ہے کہ ہم ہمیشہ اختلاف برائے اختلاف کی بات کرتے ہیں۔ یہ بڑی واضح سی بات ہے کہ اس سے پہلے بھی تین بار جمہوریت کا قتل ہو چکا ہے' اسمبلیوں کا خاتمہ کیا جا چکا ہے۔ اسمبلیوں کی میعاد آئینی طور پر پانچ سال مقرر ہے لیکن ہر اسمبلی کو دو یا تین سال کے مابین ختم کیا گیا ہے۔ 1985ء میں لوگ حکمران تھے انھوں نے اس وقت کے آمر کے ساتھ سازشیں کر کے اس اسمبلی کو dissolve کروایا۔ اس کے بعد 1990ء میں جب اسمبلیاں dissolve ہوئیں تو اس وقت بھی یہی سازشی عناصر ان سازشوں میں شامل تھے اور دوبارہ اس اسمبلی کا اور دوبارہ اس معزز ایوان کا قتل عام کروایا گیا۔ اس کے بعد 1993ء میں جب اس ملک کی قومی اسمبلی میں' سینٹ میں اور اس ملک کی چاروں صوبائی اسمبلیوں میں مسلم لیگ کی حکومت تھی' واضح حکومت تھی' اکثریتی حکومت تھی تو اس وقت بھی ان ایوانوں کے ساتھ سازش ہوئی' پھر ہمارا قتل عام کیا گیا۔ وہ کون سی وجوہات ہیں کہ آج بھی لیڈر آف اپوزیشن باقی تو باتیں بڑی بڑھ چڑھ کر کرتے ہیں لیکن وہ یہ بات کیوں بتانے سے قاصر ہیں کہ واضح اکثریت ہونے کے باوجود میں نے کیوں ایڈوائس جاری کی کہ اسمبلی کو توڑا جائے؟ سپریم کورٹ کی بحالی کے بعد وہ

کون سے حالات تھے جنھوں نے مجھے مجبور کیا اور میں نے ایڈوائس بھیجی کہ اسمبلی کو توڑا جائے؟ آج وہی سازشیں دوبارہ جنم لے رہی ہیں۔ آج وہی لوگ جو پہلے بھی ایسی سازشوں میں پیش پیش رہے ہیں، جو اس سے پہلے بھی ان اسمبلیوں کے قتل عام میں شامل رہے ہیں، آج وہی طاقتیں پھر یہی سازشیں کر رہی ہیں، آج یہی سٹیٹمنٹس آ رہی ہیں، آج تحریکیں پیش کی جا رہی ہیں، آج ریلیاں منعقد کی جا رہی ہیں، آج کھلے عام یہ بات کی جا رہی ہے کہ اسمبلیوں کا خاتمہ کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرا تو بحیثیت ایک سیاسی کارکن کے اس وقت حوصلہ بڑھا تھا کہ جب 1993ء کی اسمبلی میں آج کے لیڈر آف اپوزیشن نے اسمبلی کے پہلے اجلاس میں اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ ہم 1993ء کے انتخابات کو مانتے ہیں، یہ شفاف انتخابات تھے، یہ منصفانہ انتخابات تھے۔۔۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اس وقت آپ کو شارٹ سٹیٹمنٹ لگتا تھا جب نیازی صاحب بات کر رہے تھے۔ ان کو میں نے آدھا گھنٹہ دیا تھا۔ سب کو وقت دیا ہے اور ان کو بھی موقع دے رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! یہ شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کبھی کبھی کچھ وضع داری بھی برتا کریں۔ آپ تو اچھے خاصے میاں صاحب ہیں۔۔۔ (قہقہے)

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ 1993ء کی نیشنل اسمبلی میں لیڈر آف اپوزیشن کی پہلی تقریر میرے بھائیوں نے سنی ہو گی، ان کے لیڈر ہیں، لازمی سنی ہو گی۔ ٹیلی ویژن پر دیکھی ہو گی کہ انھوں نے فرمایا تھا اور تسلیم کیا تھا کہ 1993ء کے انتخابات غیر جانبدارانہ انتخابات تھے، شفاف انتخابات تھے اور ان انتخابات کی صورت میں بننے والی حکومت کو بھی تسلیم کیا تھا۔ پھر ساتھ یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم نیشنل ایشوز پر حکومت وقت کو سپورٹ کریں گے، ہم confrontation کی سیاست پر یقین نہیں رکھتے، ہم تحریکوں کی سیاست پر یقین نہیں رکھتے، ہم توڑ پھوڑ کی سیاست پر یقین نہیں رکھتے۔ تو اس وقت یہ حوصلہ ہوا کہ چلیں، کافی دیر بعد سہی، لیکن عقل تو آئی، عقل کی بات تو کی گئی، جمہوریت کو تسلیم تو کیا گیا۔ لیکن وہ کون سے عناصر ہیں، وہ کون سی سازشیں ہیں جو کہ ان کی پشت پر ہیں اور آج وہی لوگ، وہی لیڈران کرام فرما رہے ہیں کہ اسمبلیوں کا خاتمہ ہونا چاہیے، موجودہ جمہوری

اور آئینی حکومت کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ وہ تحریکیں بھی چلا رہے ہیں' وہ ریلیاں بھی نکال رہے ہیں' وہ توڑ پھوڑ بھی کر رہے ہیں اور وہ جب دیکھتے ہیں' وہ جب بے بس ہوتے ہیں' وہ جب مجبور ہو جاتے ہیں کہ ہماری کوئی بھی سازش کامیاب نہیں ہو رہی' ہم ان اسمبلیوں کا ویسے خاتمہ نہیں کروا سکتے تو پھر اپنے ناپاک ہاتھوں سے اس معزز ایوان کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ ہمارے قائد اعظم کی تصویر کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس کی تذلیل و تضحیک کرتے ہیں۔ یہ قائد اعظم کی تذلیل نہیں یہ بارہ کروڑ مسلمانوں کی تذلیل کرتے ہیں تو جناب سپیکر! میری استدعا ہو گی کہ جو بھی عناصر ہیں' جو بھی ایجنسیز ہیں' جو بھی سیاسی کارکن ہیں' جو بھی سیاسی جماعتیں ہیں جو بھی لوگ اس اقدام میں ملوث ہیں ان کا محاسبہ ہونا چاہیے ہم ان کے اس اقدام کی بھرپور مذمت کرتے ہیں ۔ ہاؤس کی ایک کمیٹی موجود ہے۔ میں سندھو صاحب کی بات کی بھی تائید کرتا ہوں ہم اس چیز کو کسی قیمت پر چھوڑنا نہیں چاہتے ہمارا کام قانون بنانا ہے ان کا کام قانون پر عملدرآمد کرنا ہے ہم اپنے کام سے کام رکھیں گے وہ اپنے کام سے کام رکھیں۔ جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ اس ہاؤس کی ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی بنائی جائے اپوزیشن کی سائڈ سے بھی سینئر لوگ ہوں اور وہ لیڈر آف دی اپوزیشن کی consent سے ہوں اور ہماری سائڈ سے بھی سینئر دوست ہوں اور Privilege Committee کے علاوہ ایک ہاؤس کمیٹی ہو جو ان معاملات کی تحقیقات کرے اور جو بھی ملزمان ہوں انہیں قرار واقعی سزا دی جائے ۔ میری یہی چند ایک گزارشات ہیں ۔

جناب سپیکر، آپ کی تحریک یہ ہے کہ آپ کی اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ آپ نے اپنی تحریک میں یہ نہیں کہا کہ کوئی الگ کمیٹی بنائی جائے۔ آپ اگر اپنی تحریک کے مطابق رہیں تو آپ کی فرمائش پر غور ہو سکتا ہے ۔ جو آپ نے اب فرمائش کی ہے وہ الگ ہے ۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! یہ تو بڑا واضح ہے جو میری تحریک میں شامل ہے لیکن میں اپنے دوستوں کی satisfaction کے لیے کہہ رہا ہوں کہ اس کے علاوہ بھی اگر کوئی اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی بنانا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، اس وقت یہ ہے کہ آپ نے اس وقت جو درخواست کی ہے اور آپ نے جو خواہش کی جس طرح میں ربانی صاحب والے معاملے میں کسی کو نہیں پوچھ رہا آپ کابینہ کے رکن ہیں' اسی

precedent کو استعمال کرتے ہوئے میں آپ کی اس تحریک کو in order قرار دیتا ہوں اور دوسری تحریکوں کے ساتھ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں ۔ اس کی بھی رپورٹ ایک ماہ کے اندر آنی چاہیے۔ اب میں جناب تاج خانزادہ صاحب کو فلور دیتا ہوں۔

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ سرور خان صاحب کے بعد میری باری آئے گی۔

جناب سپیکر: آپ فکر کیوں کرتے ہیں۔ آپ بیٹھیے تو سہی۔ آپ کے پاس سارا دن پڑا ہے۔ آپ میرے رویے کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ جی خانزادہ صاحب۔ تاج خانزادہ صاحب کے بعد کوئی بات ہو گی۔ اتنی دیر ہو گئی ہے کہ انگریزی نہیں سنی۔ آپ منہ کا ذائقہ ذرا بدلیں۔ جی بسم اللہ۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I have been listening with great patience to the mutual recriminations regarding the incident, the unfortunate incident, when people misbehaved with the photo of the Quaid-e-Azam. I would like to bring to the notice of this House and to the people of Pakistan that Quaid-e-Azam from 1932 till 1946-47 fought the battle of Pakistan against the British and against the Hindus but during all those years he was very highly respected and, today, it is very unfortunate that the maker and the founder of this nation should have been disgraced fifty years after his death by the citizens of the State which he created for them. This is a matter not either of the PPP or the Muslim League. It is a matter where the whole nation should hang their heads in shame by the action taken, whoever it was, to disgrace the House of liberty and to maltreat the picture of the creator, after God, of this country.

Sir, I have been listening very carefully to the privilege motions and in the speeches delivered regarding these privilege motions I have also been

noting the self-praise of particular Parties on both sides trying to show how brave they are, how great they are, how big politicians they are . Let us not forget the past, let us not discuss the past and let us not throw mud at each other because it is not going to carry us anywhere. When the House is unanimous on the fact that whatever has happened in this House is a shame and a disgrace to the nation , then why blame each other . There is no particular person who can vouch on the Quran and before God to say that this act was done by such and such person and that he has seen it himself. As a true Mussalman to bring malign charges against any individual without having seen it and without having been a witness personally himself is a criminal before the God. You have very kindly agreed that privilege motions of both the parties be taken to the Privilege Committee but if the House is so divided today on mutual condemnation then what can the Privilege Committee do? There again, they will be trying to incriminate each other on personal matters in order to get political numbers from the people. Sir, even you are being implicated. I am neither flattering you nor I want to flatter anybody. I, as a true Muslim before God , ask you to appoint a man who will investigate and find the reality without any prejudice to any political party or giving a few points to anybody for his bravery and in order to achieve that purpose he cannot be a member of this House or the Upper House because they are all politicians. It doesn't matter how loud we shout that I am impartial, I will do justice. When you see the Leaders of your Houses, you look at them what does the leader say. Your conscience is dead. Can a dead conscience give a right opinion? No. I ask from them. How many of them will defy their leader irrespective of

political party We are bumsuckers and flatterers.

This is a very serious matter . Apart from insulting the creator of this country, you have damaged the house of liberty. This is the house of freedom and it is universally recognised all over the world where-ever there is a House of Parliament and House of Legislature that it is the responsibility of the people of the country and their represenatives to protect the integrity, safety, dignity and honour of that House. That dignity has been violated by the people in this city who-ever they may be. Let us catch them and, as has been said by both the Houses , the culprits should be dealt with mercilessly and given examplory punishment If I am not going out of my area I would suggest that it must be headed by a Judge of the High Court or a person of such a stature where both the parties have complete faith in his integrity and in his honesty. That would solve the matter and let us close this matter It is no use trying to blame each other here and give a writing in the Paper .

جی میں بڑا بہادر سں میں اسمبلی وچے آن کے آکھ چھوڑیا۔

This Assembly has been dissolved by people in five minutes and seven minutes People for selfish reasons stop down to anything . What did Mr. Wattoo do? He dissolved the Punjab Assembly in seven minutes from the decision of the High Court and who was his partner? The Governor of Punjab, still you trust them when the highest executive..... ...

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب تاج محمد خانزادہ، بیٹھ جا یار ۔ تیرا پیو وی گورنر رہیا توں وی ہن منسٹر ایں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, he is criticising the High Court which tantamounts to contempt.

MR SPEAKER: No. He is not. He has never been contemptious of the High Courts. He is very respectful to the courts. آپ تشریف رکھیے ناں۔ آپ اپنی اسمبلی کی فکر کیا کریں۔ یہ ویسے بھی تو آپ کے uncle ہیں۔ آپ ان کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ آپ ان کی بات سنیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب والا! بات یہ نہیں ہے۔ حق کی جو بات ہوتی ہے وہ کڑوی بھی ہوتی ہے اور حق کو ماننے کے لیے اس دنیا میں چند آدمیوں کو شاید ذاتی نقصان بھی اٹھانا پڑے لیکن اس نقصان کو بالائے طاق رکھ کر اس اسمبلی کی prestige اور اس ملک کی اہمیت کو عزت بخشنے کے لیے ہائی کورٹ کا جج نہ ہو لیکن ایک ایسا آدمی ہو جس کے بارے میں دونوں اطراف کہیں کہ وہ جو کچھ کرے گا حق کرے گا اور ہم بھی قرآن پر ہاتھ رکھ کر جو صفائی دیں گے اس کو جزو ایمان سمجھ کے دیں گے اور اس میں جو بھی پکڑا جائے اس کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ خواہ وہ کسی پارٹی سے بھی تعلق رکھتا ہو۔ سزا کس کو ملتی ہے۔ 70 کلفٹن میں سو گز کے فاصلے پر بھٹو کا بیٹا مارا گیا۔ اس کے ساتھ سات آٹھ اور آدمی مارے گئے۔ ابھی تک اس کا کیا ہوا۔ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس کی انکوائری کون کرے۔ میں نام نہیں لیتا۔ کوئی کہتا ہے کہ اس نے مروایا' کوئی کہتا ہے اس نے مروایا۔ جس نے بھی مروایا مرا تو ہے ناں۔ وہاں پر کونسی فوج آئی تھی۔ وہ گھر سے سو گز کے فاصلے پر کھڑا تھا اور وہاں پر بمبارڈمنٹ ہو رہی تھی۔

MR SPEAKER: Mr. Taj Khanzada ! You have made your point well.

جناب تاج محمد خانزادہ، میں آپ کو ایک بات بتلاؤں۔ آپ میری بات کو کڑوا نہ سمجھیں۔ میں آپ کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ انھوں نے ایسے سے لے کر زیڈ تک سب ہسٹری دہرا دی۔ ضیاء الحق کو بھی پکڑا' ایوب خاں کو بھی پکڑا۔ سب کو پکڑا۔ آپ ان کو تو اجازت دیتے ہیں لیکن ہمیں اجازت نہیں دیتے۔ بھٹو میں بہت اچھی باتیں بھی تھیں۔ لیکن بہت خراب باتیں بھی تھیں۔ جب اس کی بات آئی۔ اس کو پھانسی لگنے لگی تو یہ کہاں تھے۔ وہ سب مرغی کی طرح چھپ گئے تھے۔ آج جو یہ اتنا شور ڈالتے ہیں اگر یہ اتنا اس وقت ڈالتے تو بھٹو کو کبھی پھانسی نہ لگتی۔ اب اس کی بیٹی کی خوشامد کرنے کے لیے یہاں ہر ایک اٹھ جاتا ہے۔ میں ایسہ کیتا' میں ایسہ کیتا۔ ایتھاں نے کی کیتا اے؟ سمجھے! انھوں نے اس وقت کیا کیا۔ میں ابھی بھی یہ کہتا ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ بھٹو کی پھانسی political

hanging تھی اور میں جوڈیشل آدمی نہیں ہوں لیکن میرے خیال کے مطابق ان کو پھانسی نہیں لگنی چاہیے تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں اس واسطے نہیں کہتا کہ مسلم لیگ والے خوش ہوں یا پی پی والے خوش ہوں۔ لیکن آپ نے کیا کیا؟ ضیاء الحق نے کیا' ایوب نے کیا کیا۔ یحییٰ نے کیا کیا۔ شراب' عورت اور ملک کے سب وسائل کو اپنے پاس رکھنے کے لیے اور اپنی enjoyment کے لیے اس ملک کی تباہی کر دی۔

جناب سپیکر، اب پوائنٹ آف آرڈر کسی اور طرف چلا گیا ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب والا! ان کو سننے دیں۔ حق کی آواز کوئی کوئی بولتا ہے۔ میری جگہ کوئی اور ہوتا تو بات بھی نہ کرتا۔ انھوں نے کیا کیا۔ ملک کو توڑ دیا۔ عورتوں کو روز شام کو لے جاتا تھا۔ تم بھی تماشا کر کے دیکھ لو۔

جناب سپیکر، بہت شکریہ۔ جناب مولانا شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، شکریہ جناب!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! ابھی ابھی خانزادہ صاحب نے اس تصویر کی بے حرمتی کی بات کی ہے۔ اب تک جتنی بھی تقاریر ہوئی ہیں ان سب میں ایک بات بڑی واضح آئی ہے۔ جو بھی culprits ہیں خواہ وہ ادھر سے ہیں یا ادھر سے جس جماعت کے بھی لوگ ہیں۔ خواہ وہ سپیشل برانچ کے ہیں' خواہ وہ مسلم لیگ کے ورکر ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ سب دوستوں نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ جنھوں نے بھی یہ کام کیا ہے ان کو سزا ملنی چاہیے۔ خانزادہ صاحب نے بھی اب بات کی ہے اور خانزادہ صاحب نے جوش خطابت میں ہماری قائد کے متعلق یہ بھی کہہ دیا کہ ہم خوشامد کرتے ہیں۔ بات خوشامد کی نہیں ہے۔ بات قیادت کے صحیح اقدام کی ہے۔ میری قائد نے کل یہاں پہ آ کر تصویر لگائی ہے اور اسے سلیوٹ کیا ہے۔ آؤ اٹھو سب چلتے ہیں اس کو سلیوٹ کرتے ہیں۔ ایک اچھی دلیل ہے' ایک اچھی مثال ہے۔ کچھ شر پسندوں نے خواہ جدھر سے بھی ان کا تعلق تھا' میں اس کی نشاندہی نہیں کرتا۔ چونکہ یہ تحاریک آپ نے کمیٹی کے سپرد کر دی ہیں۔ جو کہ کمیٹی میرے ہاؤس کی ہے۔ اس کمیٹی کے اوپر مجھے اعتماد ہے اور ان لوگوں کی نشاندہی ہو گی۔ ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ لیکن کل میری قائد نے یہاں پہ آ کر اس تصویر کی تکریم کے لیے ایک مثال قائم کی ہے۔ فادر آف دی نیشن کی عزت کے لیے اور اس کو اپنے ہاتھوں سے آ کر دوبارہ چسپاں کیا ہے' وہاں پر ہینگ کیا۔ آؤ! اٹھیں میرے

ساتھ چلیں ۔ اس اجلاس کے بعد اس کی تقلید کریں اور اس قائد کی تصویر کو سلام کریں اور اس کی عزت کریں۔ اور اس کے اوپر عمل کریں۔ آپ اس چیز کو کہ میری قائد نے یہ بات کی ہے اس کو کھلے دل سے تسلیم کریں کہ اس ملک میں وزیر اعظم نے آ کر اس تصویر کو خود لگایا ہے اور اس کو سلیوٹ پیش کیا ہے ۔ اس کی تقلید کریں۔ اور آپ اپنے آپ کو ایک صحیح پاکستانی ثابت کرنے کی کوشش کریں۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! شکریہ۔ آپ نے ایک بار نہیں دو بار رولنگ دی۔ میں خدانخواستہ آپ کی رولنگ کو چیلنج نہیں کر سکتا لیکن اس کا ثبوت میرے بڑے بھائی سندھو صاحب نے دے دیا۔ آپ نے دو بار یہی کہا کہ کیبنٹ کے ممبر تھے ان کی تحریک استحقاق تھی حالانکہ کیبنٹ کا ممبر بعد میں بنتا ہے۔ جو ہاؤس کا ممبر ہے اس کا استحقاق ایک جیسا ہی ہے۔ نہ کسی وزیر کا استحقاق زیادہ ہے۔ اس کا ثبوت انھوں نے دیا کہ بغیر کسی پوائنٹ آف آرڈر کے اپنی تقریر کرنی شروع کر دی۔ آپ نے مجھے فلور دیا تھا۔ آپ کی مرضی ہے کہ آپ جس کو بھی فلور دیں۔ یہ آپ پر ہی depend کرتا ہے۔

جناب سپیکر ، میں آپ کو فلور دے رہا ہوں ۔آپ بات کریں۔

چودھری شوکت داؤد ، شکریہ۔ جناب سپیکر! جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر کی بے حرمتی اور اس ایوان کے تقدس کو پامال کرنے کی باتیں ہوئیں۔ دونوں طرف سے جو تحاریک استحقاق پیش کی گئیں۔ ایک واضح فرق دونوں بنچز کی طرف سے جو ہے وہ یہ ہے کہ ایک طرف تحریک استحقاق ان لوگوں نے پیش کی۔ جنھوں نے قیاس آرائی پہ' اخبارات کے تراشوں پہ اور اس کو خاص مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے لیے اپنی تحریک استحقاق اس ایوان میں لائے ہیں اور دوسری طرف میرے ان افراد کی طرف سے تحاریک استحقاق پیش کی گئی ہیں جو چشم دید گواہ ہیں۔ جو اس ریلی کے شرکاء ہیں۔ میں خود بھی اس وقت موجود تھا۔ اس وقت میں نے فائرنگ کی آواز بھی اپنے کانوں سے سنی اور ان فیئر شیلز کا میں خود بھی شکار ہوا۔ اس میں ایک بڑی واضح دلیل اس بات کی ہے کہ اس ریلی کو منتشر کرنے کے لیے اس وقت نہ یہاں کوئی ہنگامہ ہوا تھا نہ کوئی پتھراؤ ہوا تھا جس وقت اسمبلی کے اوپر سے فائرنگ کر دی گئی تھی۔ اس کے بعد آپ خود سوچیں' آپ ٹھنڈے دل سے غور کریں جب ہمارے قائد تقریر کر رہے ہوں۔ ریلی جم چکی ہو' جلسہ پورے جوبن پر ہو اس وقت جو بھی ہنگامہ کیا جا رہا تھا جلسے کو منتشر کرنے کے لیے کیا جا رہا تھا۔ وہ ایک pre-planned تھا۔ ہم نے

اسمبلیوں کا تقدس ہمیشہ پامال ہونے سے بچایا ہے۔ آپ تاریخ کو اٹھا کر دیکھ لیں آپ اس بات کے بھی گواہ ہوں گے کہ پاکستان مسلم لیگ نے جب بھی بات کی ہے پاکستان مسلم لیگ نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ اس ملک کو پاکستان مسلم لیگ نے بنایا ہے اور اس ملک کو اگر بچانا ہے تو پاکستان مسلم لیگ نے ہی بچانا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے قائد نے جب بھی بات کی ہے تو ہمارے قائد نے اور ہمارے پاکستان مسلم کے کارکنوں نے قائد اعظم کا کارکن ہونے پر فخر محسوس کیا ہے۔ ہمارے آپ آج کے مسلم لیگ کے کارکنوں نے اپنی جوانی میں ایم ایس ایف اور پاکستان مسلم لیگ کا ہر اول دستہ ہونے پر فخر محسوس کیا ہے۔ اس ملک کی تاریخ گواہ ہے کہ اس ملک کو توڑنے والے وہ تھے۔ (قطع کلامیاں) یہی وہ بات ہے کہ اس وقت جو ملک میں ہو رہا ہے کہ لوگوں کے خیالات پہ، لوگوں کی زبانوں پہ پہرے بٹھا دیے گئے ہیں۔ لوگوں کے جذبات کو مجروح کیا جا رہا ہے ۔ اور قانون کو پامال کیا جا رہا ہے۔ اسی وجہ سے اس ملک میں یہ کچھ ہو رہا ہے۔ ہم نے اس پاکستان کو بچانے کی بات کی ہے اور ان لوگوں نے کہ جنھوں نے پاکستان کو توڑا ہے ان کا بس نہیں چلا۔ وہ قائد اعظم تو نہیں بن سکے انھوں نے اپنے نام کے ساتھ قائد ایوان لگانے کی بات کی ہے۔ ان لوگوں نے قائد اعظم کی تصویر کے ساتھ قائد ایوان کے نام کی تصویریں لگائی ہیں۔ میں دور نہیں جاؤں گا۔ آپ 1993ء کی اسمبلی کو دیکھ لیں۔ ہم اس اسمبلی کو بچانے کے لیے کورٹ میں گئے۔

جناب سپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! سرور خان صاحب نے بات کی ہے ۔ میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر کیوں نہیں؟ آپ حقیقت کو سننے کے لیے حوصلہ پیدا کریں۔

جناب سپیکر : مجھ میں بہت حوصلہ ہے اسی لیے میں سوا دو گھنٹے سے یہ باتیں سن رہا ہوں ۔ حوصلہ تو آپ میں نہیں ہے کہ آپ ایک بات بھی نہیں سن پاتے ۔

چودھری شوکت داؤد : میں اپنی ایک آخری بات کروں گا ۔ جناب سپیکر! اگر ہم عدالت میں گئے ہیں تو ان اسمبلیوں کو بچانے کے لیے، اس ملک کے جمہوری نظام کی استقامت کے لیے گئے ہیں ۔ جناب والا غور کریں کہ اگر ہمارے قائد نے اقتدار کی قربانی دی ہے تو اس جمہوریت کو بچانے کے لیے دی ہے ۔ وہ پاکستان کے استحکام کے لیے اپنے اقتدار کو چھوڑ کر الیکشن میں گئے ہیں اور تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب ان آئینی، جمہوری اور اکثریت رکھنے والی، عوام کا ساتھ ہونے کے باجود، عدالتوں کا

فیصلہ ہمارے حق میں ہونے کے باوجود غلام اسحاق خان کے دور میں جب ان اسمبلیوں پر شب خون مارا گیا تو اس وقت وزارت لینے کے لیے آگے آگے مرد اول کون تھا؟ آپ ان سے کہیں کہ حقائق کو مسخ نہ کریں۔ یہ قوم آج بھی دیکھ رہی ہے، آج بھی اگر اسمبلیوں کو توڑنے کی بات ہو رہی ہے، اگر عوام اسمبلیوں کو توڑنے کی بات کر رہے ہیں تو وہ اس لیے کر رہے ہیں کہ اقتدار میں بیٹھنے والوں کو اگر زیادہ مہلت دی گئی تو اسمبلیاں ہی کیا یہ ملک بھی نہیں رہے گا۔ جناب والا! ہم اصولوں کی بات کرتے ہیں۔ میں اپنی بات ایک شعر کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

ہم خاک بسر ریت کے صحرا میں کھڑے ہیں
پیاسے ہیں مگر اپنے اصولوں پہ ڈٹے ہیں

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ کھڑے رہیے۔ ریاض فتیانہ صاحب ہیں؟ نہیں ہیں تو ان کی تحریک pend کر دیتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 59 سید تابش الوری صاحب، سید سجاد حیدر کرمانی، میاں عبدالستار، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، سید ظفر علی شاہ کی طرف سے ہے۔ تابش الوری صاحب! آپ اسے پیش کریں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! میرا خیال ہے کہ میں آج پہلی دفعہ بول رہا ہوں۔ آج میری طبیعت بھی کچھ ناساز ہے جس کی وجہ سے میں زیادہ بولنا بھی نہیں چاہتا۔ لیکن موقع کی مناسبت سے بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ آج اس گفتگو کے دوران جناب افضل سندھو صاحب نے فرمایا کہ ہماری قائد نے یہاں آ کر تصویر کو خود اپنے ہاتھ سے چسپاں کیا اور اس کو salute کیا۔ بڑی اچھی بات ہے۔ قائداعظم کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں یہ ملک عطا کیا۔ اس کی تصویر کو ہم جتنا بھی salute کریں اتنا ہی کم ہے لیکن پیپلز پارٹی کے مختلف ادوار میں جو کچھ اس ملک میں ہوتا رہا، جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا، جو کچھ مصطفےٰ کھر کے ساتھ ہوا، جو کچھ لیاقت باغ میں ہوا اسے آپ نظر انداز نہ کریں۔ لیاقت باغ میں اپوزیشن کے جلسے کو تباہ کرنے کے لیے فائرنگ کروائی گئی، تاج پور میں مصطفےٰ کھر کے جلسے کو sabotage کرنے کے لیے پانی پھینکا گیا، سانپ چھوڑے گئے اور جب یہاں 7۔ تاریخ کو ریلی ہو رہی تھی اور پھر اتنی منظم ریلی کہ نیلا گنبد سے لے کر پنجاب اسمبلی تک مسلم لیگ کے کارکن منظم

انداز میں اس حکومت کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کر رہے تھے ۔ آپ سیاسی کارکن بھی رہے ہیں، ہمارے سیاسی رہنما بھی ہیں ، دانش ور بھی ہیں ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ جب بھی تخریب کاری ہوتی ہے، جب بھی کسی چیز کو sabotage کیا جاتا ہے تو کچھ لوگ انھی میں گھسیڑ دیے جاتے ہیں جو مسلم لیگیوں کے ساتھ یا پیپلز پارٹی والوں کے ساتھ انھی کے بہروپ میں شامل ہو جاتے ہیں اور پھر وہی خرابی کرتے ہیں ۔ لیکن بات یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کا اتنا مضبوط دروازہ کیسے ٹوٹا؟ جو مجسٹریٹ اور پولیس والے وہاں ڈیوٹی پر تھے وہ پیچھے کیوں ہٹے؟ جب دروازہ توڑا جا رہا تھا تو انھوں نے اس کا ایکشن کیوں نہیں لیا؟ بقول سید ظفر علی شاہ صاحب کہ اگر پولیس لکیر لگا دے تو مرتضیٰ بھٹو اس لکیر کو cross نہیں کر سکتا اور اگر cross کرنے کی کوشش کرتا ہے تو پولیس کی گولیوں کا شکار ہو جاتا ہے لیکن یہاں پولیس اتنی بے بس تھی کہ قائد کی تصویر کی بے حرمتی کی گئی اور ساڑھے تین گھنٹے تک قائد کی تصویر کو قائد کے پاکستان میں ننگے فرش پر پڑا رہنے دیا گیا تاکہ ایک سیاسی stunt بن سکے اور میاں نواز شریف کی مقبولیت کو challenge کیا جا سکے۔ ***

جناب سپیکر : یہ بات کرنے کا کوئی طریقہ نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس انداز سے انھوں نے یہ بات کی ہے اس کے قابل اعتراض حصوں کی میں نشان دہی کروں گا۔ ان کو حذف کرنا چاہیے۔ یہ لب و لہجہ غلط ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں کہ آپ اس طرح کی بات کر کے پھر ہاؤس سے نکل جائیں۔

وزیر پارلیمانی امور (محمود اختر گھمن) جناب والا! یہ بہت زیادتی ہے ۔ قابل اعتراض الفاظ حذف کیے جائیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار سکندر حیات خان): جناب والا! رانا اکرام ربانی صاحب نے بہت احتیاط سے ، احترام سے بات کی تاکہ ایسی کوئی صورت حال پیدا نہ ہو سکے ۔ آپ کو اس پر condemn کرنا چاہیے، اس پر ایکشن لینا چاہیے۔

جناب سپیکر : میں اس کو حذف کروں گا۔

میاں اظہر حسن ڈار : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے ۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

میاں اطہر حسن ڈار : جناب سپیکر ! آج اپوزیشن کی وہ باتیں جو کہ انھوں نے حضرت قائد اعظم بانی پاکستان کی تصویر کے حوالے سے کی ہیں ' اور اس کے ساتھ ساتھ رانا اکرام ربانی صاحب نے اخبارات کی رپورٹنگ پر مبنی تحریک پیش کی ہے ۔ جناب والا ! اس سے پہلے جناب قائد اعظم کے بارے میں ہی اس ہاؤس میں ایک قرارداد پاس ہوئی تھی۔ جب ان کے ہی ایک اتحادی ولی خان نے اپنی کتاب میں اور اپنے بیان میں یہ لکھا تھا کہ مسلم لیگ ایک پٹھو جماعت ہے اور قائد اعظم انگریزوں کا ایجنٹ ہے ۔ یہ سب کچھ اخبارات میں آیا اور پنجاب اسمبلی میں وصی ظفر صاحب نے قرار داد دی جو پاس ہوئی۔ اس وقت اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی تھی ۔ اس کے بعد دوسرے دن ولی خان کے بیٹے نے اسلام آباد میں پھر وہی repeat کیا۔ اس نے کہا کہ ہمارے باپ نے انڈیا لائبریری سے یہ ریکارڈ اکٹھا کیا تھا اور ہم اس پر stand کرتے ہیں۔ یہ اجمل خٹک نے کہا۔ جناب والا ! یہ لوگ ان کے اتحادی ہیں' Unionist ان کے اتحادی ہیں۔ میں ایک اور واقعہ جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آج یہ کس منہ سے ایسے کہتے ہیں جب ان کے اتحادی کی طرف سے قائد کو انگریزوں کا ایجنٹ کہا گیا تھا' جب ان کی جماعت کو پٹھو کہا گیا تو اس وقت یہ کہاں تھے ؟ اس کے بارے میں انھوں نے کوئی تردیدی بیان نہیں دیا ۔ میاں صاحب کا کوئی بیان نہیں آیا کہ یہ غلط بات ہے ۔ اور جب محترمہ فاطمہ جناح نے الیکشن لڑا ' ایوب خان جیتا تو ان کی مسلم لیگ کے لیڈر جو کہ گوجرانوالہ میں آج بھی موجود ہیں جنھوں نے کتی کے سر پر دوپٹہ ڈال کر جلوس نکالا تھا اور کہا تھا کہ تم آگے الیکشن لڑو گی؟ یہاں گوجرانوالہ کے ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھ لیں ۔ آج یہ کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہم حضرت قائد اعظم کے ساتھی ہیں ' ہم پاکستانی ہیں ' ہم مسلم لیگ کے داعی ہیں ۔ مجھے شرم آرہی ہے کہ یہ کس طرح کے مسلم لیگی ہیں۔

جناب سپیکر : بادشاہ خان آفریدی صاحب کی تقریر میں وزیراعظم صاحبہ کے بارے میں جو نازیبا الفاظ ہیں وہ چونکہ حذف کیے جا رہے ہیں اس لیے میں پریس سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ انھیں اپنی report میں نہ لکھیں۔ جی سید تابش الوری صاحب!

پنجاب اسمبلی کی عمارت پر دھاوا اور توڑ پھوڑ

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔

مسئلہ یہ ہے کہ 7۔ اکتوبر 1996ء کو حزب اختلاف کی تاریخ ساز احتجاجی ریلی کو سبوتاژ کرنے کے لیے ایک طے شدہ پلان کے تحت سرکاری ایجنسیوں کے گماشتوں نے پنجاب اسمبلی پر دھاوا بول دیا' پر اسرار طور پر اسمبلی کے مین دروازے کھل گئے' بجلی بند کر دی گئی اور عمارت کے اندر توڑ پھوڑ کی کھلی چھٹی دے دی گئی۔ ایک طرف اسمبلی کے محافظ گارڈ' پولیس اور انتظامیہ کی موجودگی کے باوصف اسمبلی اور قائداعظم کے تقدس کی پامالی ہوئی اور دوسری طرف پر امن احتجاجی ریلی پر اندھا دھند شیلنگ اور ہوائی فائرنگ شروع کر دی گئی۔ اسمبلی کی عمارت اور تقدس کی حفاظت اسمبلی سٹاف اور انتظامیہ کی بنیادی ذمہ داری ہے جس کی ادائیگی میں ناکامی اور سرکاری ایجنسیوں کی شرمناک سازش سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ---

جناب سپیکر : آپ یہ بھی تو کہہ دیجیے کہ لہٰذا میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

سید تابش الوری : جناب والا! میری original تحریک میں یہ نہیں ہے۔ اس لیے میں نے اس کو نہیں پڑھا اور ویسے بھی قاعدے کے مطابق یہ تحریک اسمبلی میں زیر غور لانے کے لیے پیش کی جاتی ہے اور جب آپ اس کو admit کر لیتے ہیں تو پھر کسی رکن کا یہ استحقاق ہے کہ وہ اسے فوری طور پر زیر بحث لانے کے لیے درخواست کرے یا اسے کسی کمیٹی کو سپرد کر دے۔ یہ طریقہ ویسے بھی غلط ہے کہ admit کیے بغیر اس قسم کی تحریک پیش نہیں کی جا سکتی۔ یہ ایک الگ تحریک ہوتی ہے۔ ایک تحریک یہ ہے کہ اس کو زیر بحث لایا جائے اور دوسری تحریک یہ ہے کہ کسی بھی ممبر کی طرف سے ---

جناب سپیکر : جو تحریک آپ نے پیش کی ہے اور جو میرے پاس ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

سید تابش الوری ، میری جو original تحریک ہے---

جناب سپیکر ، میرے لیے original draft وہی ہے جو میری فائل میں ہے۔

سید تابش الوری ، نہیں۔ یہ تو آپ اپنے دفتر سے پوچھیں۔

جناب سپیکر ، جی نہیں۔

سید تابش الوری ، میں اس کا ذمہ دار تو نہیں کہ وہ اس میں اضافہ کر دیں۔

جناب سپیکر، اگر یہ آپ کی نہیں ہے تو اسے زیر بحث نہیں لاتے۔

سید تابش الوری ، زیر بحث لانے کے لیے نہیں کہا۔

جناب سپیکر ، نہیں ۔ اگر آپ اسے disown کرتے ہیں کہ یہ آپ کی نہیں ہے---

سید تابش الوری ، میں disown نہیں کر رہا ۔

جناب سپیکر ، تو پھر آپ پورا پڑھیے ۔

سید تابش الوری ، جہاں تک میں نے پڑھا ہے یہ میرا ہے ۔ آپ میرا اصل مسودہ دیکھیں ۔

جناب سپیکر ، میں اسے نہیں مانتا ۔ آپ اسے پورا پڑھیں گے تب میں مانوں گا ۔

سید تابش الوری ، میں نے وہ لکھا ہی نہیں تو میں وہ کیوں پڑھوں گا ۔

جناب سپیکر ، تو پھر یہ آپ کی نہیں ہے ۔

سید تابش الوری، میری وہ ہے جہاں تک میں نے پڑھی ہے آگے انھوں نے اضافہ کیا ہے ۔ آگے آپ کے سٹاف نے اضافہ کیا ہے ۔

جناب سپیکر ، یہ آپ کی نہیں ہے تو چھوڑ دیجیے ۔

سید تابش الوری ، آگے آپ کے سٹاف نے اضافہ کیا ہے اور یہ بد دیانتی کی ہے ۔

جناب سپیکر ، جی نہیں ۔

سید تابش الوری ، اس لیے میں اس کو چیلنج کرتا ہوں ۔ آپ original منگوائیں میں نے یہ نہیں لکھا اور ان کو کوئی حق نہیں ہے کہ----

جناب سپیکر ، تو آپ اسے disown کرتے ہیں ؟

سید تابش الوری ، میں اس فقرے کو disown کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، نہیں یہ بات نہیں ہو سکتی ۔ یا آپ یہ کہیے کہ چونکہ یہ میری نہیں ہے اس لیے میں اس پر بحث نہیں کرتا ۔

سید تابش الوری ، میں آپ کو یہ original بھیج رہا ہوں یہ دیکھیے اس کے اندر لکھا ہوا ہے کہ----

جناب سپیکر ، اس سے مجھے کوئی غرض نہیں ہے ۔ مجھے اس سے غرض ہے ----

سید تابش الوری ، میں آپ کو یہ original بھیج رہا ہوں ۔

جناب سپیکر ، مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ میں اسی کا پابند ہوں جو میری فائل میں ہے ۔

سید تابش الوری ، اگر آپ کا سٹاف بد دیانتی کر کے اس میں اضافہ کرتا ہے تو میں اسے disown کروں گا ۔

جناب سپیکر ، آپ اس پر الگ تحریک لائیے ۔

سید تابش الوری ، یہ میری ہے ۔

جناب سپیکر ، میں پھر اسے dispose of کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا ۔

سید تابش الوری ، آپ کیا کرنے پر مجبور ہو جائیں گے ؟

جناب سپیکر ، dispose of کرنے پر ۔

سید تابش الوری ، کیسے dispose of کریں گے ۔

جناب سپیکر ، آپ disown کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ، میں کہہ رہا ہوں کہ میری original تحریک موجود ہے ۔

جناب سپیکر، تو آپ اس بارے میں تحریک لائیے ----

سید تابش الوری ، آپ مسودہ منگوائیں اور اپنے سیکرٹری سے پوچھیں ---

جناب سپیکر ، جی نہیں۔

سید تابش الوری ، میں نے یہ لفظ نہیں لکھا اور یہ لکھنا بھی غلط ہے قاعدے کے مطابق غلط ہے ----

جناب سپیکر ، تابش صاحب! آپ اس بد تمیزی سے پیش نہیں آسکتے ۔ آپ تمیز سے بات کریں ۔

سید تابش الوری ، **********

جناب سپیکر ، جی، مجھے بھی کرنی چاہیے۔

سید تابش الوری ، ********** میں چیلنج کر

***(حکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

رہا ہوں کہ میں نے وہ فقرہ نہیں لکھا۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ وہی پڑھیں۔ آپ مجھے مجبور کرنا چاہتے ہیں۔ آپ مجھے مجبور کرنا چاہتے ہیں کہ میں وہی فقرہ پڑھوں جو میں نے نہیں لکھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، تو آپ نہیں چاہتے کہ یہ تحریک پیش ہو۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، میں سید ظفر علی شاہ کو فلور دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں مشکور ہوں فاضل ممبر نے ----

سید تابش الوری، جناب سپیکر! ----

جناب سپیکر، جی ابھی میں نے آپ کو نہیں کہا۔ آپ تو انکار کر گئے ہیں کہ یہ آپ کی ہے بھی نہیں۔

سید تابش الوری، تو پھر کس پر بحث ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر، میں نے انھیں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ (قطع کلامیاں)

آپ یہ لب و لہجہ مت اختیار کیجیے۔ میں مجبور ہوں گا آپ کو ہاؤس سے نکالنے کے لیے۔ اگر آپ یہ لب و لہجہ اختیار کریں گے تو میں آپ کو ہاؤس سے نکال دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

سید تابش الوری، مجھے کوئی نہیں نکال سکتا۔

جناب سپیکر، میں ابھی دیکھتا ہوں کہ کیسے نہیں نکال سکتا۔ (قطع کلامیاں)

وزیر پارلیمانی امور، جناب سپیکر! آپ نے جس کو فلور دیا ہے وہی بات کریں۔

جناب سپیکر، آپ تسلی رکھیں۔ جس کی بساط میں جو ہوتا ہے وہ وہی کرتا ہے۔ جو وہ کر سکتے ہیں کر رہے ہیں اور جو مجھے کرنا ہے وہ میں جانتا ہوں۔

سید تابش الوری، جی ہاں مجھے معلوم ہے مگر مچھ کی طرح منہ میں رام رام کرتے ہیں۔ آپ مگر مچھ کے آنسو روتے ہیں---

جناب سپیکر، جی ہاں اور کجا رام رام کجا بیٹھیں یہ آپ نہیں جانتے؟ (قطع کلامیاں)

یہ اس مقدس ایوان کا احترام ہے جس کے رولز ہیں کہ سپیکر کے ساتھ ----

سید تابش الوری ، ********** آپ اسے چوم کر اٹھا لیں گے یا اسے پڑا رہنے دیں گے ----

جناب سپیکر ، اٹھا کر رکھی ہے ۔ ہم نے ہی اٹھا کر رکھی ہے ۔

سید تابش الوری ، **********

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، اقتدار کے پیاسو قائد اعظم کی تصویر کے ساتھ مت کھیلو ----

جناب سپیکر ، اور کیا کھیلیں ؟ بتاؤ اور کیا کھیلا جائے ؟

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' ایک منٹ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر فلور شاہ صاحب کو دیا ہوا ہے اس کے بعد آپ کی باری آئے گی۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر !

جناب سپیکر ، جی فرمائیے ۔ ارشاد گرامی۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! ہم ارشاد گرامی کیا کریں گے ۔ آپ کے سامنے اور یہاں پر اتنے بڑے بڑے شاعر بیٹھے ہیں ۔میں تو simple ایک رکن ہوں رولز اور قواعد کی بات کرتا ہوں ----

جناب سپیکر ، میری بات سن لیجے' میں بھی ایک simple بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کو سپیکر کے بارے میں احترام مقصود نہیں تو دو راستے ہیں ۔یا تو اس ہاؤس میں آپ کو آنا ہی نہیں چاہیے اور اگر آپ کو اعتراض ہے تو سپیکر کے خلاف عدم اعتماد لائیے ---(اپوزیشن کی طرف سے آوازیں "لائیں گے' لائیں گے")

جناب سپیکر ، لاؤ ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر ! ہم آپ کے خلاف عدم اعتماد لائیں گے ۔

وزیر پارلیمانی امور ، لاؤ انتظار کس بات کا ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، یہ ڈکشیشن آئی ہے ۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر، جی ہاں ڈکشن آئی ہے کہ یہ نماز مغرب کا وقت ہے۔ نیازی' خدا کا خوف کرو ۔۔۔ نہ کرو۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر ! ابھی آپ نے Chair پر بیٹھے بیٹھے کچھ الفاظ کہے ہیں جو موجودہ صورت حال اور جو آخری اجلاس prorogue کیا اس کے عین relevant ہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ اگر میرا رویہ آپ کو پسند نہیں تو آپ یا اس ہاؤس میں نہ آئیں یا میرے خلاف عدم اعتماد کریں۔ دوسری صورت تو جب ہو گی سو ہو گی' لیکن آپ نے گزشتہ اجلاس کے آخری دن جب کہ خود لاء منسٹر نے بھی آپ سے صرف یہ درخواست کی تھی کہ ایک یا دو دن کے لیے اجلاس adjourn کر دیں کیونکہ ہم نے تعزیت کے لیے لاڑکانے جانا ہے۔ قائد حزب اختلاف میاں شہباز شریف صاحب اس دن موجود تھے اور وہ ایک قرارداد پڑھنا چاہتے تھے جو کہ غالباً متفقہ ہو جاتی ۔ وہ قرارداد تعزیت اور پسماندگان سے ہمدردی کی تھی۔ نہ صرف آپ نے انھیں بولنے نہیں دیا' بلکہ آپ آج کی اپنی رولنگ میں کہہ چکے ہیں کہ قائد حزب اختلاف اور قائد حزب اقتدار کا حق بنتا ہے کہ وہ جب چاہیں بول سکتے ہیں ۔۔۔

جناب سپیکر ، قرارداد پیش کرنا اور بات ہے اور بولنا اور بات ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر ! آپ نے خود فرمایا کہ وہ بول سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر ، بول سکتے ہیں لیکن قرارداد میری اجازت سے پیش کر سکتے ہیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، وہ آپ سے بات کرنے کی اجازت چاہ رہے تھے۔ لیکن آپ نے سنا ہی نہیں کہ وہ کہنا کیا چاہ رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ، جی میں سنتا ہوں ۔ میں ہمیشہ سنتا ہوں ' سننے والا آدمی ہوں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا ! یہی آپ کا رویہ ہے ۔ حزب اختلاف کے پانچ سینئر ارکان نے ایک تحریک استحقاق دی ہے جو اسمبلی کے واقعات اور قائد اعظم کی تصویر کی بے حرمتی کے بارے میں ہے۔ اس پر نہ آپ نے یہاں پر قائد حزب اختلاف کو بات کرنے کی اجازت دی اور خود یہاں کہہ گئے ہیں کہ دونوں کا حق ہوتا ہے کہ جب وہ بولنا چاہیں۔ ہم اس کے خلاف ' آپ کے آج کے رویے کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے تمام معزز اراکین واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر ، آپ کی اس بات پر آفرین ہے ۔ پرویز الٰہی صاحب جا رہے ہیں' یہ گواہ ہیں کہ ان کو موقع دیا گیا اور اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی غلط بیانی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اس ہاؤس کے در و دیوار گواہ ہیں کہ میں پونے تین گھنٹے سے آپ کی گفتگو سن رہا ہوں اور آفرین ہے آپ پر ' آپ کی سچائی پر ' آپ کی دیانت داری پر ' آپ کی صحیح بیانی پر یہ در و دیوار گواہ ہیں ۔اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ گفتگو میں کتنی صداقت اور کتنی دیانت برتی جا رہی ہے۔ آفرین ہے' میں اس بات پر داد دیتا ہوں ۔

وزیر قانون ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

وزیر قانون ، جناب والا ! اس ساری بحث میں کئی ایسے الفاظ آئے ہیں جو کہ Chair کی شان کے خلاف ہیں میں یہ گزارش کروں گا کہ ایسے الفاظ کو حذف کر دیا جائے ۔

جناب سپیکر، انھیں کارروائی سے حذف کیا جائے لیکن مجھے دکھا دیا جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ جناب نے یہ تمام show دیکھا اور یہ حقائق بھی سب کو معلوم ہیں کہ کس نے تصویر اتاری' کس نے گرائی اور کس نے توڑی۔ اب اس پر ایک انکوائری ہو گی چلو یہ بھی ہو جائے گی ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ضیاء الحق کے ٹائم سے ہی یہ اصلی قائد اعظم کو بھول کر نوٹوں والے قائد اعظم کے پیرو کار بن چکے ہیں اور ان کو اب صرف وہی یاد رہتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر، بہرحال نوٹ پر بھی قائد اعظم کی تصویر ہے۔ وہ بھی ہمارے وہی قائد اعظم ہیں۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر ، وہی قائد اعظم ہیں۔ لیکن۔۔۔

جناب سپیکر ، آپ مہربانی کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! تصویر کے لیے نہیں بلکہ نوٹ کے لیے ان کی پیروی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، بجا ہے مہربانی۔ جانے دیجیے۔

خواجہ محمد اسلام ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کورم نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب وقفۂ نماز کر دیں۔

جناب سپیکر، بہرحال کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے۔ گنتی کی جائے--- گنتی کی گئی--- کورم نہیں ہے۔ نماز مغرب کا وقت بھی ہو گیا ہے اس کے حساب سے ہم زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ لے سکتے ہیں۔ وقت پونے چھ سے ذرا آگے نکل گیا ہے۔ سوا چھ بجے تک کے لیے اجلاس کی کارروائی ملتوی ہوتی ہے۔

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد جناب سپیکر 6 بجکر 17 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، جناب سیکرٹری! گنتی کیجیے--- گنتی کی گئی--- کل 18 ارکان ہیں' کورم پورا نہیں ہے اس لیے اجلاس اتوار 13۔ اکتوبر سہ پہر 3 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا انتالیسواں اجلاس)

اتوار 13۔ اکتوبر 1996ء

(یک شنبہ 29۔ جمادی الاوّل 1417ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں سہ پہر 3.00 بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری صداقت علی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ
اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾
وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِاْيْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّيَتْ
كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع

سورۃ الزمر 68 تا 70

اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بےہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر وہ جس کو اللہ چاہے پھر دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو فوراً سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے ۝ اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی اور پیغمبر اور (امین) گواہ حاضر کیے جائیں گے اور انہیں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی ۝ اور جس شخص نے جو عمل کیا ہوگا اس کو اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اس کو سب کی خبر ہے ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

کورم کا سوال

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جنجوعہ صاحب! آپ تو اسمبلی کو چلانے والوں میں سے ہیں۔ بہر حال گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی ---- چودہ ممبر ہیں۔ کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں ---- گھنٹیاں بجائی گئیں ---- پانچ منٹ ہو گئے ہیں دوبارہ گنتی کی جائے ---- گنتی کی گئی ---- پچیس ممبر ہیں۔ کورم پورا نہیں۔ اجلاس کو پندرہ منٹ کے لیے برخاست کیا جاتا ہے۔

(تین بج کر تیرہ منٹ پر اجلاس پندرہ منٹ کے لیے ملتوی ہو گیا)

(تین بج کر اٹھائیس منٹ پر جناب سپیکر کرسئ صدرات پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب، گنتی کی جائے ---- گنتی کی گئی ---- ایوان میں بیس آدمی ہیں۔ اپوزیشن بائیکاٹ کر گئی ہے۔ کورم پورا نہیں ہے۔ اجلاس کو sinedie ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred by clause 54(3) read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Muhammad Haneef Ramay**, *Speaker*, Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Asembly of the Punjab to meet on Sunday, November 10, 1996 at 3.00 p. m., in the Assembly Chambers, Lahore.

Lahore

4th November, 1996.

MUHAMMAD HANEEF RAMAY
Speaker
PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB"

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چالیسواں اجلاس)

اتوار 10۔ نومبر 1996ء

(یک شنبہ 27۔ جمادی الثانی 1417ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں سہ پہر 3:00 بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـــوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

سورۃ البقرہ آیت 255

اللہ وہ معبود برحق ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ زندہ۔ ہمیشہ رہنے والا۔ اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے۔ ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی بادشاہی (اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ (جلیل القدر) ہے۔

وما علینا الا البلاغ ۝

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ جناب سیکرٹری پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے:

1۔ میاں محمد افضل حیات

2۔ چودھری محمد وصی ظفر

3۔ چودھری محمد اقبال

4۔ میاں عطا محمد خان مانیکا

وزیر اعلٰی پر عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کے طریق کار کا اعلان

جناب سپیکر، اس سے پہلے کہ ہم آج کی کارروائی کا آغاز کریں، میں معزز اراکین کی یاد دہانی کے لیے وزیر اعلٰی کے خلاف قرارداد عدم اعتماد کے متعلق آئین اور قواعد میں مندرج ضروری باتوں کو دہرانا چاہتا ہوں۔

اسلامی جمہوری پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت وزیراعلٰی کے خلاف قرارداد عدم اعتماد اسمبلی کے اراکین کی کل تعداد کا کم از کم بیس فی صد یعنی پچاس اراکین ایوان میں پیش کر سکتے ہیں۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ 18 کے تحت اسمبلی کی کل رکنیت کے کم از کم بیس فی صد ارکان وزیراعلٰی کے خلاف قرارداد عدم اعتماد کا تحریری نوٹس سیکرٹری اسمبلی کو دے سکتے ہیں، جن کی نقول معزز ممبران کو جلد از جلد روانہ کر دی جاتی ہیں اور سات دن گزرنے کے بعد یہ قرارداد ایوان کے ایجنڈے پر لائی جاتی ہے۔ ایوان میں اس قرارداد پر کارروائی مندرجہ ذیل طریقہ کار کے مطابق انجام دی جاتی ہے:

i) قرارداد پیش کرنے کے لیے مقررہ دن سپیکر کے بلوائے جانے پر بھی محرک اس قرارداد کو پیش کر سکتا ہے۔

ii) چونکہ آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت یہ ضروری ہے کہ کم از کم پچاس اراکین یہ قرارداد

پیش کریں' اس لیے سپیکر کے طرف سے اس قرارداد کو دہرایا جاتا ہے اور ممبران سے درخواست کی جاتی ہے کہ جو اراکین اس قرارداد کے پیش کرنے کے حق میں ہوں' وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(iii) اگر قرارداد پیش کرنے کے حق میں کھڑے ہونے والوں کی تعداد پچاس سے کم ہو تو قرارداد dispose of ہو جاتی ہے۔

(iv) اگر قرارداد کی حمایت میں کھڑے ہونے والوں کی تعداد پچاس سے زیادہ ہو تو سپیکر کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ قرارداد عدم اعتماد ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

(v) اس کے بعد سپیکر کی طرف سے اس قرارداد پر رائے شماری کے لیے کوئی دن مقرر کیا جاتا ہے جو آئین کے آرٹیکل 136 کے تابع قرارداد پیش کیے جانے کے تین دن بعد اور سات دن کے اندر ہو گا۔

(vi) قرارداد پر رائے شماری کے لیے مقرر کردہ اجلاس میں سپیکر ایوان کو سوال پیش کرے گا کہ جو اراکین اس قرارداد کے حمایت میں ووٹ دینا چاہتے ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ سیکرٹری اسمبلی ان کی گنتی کریں گے۔ پھر سپیکر اعلان کرے گا کہ جو اراکین قرارداد کی مخالفت کرتے ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔ ان کی گنتی کی جائے گی۔ سپیکر گنتی کے نتیجے کا اعلان کرے گا اور اس کے مطابق قرارداد کا فیصلہ سنا دے گا۔

اب ہم آج کے ایجنڈے کے مطابق وزیراعلیٰ پنجاب منظور احمد وٹو کے خلاف میاں محمد افضل حیات اور دیگر چوراسی (84) اراکین کی طرف سے پیش کردہ قرارداد کو لیتے ہیں۔ اس کا نوٹس آئین کے آرٹیکل (136) اور قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ (18) کے تحت مورخہ 3۔نومبر 1996ء کو سیکرٹری اسمبلی کو موصول ہوا۔ قاعدہ (18) کے تحت اس قرارداد کو سات دن کے بعد آج ایجنڈے میں شامل کیا گیا ہے۔ لہذا بیان کردہ طریق کار کے مطابق اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں اور میں دعوت دیتا ہوں کہ ایجنڈے میں شامل قرارداد کے محرکین میں سے کوئی فاضل رکن اپنی قرارداد پیش کرے۔ کون صاحب پیش کریں گے؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جناب وصی ظفر۔

وزیر اعلٰی پنجاب پر عدم اعتماد کی قرارداد

چودھری محمد وصی ظفر: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں،

"کہ قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 18 جو کہ آئین کے آرٹیکل (136) کے تابع پڑھا جائے کے تحت وزیراعلٰی پنجاب میاں منظور احمد وٹو پر ہمیں اعتماد نہ رہا ہے۔ لہٰذا یہ ایوان میاں منظور احمد وٹو وزیر اعلٰی پنجاب پر عدم اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے،

"کہ قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 18 جو کہ آئین کے آرٹیکل (136) کے تابع پڑھا جائے کے تحت وزیراعلٰی پنجاب میاں منظور احمد وٹو پر ہمیں اعتماد نہ رہا ہے۔ لہٰذا یہ ایوان میاں منظور احمد وٹو وزیر اعلٰی پنجاب پر عدم اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔"

جو ممبران اسمبلی اس قرارداد کے پیش کیے جانے کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں تاکہ گنتی کی جا سکے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

میاں محمد افضل حیات اور چودھری محمد وصی ظفر اور دیگر اراکین کی طرف سے جو قرارداد ایوان میں پیش ہوئی اس کو 93 اراکین اسمبلی کی حمایت ہے جو مطلوبہ تعداد سے زیادہ ہے۔ لہٰذا میاں منظور احمد وٹو وزیر اعلٰی پنجاب کے خلاف قرارداد عدم اعتماد پیش کر دی گئی ہے۔ اب میں اس قرارداد پر رائے شماری کے لیے 16 نومبر 1996 کا دن مقرر کرتا ہوں اور اجلاس کو 16۔ نومبر 1996 صبح گیارہ (11.00) بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چالیسواں اجلاس)

ہفتہ 16۔ نومبر 1996ء

(یک شنبہ 4۔ رجب المرجب 1417ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 11.00 بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ
الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝
ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِا

سورۃ التکاثر آیات 1 تا 8، سورۃ العصر آیات 1 تا 3

(لوگو) تم کو (مال کی) بہت سی طلب نے غافل کر دیا ۝ یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں ۝ دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا ۝ پھر دیکھیں تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا ۝ دیکھو! اگر تم جانتے (یعنی) علم الیقین (رکھتے تو غفلت نہ کرتے ۝ تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے ۝ پھر اس کو (ایسا) دیکھو گے (کہ) عین الیقین (آجائے گا) ۝ پھر اس روز تم سے (شکر) نعمت کے بارے میں پرسش ہو گی؟

عصر کی قسم ۝ کہ انسان نقصان میں ہے ۝ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ معزز اراکین کو علم ہے کہ میاں منظور احمد وٹو وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف عدم اعتماد کی جو قرارداد ایوان میں 10 نومبر 1996ء کو پیش کی گئی تھی۔ آج اس پر آئین کے آرٹیکل 136(2) اور قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 18(4) کے تحت رائے شماری ہو گی۔ میری طرف سے اس قرارداد پر مبنی سوال ایوان میں پیش کیا جائے گا اور اس پر کسی بحث و مباحثے کے بغیر رائے شماری ہو گی۔ قرارداد کے حق میں جانے والے اور خلاف جانے والے اراکین کی گنتی کی جائے گی۔ اگر قرارداد کو کم از کم 125 اراکین کی حمایت حاصل ہو گئی تو قرارداد منظور شدہ تصور کی جائے گی۔ بصورت دیگر یہ قرارداد مسترد تصور ہو گی۔

پوائنٹ آف آرڈر

جس سپیکر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک کا نوٹس آ جائے کیا وہ ایوان کی صدارت کر سکتا ہے؟

سید تابش الوری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں میں بول رہا ہوں۔ اب اس پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ تشریف رکھیں۔ اب یہ قرارداد پیش ہو جائے گی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! Point of order Other than that point.

جناب سپیکر، جس point پر بحث ہو رہی ہے اس پر ہو سکتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، میں بات کر رہا ہوں۔ کوئی پابندی نہیں ہے۔ وہ اپنی جگہ پر ریزولیوشن ہے۔ ہاؤس intact ہے۔ اس پر کوئی ممبر بھی پوائنٹ آف آرڈر، جو کہ related with the Constitution یا rule ہے۔ اس پر تو کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں یا مجھے آپ اس رول کا حوالہ دے دیں جس کے تحت آپ نے پابندی لگائی ہے۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر زیر بحث مسئلے کے حوالے سے ہی ہوتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر کسی مسئلے پر بھی جو related with the Constitution ہے، اس پر ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر، اس پر آج بحث نہیں ہو سکتی۔

سید ظفر علی شاہ، صرف اس پر بات نہیں کر سکتے۔ وہ اور بات ہے اس پر ہم پوائنٹ آف آرڈر کرنا چاہتے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! آپ اس اجلاس کی صدارت نہ فرمائیں' چونکہ آپ کے خلاف تحریک عدم اعتماد آ چکی ہے اور یہ پارلیمانی اور جمہوری اقدار کا تقاضا ہے' جمہوری اخلاق کا تقاضا ہے کہ آپ اس کے بعد اجلاس کی صدارت نہ فرمائیں۔ یقیناً قاعدے کے مطابق اس اجلاس کی صدارت آپ کے لیے ممانعت ہے جس میں آپ کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش ہو۔ لیکن جو پارلیمانی روایات ہیں' جو اخلاقیات ہیں اس کے تحت یہ مناسب ہو گا کہ آپ آج کے اجلاس کی صدارت نہ فرمائیں۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کا پوائنٹ سن لیا ہے۔ صرف اس بات کی پابندی ہے کہ جس روز میرے خلاف عدم اعتماد کی تحریک کا فیصلہ ہو گا اس اجلاس کی صدارت میں نہیں کر سکتا۔ ورنہ تو روز ایک ممبر سپیکر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کر سکتا ہے۔ یہ رد کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے،

> کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 18 کے تحت' جو کہ آئین کے آرٹیکل 136 کے تابع پڑھا جائے کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو پر اس ایوان کو اعتماد نہ رہا ہے۔ لہٰذا یہ ایوان میاں منظور احمد وٹو وزیر اعلیٰ پنجاب پر عدم اعتماد کا اظہار کرتا ہے.....

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر اعلیٰ کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد کی واپسی کی تحریک

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! چونکہ میں اس تحریک کا محرک تھا۔ قاعدہ 171 کے تحت میں جناب سے عرض کروں گا کہ ہائی کورٹ کے فیصلے میں ایک بات آئی تھی کہ میاں منظور وٹو اگر اسمبلی تحلیل کریں گے تو خود بخود ان کی رٹ ڈسمس تصور ہو گی۔ ہم نے اس خدشے کے پیش نظر کہ کہیں اسمبلی تحلیل نہ کر دی جائے اور سپریم کورٹ اس کو upset نہ کر دے' یہ تحریک عدم اعتماد پیش کی تھی۔ میں اس کو واپس لینے کی قرارداد پیش کرتا ہوں۔ (شور)

جناب سپیکر، جی' شاہ صاحب۔

پوائنٹ آف آرڈر

آیا وزیر اعلیٰ کے خلاف پیش کردہ عدم اعتماد کی قرارداد کی واپسی کے لیے کل اراکین کی اکثریت درکار ھے یا حاضر اراکین کی اکثریت؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اب چونکہ یہ آئین اور قواعد کی بات ہے' محرکین میں سے ایک نے ابھی قاعدہ 171 کا حوالہ دیتے ہوئے اپنی تحریک کو withdraw کیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ شاید ان کے پاس اپنی تعداد پوری نہیں' یا کم ہے۔ (شور۔۔۔۔ "گن لیں" کی آوازیں) جناب سپیکر! اگر اس ٹولے کو شور و غوغا کی عادت نہ ہوتی۔۔۔۔ میری بات مکمل ہونے دیں۔ 171 کے حوالے سے ان کو یہ قرارداد vote of no confidence کی' withdraw کرنے کے لیے 125 ممبران کی تعداد ضروری ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' majority

سید ظفر علی شاہ، اس لیے 125 ممبران اس کو withdraw کریں گے۔ آپ 171 کو پڑھ لیں۔

جناب سپیکر، میں دیکھ رہا ہوں۔ قاعدہ 171 کے تحت یہ leave of the Assembly سے واپس ہو سکتی ہے اور leave of the Assembly اگر کہیں specified نہ ہو تو sitting majority کے ساتھ ہوتی ہے۔ (شور)

سید ظفر علی شاہ، 171 کو پڑھ لیں۔

جناب سپیکر، میں نے study کیا ہوا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، ذرا مجھے پڑھ کر جائیں۔

جناب سپیکر، میں آئین کا آرٹیکل 55 آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ الوری صاحب! آپ تشریف رکھیے۔

55. Subject to the Constitution, all decisions of the National Assembly shall be taken by majority of the members present and voting, but the person presiding shall not vote except in the case of equality of votes

آئین کے مطابق withdrawal کا فیصلہ majority of the present members کے تحت ہوگا۔ یہ میں نے اپنی رائے دے دی ہے۔ یہ میری رولنگ ہے۔ اس پر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ (شور)

میں رولنگ دے چکا ہوں۔

وزیر اعلیٰ کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد کی واپسی کی تحریک

(----------جاری)

جناب سپیکر، اب یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"کہ میاں منظور احمد وٹو چیف منسٹر پنجاب کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک واپس لے لی جائے۔"

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں، میں رولنگ دے چکا ہوں۔ (شور)

کیا ہاؤس اس تحریک کو واپس لینے کی اجازت دیتا ہے؟ گنتی کر لیں--- گنتی کی گئی۔(شور)

اب آپ حضرات تشریف رکھیں اور جو اس کے خلاف ہیں کہ یہ واپس لی جائے، وہ کھڑے ہو جائیں۔

(کوئی فاضل رکن کھڑے نہ ہوئے)

جناب سپیکر، 127 ارکان کی حمایت سے تحریک واپس ہوتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آوازیں، نعرہ بازی (اب راج کرے گی بے نظیر۔ وزیر اعظم بے نظیر)

MR SPEAKER: I call the House to order.

معزز ممبران حزب اختلاف، نعرہ بازی (وزیر اعظم نواز شریف)

جناب سپیکر، سنیں، I call the House to order. یہ تحریک عدم اعتماد واپس لے لی گئی ہے۔

چونکہ یہ اجلاس میاں منظور احمد وٹو وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پر کارروائی مکمل کرنے کے لیے بلایا گیا تھا اور چونکہ اس اجلاس کی کارروائی اب مکمل ہو چکی ہے لہٰذا میں اجلاس کو فوری طور پر prorogue کرتا ہوں۔

In exercise of powers conferred on me under clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Muhammad Haneef Ramay**, *Speaker*, Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Procincial Assembly of the Punjab with immediate effect.